جانِ دوعالم ﷺ کے 350 نادر تبرکات

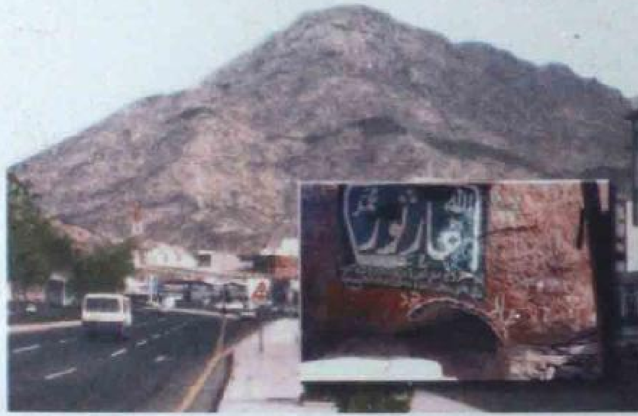


تبرکاتِ نبوی ﷺ

کا تصویری البم

مؤلف: مولانا ارسلان بن اختر میمن















حضور ﷺ کے مبینہ تبرکات کا پہلا منفرد مجموعہ

تبرکاتِ نبوی ﷺ کا تصویری البم

مرتب

مولانا ارسلان بن اختر میمن

شعبہ تحقیق و تصنیف
مکتبہ ارسلان
بنوری ٹاؤن، کراچی
فون: 0333-2103655

مکتبہ ارسلان اُردو بازار، کراچی۔
فون:0333-2103655

خط و کتابت کا پتہ: نفیس اکیڈمی اردو بازار، کراچی۔ فون: 2722080

نام کتاب .... تبرکاتِ نبویؐ کا تصویری البم

جامع و مرتب .... مولانا ارسلان بن اختر میمن

اشاعت اوّل 05-02-2008

اسٹاکسٹ: نفیس اکیڈمی اردو بازار، کراچی۔ فون: 2722080

ملنے کا پتہ:

کراچی: کتب خانہ مظہری گلشن اقبال نمبر 2، کراچی۔ فون: 4992176 نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی۔
ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن 4914596، مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی
اسلامی کتب خانہ نزد بنوری ٹاؤن۔ دارالاشاعت اردو بازار، کراچی۔ علمی کتاب گھر اردو بازار، کراچی۔

لاهور: مکتبہ رحمانی غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور۔ ادارہ اسلامیات انارکلی بازار، لاہور۔
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار، لاہور۔

راولپنڈی: مکتبہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔

ملتان: ادارہ اشاعت الخیر
0300-7301239، 061-4514929

مولانا ارسلان بن اختر اکابر کی نظر میں

محمد یوسف لدھیانوی

نائب امیر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

شہید الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ارسلان بن اختر کی کتاب ''علامات محبت'' کی تقریظ میں لکھا ہے کہ! زیر مجموعہ میں حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب کے مسترشد'' محمد ارسلان بن اختر'' نے نہایت محنت وعرق ریزی سے سلاست سے معمور اور مستند حوالوں سے مزین زیر نظر کتاب مرتب فرمائی ہے جو کہ تحسین اور لائق اعتماد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو امت مسلمہ کیلئے نافع بنائے۔ آمین!!!



العارض....

باسمہٖ تعالیٰ شانہٗ

HAKIM MUHAMMAD AKHTAR
KHANQAH IMDADIA ASHRAFIA
ASHRAFUL MADARIS

حکیم محمد اختر عفا اللہ عنہ
ناظم: مجلس اشاعۃ الحق
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ / اشرف المدارس

کتاب ''اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں'' ۳۰۰ کتابوں سے مستند ہے۔ جس میں صوفی مولوی ارسلان سلمہٗ نے اپنے فطری ذوق عاشقانہ عارفانہ سے محبت اور معرفت کے نہایت مفید مضامین جمع کئے ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ کتاب اور موصوف کی دیگر کتابوں کا مطالعہ امت مسلمہ کیلئے معرفت اور محبت خداوندی کے حصول میں نہایت مفید ثابت ہوگا۔ دل سے دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ موصوف کی تصنیف اور تالیف کردہ کتابوں کو امت مسلمہ کیلئے نہایت مفید بنا کر قارئین اور معاونین کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ العارض حکیم محمد اختر عفا اللہ عنہ

Dr. Mufti Nizamuddin Shameai
Sheikh-ul-Hadees
Jamiat-ul-Uloom-Il Islamiyyah,
Allama Mohammad Yousuf
Banori Town, Karachi-5. PAKISTAN



ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی
شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

مولوی ارسلان بن اختر کی کتاب ''نماز میں خشوع وخضوع'' میں اقوال سلف کا اچھا ذخیرہ ہے۔ خصوصاً دوسرے حصے میں خشوع وخضوع کی صفت پیدا کرنے کے طریقے خوب بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو امت کیلئے نافع بنائے۔ آمین!!!

بندہ نے عزیز مولوی ارسلان کی کتاب ''حصول ولایت'' دیکھی، ماشاء اللہ اس مقصد کیلئے انتہائی نافع اور مفید ہے اس کتاب کے مضامین بھی ماشاء اللہ بہت اونچے ہیں انشاء اللہ اس کے پڑھنے سے ہر شخص میں محبت الٰہی کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی محنت کو اپنی مخلوق کیلئے باعث ہدایت بنائے۔ آمین!!!

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے ''گناہوں کا سمندر'' نامی کتاب میں دوران تقریظ لکھا ہے بندہ مولوی ارسلان کی محنت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ آمین!!!

۸ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

مولانا ارسلان بن اختر میمن کی تصانیف

نمبر شمار	کتاب کا نام	قیمت
1	بیت اللہ کا تصویری البم	280
2	مسجد نبوی ﷺ کا تصویری البم	320
3	نامور علماء کے مثالی واقعات	230
4	تاریخ کے سنہری واقعات	265
5	حضور ﷺ کا مثالی بچپن	250
6	نامور بچوں کے مثالی واقعات	240
7	سچی حیران کن کارگزاریاں	200
8	موت کے پراسرار واقعات	265
9	حضور ﷺ کے بیان کردہ دلچسپ واقعات	270
10	اکیسویں اور بیسویں صدی کے سچے واقعات 2 جلد	475
11	مولانا طارق جمیل صاحب کے 10 بیانات کے کتابچے	310
12	وجوہات محبت (بندوں کی اللہ سے محبت کی وجوہات)	100
13	اللہ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ تقریظ	240
14	اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر مولانا نظام الدین شامزئیؒ تقریظ	225
15	محبت الٰہی کے راستے	150
16	گناہوں کا سمندر اور محبت الٰہی کی وسعت	190
17	نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے طریقے	150
18	جوانی ضائع کرنے کے نقصانات	70
19	علامات محبت مولانا یوسف لدھیانویؒ پسند فرمودہ	310
20	اللہ کے دوستوں کے حالات (اولیاء اللہ کے حالات)	70
21	اللہ کا پیارا بننے کا طریقہ (دعوت وتبلیغ پر تحقیقی کتاب)	100
22	اللہ سے تعلق قائم کرنے کا طریقہ (نفسانی خواہشات کی مذمت)	110
23	جدید مستند مجموعہ وظائف	85Net
24	عبرت انگیز بیانات (مولانا طارق جمیل صاحب کے 20 اثر انگیز بیانات)	275
25	دلچسپ اصلاحی واقعات (مولانا طارق جمیل صاحب کے بیان کردہ)	285
26	دلچسپ عبرت انگیز واقعات (ہزاروں کتابوں سے منتخب واقعات)	150
27	دلچسپ حیرت انگیز واقعات (ہزاروں کتابوں سے منتخب واقعات)	150
28	دلچسپ اثر انگیز واقعات (ہزاروں کتابوں سے منتخب واقعات)	150
29	ہنستے ہنساتے واقعات (اکابر کے مزاحیہ واقعات)	225
30	دلچسپ انوکھے واقعات (ہزاروں کتابوں سے منتخب واقعات)	150
31	صحابہ کے سبق آموز حالات	275
32	اللہ کے عاشقوں کے حالات (2 جلد کا سیٹ)	375
33	اللہ کے دیوانوں کے محبت بھرے واقعات	275
34	رب کریم کا گنہگاروں سے پیار	275
35	خوف خدا کے سچے واقعات	284
36	اللہ والوں کی دنیا سے بے رغبتی	240
37	خواتین کے مثالی واقعات	265
38	گناہوں کا خوفناک انجام (سائز 23x36)	265
39	رزق حلال کی برکتیں	255
40	واقعات کی دنیا 4 کلر انڈونیشین پیپر	375
41	واقعات کا خزانہ 4 کلر انڈونیشین پیپر	375
42	فضائل حفظ قرآن (مولانا قاری محمد طاہر رحیمی)	240
43	روٹھے رب کو منالو سائز 16=23x36	190
44	حفاظت نظر کے 50 انعامات سائز 16=23x36	220
45	گناہوں سے بچئے اللہ کا محبوب بنئے	70
46	مواعظ مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہٗ	240
47	بیانات مولانا طارق جمیل مدظلہٗ (اول)	200
48	مواعظ مولانا طارق جمیل (دوم)	225
49	خطبات طارق جمیل	225
50	مسنون اذکار (کارڈ)	7 Net

مولانا ارسلان بن اختر کی نئی تصانیف

نمبر شمار	کتاب کا نام	قیمت
53	گناہوں سے بچنے کے انعامات	440
54	اللہ سے دوستی کے انعامات	275
55	لذت ترک گناہ	260
56	سیرت النبی کے انمول واقعات	330
57	تبلیغ کی محنت انعامات کی بارشیں (مولانا طارق جمیل)	200
58	اللہ کا تعارف (مولانا طارق جمیل)	290
59	پراسرار ازدھا اور جنتی لاٹھی (موسیٰ کے تین سو واقعات)	255
60	مالی پریشانیوں کا نبوی حل	310
61	سکون دل کے نبوی راستے	520
62	تبرکات نبوی ﷺ کا تصویری البم NET	600

4 کلر پاکٹ سائز کتب + انڈونیشین پیپر

نمبر شمار	کتاب کا نام	قیمت
63	گناہوں کا خوفناک انجام	82 NET
64	عذاب قبر کے دہشتناک واقعات	82 NET
65	درود شریف کی برکات	82 NET
66	اللہ کو اپنا بنالو.....(طارق جمیل) Vol. 1	72 NET
67	اللہ سے دوستی کرلو.(طارق جمیل) Vol. 2	72 NET
68	اللہ سے صلح کرلو.(طارق جمیل) Vol. 3	72 NET
69	شان محمد ﷺ کے مثالی واقعات	92 NET
70	تبرکات نبوی ﷺ کا تصویری البم 4 کلر آرٹ پیپر	450NET
71	ندامت کے آنسو	82 NET
72	نیکیوں کے پہاڑ سیکنڈوں میں	50 NET
73	آپ کے پریشانیوں کا حل وظائف نبوی ﷺ کی روشنی میں	72 NET
74	روٹھے رب کو منالو	82 NET
75	نیک اعمال کی برکات	82 NET
76	عذاب قبر کا تصویری البم (سائز 16=23x36) (4 کلر آرٹ پیپر)	300 NET

نوٹ: مذکورہ کتب میں جو ریٹ لکھے ہوئے ہیں وہ 05-08-09 کے ہیں بعد میں اگر کسی کتاب کے ریٹ بڑھیں تو براہ مہربانی کتب فروش سے بحث نہ کریں۔

کتاب کے چند اہم ابواب

فہرست

..... باب نمبر 2 116

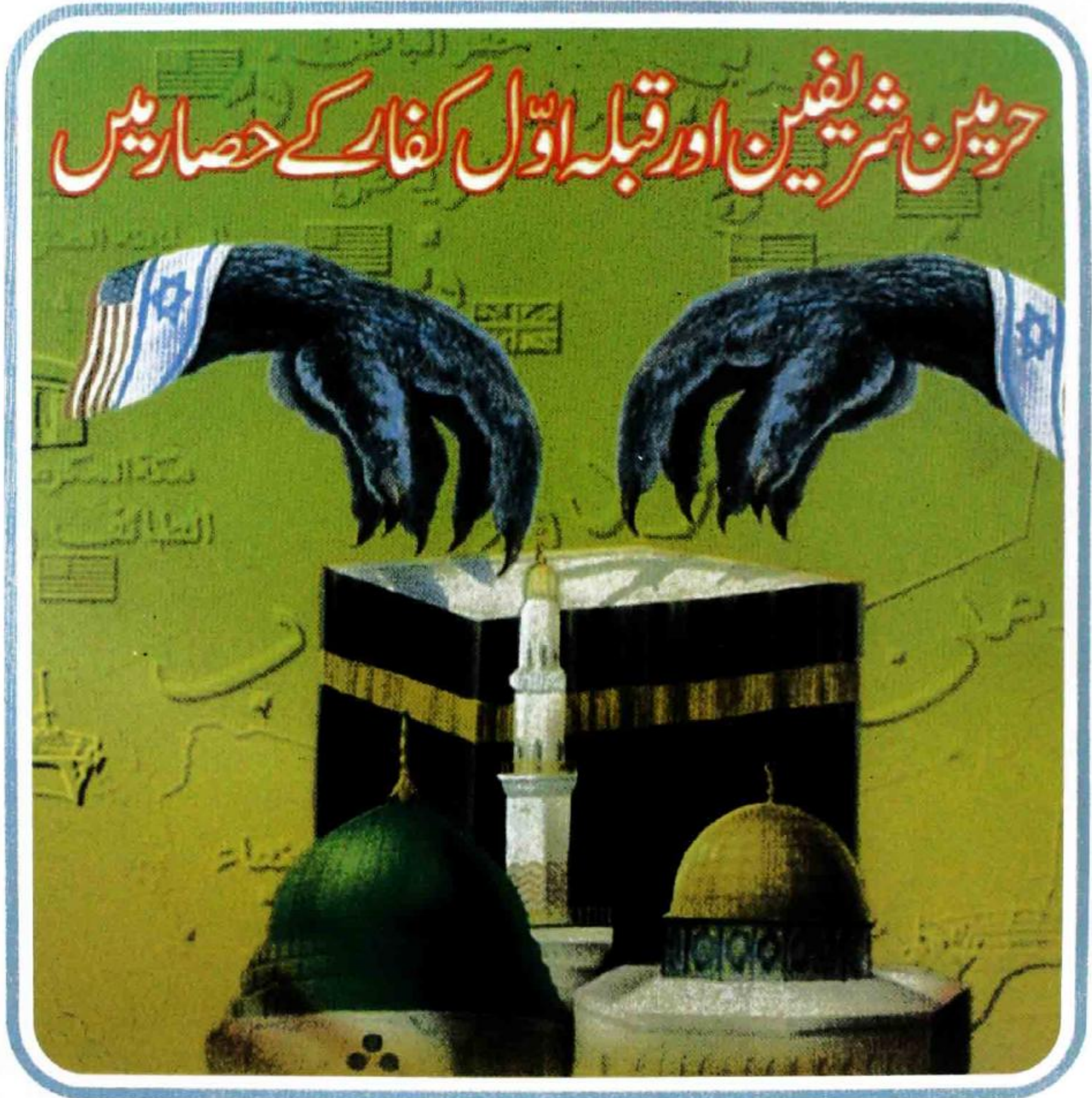
حضور ﷺ کی مکہ سے مدینہ ہجرت 116

....باب نمبر5....

مکہ و مدینہ منورہ کے تاریخی کنویں

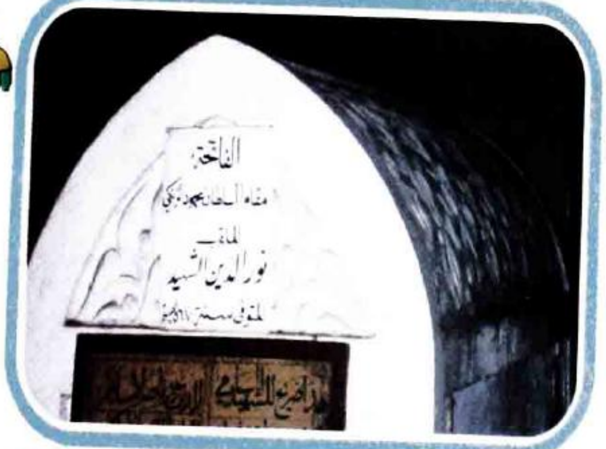
....باب نمبر6....

مکہ و مدینہ کی مشہور مساجد

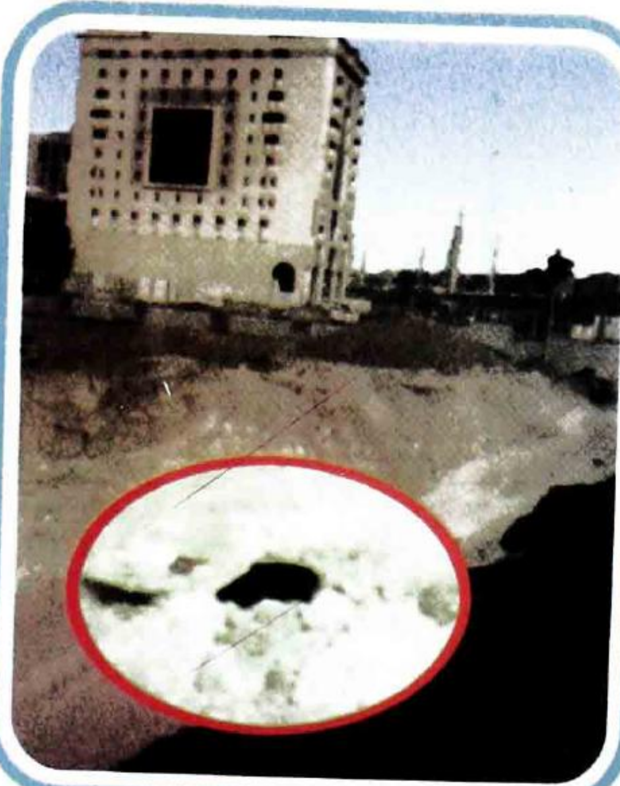

حرمین شریفین اور قبلہ اوّل کفار کے حصار میں

حضور ﷺ کے جسم مبارک کو چرانے کی عیسائی سازش

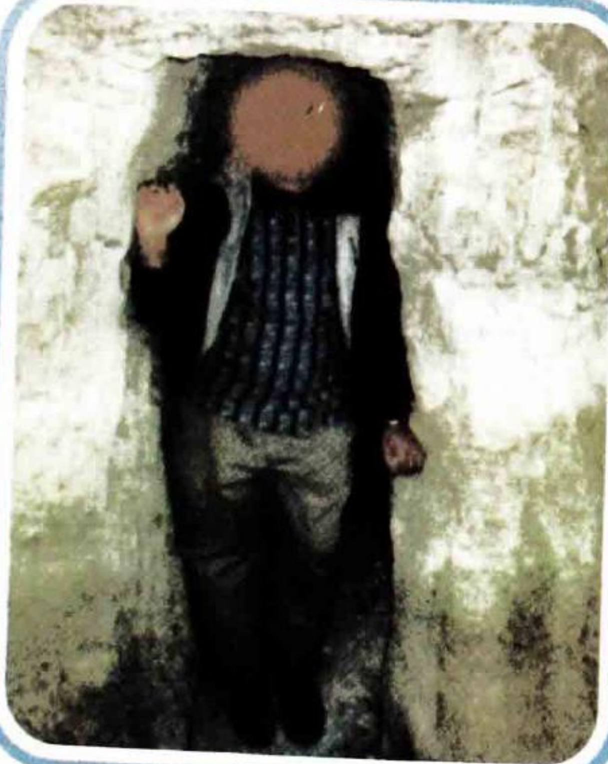
مسجد نبوی ﷺ کی جدید توسیع کی حالیہ کھدائی میں وہ سرنگ برآمد ہوئی ہے جس کے ذریعہ دو یہودیوں نے حضور ﷺ کے جسم اطہر کو روضہ رسول سے چرانے کی سازش کی تھی پھر سلطان نورالدین زنگیؒ جو کہ شام کے بادشاہ تھے۔ ۱۱۱۸ء میں ان کو 3 مرتبہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی جس میں حضور ﷺ نے فرمایا اے سلطان مجھے 2 راہبوں سے بچاؤ یہ حکم ملتے ہی سلطان 20 سپاہیوں کے ساتھ 16 دن میں مدینہ منورہ پہنچے وہاں تحقیق کے بعد 2 راہبوں کا پتہ چلا کہ یہ لوگ مدینہ میں نئے ہیں اور مشکوک معلوم ہوتے ہیں چنانچہ سلطان جب ان کے خیمہ تک گئے تو دیکھا خیمہ کے بیچ میں چٹائی کے نیچے سرنگ بنی ہوئی تھی جو آپ ﷺ کی قبر تک پہنچ گئی تھی۔ چنانچہ سلطان نے ان دونوں کو قتل کیا اور حضور ﷺ کے روضہ مبارک کے چاروں طرف کئی فٹ لمبی خندق کھود کر اس میں سیسہ بھر دیا تا کہ آئندہ کوئی ایسی سازش نہ کر سکے۔



سلطان نورالدین زنگیؒ کی قبر مبارک

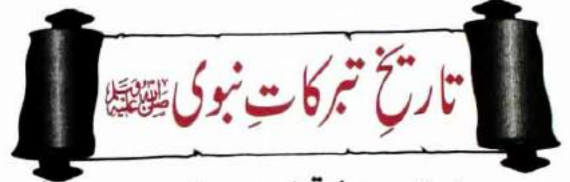


مسجد نبوی کی توسیع کے دوران کھدائیوں میں برآمد ہونے والی وہ سرنگ جو عیسائی راہبوں نے بنائی تھی



سرنگ کی چوڑائی اور لمبائی دیکھی جا سکتی ہے یہ اس کا دروازہ ہے اور قبر مبارک تک اسی گہرائی سے کھودی گئی تھی۔ (تصویر بشکریہ مصباح الدین)

باب نمبر 1



عموماً کلام میں مستعمل الفاظ، برکت، برکات، تبارک، مبارک وغیرہ سب ایک ہی مادہ ''برک'' سے بنے ہیں۔ امام راغب اصفہانی نے کہا کہ برکت کا معنی ہے ''کسی چیز میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے خیر کا ثابت ہونا۔''

سب سے بابرکت ذات قرآن مجید کہتا ہے: ''تبارک الذی بیدہ الملک'' برکت والی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں حکومت ہے۔

قرآن اور برکت ''ھذا ذکر مبارک انزلناہ'' یہ برکت والا ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام بھی مبارک ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے: ''وجعلنی مبارکا اینما کنت۔''

ترجمہ: میں جہاں کہیں بھی ہوں اللہ نے مجھے بابرکت بنایا ہے۔

''و بارکنا علیہ و علیٰ اسحاق۔''

ترجمہ: ہم نے اس (ابراہیم) اور اسحاق پر برکتیں نازل کیں۔

بعض مقامات بھی مبارک ہیں ''وبارکنا فیھا''

ترجمہ: اور علاقہ شام میں ہم نے برکت رکھی ہے۔



تبرکات کی اہمیت پر قرآن وحدیث اور اقوال انبیاء کے ناقابل تردید ثبوت۔

آثار انبیاء کے اثبات پر قرآنی شواہد اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

''ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا و ھدی للعالمین فیہ آیات بینت مقام ابراھیم۔''

ترجمہ: ''بے شک سب میں پہلا گھر کہ لوگوں کے لئے مقرر فرمایا گیا ہے وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہاں کو راہ دکھاتا، اس میں کھلی نشانیاں ہیں۔ ابراہیم کے کھڑے ہونے کا پتھر جس پر کھڑے ہو کر انہوں نے کعبہ بنایا، ان کے قدم پاک کا نشان اس پتھر پر نقش ہو گیا''۔

ابراہیمؑ کے قدموں کے نشانات تفسیر کبیر میں ہے: کعبہ معظمہ کی ایک فضیلت مقام ابراہیم ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ السلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیر قدم آیا تر مٹی کی طرح نرم ہو گیا۔ یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام کا قدم مبارک اس میں نقش گیا اور یہ خاص قدرت الٰہیہ و معجزہ انبیاء ہے۔ پھر جب ابراہیم علیہ السلام نے قدم اٹھایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سختی پیدا کر دی کہ وہ نشان قدم محفوظ ہو جائے۔ پھر اسے حق سبحانہ نے مدتہا مدت باقی رکھا۔ تو یہ اقسام اقسام کے عجیب وغریب معجزے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔

ارشاد العقل السلیم میں ہے: اسی ایک پتھر کو اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں بیان فرمایا۔ اس لئے کہ اس میں ابراہیم علیہ السلام کا نشان قدم ہو جانا ایک، اور ان کے قدموں کا گٹوں تک اس میں پیر جانا، دو۔ اور پتھر کا ایک ٹکڑا نرم ہو جانا باقی کا اپنے حال پر رہنا، تین۔ اور معجزات انبیاء سابقین علیہم السلام میں اس معجزہ کا باقی رکھنا، چار۔ اور باوجود کثرت اعداء ہزاروں برس اس کا محفوظ رہنا، پانچ۔ یہ ہر ایک بجائے خود ایک آیت معجزہ ہے۔

مولیٰ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"قال لهم نبيهم ان آية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينه من ربكم وبقية مما ترك آل موسىٰ وآل هارون تحمله الملئكة ان في ذالك لاية لكم ان كنتم مومنين."

ترجمہ: "بنی اسرائیل کے نبی شموئیل علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ سلطنت طالوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکینہ ہے اور موسیٰ و ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں۔ فرشتے اسے اٹھا کر لائیں بے شک اس میں تمہارے لئے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو"۔

نبی ﷺ کے آثار و تبرکات شریفہ کی تعظیم مسلمان کا فرض عظیم ہے۔ تابوت سکینہ جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے، جس کی برکت سے بنی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے رہے۔ اس میں کیا تھا "بقية مما ترك ال موسىٰ و هارون" موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور نعلین مبارک اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ وغیرہ۔

متروکات نبی ﷺ

سیرت پاک کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں متروکات نبی ﷺ کی سب سے زیادہ مستند فہرست حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے کتاب "سید المرسلین" کے صفحہ ۸۰ میں لکھی ہے۔ ذیل میں ہم اس کی نقل پیش کرتے ہیں۔

وصال کے بعد آنحضرت ﷺ نے یہ چیزیں چھوڑیں:

1) دو یمنی چادریں، ایک یمانی آزار بند، دو عدد صحاری کپڑے، ایک صحاری اور ایک سحولی قمیض، ایک یمنی جبہ، ایک منقش چادر تین یا چار عدد چھوٹی دیوار والی ٹوپیاں، ایک رنگ دار لحاف۔

2) آنحضرت ﷺ کے پاس چمڑے کا ایک تھیلا بھی تھا جس میں آئینہ، کنگھی، سرمہ دان اور مسواک رکھا کرتے تھے۔

3) سرور عالم ﷺ کا بچھونا چمڑے کا تھا، اس میں روئی کی جگہ کھجور کے پتے بھرے ہوتے تھے۔

4) آنحضرت ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا، جس پر مضبوطی کے لئے تین جگہ چاندی کے پترے لگے ہوئے تھے، کانچ کا ایک برتن حنا وغیرہ کے استعمال کے لئے تھا، جب حضور ﷺ اپنے سر مبارک میں حرارت محسوس کرتے تو حنا استعمال فرماتے تھے۔

5) آپ ﷺ کے پاس بلور کا ایک پیالہ، ایک ڈول غسل کے لئے، ایک اور بڑا پیالہ اور ایک پتھر کا برتن بھی تھا۔

6) صدقہ فطر ناپنے کے لئے ایک پیمانہ بھی تھا۔ اس پیمانہ کا وزن 58.5 تولہ تھا۔

7) چاندی کی انگشتری بھی آنحضرت ﷺ کے پاس تھی۔ اس میں نگینہ بھی چاندی کا تھا اور اس پر محمد رسول الله کندہ تھا۔ ایک روایت ہے کہ یہ انگشتری لوہے کی تھی اور نگینے کو چاندی کے ٹانکے سے جوڑا گیا تھا۔

8) شاہ نجاشی نے دو جوڑے موزے آنحضرت ﷺ کی خدمت پاک میں ہدیۃً بھیجے اور آپ نے انہیں استعمال فرمایا۔

9) آنحضرت ﷺ کے کمبل اور عمامہ (جس کو سحاب کہا جاتا ہے) کا رنگ سیاہ تھا۔

10) عام استعمال کے کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے حضور ﷺ کے پاس ایسے بھی تھے جنہیں خاص طور پر جمعہ کے دن پہنا کرتے تھے۔

11) ایک رومال بھی تھا جس کو وضو کے بعد استعمال فرماتے تھے۔

دوسری کتابوں کی بعض روایات کے مطابق آپ کے کچھ ہتھیار مثلاً زرہ، کمانیں، تیر اور ڈھال وغیرہ جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تھیں وہ بھی ترکے میں شامل تھیں۔ ایک چارپائی اور بستر کا بھی ذکر ملتا ہے، یہ ترکہ اس شاہ عرب وعجم کا تھا جس کی ایک جنبش نگاہ پر لوگ اپنی جان قربان کرنے کو دنیا جہاں کی سب سے بڑی دولت سمجھتے تھے اور جس کی فیاضی وسخاوت کی نظیر آج تک کوئی پیش نہ کر سکا۔

ان متروکات کا (Disposal) کیا ہوا اس کے متعلق زیادہ تفصیل معلوم نہیں ہوسکی۔ اور یوں بھی نبی کا ترکہ عوام الناس کی ملکیت ہوجاتا ہے یہ وراثت نہیں ہوتی نہ وارثوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ بعض احادیث میں چند چیزوں کے مسجد نبوی میں کسی جگہ دفن کردینے کی روایات ملتی ہیں اور یہ دفن بھی آپ ﷺ کے وصال کے بہت بعد کی بات ہے۔

ایک نہایت قوی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے ایک تلوار، ایک نیزہ، ایک زرہ، ایک خود، ایک سفید رنگ کا خچر، ایک گھوڑا جس کا نام دلدل تھا اور ایک سانڈنی جس کا نام عضبا تھا اپنے متروکات میں چھوڑا ہے۔ جبکہ لونڈی غلام آپ نے اپنے وصال سے پہلے آزاد کردیئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ سے خلفائے راشدین تک کے تبرکات

۶۷۵ھ میں سلطان ناصر الدین نے مسجد نبوی کے صحن میں ایک گنبد بنانے کا حکم دیا تاکہ آنحضرت ﷺ کے متروکات کو محفوظ رکھا جائے۔ چنانچہ متروکات نبوی میں سے جو میسر ہوئی اس میں رکھی گئیں، ان میں سے ایک اونی چادر اور ایک سوتی چادر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ تھیں۔

یہ چادریں وہ ہیں جن میں آنحضرت ﷺ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور ایک طیالسی جبہ تھا جس کی کفوں پر ریشم لگا ہوا تھا۔ آپ اسے وقتاً فوقتاً پہنا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے اپنے پاس محفوظ رکھا ہوا تھا۔ اس کا ایک حصہ پانی میں بھگو کر یہ پانی مریض کو پلایا جاتا تھا اور وہ صحت مند ہوجاتا تھا۔ اور محفوظات بھی اس میں رکھی گئیں جیسے خانہ کعبہ کی چادر اور جانماز اور جھنڈے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل بیت کی محفوظات وغیرہ ان میں سے کچھ آستانہ (ترکی) کے عجائب گھر میں بھیج دی گئیں۔

آثار صحابہ سے ثابت ہے کہ جس چیز کو کسی طرح آپ ﷺ سے کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہوتا، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تابعین رحمہ اللہ تعالیٰ اور ائمہ دین رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی تعظیم وحرمت اور اس سے طلب برکت فرماتے آئے۔ اور دین حق کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی کہ اس کے لئے کسی سند کی بھی حاجت نہیں۔ بلکہ جو چیز حضور ﷺ کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین میں سے ہے۔ شفا شریف، مواہب لدنیہ اور مدارج شریف وغیرہ میں ہے:

"من اعظامه صلى الله عليه وسلم اعظام جميع اسبابه و مالمسه او عرف به ."

ترجمہ: یعنی رسول ﷺ کی تعظیم میں سے ہے ان تمام اشیاء کی تعظیم جن کو نبی ﷺ سے کچھ علاقہ ہو اور جسے نبی ﷺ نے چھوا ہو یا جو حضور کے نام پاک سے مشہور ہو۔

رسول ﷺ کی تعظیم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور ﷺ سے کچھ علاقہ ہو، حضور ﷺ کی طرف منسوب ہو،

حضور ﷺ نے اسے چھوا ہو یا حضور ﷺ کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو ان سب کی تعظیم کی جائے۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھے۔ کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لئے ایسا شدید حملہ فرمایا جس پر اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کیا اس لئے کہ اس شدید وسخت حملہ میں بہت سے مسلمان کام میں آئے۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرا یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہ تھا بلکہ موئے مبارک کے لئے تھا کہ مبادا اس کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگیں۔

اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا گیا کہ منبر اطہر سید عالم ﷺ میں جو جگہ جلوس اقدس کی تھی اسے ہاتھ سے مس کر کے وہ ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لیتے۔

حضور ﷺ کی ذات اقدس اور آپ کے آثار سے تبرک کا حصول

میرے بھائیوں! اس بات میں قطعاً کوئی شک وشبہ نہیں کہ رسول ﷺ کی ذات بڑی بابرکت ہے۔ رب تعالیٰ نے ان میں ایسی برکت رکھی ہے جو ان ہی کے ساتھ خاص ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کو بخوبی جانتے تھے۔ جیسا کہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت نقل کی ہے کہ: ''نبی ﷺ اپنی آخری مرض الوفات میں اپنے آپ پر معوذات سے دم فرمایا کرتے تھے۔ لیکن جب آپ ﷺ کی طبیعت زیادہ بوجھل ہوگئی تو میں وہ معوذات پڑھتی اور آپ ﷺ کے ہاتھ پکڑ کر ان کے جسم پر پھیرتی۔ بسبب ان کی برکت کے۔''

تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کی برکت سے باخبر تھیں اور ان کے اپنے ہاتھ سے ہی ان کے جسم مبارک پر مسح کرتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس عمل کی توثیق فرمائی۔ یہ نہیں فرمایا کہ تیرے اور میرے ہاتھ میں کوئی فرق نہیں۔ اور یہ برکت عظیمہ آپ ﷺ کا ہی خاصہ تھی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اذن وامر سے ہی حاجت مند کو فیض یاب کرتی تھی۔

آپ ﷺ کے تبرکات کی اہمیت صحابہ کی نظر میں

صحیح بخاری شریف ''کتاب اللباس'' میں عیسیٰ بن طہمان سے روایت ہے:

''قال اخرج الینا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نعلین لھما قبالان فقال ثابت البنانی ھذا نعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔''

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو نعل مبارک ہمارے پاس لائے کہ ہر ایک میں بندش کے دو تسمے تھے۔ ان کے شاگرد رشید ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کی نعل مقدس ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آثار مصطفےٰ ﷺ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ ان کو وہ جگہ دکھائیں جس پر نبی اکرم ﷺ نے بوسہ دیا تھا۔ انہوں نے ناف کے بارے میں بتایا تو اس جگہ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آثار وذریت مصطفوی سے برکت حاصل کرنے کے لئے بوسہ دیا۔

ریشم سے زیادہ نازک ہاتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے کبھی کوئی ریشم رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں چھوا۔ اور نہ کوئی خوشبو حضور ﷺ کے بدن مبارک سے زیادہ خوشبودار سونگھی۔'' اسی طرح بیان کرتے کرتے فرط محبت سے اتنے بے قرار ہوئے کہ گریہ طاری ہوگیا اور زبان پر بے اختیار یہ الفاظ آ گئے۔

حضور ﷺ سے منسوب مشکیزہ: کبشہ صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ سے منہ لگا کر کھڑے کھڑے پانی پیا۔ میں کھڑی ہوئی اور بعد میں اس دہانہ مشک کو کاٹ کر تبرکاً اپنے پاس رکھ لیا۔

مبارک کھجوریں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ چند کھجوریں حضور ﷺ نے ان کو دم کر کے دی تھیں جنہیں انہوں نے ایک توشہ دان میں رکھ لیا تھا اور ان میں ایسی برکت ہوئی کہ ہمیشہ ان میں سے کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ شہادت میں وہ ان کے پاس سے کہیں گم ہو گیا۔ جس کا انہیں بہت صدمہ ہوا۔

وہ اکثر کہتے تھے کہ لوگوں کو ایک غم ہی ہے (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا) اور مجھے آج دو غم ہیں توشہ دان کے کھوئے جانے کا غم اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہو جانے کا غم۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس برکت نبی ﷺ کے فوت ہو جانے کا غم تھا جو ان کھجوروں میں تھی۔

عشاق کی یہی حالت ہوتی ہے کہ محبوب کی ذرا ذرا سی چیز پر جان دیتے ہیں

عشاق کو اس حب منزل محبوب کی بنا پر جنت کی بھی تمنا اسی طمع و اشتیاق میں ہوگی کہ وہاں جنت میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔ جنت میں گو راحت تو انشاء اللہ ملے گی مگر عشاق کو جنت کی اصل تمنا اور آرزو زیادہ اسی لئے ہوتی ہے کہ وہاں حضور ﷺ کی زیارت ہوگی۔ تو گویا جنت میں بھی آپ ﷺ کی ذات بابرکات ہی مقصود ہوگی۔

حضور ﷺ کے مبارک بال حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے ایک سو اونٹ کی قربانی ادا فرمائی۔ ۶۳ اونٹ آپ ﷺ نے خود اپنے دست اطہر سے ذبح کئے اور ۳۷ کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قربانی کی۔ قربانی سے فارغ ہو کر سر مبارک معمر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منڈوایا۔ فرط محبت سے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی بیوی حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے کچھ مبارک بال عنایت فرمائے اور باقی ماندہ بال حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہاتھ سے تمام مسلمانوں میں ایک ایک دو دو کر کے تقسیم کر دیئے۔

حضور ﷺ کا پیالہ مبارک حضرت خداش بن ابی خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور اقدس ﷺ کا استعمالی پیالہ شریف تھا۔ سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی حضرت خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ پیالہ منگواتے اور اس میں آب زمزم رکھ کر پیتے، پھر اپنے چہرے پر اس پانی کے چھینٹے مارتے۔

حضور ﷺ کے نعلین مبارک خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود آپ کے پاس سرکار اقدس ﷺ کے نعلین مقدس اور پیالہ شریف کی گراں بہا دولتیں موجود تھیں۔

حضور ﷺ کا جبہ مبارک سراج العاشقین حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے لئے حضور اکرم ﷺ نے اپنے ایک جبہ مبارک کے متعلق وصیت فرمائی کہ ان تک ضرور پہنچایا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جبہ مبارک ان تک پہنچایا۔

اس روایت پر تقریباً سب علماء اور صوفیاء کا اتفاق ہے۔ شاہ جہان بادشاہ کے پوتے اور شہزادہ دارالشکوہ کے بیٹے مرزا محمد اختر دہلوی نے ''تذکرۃ الاولیاء'' میں ذکر کیا ہے کہ جب وہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر پہنچے اور جبہ مبارک کو چھت کے ساتھ

معلق پایا تو اپنا سر اس کے نیچے جھکا دیا اور کافی دیر تک اسی حالت میں رہے کیونکہ فیوض و برکات اور انوار و تجلیات کا فیضان بہت زیادہ تھا۔

حضور ﷺ کے ناخن مبارک خادم رسول اللہ ﷺ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنی یہ مشاہداتی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ناخن مبارک ترشوا کر غلاموں کو عطا فرمائے۔

لحاف نبوی ﷺ سیدنا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ لحاف اور تہبند سنبھال رکھا تھا جس میں سرکار دو عالم ﷺ کا وصال شریف ہوا۔

چادر نبوی ﷺ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئیں وہ ایک خوبصورت نقش چادر لائی تھیں۔ وہ کہنے لگیں کیا آپ ﷺ اسے پہننا پسند فرمائیں گے؟ تو وہ آپ ﷺ نے لے لی اور آپ کے قبول کرنے کے انداز سے محسوس ہوتا تھا گویا آپ ﷺ کو اس کی ضرورت ہے اور پھر آپ ﷺ نے اسے اوڑھ بھی لیا۔ ایک صحابی نے دیکھا اور کہنے لگا حضرت یہ تو بہت خوبصورت ہے! آپ ﷺ یہ مجھے عنایت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لے لو۔

جب نبی ﷺ مجلس سے تشریف لے گئے تو ساتھیوں نے اس صحابی کو ملامت کیا اور کہنے لگے کہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ جبکہ تم نے دیکھا بھی آپ ﷺ کے انداز سے لگ رہا تھا کہ آپ ﷺ کو اس کی ضرورت ہے اور پھر بھی تو نے وہ مانگ لی۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ جب بھی آپ ﷺ سے کوئی شے مانگی جائے آپ ﷺ انکار نہیں فرماتے۔ وہ کہنے لگا دراصل جب آپ ﷺ نے اسے پہن لیا تو اس کے بابرکت ہونے کے خیال سے مانگ لیا شاید یہ میرا کفن بن سکے۔ (صحیح بخاری)

حضور ﷺ کا پسینہ مبارک مسلم شریف میں ہی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور ان کے ہاں آرام فرماتے۔ اور بعض اوقات وہ گھر پر بھی نہ ہوتیں۔ ایک موقعہ پر آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور بستر پر سو گئے۔ انہیں خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ تو آپ کے گھر کے بستر پر آرام فرما رہے ہیں۔ وہ آئیں اور دیکھا کہ آپ ﷺ کو پسینہ آ رہا ہے اور چمڑے کے بستر کے ایک حصہ پر پسینے کے قطرے جمع ہو گئے ہیں۔

چنانچہ وہ ایک ڈبہ سا لے آئیں اور اُسی میں آپ ﷺ کے پسینے کے قطرات جمع کرنے لگیں۔ اس کیفیت میں آپ ہڑبڑا کر اٹھے اور پوچھا کہ ام سلیم کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ جناب ان مبارک قطرات میں ہم اپنے بچوں کے لئے برکت کے امیدوار ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا درست ہے۔

اور آپ وہاں قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کو نیند آ جاتی تو وہ آپ کا پسینہ اور گرے ہوئے بال جمع کر کے شیشی میں ڈال لیتیں اور پھر دوسری خوشبوؤں میں ملا لیتی تھیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں اپنی خوشبو میں ملا لیتی ہوں۔

(صحیح مسلم)

وضو کا بچا ہوا مبارک پانی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار کے وضو کا پانی لے کر نکلے تو کوئی اس پانی کو لے رہا ہے کوئی دوسرے سے برتری حاصل کر کے مَل رہا ہے۔

شرح مسلم میں اس حدیث کے تحت فرمایا: ''فیہ التبرک باٰثار الصالحین واستعمال فضل طهور هم وطعا مهم و شرابهم ولباسهم۔'' اس میں آثار صالحین سے برکت حاصل کرنے اور ان کے وضو و غسل سے بچے ہوئے پانی اور ان کے

کھانے، پینے اور لباس کے بقیہ کے استعمال کے سلسلہ میں دلیل ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ جناب سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور کہا حضور! میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور میں نے آپ کے وضو والے پانی سے تھوڑا سا پیا۔ پھر میں آپ کی کمر کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور آپ کی پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت بھی دیکھی جو کجاوے بٹن یا گرہ کی مانند تھی۔ (صحیح مسلم)

اسی سلسلہ میں صلح حدیبیہ کے واقعہ میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ یہ روایت لائے ہیں کہ قریش مکہ کا نمائندہ عروہ اصحاب رسول کو نہایت غور سے دیکھتا رہا۔

وہ کہتا ہے کہ جونہی آپ ﷺ تھوکتے تو وہ تھوک بجائے زمین کے کسی صحابی کے ہاتھوں پر پہنچتی اور وہ اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا اگر وہ کوئی حکم دیتے تو سب فوراً بڑھ چڑھ کر اس کی تعمیل کرتے۔ اور جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو اس پانی پر ان کی خوب کھینچا تانی ہوتی اور جب آپ ﷺ بولتے تو آپ کے سامنے وہ آوازیں پست کر لیتے اور عظمت و تکریم کے باعث آپ ﷺ سے نظریں نہ ملاتے تھے۔

سرخ رنگ کے بال مبارک ایک اور روایت میں مالک بن اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہمیں عثمان بن عبداللہ بن موہب سے بیان کیا کہ میرے گھر والوں نے مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المومنین کے ہاں پانی کا پیالہ دے کر بھیجا۔

اسماعیل نے یہ روایت بیان کرتے ہوئے اپنی تین انگلیاں بند کر لیں یہ اشارہ کرتے ہوئے کہ پیالہ چھوٹا سا تھا۔ یا اس میں پانی تھوڑا سا تھا) اس میں رسول اللہ ﷺ کا ایک بال رکھا ہوا تھا۔ تو جسے نظر لگ جاتی تھی یا کوئی تکلیف ہوتی تو وہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں اپنا پانی کا برتن بھیج دیتا۔ اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے اس ڈبیہ میں دیکھا تو سرخ رنگ کے چند بال دکھائی دیئے۔ (صحیح بخاری)

آپ ﷺ نے کس طرف سے کھانا کھایا؟ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے:

"اکل منه و بعث بفضله انی۔"

ایک موقع پر آپ ﷺ نے کھانا کھایا اور بقیہ میری جانب بھیج دیا۔

مسلم شریف میں حدیث ہے: "سأل عن موضع اصابعه فتتبع موضع اصابعه." حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے یہ دریافت فرماتے کہ سرکار نے کہاں انگلیاں رکھ کر تناول فرمایا پھر خاص اسی جگہ سے اٹھاتے۔

شرح حدیث: اس حدیث کے تحت شرح مسلم میں ہے:

"فيه التبرک باثار الخير فی الطعام"۔

ترجمہ: "اس میں کھانے وغیرہ میں بزرگ ہستی سے برکت حاصل کرنے کا ثبوت ہے۔"

شرح مسلم شریف میں عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے: "انی احب تاتینی و تصلی فی منزلی فاتخذه مصلیٰ۔" میری خواہش ہے کہ آپ میرے یہاں تشریف لائیں اور میرے گھر نماز ادا فرمائیں تا کہ میں اسے جائے نماز بنالوں۔

امام ابوزکریا نووی (ولادت ۶۳۱ھ وفات ۶۷۶ھ) اس حدیث کے تحت اپنی شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

''فی ھذاالحدیث انواع من العلم. ففیہ التبرک باثار الصالحین و فیہ زیارۃ العلماء والفضلاء والکبرا واتباعھم وتبریکھم اھاھم.''

اس حدیث سے چند چیزوں کا علم ہوا۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ صالحین کے آثار سے برکت حاصل کی جائے۔ اسی طرح اس سے اہل علم وفضل اور بزرگان کا اپنے معتقدین ومتبعین کی ملاقات کے لئے جانا اور انہیں اپنی برکتوں سے نوازنا بھی ثابت ہوتا ہے۔

اسی حدیث کے نیچے لکھتے ہیں:

''فی حدیث عتبان ھذا فوائد کثیرہ، منھا التبرک بالصالحین وآثارھم والصلوٰۃ فی المواضع التبرک صلوا بھا وطلب التبرک منھم.''

حضرت عتبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بہت فوائد ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: صالحین سے برکت حاصل کرنا۔ ان کے آثار سے برکت لینا۔ جن مقامات پر انہوں نے نماز ادا کی ہو وہیں نماز ادا کرنا۔ ان سے یہ درخواست کرنا کہ ہمیں اپنی برکتوں سے نوازیں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

''ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا بالحلاق وناقل الحالق شقۃ الایمن فحلقہ ثم دعا ابا طلحۃ الانصاری فاعطاہ ایاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ ابا طلحۃ فقال اقسمہ بین الناس.''

ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ نے حجام کو بلا کر سر مبارک کے داہنی جانب کے بال منڈوانے کا حکم فرمایا۔ پھر ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر وہ سب بال انہیں عطا فرما دیئے۔ پھر بائیں جانب کے بالوں منڈوانے کو حکم فرمایا اور وہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے کہ انہیں لوگوں میں تقسیم کردو۔''

خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور ﷺ کے موئے مبارک

عمرہ جعرانہ میں سر اقدس کے حلق کے بعد موئے مبارک تقسیم ہوئے، حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اس کے شاہد اور اس دولت عظمیٰ سے شرف یاب ہیں۔ ایک دوسرے موقع پر حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو داہنی جانب کے سارے موئے مبارک عطا فرما کر بائیں جانب کے موئے مبارک تقسیم کر دینے کا حکم دیا۔ (رواہ الشیخین)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے نامور سپہ سالار تھے۔ فتح ونصرت نے جن کے قدم ہمیشہ چومے انہوں نے نبی کریم ﷺ کے چند موئے مبارک اپنی ٹوپی کے اندر سی لئے تھے اور انہیں اس بات کا پختہ یقین تھا کہ ان موئے مبارک کی برکت سے انہیں اللہ پاک ہمیشہ فتح سے نوازیں گے۔ اس لئے بے دھڑک لاکھوں کے لشکر سے ٹکرا جایا کرتے تھے اور تاریخ بتاتی ہے کہ انہیں کبھی کسی جنگ میں شکست نہیں ہوئی۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ''شفا'' میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ رومیوں کے خلاف ایک جنگ میں ان کے سر سے وہ ٹوپی گر پڑی جس میں حضور ﷺ کے موئے مبارک موجود تھے۔ تو اس کے لئے انہوں نے غنیم پر ایسا سخت حملہ کیا جو ان کے ساتھیوں کو غیر معمولی معلوم ہوا۔ کیونکہ اس حملہ میں بہت سے آدمی ان کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔

جنگ کے بعد ساتھیوں نے جب یہ دریافت کیا کہ اس سے پیشتر آپ نے کبھی اس قدر سخت حملہ نہ کیا تھا پھر آج کیا وجہ ہوئی کہ آپ نے غیر معمولی شجاعت کا مظاہرہ کیا ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے حملہ ٹوپی کی وجہ سے نہیں کیا تھا بلکہ اس میں

حضور ﷺ کے موئے مبارک تھے ان کی وجہ سے کیا تھا۔ مبادا ان کی برکت سے محروم رہ جاؤں اور یہ مبارک بال کفار کے ہاتھ تک پہنچ جائیں۔

فَائِدَة: ان تفصیلات سے اندازہ کیجئے کہ عہد صحابہ میں آثار کریمہ کے ساتھ صحابہ کرام اور عام مسلمانوں کو کس قدر والہانہ وابستگی تھی کس قدر انس تھا، شغف تھا، احترام تھا؟ جب سرکار سے نسبت رکھنے والی چیزوں کا یہ احترام آپ کے وصال کریم کے بعد تھا تو خود حیات طیبہ میں کس قدر شیفتگی رہی ہوگی؟ اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ جب آپ وضو فرماتے تو آپ کے غسالہ وضو کے حاصل کرنے میں بے پناہ سبقت کی جاتی۔

نتیجہ احادیث تبرکات امام ابوزکریا نووی، علامہ عینی، امام ابن حجر عسقلانی، امام احمد بن محمد قسطلانی، ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی جیسے بلند پایہ مستند ائمہ حدیث ان روایات سے یہی نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔

"وفیہ التبرک باثار الصالحین و استعمال فضل طھورھم وطعامھم و شرابھم و لباسھم."

اس میں آثار صالحین سے برکت حاصل کرنے اور ان کے وضو و غسل سے بچے ہوئے پانی اور ان کے کھانے پینے اور لباس کے بقیہ کے استعمال کے سلسلہ میں دلیل ہے۔

موئے مبارک سے شفا اور یہ نتیجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز عمل سے ماخوذ ہے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا مریضوں کو اور نظر لگے ہوئے انسان کو موئے مبارک جس شیشی میں رکھا ہوا تھا اس شیشی کو پانی سے بھر کر وہ موئے مبارک میں ڈبو کر وہ دے دیتیں جس سے اسے شفا ہو جاتی۔

(بخاری کتاب اللباس)

فَائِدَة: الغرض یہ صحیح احادیث اور دیگر روایات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اور جو چیز آپ کے جسم سے الگ ہوئی ہو از قسم بال، پسینہ، لباس یا آپ کے مستعملہ برتن وغیرہ ان میں اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی نے برکت ڈالی ہے جس سے شفاء حاصل کی جاتی تھی اور ان سے دینی واخروی فائدہ کی توقع کی جاتی تھی اور اس خیر و برکت کا دینے والا "رب السمٰوت والارض" ہی ہے۔

آثار تبرکات سے برکت کا حصول حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آثار مصطفٰے ﷺ اور حضرت عبداللہ بن عمر وانس بن مالک اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے کہ وہ آثار مصطفٰے ﷺ سے تبرک حاصل کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ کی نماز کی جگہوں کا قصد کیا کرتے تھے اور ان راستوں کو ڈھونڈتے جن راستوں پر اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی کے پیارے محبوب ﷺ کے مبارک قدم لگے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے پیالے میں بطور تبرک پانی پیتے تھے اور حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس آپ ﷺ کا پیالہ تھا۔

حضور ﷺ کا لباس مبارک اور حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے پاس آپ ﷺ کا لباس تھا۔ اور صحابہ کی ایک جماعت جن میں حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی ہیں کے پاس نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک تھے حتیٰ کہ انہوں نے وصیت کی کہ یہ بال مبارک ان کے ساتھ ان کی قبر میں تبرکاً دفن کر دیئے جائیں اور وہ ان بالوں کے ساتھ تبرک اور توسل حاصل کرتے تھے۔

وضو سے بچے ہوئے پانی کو جسم پر ملنا حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قرادص بیان کرتے ہیں کہ ایک بار نبی کریم ﷺ نے وضو فرمایا اور صحابہ کرام آپ کے وضو والے پانی کو اپنے جسم پر ملنے لگے آپ نے دریافت فرمایا کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟

وہ بولے کہ یہ اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اور اس کے رسول کی محبت

ہیں ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا جسے یہ بات پسند ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرے یا یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اس سے محبت کریں تو اس پر لازم ہے کہ جب بات کرے تو سچ بولے، امانت دی جائے تو ادا کردے اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کرے۔

فَائِدَہ: حضرت شیخ صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اس حدیث کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت ہے اس کی کئی سندیں اور شواہد ہیں جو معجم طبرانی وغیرہ میں وارد ہیں۔ امام منذری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے الترغیب والترہیب ۲۶/۳ میں اس پر حسن کا حکم لگایا ہے۔ اور یہ کہ میں نے اسے "الصحیحہ" میں (۲۹۹۸) درج کیا ہے۔

(التوسل انواعہ واحکامہ)

ایسے ہی یہ روایات جناب محمد رشید رضا کے خیال کی بھی تردید کرتی ہیں۔ انہوں نے کتاب الاعتصام کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ صحابہ کرام کی یہ کیفیت کہ انہوں نے آپ ﷺ کے وضو اور آپ کے تھوک سے تبرک لیا حدیبیہ کے موقع کے علاوہ کہیں اور ثابت نہیں۔ (حاشیہ اعتصام)

واضح رہے کہ صحابہ کرام کا رسول اللہ ﷺ سے تبرک حاصل کرنا کسی غزوہ سے مخصوص نہیں رہا جیسا کہ گزر چکا اور کسی سے انکار بھی وارد نہیں ہے۔

تاہم شیخ البانی صاحب حفظہ اللہ کی یہ بات مجھے از حد پسند آئی ہے کہتے ہیں: یہ اشارہ کرنا ضروری ہے کہ ہم آپ ﷺ کے آثار سے حصول تبرک پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس سے انکار نہیں کرتے جیسا کہ ہمارے متعلق مخالفین دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن اس تبرک کے لئے بھی چند شرطیں ہیں اول یہ کہ متبرک صاحب ایمان ہو، ایسا ایمان جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو۔

جو شخص صحیح طور پر مسلمان نہ ہو اسے یہ برکت وتبرک حاصل نہیں ہو سکتی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تبرک حاصل کرنے والے کو رسول اللہ ﷺ کے آثار میں سے کوئی نہ کوئی شے واقعۃً حاصل ہو اور پھر وہ اسے استعمال بھی کرے۔

اور ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ کے آثار از قسم کپڑے یا بال وغیرہ سب کے سب ختم ہو چکے ہیں۔ اور کوئی شخص قطعی یقین کے ساتھ ان چیزوں کا وجود ثابت نہیں کر سکتا۔ اور جب حقیقت یہی ہے تو ہمارے اس زمانے پر موضوع محض نظری طور پر باقی رہ جاتا ہے نہ کہ حقیقت واقعیہ کی صورت میں، تو اسے طول دینا کسی طرح مناسب نہیں۔ (التوسل وانواعہ واحکامہ ص ۴۶)

میں نے رسول ﷺ کی ذات مقدس اور آپ کے آثار سے حصول تبرک کے دلائل ذکر کر دیئے ہیں تا کہ صورت مسئولہ مکمل طور پر واضح ہو جائے کہ صحابہ کرام کا حصول تبرک آپ ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔ کسی دوسرے کے ساتھ یہ طرز عمل اختیار نہ کرتے تھے۔

حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نے کثرت سے اپنے موئے مبارک صحابہ میں تقسیم فرمائے ہیں اور ظاہر ہے کہ صحابہ شرقاً غرباً منتشر ہو گئے تھے تو اگر کہیں موئے مبارک پایا جائے تو جلدی سے اس کا انکار نہ کر دیا جائے بلکہ اگر سند صحیح سے اس کا پتہ معلوم ہو جائے تب تو اس کی تعظیم کی جائے ورنہ اگر یقینی دلیل نہ ہو (یعنی اس کے اصلی یا نقلی ہونے کے متعلق یقین نہ ہو) تو سکوت کیا جائے یعنی نہ تصدیق کی جائے نہ تکذیب، کیونکہ مشتبہ امور میں شریعت نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ مدینہ شریف میں موئے مبارک بسند معتبر موجود ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی موئے مبارک کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہم نے موئے

مبارک پایا نہیں مگر اتنی خبر سنی ہے کہ دنیا میں موجود ہے سوتسلی کے لئے ہمیں اتنا بھی کافی ہے۔ پھر یہ شعر فرماتے ہیں۔

مرا از زلف تو موئے پسند است
ہوس را رہ مدہ بوئے پسند است

ہمیں تو تمہاری زلف کا ایک بال بھی پسند ہے اور زیادہ ہوس کو چھوڑ کر خوشبو بھی پسند ہے۔

زینب بنت محمد اور تہبند نبوی ﷺ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے غسل وکفن کے واقعہ میں روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنا تہبند ہمارے پاس بھیج دیا کہ اس کو زینب بنت رسول کے کفن کے نیچے پہنا دو۔ حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس حدیث کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ صالحین اور بزرگوں کے آثار وملبوسات سے برکت لینے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ موت کے بعد ان کو کفن میں رکھ دی اجائے مگر قرآن مجید اور دعاؤں کی کتابوں کا کفن میں رکھنا ناجائز ہے کیونکہ ان کا احترام جاتا رہتا ہے اور بدن گل کر نجس ہو جاتا ہے تو یہ نجاست ان کو بھی لگے گی جو ان کتابوں کی سخت توہین اور بے ادبی ہے۔

ممبر نبوی ﷺ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنا ہاتھ منبر نبوی ﷺ پر نشست گاہ نبوی سے مس کر کے اپنی پیشانی کو ملتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز ملبوس نبی ﷺ سے مس کی گئی ہو اس میں برکت ہوتی ہے مگر ان سب کو عید نہیں بنانا چاہئے کیونکہ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ان چیزوں کی قدر صرف اس لئے ہے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی چیزیں ہیں پھر ان کے متعلق احکام بھی تو نبی ﷺ کے ہیں ان کی بھی قدر کرنی چاہئے اور ان کی قدر یہ ہے کہ ان پر عمل کیا جائے۔

یہاں تک تو عہد صحابہ کی گفتگو تھی اب عہد تابعین کا بھی جائزہ لیتے چلیں کہ حضرات تابعین کیسی وابستگی رکھتے تھے آثار کریمہ کے ساتھ۔

مجدد اول خلیفہ راشد سید التابعین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبات عقیدت کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں: حضور اکرم ﷺ کے متروکات وتبرکات میں سے بعض چیزیں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھیں۔

جنہیں انہوں نے ایک کمرہ میں احترام کے ساتھ محفوظ کر رکھا تھا اور ہر روز ایک بار ان تبرکات کی زیارت کیا کرتے تھے۔ سادات واشراف میں سے جب کوئی آپ سے ملاقات کے لئے آتا تو اسے بھی آپ ان کی زیارت کراتے اور عرض کرتے کہ یہی تبرکات تو میرا سرمایہ ہیں اور فرماتے یہ اس ذات کی میراث ہے جس کے سبب اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں عزت وتکریم سے نوازا ہے۔

کمرہ کے اندر رکھے ہوئے تبرکات یہ تھے۔ چارپائی، چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک جوڑا موزہ، چکی اور ترکش جس میں چند تیر تھے۔ تکیہ کے اندر رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کی چکنائی کا اثر تھا، ایک شخص کو سخت بیماری لاحق ہوئی جس سے اسے شفا نہیں مل رہی تھی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے بارے میں ذکر کیا گیا اور پھر آپ کی اجازت سے اس کی چکنائی میں سے کچھ دھو کر بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا گیا جس سے وہ تندرست ہو گیا۔ (مدارج النبوۃ)

بال نبوی ﷺ کی برکات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ایک مرتبہ سخت علیل ہوئے کہ زندگی کی امید جاتی رہی۔ سرکار ابدقرار رحمت عالم ﷺ خواب میں تشریف لائے اور انہیں شفایابی اور عمر

طویل کی بشارت دی مزید آپ کی آرزو کی تکمیل کی خاطر ریش اقدس کے دو بال شریف عنایت فرمائے۔ ان کی برکات و کرامات کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنئے۔ وہ انفاس العارفین میں لکھتے ہیں:

ان دو بالوں کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپس میں گتھے رہتے ہیں مگر جب درود پڑھا جائے تو جدا جدا کھڑے ہوجاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ تاثیر برکات کے منکروں میں سے تین آدمیوں نے امتحان لینا چاہا۔ میں اس بے ادبی پر راضی نہ ہوا مگر جب بحث و مباحثہ طویل ہوگیا تو کچھ عزیز ان مقدس بالوں کو سورج کے سامنے لے گئے۔

اسی وقت بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا حالانکہ سورج بہت گرم تھا اور بادلوں کا موسم بھی نہ تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر منکروں میں سے ایک نے توبہ کی اور دوسرے نے کہا یہ اتفاقی امر ہے۔ عزیز دوسری مرتبہ لے گئے تو دوبارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا اس پر دوسرے منکر نے بھی توبہ کی مگر تیسرے نے کہا یہ تو اتفاقی بات تھی یہ سن کر تیسری مرتبہ موئے مبارک سورج کے سامنے لے گئے۔ سہ بار بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا تو تیسرا منکر بھی توبہ کرنے والوں میں شامل ہوگیا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا: "ایک بار یہ موئے مبارک زیارت کے لئے باہر لے آیا بہت بڑا مجمع تھا۔ ہر چند صندوق تبرک کا تالا کھولنے کی کوشش کی گئی لیکن نہ کھلا۔ میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ فلاں آدمی ناپاک ہے جس کی ناپاکی کی شامت کے سبب یہ نعمت میسر نہیں آرہی ہے۔ عیب پوشی کرتے ہوئے میں نے ان سب کو تجدید طہارت کے لئے حکم دیا وہ ناپاک آدمی بھی مجمع سے چلا گیا اور اس وقت بڑی آسانی سے تالا کھولا گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔"

اس سے یہ بات روشن ہوگئی کہ آثار کریمہ کے ساتھ مسلمانوں کا طرز عقیدت، طرز سلف کا آئینہ دار ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جس کے دل میں بھی عشق و وفا اور وابستگی بارگاہ رسالت مآب ﷺ کا شمع ہوگا وہ یقیناً ان نقوش محبت کو آنکھوں سے لگائے گا۔ سر پہ رکھے گا اور دل میں جگہ دینا اپنی سعادت تصور کرے گا۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاک اور طاہر قلوب اور شفاف ذہن و دماغ انہی تصورات عشق اور ایسے ہی جذبات عقیدت سے لبریز رہا کرتے تھے۔ انہیں تو بس نسبتوں کی تلاش ہوتی تھی سند اور دلیل کی نہیں۔

جستجو جاءِ نماز نبوی ﷺ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی نماز، قیام اور گزر میں اس جگہ کی تلاش و جستجو فرماتے جہاں نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا فرمائی ہو یا تشریف رکھی ہو۔ ایک بار سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھا جہاں نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے پھر وہ ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ارشادات

فائدہ: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۴ھ فیوض الحرمین (ص ۲۰) میں لکھتے ہیں:

"من ارادان يحصل له ماللملاء السافل من الملائكة فلا سبيل الىٰ ذال الا الا عتصام بالطهارات والحلول بالمساجد القديمه التى صلى فيها جماعات من الاولياء."

ترجمہ: "جو یہ ارادہ کرے کہ اسے فرشتوں کے طبقہ زیریں کی برکت حاصل ہو تو اس کا راستہ یہ ہے کہ طہارتوں کی خوب پابندی کرے اور ان پرانی مسجدوں میں داخل ہوتا رہے جن میں اولیاء کی کچھ جماعتیں نماز ادا کرچکی ہوں"۔

نوٹ: مگر یہاں یہ بات یاد رہے کہ بعض لوگ حضور کے

تبرکات میں حد سے زیادہ غلو کر لیتے ہیں اس سے بچنا چاہیے، آج کے زمانہ میں خاص طور پر ہمارے پاکستان میں ہزاروں شخص حضور ﷺ کے موئے مبارک کے دعویٰ دار ہیں کہ ہمارے پاس آپ ﷺ کا موئے مبارک موجود ہے، حالانکہ ان کی ظاہری حالت دیکھی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ڈاڑھی بھی نہیں ہے گھر میں ٹی وی جیسا منحوس ڈبہ بھی موجود ہے مگر دعویٰ ہے کہ میرے پاس آپ ﷺ کا موئے مبارک موجود ہے اور ہماری عوام کی بے وقوفی بھی دیکھئے کہ ہزار ہا لوگ اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ خود احقر کے والد کے دوست نے والد محترم سے کہا کہ آپ تہجد گزار آدمی ہیں میرے پاس آپ ﷺ کے 10 بال مبارک ہیں ان میں سے 2 بال میں آپ کو دیتا ہوں اور یہ قیمتی ہدیہ وہ شخص نے دیا ہے جو بہت بڑا ڈاکٹر ہے اور افسوس کے حضور ﷺ کے انمول سنت ڈاڑھی سے محروم ہیں تو والد صاحب نے کہا کہ بھئی میں اپنے گھر کو اتنے متبرک تبرکات کا اہل نہیں سمجھتا۔ اسی طرح احقر نے گھر والوں سے ایک مجلس کا آنکھوں دیکھا حال سنا کہ حضور ﷺ کا مبینہ بال کمرہ کے بیچ میں شیشے کے جار میں رکھا ہوا ہے اور ایک عورت نے اس بال کے گھر 7 چکر لگائے اور پھر کہا کہ یہ متبرک پانی کون پیئے گا؟ اب وہ عورت 7 چکر لگا رہی ہے اور عورتوں کو پانی پلا رہی ہے لہٰذا خدارا اس طرح کی حد سے زیادہ شرکیات سے بچا جائے۔ اور لوگوں کو بھی ان خرافات سے منع کیا جائے۔

باب نمبر 3

موجودہ تاریخی تبرکات

(جو اس وقت موجود ہیں)

توپ کاپے سرائے اور اس کے نوادرات ترکی زبان میں سرائے محل کو کہتے ہیں اور کاپے دروازے کو۔ لہٰذا توپ کاپے سرائے کے معنی ہیں توپ دروازہ محل" اسی لئے اسے عربی زبان میں "قصر باب المدفع" بھی کہتے ہیں۔ دراصل بازنطینی دور میں یہاں قسطنطنیہ میں داخل ہونے کا ایک دروازہ تھا جو سینٹ رومانوس دروازہ کہلاتا تھا۔

جب سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو مسلمانوں نے اپنی ایک بھاری توپ اسی دروازہ کے سامنے نصب کی تھی اور مسلمانوں کی گولہ باری سے سب سے زیادہ نقصان اسی دروازے کو پہنچا تھا۔ پھر فتح کے بعد سلطان محمد فاتح اسی دروازہ سے شہر میں داخل ہوئے تھے۔

اسی بنا پر اس دروازے کا نام "توپ کاپے" (توپ دروازہ) مشہور ہو گیا۔ بعد میں یہاں ایک محل بھی تعمیر کر دیا گیا جو سلاطین آل عثمان کے دور میں (سلطان محمد فاتح سے سلطان عبدالمجید تک) سلاطین کی رہائش وغیرہ کے لئے بھی استعمال کیا گیا۔ اس محل کا نام "توپ کاپے سرائے" رکھا گیا۔ یعنی "توپ دروازہ محل" آج کل اس محل کو ایک تاریخی یادگار کے علاوہ ایک عجائب گھر کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے جو اپنے بیش قیمت نوادر کے لحاظ سے دنیا کے بہترین اور امیر ترین عجائب گھروں میں شمار ہوتا ہے۔

اس محل کے مرکزی دروازے میں داخل ہوتے ہی سب

سے پہلے ایک کشادہ صحن سے گزر کر قصر محمد الفاتح کے نام سے ایک عمارت نظر آتی ہے جس کے سامنے ایک برآمدہ ہے۔ اس برآمدہ کے سامنے صحن کے بیچوں بیچ فرش پر ایک بڑا سا سوراخ ہے، یہ اس دور میں جھنڈا گاڑنے کی جگہ تھی جہاں صدیوں تک خلافت عثمانیہ کا سرخ ہلالی پرچم لہراتا رہا ہے، وہ پرچم جس نے سالہا سال تک یورپ کی طاقتوں کو اپنے آگے سرنگوں رکھا۔

جو صدیوں تک عالم اسلام کی اسلام کے اتحاد کی علامت بنا رہا، اور جو آل عثمان کے دور میں دنیا کے تین براعظموں پر مسلمانوں کی شوکت کے نشان کے طور پر لہرایا۔ آج اس کی یادگار کے طور پر صرف یہ سوراخ باقی رہ گیا ہے جس کا خلا اس پرچم کے اکھڑنے کے بعد آج تک نہیں بھرا جا سکا۔

یہ برآمدہ جس کے آگے علم گاڑنے کی جگہ تھی "باب السعادۃ" کہلاتا تھا، اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سلطنت عثمانیہ کا ہر نیا سربراہ اپنی خلافت کے لئے بیعت لیا کرتا تھا۔ اس کے بعد "قصر محمد الفاتح" شروع ہوتا ہے۔ قصر اور محل کے لفظ سے عموماً ایک زرق برق اور پرتکلف عمارت کا تصور آتا ہے۔

لیکن یہ قصر اس تصور سے بہت مختلف ہے۔ اس میں قدم قدم پر یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ بنانے والوں نے اسے سادگی کے ساتھ بنایا ہے اور بے ضرورت تعمیرات سے پرہیز کیا ہے۔ بس اس کی حیثیت پرانے زمانے کے ایک وسیع مکان کی سی ہے جس کے طول وعرض اور اونچائی میں محلاتی انداز نہیں ہے۔

اندر داخل ہو کر سب سے پہلے ایک چھوٹا سا کمرہ ہے جس میں سلطان عبدالمجید کے افسر مہمانداری (پروٹوکول آفیسر) کا دفتر تھا، اس کے بعد ایک نسبۃً بڑا کمرہ ہے جو سلطان کی ملاقات کے کمرے کے طور پر استعمال ہوتا تھا، اسی سے متصل ایک اور کمرہ ہے جس میں پرانے طرز کی مسہری بچھی ہوئی ہے یہ اس مسہری کا نمونہ ہے جو اس دور میں شاہی استعمال میں رہتی تھی اور کہا جاتا ہے کہ یہ سلطان کی خوابگاہ تھی۔ یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ سلطان کی خوابگاہ بھی چھوٹی سی ہے اور کم از کم اس کے انداز تعمیر میں ٹھاٹھ باٹھ کا کوئی نشان نظر نہیں آتا۔

توپ کاپے سرائے بہت بڑا قلعہ ہے جس کے بہت سے حصے ہیں اور تمام حصوں کو ڈیڑھ دو گھنٹے کے وقت میں دیکھنا ممکن نہیں ہے، اس لئے ہم اس کے چند منتخب حصے ہی دیکھ سکے جو اس عجائب گھر میں سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔

تبرکات نبوی یوں تو دنیا کے مختلف حصوں میں آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب تبرکات پائے جاتے ہیں۔

1) آپ کا جبہ مبارک لیکن مشہور یہ ہے کہ استنبول میں محفوظ تبرکات زیادہ مستند ہیں۔ ان میں سرور دو عالم ﷺ کا جبہ مبارک اور آپ کی دو تلواریں بھی شامل ہیں۔

2) موئے مبارک تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تبرکات بنو عباس کے خلفاء کے پاس موجود تھے، چنانچہ یہ آخری عباسی خلیفہ المتوکل کے حصے میں بھی آئے تھے۔ وہ آخر میں مصر کے اندر مملوک سلاطین کے زیر سایہ زندگی بسر کر رہا تھا، اقتدار و اختیار میں اس کا کوئی حصہ نہ تھا۔

دسویں صدی ہجری میں جب حجاز اور مصر کے علاقوں نے عثمانی سلطان سلیم اول کی سلطنت تسلیم کر لی، اور اسے خادم الحرمین الشریفین کا منصب عطا کیا گیا تو عباسی خلیفہ المتوکل نے خلافت کا منصب بھی سلطان سلیم کو سونپ دیا اور مقامات مقدسہ و

حرمین شریفین کی کنجیاں اور یہ تبرکات بھی بطور سند خلافت ان کے حوالے کردیئے۔ اسی کے بعد سے سلاطین عثمان کو خلیفہ اور امیر المومنین کا لقب مل گیا اور پوری دنیائے اسلام نے ان کی یہ حیثیت کسی اختلاف کے بغیر تسلیم کرلی۔

اس طرح سلطان سلیم دسویں صدی ہجری میں یہ تبرکات مصر سے استنبول لے کرآئے، اور یہ اہتمام کیا کہ توپ کاپے سرائے میں ان کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک مستقل کمرہ تعمیر کیا۔ سلطان کی طرف سے ان تبرکات کی قدر دانی اور ان سے عشق ومحبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب تک سلطان سلیم زندہ رہے استنبول میں مقیم رہنے کے دوران اس کمرے میں خود اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتے اور اس کی صفائی کیا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ اس کمرے میں انہوں نے حفاظ قرآن کو مقرر کیا کہ وہ چوبیس گھنٹے یہاں تلاوت کرتے رہیں، حفاظ کی ڈیوٹیاں مقرر تھیں، اور ایک جماعت کا وقت ختم ہونے سے پہلے دوسری جماعت آکر تلاوت شروع کردیتی تھی۔ اس طرح یہ سلسلہ بعد کے خلفاء نے بھی جاری رکھا۔ اس طرح دنیا میں شاید یہ واحد جگہ ہے جہاں چار سو سال تک مسلسل تلاوت قرآن ہوتی رہی، اور اس دوران ایک لمحے کے لئے بھی بند نہیں ہوئی۔ خلافت کے بعد یہ سلسلہ موقوف ہوا۔

نفیس صندوق میں محفوظ تبرکات ان تبرکات کو انتہائی نفیس لکڑی کے صندوقوں میں رکھا گیا ہے، اور سال بھر میں صرف ایک بار رمضان کی ستائیسویں شب میں انہیں باہر نکال کران کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ عام دنوں میں یہ تبرکات صندوقوں میں بند رہتے ہیں، اور صرف صندوق ہی دیکھے جاسکتے ہیں۔

یہ گنہگار آنکھیں یقیناً ان تبرکات کے لائق نہ تھیں، ان کے لئے اس ظرف کی زیارت بھی ایک نعمت عظمیٰ تھی جسے ان کی صحبت ومساس کا شرف حاصل ہے۔ درجہ استناد کے لحاظ سے ان تبرکات کی جو بھی حیثیت ہو، لیکن ایک امتی کے لئے اس نسبت کی سچائی کا احتمال اور صرف احتمال بھی کیا کم ہے۔

3) حضرت داؤد علیہ السلام کی تلوار اسی کمرے میں کچھ اور تبرکات بھی رکھے ہوئے ہیں جو شوکیسوں میں محفوظ ہیں، اور شفاف شیشوں کے واسطے سے ان کی زیارت کی جاسکتی ہے۔ ان میں ایک تلوار حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔

4) اور وہ تھیلا بھی محفوظ ہے، جس میں کسی زمانے میں حجر اسود رکھا گیا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ اقدس کی مٹی بھی موجود ہے۔

دوسرے تاریخی نوادر تبرکات کے کمرے سے نکل کر ایک اور قصر میں داخل ہوئے جو بہت سے کمروں پر مشتمل تھا۔ ہر کمرہ بیش قیمت نوادر سے بھرا ہوا تھا۔ ایک کمرے میں مختلف سلاطین کے لباس اور اسلحہ محفوظ ہیں، ان لباسوں میں خاص طور پر سلطان محمد فاتح کی ایک عبا بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ سلطان مصطفیٰ سوم کا فولادی لباس جس پر سونا چڑھا ہوا ہے، اور سلطان مراد کا بیش قیمت اسلحہ بطور خاص قابل ذکر ہے۔

میں نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے سفر نامہ ترکی میں پڑھا تھا کہ: ''بعض واقفین کا کہنا ہے کہ اگر ترکی کسی زمانے میں دیوالیہ ہوجائے تو اس عجائب خانے (توپ کاپے) کا سونا کچھ مدت تک پورے ملک کا خرچہ چلا سکتا ہے۔''

یہ پڑھتے وقت بادی النظر میں یوں معلوم ہوا کہ جن

لوگوں نے یہ بات کہی ہے، شاید انہوں نے ضرورت سے زیادہ مبالغہ کردیا ہے، لیکن توپ کاپے کا یہ حصہ دیکھ کر جو شاہی نوادر پر مشتمل ہے، واقعۃً اپنی غلطی کا احساس ہوا اور یہ خیال ہوا کہ یہ بات بڑی حد تک صحیح ہے۔ غالباً سونے، چاندی، جواہرات، مرصع ظروف اور بیش قیمت اشیاء کا اتنا نادر، اتنا قیمتی اور اتنا بڑا ذخیرہ دنیا کے کسی عجائب گھر میں نہیں ہوگا۔

دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ بقول حضرت مولانا ندوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی آل عثمان نے صدیوں متمدن دنیا کے غالباً سب سے بڑے حصے پر حکومت کی ہے، بڑی بڑی سلطنتیں اور بڑے بڑے سلاطین ان کے باج گزار اور زیر اثر رہے ہیں، اور وہ سب سلاطین آل عثمان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تعلق کی حد تک سلاطین آل عثمان کو بیش قیمت تحفے بھیجتے رہے ہیں، یہ تمام تحفے اور خود سلاطین آل عثمان نے اپنے شوق سے اپنے اور اپنی بیگمات کے لئے جو قیمتی چیزیں تیار کیں وہ سب یہاں محفوظ ہیں۔

5) ہیرے جواہرات کے انبار سلطان سلیم نے ایران کے شیعہ بادشاہ اسماعیل صفوی کو شکست دی تھی اور اس کا شاہی تخت ایران سے استنبول لے آیا تھا۔ یہ تخت بھی یہاں محفوظ ہے، تخت کیا ہے؟ ہیرے جواہرات کا خزانہ ہے۔ اس تخت کے بارے میں لکھا ہے کہ دنیا بھر میں اس کی کوئی نظیر آج بھی موجود نہیں ہے۔

اور واقعہ یہ ہے کہ انسانی صنعت کا یہ شاہکار کمرے میں داخل ہوتے ہی توجہ اپنی طرف مبذول کرالیتا ہے، اور میں نے فرنیچر کے قبیل سے کوئی انسانی صنعت اتنی حسین نہیں دیکھی۔ عموماً ہیرے جواہرات سے مرصع اشیاء اتنی بوجھل ہوجاتی ہیں کہ ان کا حسن محفوظ نہیں رہتا۔ لیکن باوجود یہ کہ اس تخت میں شاید ہی کوئی انچ جگہ جواہر سے خالی ہو، لیکن انہیں اس نزاکت اور خوبصورتی سے تراشا گیا ہے کہ بس انسان دیکھتا ہی رہ جائے۔

سونے سے مذین فوارہ سلطان عبدالمجید کے زمانے کا ایک فوارہ نظر آیا جو دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ہر حصے میں ۴۸ کلو خالص سونا خرچ ہوا ہے۔ گویا پورے فوارے میں چھیانوے کلوگرام سونا موجود ہے، اور اس کے مختلف حصوں میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیرے جڑے ہوئے ہیں۔ خالص سونے کے بنے ہوئے کئی بڑے بڑے شمع دان نظر آئے جن میں سے ایک ایک پر کم از کم بیس بیس سیر سونا صرف ہوا ہوگا۔

الماس نامی ہیرہ الماس اور ہیرے کا اس سے پہلے نام ہی سنا تھا، لیکن کبھی اصل ہیرا دیکھنے کی نوبت نہ آئی تھی۔ یہاں ایک بہت بڑا، حسین اور تاریخی ہیرا بھی دیکھا جو چمچے کی طرح مخروطی گولائی لئے ہوئے ہے اور ''کشک چہ الماسی'' کہلاتا ہے۔ یہ ۸۶ قیراط کا ہے۔ اور اس کے گرد سونے کا نہایت حسین فریم ہے۔ یہ ہیرا اس قدر تابدار ہے کہ بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک چینی کے انتہائی شفاف گلوب میں کوئی نظر نہ آنے والا بلب روشن ہو، اس کی چمک کا یہ عالم ہے کہ اگر اس کی شعاعوں کو سیدھے زاویے پر کھڑے ہوکر اسے دیکھا جائے تو آنکھ خیرہ ہوجائے۔

یہ ہیرا کسی ہندوستانی مہاراجہ کا تھا۔ ایک فرانسیسی جرنیل اسے خرید کر فرانس لے گیا، وہاں اس سے مشہور فرانسیسی فاتح نپولین بونا پارٹ کی ماں نے خرید لیا۔ نپولین اس وقت جلاوطنی کی زندگی گزار رہا تھا اور اسے اس مصیبت سے چھڑانے کے لئے بڑی رقم کی ضرورت تھی، لہٰذا نپولین کی ماں نے یہ ہیرا ایک ترکی جرنیل علی پاشا کو ڈیڑھ سو ملین (پندرہ کروڑ) میں بیچ دیا۔ وہاں سے یہ عثمانی خزانے

میں آیا۔ اور بالآخر اس عجائب گھر کی زینت بنا۔

ہیرے کا خنجر سلطان محمد کا ایک خنجر بھی دیکھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا کا سب سے قیمتی خنجر ہے یہ بھی ہیرے جواہرات سے مرصع ہے، اس میں تین زمرد بھی لگے ہوئے ہیں اور اس کے قبضے کے اوپر ایک ڈھکن دار گھڑی بنی ہوئی ہے۔

نوادرات ہی نوادرات اس کے علاوہ ایک کمرہ ان شاہی تحفوں اور تمغوں کے لئے وقف ہے، جو وقتاً فوقتاً یورپ کی مختلف سلطنتیں عثمانی خلفاء کو بطور ہدیہ بھیجتی رہیں۔ ان میں اکثر اشیاء بھی سونے اور جواہر سے مرصع ہیں، ان میں بیش قیمت تمغے، سنگھار دان، شمع دان، اسلحہ، ڈبے، برتن، زیورات وغیرہ شامل ہیں۔

دندان مبارک غزوہ احد کے موقع پر جو آپ کا دندان مبارک شہید ہو گیا تھا یہ اس کا ایک حصہ ہے اور ایک مخملی ڈبیہ کے اندر محفوظ ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں اس کمرے میں موجود ہیں۔ مثلاً قرآن کریم کا ایک قدیم نسخہ، موئے مبارک، آپ ﷺ کے قدم مبارک کا نشان۔ یہ نشان ترکی فوج کا سپہ سالار احمد بیگ تر ابلس الغرب (شمالی افریقہ) سے لایا اور اس نے ۱۸۴۷ء میں سلطان مجید کی خدمت میں پیش کیا اور سلطان سے ایک لاکھ ۱۴ ہزار قرش بطور انعام پائے۔ ۱۸۷۷ء میں سلطان عبدالمجید ثانی نے اسے ایک سنہرے فریم میں جڑوا دیا۔

غلاف کعبہ کے قدیم ٹکڑے غلاف کعبہ، میزاب کعبہ، غلاف کعبہ کے ٹکڑے، کلید بیت اللہ، باب کعبہ کا ایک بازو۔ ۱۵۹۲ء میں جب سلطان مراد سوم کے حکم سے بیت اللہ شریف کا دروازہ تبدیل کیا گیا تو پرانے دروازے کا ایک بازو استنبول منگوا کر اسے اس کمرہ میں رکھوا دیا گیا۔ سلطان احمد سوم (۱۷۰۳ء۔۱۷۳۰ء) کے ہاتھ کا لکھا ہوا کلمہ شریف سلطان احمد سوم بڑا خوشنویس تھا اس نے اپنے ہاتھ سے کلمہ شریف کا یہ طغرا رقم کیا تھا۔

ان تمام تبرکات اور آثار میں سے آنحضور ﷺ کی جانب جو چیزیں منسوب ہیں وہ اہل تحقیق کے نزدیک محل نظر بلکہ بعض قطعاً مشکوک ہیں۔ مگر اس پہلو سے قطع نظر صرف یہ بات قابل ذکر ہے کہ عثمانی خلفاء اور سلاطین کو ایسی چیزوں سے بے حد محبت تھی اور انہیں جہاں جہاں ایسی چیزیں دستیاب ہوئیں انہوں نے استنبول میں محفوظ کر لیں۔ اور ان کی حفاظت اور ترصیع اور تجمیل پر غیر معمولی توجہ دی اور بڑی دولت صرف کی اور ان کے لئے ایک مستقل میوزیم قائم کیا۔

6) آپ ﷺ کا خط مبارک

آنحضور ﷺ کا خط مقوقس کے نام: یہ نامہ مبارک آنحضور ﷺ نے ۶۲۷ء میں قبطیوں کے بادشاہ مقوقس کو تحریر فرمایا تھا۔ ۱۸۵۰ء میں یہ نامہ مبارک ایک فرانسیسی شخص کو جس کا نام برشیلے ہے مصر میں قبطیوں کے ایک دیر (عبادت گاہ) کے اندر ملا۔ اس وقت قبطی انجیل کے ایک قدیم نسخے کے اندر یہ خط چسپاں کیا ہوا تھا۔

اس فرانسیسی عالم کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ مسلمانوں کے نبی ﷺ کا نامہ مبارک ہے تو اس نے اسے سلطان عبدالمجید کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سلطان نے اسے سونے کے فریم میں جڑوا دیا اور اسے سونے کے ایک مرصع صندوقچے میں رکھوا دیا۔ یہ نامہ مبارک کھال پر نقش ہے۔ غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درمیان میں بعض سطریں مدھم ہو چکی ہیں۔ صندوقچے کے باہر کی جانب نامہ مبارک کے اصل الفاظ منقش کر دیئے گئے ہیں۔

7) آپ کی تلوار مبارک آنخضور ﷺ اور صحابہ کرام کی تلواریں: ان میں دو تلواریں آنخضور ﷺ کی جانب منسوب ہیں۔ یہ چاندی کے ایک بکس کے اوپر کے ٹکڑے میں جڑی ہوئی ہیں۔ سامنے کی جانب میں جو تلوار ہے اس کی نیام اور دستہ سلطان احمد اول نے خالص سونے سے تیار کروایا اور اس پر قیمتی جوہرات مرصع کروائے۔ آنخضور ﷺ کی ان دو مبارک تلواروں کے علاوہ اور بھی متعدد تلواریں رکھی ہوئی ہیں جو قیمتی اور مرصع نیاموں کے اندر محفوظ ہیں۔

ان میں ایک تلوار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اور دوسری حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ طرف منسوب ہے۔ یہ دونوں تلواریں قدرے نیام سے باہر نکلی ہوئی ہیں۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی الگ الگ تلوار بھی موجود ہے۔ تلواروں کے اوپر نبی ﷺ کی قوس مبارک رکھی ہوئی ہے، اس قوس کے خول کے اوپر ایک قصیدہ کندہ ہے جس میں قوس کی مدح کی گئی ہے۔

8) آپ ﷺ کی چادر مبارک یہ ردائے مبارک ایک سنہری صندوقچے کے اندر محفوظ ہے۔ جس پر قرآن کریم کی آیات لکھی ہوئی ہے۔ یہ آیات سلطان عبدالعزیز نے (۱۸۶۱ء-۱۸۷۶ء) میں کندہ کروائی تھیں۔ یہ مشہور ہے کہ یہ وہی ردائے مبارک ہے جو آنخضور ﷺ نے کعب بن زہیر کو عنایت فرمائی تھی۔ کعب بن زہیر نے آنخضور ﷺ کی شان مبارک میں وہ طویل قصیدہ پیش کیا تھا جسے قصیدہ بردہ (چادر والا قصیدہ) کہا جاتا ہے۔ جب کعب بن زہیر نے یہ شعر پڑھا۔

ان الرسول لنور یستضاء به
مهند من سیوف الله مسلول

رسول اللہ ﷺ ایسا نور ہیں جس سے اہل جہاں ضو حاصل کرتے ہیں اور آپ اللہ کی برہنہ تلوار ہیں۔

تو اس شعر پر آنجناب مسکرا دیئے اور آپ نے کعب بن زہیر کو اپنی چادر مبارک عطیہ فرمائی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ چادر دس ہزار درہم کے عوض خریدنا چاہی مگر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راضی نہ ہوئے، حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد ان کے ورثاء نے یہ چادر بیس ہزار دراہم کے عوض فروخت کر دی۔

اور یہ اموی حکمرانوں کے پاس چلی گئی۔ اور ان سے عباسی سلاطین کو منتقل ہوگئی اور عباسیوں کے ہاتھ سے نکل کر مصر تک کیسے پہنچ گئی اس سلسلہ میں متعدد روایات منقول ہیں۔ ۱۰ فروری ۱۵۱۷ء میں سلطان سلیم نے مصر کو فتح کیا اور دوسرے تبرکات کے ساتھ ردائے مبارک بھی اسے پیش کر دی گئی۔ سلطان سلیم نے یہ تمام تبرکات مصر سے استنبول منتقل کر دیئے اور انہیں قصر توپ کاپے میں رکھوا دیا۔

9) آپ ﷺ کا جھنڈا مبارک ان تمام تبرکات شریفہ میں سب سے اہم چیز نبی ﷺ کا جھنڈا مبارک ہے۔ یہ وہی جھنڈا ہے جسے مسلمان سلاطین اور سپہ سالار جنگوں میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ یہ جھنڈا اب جگہ جگہ سے تلف ہو چکا ہے۔ اس لئے اسے ایک مخصوص صندوقچے میں بند کر دیا گیا ہے۔ اس جھنڈے کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ غزوہ بدر میں استعمال کیا گیا تھا۔

10) مہر مبارک یہ مہر مبارک بڑی انگوٹھی کے سائز میں ہے اور اس پر "محمد رسول اللہ" کے الفاظ منقش ہیں۔ اور

صدیوں سے یہ تبرکات نبوی کے ساتھ محفوظ چلی آ رہی ہے۔اس کی تاریخی حیثیت قطعاً مشکوک ہے۔

جب نبی اکرم ﷺ نے شاہان عرب وعجم کے نام مکتوبات گرامی بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا تو ان پر مہر لگانے کے لئے چاندی کی ایک انگوٹھی بنا کر اس میں "اللہ رسول محمد" کے الفاظ کندہ کرائے اور اسے بطور مہر استعمال کیا جانے لگا۔ یہ انگوٹھی آپ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتی ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچی جو بئیر اریس یا بئیر خاتم میں گر گئی۔

یہ کنواں مسجد قبا سے تقریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنا مبارک لعاب دہن اس میں ڈالا جس کی برکت سے اس کا کھارا پانی میٹھے پانی میں تبدیل ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی مہر والی انگوٹھی پہنے ہوئے ایک بار حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چند احباب کے ساتھ اس کنوئیں کی منڈیر پر تشریف فرما تھے۔

یہ انگوٹھی ان کے ہاتھ میں تھی، اتفاق سے ہاتھ سے چھوٹ کر کنوئیں میں گر گئی اور پھر تلاش کے باوجود نہ مل سکی اس لئے اس کنوئیں کو بئر خاتم بھی کہتے ہیں۔اس دن کے بعد سے مملکت اسلامیہ کے کاروبار میں فتور پیدا ہونے لگا۔

اس بات کو ذہن میں رکھیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ توپ کاپے عجائب گھر میں کون سی مہر ہے جسے نبی اکرم ﷺ کی مہر کہا گیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مبارک انگوٹھی کے گم ہو جانے کے بعد ممکن ہے ایسی ہی دوسری انگوٹھی بنا کر امور سلطنت میں اسے استعمال کرنا شروع کر دیا ہوگا اور بعد میں یہ سلاطین ترکیہ کے پاس پہنچ گئی۔ یہ تبرکات نبوی میں شامل نہیں ہو سکتی کیونکہ اس انگوٹھی نے نبی اکرم ﷺ کی انگشت مبارک یا دست مبارک کو نہیں چھوا تھا۔

اور اگر کوئی انگوٹھی ایسی بھی موجود تھی جیسا کہ بعض ضعیف روایات میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کو کسی صحابی نے سونے کی ایک انگوٹھی دی تھی جس پر یہی الفاظ کندہ تھے اگر اسے درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر ایک مشکل باقی رہ جاتی ہے کہ کیا یہ انگوٹھی مردوں کے لئے سونے کا استعمال حرام قرار دیئے جانے سے پہلے کی ہے یا بعد کی۔اور پھر یہ انگوٹھی سلاطین ترکیہ تک کب اور کیسے پہنچی۔

حضرت بل میں موجود موئے مبارک نبوی ﷺ

حضرت بل (کشمیر) میں جو موئے مبارک ہے اس کی تاریخ یوں ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک بزرگ تھے سیدنا عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ان کا اسم گرامی تھا۔جن کے پاس نسلاً بعد نسل نہایت قیمتی تبرکات چلے آتے تھے۔ ان میں سرکار دو عالم ﷺ کا ایک موئے مبارک تھا۔

۱۶۳۴ء میں خلیفہ وقت کی ناراضگی کی بنا پر سید عبداللہ کو مدینہ چھوڑنا پڑا۔اس لئے آپ تبرکات سمیت ہندوستان میں تشریف لے آئے اس وقت ہندوستان پر مغل بادشاہ شاہجہان کی حکومت تھی انہوں نے آپ کی داستان سن کر آپ کو بیجاپور (دکن) میں جاگیر دے دی۔

حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی وفات پر یہ تبرکات آپ کے صاحبزادہ سید حامد کی تحویل میں آ گئے مگر کچھ عرصہ بعد سید حامد غربت کا شکار ہو گئے۔سترھویں صدی کے اواخر میں سید حامد نے اپنی مشکلات ایک کشمیری تاجر خواجہ نورالدین مشاوری سے بیان کیں خواجہ صاحب نے سید حامد رحمۃ اللہ تعالیٰ کی دل کھول کر

مدد کی۔

مقدس تبرکات کی زیارت کی اور پھر ہر وقت موئے مبارک حاصل کرنے کے لئے بے قرار رہنے لگے۔ سید حامد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی سے بھی اپنی آرزو کا ذکر کیا مگر انہوں نے موئے مبارک دینے سے انکار کر دیا۔ اس دوران ایک رات سید حامد نے سرور دو عالم ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے فرمایا اس تاجر کو مایوس نہ کرو اور یہ مقدس تبرکات اسے دے دو۔

اس طرح خواجہ صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی کو یہ موئے مبارک ملا۔ اس کو لے کر وہ اپنے وطن کشمیر کیلئے روانہ ہوئے اور چند روز لاہور میں قیام کیا شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر ان دنوں لاہور میں تھے انہوں نے خواجہ صاحب کو دربار میں طلب کیا اور تحقیق کے لئے موئے مبارک کو آگ پر رکھا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ دھوپ میں رکھا تو غیب سے ابر کے ٹکڑے نے ظاہر ہو کر اس پر سایہ کر دیا۔

درود شریف کے ورد کے ساتھ موئے مبارک میں جنبش شروع ہوگئی۔ غرض حضور ﷺ کے موئے مبارک کے اصلی ہونے کا جب اطمینان ہو گیا تو اس نے کہا کہ اس مقدس بال کے سامنے میری سلطنت تاج و تخت اور جان و مال سب کچھ ہیچ ہے اور حکم دیا کہ اجمیر شریف لے جا کر یہ موئے مبارک حضرت خواجہ اجمیری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی کے روضہ میں رکھا جائے۔

اس موئے مبارک کو اجمیر پہنچے ابھی نواں دن تھا کہ شہنشاہ اورنگ زیب نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے خواجہ کا دل توڑا ہے جو میری محبت سے معمور تھا۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ خواجہ کی وصیت پوری کرو۔ شہنشاہ نے صبح ہوتے ہی اجمیر شریف سے موئے مبارک منگوایا۔

اسے صندل کے ایک صندوق میں بند کیا اور خواجہ نور الدین مشاوری کی میت کے ساتھ کشمیر بھجوادیا۔ یہ موئے مبارک باغ صادق خان (سری نگر) کی مسجد میں رکھ دیا گیا اور خواجہ صاحب کو مسجد کے باغ میں دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد جلد ہی اس مسجد کا نام حضرت بل پڑ گیا۔ (یعنی بال مبارک والی مسجد)

۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء کو یہ موئے مبارک چوری کر لیا گیا۔ کشمیر میں گویا قیامت آ گئی۔ زبردست احتجاجی مظاہروں اور غم و غصہ کے اظہار کا یہ نتیجہ نکلا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر موئے مبارک برآمد کر لیا گیا۔ کشمیری زبان میں بال کو بل کہتے ہیں۔ حضرت بل یا درگاہ بل یہ مقام اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ یہاں حضرت محمد ﷺ کا موئے مبارک محفوظ ہے۔

مسجد کے ایک حجرے میں شیشے کی ایک نلکی کے اندر ہی موئے مبارک محفوظ ہے جو چاندی کی ایک صندوقچی میں بند ہے۔ یہ صندوقچی چاندی کی ایک بڑی صندوقچی میں بند ہے جو فولاد کے ایک صندوق میں بند رہتی ہے۔ حجرہ کا دروازہ شیشے کا بنا ہوا ہے جس کی چابی امام مسجد کے پاس رہتی ہے۔

اور دروازہ پر چوبیس گھنٹے پہرہ لگا رہتا ہے۔ موئے مبارک کا دیدار صرف خاص موقع پر کرایا جاتا ہے۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء کو جب کشمیر میں بخشی غلام محمد وزیر اعلیٰ تھا کسی نے شیشے کا دروازہ توڑ کر موئے مبارک غائب کر دیا مگر جس طرح سے غائب ہوا تھا اسی طرح چپکے سے واپس بھی آ گیا۔

ماہرہ میں موجود موئے مبارک ﷺ

ماہرہ یوپی انڈیا میں بہت سے تبرکات ﷺ اور دیگر بزرگان دین کے موجود ہیں۔

جو مسجد برکاتیہ ماہرہ میں ایک الماری کے اندر مقفل رہتے ہیں اور ان کی زیارت بعض بعض اعراس (عرس کی جمع) کے موقعوں پر کرائی جاتی ہے۔ ان تبرکات کی مفصل کیفیت "کاشف الاستار" میں یوں درج ہے:

ایک موئے مبارک حضرت محمدؐ ایک موئے مبارک سیدنا حضرت امام حسنؓ ایک موئے مبارک امام حسینؓ

یہ تبرکات نواب خیر اندیش خان زبیری عالمگیری میرٹھی کے فرزند نواب روح اللہ خان زبیری نے تمام ترکہ پدری کو چھوڑ کر جو لاکھوں روپیہ کا تھا اپنے اعزہ سے حاصل کئے تھے اور اپنے پیرو مرشد حضرت برکت علی مارہروی کو نذر گذار کئے تھے۔ ان تبرکات کے پہنچنے سے پہلے عالم واقعہ میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت برکت اللہ مارہروی سے ارشاد فرمایا تھا کہ:

میں نے اپنی یادگاریں تمہیں عنایت کیں اس کے بعد نواب روح اللہ خان مارہرہ پہنچے۔ اور اپنے پیر کو یہ تبرکات نذر کئے یہ تبرکات نواب خیر اندیش میرٹھی کے پاس اس طرح آئے تھے کہ جب تک ان کے والد نواب محبت علی خان کے کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔

ایک باکمال درویش نے ان کو ایک درود بتایا تھا نواب محبت علی خان اس کو اکثر پڑھا کرتے تھے۔ ایک رات حضور ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے آپ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے تجھے ایک فرزند صالح صاحب اقبال عطا کیا۔ اس خواب کے بعد نواب خیر اندیش پیدا ہوئے اور اپنی ذاتی لیاقت سے اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں مناصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔

وہ بھی ہمیشہ اس درود شریف کا ورد رکھتے تھے، ایک بار وہ بھی زیارت رسول ﷺ سے مشرف ہوئے۔ اس وقت آپ نے ان کو اس درویش کی صورت دکھائی اور ارشاد فرمایا کہ ان درویش کی معرفت میری چند یادگاریں تجھ کو پہنچیں گی۔

نواب صاحب خواب سے بیدار ہوئے بہت خوش ہوئے اور اسی وقت سے دربانوں کو حکم دے دیا کہ میں خواہ کسی حال میں ہوں۔ کوئی درویش آئے تو اس کو فوراً میرے پاس پہنچا دینا۔ ایک دن نواب صاحب محل سرائے میں تھے کہ ایک فقیر کے آنے کی خبر پہنچی۔ نواب صاحب نے فوراً پردہ کھول کر ان کو محل سرائے میں بلایا۔ دیکھا تو وہی صورت تھی جو آپ ﷺ نے دکھائی تھی۔

ان درویش صاحب کی مادری زبان عربی تھی اور تھوڑی سی فارسی بھی جانتے تھے۔ انہوں نے نواب صاحب سے کہا کہ میں روم میں تھا کہ حضور ﷺ کا حکم ہوا کہ میں یہ موئے مبارک آپ کو پہنچادوں سو یہ امانت لیجئے۔ یہ کہہ کر وہ تینوں برکات نواب صاحب کو دے دیئے۔

نواب صاحب نے اس عطیہ کو آنکھوں سے لگایا، سر پر رکھا اور اپنے اہل وعیال کو ان کی زیارت کرانے میں مصروف ہوگئے اور خواجہ سراؤں کو حکم دیا کہ درویش صاحب کو دیوان خانہ میں قیام کرائیں۔ میں ابھی باہر آتا ہوں۔ چنانچہ درویش صاحب کو خواجہ سراؤں نے دیوان خانہ میں لے جا کر ایک مکلّف جگہ پر بٹھا دیا اور خود دوسرے کاموں میں مصروف ہوگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب نواب صاحب باہر تشریف لائے تو درویش صاحب کو نہ پایا۔ دربانوں سے پوچھا، بہت تلاش کیا مگر ان کا کچھ پتہ نہ چلا کہ کون تھے اور کہاں چلے گئے۔ سند ان تبرکات کی اسی الماری میں محفوظ ہے۔

(1) مارہرہ کے مزید موئے مبارک

(2) حضور ﷺ کا ایک موئے مبارک

(3) حضور ﷺ کا ایک نعلین (جوتا) مبارک

حضور ﷺ کا ایک نقش قدم مبارک — یہ تینوں تبرکات

حاجی جعفر بن حاجی جمال الدین صاحب بلالی عربی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ مارہرہ لائے اور حضرت سیدنا حمزہ شاہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کو زیارت کرائی اس وقت حضرت حمزہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے دل میں خیال آیا کہ حاجی صاحب میری پوری جائیداد لے لیں اور یہ تبرکات مجھ کو دے دیں آخر حاجی صاحب سے اس خیال کا اظہار کر ہی دیا۔ جس کو انہوں نے سختی سے رد کر دیا اور رنجیدہ ہو کر مارہرہ سے چلے گئے۔ حضرت شاہ صاحب کو بھی ان تبرکات کے نہ ملنے کا بے حد ملال تھا۔

اس شب عالم واقعہ میں شاہ صاحب کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ نے ارشاد فرمایا: صاحبزادے کیوں رنجیدہ ہوتے ہو، ہم کو تمہاری خاطر منظور ہے تم کو تمہاری خواہش کے مطابق یہ تینوں برکات دے دیئے۔ حضرت شاہ صاحب اس بشارت سے بہت خوش ہوئے اور تبرکات کے منتظر رہنے لگے۔

اسی اثنا میں حاجی صاحب گریہ وزاری کرتے ہوئے تشریف لائے اور تینوں تبرکات لا کر شاہ صاحب کے سر پر رکھ دیئے اور فرمایا رات مجھے خواب میں سرور دو عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا یہ تینوں تبرکات میرے فرزند سید شاہ حمزہ کو فوراً دے دے سو یہ امانت لیجئے، یہ کہہ کر واپس جانا چاہا۔

شاہ صاحب نے ہر چندان کو روکا، تواضع کرنی چاہی مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور واپس چلے گئے۔ سند ان تبرکات کی جو حاجی صاحب کے پاس تھی وہ بھی دے گئے۔ وہ سند بھی ان تبرکات کے ساتھ آج بھی الماری میں موجود ہے۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت حاجی صاحب کو یہ تبرکات کیونکر پہنچے تو یہ ایک طویل داستان ہے۔ صرف اس قدر جان لیجئے کہ یہ تبرکات نہایت درجہ مستند ہیں بلکہ جیسے مستند تبرکات مارہرہ میں موجود ہیں شاید پورے ہندوستان میں کہیں نہیں ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کی دیوار

مدرسہ دارالعلوم دیوبند (انڈیا) ایک الہامی مدرسہ ہے۔ ۱۷ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء کو اس ادارے کا آغاز کیا گیا۔ زمین مل جانے کے بعد عمارت مدرسہ کے لئے نبیاد رکھ دی گئی جب وقت آیا کہ اسے بھرا جائے اور اس پر عمارت تعمیر کی جائے تو مولانا رفیع الدین رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ مہتمم ثانی دارالعلوم دیوبند نے خواب میں دیکھا کہ اس زمین پر نبی آخر الزمان ﷺ تشریف فرما ہیں ہاتھ میں عصا مبارک ہے۔

آپ نے مولانا سے فرمایا: شمالی جانب جو نبیاد کھدوادی گئی ہے اس سے صحن مدرسہ چھوٹا اور تنگ رہے گا۔ اور آپ نے عصائے مبارک سے دس بیس گز شمال کی جانب ہٹ کر نشان لگایا اور فرمایا کہ بنیاد یہاں ہونی چاہئے تاکہ مدرسہ کا صحن وسیع رہے۔ (جہاں تک باب صحن کی لمبائی ہے) خواب دیکھنے کے بعد مولانا علی الصبح بنیادوں کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت محمد ﷺ کا لگا ہوا نشان بدستور موجود پایا چنانچہ اسی نشان پر بنیاد کھدوائی اور مدرسہ کی تعمیر شروع ہوگئی۔

(الہام مدرسہ از قاری محمد طیب صاحب قاسمی دارالعلوم دیوبند۔ یہ مضمون ماہنامہ الرشید لاہور کے دارالعلوم دیوبند نمبر فروری، مارچ ۱۹۷۶ء جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۳۰۲ کے صفحہ ۱۳۸ تا ۱۳۹ میں شائع ہوا) "اشرف عمارات" ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۷ء اس کی تعمیر کا مادہ تاریخ ہے۔ اس عمارت کے دو درجے ہیں اور ہر ایک درجے میں نو۔نو

دروازے ہیں۔اس لئے یہ عمارت ''نودرہ'' کے نام سے موسوم ہے۔

شاہی مسجد لاہور کے تبرکات لاہور کی شاہی مسجد کی ڈیوڑھی کے بالا خانے میں رکھے ہوئے تبرکات نبوی کے متعلق لکھنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ یہ شاہی مسجد اس لحاظ سے خوش نصیب ہے کہ اس میں حضور ﷺ اور آپ کے اہل بیت اطہار کے تبرکات محفوظ ہیں۔ یہ تبرکات مشرقی صدر دروازے کے اوپر گھومتی ہوئی ایک گول گیلری میں رکھے ہوئے ہیں۔اور وہ یہ ہیں:

☆ رسول اللہ ﷺ کی سبز دستار اور کلاہ مبارک۔
☆ آپ کا سبز چغہ اور بستر کی چادر جس پر سرخ اور سفید دھاریاں ہیں۔
☆ آپ کا سفید چغہ پاجامہ اور نعلین مبارک۔
☆ پتھر پر آپ کے قدم مبارک کا نشان۔
☆ آپ کا سفید جھنڈا جس پر آیات قرآنی درج ہیں۔
☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نوشتہ قرآن مجید کا پارہ اول بخط کوفی سفید کاغذ پر۔
☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلاہ مع صافہ۔
☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک تعویذ جو دھندلا ہو چکا ہے۔
☆ حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کاڑھا ہوا رومال اور بنائی ہوئی جائے نماز۔
☆ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نوشتہ سورۂ یٰسین۔
☆ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صندلی دستار۔
☆ وہ جھنڈا جو کربلا میں استعمال کیا گیا تھا۔
☆ وہ رومال جس پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون مبارک کے دھبے ہیں جو مٹیالے ہو چکے ہیں۔
☆ ارض کربلا کی سرخ مٹی۔
☆ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے غلاف۔
☆ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ٹوٹا ہوا دانت۔
☆ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی پگڑی، لحاف اور جائے نماز۔

مذکورہ تبرکات کی تاریخی حیثیت ان متبرک آثار کی تاریخ ۱۰۵۰ بہت قدیم اور بہت طویل ہے۔مختصر یہ ہے کہ جب امیر تیمور نے ۸۰۳ھ(۱۴۰۰ء) میں دمشق کو فتح کیا تو سلطان یلدرم بایزید اور دمشق کی دیگر مذہبی شخصیتوں نے بطور اظہار خیر سگالی امیر تیمور کو یہ آثار نبوی نذر کئے تھے۔یہ تبرکات امیر تیمور کے بعد اس کے وارث بادشاہوں میں بطور ورثہ منتقل ہوتے رہے۔

یہاں تک کہ جب ملکہ زمانی دختر فرخ سیر نے اپنی بیٹی مغلانی بیگم دختر محمد شاہ کے ہمراہ کابل سے دہلی مراجعت کی تو دوران واپسی ملکہ زمانی نے ان تبرکات کو رسول نگر کے دو بھائیوں میر محمد چٹھہ اور شاہ محمد بازا کے ہاتھ اسی ہزار روپے میں ہدیہ کر دیا۔ دونوں بھائیوں میں یہ تبرکات نصف نصف تقسیم ہو گئے۔ ۱۷۹۷ء میں جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے رسول نگر کو فتح کیا تو میر محمد چٹھہ کے حصے کے تبرکات تو جنگ کارزار میں تلف ہو گئے اور جو شاہ محمد بازا کے پاس تھے وہ رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آ گئے۔

یہ ۱۸۴۶ء تک بڑی احتیاط اور احترام کے ساتھ رنجیت سنگھ کی بیوی مہتاب کور، سدا کور، رنجیت سنگھ کی ماں اور سردار جواہر سنگھ (وزیر حکومت خالصہ) کے پاس محفوظ رہے۔ پھر جے دیوی عرف جنداں کے حکم سے سردار جیون سنگھ کی تحویل میں آئے۔ آخر کار انگریزوں کے دور اقتدار میں جب حکومت خاصلہ ختم ہوگئی تو

انگریزوں نے ۱۸۵۳ء میں ان تبرکات کو شاہ محمد بازا کو واپس کر دیا۔ شاہ محمد بازا کی وفات کے بعد یہ تبرکات اس کے ورثا کو مل گئے جن سے سید نور الدین برادر سید عزیز الدین نے ہدیہ دے کر خود حاصل کر لئے۔

قصیدہ بردہ شریف حضور ﷺ کے ہاتھ میں

محمد بوصیری (۶۰۸۔۶۹۴ھ) نے بھی اپنی بیماری کے دوران قصیدہ لکھا۔ خواب میں حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا، آپ نے دست شفقت ان کے مفلوج جسم پر پھیرا اور ردائے مبارک عطا فرمائی۔ بنابریں بوصیری صحت یاب ہو گئے اسے بھی قصیدہ بردہ کہتے ہیں۔ اس کے ۱۶۲ شعر ہیں اس بردہ (چادر) شریف کی تاریخ کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

ردائے مبارک کا عطا کیا جانا اتنا بڑا اعزاز تھا کہ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک دنیا جہان کی ساری نعمتیں اس کے سامنے ہیچ تھیں۔ جب تک وہ حیات رہے انہوں نے اس بردہ شریف کو سینے سے لگا کر رکھا اور تنگدستی کے باوجود کسی قیمت پر بھی اس کو جدا کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''تاریخ الخلفاء'' میں لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس چادر مبارک کو دس ہزار درہم میں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خریدنا چاہا۔ لیکن انہوں نے اس متاع عزیز کو فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے عقبہ المضرب نے یہ بردہ شریف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ باختلاف روایت بیس، تیس یا چالیس ہزار درہم میں فروخت کر دی۔

بنو امیہ کے بعد یہ ردائے مبارک خلفائے بنی عباس کو وراثۃً ملی۔ مورخ ابوالغداء اور امام سیوطی کا بیان ہے کہ سقوط بغداد کے بعد جب تاتاریوں نے لوٹ مار کا بازار گرم کیا تو بردہ شریف کہیں گم ہو گئی۔ لیکن بعض دوسرے مورخین نے یہ رائے ظاہر کی کہ عباسی خاندان کے جو افراد تاتارگردی سے بچ رہے تھے وہ اس ردائے مبارک کو اپنے ساتھ پہلے شام اور پھر مصر لے گئے۔

مشہور مملوک فرمانروا الظاہر بیبرس نے جب مصر میں خلافت عباسیہ کا احیاء کیا تو عباسی خلفاء اس ردائے مبارک کو خاص خاص موقعوں پر اوڑھا کرتے تھے۔ ترکوں نے مصر کی مملوک حکومت کو ختم کیا تو بردہ شریف قسطنطنیہ منتقل ہو گئی اور آج بھی استنبول میں سلطان محمد فاتح کے تعمیر کردہ محل ''توپ کاپے'' کمرہ نمبر ۱۲ میں ایک صندوق میں محفوظ ہے۔

پاکستان کے شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق اپنے دور حکومت کے آخری سالوں میں ایک دفعہ جب استنبول گئے تو ترکی حکومت نے آپ کے لئے ''توپ کاپے'' کا کمرہ نمبر ۱۲ کھول دیا اور جب طلائی صندوق کو کھولا گیا اور آپ نے بردہ شریف کو دیکھا تو آپ پر بے اختیار رقت طاری ہو گئی اور کافی دیر تک آنکھیں اشک بار رہیں۔ حضور ﷺ کی عطا کردہ یہ چادر مبارک اب تک موجود ہے۔ (بشکریہ بحوالہ رحمت دارین کے سوشیدائی صفحہ ۳۶۵۔۳۷۸)

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ اور تبرکات نبوی ﷺ

تبرکات و آثار نبوی سے علمائے کرام کی خصوصی محبت کے بہت سے واقعات ہمیں تاریخ میں ملتے ہیں۔ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''الشہاب الثاقب'' میں لکھا ہے: حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تبرکات میں حجرہ مطہرہ نبویہ کے غلاف کا ایک سبز رنگ کا ٹکڑا بھی تھا۔ بروز جمعہ کبھی کبھی حاضرین و

خدام کو جب ان تبرکات کی زیارت خود کرایا کرتے تھے تو صندوقچہ خود اپنے دست مبارک سے کھولتے اور غلاف نکال کر اپنی آنکھوں سے لگاتے اور منہ سے چومتے پھر اوروں کی آنکھوں سے لگاتے اور ان کے سروں پر رکھتے۔ حجرہ شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خاک کو سرمہ میں ڈلوایا اور روزانہ بعد نماز عشاء خواب استراحت فرماتے وقت اتباعاً للسنۃ اس سرمہ کو آخر عمر تک استعمال فرماتے رہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور جبہ نبوی ﷺ

ریاست رام پور میں اس وقت ایک جبہ شریف ہے جس کو جلال آباد سے تھانہ بھون پر نواب کلب علی خان صاحب مرحوم کی درخواست پر منتقل کیا گیا ہے جس کے متعلق گو یا کہ کسی باقاعدہ سند سے تو ثابت نہیں مگر عام طور پر مشہور ہے کہ یہ جبہ حضور نبی کریم ﷺ کا ہے۔ اس کا حال اور حکم پورا پورا السنۃ الجلیہ'' میں حضرت والا (مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ) نے تحریر فرمایا ہے۔ اس جبہ کو خدام جبہ ربیع الاول میں ریاست رام پور سے جلال آباد بھی لایا کرتے ہیں اور کبھی تھانہ بھون بھی اس کو لایا جاتا ہے۔

تو اس کے متعلق حضرت والا مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک تذکرہ میں فرمایا کہ وہ جبہ شریف یہاں آتا ہے تو مومن والی مسجد کے احاطے میں ایک مختصر صحن ہے وہاں پر ایک محفوظ مقام میں اس جبہ شریف کو رکھا جاتا ہے تو گو وہ اس وقت مومن والی مسجد میں ہوتا ہے (یہ مومن والی مسجد اس مقام جہاں خانقاہ میں حضرت والا مولانا اشرف علی تھانوی دوپہر کو لیٹتے ہیں بہت دور ہے اس جگہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ) یہاں لیٹنے میں اول اول جبہ شریف کی طرف پیر نہیں کرتا تھا اور اب تو کبھی ذہول بھی ہو جاتا ہے مگر نیند کے بعد گرانی ہوتی ہے۔

میں (مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ) نے خدام جبہ سے کہا کہ جس وقت کوئی نہ ہوگا اس وقت خلوت میں اس کی زیارت کروا دیں مگر جبہ شریف کو کھول تم ہی جانا کیونکہ میرے ہاتھ اس قابل نہیں کہ جبہ شریف کو مس کریں وہ چونکہ خادم ہیں اس جبہ شریف کے اس لئے میں نے ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں سے افضل جانا۔ انہوں نے منظور کر لیا پس مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خلوت میں اس جبہ شریف کی زیارت کی تو خوب چوما آنکھوں سے لگایا پھر حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک ضروری بات قابل غور ہے کہ اس جبہ شریف کو نسبت ہے حضور ﷺ کے ساتھ۔

حضور ﷺ کی انگوٹھی مبارک

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: سرور دو عالم ﷺ نے جب قیصر کسریٰ اور سلاطین عالم کو دعوت نامے بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو عرض کی گئی کہ یارسول اللہ! جب تک کسی خط پر مہر ثبت نہ ہو اس وقت تک وہ سلاطین ایسے خط وصول ہی نہیں کرتے۔ اس لئے حضور ﷺ نے ایک انگشتری بنوائی جس کا نقشہ یہ تھا:

محمد　　رسول　　اللہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اب بھی اس مبارک انگشتری کی چمک مجھے نظر آرہی ہے۔

ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے حضور ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کو صرف تین دن تک پہنا۔ اس کے نگینہ کو اپنی ہتھیلی کی طرف کیا۔ لوگوں نے بھی اپنے نبی کی اقتدا کرتے ہوئے سونے کی

انگوٹھیاں بنوائیں۔ ایک روز سرکار دو عالم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے، حضور ﷺ نے انگوٹھی اٹھا کر پھینکی تو صحابہ نے اپنے آقا کی اقتدا کی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے چاندی کی انگشتری بنوائی اور حکم دیا کہ اس پر محمد رسول اللہ کندہ کر دیا جائے۔

حضور ﷺ نے آخری دن تک یہی انگوٹھی پہنی۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر دم تک یہی انگوٹھی پہنی۔ پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخری دم تک یہی انگوٹھی پہنی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی انگوٹھی پہنی۔ چھ سال تک آپ پہنتے رہے، جب خط و کابت کا سلسلہ دراز ہوا اور ہر خط پر مہر لگانا خلیفہ وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مشکل ہو گیا تو آپ نے انگوٹھی ایک انصاری کے سپرد کی اور اسے حکم دیا کہ جتنے خطوط بھیجے جائیں ان پر تم مہر لگا دیا کرو۔

ایک روز وہ انصاری ایک کنوئیں پر گئے جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملکیت تھا اور سوئے قسمت وہ انگوٹھی اس انصاری سے اس کنوئیں میں گر گئی۔ اس کا نام بئر اریس تھا، بڑی تلاش کی گئی، سارا پانی نکلوایا گیا، ساری مٹی نکلوائی گئی، لیکن رحمت عالم ﷺ کی انگوٹھی دستیاب نہ ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جیسی ایک انگوٹھی اور بنانے کا حکم دیا پھر فرمایا اس پر بھی محمد رسول اللہ کے کلمات کندہ کئے جائیں۔

اگر چہ بعض روایات میں یہ مذکور ہے کہ پہلے حضور ﷺ نے انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنی اور پھر بائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنی۔ لیکن اکابر صحابہ کی ایک کثیر تعداد نے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے آخر دم تک انگشتری کو اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنے رکھا اور وہ نگینہ جس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا وہ ہتھیلی کی طرف ہوا کرتا تھا۔ اور وہ بھی چاندی کا تھا۔

حضور ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو انگشتری اتار کر رکھ دیتے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو چاندی کی انگوٹھی بنوانے کی اجازت تو دے دی لیکن اس بات پر منع کیا کہ کسی کی انگوٹھی کے نگینہ پر محمد رسول اللہ کندہ کیا جائے۔ ''ولا ینقش احد نقشه.''

ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے: ''سرکار دو عالم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی بنی ہوئی تھی لیکن اس کا نگینہ ایسے پتھر کا تھا جو حبشہ میں پایا جاتا ہے۔''

بعض علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ نبی مکرم ﷺ کی اسی مبارک انگشتری میں ایک سرالٰہی تھا جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی میں سرالٰہی تھا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی گم ہوگئی تو آپ کی ساری سلطنت ختم ہوگئی اور جب تک سرکار دو عالم ﷺ کی بابرکت انگوٹھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمانی خلافت کے چھ سالوں میں یہ انگوٹھی رہی مملکت اسلامیہ کے تمام اکناف و اطراف میں امن وسکون رہا۔ کسی فتنہ وفساد کی وہاں چنگاری بھی نہیں پہنچی، لیکن عثمانی خلافت کے چھٹے سال جب یہ مبارک انگوٹھی بئر اریس میں گری اور تلاش بسیار کے باوجود دستیاب نہ ہوئی تو اس وقت سے ہی فتنہ وفساد کا آغاز ہو گیا اور ابھی تک ان فتنوں کی آگ سلگ رہی ہے اور کبھی کبھی بھڑک اٹھتی ہے اور ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔

علمائے کرام نے صراحت کی ہے کہ اگر انگوٹھی چاندی کی بنی ہو تو اس کا زیادہ سے زیادہ وزن ایک مثقال ہو اگر اس انگوٹھی کا وزن ایک مثقال سے زائد ہوگا تو اس کا پہننا جائز نہ ہوگا۔

غیبی تحریر ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا میری اس انگشتری پر ''محمد بن عبداللہ'' کندہ کروا دو اور وہ انگشتری خالص چاندی کی تھی۔ تو وہ نقاش کے پاس لائے اور کہا کہ یہ نقش اس پر کندہ کردو۔ اس نے کہا کہ میں اسے کندہ کردوں گا اور اس پر اجرت طے کی تو اللہ عزوجل نے نقاش کے ہاتھ کو اس طرح بدل دیا کہ اس نے ''محمد رسول اللہ'' کندہ کر دیا۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا بات ہے میں نے تو تمہیں ''محمد بن عبداللہ'' کندہ کرنے کا حکم دیا تھا۔

نقاش نے کہا بلاشبہ اللہ عزوجل نے میرے ہاتھ کو پھیر دیا۔ خدا کی قسم! میں یہی کندہ کرنا چاہتا تھا مگر بے شعوری میں یہ کندہ ہوگیا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس انگشتری کو نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور آپ ﷺ سے حال بیان کیا تو آپ ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا یقیناً میں اللہ عزوجل کا رسول ہوں۔

مہر نبوی صلح حدیبیہ کے بعد جب رسول اللہ ﷺ نے اطراف و جوانب کے شہنشاہوں، بادشاہوں اور حکمرانوں کو دعوت اسلام کے خطوط ارسال فرمانا چاہے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یہ سلاطین خط پر مہر نہ ہو تو اسے معتبر نہیں سمجھتے بلکہ پڑھتے تک نہیں۔ آپ ﷺ نے سونے کی انگشتری میں مہر بنانے کا حکم دیا۔ انگوٹھی بن کر آئی تو اسے انگشت مبارک میں پہنا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سونے کی انگوٹھیاں پہننا شروع کردیں۔ اس موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کا حکم سنایا کہ آپ کی امت کے مردوں پر سونا پہننا حرام قرار دیا گیا ہے۔

اس پر حضور اکرم ﷺ نے چاندی کی انگشتری تیار کروائی۔ اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا جس میں ''محمد رسول اللہ'' تین سطروں میں کندہ تھا۔ اس طرح کہ ''اللہ'' کا لفظ سب سے اوپر، درمیان میں ''رسول'' اور آخر میں ''محمد'' تھا۔ آپ اسے کبھی بائیں اور کبھی دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہنتے۔ اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب ہوتا، یہ انگوٹھی حبشی صنعت کا نمونہ تھی۔ کبھی کبھی اس پر دھاگہ باندھ لیتے کہ جو یادداشت کے لئے ہوتا تھا۔ چاندی کی انگوٹھی پہننے سے لوگوں کو منع نہیں فرمایا، مگر ارشاد ہوا کہ کوئی شخص اس میں ایسا نقش کندہ نہ کروائے۔

عہد رسالت میں یہ مہر تمام مراسلات، پیغامات، تحریروں، حکم ناموں پر لگائی جاتی رہی۔ عہد صدیقی و فاروقی میں بھی اسی کا استعمال جاری رہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے چھ سال بعد ایک بار جبکہ وہ اریس کے کنوئیں پر بیٹھے ہوئے تھے یہ انگوٹھی انگلی سے نکل کر اس میں گر گئی۔ بہت تلاش کے بعد بھی نہ ملی۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہی سے عہد عثمانی میں فتنہ کے آثار پیدا ہونے شروع ہوئے۔

شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی مہر نبوت میں لکھا ہوا تھا ''وحدہ لاشریک له توجه حیث کنت فانک منصور۔''

ترجمہ: (اللہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، آپ جس حال میں بھی ہیں توجہ فرمایئے بلاشبہ آپ ہی فتح یاب ہیں۔)

بعض روایات میں ہے کہ آپ کے وصال کے بعد مہر نبوت غائب ہوگئی تھی۔ اسی علامت سے آپ ﷺ کے وصال کی تصدیق ہوئی مگر یہ بات درست نہیں کہ بعد از وصال مہر نبوت باقی نہ رہی۔ حضور

سید عالم ﷺ جیسے اس وقت خاتم النبیین تھے آج بھی اسی طرح ہیں۔ قیامت تک کا زمانہ آپ ہی کا زمانہ ہے، قیامت کے لئے آپ ہی رسول و نبی ہیں۔

حضور ﷺ کے دندان مبارک دارمی و ترمذی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے شمائل میں اور بیہقی وطبرانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اوسط میں اور ابن عساکر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کے دونوں دانت کشادہ تھے۔ دوران کلام ان کے درمیان سے نور نکلتا محسوس ہوتا۔

طبرانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ابی قرصافہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت کی انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اور میری ماں اور خالہ نے حضور ﷺ سے بیعت کی۔ جب ہم لوٹ رہے تھے تو میری ماں اور خالہ نے کہا: ''اے بیٹے! ہم نے حضور ﷺ سے بہتر کسی شخص کو نہیں دیکھا، آپ نظافت جسم، لطافت لباس، شیریں گفتار ہیں۔ باتیں کرتے وقت دہن مبارک سے گویا نور نکلتا ہے۔

چادر نبوی ﷺ امام بخاری سہل بن سعد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے راوی ہیں ایک دفعہ ایک عورت نے خدمت اقدس میں چادر بطور ہدیہ پیش کی۔ ایک صحابی جو اس وقت موجود تھے کہنے لگے کیا اچھی چادر ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی چادر انہیں عطا کر دی۔ لوگوں نے ان کو ملامت کی کہ تم جانتے ہو حضور ﷺ کو چادر کی ضرورت تھی، یہ بھی جانتے ہو کہ سرکار ﷺ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے تم نے سوال کیوں کیا۔

''رجوت ببر کتها حين يلبسها النبى صلى الله عليه وسلم لعلى اكفن.''

میں نے یہ چادر اس لئے لی ہے تا کہ اس میں کفن دیا جاؤں اور برکت سے بخشا جاؤں۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے ملبوسات اور استعمال شدہ اشیاء کو متبرک جانتے تھے اور ان سے شفا اور برکت کی امید رکھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بزرگان دین کی استعمال شدہ اشیاء کو متبرک سمجھنا، ان سے برکت کی امید رکھنا جائز ہے۔ بدعت یا شرک نہیں ہے۔ بلکہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جب حضور ﷺ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو بعد از غسل آپ نے اپنا تہبند مبارک دیا اور فرمایا: '' اشعر نها اياه.''

ترجمہ: ان کے کفن کے ساتھ میرا تہبند بھی ملا دو۔

علامہ نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنا تہبند مبارک کیوں عطا فرمایا:

''والحكمة فى اشعارها به تبريكها.''

اشعار میں حکمت یہ تھی تا کہ ان کے کفن میں برکت ہو جائے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خود حضور ﷺ بھی اپنی استعمال شدہ اشیاء کو برکت و رحمت تصور فرماتے تھے۔

چادر مبارک کی عجیب برکت حضرت مولانا روم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مثنوی میں اس حدیث کو نقل فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے عرض کی: یارسول اللہ آج بہت تیز بارش آئی۔ آپ قبرستان میں تشریف فرما تھے، مگر آپ کے کپڑے نہیں بھیگے۔ فرمایا: عائشہ تم نے کیا اوڑھا ہوا ہے۔ عرض کی آپ کی تہبند شریف۔ فرمایا:

گفت بہر آں نمود اے پاک حبیب
نیست ایں باران ایں ابر شمار
چشم پاک را خدا باران غیب

ہست باران دیگر و دیگر شمار

یعنی: اے عائشہ! میرے تہبند شریف کی برکت سے تمہیں یہ نظر آ گیا یہ پانی نہ تھا۔ یہ تو انوار و برکات الٰہیہ کی بارش تھی، جو مجھ پر برس رہی تھی۔ اے عائشہ اس بارش کا بادل اور آسمان ہی دوسرا ہے۔

یعنی یہ بارش تمہیں اس لئے نظر آ گئی کہ تمہارے سر پر میرا تہبند مبارک ہے۔ اسی کی برکت سے تمہاری آنکھوں سے حجاب اٹھ گئے، اور تم نے انوار الٰہی کا مشاہدہ کر لیا۔ ورنہ یہ کسی کو نظر نہیں آتے۔ سبحان اللہ الغرض وہ پیراہن یوسف علیہ السلام ہے اور یہ حضور سرور عالم ﷺ کے ملبوسات اور آپ کے استعمال شدہ اشیاء کے برکات و حسنات ہیں۔ بغور پڑھئے، ایمان تازہ کیجئے اور سوچئے کہ اللہ کے برگزیدہ بندے کیسی کیسی نعمتوں کے مالک ہیں۔

آپ ﷺ کا پرچم مبارک حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا پرچم (علم) سیاہ رنگ کا تھا اور آپ کا لواء یعنی چھوٹا جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔

حضرت یونس بن عبید مولیٰ محمد بن القاسم رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ مجھے محمد بن قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا تا کہ آنحضرت ﷺ کے علم مبارک کے متعلق ان سے دریافت کروں کہ وہ کیسا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ سیاہ رنگ کا تھا اور سیاہ کمبل سے تیار کیا گیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ کا علم مبارک سیاہ تھا اور آپ کا پرچم سفید رنگت والا تھا جس پر "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کا علم مبارک عقاب کہلاتا تھا اور اسے اس لقب سے پکارا جاتا تھا۔

نبی کریم ﷺ کا کنگھی، سرمہ اور آئینہ کا استعمال

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ سفر و حضر میں ان پانچ چیزوں کو نظر انداز نہیں فرمایا کرتے تھے: آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، تیل اور مسواک۔

حضرت ام المومنین فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ سفر کا ارادہ فرمایا کرتے تھے تو میں یہ چیزیں تیار کر کے حضور ﷺ کے سامان میں رکھواتی: خوشبودار تیل، کنگھی، آئینہ، قینچی، سرمہ دانی اور مسواک۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کے وقت بستر پر استراحت فرماتے تو اس سے پہلے مسواک کرتے، وضو فرماتے اور بالوں میں کنگھی کرتے۔ حضور ﷺ کی کنگھی ہاتھی دانت کی تھی جس سے حضور ﷺ بالوں کو درست کیا کرتے تھے۔

حضور ﷺ کی کنگھی مبارک حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے حجرے میں جھانک کر دیکھا، حضور ﷺ کے دست مبارک میں کنگھی تھی جس سے آپ ﷺ اپنے سر مبارک کو کھجلا رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر مجھے یہ پتہ چلتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں اس کنگھی سے تیری آنکھوں کو ضرب لگاتا، تم نہیں جانتے کہ شریعت میں کسی گھر میں داخل ہونے سے پہلے اذن طلب کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ تم اہل خانہ کو اپنی آمد سے خبردار کرنے سے پہلے نہ دیکھو۔

حضور ﷺ کا سرمہ مبارک حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس کالا سرمہ تھا۔ آپ اپنے بستر پر آرام فرماتے تو دونوں آنکھوں میں تین تین بار سلائیاں ڈالتے۔

حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قرآن مبارک

موجودہ مصحف کی نسبت حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف سوائے مطری کے کسی نے نہیں کی اور مطری کے بعد جنہوں نے مسجد کے درمیانی گنبد کا آتشزدگی کے موقعہ پر محفوظ رہنا ذکر نہیں ہے۔ انہوں نے بھی اس مصحف کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں البتہ ابن جبیر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اپنے سفر نامہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مقام النبی کے سامنے ایک بڑا صندوق ہے اور مقام النبی اور حجرہ کے درمیان ایک بڑی رحل ہے جس پر ایک بڑا مصحف ایک غلاف میں بند ہے اور اس پر قفل لگا ہوا ہے۔ یہ ان چاروں مصاحف میں سے ہے جو حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مختلف شہروں کی طرف بھیجے تھے۔

یہ مصحف جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے اس مصحف کے مطابق ہے جو ابن نجار نے ذکر کیا ہے جو مصر سے بھیجا گیا تھا اور ابن جبیر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اس کی نسبت حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف نہیں کی۔ حالانکہ ابن جبیر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اس کی وضاحت کی ہے کہ یہ ان مصاحف میں سے ہے جو حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دیگر ممالک میں ارسال کئے تھے۔ ہاں یہ نہیں کہا کہ یہ وہی مصحف ہے جو حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت کے موقعہ پر ان کی گود میں تھا۔

ابن قتیبہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ وہ مصحف جو شہادت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے موقعہ پر ان کی گود میں تھا وہ ان کے بیٹے خالد کے پاس تھا۔ پھر اس کی اولاد کے پاس رہا، پھر نسلاً بعد نسل ان کی اولاد میں منتقل ہوتا رہا۔ ملک شام کے بعض مشائخ نے مجھے بتایا کہ اب وہ طوس کے علاقہ میں ہے۔

امام شاطبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے کہا ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: ''امام مالک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ مصحف پہلی کتابت کے مطابق لکھنا چاہئے جو لوگوں نے نئی کتابت ایجاد کی ہے اس کے مطابق نہیں لکھنا چاہئے۔ نیز اس نے کہا ہے کہ مصحف عثمان تو غائب ہے اس کی کسی کو خبر نہیں''۔

حضرت ابوعبید قاسم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اپنی کتاب میں قرآن کے متعلق لکھا ہے کہ: ''میں نے ایک مصحف دیکھا جسے امام مصحف عثمان کہتے تھے، یہ بعض امراء کے خزانے سے برآمد ہوا تھا۔ یہ وہی مصحف ہے جو شہادت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے موقعہ پر ان کی گود میں تھا۔ اور میں نے ان کے خون کے آثار اس میں کئی جگہوں پر دیکھے۔ لیکن ابوجعفر نحاس رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اس کلام کو رد کر دیا ہے اور حوالہ میں امام مالک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کی کلام جو اوپر بیان ہو چکی ہے ذکر کی ہے۔''

امام شاطبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ منصف مزاج لوگوں نے امام مالک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کی بات کو ٹھکرا دیا ہے، کیونکہ امام مالک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کی کلام میں غائب ہونے کا لفظ ہے جو اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ مصحف کلیۃً معدوم ہے اور اس کا پایا جانا ناممکن ہے۔ کیونکہ غائب چیز کے متعلق یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ کسی وقت ظاہر ہوگا۔

ختم بخاری شریف کی برکات

اور میں نے مغرب میں حافظ الصالح ابی عبداللہ محمد بن صعد التلسمانی الانصاری کی تصنیف ''رو من النسرین فی مناقب الاربعة المتاخرین.'' دیکھی۔ حافظ الغرب ابوالقاسم العبدوسی الفاسی تیونس تشریف لائے

اور یہاں تشریف لانے کے بعد استسقاء کے دن انہوں نے پوری بخاری شریف پڑھ دی۔ صبح سے شروع کی اور ظہر یا عصر کے بعد ختم کردی۔ (ظہر یا عصر۔ اس میں مجھے شک ہے کیونکہ پڑھے ہوئے کو مدت ہوگئی ہے) اور فارس کے لوگوں کی یہ عادت بن چکی ہے کہ تکالیف ومہمات کے وقت وہ بخاری شریف کا ختم کرواتے ہیں اور یہ دفع شر ومصائب کے لئے مجرب ہے۔

اور یہ تمام اشیاء جو ہم نے اس کتاب میں نقل کرنے کے لئے قائم کی تھیں لیکن یک گونہ مناسبت کی وجہ سے یہ تمام چیزیں بھی ہم نے بیان کردیں اور یہ اس واحد القہار کا فضل وکرم ہے جس کو چاہتا ہے اس کے لئے مختص فرمالیتا ہے۔ اور وہ بڑے فضل وکرم والا ہے، پس پاکی ہے اس قادر مطلق کے لئے کہ جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔ اور وہ اپنی قدرت سے عاجز نہیں آتا وہ بقا کو ممکن بنانے والا ہے اور ہمیشہ کا حاکم ہے، مخلوق کو فنا کرنے پر قادر ہے۔ پس کتنے ہی حفاظ حدیث، بزرگ، نقاد اس زمین کے نیچے چلے گئے کہ اب ان کا زمانے پر اثر ہے اور ان کی خبریں صرف کتابوں میں رہ گئیں ہیں، مٹی مٹی کی طرف لوٹ گئی جیسا کہ مخلوق میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکمت ہے۔

حضور ﷺ کا رومال مبارک اگر خلیل اللہ کے جسم اقدس کے لئے آگ سرد ہوگئی، تو سید الانبیاء ﷺ کے رومال مبارک کے لئے متعدد بار آگ گل وگلزار ہوگئی۔ خلیل کا جسم سلامت رہا اور محبوب کا رومال بھی آگ نے نہ جلایا۔

امام ابونعیم عباد بن عبدالصمد رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم چند آدمی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں گئے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنیز کو کھانا لانے کا حکم دیا۔ کنیز جو رومال لائی وہ میلا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "سجری التنور فاوقدته فامرنا بالمنديل فطرح فيه فخرج ابيض كانه اللبن."

تنور جلا اس میں رومال ڈال دے۔ کنیز نے رومال تنور میں ڈال دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد دودھ کی طرح سفید رومال تنور سے نکالا۔

حاضرین نے بڑے تعجب سے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے؟ آگ نے رومال کو نہ جلایا بلکہ صاف وشفاف کردیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "هذا منديل كان رسول الله ﷺ بمسح وجهه فاذا اتسخ صنعنا به هكذا."

یہ وہ رومال ہے جس سے حبیب خدا اپنا چہرہ اقدس صاف فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ میلا ہوجاتا ہے تو ہم اسی طرح تنور میں ڈال کر اجلا کرلیتے ہیں۔

اللہ اکبر! یہ رومال متعدد بار آگ میں ڈالا جاتا ہے مگر نہیں جلتا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ اس رومال سے اپنا چہرہ مبارک صاف فرمایا کرتے تھے۔ ثابت ہوا کہ خلیل اللہ کے جسم مبارک کو آگ نے نہ جلایا اور حبیب خدا کے جسم مبارک سے جو چیز مس کرجائے اس کو آگ نہیں جلاسکتی۔

محبوب کے اشارہ پر بتوں کے ٹکڑے ہوگئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے غضب اللہ اپنی قوم کے بتوں کو مسمار کردیا۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے ایک ممتاز شان سے بتوں کو توڑا۔ یعنی خلیل کے مقدس ہاتھوں نے بت توڑے اور محبوب علیہ السلام کے صرف اشارے سے بت گرگئے اور حضور ﷺ کو اپنا دست اقدس بھی بتوں کو نہ لگانا پڑا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ جب حضور ﷺ کا مکہ معظمہ میں فاتحانہ داخلہ ہوا۔

"جعل يشير بقضب في يده ولا يمسها مما اشار الىٰ وجد صنم ان وقع لوجهه."

تو آپ ﷺ شاخ خرما سے جس بت کی طرف اشارہ کرتے تھے وہ منہ کے بل گر جاتا تھا۔

بلکہ سرکار دو عالم ﷺ کی آمد سے روئے زمین کے بت اوندھے منہ گر گئے۔ امام ابو نعیم عمر بن قتیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات حضور علیہ السلام نے صحن عالم میں قدم رکھا۔ "فكست اصنام كلها." تو روئے زمین کے بت اوندھے منہ گر گئے۔

دیکھئے خلیل اللہ اپنے مقدس ہاتھوں سے بت مسمار فرماتے ہیں اور حضور علیہ السلام کی صرف آمد سے روئے زمین کے بت خود بخود اوندھے منہ گر جاتے ہیں۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

مسجد اقصیٰ میں موجود تبرکات نبوی ﷺ بقول مقدسیؒ کے مسجد اقصیٰ کے حرم شریف کے وسط میں چبوترہ اٹھا ہوا ہے جس کے چاروں طرف کافی چوڑی سیڑھیاں ہیں۔ چبوترے پر چار گنبد بنے ہوئے ہیں ان میں قبۃ السلسلہ، قبۃ المعراج اور قبۃ النبی کچھ زیادہ بڑے نہیں ہیں جو سنگ مرمر کے ستونوں پر بغیر دیواروں کے قائم ہیں۔ بقول ابن فقیہ قبۃ الصخرہ کے مشرقی جانب قبۃ السلسلہ بیس ستونوں پر کھڑا ہے۔ اس کے سامنے مشرق ہی کی طرف حضرت خضر علیہ السلام کا مقام عبادت ہے۔ اس کے شمالی رخ پر قبۃ النبی اور مقام جبرائیل علیہ السلام ہیں اور چٹان کے برابر قبۃ المعراج ہے۔

یہ قبہ زیادہ پائیدار اور مستحکم نہ تھا اس لئے بار بار زلزلوں سے متاثر ہوتا رہا اور تعمیر ہوتا رہا اس چبوترے کے دوسرے قبوں یعنی قبۃ النبی، قبۃ المعراج اور قبہ جبرائیل کے بارے میں امام ابن عبدربہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے: یہ وہ مقام ہے جہاں سے حضور ﷺ آسمان پر تشریف لے گئے۔ اس مقام کے اوپر وہ جگہ ہے جہاں حضور ﷺ نے انبیائے سابقین کے ہمراہ نماز ادا فرمائی۔

بیت المقدس میں قبۃ الصخرہ کے پیچھے جنوبی سمت گیارہ سیڑھیاں اتر کر ایک غار میں داخل ہوتے ہیں جسے مغارة الارواح کہتے ہیں۔ اس غار میں مختلف انبیاء کی جائے عبادت کو محرابوں سے مخصوص کیا گیا ہے (یہاں محراب بمعنی چبوترہ ہے) اس کے شمالی حصے میں مقام خضر علیہ السلام اور جنوبی کونے میں مقام داؤد علیہ السلام ہے یہاں ایک مقام کے بارے میں جسے مقام النبی کہا جاتا ہے۔

روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہاں نوافل ادا کئے تھے۔ اسی غار میں موئے مبارک اور نقش پائے مبارک بھی جو اس غار کے جنوب مغربی کونے میں ایک الماری میں محفوظ ہیں اس الماری کے سامنے ایک صندوق میں حضور ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم بھی محفوظ کر لئے گئے ہیں اس غار میں پچاس ساٹھ آدمی سما سکتے ہیں۔ (بشکریہ اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

نبی اکرم ﷺ کی، نعلین مبارک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب حضور اکرم ﷺ مجلس میں تشریف فرما ہو جاتے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے دونوں مبارک قدموں سے نعلین شریفین کو اتار لیتے اور انہیں اپنی قمیض کی آستین میں رکھ لیتے۔ جب حضور ﷺ اٹھ کر جانے لگتے تو حضرت عبداللہ خود حضور ﷺ کو یہ پہناتے اور عصا لے کر حضور ﷺ کے آگے آگے چلتے یہاں تک کہ نبی مکرم ﷺ اپنے حجرہ شریف میں نزول اجلال فرماتے۔

باب نمبر 1

مکہ مکرّمہ میں موجود تبرکات نبوی ﷺ



حضور ﷺ کی آمد پر سرزمین اسلام سے بتوں کا صفایا

زمانہ جاہلیت میں عرب کے اہم بت

1	ودّ	11	اللات	21	نائلہ
2	الفلس	12	عزیٰ	22	ہبل
3	المعب	13	نہم	23	ذوالخلصہ
4	باجر	14	سواع	24	یعوق
5	الاقیصر	15	سعد	25	نسر
6	سعب	16	ذوالکفین	26	رئام
7	ذوالکعبات	17	ذوالشریٰ	27	عمیانس
8	المحرق	18	عائم	28	مرحب
9	رضی	19	سعیر	29	یغوث
10	مناۃ	20	اساف	30	ذواللبا
				31	ذریح

مشہور بت اور ان کو توڑنے والے صحابہ کرام

بت	
ودّ	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
الفلس	حضرت علی رضی اللہ عنہ
مناۃ	حضرت سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ
لات	حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ
عزیٰ	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
سواع	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
ذوالکفین	حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ
ذوالخلصہ	حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

نوٹ: نمبروں کے مطابق بتوں کی تفصیل بائیں جو کنے میں ہے اصل نقشے میں صرف مقامات دیے ہیں





حرمین شریفین پر تسلّط کا خوفناک امریکی منصوبہ

شیخ اُسامہ اور طالبان امریکہ کے راستے میں آخری رکاوٹ ہیں

۳ ارضِ حرمین کفار کے حصار میں

اشارات

- حدود جزیرۂ عرب
- تیل کے علاقے
- تیل کی پائپ لائن
- تیل صاف کرنے کے کارخانے

ترکی
قبرص
شام
لبنان
القدس
اردن
عراق
ایران
کویت
حفر الباطن
خلیج عرب
خلیج عمان
ریاض
مدینہ منورہ
متحدہ عرب امارات
مصر
جدہ
مکہ مکرمہ
عمان
ارضِ حرمین
سوڈان
اریٹیریا
جزیرہ دہلک
یمن
الحدیدہ
عدن
سوقطرہ

یہود و نصاریٰ کے فوجی اڈے

- امریکا
- برطانیہ
- فرانس

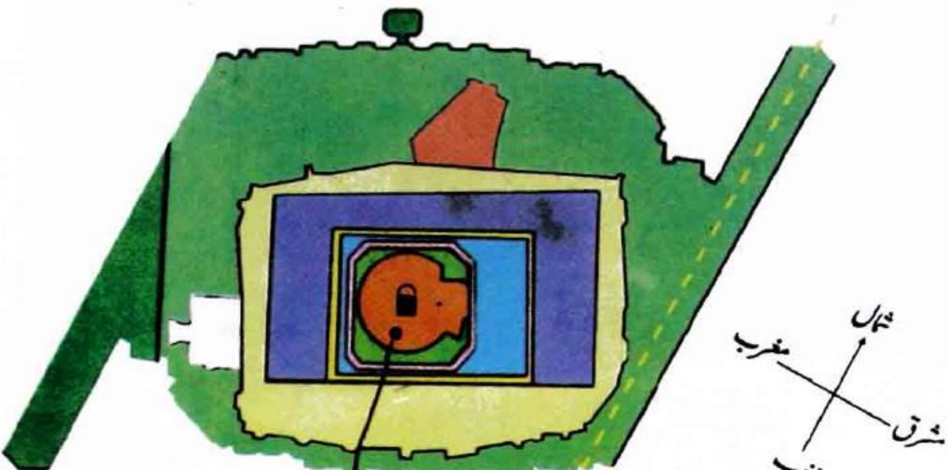


مسجد حرام کی مرحلہ وار توسیع (تاریخ اور رنگوں کے آئینے میں)

مسجد حرام کی مرحلہ وار توسیع (تاریخ اور رنگوں کے آئینے میں)

- تعمیر قریشِ مکہ 604ء
- توسیع عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ 17ھ/639ء
- توسیع عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ 26ھ/648ء
- توسیع عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ 65ھ/685ء
- ولید بن عبدالملک اُموی 91ھ/709ء
- توسیع ابوجعفر منصور عباسی 137ھ/754ء
- توسیع محمد مہدی عباسی 160ھ/777ء
- توسیع معتضد باللہ عباسی 284ھ/897ء
- توسیع مقتدر باللہ عباسی 306ھ/918ء
- توسیع ملک سعود بن عبدالعزیز آل سعود 1375ھ/1955ء (گزشتہ تمام توسیعات سے 6 گنا زیادہ)
- توسیع خادم الحرمین الشریفین فہد بن عبدالعزیز 1409ھ/1988ء

(سعودی عہد کی مجموعی توسیع سے گزشتہ تمام توسیعات کی نسبت رقبہ 9 گنا ہوگیا ہے جبکہ مقتدر باللہ کی توسیع کے بعد 1069 برس تک کوئی توسیع نہیں ہوئی تھی)



(کوہ صفا سے کوہ مروہ تک سعی کی جگہ جو ملک سعودی "نے" توسیع کے وقت مسجد حرام میں شامل کردی گئے)

حج کا نقشہ

مکہ مکرمہ

منیٰ

مزدلفہ

عرفات

1 — ۸ ذی الحجہ منیٰ روانگی، منیٰ میں پانچ نمازیں: ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں تاریخ کی فجر۔

2 — ۹ ذی الحجہ فجر کے بعد عرفات روانگی، زوال تا غروب آفتاب وقوف، غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ روانگی، مغرب و عشاء مزدلفہ میں رات مزدلفہ میں قیام۔

3 — ۱۰ ذی الحجہ مزدلفہ میں فجر کے بعد وقوف، منیٰ روانگی، بڑے شیطان کی رمی، پھر قربانی، پھر بال منڈوانا یا کتروانا، احرام کھول کر طواف زیارت کے لیے مکہ جانا کل یا پرسوں بھی جا سکتے ہیں، رات منیٰ میں قیام۔

4 — ۱۱ ذی الحجہ زوال کے بعد رمی، پہلے چھوٹا شیطان، پھر درمیانہ شیطان، پھر بڑا شیطان، طواف زیارت کل نہیں کیا تو آج کر لیں، رات منیٰ میں قیام۔

5 — ۱۲ ذی الحجہ زوال کے بعد رمی کل والی ترتیب سے، طواف زیارت کل نہیں کیا تو آج مغرب سے پہلے کر لیں، رات منیٰ میں قیام کا اختیار ہے۔

6 — ۱۳ ذی الحجہ اگر بارہ تاریخ کا غروب آفتاب منیٰ ہی میں ہو گیا اور تیرہ تاریخ کی صبح صادق تک ٹھہر گئے تو رمی واجب، جو صبح صادق کے بعد کر سکتے ہیں۔ کل والی ترتیب سے۔

7 — طواف وداع: وطن واپسی سے پہلے

حضور ﷺ کا مکہ سے عرفات تک کے سفر کا نقشہ

(حضور ﷺ کے ہاتھوں حجرِ اسود کی تنصیب)

حجرِ اسود: جنت کا پتھر

حجرِ اسود جنت کا پاک اور محترم پتھر ہے جو کعبۃ اللہ کے اس کونے میں پیوست ہے جو کعبۃ اللہ کے سنہری دروازے سے متصل ہے۔ اس مقام سے ہی طواف کعبہ کا آغاز ہوتا ہے اور ہر چکر اسی مقام پر ختم ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق یہ جنت کا پتھر ہے۔ اسے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے اتارا گیا تھا، طوفانِ نوح کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ امانت کے طور پر جبل ابوقبیس کے حوالہ کر دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس پتھر کو جبل ابوقبیس سے لے کر آئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے اس کونہ میں نصب کر دیا تا کہ طواف کرنے والے اس کونے سے طواف کا آغاز کریں اور اپنے سات چکروں کو شمار کر سکیں۔

یمن سے آئے ہوئے بنو جرہم، سیدہ ہاجرہ کی اجازت سے یہاں آباد ہوئے تھے۔ اس قبیلہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی ہوئی تھی۔ سیدہ ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام فوت ہوئے تو انہیں حطیم اور چاہِ زمزم کے درمیان دفن کیا گیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد خانہ کعبہ کی متولی تھی لیکن بنو جرہم نے ان سے یہ منصب چھین لیا اور پوری بستی پر قابض ہو گئے۔

بنو اسماعیل ان کے ظلم کی وجہ سے مکہ چھوڑ کر پہاڑوں اور ٹیلوں پر آباد ہو گئے۔ بنو جرہم کا فسق و فجور اور آبادی پر ظلم زیادہ ہوا تو قبائل عرب نے ان پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں یہ یہاں سے یمن کی طرف بھاگ گئے لیکن جاتے ہوئے بیت اللہ کا بابرکت سامان اور حجرِ اسود اکھاڑ کر زمزم کے کنوئیں میں پھینک گئے اور کنوئیں کا نشان تک بند کر گئے۔ حضرت عبدالمطلب نے کنوئیں کی کھدائی کے دوران حجرِ اسود برآمد کیا اور اسے پھر اسی جگہ نصب کر دیا۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان ایک مرتبہ ایسا سیلاب آیا کہ کعبہ اقدس کی دیواریں پھٹ گئیں۔ مکہ والوں نے ارادہ کیا کہ کعبہ کی عمارت کو پھر سے بنائیں، اور خوب اونچی اور مضبوط بنائیں۔ چنانچہ سب نے مل کر اس مقدس عمارت کو از سرِ نو بنایا، اور جب حجرِ اسود رکھنے کا وقت آیا تو آپس میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ یہ سعادت مجھ کو نصیب ہو۔ اس وقت کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ

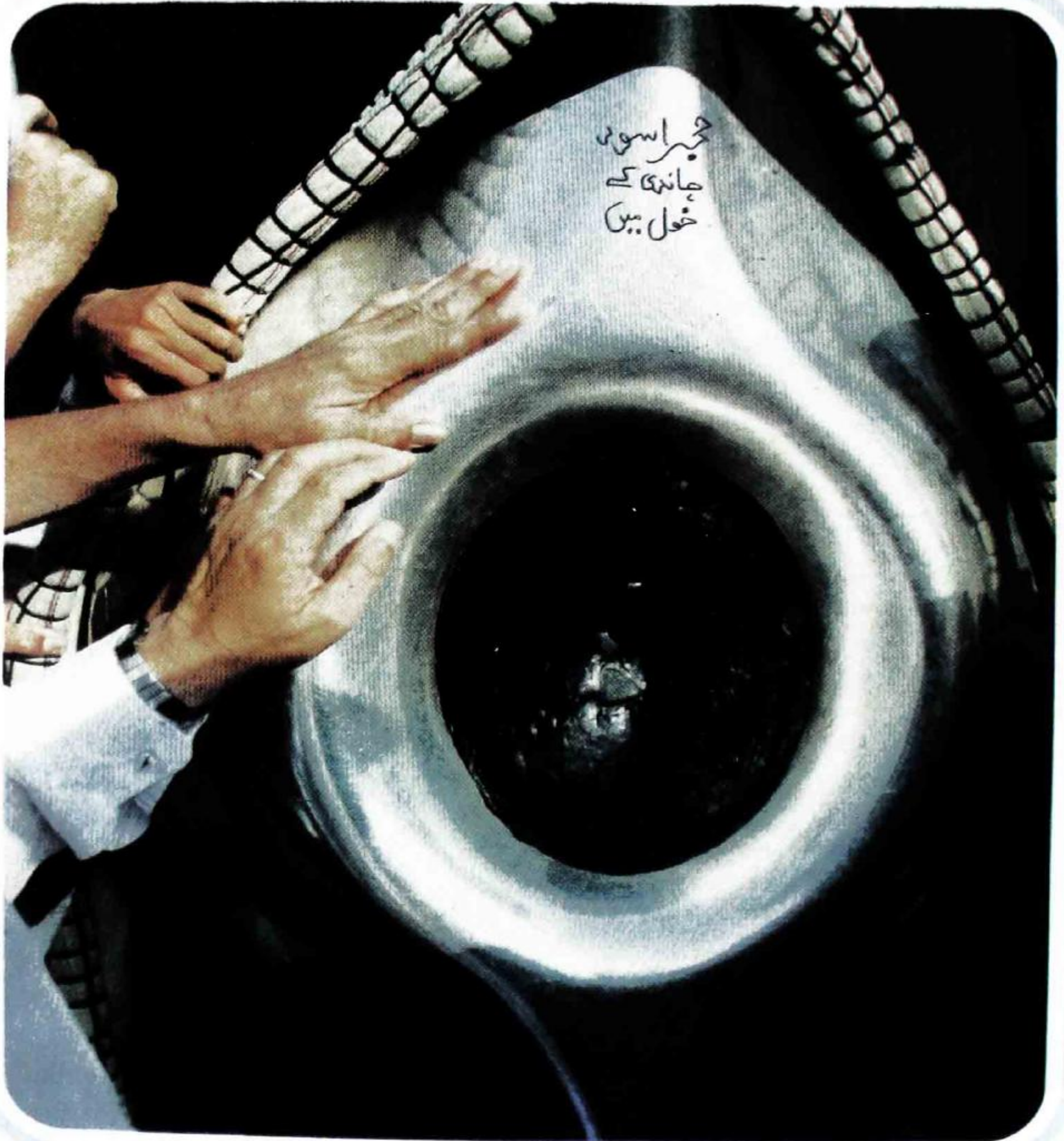
آپ ﷺ کا کارنامہ: قریش نے بیت اللہ کی تعمیر کے وقت تمام قبیلوں میں اس سعادت کے حصول کے لئے (دیواروں کی تقسیم کی) لیکن جب حجرِ اسود کو نصب کرنے کا وقت آیا تو ہر قبیلے کی خواہش تھی کہ یہ سعادت اور اعزاز اسے حاصل ہو۔ اس اختلاف میں نوبت لڑائی اور خونریزی تک پہنچ گئی۔ تلواریں نکل آئیں لیکن پھر مشورہ پر طے پایا کہ جو شخص صبح سب سے پہلے مسجد حرام میں داخل ہو اس کو فیصلے کا اختیار دیا جائے۔

بیت اللہ کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ بھی اپنے قبیلے کے ساتھ شامل تھے آپ ﷺ کی عمر اس وقت ۳۵ سال تھی۔ حسن اتفاق کہ صبح سب سے پہلے آپ ﷺ ہی مسجد حرام میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کے لئے داخل ہوئے۔ سب نے آپ ﷺ پر اتفاق کیا کہ: ''جاء محمد جاء الامین'' محمد ﷺ آ گئے یعنی امین آ گئے۔

آپ ﷺ نے چادر بچھائی اس پر حجرِ اسود رکھا اور تمام قبائل کے سرداروں اور معززین کو چادر کے کونے پکڑ کر اسے اٹھانے کا حکم دیا جب یہ لوگ حجرِ اسود کو اٹھائے ہوئے بیت اللہ کے اس کونے کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے خود اٹھا کر حجرِ اسود اپنے ہاتھوں سے بیت اللہ کی دیوار میں نصب کر دیا۔

حجر اسود اور چاندی کا طوق: حجر اسود کے ارد گرد جو چاندی کا کڑا ہے یہ سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنوایا تھا، اس کے بعد سے خلفاء وقت حسب ضرورت اسے بنواتے رہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حجر اسود کے گرد چاندی کا حلقہ نصب کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ان کے عہد خلافت میں بتاریخ ۳/ ربیع الاول ۶۴ھ کعبے میں آگ لگ گئی تھی۔ اس آگ سے حجر اسود کو بھی نقصان پہنچا تھا۔ اس کا رنگ سیاہ پڑ گیا تھا اور جل کر تین ٹکڑے ہو گیا تھا۔ جس کو سنبھالنے کے لئے ابن زبیر نے چاندی کا حلقہ لگایا اور کعبہ از سر نو تعمیر کر کے حجر اسود کو اس میں نصب کیا۔



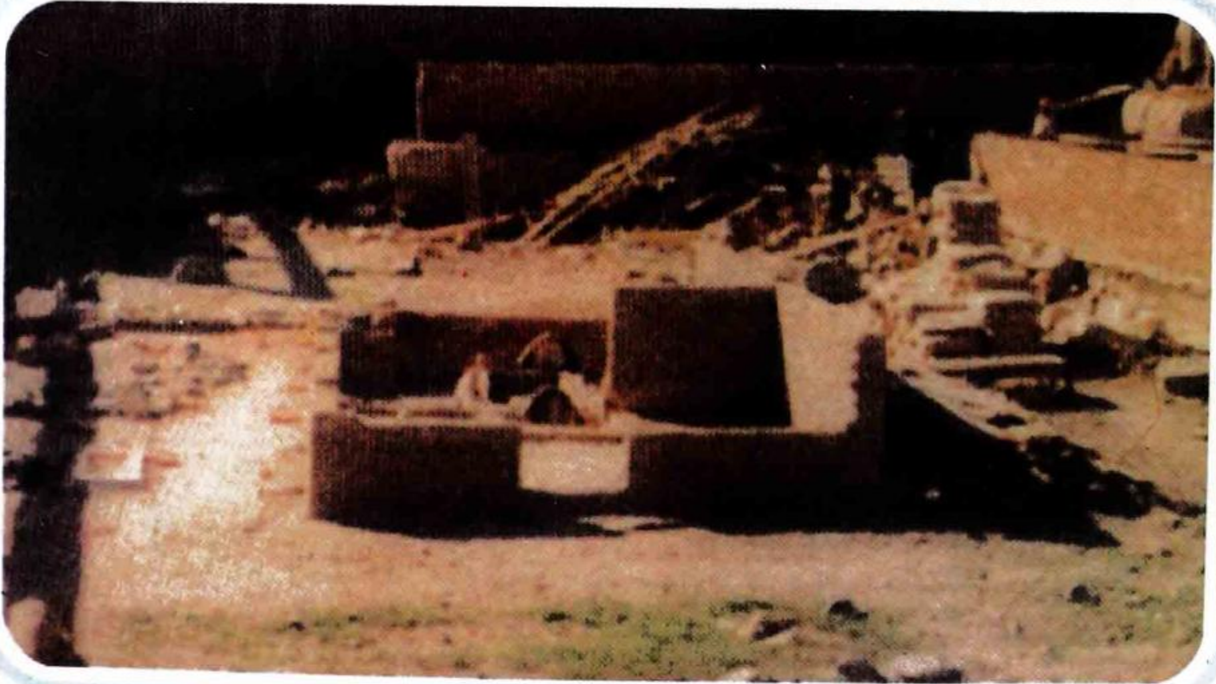


(وہ مبارک پتھر جس کا حضور ﷺ اکثر بوسہ لیا کرتے تھے)

زیرِ نظر تصویر میں حجرِ اسود چمڑہ کے خول میں رکھا ہوا ہے۔ جس پتھر پر یہ رکھا ہوا ہے وہ کئی سو سال پرانا ہے۔

حضور ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

حضور ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال سے تجارت کرتے تھے آپ ﷺ کی ایمانداری کو دیکھ کر کچھ عرصہ کے بعد بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت شریف گھرانے کی تھیں۔ان کا نسب حضور ﷺ کے نسب سے ملتا ہے۔ان کے باپ کا نام خُویلد اور ماں کا نام فاطمہ تھا، یہ جہاں بہت مالدار تھیں وہاں سمجھ دار اور عقلمند بھی بہت تھیں، مکّہ کا ہر عالی نسب اِن سے نکاح کا خواہش مند تھا ،مگر چونکہ اِن کو حضور ﷺ سے سچّی محبت وعقیدت پیدا ہوگئی تھی، اس لئے اُنہوں نے سب پر حضور ﷺ ہی کو ترجیح دی، سب کے پیغام رد کردیئے اور حضور ﷺ کو خود پیغام دیا اور آپ نے بھی اس پیغام کو خوشی سے منظور فرمالیا۔ حالانکہ حضور ﷺ کی عمر شریف پچیس سال کی تھی اور وہ چالیس سال کی تھیں۔ پھر کچھ دنوں کے بعد بڑے سادے طریقہ پر نکاح کی رسم ادا ہوئی۔ ابو طالب اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خاندان کے معزز لوگ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر گئے، ابو طالب نے خطبہ پڑھایا اور مہر پانچ سو دِرہم مقرر رہوا۔



جنت المعلیٰ میں موجود حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْھَا کا مزار (اب یہ مزار گرادیا گیا ہے)

حضور ﷺ کا ۳ سال تک شعب ابی طالب میں قید رہنا

جبل ابوقبیس مکہ کا نہایت متبرک پہاڑ ہے اور روایت ہے کہ یہ دنیا میں پیدا کیا جانے والا اولین پہاڑ ہے اس کے دامن میں بہت سی گھاٹیاں ہیں۔ان میں سے ایک گھاٹی شعب ابی طالب ہے۔عربی میں شعب گھاٹی کو کہتے ہیں۔یہ گھاٹی حرم پاک سے بہت نزدیک ہے۔جبل مروہ پر واقع مسجد الحرام کے باب المروہ سے اگر باہر نکلا جائے تو سوق اللیل نامی بازار کے ساتھ ہی یہ گھاٹی موجود ہے۔

ایک بات واضح رہے کہ جبل مروا کی جانب سوق اللیل اور شعب عامر کا علاقہ دراصل وہ مقام ہے جو رسول اللہ ﷺ کا اصل محلّہ تھا۔

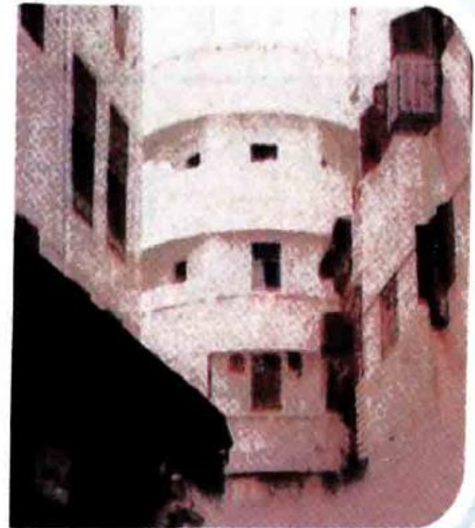
لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی کے زیادہ تر مقامات زیارات مسجد الحرام کے اسی جانب ملتے ہیں۔اسی وجہ سے مولد النبی ﷺ ہو یا شعب ابی طالب، بی بی خدیجۃ الکبریٰ کا مکان ہو یا مکہ کا مقدس قبرستان، جنت المعلیٰ، جبل ابوقبیس ہو یا دیگر تاریخی گھاٹیاں۔ان سب مقامات کی زیارت کے لئے مسجد الحرام کے باب المروہ سے باہر نکلیں تو ان سب مقامات کی ایک ساتھ زیارت ہو سکتی ہے۔

سرزمین مکہ مکرمہ کے اہم واقعات سے واقعہ شعب ابی طالب بھی ہے۔سیدنا حضرت حمزہ اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے بعد کفر کا زور ٹوٹتا گیا اور آئے دن اسلام کی قوت بڑھتی گئی۔اسلامی قوت کو دبانے کے لئے قریشوں نے بنی ہاشم سے سوشل بائیکاٹ کا حربہ استعمال کیا۔ایک معاہدہ لکھا کہ کوئی بھی بنو ہاشم سے میل جول تعلقات نہیں رکھے گا۔اس ظالم معاہدہ کو منصور بن عکرمہ نے لکھا اسی وقت قدرت نے اسے سزا دی، انگلیاں شل ہو گئیں اور ہاتھ ہمیشہ کے بے کار ہو گیا۔اس صورت حال سے پریشان ہو کر جناب ابو طالب نے شعب ابی طالب میں پناہ لی۔قریش کی طرف سے یہ بائیکاٹ مسلسل تین سال تک رہا۔بنو ہاشم کے لئے یہ دن بڑے کٹھن تھے۔بھوک پیاس سے بچوں کے بلبلانے کی آواز آتی تو سنگدل خوش ہوتے۔

اس قید و بند میں زندگی دوبھر ہوتی چلی گئی، سیدنا سعد بن وقاص فرماتے ہیں ایک مرتبہ انہیں اونٹ کی کھال کا سوکھا چمڑا ملا جو دھو کر جلایا اور کوٹ کر سفوف کی شکل میں استعمال کیا۔تین سال بعد سب سے پہلے ہشام بن عمر کو خیال آیا کہ وہ ظلم کر رہے ہیں خود مزے سے رہ رہے ہیں اور بنو ہاشم مصائب میں، رات کی تاریکی میں غلہ پہنچا دیا کرتے۔ایک دن زبیر سے بات ہوئی پھر مطعم بن عدی سے تبصرہ ہوا پھر ابوالبختری اور زمعہ بن اسود کو اپنا ہم خیال بنایا۔انہوں نے معاہدہ توڑنے کا فیصلہ کر لیا۔زمعہ نے قسم اٹھا کر کہا کہ یہ معاہدہ پھاڑ دیا جائے گا کہ یہ ظلم ہے۔ابوجہل مجلس کا عنوان بھانپ گیا اور مزاحم نہ ہوا۔اسی دوران حضور ﷺ نے ابو طالب کو اطلاع دی کہ معاہدہ کو دیمک نے کھا لیا ہے اور صرف "باسمک اللھم" کے الفاظ بچے ہیں۔ابو طالب نے یہ واقعہ قریش کو سنا دیا اور کہا میرے بھتیجے کے منہ سے نکلی ہوئی بات کبھی غلط نہیں ہوئی۔چنانچہ دیکھا گیا تو یہی صورت حال تھی، تمام قریش شرمسار ہوئے اس طرح یہ ظالمانہ معاہدہ اختتام کو پہنچا۔







بنی ہاشم کے محلے میں پرانے طرز کے مکانات یہ وہی ہاشمی خاندان ہے جس کا کفار نے ۳ سال تک بائیکاٹ کیا تھا۔یہ جگہ شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہے۔

غار حرا: جہاں پہلی وحی نازل ہوئی

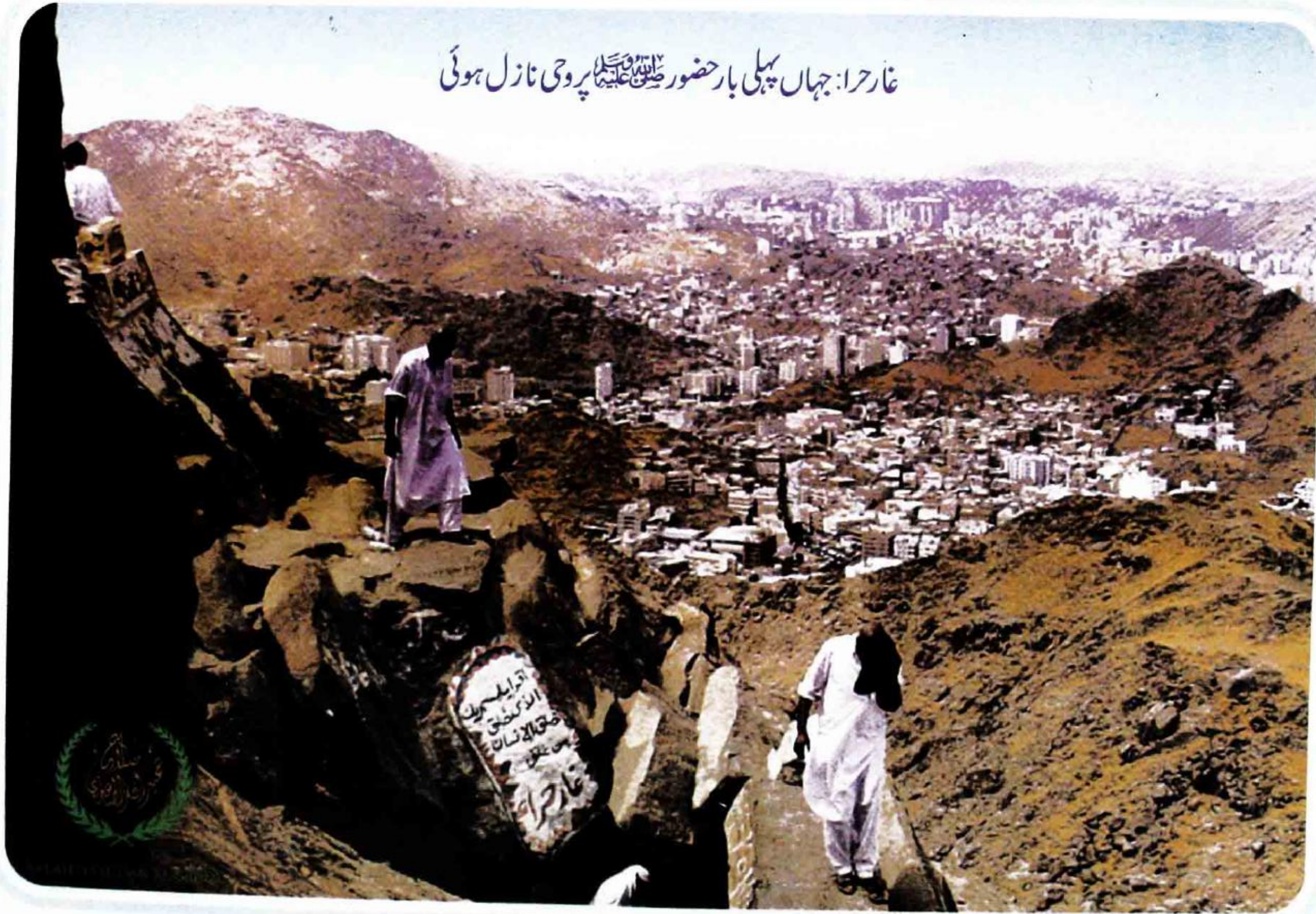
کوہِ حرا: اس کے اندر وہ غار ہے جہاں نبی کریم ﷺ بعثت سے قبل عبادت کیا کرتے تھے۔ یہیں پہلی وحی نازل ہوئی۔ جبل حرا دامن میں کچھ پھیلاؤ رکھتا ہے، پھر اس کے بعد قریباً سیدھا اوپر کو اٹھتا چلا گیا ہے، تاہم اس کی چوٹی نوکیلی نہیں۔ سارا پہاڑ چٹیل یعنی پتھر ہی پتھر ہے۔ اسے جبل نور بھی کہتے ہیں۔

جبلِ نور مکہ مکرمہ کے مشرق میں تقریباً ساڑھے چار کلومیٹر دور ہے۔ سطح سمندر سے اس کی بلندی 639 میٹر ہے۔ یہ مکہ سے طائف جانے والی سڑک سے قریباً 200 میٹر ہٹ کر ہے۔ پہاڑ کے دامن میں نصف کلومیٹر تک راستہ ہموار ہے اور آگے چڑھائی شروع ہو جاتی ہے۔ اوپر چڑھنے کا راستہ مشرقی سمت سے ہے اور چکر کھاتے ہوئے اوپر جاتا ہے۔ جبلِ حرا اور جبلِ ثبیر ایک دوسرے کے بالمقابل واقع ہیں، تاہم کوہ حرا نسبتاً زیادہ بلند ہے۔ کوہ حرا کی چوٹی پر ایک سیاہ رنگ کی جھنڈی نصب ہے۔

غارِ حرا: یہ غار پہاڑ کی چوٹی پر نہیں بلکہ اس تک پہنچنے کے لیے ساٹھ، ستر میٹر نیچے مغرب کی سمت جانا پڑتا ہے۔ نشیب میں اتر کر راستہ پھر بلندی کی طرف جاتا ہے جہاں غارِ حرا ہے۔ غار سے چند قدم پہلے یا چٹانی تختوں نے راستہ تقریباً بند کر رکھا ہے۔ یہاں پہاڑ 85 درجے کا زاویہ بناتا ہے اور دبلا پتلا آدمی بھی گھسے بغیر آگے غار میں نہیں جا سکتا۔ غار پہاڑ کے اندر نہیں بلکہ اس کے پہلو میں قریباً خیمے کی شکل میں اور ذرا باہر کو ہٹ کر ہے۔ کم و بیش نصف میٹر موٹے، پونے دو میٹر تک چوڑے اور تین چار میٹر لمبے چٹانی تختے پہاڑ کے ساتھ اس طرح ٹکے ہوئے ہیں کہ متساوی الساقین مثلث جیسے منہ والا غار بن گیا ہے۔ جس کا ہر ضلع اڑھائی میٹر لمبا اور قاعدہ قریباً ایک میٹر ہے۔ غار کی لمبائی دو سو دو میٹر ہے اور اس کی اونچائی آگے کو تدریج کم ہوتی گئی ہے۔ پچھلے حصے کی طرح سامنے کا حصہ بھی کھلا ہے۔ غار کا رخ ایسا ہے کہ سارے دن میں سورج اندر نہیں جھانک سکتا، چنانچہ دہانے سے اندر کو تاریکی ہے جس کے حجاب کو چیر کر آنکھ آگے نہیں دیکھ سکتی۔

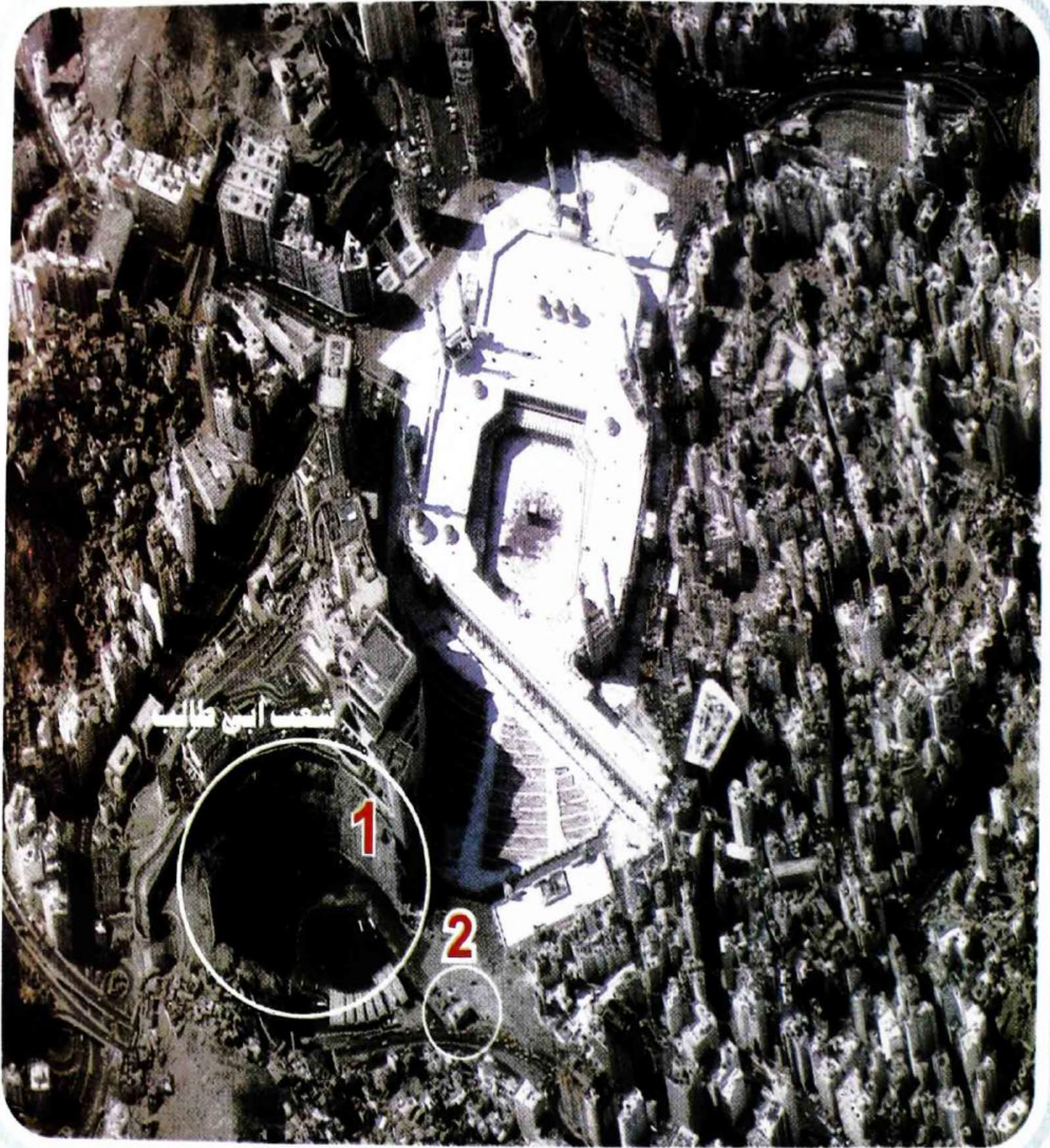
غار حرا میں پہلی وحی: جب حضور ﷺ چالیس سال کے ہوئے تو آپ چند روز کی خوراک ساتھ لے کر کوہ حرا پر آتے اور اس غار میں غور و فکر اور عبادت فرماتے تھے۔ یہیں ایک روز جبریل امین نمودار ہوئے اور نبی ﷺ پر سب سے پہلی وحی نازل کی جس کے ذریعے باری تعالیٰ نے آپ کو نبی آخر الزمان مبعوث کیا۔ پہلی دفعہ جب نبی ﷺ نے جبریل کو آسمان کے مشرقی کنارے (بالائی افق) پر معلق دیکھا تو ان کے چھ سو بازو تھے اور ہر بازو اتنا بڑا تھا کہ افق پر چھایا ہوا تھا، پھر جبریل قریب آئے تھے حتیٰ کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کم فاصلہ رہ گیا۔ تب انہوں نے آپ کے جسم کو بھینچ کر کہا: ''پڑھیے۔'' آپ نے کہا: ''میں پڑھا ہوا نہیں۔'' فرشتے نے آپ کو دوبارہ بھینچا اور پھر پڑھنے کو کہا۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ جبریل نے جہاں پہلی وحی نازل ہوئی تیسری بار بھینچ کر کہا: ''پڑھیے۔'' تو آپ نے ان کے ساتھ ساتھ پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ ابتدائی وحی سورۂ علق کی پہلی پانچ آیات پر مشتمل تھی۔

نبی ﷺ حرا سے کانپتے لرزتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کمبہ اور رضائی اوڑھانے کو کہا، پھر سارا واقعہ سنا کر فرمایا: ''مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔'' خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے عم زاد ورقہ بن نوفل کو بلا لائیں جو مسیحی ہونے کے باعث توراۃ اور انجیل کے عالم تھے۔ ورقہ نے آپ کی بات سن کر کہا: ''یہ تو وہی ناموس (فرشتہ) تھا جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ کاش! میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی۔'' آپ نے حیرت سے پوچھا: ''کیا اس کلام کی وجہ سے میری قوم کے لوگ مجھے نکال دیں گے؟'' ورقہ نے کہا: ''ہاں' آپ جیسا کلام جو بھی لایا' اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا گیا۔''



غار حرا: جہاں پہلی بار حضور ﷺ پر وحی نازل ہوئی

مسجد حرام سے کھینچی گئی غار حرا کی تصویر



1۔ یہ گول دائرہ شعب ابو طالب نامی اس جگہ کا ہے جہاں حضور ﷺ کو تبلیغ کی محنت کرنے کی وجہ سے 3 سال تک محصور (قید) کر کے رکھا گیا۔

2۔ یہ دو نمبر دائرہ جس جگہ پر لگایا گیا ہے یہ وہ مبارک جگہ ہے جہاں حضور ﷺ کی ولادت ہوئی۔

ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات

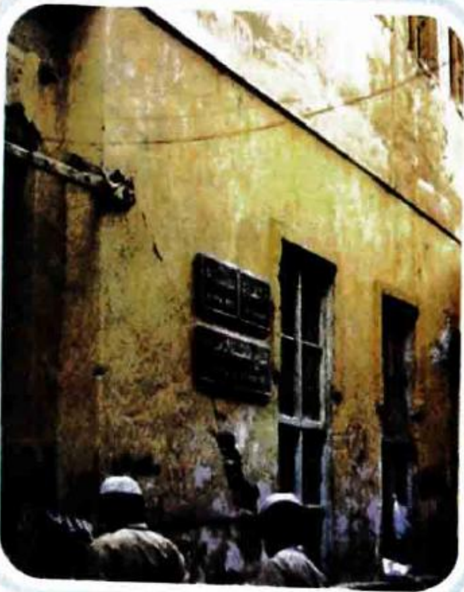
مسلمانوں کو شعب ابی طالب گھاٹی سے نکلے ہوئے کچھ ہی دن گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پیارے چچا ابو طالب نے وفات پائی۔3، ابھی اس غم کو چند ہی روز ہوئے تھے کہ آپ کی غمگسار بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی انتقال کر گئیں۔ یہ زمانہ آپ پر بہت سخت گزارا آپ کے یہی دو مونس اور غمگسار تھے، دونوں ایک ہی سال کے اندر آگے پیچھے چل بسے۔

حوالہ السیرۃ النبویۃ لابن اسحق :271/1، وسبل الھدی والرشاد لمحمد بن یوسف الصالحی: 434/2، والطبقات الکبریٰ لابن سعد:125/1.

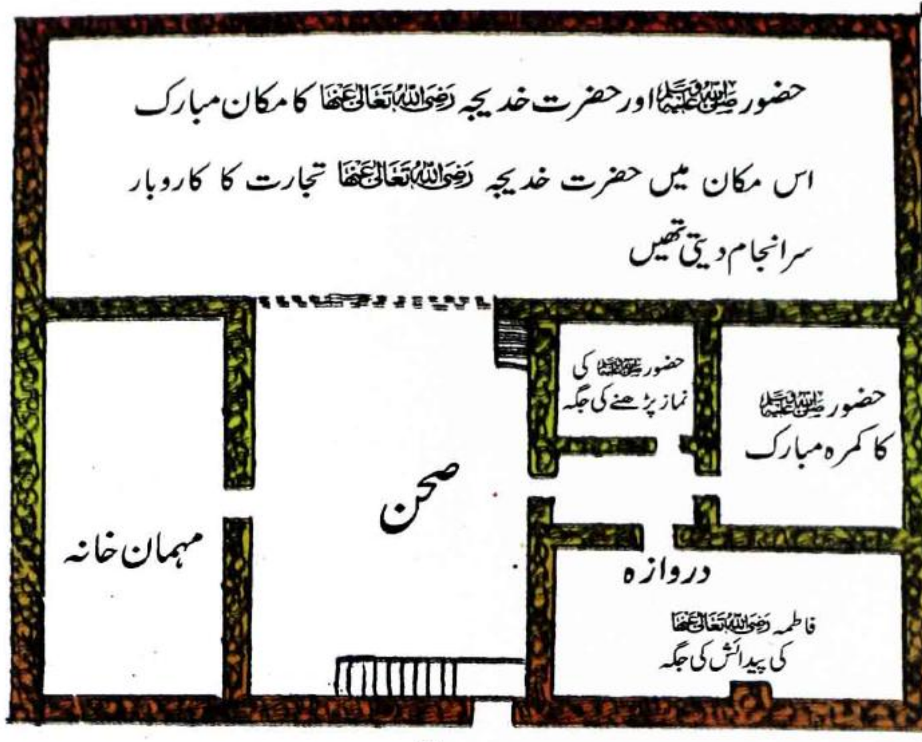
جنت المعلیٰ: مکہ مکرمہ کا مشہور اور تاریخی قبرستان ''جنت المعلیٰ'' کہلاتا ہے یہ اب مکہ کی آبادی میں گھرا ہوا ہے۔ یہاں نبی کریم ﷺ کے خاندانی اجداد حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور صاحبزادہ قاسم، طاہر اور طیب کی آخری آرام گاہیں ہیں۔ بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی یہیں آسودہ خواب ہیں جن میں سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت فضل بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بھی مدفون ہیں۔ قبرستان کو دو حصوں میں تقسیم کر کے درمیان سے سڑک نکالی گئی ہے، یہی سڑک آگے کی طرف منیٰ کو چلی جاتی ہے۔



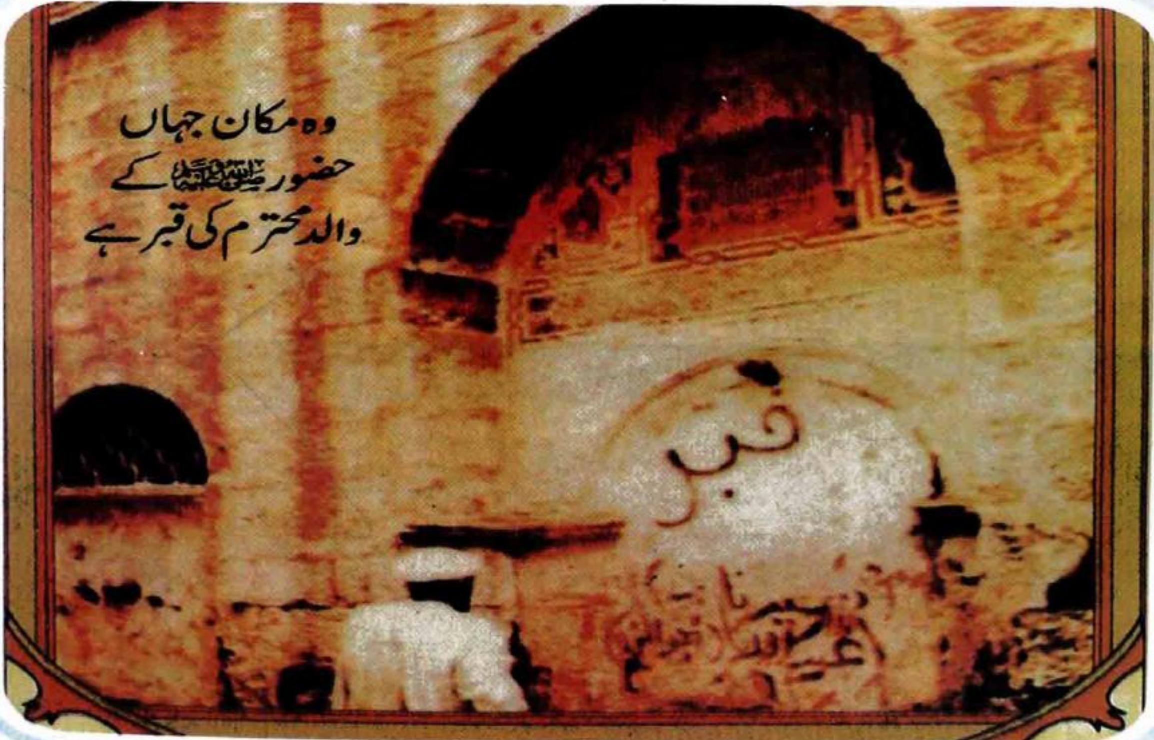
زیر نظر تصویر میں حضرت ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر دکھائی دے رہی ہے۔ پہلو میں صاحبزادوں کے مزار ہیں۔



حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان جہاں حضور ﷺ شادی کے بعد ہجرت تک مقیم رہے اس مکان سے آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔



حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مکان مبارک
جو مولد سیدۃ فاطمۃ الزہراؓ سے مشہور ہوا،
کا تقریبی خاکہ

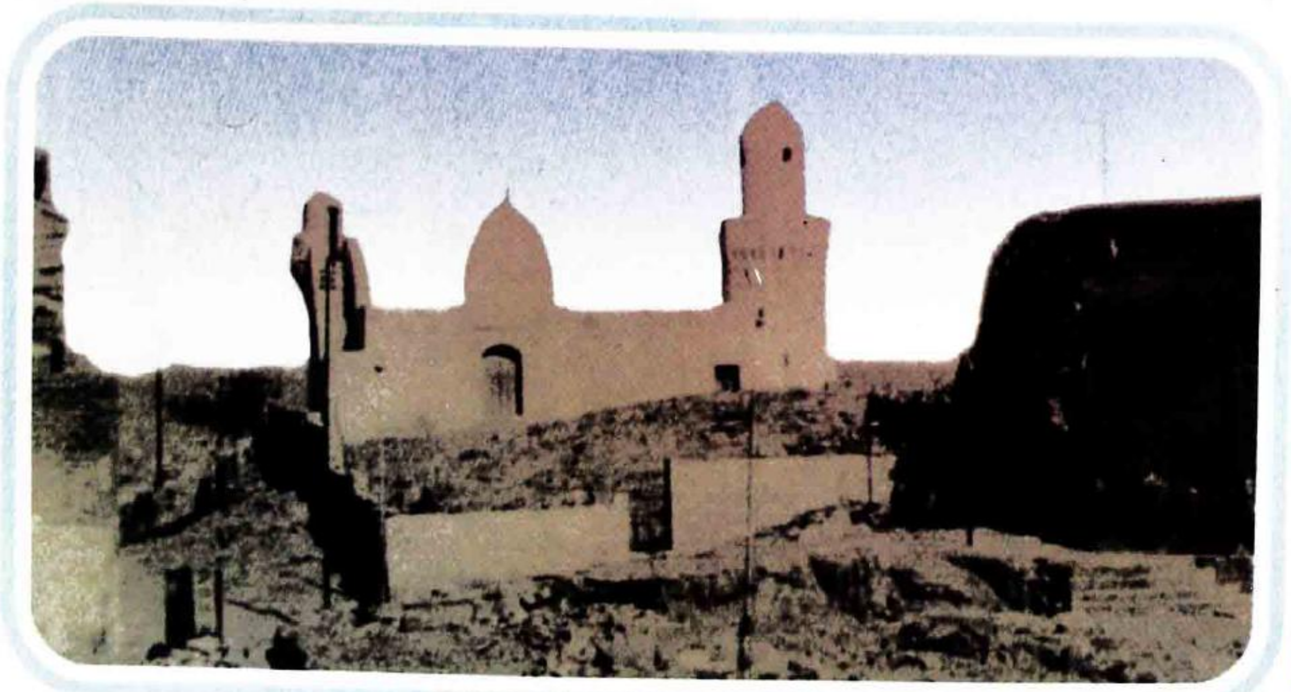


حضور ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کی قبر جو محلہ بنونجار کے محلے میں تھی اب یہ گھر مسجد نبوی کی جدید توسیع میں شامل ہو گیا ہے۔

محبوب کے اشارہ پر چاند کے دو ٹکڑے

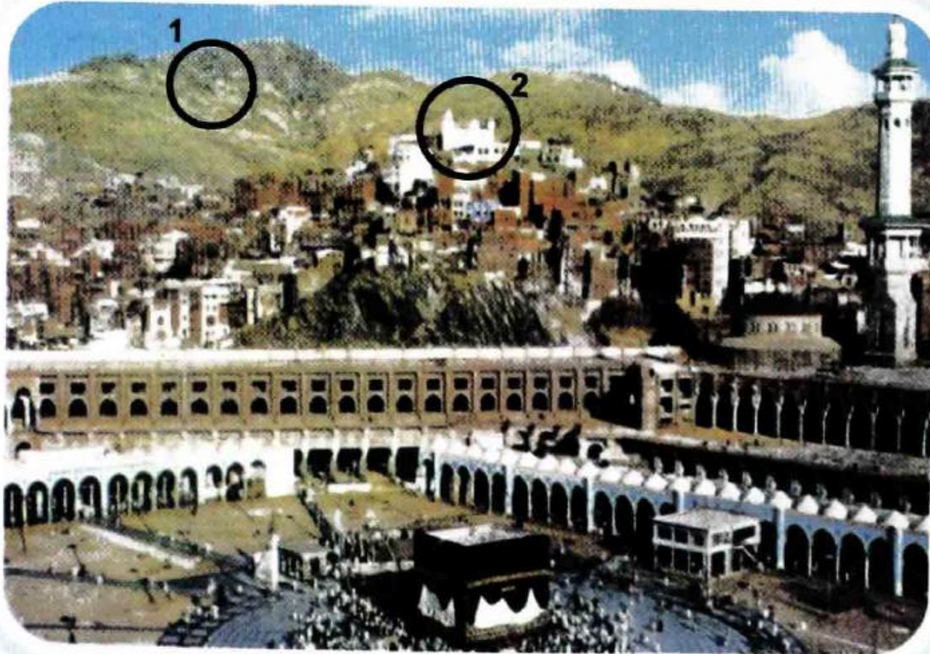
زیرنظر تصویر مسجد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جو کہ حرم پاک سے متصل پہاڑ کی چوٹی پر ہے۔ تاریخ دانوں کا کہنا ہے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے حضور ﷺ نے کفار کی فرمائش پر چاند کو اشارہ کیا تو وہ حکم الٰہی پر دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ بعض کہتے ہیں یہ مسجد بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں مسجد ہلال ہے۔ یہاں سے چاند دیکھا جاتا تھا۔ اس پہاڑ کو جبل ابوقبیس کہتے ہیں جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب زمین سے پانی ہٹنا شروع ہو تو سب سے پہلے کرۂ ارض پر یہی پہاڑ نمودار ہوا۔ طوفان نوح ؑ کی موقع پر حجر اسود اسی پہاڑ پر رکھا گیا تھا۔ یہ مسجد حرم محترم کے صحن سے نظر آتی ہے۔ آسانی سے اس بلندی تک پہنچا جا سکتا ہے۔

ہجرت مدینہ سے تقریباً ۵ سال پہلے کا واقعہ ہے چاند کی چودھویں رات تھی۔ چاند ابھی ابھی طلوع ہوا تھا یکا یک وہ پھٹا اور اس کا ایک ٹکڑا سامنے کی پہاڑی کے ایک طرف اور دوسرا ٹکڑا دوسری طرف نظر آیا۔ یہ کیفیت بس ایک لحظہ رہی اور پھر دونوں ٹکڑے باہم جڑ گئے۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: ’’دیکھو اور گواہ رہو۔‘‘ کفار نے کہا محمد (ﷺ) ہم پر جادو کر سکتے تھے تمام لوگوں پر تو نہیں کر سکتے تھے۔ باہر کے لوگوں کو آنے دو ان سے پوچھیں گے کہ یہ واقعہ انہوں نے بھی دیکھا ہے یا نہیں۔ باہر جب کچھ لوگ آئے تو انہوں نے شہادت دی کہ وہ بھی یہ منظر دیکھ چکے ہیں۔



ابوقبیس پہاڑ پر مسجد بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ایک قدیم یادگار تصویر)





۱۔ جبل ابوقبیس نامی پہاڑ کا منظر (یہ دنیا کا سب سے پہلا پہاڑ ہے)

۲۔ یہ تصویر مسجد بلال کی ہے اس جگہ حضور نے چاند کو اشارہ کیا تو حکم الٰہی سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

معراجِ حبیب ﷺ

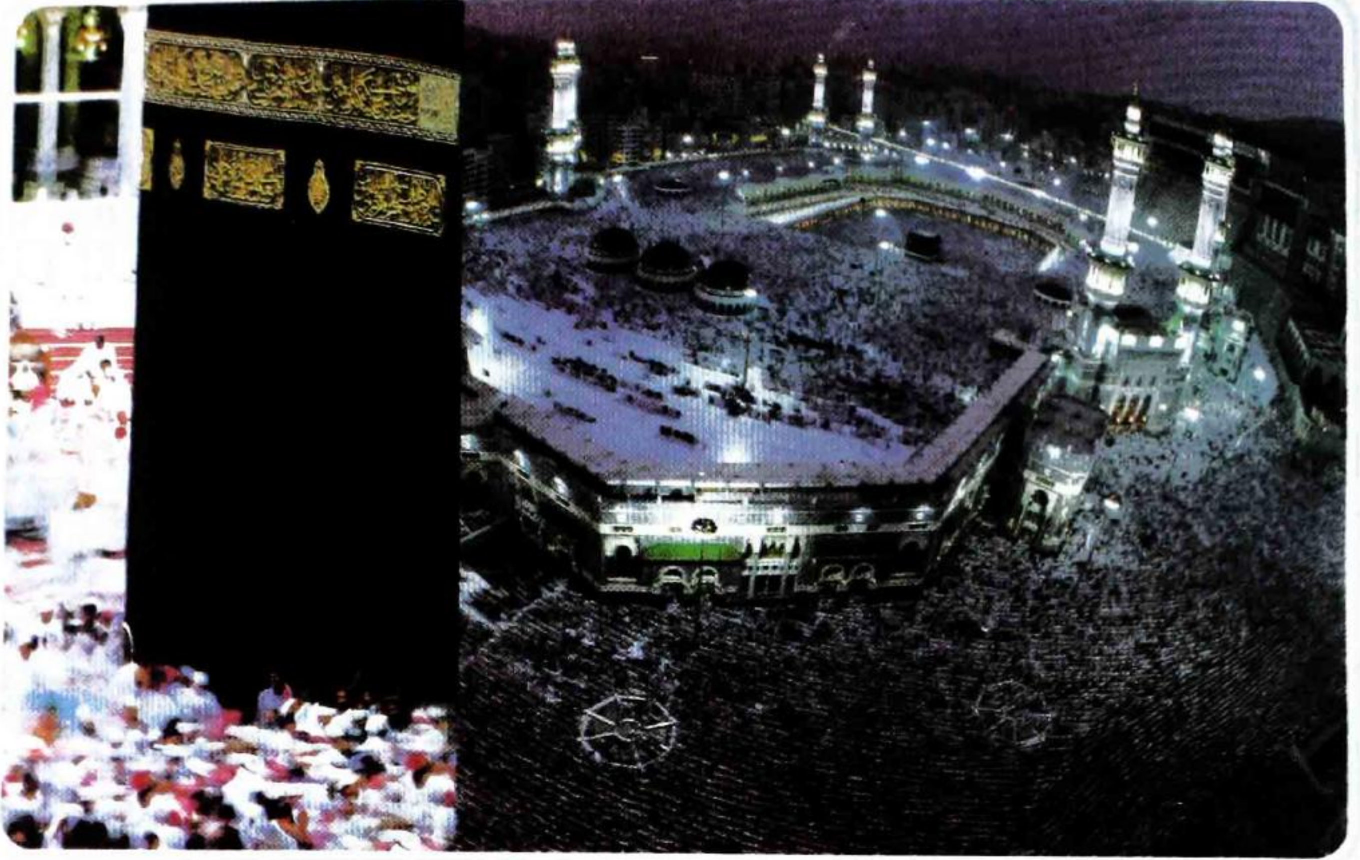
سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی	پاک ہے وہ ذات جو
بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ	اپنے بندے کو رات ہی
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی	رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ
الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی	لے گئی، جس کے اِرد گرد ہم
الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ	نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم ان
لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا۔	کو اپنی قدرت کے کچھ نمونہ دکھلائیں۔



حضور ﷺ کی عمر شریف 51 برس اور کچھ مہینے کی تھی کہ نبوت کے گیارہویں سال، رجب کی ستائیس تاریخ، رات کے وقت آپ امّ ہانی کے گھر میں آرام فرما رہے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر آپ کو جگایا اور معراج کی خوش خبری سنائی، پھر ایک تیز رفتار سواری پر جس کا نام بُراق تھا، آپ کو سوار کر کے اوّل بیت المقدس لے گئے۔ جہاں پر آپ نے تمام نبیوں سے ملاقات فرمائی، پھر وہاں سے تمام آسمانوں کو طے کرتے ہوئے اور دوزخ و جنّت کے عجائبات دیکھتے ہوئے اللہ رب العالمین کے دربارِ عالی میں پہنچے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو اپنی ھم کلامی کا شرف بخشا اور اسی شب آپ کی امّت پر نماز فرض ہوئی، پھر اسی سواری پر سوار ہو کر واپس تشریف لائے اور یہ سب پلک جھپکتے ہو گیا۔

جب آپ ﷺ نے صبح کو معراج کا حال سنایا تو کافروں نے خوب مذاق اڑایا خوب پھبتیاں کسیں کہ محمد (ﷺ) کو دیکھو یہ آسمان پر گئے تھے، انہوں نے دوزخ جنّت کو دیکھا، بیت المقدس کی سیر کی، واہ خوب یہ ایک منٹ میں سب کچھ کر آئے، بیت المقدس کی سیر کی، واہ خوب یہ ایک منٹ میں سب کچھ کر کے آئے، لیکن بعض سمجھ دار آدمیوں نے واقعہ کی تصدیق کے لئے بیت المقدس اور اس کے راستے کے متعلق سوالات کئے، جس کا جواب حضور ﷺ نے بالکل ٹھیک ٹھیک دے دیا، تب وہ لاجواب ہوئے، لیکن اس پر بھی جن کے دل میں کجی تھی، انہوں نے جادوگری بتلائی اور بعض خاموش ہو گئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے معراج کے تمام واقعات سن کر اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا کہا، اور ہر بات کے صحیح ہونے کا دل سے اقرار کیا، اس پر آپ ؐ نے ان کو صدیق کا لقب عطا فرمایا۔



مسجد حرام سے معراج کی طرف حضور ﷺ کا سفر

سیدہ ام ہانیؓ کا مکان:

سیدہ ام ہانی سرور دو عالم ﷺ کی چچازاد بہن ہیں۔ آپ ﷺ اکثر ان کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ بعض روایات کے مطابق معراج کی شب بھی آپ ﷺ انہی کے گھر میں آرام فرما تھے اور یہیں سے معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

ان کا مکان موجودہ باب الوداع کے قریب تھا۔ زمانہ قدیم میں مورخین نے اس کا محل وقوع سوق حناطین حزورہ والے مینار کے قریب بیان کیا ہے۔ قصیٰ بن کلاب نے العجول نامی کنوان اسی جگہ کھودا تھا۔ جہاں سیدہ ام ہانی کا گھر تھا۔ ۱۶۷ھ میں جب خلیفہ مہدی عباسی نے حرم شریف کی توسیع کی تو یہ جگہ حرم میں آگئی تھی۔ رکن یمانی سے باب الوداع کی طرف ۱۲۰ میٹر کے فاصلہ پے یہ مقدس مکان تھا۔

وہ مقام جہاں فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فتح کا جھنڈا لگایا تھا۔



مسجد رایہ



مسجد خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عربی میں ''رایۃ'' جھنڈے کو کہتے ہیں اور مکہ مکرمہ میں وہ مقام جہاں فتح مکہ کے بعد رسول ﷺ نے فتح کا جھنڈا نصب کیا تھا وہاں یہ مسجد قائم ہے۔ ۱۰ رمضان ۸ ہجری کو فتح مکہ کے بعد رسول ﷺ نے اس مقام پر پڑاؤ ڈالا اور غسل فرمایا۔ اس کے بعد رسول ﷺ نے یہاں علم یعنی جھنڈا نصب کیا اور حکم فرمایا کہ مکہ کے جن لوگوں نے ابوسفیان کے گھر میں پناہ لی انہیں ہر طرح کی معافی ملے گی۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کا انتہائی تاریخ ساز فیصلہ تھا۔ جس پر آج کی دنیا بھی محو حیرت ہے کہ ایسا شخص جو ہمیشہ دشمن اسلام رہا لیکن جب وہ مغلوب ہوئے تو رسول ﷺ نے انتقام لینے کے بجائے نہ صرف اسے معاف کر دیا بلکہ اس کے گھر میں پناہ لینے والوں کو بھی بخش دیا۔ عفو درگزر کی یہ اعلیٰ مثالی تاریخ انسانیت میں کہیں اور دیکھنے کو نہیں ملتی۔ ''مسجد الرایۃ'' مکہ کے محلہ شعب عامر میں مسجد الحرام کے پانچ مرکزی دروازوں میں سے ایک ''باب الفتح'' سے نہایت قریب ہے ''باب الفتح'' کی وجہ تسمیہ بھی یہی مسجد اور فتح مکہ کا واقعہ ہے۔



حضور ﷺ کے ہاتھوں غسل کعبہ

فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے زم زم کے کنویں سے پانی منگوایا پھر اپنے مبارک ہاتھوں سے بیت اللہ کو خوب دھویا اسی سنت کو زندہ کرنے کے لئے ہر سال کعبہ کو غسل دیا جاتا ہے۔



بیت اللہ کے اندرونی حصے کا روح پرور منظر۔
میز پر رکھے گئے برتنوں میں عود سلگایا جاتا ہے۔
اللہ مسلمانوں کو اپنے گھر سے سچا تعلق اور اس
تعلق کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے

بیت اللہ کے اندرونی حصے کا روح پرور
منظر۔ میز پر رکھے گئے برتنوں میں عود
سلگایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو
اپنے گھر سے سچا تعلق اور اس تعلق کا
حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔



کعبہ شریف کی دیواروں کی مرمت کے دوران لی گئی تصویر



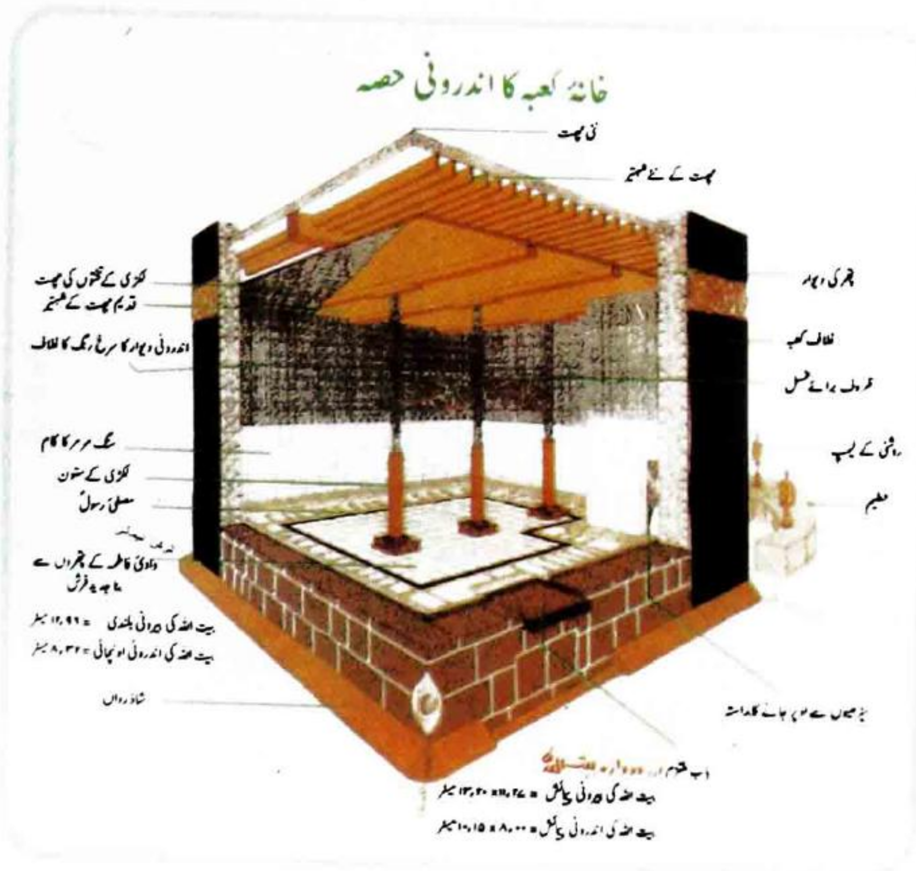
یہ وہ مبارک جگہ ہے جہاں آپ ﷺ
کثرت سے عبادت کرتے تھے۔

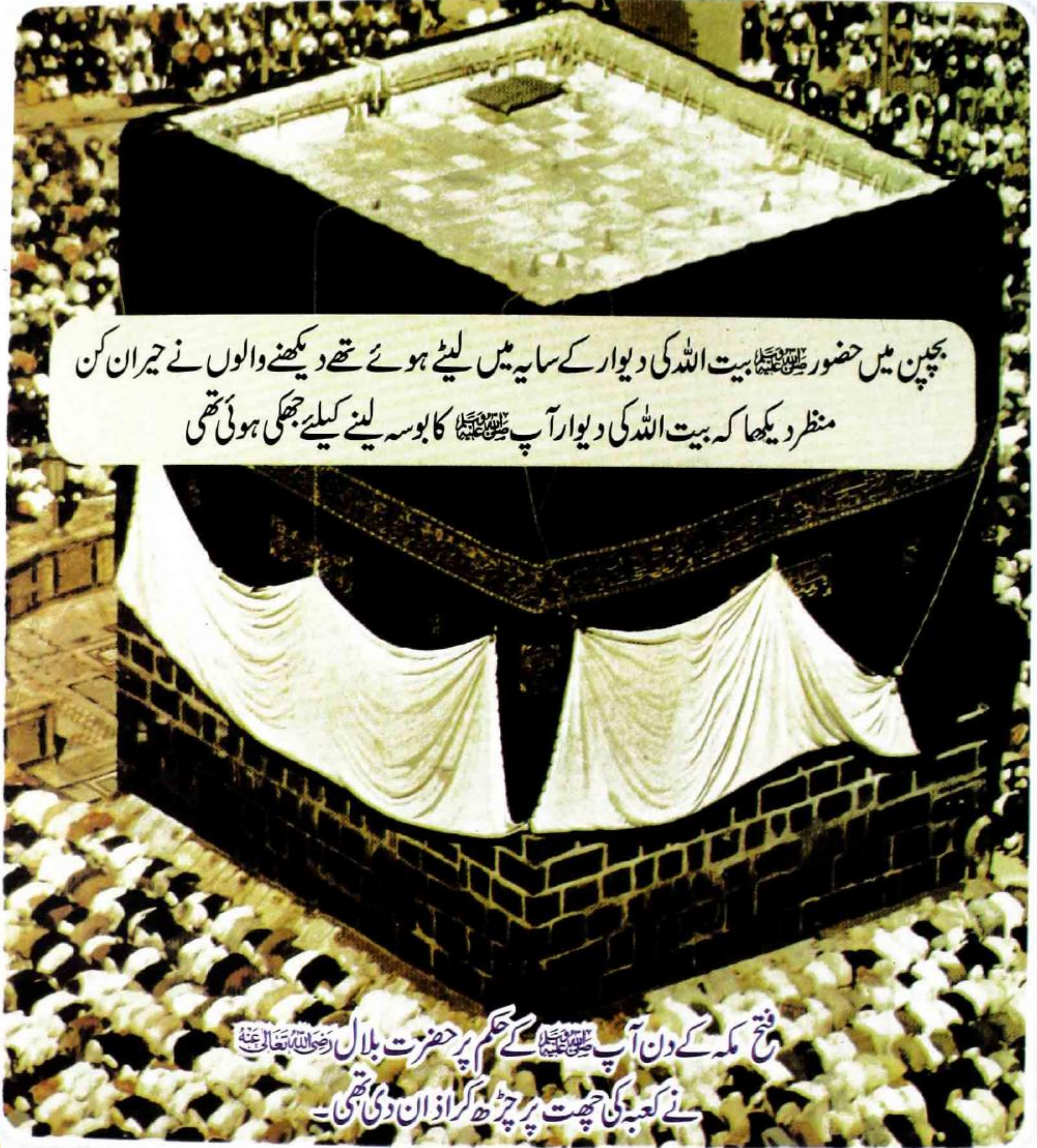
کعبۃ اللہ کا اندرونی منظر:

کعبہ شریف میں لکڑی کے تین ستون ہیں جن پر چھت ہے، ان کا قطر ۴۴ سینٹی میٹر ہے ہر دو ستون کا درمیانی فاصلہ ۲،۳۵ میٹر ہے دروازہ کے سامنے ہی ایک محراب ہے، ایسا معلوم ہوتا کہ یہ محراب عین اس جگہ پر بنا ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز ادا فرمائی تھی، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے جاتے تو دروازہ سے سیدھے آگے کی جانب اتنا چلتے کہ سامنے والی دیوار تقریباً تین ہاتھ (ڈیڑھ میٹر) رہ جاتی تو وہ دروازہ کی طرف پشت اور سامنے والی دیوار کی طرف رُخ کر کے نماز ادا فرماتے تا کہ اس جگہ پر نماز پڑھیں جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی جیسا کہ حضرت بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان کو بتایا تھا لیکن بیت اللہ شریف کے اندر کسی بھی جگہ نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ (حوالہ صحیح بخاری کتاب الحج حدیث ۱۵۹۹)

باب التوبہ

دروازہ کی داہنی طرف ایک زینہ ہے جو چھت کی طرف چڑھتا ہے، اس کا ایک دروازہ ہے جو "باب التوبہ" (توبہ کا دروازہ) سے معروف ہے اس پر ایک پردہ لٹکا رہتا ہے کعبہ کی دیواروں کی اندرونی جانب مضبوط اور خوبصورت رنگین سنگ مرمر لگایا گیا ہے۔ جس پر نہایت دلکش نقش و نگار بنے ہوئے ہیں، اندرونی دیواروں اور چھت پر سبز رنگ کے پردے لٹکے ہوئے ہیں





کعبہ شریف کی چھت سرخ رنگ کے 3 ستونوں پر کھڑی ہے جبکہ فرش سنگ زخام کا ہے ۱۳۷۷ھ میں چھت کے بوسیدہ ہونے کی وجہ سے شاہ فیصل نے اس کو کنکریٹ سے بنوایا ہے۔

خانہ کعبہ کی انمول چابی

کعبہ کے دروازہ کی چابی سب سے پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس رہی پھر آپ کے بیٹے ثابت اوران کی اولاد کے قبضہ میں رہی، اس کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے سسرالی رشتہ دار قبیلہ جرہم کے پاس منتقل ہوگئی، پھر قبیلہ خزاعہ سے ہوتے ہوئے یہ عظیم شرف قصی بن کلاب کونصیب ہوا جو آپ ﷺ کے چوتھے دادا تھے، پھر ۸ ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپ ﷺ نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چابی لے کر کعبۃ اللہ کا دروازہ کھولا، اندر تشریف لے گئے پھر باہر آ کر عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کلید کعبہ عنایت کی اور فرمایا: ''یہ چابی لو اور اے طلحہ کی اولاد! اب یہ تمہاری نسل میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گی اس کو تم سے کوئی نہ لے سکے گا سوائے کسی ظالم کے،

میرے بھائیو! آج 1400 سال گزرنے کے بعد بھی کنجی کعبہ اسی خاندان کے پاس ہے، آجکل اس چابی کی لمبائی چالیس سینٹی میٹر ہے، جو ایک ریشم کے تھیلے میں محفوظ ہے، جس پر خالص سونے کا کام کیا ہوا ہے اور یہ تھیلا ہر سال بدلا جاتا ہے جس کی تیاری مکہ مکرمہ میں قائم اس کارخانہ میں ہوتی ہے۔ جہاں غلاف کعبہ تیار ہوتا ہے، اس تھیلے کی ایک جانب آیت مذکورہ ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ ...﴾ تحریر ہے جبکہ دوسری جانب یہ عبارت لکھی ہوئی ہے ''أمر بصنعه خادم الحرمين الشريفين فهد بن عبدالعزيز آل سعود حفظه الله'' یہ تھیلا خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز کے فرمان پر تیار کیا گیا ہے۔ مصنع کسوۃ الکعبہ ۴۸ بحوالہ تاریخ مکہ





وہ مبارک جگہ جہاں حضور ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے اور کعبہ کے سایہ میں آرام فرمایا کرتے تھے۔

ا۔وہ مبارک مقام جہاں پر معراج کی رات جبریل نے آپ ﷺ کے پاؤں کو بوسہ دیا جس کی ٹھنڈک سے آپ کی آنکھ کھل گئی پھر وہاں سے آپ ﷺ بیت المقدس روانہ ہوئے وہاں سے ساتوں آسمانوں پر تشریف لے گئے واپسی میں ۵ نمازوں کا تحفہ لائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا حطیم کے دروازہ پر ایک فرشتہ اعلان کررہا ہے جس نے حطیم کعبہ میں دو نفل پڑھے اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ (تاریخ مکہ ص،۲۳۳)

(قبر مبارک اماں حاجرہ علیہا السلام و اسماعیل علیہ السلام)

کعبۃ اللہ کے سامنے گولائی کی شکل کی چھوٹی سے دیوار ہے اسے حطیم کہتے ہیں۔ بہت سی احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حجر (حطیم) بیت اللہ کا حصہ ہے۔

حجر وہ جگہ ہے جہاں حضرت ابراہیم ؑ نے اپنی زوجہ محترمہ ہاجرہ علیہا السلام اور اپنے بیٹے اسماعیل ؑ کو مکہ میں چھوڑتے وقت کہا تھا کہ یہاں ایک چھپر سا بنا لے۔ بہت سے علماء نے بیان فرمایا ہے کہ اسماعیل ؑ اپنی والدہ محترمہ کی قبر کے پاس مدفون ہیں۔

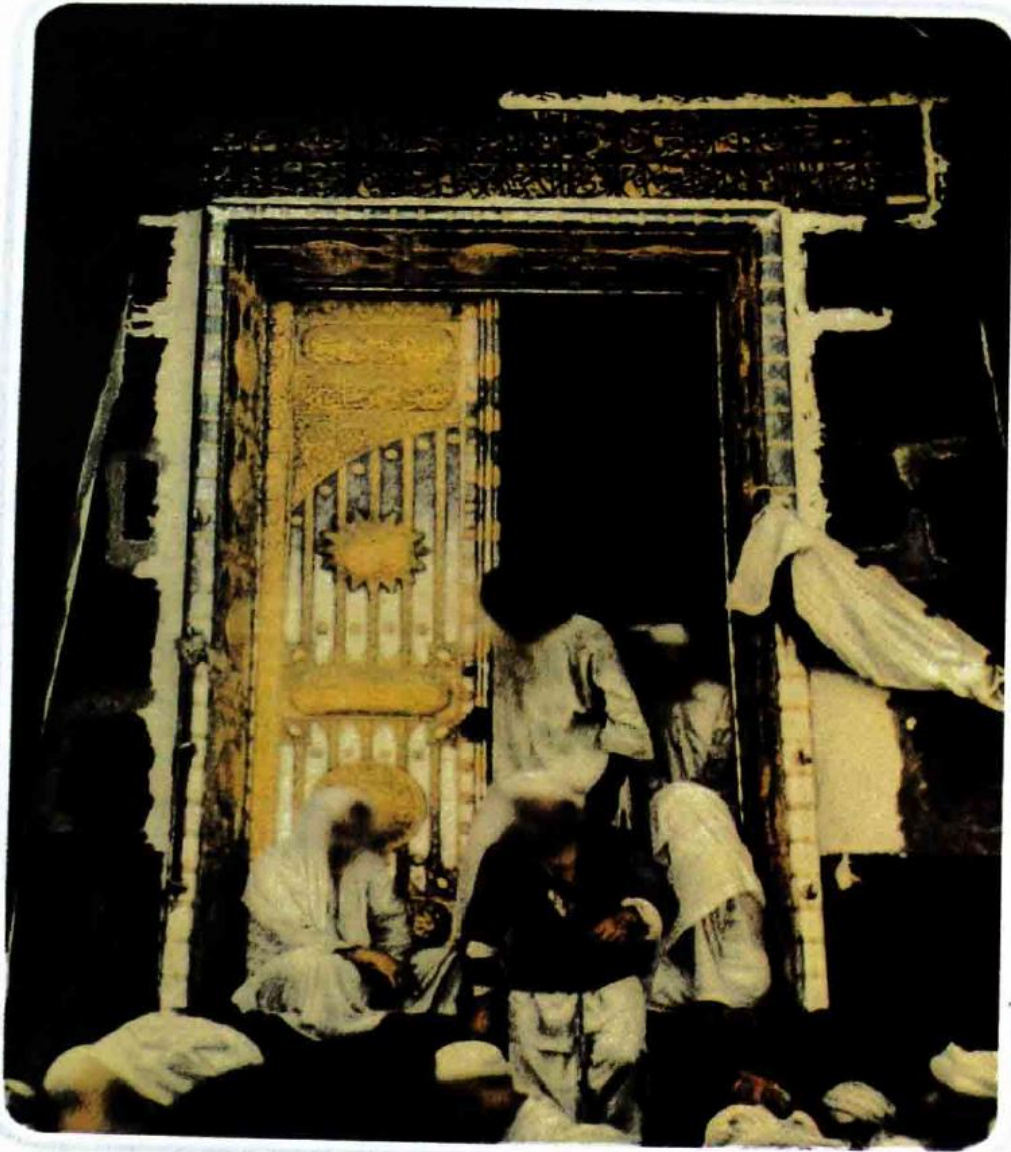
سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے گزارش کی: اللہ کے رسول! میں بھی حطیم کو کعبہ میں داخل ہونا چاہتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ادخلی الحجر فانہ من البیت۔'' (حجر (حطیم) میں داخل ہوجاؤ حطیم بیت اللہ ہی کا حصہ ہے۔) تیری قوم نے تعمیر کے وقت اسے باہر چھوڑ دیا تھا۔ تمہاری قوم قریب الکفر نہ ہوتی تو یقیناً میں ایسا کرگزرتا۔

آپ ﷺ کے اسی کرب اور آرزو کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے صحابہ کے مشورہ سے ۶۴ھ میں جب کعبہ کو از سر نو تعمیر کیا تو کعبہ ہی کے اندر حطیم کو رکھا۔ اور آنے والے دس سال تک حج و عمرے کی ادائیگی کا سلسلہ جاری رہا۔

حجاج بن یوسف کی جہالت: ۷۵ھ میں عبداللہ بن زبیر ؓ سے خصوصیت کی بنیاد پر کعبہ مشرفہ کی اسلامی تعمیر کو پھر عہد جاہلیت کی تعمیر پر لوٹا دیا گیا اور یہ کارنامہ حجاج بن یوسف کی جہالت نے سرانجام دیا...

حطیم وہی مقام ہے جہاں سرکار دو عالم ﷺ معراج کی رات آرام فرما رہے تھے۔ اور حضرت جرائیل ؑ آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کے تلووں مبارک کو بوسہ دیا جس کی ٹھنڈک سے آپ کی آنکھیں مبارک بیدار ہوئیں اور پھر آپ معراج شریف کے پہلے سفر پر، جو مسجد اقصیٰ تک کا تھا، اسی مقام سے روانہ ہوئے حضور اکرم ﷺ نے یہ سفر ''براق'' پر کیا تھا اور اسی سفر کو ''اسراء'' کہتے ہیں جبکہ دوسرے مرحلے میں آپ نے بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) سے آسمانوں تک کا سفر کیا ہے جسے معراج کہتے ہیں۔

وہ مبارک جگہ جہاں سے حضور ﷺ بیت اللہ میں عبادت کے لئے داخل ہوتے تھے۔

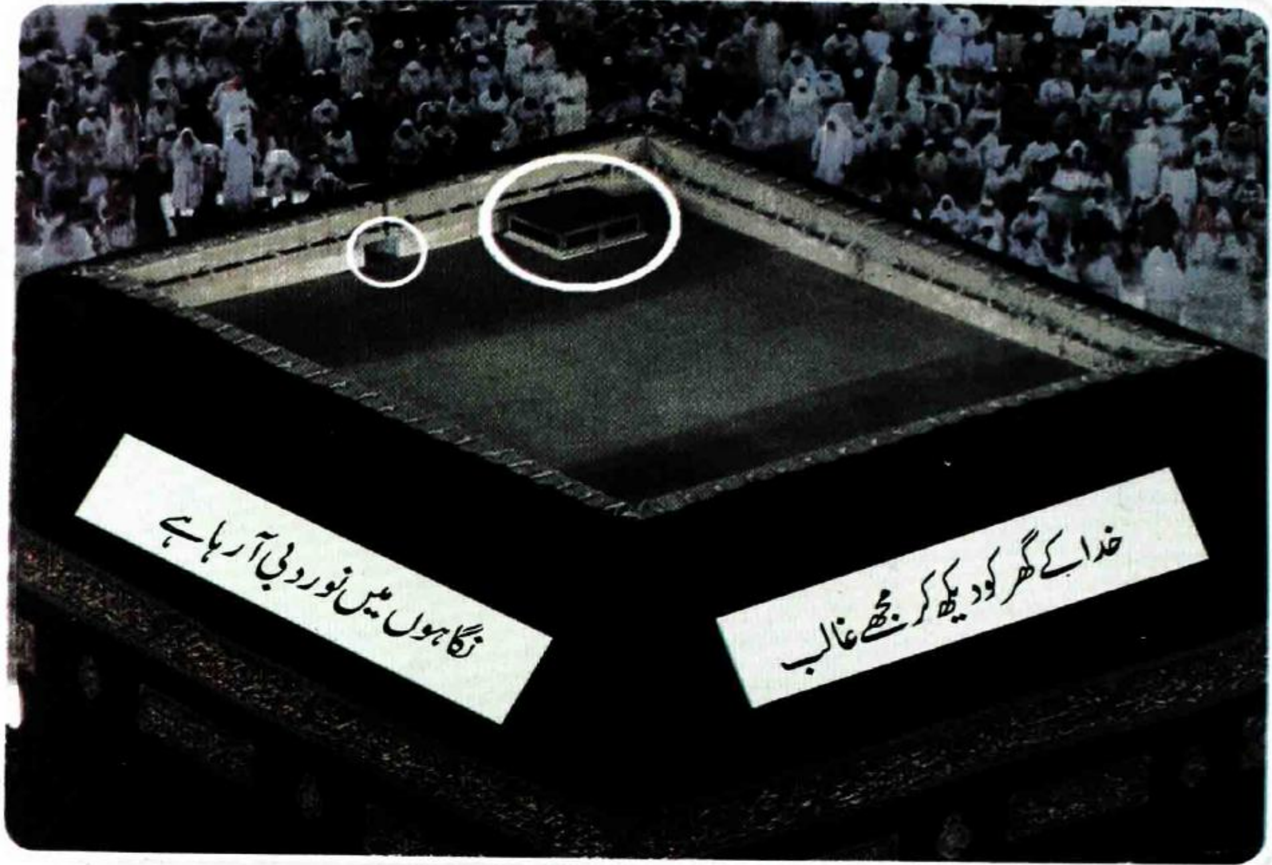


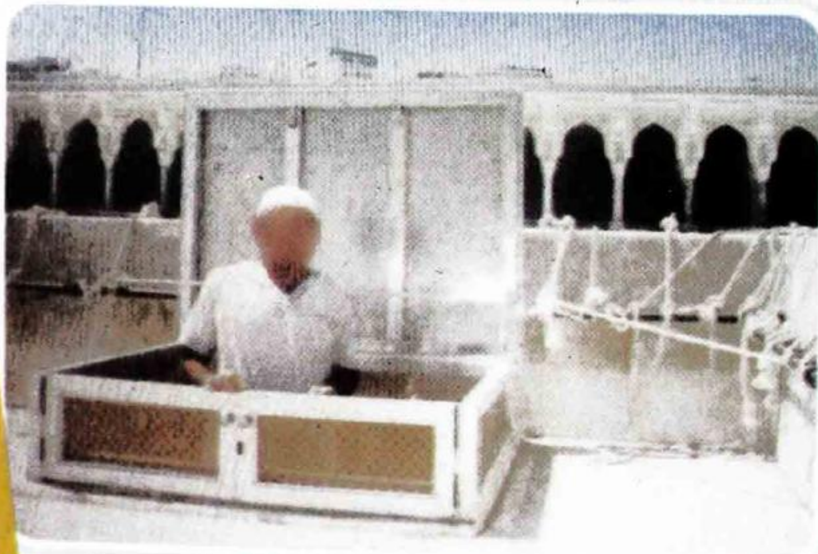
باب کعبہ میں خالص سونے کی تختیاں لگی ہوئی ہیں جس کی لاگت 1399ھ کے حساب سے ایک کروڑ چونتیس لاکھ چونتیس ہزار ریال تھی جبکہ 280 کلو سونا اس کے علاوہ ہے۔

کعبہ شریف کا دروازہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی تو کعبہ کے دو دروازے زمین کے برابر بنائے تھے لوگ مشرقی دروازہ سے داخل ہوتے اور مغربی دروازہ سے باہر آجاتے، واضح رہے کہ دونوں دروازوں پر کوئی ایسی چیز نہ تھی کہ ان کو بند کیا جا سکے تا آنکہ یمن کے ایک بادشاہ اسعد تُبَّع ثالث نے ایک فٹ کا دروازہ لگوا دیا جو بوقت ضرورت کھولا اور بند کر دیا، اور مشرقی دروازہ کو زمین سے بلند کر کے دو فٹ کا دروازہ لگا دیا، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یہ دروازہ اونچا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: تمہاری قوم کے لوگوں نے ایسا کیا تا کہ جس کو چاہیں داخلہ کی اجازت دیں اور جس کو چاہیں روک دیں، اگر تمہاری قوم جاہلیت کے زمانہ سے قریب نہ ہوتی، اور مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ ان کے دل کسی تبدیلی کو قبول نہ کریں گے تو میں حطیم کو بیت اللہ کی تعمیر میں شامل کر دیتا۔ اور دروازہ بھی زمین کے برابر بناتا۔

۱۔ صحیح بخاری کتاب الحج حدیث نمبر ۱۵۸۴ ۲۔ صحیح بخاری، کتاب الحج

① زیرِ نظر تصویر میں بڑا گول دائرہ بیت اللہ کی چھت پر داخلہ کی جگہ کا ہے ② نمبر دائرہ- باب رحمت کا ہے یہ 6 فٹ لمبا ہے۔ یہ وہ مبارک چھت ہے جس پر کھڑے ہو کر فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ کے حکم پر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آذان دی تھی۔

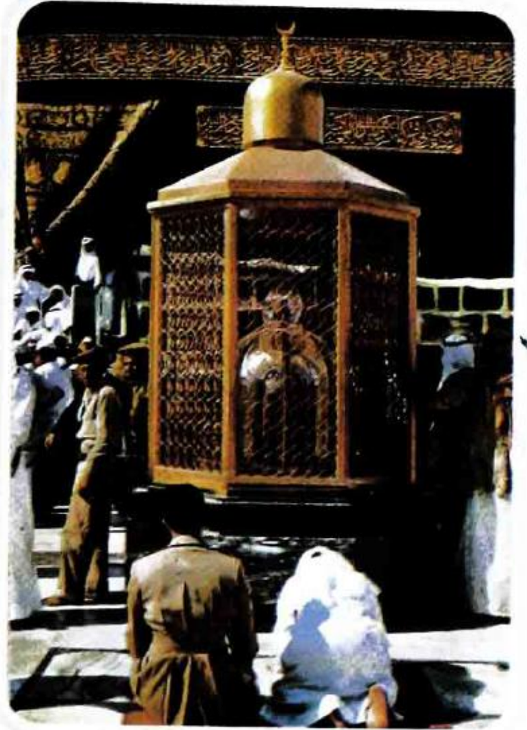




خانہ کعبہ کی چھت پر داخلہ ہونے کا راستہ

خانہ کعبہ کی چھت: زمانہ دراز تک کعبہ شریف کی عمارت بغیر چھت کے تھی، قریش نے اپنی تعمیر میں سب سے پہلے چھت بنائی، اور اب یہ دو چھتیں ہیں ایک اوپر اور دوسری اس کے نیچے کعبۃ اللہ کا فرش سفید سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ چھت میں ایک سوراخ ہے جس کا طول وعرض ۴۷،۱x۱،۰۴ امیٹر ہے اس پر شیشہ کا ایک مضبوط ڈھکنا ہے، جہاں سے کعبہ کے اندر طبعی روشنی آتی ہے، جب کعبہ کو غسل دیا جاتا ہے یا غلافِ کعبہ بدلا جاتا ہے تو یہ ڈھکنا اٹھا دیا جاتا ہے اور خانہ کعبہ کی اندرونی سیڑھیوں سے چڑھ کر اور اس سوراخ سے گزر کر چھت پر آمد ورفت ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ سنہ ۱۳۹۷ھ میں لکڑی کی قدیم سیڑھیوں کے بجائے مضبوط المونیم کی گول سیڑھیاں بنادی گئیں جن کی تعداد پچاس ہے۔ (حوالہ تاریخ کعبہ)

وہ مبارک جگہ جہاں حضور ﷺ طواف کے "بعد" مقام ابراہیم کے سامنے دو رکعت نفل ادا کرتے تھے۔



زیر نظر بکس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشانات مخصوص ہیں جو کہ بیت اللہ شریف کی تعمیر کے وقت اس پتھر پر حکم الٰہی سے محفوظ ہو گئے تھے۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم کے سامنے دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور پاک ﷺ کے حج کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ "ہم آپ ﷺ کے ہمراہ بیت اللہ شریف کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے حجر پتھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشانات بیت اللہ شریف کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے حجر اسود کا بوسہ لیا تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں عام چال چلے، پھر مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور آیت (واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى) تلاوت فرمائی، اور اس طرح کھڑے ہوئے کہ مقام ابراہیم اور بیت اللہ آپ کے سامنے تھے۔ (حوالہ صحیح مسلم حدیث ۱۲۱۸)

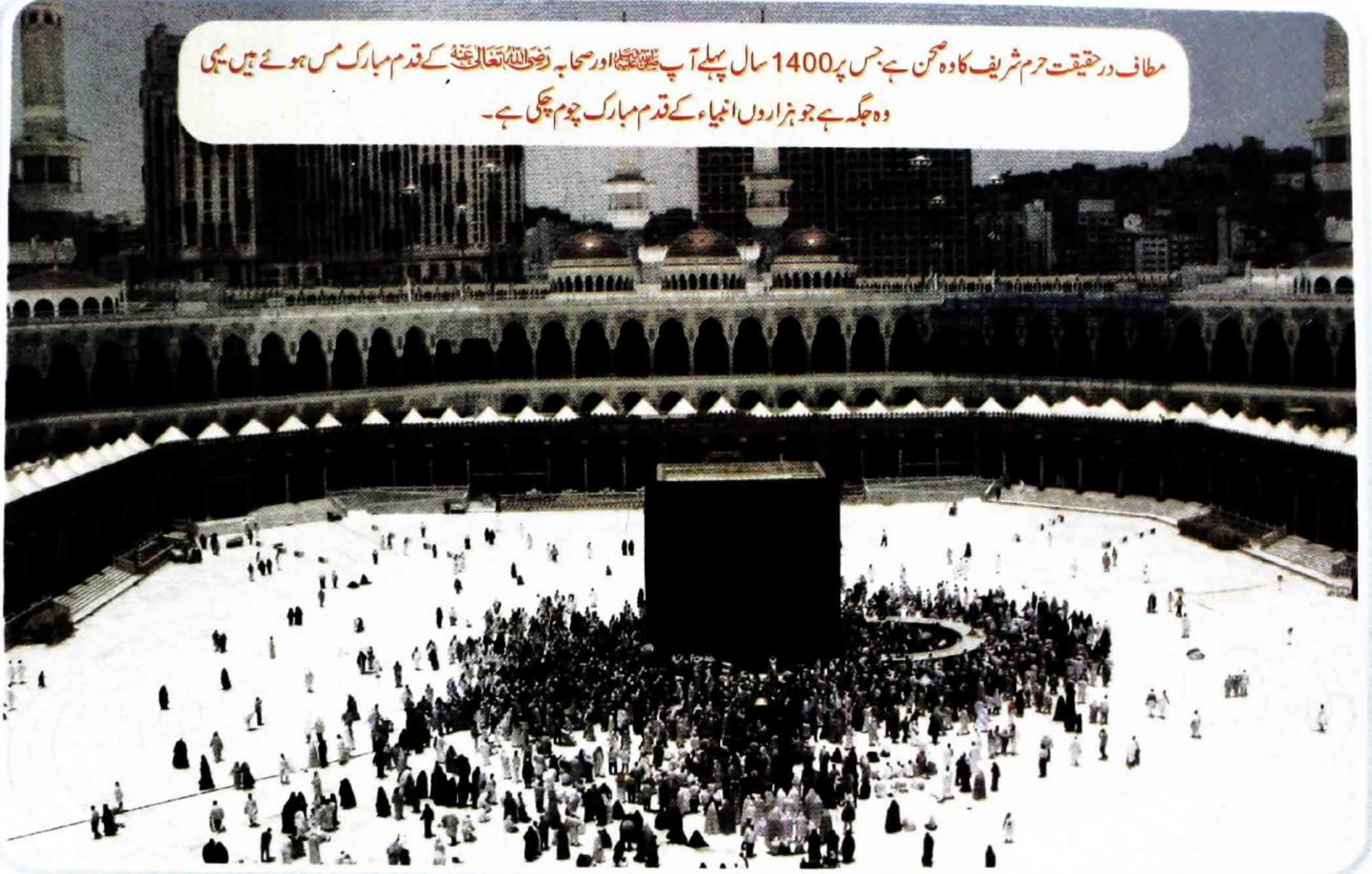
تاریخ مقام ابراہیم علیہ السلام

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کعبہ شریف کی تعمیر کر رہے تھے۔ جب دیواریں قدرے اونچی ہو گئیں اور ردہ اٹھانے میں دقت ہونے لگی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند سے فرمایا کہ کوئی پتھر تلاش کر کے لاؤ جس پر کھڑے ہو کر تعمیر کا کام جاری رکھ سکوں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام تلاش کے بعد یہ پتھر اٹھا کر لے آئے اور آپ کے والد بزرگوار نے اسے پہاڑ کے طور پر استعمال کر کے دیوار پر پتھر رکھنے کا کام جاری رکھا۔

اللہ پاک کی قدرت کاملہ سے یہ پتھر خود بخود اتنا اونچا ہوتا جاتا تھا جتنی اونچائی کی آپ کو ضرورت ہوتی جاتی تھی۔ اور خود بخود نیچے بھی ہو جاتا تھا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہوا کہ آپ کے قدم مبارک ٹخنوں تک اس پتھر میں گڑ گئے یعنی آپ کے پاؤں کے نشان اس پتھر نے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا۔ جب آپ کعبہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو آپ نے یہ پتھر کعبہ شریف کے سامنے باب کعبہ سے حجر اسود کی جانب رکھ دیا۔ یہ پتھر آج تک محفوظ ہے اور اسی مقام کو مقام ابراہیم کہتے ہیں۔

تفسیر مظہری میں جناب قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں کہ پتھر کی چٹان پر قدموں کے نشانات پڑ جانا اور چٹان کے اندر پاؤں کا ٹخنوں تک سما جانا، پھر پتھر میں اتنا بڑا گڑھا بن جانا اور آثار انبیاء میں سے ہے اس اثر کا اتنے زمانے تک باقی رہنا اور دشمنوں کی کثرت (یہود و نصاریٰ) کے باوجود ہزاروں برس تک اس کا محفوظ رہنا کعبہ شریف کے قبلہ ہونے کا ایک کھلا ثبوت ہے۔

(حوالہ: بیت اللہ کا تصویری البم)

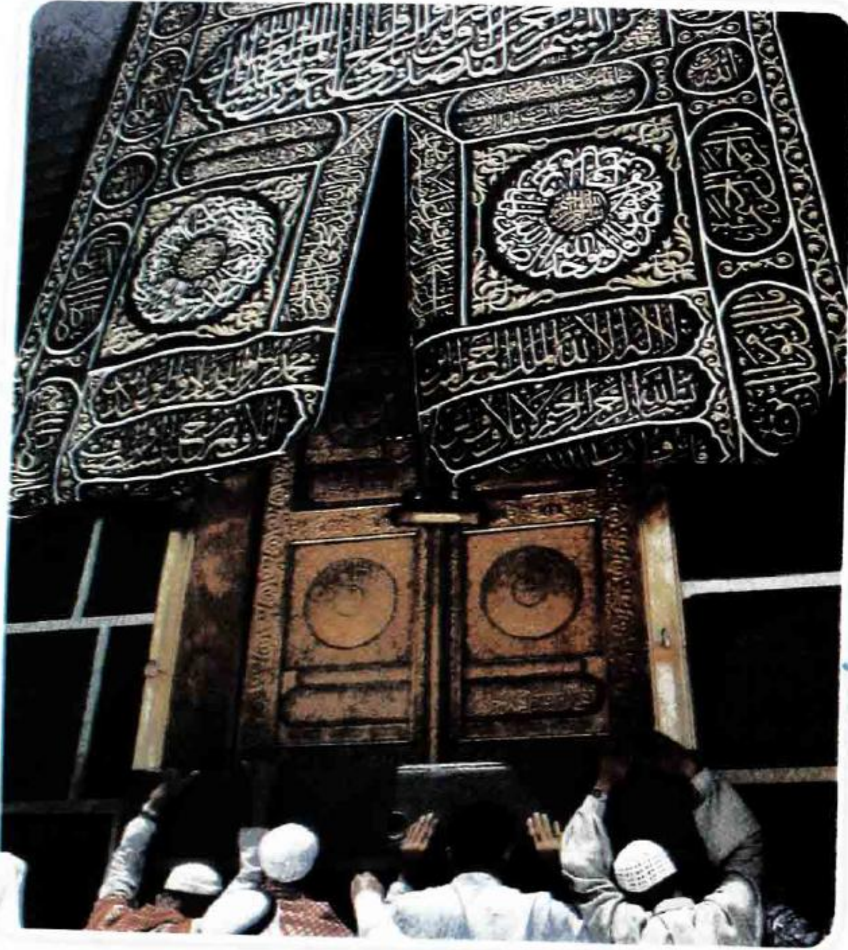


۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا طواف اعمال میں اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے (الحدیث)

۲۔ فرمایا جو بیت اللہ کا طواف کرتا ہے اللہ اسے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی عطا کرتا ہے اور گناہ مٹاتا ہے۔ (الحدیث)

۳۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب بندہ طواف کرتا ہے تو رحمت کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے ہر قدم پر 50 نیکیاں ملی ہیں۔ (الحدیث)

۴۔ طواف کرنے والا گناہوں سے ایسے پاک ہوجاتا ہے جیسے ابھی پیدا ہوا ہو۔ (الحدیث)



۔یہ وہ مبارک جگہ ہے جہاں حضور ﷺ کھڑے ہوکر دعا کیا کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے جب بھی ملتزم کے پاس دعا کی وہ قبول ہوئی آپ ﷺ اس سے اس طرح لپٹ جاتے جیسے بچہ ماں سے لپٹتا ہے۔

۲۔آپ ﷺ نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام اکثر ملتزم کے پاس نظر آئے۔

۳۔یہی وہ در ہے جہاں بے طلب بھی ملتا ہے۔ (الحدیث)

تاریخ ملتزم

حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کے درمیان پانچ چھ فٹ کا حصہ ''ملتزم'' کہلاتا ہے۔جس کے معنی ہیں وہ جگہ جس کے ساتھ چمٹا جائے۔رسول اللہ ﷺ نے یہاں بیت اللہ کی دیوار کے ساتھ دونوں ہاتھ بلند کر کے اپنا سینہ مبارک چمٹایا اور آنسو بہا کر اپنے رب سے دعائیں مانگی ہیں اور پھر آپ ﷺ کے اس طرز عمل کی اتباع میں ان چودہ صدیوں کے دوران صحابہ کرامؓ،تابعینؒ،، آئمہ مجتہدینؒ ،علماء کرام،مشائخ عظام اور ہر مسلمان اپنا سینہ یہاں لگا رہا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جس آدمی نے ملتزم کے پاس گناہوں کی مغفرت کے لیے دعا کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جس طرح وہ پیدا ہوتے وقت گناہوں سے پاک تھا۔

میزاب رحمت

یہ ایک پرنالہ ہے جو کعبہ کی چھت میں لگا ہوا ہے اس کے ذریعہ بارش کا پانی یا چھت کی دھلائی کا پانی حطیم کی سمت گرتا ہے قریش نے سب سے پہلے بیت اللہ پر چھت بنائی تو اس میں پرنالہ نصب کیا، ورنہ اس سے قبل نہ چھت تھی نہ پرنالہ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اس کے نیچے دعاء قبول ہوتی ہے:

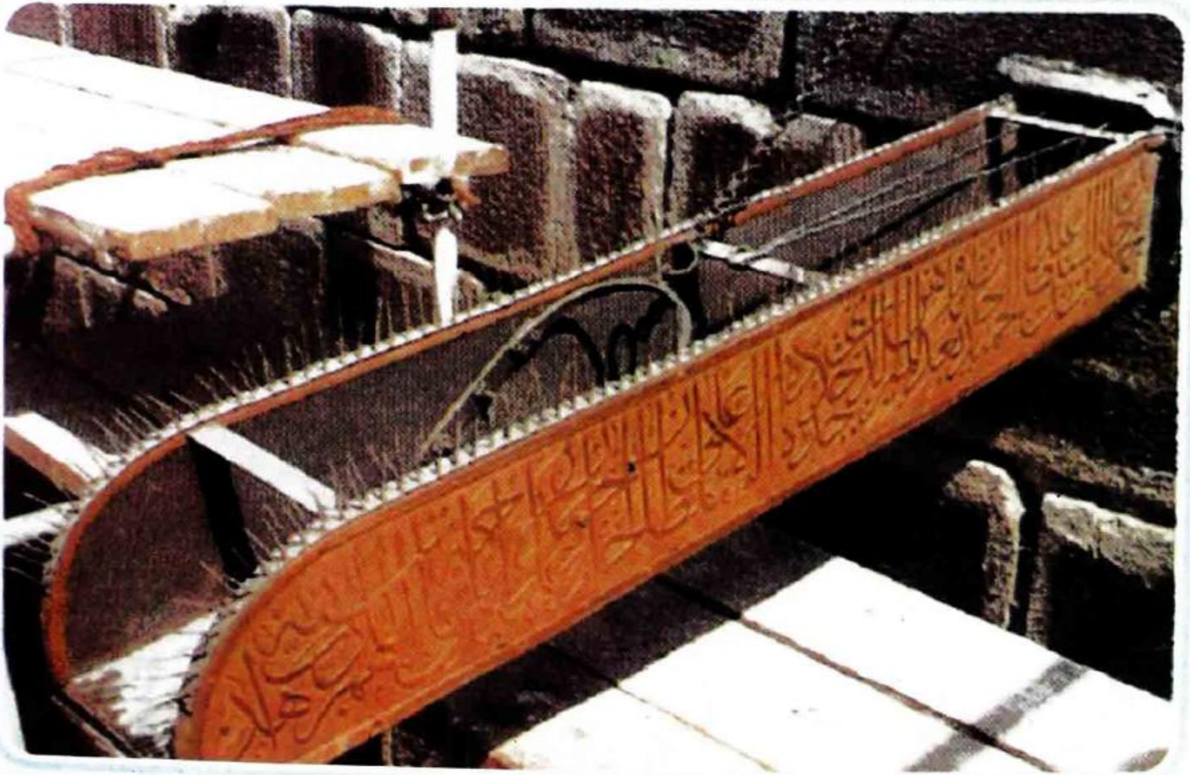
نگاہیں شوق کی پڑنے لگیں میزاب رحمت پر بدوشِ برق اٹھا ابرِ کرم تابیدہ تابیدہ

۱۴۱۷ھ میں جب کعبہ کی تجدید ہوئی تو اس پرنالہ (میزاب رحمت) کو از سر نو تیار ''کیا'' گیا اور اس کا طول و عرض سابقہ پرنالہ کے مطابق ہی رکھا گیا جس کو سلطان عبدالمجید خان عثمانی نے ۱۲۷۳ھ میں بیت اللہ کی چھت پر نصب کرایا تھا۔ اس کے آگے کے حصہ میں ''**بسم الله الرحمن الرحيم يا الله** '' تحریر ہے، اور اس کی بائیں جانب یہ عبارت لکھی گئی ہے ''**جدد هذا الميزاب خادم الحرمين الشريفين الملك فهد بن عبدالعزيز آل سعود ملك المملكة العربية السعودية**'' (اس پرنالہ کی اصلاح و تجدید سعودی فرمانروا خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود نے کرائی)۔

اس پرنالہ کی دونوں جانب منڈیر پر نوکدار میخیں گاڑ دی گئیں ہیں، تاکہ پرندے اس پر نہ بیٹھ سکیں نیز پرنالہ پر سونے کا خول چڑھا دیا گیا ہے۔

(حوالہ: تاریخ بیت اللہ)



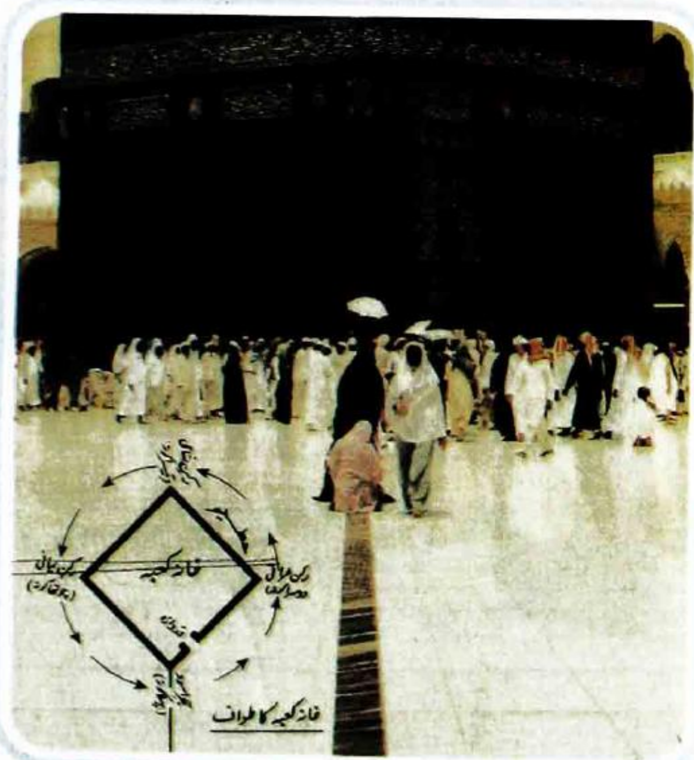


تاریخ رکن یمانی

(جہاں ستر انبیاء مدفون ہیں)

کعبۃ اللہ شریف کے چار کونوں میں سے ایک کونے پر حجر اسود نصب ہے، جہاں سے طواف کا آغاز کیا جاتا ہے۔ حجر اسود والا کونہ خانہ کعبہ کا پہلا کونہ کہلاتا ہے۔ دوسرا کونہ رکن شامی کہلاتا ہے جو حطیم کی ابتدائی دیوار سے متصل ہے۔ تیسرا کونہ رکن عراقی حطیم کی اختتامی دیوار کی جانب ہے اور آخری یعنی چوتھا کونہ رکن یمانی ہے حجر اسود والے کونے کے بعد کعبۃ اللہ کے اس کونے کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔

ایک روایت کے مطابق رکن یمانی سے حجر اسود کے درمیان ستر انبیاء کرام مدفون ہیں۔ تاہم وہاں کسی کی قبر کا کوئی وجود نہیں اور نہ ہی حجاج اور زائرین کو اس کی جستجو کرنی چاہیے کیونکہ یہ اللہ کا گھر ہے اور ہر دم یہاں اللہ ہی سے لگاؤ برقرار رکھنا چاہیے۔



تصویر میں جو پٹی نظر آ رہی ہے یہ حجر اسود کے بالکل سامنے ہے۔ اگر ہجوم کی وجہ سے حجر اسود کی جگہ کا صحیح اندازہ نہ ہو سکے تو پاؤں کے نیچے اس پٹی کو دیکھ کر حجر اسود کی صحیح جگہ کا اندازہ کر لیجئے۔

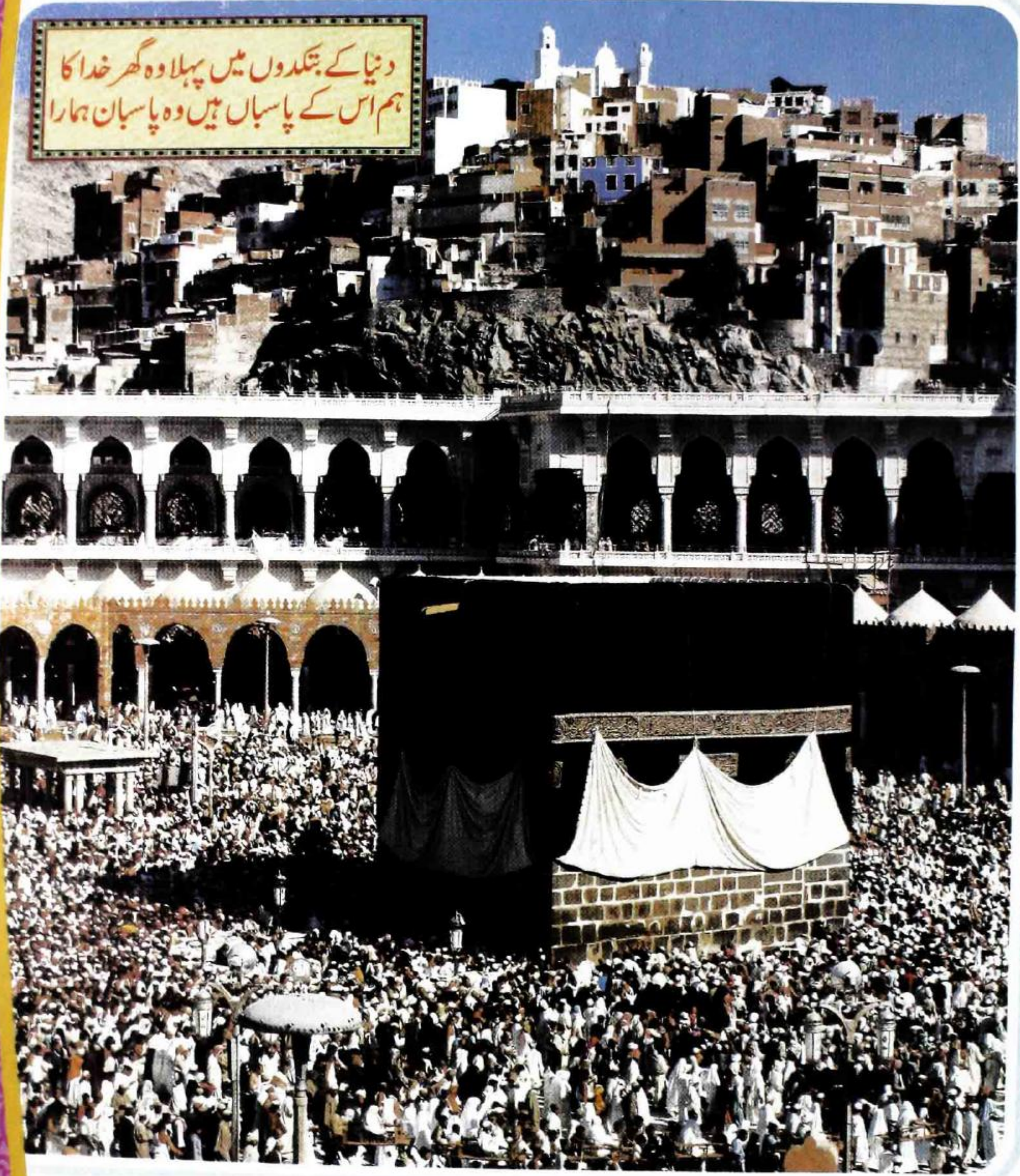
رکن یمانی کے پاس دعا قبول ہوتی ہے

جیسا کہ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ''رکن یمانی پر ہاتھ رکھ کر دعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے''۔ ۲۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ طواف کرتے وقت حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان یہ دعا مانگتے: (**ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار**)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لے۔ (آل عمران:۲۰۱)

لب پہ میرے ہے بس ربنا آتنا　　خوبیاں مانگنا ہی میرا کام ہے

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرنے سے اللہ کریم گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ حضرت عطاء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ بڑی کثرت سے رکن یمانی کا استلام کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں جب بھی اس کے پاس پہنچا تو جبرئیل کو موجود پایا جو استلام کرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کر رہے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ رکن یمانی اور رکن حجر اسود جنت کے دو دروازے ہیں۔



ایک موقع پر آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب بیت اللہ کے سایہ میں سرداروں کے ساتھ مشورہ کر رہے تھے۔ اس وقت عبدالمطلب کے رعب کی وجہ سے کوئی بھی عبدالمطلب والی جگہ کے آس پاس نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ اچانک لوگوں نے دیکھا کہ محمد ﷺ عبدالمطلب کی چادر پر آ گئے سردار ہٹانے لگے تو عبدالمطلب نے فرمایا محمد ﷺ کو چھوڑ دو اس کی بڑی شان ہے مجھے اس کو یہاں سے ہٹانے سے خوف محسوس ہوتا ہے۔

۱۔ دنیا کے خالق و مالک کا آستانہ، وہ چوکھٹ جہاں سے کوئی خالی ہاتھ نہیں جاتا۔ اس جگہ پر پہنچ کر ندامت کے چند آنسو بہالینا خوش نصیبی کی معراج ہے۔

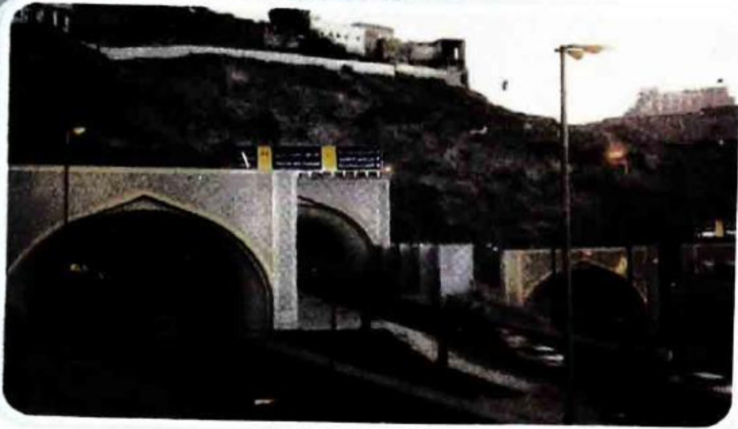
۲۔ غلاف کعبہ کے بدلنے کے لیے عشاق کعبہ کی چھت پر چڑھے ہوئے ہیں

۳۔ باب بنی شب اس دروازے سے حضور ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوتے تھے۔

۴۔ مکہ مکرمہ کے مشہور پہاڑ ''ابوقبیس) میں نکالی گئی سرنگوں کا خوبصورت منظر









ابی قبیس (کوہ صفا) کا ایک منظر جسے مکہ مکرمہ کی توسیعی آبادی نے آلیا ہے۔ یہی وہ پہاڑ ہے جس پر کھڑے ہوکر رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم کے مطابق قریش مکہ کو بلاکر کھلی تبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ آپ ﷺ ایک صبح جبل ابی قبیس پر چلے گئے اور بلند آواز میں پکارا! ''یا صباحاہ'' (ہائے صبح) یہ پکار سن کر قریش کے متعدد قبائل آپ کے پاس جمع ہوگئے اور آپ ﷺ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی توحید، اپنی رسالت اور یوم آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے کہا۔ اے جماعت قریش! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، اے محمد ﷺ کی بیٹی اپنے آپ کو جہنم سے بچا، کیونکہ میں تم لوگوں کو اللہ کی (گرفت) سے (بچانے) کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا الخ ...... یہ وہ بانگ تھی جسے سن کر قریش مکہ ہکا بکا رہ گئے اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا۔ ''آپ ﷺ کو جو حکم ملا ہے اسے کھول کر بیان کر دیجئے اور مشرکین سے رخ پھیر لیجئے''۔

صفامروہ کی پہاڑیاں
(اماں ہاجرہؑ کے دوڑنے کی جگہ)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانہ میں صفا اور مروہ دو پہاڑ تھے جواب برائے نام رہ گئے ہیں کیونکہ ان کی مٹی اور پتھر مختلف اوقات میں مسجد الحرام میں استعمال ہوتی رہی ہے اب ان کے نشانات باقی ہیں ان کے درمیان حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے تھے۔

☆ ''صفاء'' وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی سارہ کو چھوڑا اور تنہا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر آگے بڑھے۔

☆ ''مروہ'' وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی دینی چاہی تھی۔

☆ ''صفاء'' اور ''مروہ'' کا درمیانی فاصلہ تقریباً پانچ سو گز ہے ان کے درمیان دو سبز ستون ہیں جہاں سے دوڑ (سعی) شروع کی جاتی ہے۔ اس میں سات چکر ہوتے ہیں جو واجب ہیں۔

کوہِ صفاء کی تاریخی حیثیت

۱۔ امام بخاری نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ ''صفاء'' پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے قریش کے لوگو! اگر میں کہوں اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے۔ سب نے کہا ہم آپ کو سچا مانتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں آخرت کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اسی پس منظر میں سورہ ابولہب نازل ہوئی کیونکہ ابولہب نے کہا تھا تو جھوٹا ہے۔

۲۔ ایک موقع پر قریش کے لوگوں نے کہا: ہمارے لیے دعا کرو کہ صفاء کی پہاڑی سونے کی بن جائے۔ آپ کی دعا پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: میں اس کو سونے کا بنا دیتا ہوں مگر یہ پھر بھی ایمان نہیں لائے تو میں ان کو سخت عذاب دوں گا۔ (مسند احمد)

۳۔ رسول اللہ ﷺ صفاء کے پاس تشریف فرما تھے کہ ابو جہل یہاں سے گزرا اور اس ملعون نے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچائی۔ ایک پتھر آپ ﷺ کو مارا جس سے آپ ﷺ کا سر مبارک لہولہان ہوگیا۔ آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ ابو جہل کے پاس گئے جو اس وقت کعبہ شریف کے پاس قریش کی مجلس میں بیٹھا تھا، اس سے کہا: تو نے میرے بھتیجے کے ساتھ بدسلوکی کی ہے حالانکہ میں بھی اسی کے دین پر ہوں۔ پھر کمان اس کے سر پر اس زور سے ماری کی اس کا سر پھٹ گیا۔

۴۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ صفا پر تشریف لائے آپ ﷺ کے آس پاس حضرات انصار بھی جمع ہوگئے، آپ ﷺ نے اعلان فرمایا: جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے۔

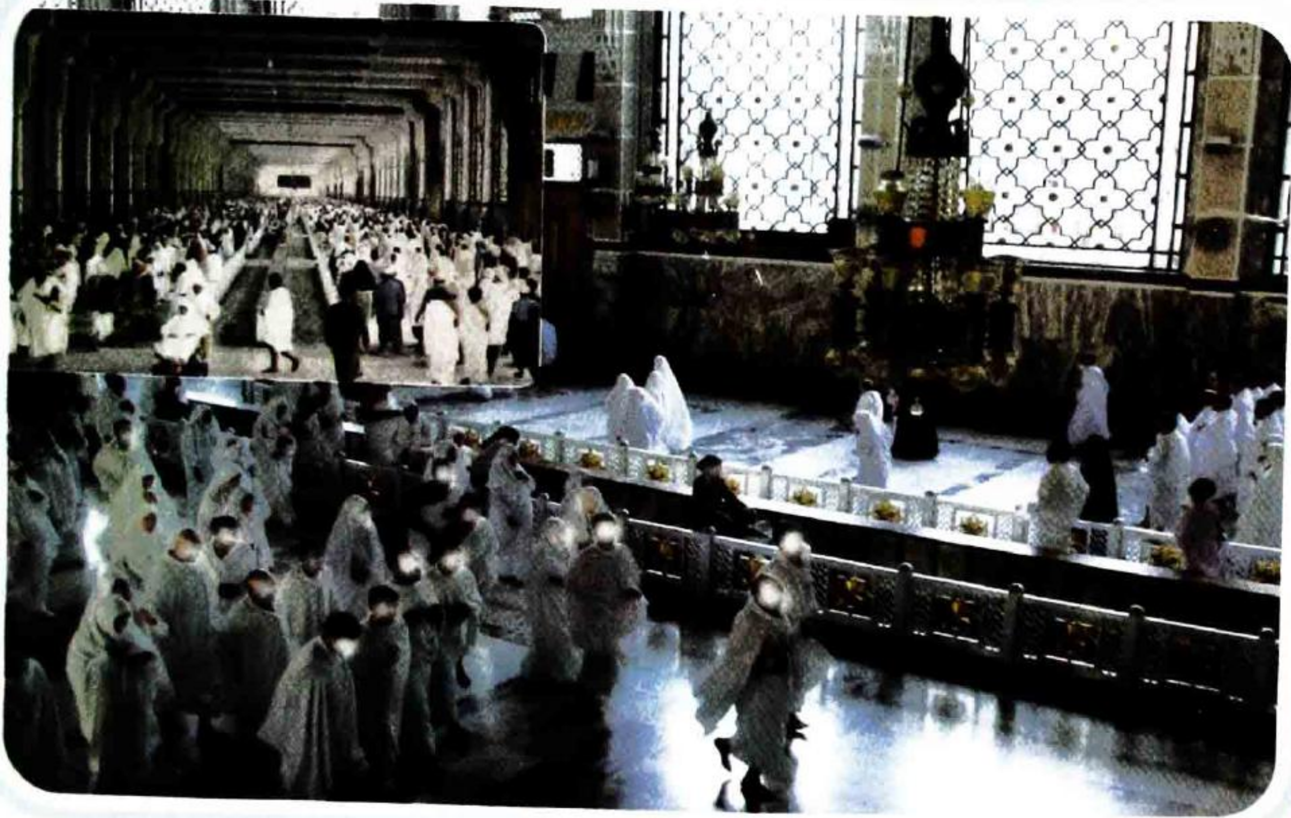
۵۔ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

'' واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دآبۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بایتنا لایوقنون''

ترجمہ: اور جب ان کے بارے میں (عذاب کا) وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں جو ان سے بیان کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو، اس سے پہلے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو، اور دجال کا ظہور ہو اور بولنے والا جانور نکل آئے۔ یہ جانور کہاں ظاہر ہوگا اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ صفا سے نکلے گا۔ (طبرانی)

جبل صفاء: صفاء کی پہاڑی وہ مقام ہے جہاں سے حاجی سعی کی ابتداء کرتے ہیں۔ یہ پہاڑی اب مسجد الحرام کی توسیع کے بعد مسجد کی عالیشان عمارت کے اندر آ گئی ہے۔ مسجد کی جدید تعمیر کے بعد اب پہاڑی تو تقریباً ختم ہو چکی ہے البتہ نشانی کے طور پر ایک پہاڑی نما ٹیلہ ضرور موجود ہے جس کے سنگلاخ پتھر حجاج اور زائرین کے مسلسل چلنے کی وجہ سے چکنے اور ہموار ہو گئے ہیں۔ یہ وہی تاریخی مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے کفار مکہ کے سامنے دین اسلام کی ابتدائی دعوت دی۔
اور اسی پہاڑی پر کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے جب کفار مکہ سے یہ کہا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے دشمن کی فوجیں موجود ہیں تو کیا تم لوگ یقین کر لو گے؟ کفار جو رسول اللہ ﷺ کی صداقت کے معترف تھے بولے یقیناً کیونکہ آپ ﷺ تو صادق ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے دین اسلام کی ابتدائی تبلیغ کا آغاز فرمایا اور کفار مکہ کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی۔
صفاء ہی وہ متبرک پہاڑی ہے جہاں سے بی بی حاجرہ نے اپنے شیر خوار بچے کو مکے کی گرم ریگستانی زمین پر لٹا کر پانی کی تلاش کی کوشش شروع کی تھی۔
اس پہاڑی سے آج بھی کعبۃ اللہ صاف نظر آتا ہے جہاں اس وقت شیر خوار سیدنا اسماعیل علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے اور پیاس کی شدت سے سخت بے چین تھے۔ زائرین عمرہ اور حجاج اسی پہاڑی سے سعی کی ابتداء کرتے ہیں۔ یہ پہاڑی اسلامی تاریخ کا ایک نہایت اہم متبرک پہاڑ ہے۔ مسجد الحرام میں اگر باب صفاء، جو مسجد الحرام کے پانچ مرکزی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، داخل ہوں تو داہنے ہاتھ پر مسجد شریف کی بالائی منزل پر جانے کے لیے لفٹیں لگی ہوئی ہیں اور وہیں معذوروں اور بوڑھے لوگوں کے لیے وہیل چیئرز کھڑی نظر آتی ہیں جو کرایہ پر لی جاتی ہیں اور صفا اور مروہ کی سعی کے لیے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ عموماً پاسپورٹ رکھوانا پڑتا ہے) بس اسی مقام سے اگر داہنے ہاتھ پر دیکھیں تو گیلری نما جگہ (جہاں سعی ہوتی ہے) میں صفا کی پہاڑی کا ٹیلہ نظر آتا ہے۔



۱۔باب الفتح ۲۔باب عمرہ ۳۔باب عبدالعزیز

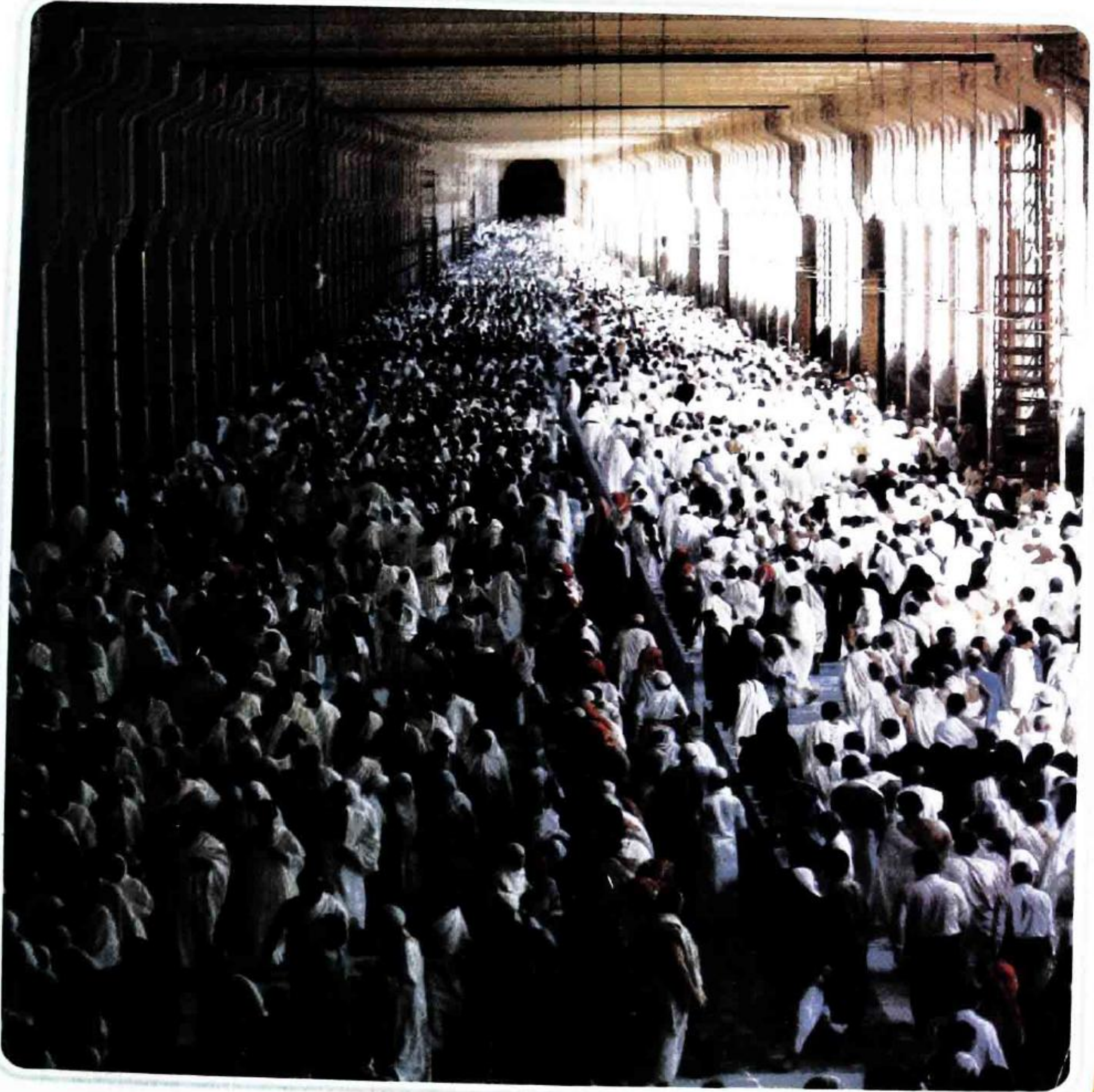


بیت اللہ کا ایک ایک پتھر آپ ﷺ کے تبرکات سے بھرا ہوا ہے۔

لطف سر رکھ کر رکھنے میں کیا
سر رکھ کر مر جانے میں کیا



وہ مبارک جگہ جہاں آپ ﷺ اور ہزاروں انبیاء کے قدموں کے انوارات اس زمین پر پھیلے ہوئے ہیں
نئی توسیع کے بعد صفاء و مروہ کا منظر



موجودہ صفا کی چٹان کا محفوظ حصہ جس پر قبلہ رو ہو کر حجاج دعا مانگتے ہیں

صفا وہ پہاڑی ہے جہاں بعثت کے بعد رسول ﷺ نے بنی قریش کو پہلی دعوت حق دی تھی۔ قدیم زمانے میں بھی اہل مکہ کو کوئی اہم اعلان کرنا ہوتا تو اسی پہاڑی پر کیا جاتا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلے یہ پہاڑی کافی بلند تھی اب برائے نام ایک ٹیلے کی طرح ہو کر رہ گئی ہے۔ کچھ تو اسے حرم سے قریب مکانات بنانے کے لیے کاٹا گیا ہے۔

ماء زمزم





(وہ مبارک پانی جس میں حضور ﷺ کا لعاب مبارک موجود ہے)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو لے کر مکہ مکرمہ تشریف لائے تو کچھ پانی اور کھجور کا توشہ ان کو دیکر واپس چلے گئے، جب یہ توشہ ختم ہوا اور ماں بیٹا پیاس سے بیتاب ہوگئے، تو حضرت ہاجرہؓ صفا پہاڑی پر اس غرض سے چڑھیں کہ شاید کوئی آدم زاد نظر آ جائے اور ہمیں پانی فراہم کر سکے، جب کوئی نظر نہ آیا تو مروہ پہاڑی کی جانب گئیں اس پر چڑھ کر نظریں دوڑائیں کہ شاید کوئی نظر آ جائے مگر کوئی نظر نہ آیا اسی پریشانی کے عالم میں صفا، مروہ کے درمیان چکر لگاتی رہیں، ساتویں بار مروہ پر تھیں کہ ایک آواز سنائی دی آ کر دیکھا تو ایک فرشتہ نے اپنے پر زمین پر مارے، جس کی وجہ سے پانی نکل آیا۔

۱۔ حضرت ہاجرہؓ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پانی پلایا اور پھر اپنی پیاس بجھائی۔ حوالہ تاریخ تصویر

فضائل آب زم زم

۱۔ یہ وہ مبارک پانی ہے جس میں موت کے علاوہ ہر چیز کی شفا ہے۔

۲۔ یہ جس نیت سے پیا جائے اللہ وہ پوری فرماتا ہے۔

۳۔ اسی پانی سے فرشتوں نے آپ ﷺ کا دل دھویا تھا۔

آب زم زم کے قدیم کنویں کی نایاب تصویر

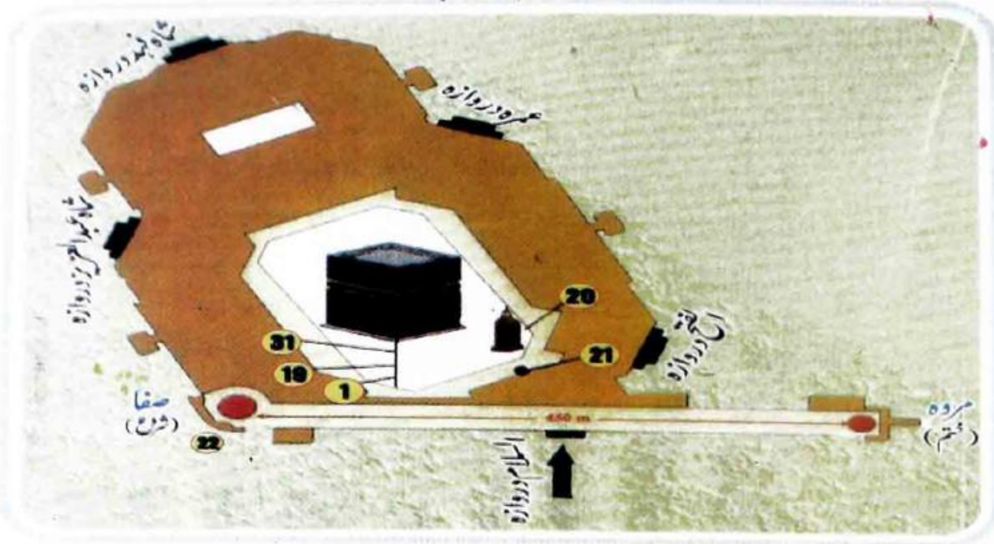
اس پانی کی خصوصیت ہے کہ 100 سال بھی برتن میں پڑے رہے یہ خراب نہیں ہوتا

محدثین نے لکھا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کے رونے پر یہ پانی ابل پڑا تو ماں حاجرہ نے کہا زم زم رک جاؤ تو یہ رک گیا ورنہ سارا جہاں پانی سے بھر جاتا۔

آب زم زم پر ایک عمارت بنی ہوئی تھی جو ۸۸ مربع میٹر محیط تھی جو ۱۳۸۸ھ میں گرادی گئی تا کہ اس جگہ مطاف کی توسیع ہو جائے زم زم پینے کا انتظام تہہ خانہ میں کر دیا گیا ہے۔ جو کہ ایئر کنڈیشنڈ ہے اس تہہ خانے میں اترنے کیلئے ۲۳ سیڑھیاں ہیں۔

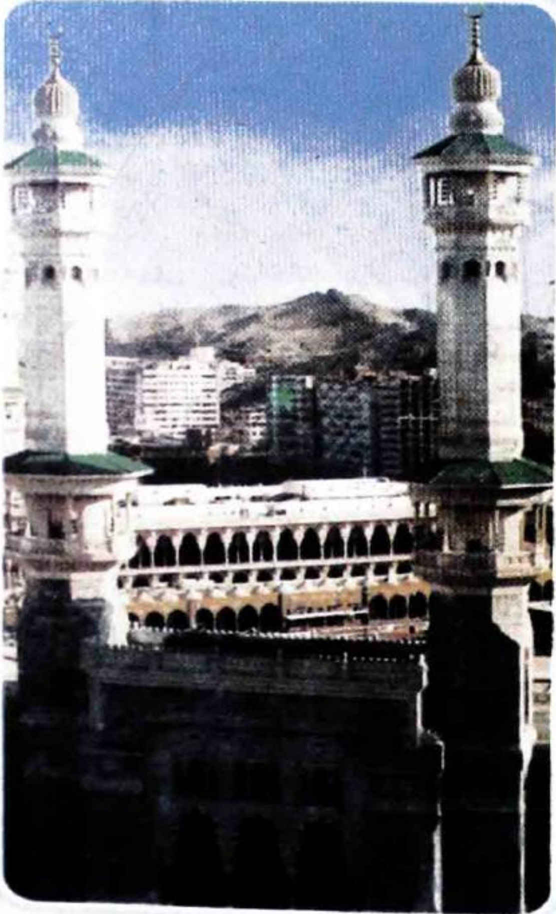


زم زم کے کنویں پر حاجی دعا کر رہے ہیں



مسجد حرام کے دروازے

مسجد الحرام کے کم وبیش تمام داخلی دروازے کسی نہ کسی نام سے موسوم ہیں اور ان دروازوں پر جلی حروف میں ان کے نام اور نمبر درج ہیں۔ ان ۹۵ دروازوں میں سے ۵ دروازے مرکزی گیٹ کی حیثیت رکھتے ہیں جو اپنی کشادگی کے اعتبار سے دیگر دروازوں سے بڑے اور وسیع ہیں۔ انہی مرکزی دروازوں کے اوپر بلند اور پرشکوہ مینار تعمیر کیے گئے ہیں جو دور سے ہی نظر آنے لگتے ہیں۔" باب مسجد الحرام کے پانچوں مرکزی درازوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔



باب فتح: حرم شریف کے اس دروازے کا نام باب فتح اس لیے رکھا گیا کہ اس دروازے کے باہر انتہائی نزدیک وہ مقام یا جگہ موجود ہے جہاں فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فتح کا جھنڈا نصب کیا تھا اور عربی میں رایہ جھنڈے کو کہتے ہیں۔

جمرات: وہ جگہ جہاں شیطان نے اسماعیل کو بہکانے کی کوشش کی

جمرات دراصل میدان منیٰ میں وہ تین مقامات ہیں جہاں انسان کے ازلی دشمن ''ابلیس''، یعنی شیطان ملعون نے اللہ کے نبی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ورغلانے کی کوشش کی۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے سب سے محبوب بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے ذبح کررہے ہیں۔ جب آپ نے اس کا ذکر اپنے بیٹے سے کیا تو سیدنا اسماعیل علیہ السلام بھی عشق باری تعالیٰ میں جھوم اٹھے اور بولے: ابا جان! آپ اپنا خواب سچا کر دکھایئے۔ مجھے آپ انشاء اللہ ثابت قدم پائیں گے۔

باپ بیٹے میں جب عہد و پیمان ہوگئے تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے لخت جگر کو لے کر میدان منیٰ میں آئے۔ راستہ میں تین مقامات پر شیطان نے آپ دونوں کو ورغلانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔ بالآخر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو زمین پر لٹایا اور اللہ اکبر کہہ کر چھری پھیر دی۔ مگر اسماعیل علیہ السلام کی جگہ اللہ نے مینڈھے کو ذبح کروادیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اسماعیل علیہ السلام کی یہ ادا پسند آگئی اور آپ نے نہ صرف منیٰ میں موجود حجاج پر یہ قربانی واجب کردی بلکہ دس ذوالحجہ کو کرہ ارض پر ہر جگہ ہر صاحب استطاعت پر بھی یہ قربانی لازم قرار دے دی۔

پتھر کے ستون: تینوں جمرات پر گول دائروں میں پتھر کے ستون بنے ہوئے جنہیں عام طور پر لوگ شیطان کہتے ہیں۔ ان کی حقیقت یہ ہے کہ اس جگہ کی تعین کے لئے علامتی نشان پلر کی شکل میں ہیں جہاں شیطان نمودار ہوا تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو کنکریاں ماری تھیں۔

البتہ ان ستونوں کے اردگرد جو حوض نما دائرے ہیں یہ ۱۲۹۲ھ کے بعد بنائے گئے ہیں، جن کی تعمیر کا مقصد بڑھتے ہوئے اژدھام کے پیش نظر رمی کی جگہ کو وسیع کرنا تھا۔ نیز یہ کنکریاں ایک جگہ جمع ہوتی رہیں، اور پھیل کر لوگوں کی تکلیف کا سبب نہ بنیں۔

عرفات: ابراہیم علیہ السلام کی اسماعیل سے ملاقات کی جگہ:

یہی وہ مقدس میدان ہے جہاں دنیا بھر کے حجاج کرام کا وقوف کرنا بڑا ہی ضروری ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''الحج عرفۃ'' حج عرفہ میں قیام ہے۔ باقی احکام حج رہ جانے سے تلافی ہوسکتی ہے مگر وقوف عرفہ رہ جائے تو کوئی بدل نہیں اسی میدان میں حضور اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع فرمایا۔ ایک لاکھ ۲۵ ہزار کا عظیم اجتماع تھا اور آواز مبارک ہر ایک کو سنی جارہی تھی۔

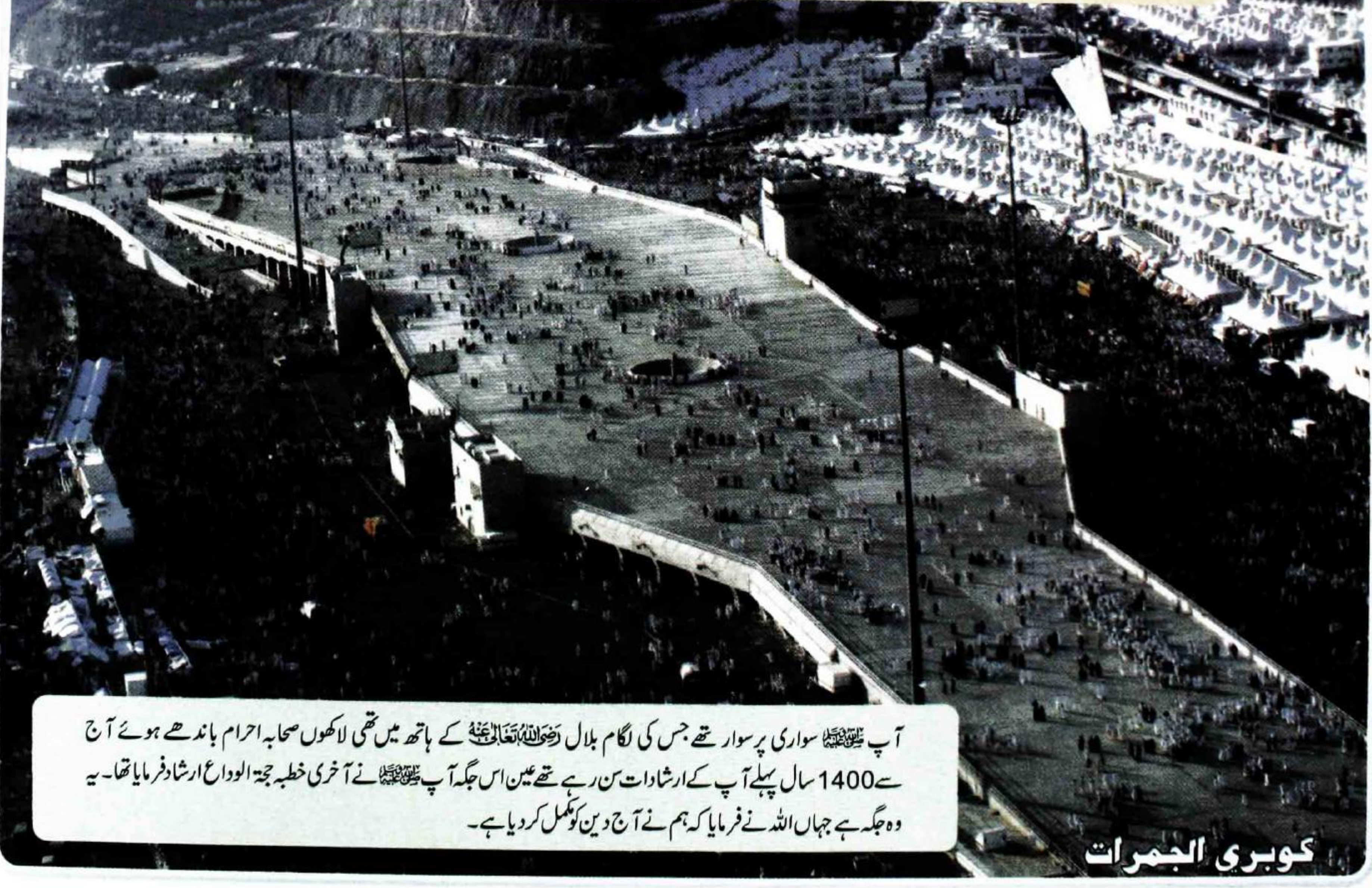
عرفہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام حضرت حوا کا یہاں تعارف ہوا کہ آدمؑ ہندوستان سے اور حضرت حوا جدہ سے یہاں ملے یا اس لئے کہا جاتا ہے کہ جبرائیلؑ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مناسک حج سے متعارف کرایا۔ یا اس لئے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام شام سے واپسی میں ۹/ذی الحجہ کو سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے ملے۔

عرفات مکہ مکرمہ سے تقریباً ۱۶ کلومیٹر کے فاصلے پر میدان پر ہے۔ عرفات کا ذکر قرآن کریم میں وارد ہے: ''**الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الا سلام دینا.**''

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا ہے اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کردی ہے اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو منتخب کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضور ﷺ عرفات میں تشریف فرما تھے۔

حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عرفات والے دن (۹/ذی الحجہ) کو آسمان دنیا پر نازل ہوکر فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ یہ لوگ پراگندہ حال آئے ہیں اور میری رضا کے متلاشی ہیں۔ اے عرفات والو! میں نے تمہاری مغفرت کردی۔


وہ مبارک جگہ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو کنکریاں ماریں اور ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں حضور ﷺ نے بھی اسی جگہ شیطان کو کنکریاں ماریں۔
میدان عرفان میں جبل رحمت اور حجاج اکرام
آپ ﷺ سواری پر سوار تھے جس کی لگام بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھی لاکھوں صحابہ احرام باندھے ہوئے آج
سے 1400 سال پہلے آپ کے ارشادات سن رہے تھے عین اس جگہ آپ ﷺ نے آخری خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا تھا۔ یہ
وہ جگہ ہے جہاں اللہ نے فرمایا کہ ہم نے آج دین کو مکمل کر دیا ہے۔
کوبری الجمرات



میدان عرفات میں جبل رحمت جو سطح زمین سے ۵۶ میٹر اونچا ہے۔ چھوٹی تصویر میں اس پہاڑ کے دامن میں مسجد الصخرات دکھائی گئی ہے یہاں آپ ﷺ تشریف فرماتے کہ آیت کریمہ ''الیوم اکملت لکم......'' نازل ہوئی تھی اور آپ ﷺ نے عصر سے مغرب تک وقوف فرمایا تھا۔

گول دائرہ جبل رحمت، کی نشاندہی کے لیے لگایا گیا ہے۔

جبل رحمت

جبل رحمت میدان عرفان میں مشہور تاریخی پہاڑ ہے۔ اسی پہاڑ پر جناب رسول اللہ ﷺ نے وہ تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ امت کے والی نگہبان اپنے رخصت ہونے سے پہلے الوداعی خطبہ دے رہے ہیں اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے بار بار اشارۃ فرمایا بھی:

''خذوا مناسککم فانی لآ ادری لعلی لآ احج بعد حجتی هذه''

کہ تم مجھ سے مناسک (حج) سیکھ لو مجھے معلوم نہیں شاید اس حج کے بعد کوئی اور حج نہ کر سکوں۔

آپ ﷺ نے ہی خطبہ ۹ ھ، ذی الحجہ کو بعد از زوال آفتاب قبل از جمعہ صلوٰتین عرفات میں جبل رحمت پر ایک لاکھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع میں ارشاد فرمایا تھا۔ جبل عرفات پر چڑھنے کے لیے اب سیڑھیاں بنا دی ہیں اور آپ ﷺ نے جس جگہ کھڑے ہو کر خطبہ دیا تھا وہاں یادگار کے طور پر مینار سا بنا دیا ہے۔

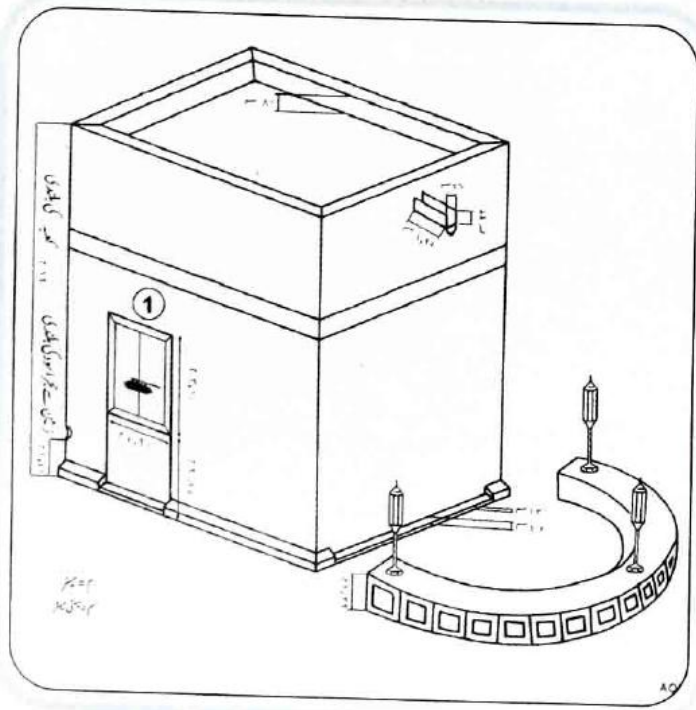


حجاج کرام کا ''شیطان'' پر کنکری پھینکنے کا منظر

مکہ مکرمہ کے چند مقدس مقامات

یوں تو حرم مکہ کا ذرہ ذرہ ہی رشک طور پر ہے۔کوئی پہاڑ ہو یا کوئی وادی، مکان ہو یا صحرا، ارض سنگلاخ ہو یا گلستان سب ہی نور علی نور ہیں۔تاہم ان مقامات میں چند ایسے اہم مقامات بھی ہیں جن کا ذکر نہ کیا جائے تو سرزمین مکہ مکرمہ کی تاریخی واقعات کو مکمل نہیں کیا جاسکتا۔

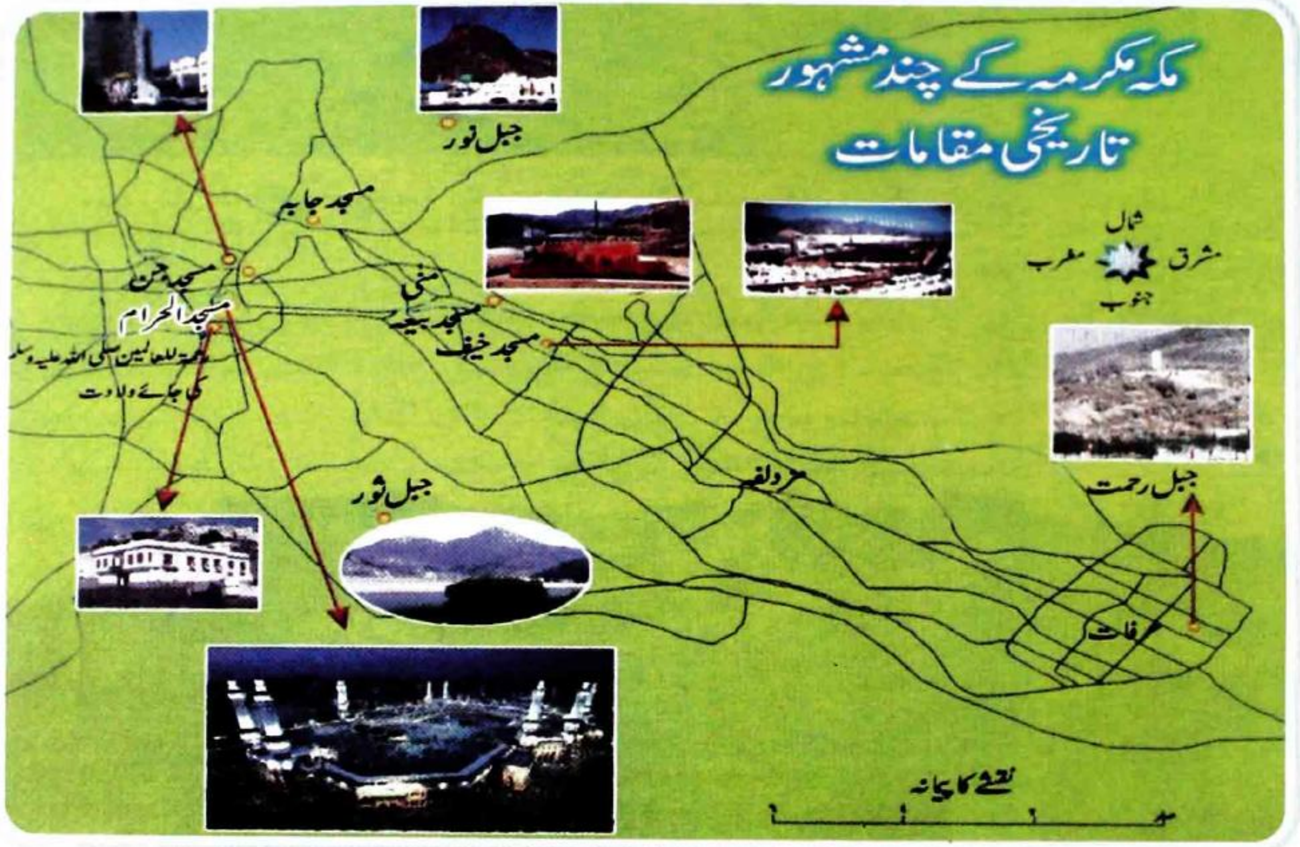
۱...... ولادت نبوی ﷺ
۲...... خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان
۳...... قبہ وحی
۴...... حدیبیہ
۵...... بیعت رضوان
۶...... مقام شق صدر
۷...... دار ارقم
۸...... شعب ابی طالب
۹...... مقام طائف
۱۰...... مسجد بلال
۱۱...... حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر
۱۲...... ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان (معراج)
۱۳...... جنت المعلی
۱۴...... وادی محشر
۱۵...... مقام حج الوداع
۱۶...... دار الندوہ

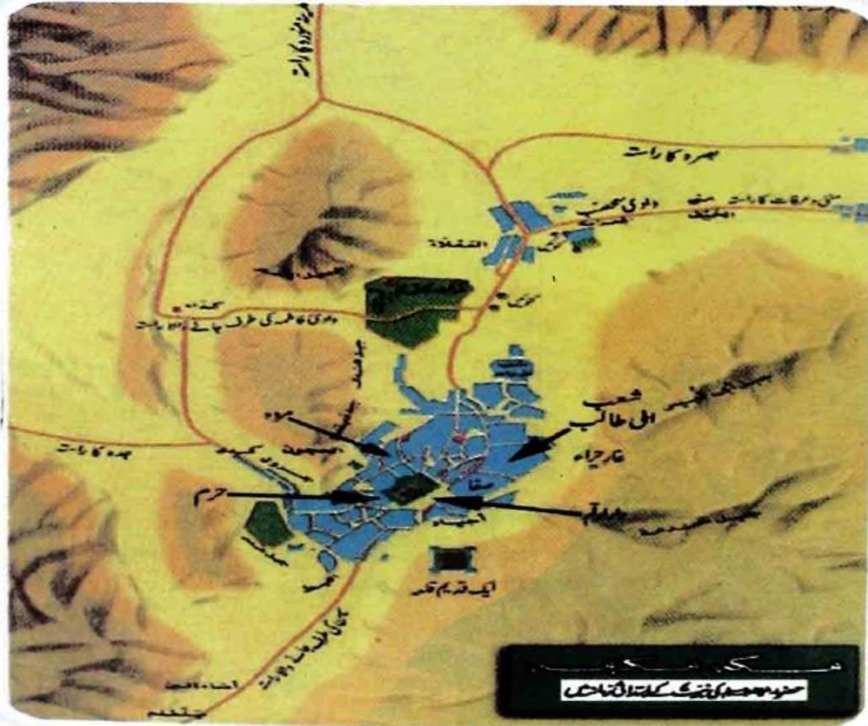


ا۔ باب کعبہ

جہاں آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شعب ابی طالب نامی گھاٹی میں محصور کرنے کا معاہدہ لگایا گیا تھا جسے اللہ کے حکم سے 3 سال بعد دیمک نے کھالیا۔

مکہ مکرمہ کے چند مشہور تاریخی مقامات





۔ولادت گاہ مصطفیٰ ﷺ

مسجد الحرام سے چند قدموں کے فاصلے پر وہ مکان مبارک موجود ہے جہاں کائنات کی سب سے معزز ہستی سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔طبری وابن خلدون کے مطابق آپ ﷺ ۱۲ ربیع الاول شریف صبح صادق ۴بج کر ۲۰ منٹ پر ابو طالب کے مکان میں پیدا ہوئے۔

جبل ابوقبیس کے دامن میں محلّہ تشاشیہ میں ایک سوق اللیل نامی گلی ہے اس گلی میں یہ مکان واقع ہے، جہاں پر رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔اب وہ مکان تو نہیں ایک بہترین کتب خانہ اور مدرسہ بنایا گیا ہے،حرم سے باب الصفا سے نکلیں سیدھے ہاتھ پر پہاڑی کے نیچے مکانات کے ساتھ چلیں تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر سیدھے ہاتھ کو یہ کتب خانہ ہے۔

ولادت گاہ نبی اکرم ﷺ ''مولد شعب بنی ہاشم'' کو شعب ابو طالب بھی کہا جاتا ہے۔اس مقام پر آپ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کا مکان تھا۔ آپ ﷺ کی ولادت اسی مکان میں ہوئی تھی، یہ مکان آج کل مسجد الحرام کے باب ملک عبدالعزیز کے بالکل مقابل ہے۔درمیان میں ایک کشادہ سڑک ہے اور اس کے بعد پھر ایک دوسری سڑک ہے۔اس سڑک پر مسفلہ جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کی طرف ایک بڑی نئی عمارت تعمیر ہوئی ہے۔سڑک کے کنارے ایک بورڈ آویزاں ہے جس پر'' مکتبة الحرام الشریف'' کندہ ہے اور اس کے سامنے ایک بڑی لائبریری کی عمارت ہے۔

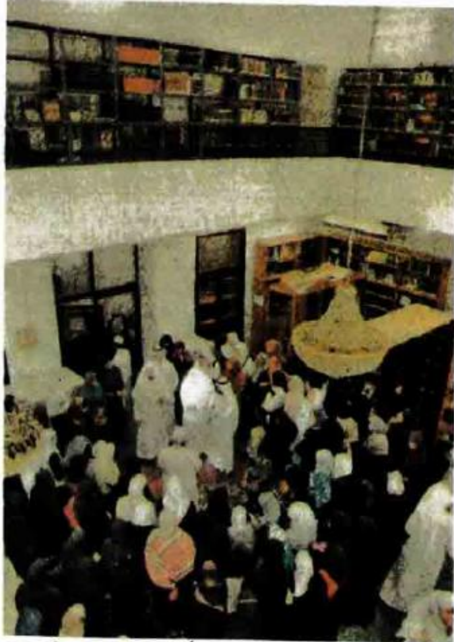


محلہ سوق اللیل جس کی گلی میں حضرت عبداللہ رہتے تھے

محلّہ سوق اللیل جس کی گلی میں حضرت عبداللہ رہتے تھے۔

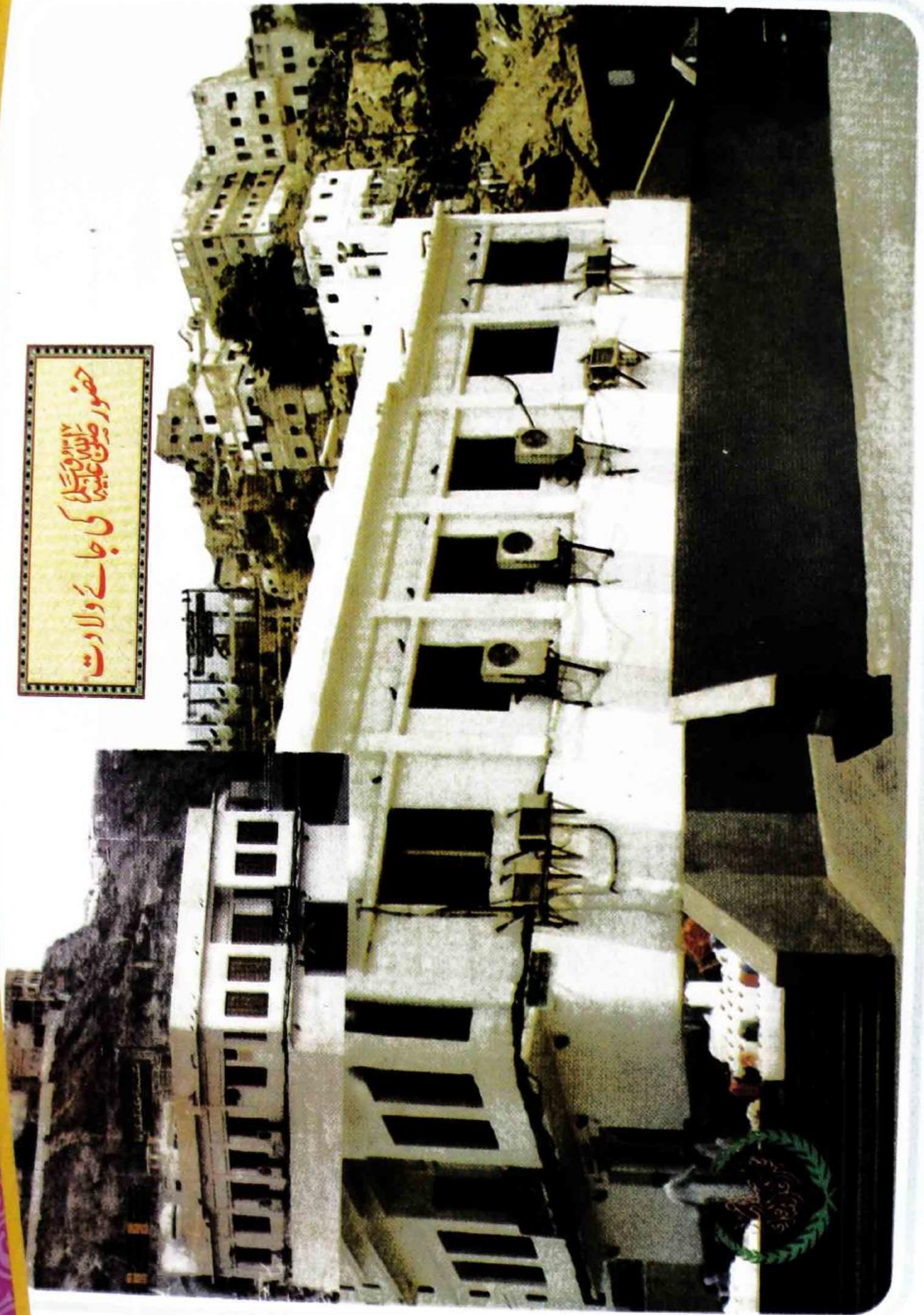


رسول اکرم ﷺ کے آباؤاجداد کا محلّہ



مکہ المکرمہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی جائے پیدائش کی مقامی افراد زیارت کر رہے ہیں جہاں اب سعودی وزارت حج واوقاف کی زیر نگرانی ایک بڑی لائبریری قائم ہے۔

روایت ہے کہ چند سال پہلے تک اس لائبریری میں تمام لوگ مطالعہ کرتے تھے۔مگر اب (خصوصاً ایام حج میں) یہ بند کر دی جاتی ہے۔ سفرنامہ محمد ابن جبیر اندلسی میں تحریر فرماتے ہیں کہ پہلے اس جگہ ایک خوشنما مسجد بنی ہوئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی پیدائش کا مقام حوض کی طرح تین بالشت چوڑا ہے۔اس کے بیچ میں ایک سبز پتھر دوثلث بالشت کی قدر چاندی کے حلقے میں جڑا ہے۔اور اس کی وسعت معہ چاندی کے حلقے کے ایک بالشت ہے۔مگر آج کل یہ سب آثار معدوم ہیں۔


حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت

مکہ مکرمہ کی اہم جگہوں میں ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان بھی ہے۔حرم شریف کے مروہ کی سمت سے بائیں جانب جائیں تو اس مکان کی زیارت ہو جاتی ہے۔آج کل چھتہ بازار کے نام سے یہ علاقہ مشہور ہے۔حضور ﷺ کی اولاد اطہار میں سوائے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سب ہی یہاں پیدا ہوئے، پرورش پائی، سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال بھی اسی مکان میں ہوا۔

ان دنوں اس میں درس قرآن حکیم کا سلسلہ جاری ہے۔اسی مکان میں جبرائیل علیہ السلام کی حاضری ہوا کرتی۔ہجرت کے موقع پر یہ مکان بھی عقیل ابن ابی طالب نے لے لیا۔اس مکان میں 2 مشہور مقامات بتائے گئے ہیں۔

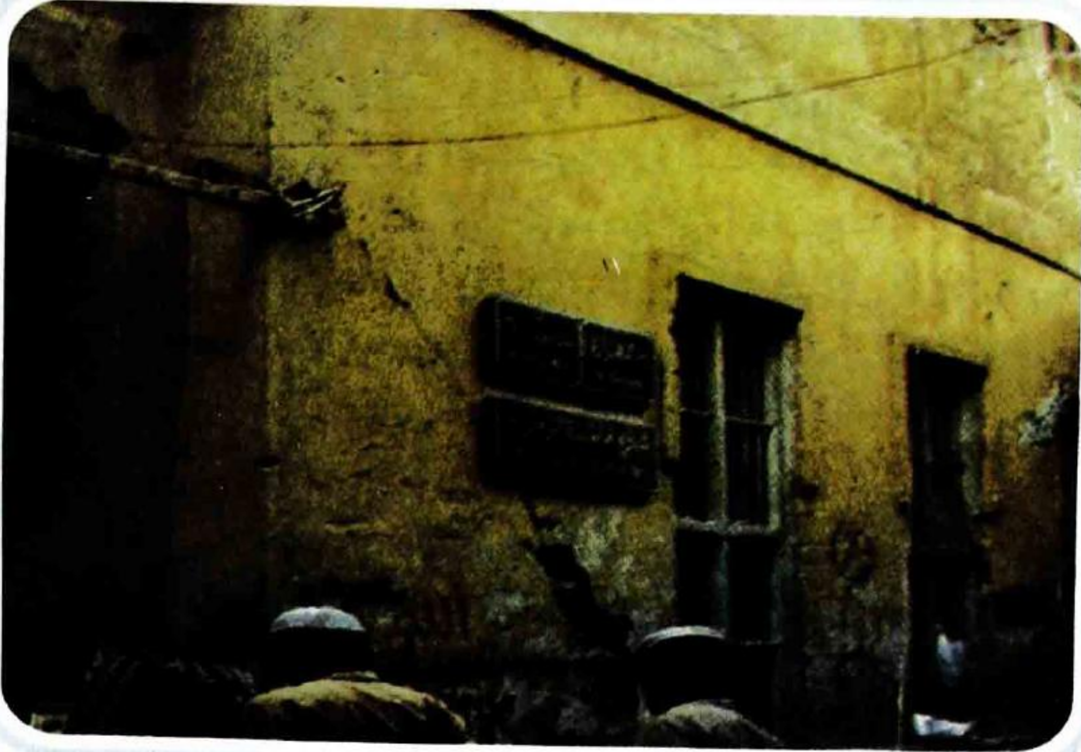
۱......مولد الفاطمہ، ۲......قبۃ الوحی، ۳......

محبّ طبری فرماتے ہیں: مسجد حرام کے بعد تمام مکانات سے اعلیٰ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان ہے۔

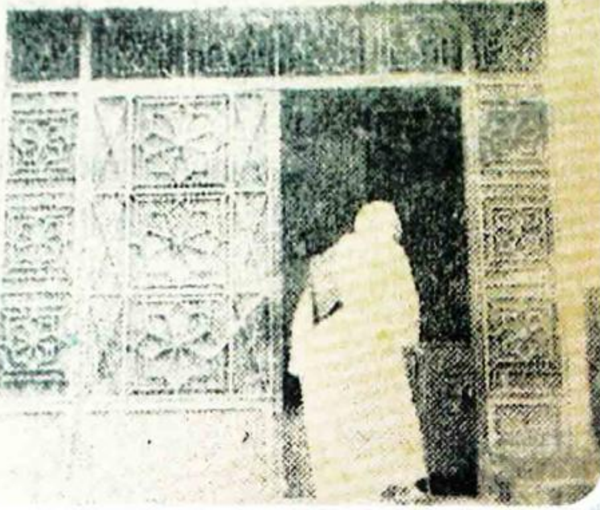
وہ مکان جس میں فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں

ام المؤمنین سید خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان ''درب الحجر'' میں واقع تھا، جہاں اب زیورات کی بہ کثرت دکانیں پائی جاتی ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ کی ساری اولاد انہی کے بطن اطہر سے اسی گھر میں پیدا ہوئیں۔صرف حضرت ابراہیم سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔اسی میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی پرورش پائی تھی اور سیدۃ خدیجۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال بھی اسی مکان میں ہوا تھا۔

سڑک سے مکان نشیب میں ہے۔چند سیڑھیاں اتر کر ایک تنگ راستہ جاتا ہے اس کے بعد ایک چھوٹا سا کمرہ جو ۱۰ ذراع (۱۵ فٹ) لمبا اور ۶ ذراع (فٹ) چوڑا ہے۔اس میں بچے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔اس کے دائیں جانب دو سیڑھیاں چڑھ کر ایک دروازہ ہے۔اس دروازہ سے آگے چھوٹا سا راستہ ہے جس میں تین دروازے ہیں۔بائیں طرف والا کمرہ صرف ساڑھے چار فٹ لمبا ہے جہاں نبی کریم ﷺ عبادت فرمایا کرتے تھے۔



ام المؤمنین سید خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان



حضور ﷺ کی تبلیغ کا مرکزی مقام: دارارقم

دارارقم: یہ مشہور مقام صفا کے قریب واقع ہے۔ شروع اسلام میں حضور سید عالم ﷺ اسی میں رہا کرتے تھے، مشورے ہوتے تبلیغی نظام کو پروان چڑھانے کے منصوبے بنتے، فاروق اعظم اسی میں حاضر ہو کر ایمان لائے، سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ؓ کی حویلی کے بعد اسے شرف حاصل ہے کہ حضور ﷺ دیر تک اس میں رہے اور سب سے بڑی وجہ شرف حضور ﷺ کی نسبت ہے، خلیفہ ہارون الرشید کی والدہ نے اس جگہ پر مسجد تعمیر کروائی، بعدازاں امین الملک مصلح، وزیر الجواد، المستنصر عباسی، جمال الدین، شرف الاسنام، ابوجعفر، سلطان مراد خان، ابراہیم کلب نے اپنے اپنے دور میں اس کی مرمت وتزئین میں حصہ لیا۔ (شفا ۳۶ جلدا تاریخ مکہ ۳۶۰ جلدا)۔ حرم شریف کی توسیع کے پروگرام میں یہ جگہ شامل کر لی گئی اب دارارقم کا نشان نہیں ملتا۔

دارارقم

اسلام کے شروع دور میں آپ ﷺ اس جگہ صحابہ میں وعظ فرماتے تھے۔ سیدہ خدیجہ ؓ کے گھر کے بعد اس مکان کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ ﷺ نے اس میں زیادہ وقت گزارا۔ اس مقام کو تاریخی اعتبار سے جو اہمیت اور اولیت حاصل ہے اس کے لیے دعوت اسلامی کی پوری تاریخ شاہد ہے اور کسی دوسری جگہ یا مقام کو یہ فوقیت و اولیت حاصل نہیں ہے۔ پچھلے اوراق میں باب ارقم کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو صفا کی پہاڑی کے قریب واقع تھا اور اس مقام پر ہجرت سے پہلے نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام ؓ کفار مکہ کے شر سے بچنے کے لیے چھپ چھپا کر جمع ہوتے تھے اور اللہ رب ذوالجلال کی عبادت کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ صحابہ کرام ؓ کو صبر کی تلقین فرماتے تھے اور اگر قرآن کریم کی کوئی آیت یا سورۃ نازل ہوتی تھی تو اسے پڑھ کر سنایا کرتے تھے اسلام کی ابتدائی دور میں اسلام کی یہ سب سے پہلی دینی درسگاہ تھی۔ حضرت عمر ؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بھی اسی جگہ پیش آیا تھا۔ اور عمر ؓ نے اسلام قبول کر کے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا تھا آپ کے مسلمان ہونے کے بعد کفار قریش میں تہلکہ مچ گیا تھا۔ اب اس مقام پر بھی سڑکیں اور دکانیں تعمیر ہو چکی ہیں اور اس کے کوئی آثار باقی نہیں ہیں۔

یہ گھر جس کا تاریخی پس منظر اتنا بلند اور باعظمت ہے کہ اسے ہر حال میں آثار قدیمہ کے طور پر محفوظ رکھنا حکومت موقتہ کے فرائض میں سے تھا مگر افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔ یہ امر اہل اسلام کے انتہائی روحانی اذیت وتکلیف کا باعث ہے۔ یوں بھی یہ مقام اسلام کی سب سے پہلی دینی درسگاہ اور تبادلہ خیالات کا سب سے پہلا اسلامی مرکز تھا۔ جسے آثار قدیمہ کے طور پر زندۂ جاوید رہنے کا حق حاصل تھا۔ مکہ مکرمہ میں جتنے دوسرے آثار، گھر، مساجد اور جبل وغیرہ ہیں ان کی نسبت تاریخی اعتبار سے بہرحال اپنی جگہ مسلم ہے لیکن دارارقم کی نسبت تاریخی اعتبار سے یقینی اور قطعی تھی اس کی آخری عمارت ۱۹۴۹ء تک قائم تھی۔

وہ غالباً نویں صدی ہجری کی بنی ہوئی تھی۔ اور اس کے دروازے پر دارارقم کندہ تھا۔ اب اس عمارت کے آثار مفقود ہیں۔ تاریخی اعتبار سے حکومت سعودی عربیہ کا تغافل ایک ایسا سانحہ ہے جو عرب کی سیاحت کرنے والے ہر مسلمان سیاح کو میری طرح کھٹکتا ہے۔ مشرکانہ افعال کو روکنا اسلامی حکومت کا حق اور فرض ہے۔ مگر اسلام کے قیمتی آثار قدیمہ کی حفاظت نہ کرنا بھی تغافل ہے۔

مزدور صفاہ و مروہ کے سامنے بازار کی طرف بجلی کے آلات سے مکانوں کی چھتیں گرا رہے ہیں۔ یہ حرم پاک کی توسیع کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ پتھر ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے ہیں، مکان کے نشانات ہر پتھر گرنے سے داستان ماضی ترتیب دے رہے ہیں، جب یہ مکان زمین بوس ہو جائے گا اس مکان کا دھندلا سا خاکہ بھی ذہن کے کسی گوشے میں محفوظ نہیں رہے گا۔ اس سے پہلے دارارقم پر شکست وریخت کے کتنے ادوار گزر رے، اس کی صورت نے کتنی تبدیلیاں دیکھیں۔ زمانہ نئے نقوش پیدا کرتا جاتا ہے اور پرانے نقوش پیوند زمین ہوتے جاتے ہیں مگر اس قطعہ زمین کی تقدیس اہل ایمان کے قلوب میں محفوظ ہے۔ یہاں رسالت مآب ﷺ اپنی مختصر سی جماعت کے ساتھ جلوہ فرما ہوئے تھے۔ تاریخ اس کی عظمت کو مٹا نہیں سکتی۔ اس زمین پر دین کا پہلا مدرسہ قائم ہوا۔ اسی زمین پر خدائے واحد کا نام بلند ہوا۔ اب بھی یہ جگہ دارارقم ہی سے موسوم ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کا مکان

آپ کا نام ''عبدالکعبہ'' تھا۔ آنحضور ﷺ نے بدل کر عبداللہ رکھ دیا۔ لقب صدیق اور عتیق تھا۔ والد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ تھی۔ چھٹی پشت میں آپ کا نسب رسول اللہ ﷺ سے جا ملتا ہے۔ سب سے پہلے خلیفہ راشدہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے جب پہلے پہل اسلام کی دعوت دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے چون و چرا قبول کرلیا۔ مسلمان ہونے کے بعد اسلام کی تبلیغ میں آنحضرت ﷺ کے دست و بازو بن گئے۔ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی کوششوں سے مشرف بہ اسلام ہوئے، اللہ کے لیے اپنا سب کچھ قربان کردیا مالی قربانی اور جان نثاری میں کوئی آپ پر سبقت نہ لے جاسکا۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں جنت کی بشارت دی۔ ایک موقع پر اللہ کی راہ میں گھر کا سارا سامان پیش کردیا رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا: گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟ کہا: بس اللہ اور رسول کافی ہیں۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

کوئی غزوہ آپ سے چھوٹا نہیں، ۱۳ھ میں تریسٹھ سال کی عمر پاکر انتقال کیا اور ساری عمر جن کی رفاقت میں گزاری تھی وفات کے بعد بھی ان سے جدا ہونا گوارا نہ کیا، انہیں کے پہلو میں سپرد خاک کیے گئے۔

مسجد نبوی کے پڑوس میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو مکان تھے۔ ایک مغربی جانب، دوسرا مشرقی جانب، مشرقی جانب مکان بقیع جانے والی گلی میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے مکان کے سامنے واقع تھا۔ مغربی سمت سے ریطہ بنت ابوالعباس کا مکان ملا ہوا تھا اور مشرقی سمت میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے مکان کی جو حد تھی اسی کے بالمقابل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کا کچھ حصہ اپنے مکان میں داخل کرلیا۔ اور یہ سارے مکانات ماضی قریب تک باقی رہے، حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع کے دوران منہدم کیے گئے اور اب دوسری توسیع کے بعد یہ جگہ مسجد نبوی کے باہر مشرقی صحن میں شامل ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات اسی مشرقی مکان میں ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو اس مکان میں تشریف فرما تھے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دار صغریٰ کے سامنے ہے، رسول اللہ ﷺ نے یہ مکان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا تھا (دوسرے مغربی مکان کا تذکرہ اپنے موقعہ پر آئے گا)۔

یہ مکان بھی مکہ مکرمہ کے متبرک مکانات سے ایک ہے اس کے دروازہ پتھر کندہ ہے: **''ھـذا الدار الرفيق رسول الله ﷺ في الغار ورفيقه في الاسفار۔''**

یہ مکان رسول اللہ ﷺ کے یار غار اور سفر کے ساتھی صدیق اکبر کا ہے۔

اس مکان کے سامنے کی دیوار پر پتھر تھا جسے لوگ احترام سے دیکھتے تھے، اسے ہاتھ لگا کر برکت حاصل کرتے تھے۔ مشہور ہے جب حضور ﷺ یہاں سے گزرتے تو یہ پتھر آپ کو سلام کیا کرتا۔ ہوسکتا ہے یہی پتھر ہو جس کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

'' انی لا عرف حجراً بمكة كان يسلم علی ''

میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ مکرمہ میں مجھے سلام کیا کرتا تھا۔

بیعت رضوان (موت پر بیعت): اسی حدیبیہ کے مقام پر ۶ھ میں بیعت رضوان کا اہم واقعہ پیش آیا تھا۔ اس بیعت کا سبب یہ ہوا کہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ بقصد عمرہ عازم سفر ہوئے، جب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو قریش نے آپ ﷺ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے ان سے مفاہمت کیلئے حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بھیجا ان کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو یہ خبر پھیل گئی کہ حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اس اطلاع پر آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے بیعت لی کہ قریش سے لڑتے لڑتے جان کی بازی لگا دیں گے، یہ گویا موت پر بیعت تھی۔

اسی بیعت کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہوا ہے: "ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔"

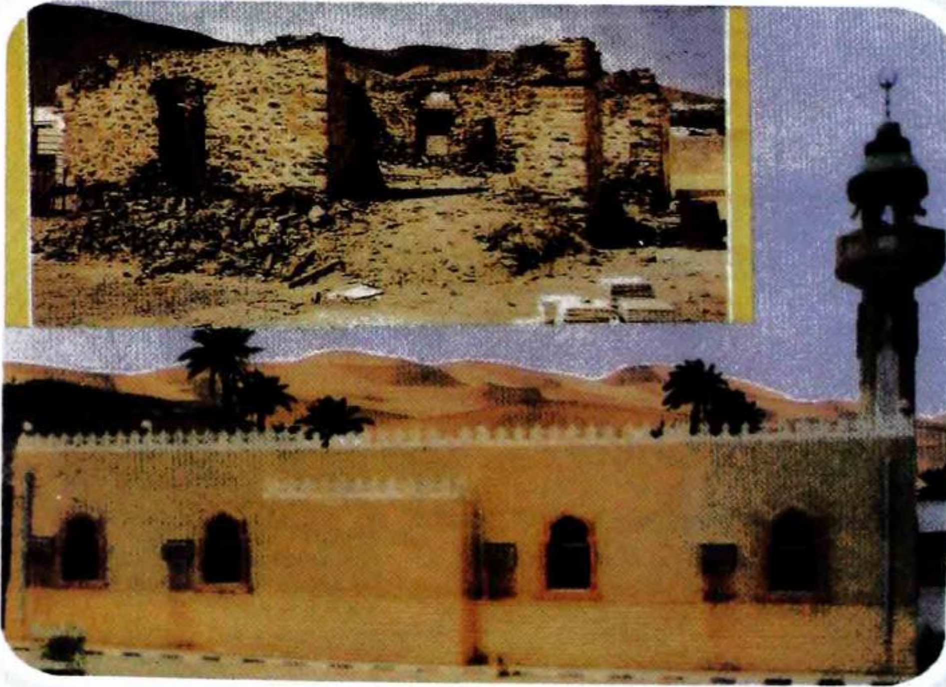
ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ واقع میں اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

''لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ''۔

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ان مسلمانوں سے خوش ہوا جب کہ وہ ایک درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔

چونکہ اس بیعت میں اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نے ان مومن بندوں سے اپنی رضا خوشنودی کا اعلان فرمایا جنہوں نے موت پر بیعت کی اس لیے اس بیعت کا نام بیعت رضوان پڑ گیا۔

باعث حیرت وتعجب ہے کہ جن ہستیوں سے اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی راضی وخوش ہیں بعض لوگ ان سے خوش نہیں ہیں بلکہ ان کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔



وہ مقام جہاں بیعت رضوان ہوئی

ذی قعدہ ۶ھ میں حضور ﷺ چودہ سو صحابہ کرامؓ "کے ساتھ" حدیبیہ پہنچے تو صحابہ کے کیمپ میں افواہ پھیل گئی کہ حضور ﷺ کے سفیر حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اہل مکہ نے شہید کر دیا ہے اس پر صحابہ کرام نے ایک درخت کے نیچے حضور ﷺ کے ہاتھ پر جاں نثاری کی بیعت کی اسی مقام پر یہ یادگار مسجد تعمیر کی گئی ہے، اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نے ان صحابہ کرام اور ان کی بیعت پر اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا اسی لیے اس بیعت کو بیعت الرضوان کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک نے فرمایا کہ اے نبی جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی سے بیعت کر رہے تھے ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

بچپن میں نبی کریم ﷺ کا شق صدر

چار سال کی عمر میں آپ ﷺ اپنے رضاعی بھائی اور بہن کے ساتھ بستی کے قریب ہی اپنے جانوروں کے پاس کھیلنے نکل جایا کرتے تھے۔ایک دن حسب معمول آپ ﷺ وہیں جانوروں کے پاس تھے کہ بھائی نے دیکھا آپ پر بے ہوشی طاری ہے۔وہ آپ ﷺ سے بات کرتا مگر آپ ﷺ جواب نہ دیتے تھے۔وہ دوڑتا ہوا والدہ کے پاس گیا اور چیخ کر بولا میرے قریشی بھائی کی خبر لو! حلیمہ اور بچے کا باپ دوڑتے ہوئے آئے دیکھا تو آپ کا رنگ اڑا ہوا ہے۔

اماں نے اپنے بیٹے سے پوچھا، تم نے کیا دیکھا تھا؟ وہ کہنے لگا دو سفید پرندے میرے اوپر اڑ رہے تھے پھر ان میں سے ایک نے کہا کیا یہ وہی ہے دوسرے نے کہا ہاں۔دونوں پرندے (فرشتے) اتر آئے اور آپ کو پکڑ کر پشت کے بل لٹا دیا آپ کا پیٹ چاک کیا، پیٹ میں جو کچھ تھا وہ باہر نکالا پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا برف والا پانی لاؤ، وہ پانی لایا۔آپ کا پیٹ دھویا گیا، پھر اس نے کہا گلاب کا پانی لاؤ، وہ لایا تو اس سے پھر آپ کا پیٹ دھویا گیا، اور بعد ازاں اسے ملا دیا گیا۔

یہ سن کر حلیمہ نے اپنے شوہر سے کہا میرا خیال ہے اسے اس کی والدہ کے پاس چھوڑ آئیں کہیں کوئی اس سے بڑا حادثہ نہ ہو جائے مجھے لگتا ہے کہ اس پر جنوں کا اثر ہے۔بچے کے باپ نے کہا بخدا اسے کوئی جنون نہیں۔اس سے بابرکت بچہ تو کبھی دیکھا نہیں گیا۔البتہ فلاں قبیلے نے حسد سے اس پر کچھ کیا ہوگا کیونکہ اس بچے کی آمد سے ہم پر برکتوں کی بارش ہوئی جو انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی۔

یہ ظہور پرنور پوری کائنات کے لیے ایک عظیم انقلاب کا آغاز تھا۔



یہ وہ جگہ ہے جہاں شق صدر ﷺ کا واقعہ پیش آیا۔

مقام طائف (جہاں آپ ﷺ کے پاؤں خون سے رنگین ہو گئے):

مکہ معظمہ سے تیس چالیس میل کے فاصلہ پر ایک شہر ہے جو بہت ہی سرسبز وشاداب ہے۔ یوں سمجھئے کہ عرب کا کشمیر ہے، اس شہر کو طائف کہتے ہیں۔ ابو طالب کی وفات کے بعد قریش کو موقع مل گیا اور آپ ﷺ کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ جب آپ کو اہل مکہ کے قبول اسلام سے مایوسی کی صورت پیدا ہونے لگی تو اسی سال یعنی ۱۰ھ نبوی میں آخر ماہ شوال (مئی جون ۶۱۹ ء) میں زید بن حارثہ کو ساتھ لیکر طائف تشریف لے گئے اور اہل طائف کو کلمہ حق کی دعوت دی۔ اور ایک ماہ تک متواتر ان کی تبلیغ وہدایت میں مصروف رہے مگر ایک شخص کو بھی قبول حق کی توفیق نہ ہوئی۔ بلکہ ظالموں نے اپنے شہر کے چند اوباش لوگوں کو سکھا دیا کہ آپ کو تکلیف پہنچائیں۔ یہ سنگدل بدنصیب اس سرور کائنات ﷺ کے درپے ہو گئے کہ شان رحمت اللعالمین مانع نہ ہوتو اس کی ایک جنبش لب میں ان کی ساری بدمستیوں کا خاتمہ ہوسکتا تھا، طائف اور طائف کے بسنے والوں کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹایا جاسکتا تھا۔

ان بدبخت لوگوں نے آپ ﷺ پر پتھر برسانے شروع کیے جن سے سرور عالم ﷺ کے قدم شریف زخمی ہو جاتے تھے۔ زید بن حارثہ جس طرف سے پتھر آتا ہوا دیکھتے اس طرف خود کھڑے ہو کر آنحضرت ﷺ کو بچاتے اور پتھر کو اپنے سر پر لیتے تھے یہاں تک کہ حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا سر زخمی ہو گیا۔ بالآخر رحمت عالم ایک ماہ بعد طائف سے اس طرح واپس ہوئے کہ آپ کے ٹخنے شریف لہولہان تھے۔ مگر زبان حرف بددعا اس وقت بھی نہ لائے۔

ہوئے خاک آلودہ پتھر سے ہائے   مگر باز اس پر بھی کافر نہ آئے

پھر اس پر بس نہیں کیا بلکہ جہاں آپ ﷺ دور کی تکلیف سے بیٹھ جاتے تھے تو وہ شریر فوراً ہاتھ پکڑ کر اٹھا دیتے تھے اور پتھر پر پتھر مارتے، گالیاں دیتے تھے، آخر کار آپ ﷺ نے ایک باغ میں جا کر پناہ لی۔ چونکہ حضور ﷺ کو اپنی امت کی فلاح و بہبود دل سے مرغوب تھی، اس لیے ایسے دکھ درد میں بھی آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل رہے تھے'' اے اللہ! یہ نادان ہیں، یہ نہیں جانتے تو ان کو ہدایت عطا فرما۔''

طائف کا سفر کرنے والے شیخ آصف نے لکھا ہے کہ

یہاں دو باغوں میں چھوٹی چھوٹی مسجدیں بنی ہوئی ہیں۔ ایک مسجد علی، دوسری مسجد الحبشی، ان دونوں مسجدوں میں سے ایک بہر حال اس جگہ بنی ہوئی ہے جہاں زخمی ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے آرام فرمایا تھا اور عتبہ وشیبہ کے نصرانی غلام سیدنا عداس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ کی خدمت میں انگور لا کر پیش کیے تھے۔ لیکن یہ مسجد کون سی ہے، اس کے متعلق قطعی بات نہیں کہہ سکتے۔ ہیکل نے اپنی کتاب میں جس مسجد عداس کا ذکر کیا ہے وہ مسجد علی ہے۔''

طائف سے نکل کر نبی کریم ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ کے باغ میں پناہ لی، انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھ کر اپنے عیسائی غلام عداس سے کہا کہ انگور کا ایک گچھا اس شخص کو دے آؤ۔ واپسی پر ابھی آپ ﷺ قرن منازل پہنچے تھے کہ جبرائیل حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ حکم دیں تو اہل طائف کو دو پہاڑوں کے درمیان کچل ڈالا جائے۔ مگر نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:'' مجھے امید ہے کہ اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ان کی پشت پر ایسی نسل پیدا کرے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔''

واپسی پر مکہ کے قریب پہنچ کر آپ ﷺ نے اخنس بن شریق، سہل بن عمرو اور مطعم بن عدی کو پناہ دینے کے لیے پیغام بھیجا، مگر صرف مطعم بن عدی نے آپ کو پناہ دی اور ہتھیار باندھ کر اپنے بیٹوں کے ساتھ اعلان کیا:'' قریش کے لوگو! میں نے محمد ﷺ کو پناہ دی ہے، اب انہیں کوئی نہ چھیڑے۔'' نبی کریم ﷺ نے حرم شریف میں آ کر حجر اسود کو چوما، دو رکعت نفل ادا کیے اور اپنے گھر تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے مطعم بن عدی کے اس حسن سلوک کو کبھی فراموش نہیں کیا۔

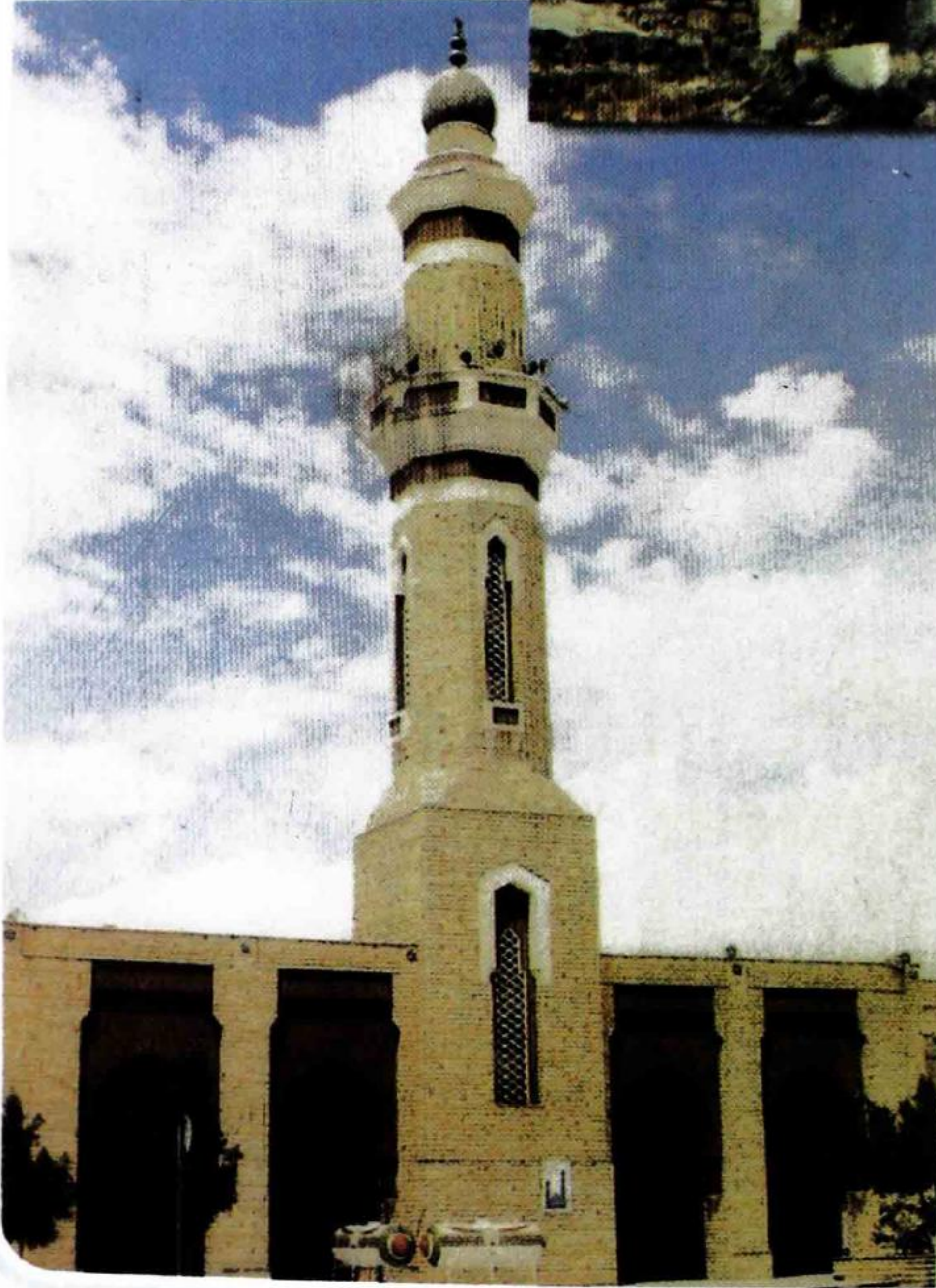


طائف کی طرف انتہائی اذیت دہ سفر



طائف کے راستے میں مسجد عداس

اس جگہ آپ ﷺ نے1400 سال پہلے طائف والوں کے ہاتھوں زخمی ہوکر آرام فرمایا تھا۔



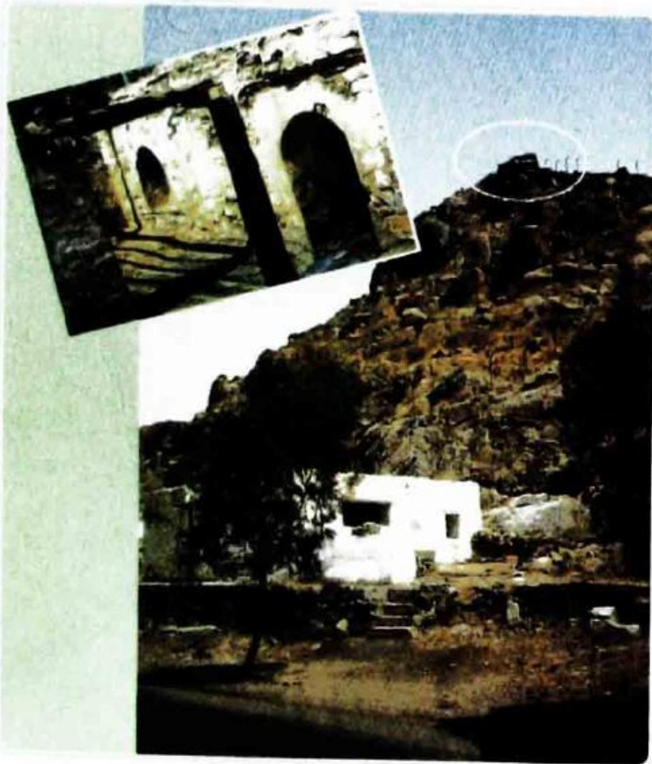
طائف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب مسجد کا مینار



یہ اس باغ کا ایک منظر جہاں محبوب خدا ﷺ نے طائف سے واپسی پر ذرا دیر کو آرام فرمایا۔ دین متین کی اشاعت و تبلیغ کیلئے آپ نے جتنی تکلیفیں برداشت کیں ان کا تقاضا ہے کہ مسلمان اس نعمت کو مضبوطی سے تھام لیں اور اسے ان انسانوں تک پہنچانے کی کوشش کریں جو اس سے محروم رہ کر جہنم کی طرف بڑھے جا رہے ہیں۔ سامنے انگور کی بیلیں اور بائیں ہاتھ میٹھے پانی کا کنواں نظر آ رہا ہے۔



طائف کا وہ باغ جہاں حضور ﷺ طائف والوں کی بدسلوکی کے بعد تھوڑی دیر ستانے کے لیے رکے تھے۔ اس باغ کے خادم حضرت عداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو انگور اور ٹھنڈا پانی پیش کیا تھا اور آپ کی باتیں سن کر آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ اس باغ میں مسجد عداس آج بھی قائم ہے۔



مسجد الرسول ﷺ پہاڑ کے دامن میں یہ مسجد اس مقام پر تعمیر کی گئی ہے جہاں روایات کے مطابق حضور ﷺ طائف والوں کی ایذا رسانی کے بعد کچھ دیر ستانے کیلئے ٹھہرے تھے۔ اللہ کے پیارے نبی ﷺ کی یہ تکالیف یاد کر کے آپ کے امتیوں کو یہ عزم کر لینا چاہیے کہ وہ گناہوں کے قریب بھی نہ پھٹکیں گے اور آئندہ ساری زندگی دین کے غلبے کی محبت سے جڑے رہیں گے۔ دوسری تصویر میں مسجد کا اندرونی منظر نظر آ رہا ہے۔ اس مقام پر درحقیقت دو مساجد ہیں ایک پہاڑ کے دامن میں اور دوسری چوٹی پر دائرے میں دوسری مسجد کی نشاندہی کی گئی ہے۔

وہ وادی جہاں سے حضور ﷺ کا گزر ہوا
(وادی محشر)

منٰی اور مزدلفہ کے درمیان وہ جگہ ہے جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابرھہ کے ہاتھیوں والے لشکر کو تباہ کیا تھا جس کا ذکر سورۂ فیل میں ہے، یہاں پر حاجیوں کیلئے مسنون یہ ہے کہ تیزی سے چلیں جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ وادی محشر سے گزرے تو آپ ﷺ نے رفتار تیز کردی۔[۲]
ابن قیمؒ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کسی ایسی جگہ سے گزرتے جہاں عذاب الٰہی نازل ہوا ہو تو تیزی کے ساتھ گزر جاتے، اسی وادی محشر میں بھی ہاتھیوں والے لشکر پر عذاب نازل ہوا تھا، ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے قبائل یہاں جمع ہوتے اور اپنے آباءواجداد کے کارنامے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے، لہٰذا ان کی مخالفت کے طور پر شریعت اسلامیہ میں یہ مستحب قرار پایا کہ یہاں سے جلدی گزر اجائے۔[۳]

حوالہ: ۱ـ:......مرآۃ الحرمین الشریفین ۱، ۳۲۸، التاریخ القویم، ۵، ۲۹۴. ۲ـ:......صحیح مسلم، کتاب الحج حدیث نمبر ۱۲۱۸.

۳ـ:......زادالمعاد ۱، ۲۷۴.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے جو وادی محشر سے گزرتے ہوئے کہا۔

الیک نعدو قلقا وضینها مخالفا دین النصاریٰ دینها

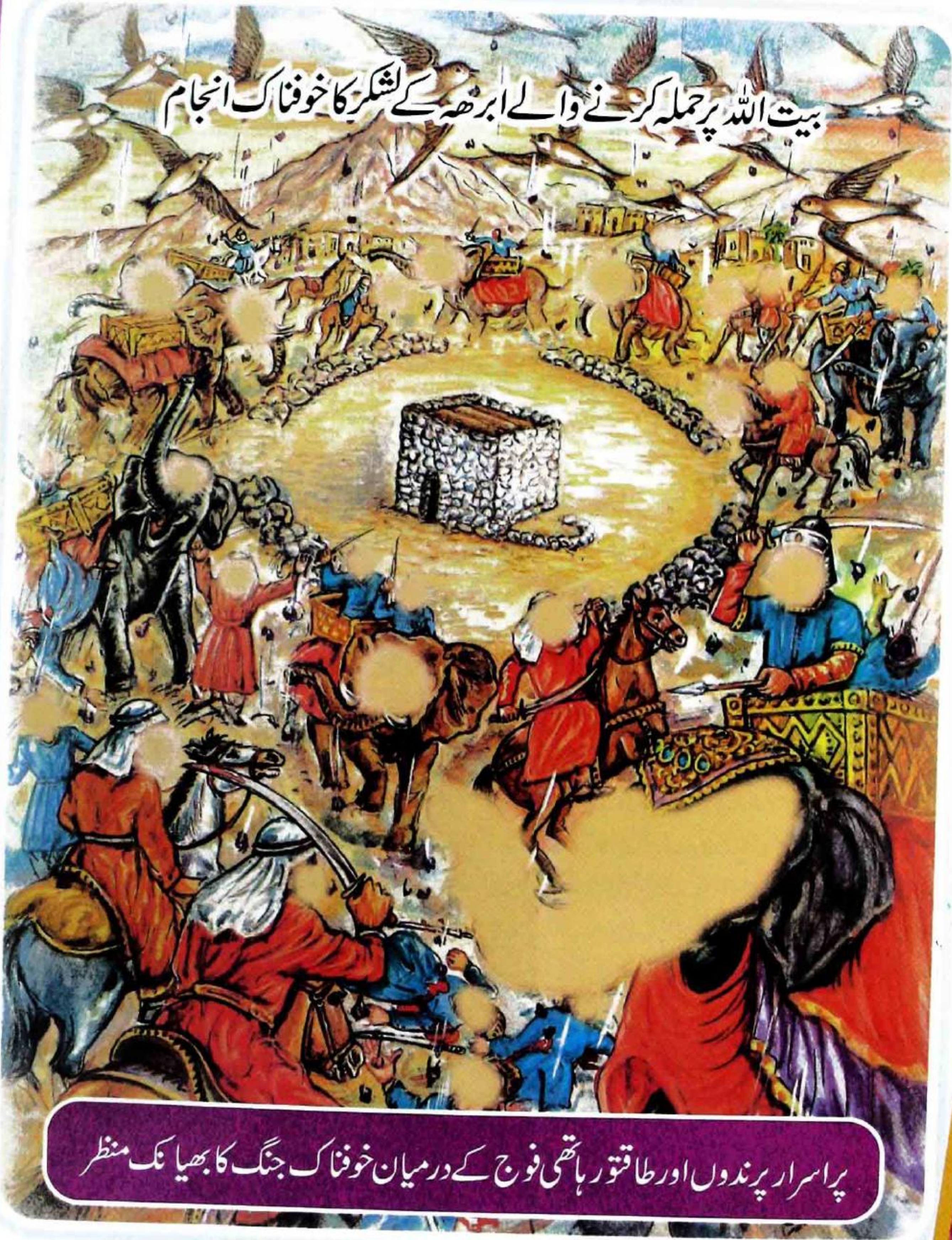
وادی محشر کی حدود کی تعیین کیلئے منٰی اور مزدلفہ کے درمیان بڑے بڑے بورڈ لگے ہیں یہ جگہ حدود حرم میں شامل ہے البتہ مشعر نہیں ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے۔

ہاتھیوں والا لشکر

شاہ حبشہ کی طرف سے ابرھہ (عیسائی) یمن کا گورنر تھا، اس نے دیکھا کہ لوگ حج کیلئے خانہ کعبہ کا رخ کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے یمن کے دارالحکومت صنعاء میں ایک گرجا بنایا تا کہ اپنے گردوپیش کے لوگوں کو حج کیلئے کعبہ مشرفہ کی بجائے اس گرجے میں آنے پر مجبور کیا جائے،
ابرھہ کو اس عمل کی سزا اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ملی اور ملے گی کہ اس نے اپنے بنائے ہوئے گھر کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھر کے مقابل لانے کی کوشش کی لیکن بنو کنانہ کے ایک عرب نے کہا کہ ابرھہ کے اس گرجے کی حیثیت بیت الخلاء سے زائد کچھ نہیں لہٰذا اس نے پائخانہ سے اس کو آلودہ کر دیا۔ ابرھہ کو معلوم ہوا تو وہ آگ بگولہ ہو گیا، اور اس نے غیظ میں آ کر ایک اور غلط فیصلہ کر لیا کہ ایک بڑا لشکر لیکر کعبہ کو منہدم کرنے کی غرض سے نکلا، اس لشکر میں بہت سے ہاتھی بھی تھے، یہ لشکر جب وادی محسر پہنچا تو ابرھہ کا بڑا ہاتھی بیٹھ گیا، اس کو کعبۃ اللہ کی طرف ہانکا جاتا تو پیچھے ہٹتا اور اگر کسی دوسری سمت موڑا جاتا تو تیزی سے دوڑتا، اسی دوران اللہ تبارک وتعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے پرندوں کا جھنڈ بھیجا جن کی چونچ میں کنکریاں تھیں یہ پرندے ان کنکریوں کو اس لشکر کے اوپر گراتے جس پر بھی کنکری آ کر گرتی اس کے ٹکڑے ہو جاتے اور وہ وہیں گر کر مر جاتا، بچے کھچے لوگ مدہوشی کے عالم میں گرتے پڑتے واپس بھاگے اور ان کے لیڈر ابرھہ کا یہ عبرتناک انجام ہوا کہ اس کا گوشت گل سڑ کر گرنے لگا، صنعاء پہنچا تو اس کی انگلیاں گر چکی تھیں اور اس کا جسم ہڈیوں کا پنجرہ تھا، وہاں اس کا سینہ پھٹا اور ہلاک ہو گیا۔
یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت سے کچھ پہلے ۵۷۱ء میں رونما ہوا، اسی کا ذکر سورۂ "فیل" میں ہے:

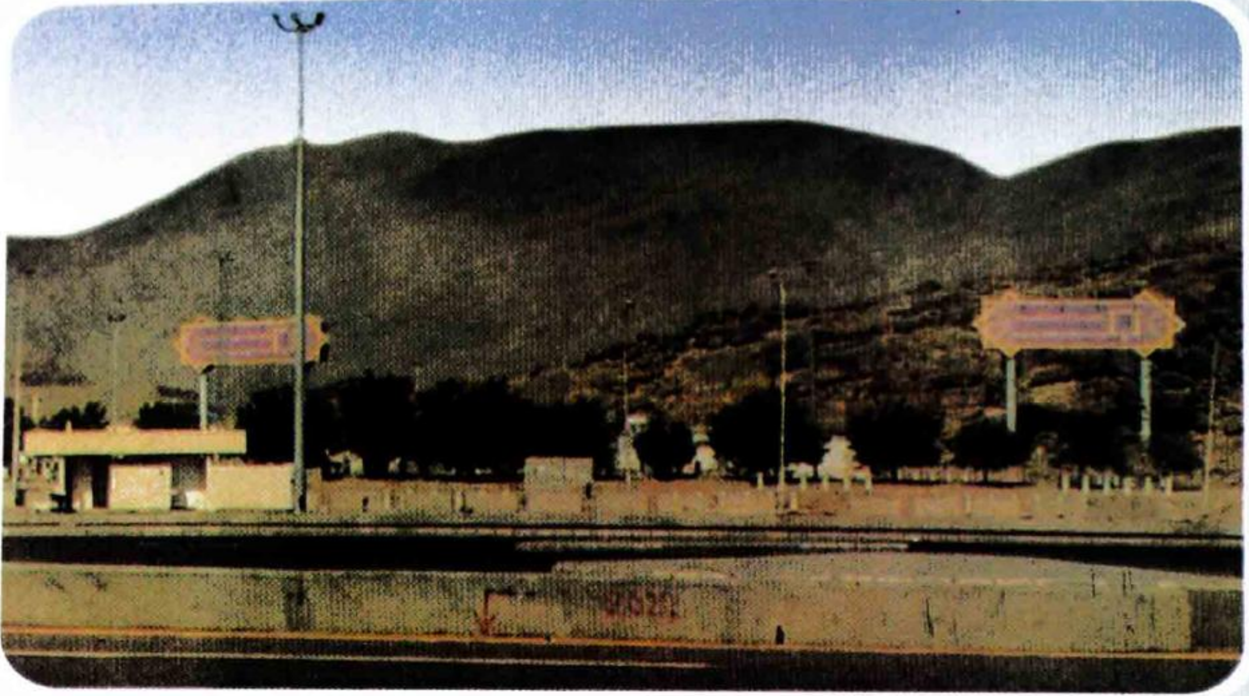
(الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل ۝ الم یجعل کیدھم فی تضلیل وارسل علیھم طیراً ابابیل ۝ ترمیھم بحجارۃ من سجیل ۝ فجعلھم کعصف ماکول ۝)

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا، کیا اس نے اصحاب فیل کی تمام چالیں بے کار اور ضائع نہیں کر دیں اور ان پر غول کے غول پرندے بھیجے جو ان ہاتھی والوں پر کنکریاں پھینکتے تھے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھس)۔

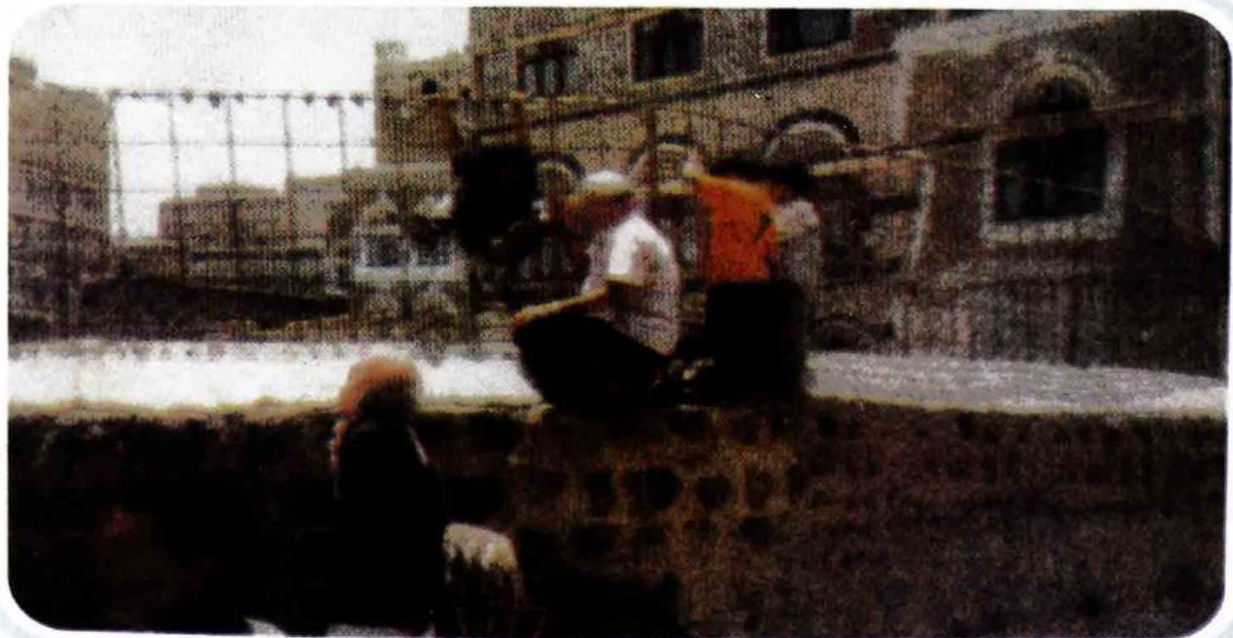


پراسرار پرندوں اور طاقتور ہاتھی فوج کے درمیان خوفناک جنگ کا بھیانک منظر

بیت اللہ پر حملہ کرنے والے ابرھہ کے لشکر کا خوفناک انجام



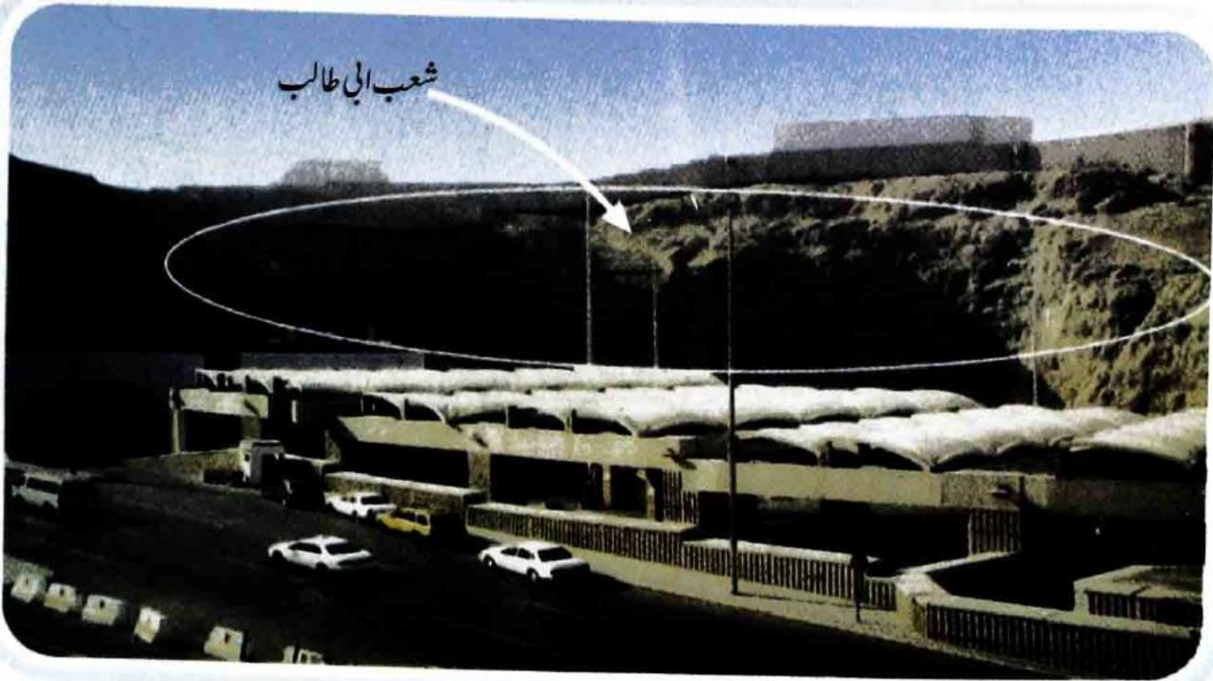
پراسرار پرندوں اور طاقتور ہاتھی فوج کے درمیان خوفناک جنگ کا بھیانک منظر



یمن کے شہر صنعاء میں سفید چبوترہ کا مقام ہے جہاں ابرہہ اشرم نے خانہ کعبہ کے جواب میں ایک عظیم الشان کلیسا تعمیر کروایا تھا تا کہ اس جیسی عظمت اسے حاصل ہو جب یہ مقصد پورا نہ ہوا تو ہاتھیوں کی فوج لے کر بیت اللہ کو منہدم کرنے مکہ آیا تھا۔ تصویر بشکریہ شاہ مصباح الدین شکیل۔



شعب ابی طالب نامی وہ کھائی جہاں کفار مکہ نے نبی کریم ﷺ کو تبلیغ کی محنت کرنے پر 3 سال قید رکھا تھا۔



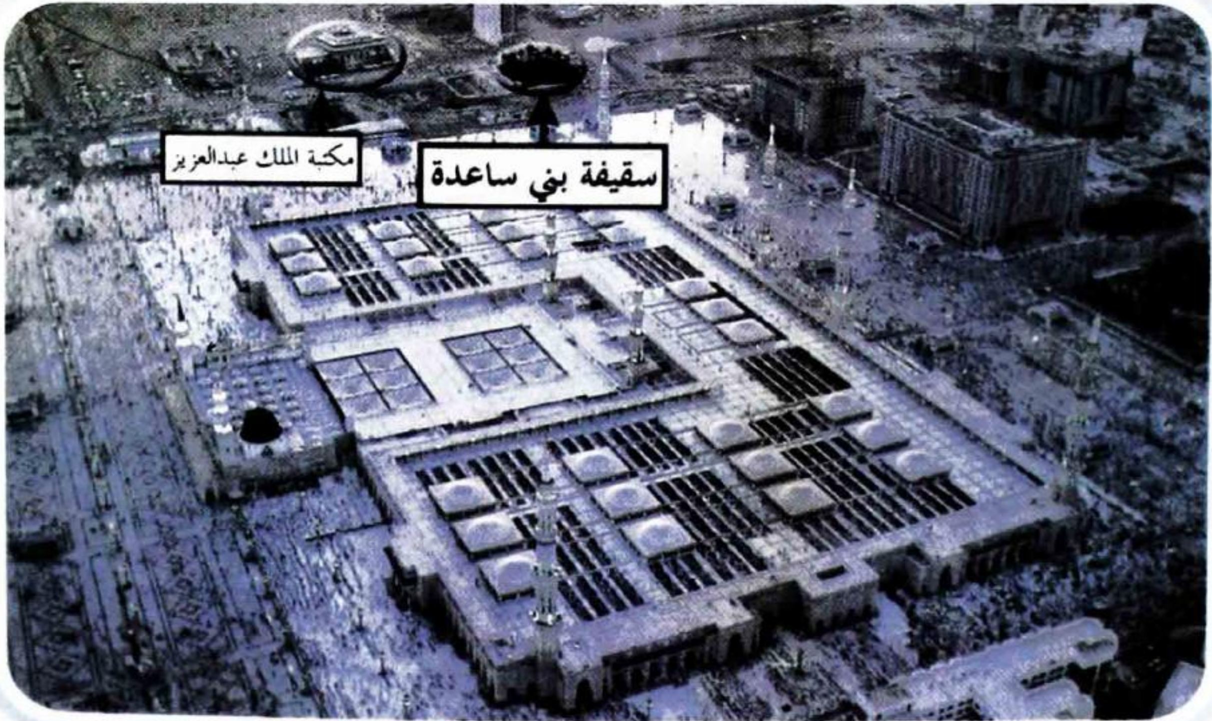
سقیفہ بنی ساعدی (جہاں حضور ﷺ کے قدم مبارک لگے)

مدینۃ الرسول ﷺ کے اہم مقامات میں سے یہ بھی ایک مقام ہے۔اسلامی تاریخ کا اہم واقعہ اس سے وابستہ ہے۔حضور ﷺ اس میں تشریف لائے ہیں یہ جگہ بنوساعدہ کی ملکیت تھی۔بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ جگہ اندرون مدینہ منورہ بنی حسین کے محلات کے جنوب میں واقع ہے۔ بعض اسے بیر بضاعۃ کے قریب بتاتے ہیں۔مشہور مؤرخ مطری نے اسے ہی ترجیح دی ہے۔(آثار المدینہ صفحہ ۸۰) شامی دروازہ کے باہر مشہور شاہراہ الحیمی پر واقع ہے۔(آثار المدینہ صفحہ ۸۰) پاکستانی شفاخانہ اور سفارتخانہ یہیں واقع ہیں۔اس جگہ پر اب باغیچہ ہے۔

حضور ﷺ کے وصال کے بعد یہ خبر ملی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوگئے ہیں۔اور حضور سید عالم ﷺ کی جانشینی کا مسئلہ درپیش ہے۔ مہاجرین نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ بھی وہاں تشریف لے جائیں چنانچہ آپ مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ سقیفہ میں تشریف لے گئے۔

مہاجرین وانصار کے اس نمائندہ اجتماع نے بالاتفاق سیدنا صدیق اکبر کو خلیفہ وجانشین تسلیم کرلیا کہ مہاجرین وانصار کے اس اجتماع کو اچھی طرح علم تھا کہ حضور علیہ السلام نے مرض الوفات میں صدیق اکبر کو امام مقرر فرمایا تھا۔

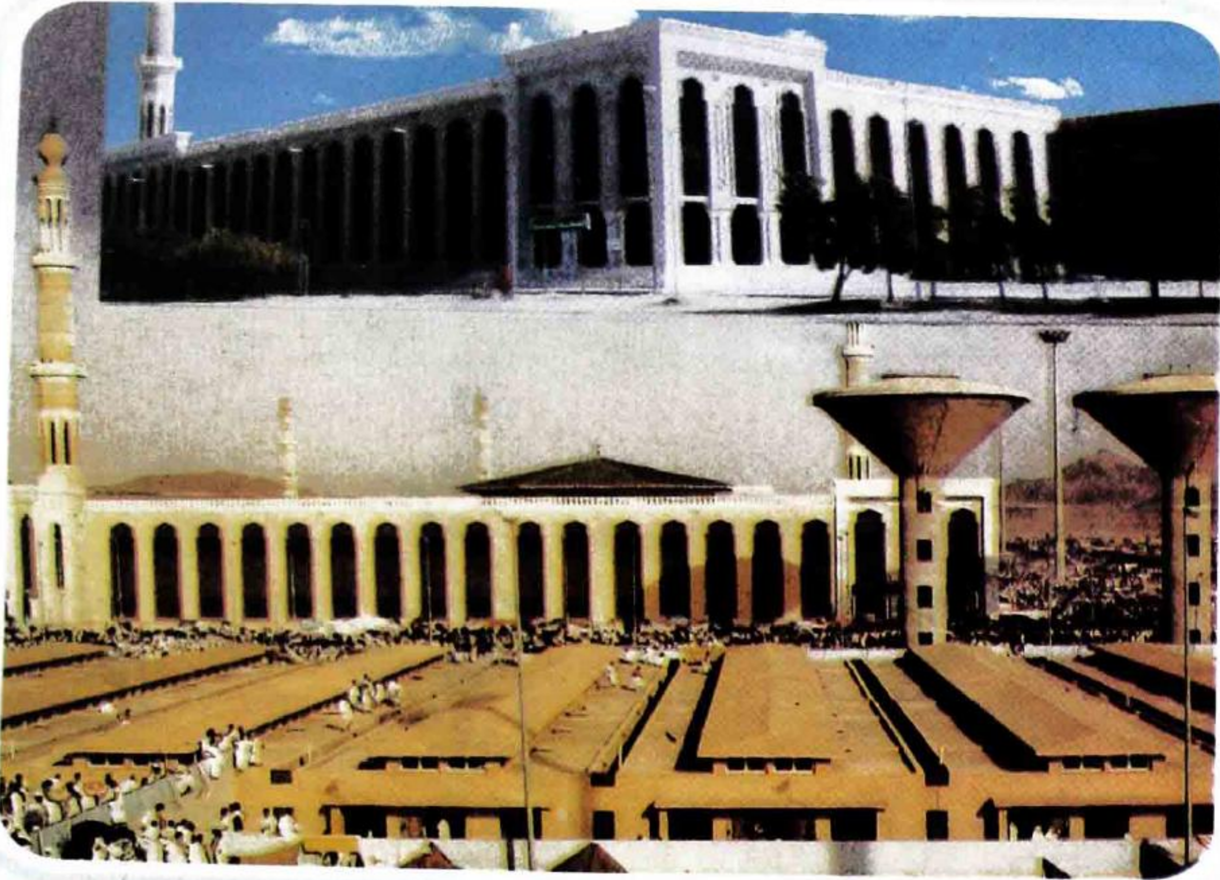
یہ واقعہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔اس حدیث کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زمعہ، سیدنا علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے الگ الگ بیان کیا ہے۔امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں اسے واضح کیا ہے۔ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت پر فرمایا کہ وہ رقیق القلب ہیں، حضور سید عالم ﷺ کے مصلی پر محبت کے باعث نماز نہ پڑھا سکیں گے مگر حضور سید عالم ﷺ نے بار بار فرمایا "ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دو" وہ نماز پڑھائیں۔



سقیفہ بنوساعدہ کا محل وقوع

میدان عرفات میں مسجد نمرہ اور حجاج کرام

نبی کریم ﷺ نے ۹ھ بمطابق 7 مارچ 632ء کو حجۃ الوداع کے موقع پر مسجد نمرہ کی جگہ پر خیمے میں آرام فرمایا تھا۔



آپ ﷺ نے حج کے موقع پر ظہر اور عصر کی نمازیں اس مسجد میں پڑھی تھیں آپ ﷺ کے زمانہ میں یہاں میدان تھا بعد میں مسجد بنادی گئی۔

مسجد نمرہ: وہ مبارک جگہ جہاں آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور خطبہ دیا

یہ مسجد میدان عرفات میں واقع ہے، مسجد کی مغربی سمت میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کا نام نمرہ ہے۔ اسی مناسبت سے اس مسجد کو بھی مسجد نمرہ کہا جاتا ہے۔ عرفہ کے دن حضور اکرم ﷺ نے یہیں پر ایک خیمہ میں قیام فرمایا تھا، زوال کے بعد آپ ﷺ نے قریب ہی وادی عرنہ میں خطبہ دیا اور نماز کی امامت فرمائی۔ پھر جبل رحمت کے قریب چٹانوں کے پاس تشریف لائے، یہاں سورج غروب ہونے تک قبلہ رو ہو کر دعائیں کیں، غروب آفتاب کے بعد آپ وہاں سے مزدلفہ کیلئے روانہ ہوئے۔

جس جگہ کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور نماز ادا فرمائی وہاں دوسری صدی ہجری میں یہ مسجد بنادی گئی۔ واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ نے وادی عرنہ میں حج کا خطبہ دیا تھا، یہ وادی عرفات سے باہر ہے۔ نتیجتاً اس جگہ جو مسجد نمرہ بنی وہ بھی عرفات سے باہر تھی، بعد میں اس مسجد کی توسیع ہوتی رہی، یہی وجہ ہے کہ مسجد نمرہ دو حصوں میں منقسم ہے، اگلا حصہ عرفات سے باہر ہے اور یہ مسجد کا قدیمی حصہ ہے اور پچھا حصہ عرفات کے اندر ہے اور یہ بعد کی توسیعات ہیں۔

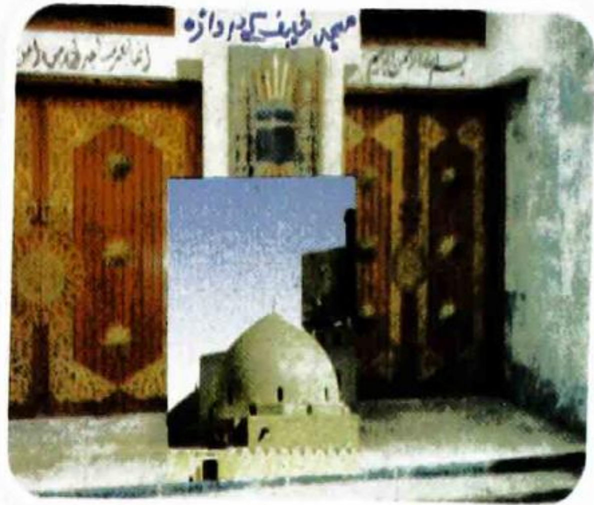
مسجد خیف (۷۵ انبیاء کے نماز پڑھنے کی جگہ)

یہ مسجد مقدس میدان منیٰ کی عظیم مسجد ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر میرا قیام مکہ معظّمہ میں ہوتو میں ہفتہ کے دن مسجد خیف کی زیارت کو جاتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مسجد خیف شریف میں ۷۵ انبیاء علیہم السلام کا قیام ہوا ہے اور انہوں نے نماز پڑھی۔

اس مسجد کے جنوبی سمت میں ''جبل صفائح'' کے دامن میں ایک چھوٹا سا غار ہے۔ آپ ﷺ نے اس پہاڑ کے سائے میں آرام فرمایا تھا۔ آپ ﷺ اس غار میں تشریف لے گئے تو پارہ ۲۹ کی سورۂ مرسلات نازل ہوئی تھی اس لیے اس غار کو ''غار مرسلات'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے مسجد خیف اور غار مرسلات بابرکت سمجھے جاتے ہیں۔ اور بکثرت حجاج اس مقام کی زیارت کو جاتے ہیں۔

''خیف'' کہتے ہیں پہاڑ کے دامن یا حصہ کو، یہ مسجد پہاڑ کے دامن میں ہے، اس لیے اس کو مسجد خیف کہتے ہیں منیٰ کی سب سے بڑی مسجد ہے، اس میں ستر انبیاء کرام نے نماز پڑھی ہے۔ ان میں ایک موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں، اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس میں ستر انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں، بعض روایتوں کے مطابق ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام بھی یہیں مدفون ہیں۔

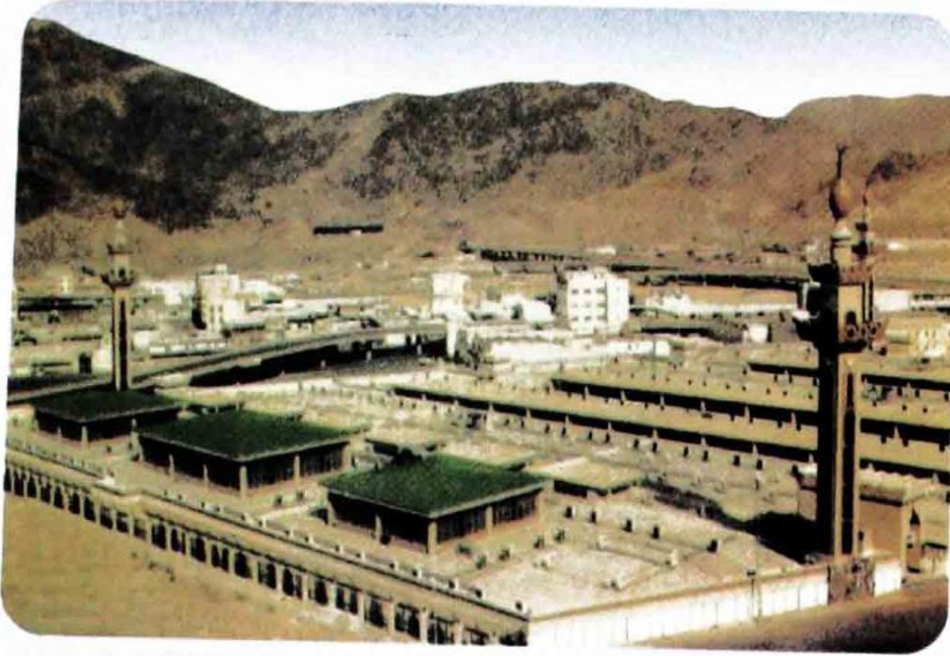
اس کے صحن میں پہلے ایک گنبد تھا، جہاں حضور ﷺ نے اپنا خیمہ لگایا تھا اور نماز بھی پڑھی تھی۔ اب سعودی حکومت نے پرانی مسجد توڑ کر نئی اور بڑی شاندار ایئر کنڈیشنڈ مسجد بنادی ہے، اس لیے اب گنبد بھی ختم ہو گیا ہے۔



مسجد خیف کا دروازہ



منیٰ کی مسجد خیف اور صحن میں وہ مقام جہاں رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں پانچ نمازیں ادا فرمائیں؟؟



منیٰ میں مسجد خیف

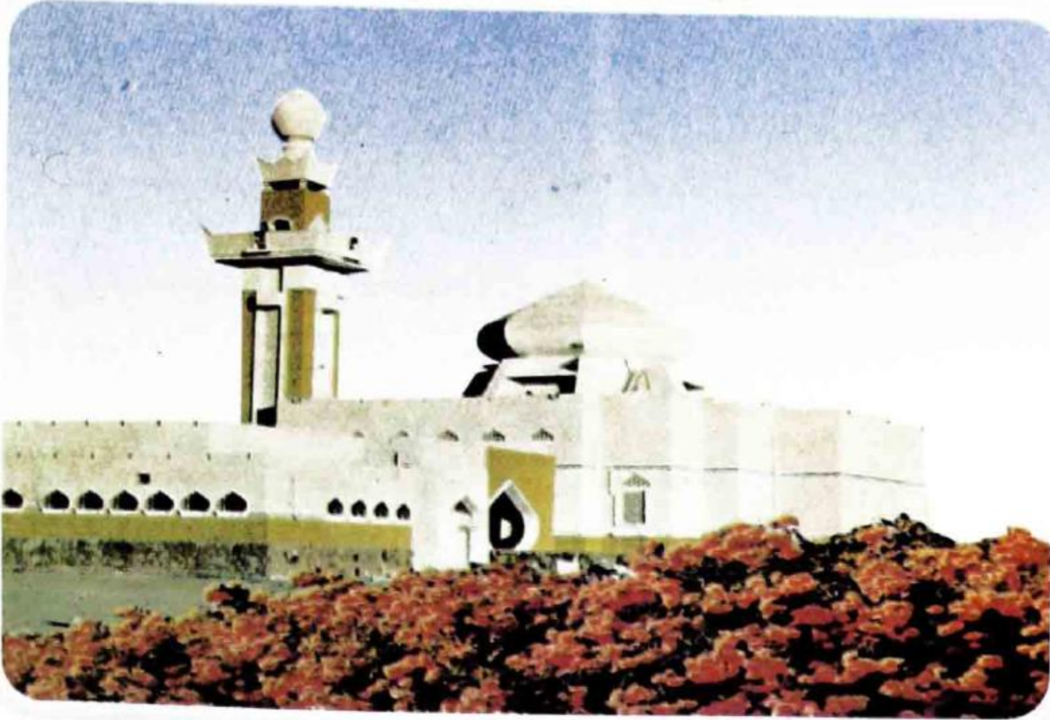
۱۔ یہ وہ مبارک جگہ جہاں آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور خیمہ میں آرام کیا۔

۲۔ اس جگہ 75 انبیاء مدفون ہیں۔

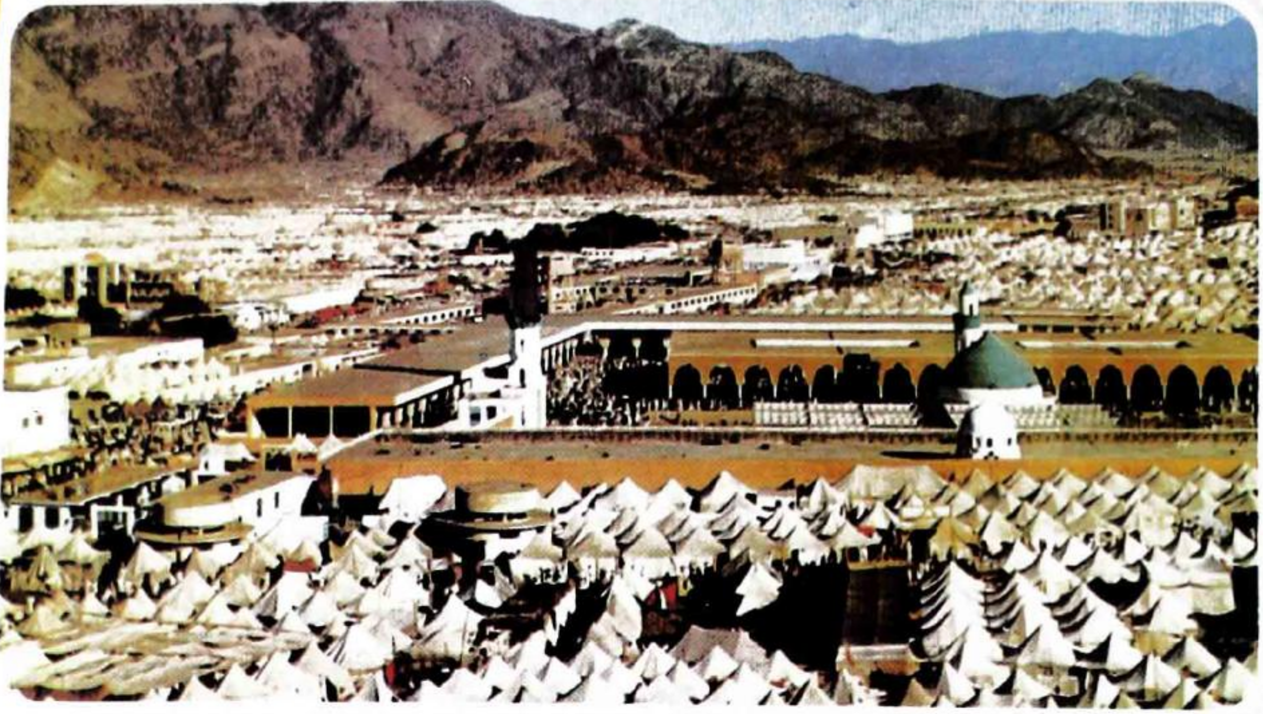
۳۔ جدید توسیع کے بعد اس میں 25000 افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔

۴۔ اس کی توسیع کا خرچہ 90 کروڑ ریال ہے۔

منیٰ میں واقع مسجد خیف جہاں لاکھوں حجاج کرام پانچ نمازیں ۸ ذی الحجہ کی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹ ذی الحجہ کی فجر ادا کرتے ہے اپنے پروردگار کے حضور جبین نیاز ٹیک کر گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور قرب الٰہی حاصل کرتے ہیں۔ یہیں سیدنا ابراہیم ؑ اپنے جلیل القدر فرزند سیدنا اسماعیل ؑ کو لیکر حاضر ہوئے اور حکم الٰہی کے مطابق انہیں قربان کے لیے پیش کیا۔ اس موقع پر شیطان لعین نے جو ازل سے انسان کا دشمن ہے، سیدنا ابراہیم ؑ کو حکم الٰہی سے سرتابی کے لیے ورغلایا اور لیکن وہ ثابت قدم رہے، اللہ تعالیٰ کو یہ عمل اتنا پسند آیا کہ سیدنا اسماعیل ؑ کے بدلے میں ایک مینڈھا بھی دیا اور مسلمانوں کو قربانی کا حکم دے کر قیامت تک کے لیے اس سنت ابراہیم کو جاری فرمادیا۔



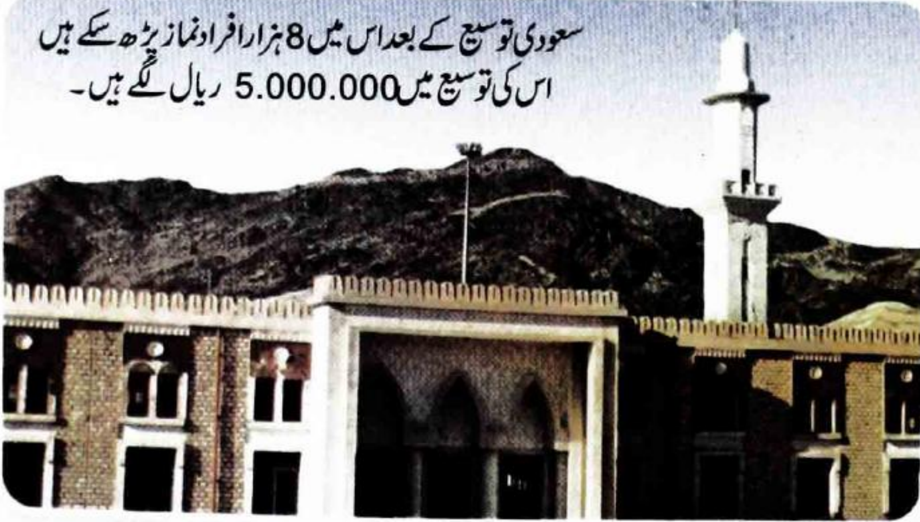
منیٰ میں واقع مسجد خیف جہاں لاکھوں حجاج کرام پانچ نمازیں ۸ ذی الحجہ کی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹ ذی الحجہ کی فجر ادا کرتے ہے اپنے پروردگار کے حضور جبین نیاز ٹیک کر گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور قرب الٰہی حاصل کرتے ہیں۔ یہیں سیدنا ابراہیم ؑ اپنے جلیل القدر فرزند سیدنا اسماعیل ؑ کو لیکر حاضر ہوئے اور حکم الٰہی کے مطابق انہیں قربان کے لیے پیش کیا۔ اس موقع پر شیطان لعین نے جو ازل سے انسان کا دشمن ہے، سیدنا ابراہیم ؑ کو حکم الٰہی سے سرتابی کے لیے ورغلایا اور لیکن وہ ثابت قدم رہے، اللہ تعالیٰ کو یہ عمل اتنا پسند آیا کہ سیدنا اسماعیل ؑ کے بدلے میں ایک مینڈھا بھی دیا اور مسلمانوں کو قربانی کا حکم دے کر قیامت تک کے لیے اس سنت ابراہیم کو جاری فرمادیا۔



حضور ﷺ نے یہاں عید کی نماز پڑھی

منیٰ میں ایک مسجد ہے۔اس مسجد کو "مسجد نحر" بھی کہتے ہیں ("نحر اونٹ کو ذبح کرنے سے پہلے برچھے سے اس کے دل میں سوراخ کرنے کو کہتے ہیں) نبی کریم ﷺ نے اس جگہ عید کی نماز پڑھی اور قربانی کے جانور ذبح کیے یہ پہلے شیطان اور درمیان شیطان کے درمیان عرفات کیلئے جانے والی سڑک کے دائیں طرف واقع ہے۔

سعودی توسیع کے بعد اس میں 8 ہزار افراد نماز پڑھ سکتے ہیں اس کی توسیع میں 5.000.000 ریال لگے ہیں۔



وہ جگہ جہاں آپ ﷺ نے ساری رات عبادت میں گزاری

اس مسجد کو مسجد "مشعر الحرام" بھی کہتے ہیں یہ مزدلفہ میں ہے۔ نبی کریم ﷺ آخری حج کے موقع پر اس جگہ جہاں اب یہاں مسجد مشعر الحرام ہے حضور حج کے موقع پر مزدلفہ میں پوری رات ذکر وفکر اور عبادت میں مصروف رہے کیونکہ مزدلفہ کی رات بڑی عظمت اور فضیلت والی رات ہوتی ہے اور پھر وہ مقام جو نبی کریم ﷺ سے مناسبت بھی رکھتا ہو، عبادت کا مزہ دوچند ہو جاتا ہے۔

باب نمبر

حضور ﷺ کی مکہ سے مدینہ ہجرت

حضور ﷺ کی محنت سے مدینہ کے کچھ لوگ مسلمان ہوگئے چنانچہ مدینہ میں مسلمانوں کوامن کی جگہ مل گئی، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے مسلمانوں کو اجازت دی کہ وہ اپنا دیس چھوڑ کر شہر یثرب کو چلے جائیں۔ مسلمانوں نے آہستہ آہستہ اب یثرب کو ہجرت کرنی شروع کی۔ آخر میں خود رسول اللہ ﷺ نے بھی مکہ چھوڑ کر ہجرت کرنی چاہی۔ قریش کے لوگوں کو بھی اس کی خبر مل چکی تھی، انہوں نے آپس میں مل کر یہ طے کیا کہ رات کو ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی جمع ہو اور سب مل کر ایک ساتھ محمد ﷺ کو سوتے ہوئے قتل کردیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے اس مشورے کی خبر دی۔

والہ:

دلائل النبوة للبیهقی: ۲/۴۶۸، السیرة النبویة لابن هشام: ۲/۴۸۰. ۴۸۲، المصنف لعبد الرزاق: ۵/۳۹۰، حدیث: ۹۷۴۳، تاریخ الطبری: ۲/۹۸، ۹۹، البدایة والنهایة: ۳/۱۷۳، ۱۷۴.

جب کفار مکہ نے دار الندوہ کے اجلاس میں حضور ﷺ کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کا حکم دیا چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے چچازاد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر تاکید کی کہ " میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر لیٹ جاؤ اور صبح لوگوں کی امانتیں واپس کرکے یثرب چلے آنا۔" پھر اسی رات آپ ﷺ دروازے پر کفار کے مقرر کردہ قاتلوں کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہوئے اپنے گھر سے نکلے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں پہنچے اور انہیں ساتھ لے کر شہر سے جنوب کو ہولئے۔



یہ وہ جگہ ہے جہاں سرداران قریش نے جمع ہو کر حضور ﷺ کے خلاف قتل کی سازش کی تھی۔

حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غار ثور کی طرف سفر

رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہجرت کا مشورہ پہلے ہی ہو چکا تھا۔ دونوں اپنے گھروں سے نکل کر مکہ کے پاس ہی ثور نامی ایک پہاڑ کے غار میں جا کر چھپ گئے۔ صبح کو کافروں نے آپ ﷺ کی کھوج شروع کی اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس غار کے منہ تک آ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ گھبرا کر بولے، اے اللہ کے رسول ﷺ! دشمن اتنے قریب آ گئے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کی طرف دیکھے تو وہ ہم کو دیکھ لے گا، لیکن رسول اللہ ﷺ کے اطمینان کا وہی حال تھا۔ فرما:

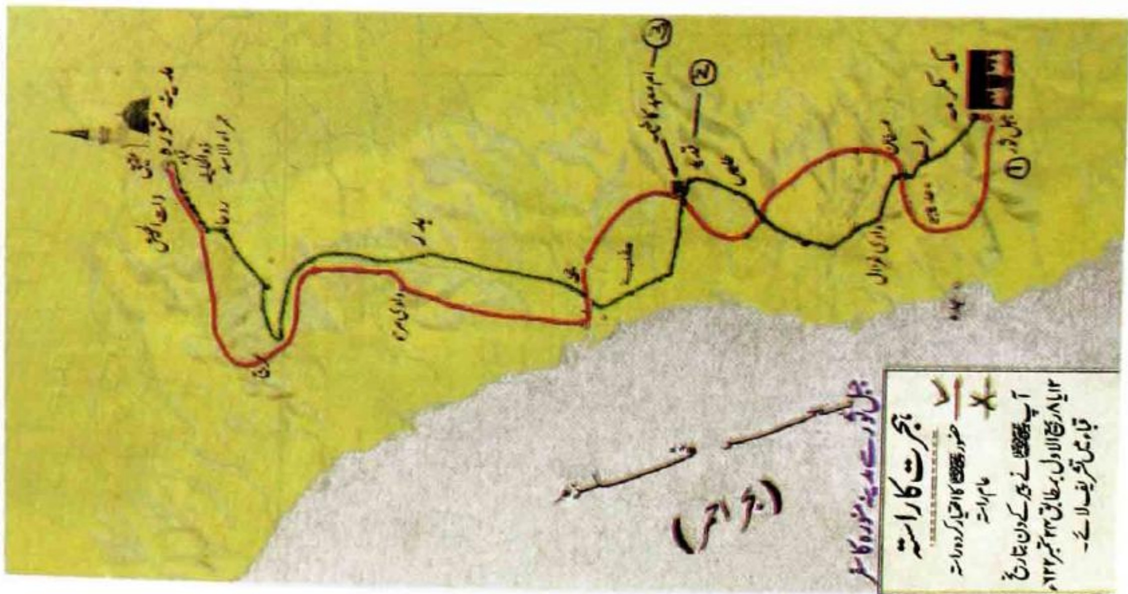
(ما ظنک یا ابا بکر باثنین، اللہ ثالثھما؟)

''اے ابوبکر! ان دو کے متعلق تیرا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو؟''

رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین دن تک اس غار میں رہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبداللہ رات کو آ کر مکے والوں کے حالات اور مشوروں کی خبر دیا کرتے تھے۔ کچھ رات گئے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام چپکے سے یہاں بکریاں لے آتا۔ آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا دودھ پی لیتے۔[۲]

حوالہ:

۲۔:...... صحیح البخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، حدیث: ۳۶۵۳، وصحیح مسلم، حدیث: ۲۳۸۱.

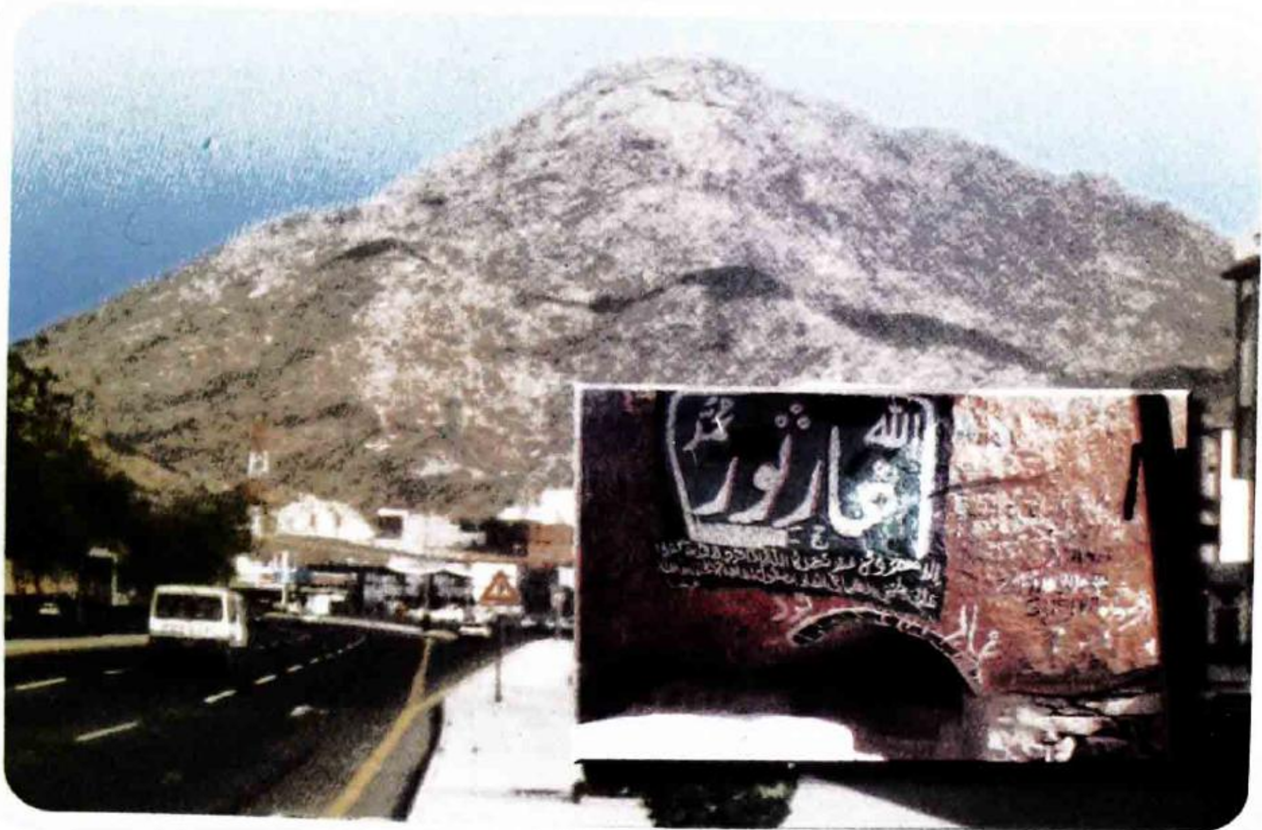


سراقہ کی حضور ﷺ سے ملاقات

چوتھے دن رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار سے نکلے۔ایک رات دن برابر یوں ہی چلتے رہے۔دوسرے دن دوپہر کو ایک چٹان کے نیچے سائے میں دم لیا۔ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ابوبکرؓ اس سے دودھ لے کر آپ کے پاس آئے۔آپ ﷺ نے پی لیا اور پھر آگے بڑھے[1] قریش نے اعلان کیا تھا کہ جو محمد ﷺ یا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو سو اونٹ انعام میں دیے جائیں گے۔سراقہ بن جعشم نے جو مکے کا ایک خوبصورت سپاہی تھا، یہ سنا تو انعام کے لالچ میں ہتھیار سجا کر گھوڑے پر سوار نکلا اور ٹھیک اس وقت اس چٹان کے پاس پہنچا، جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہو رہے تھے۔اس نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا اور چاہا کہ گھوڑا دوڑا کر نزدیک پہنچ جائے لیکن گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا۔ ترکش سے تیر نکال کر عرب کے دستور کے مطابق فال نکالی۔جواب ''نہیں'' ہی آیا مگر وہ نہ مانا۔دوبارہ گھوڑا دوڑایا۔اب گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔تب وہ ڈرا اور سمجھا کہ یہ ماجرا کچھ اور ہے۔رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! امن بخشا جائے۔رسول اللہ ﷺ نے اس کی درخواست قبول فرمائی[2]

۱ ۔: صحيح البخاری، المناقب، باب كلامات النبوة فی الاسلام، حديث: ۳۶۱۵، وصحيح مسلم، الزهد، باب فی حديث الهجرة......

۲ ۔: صحيح البخاری، ...... حديث: ۳۹۰۶.



ہجرت مدینہ کے موقع پر حضور ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غار میں 3 دن قیام فرمایا تھا۔

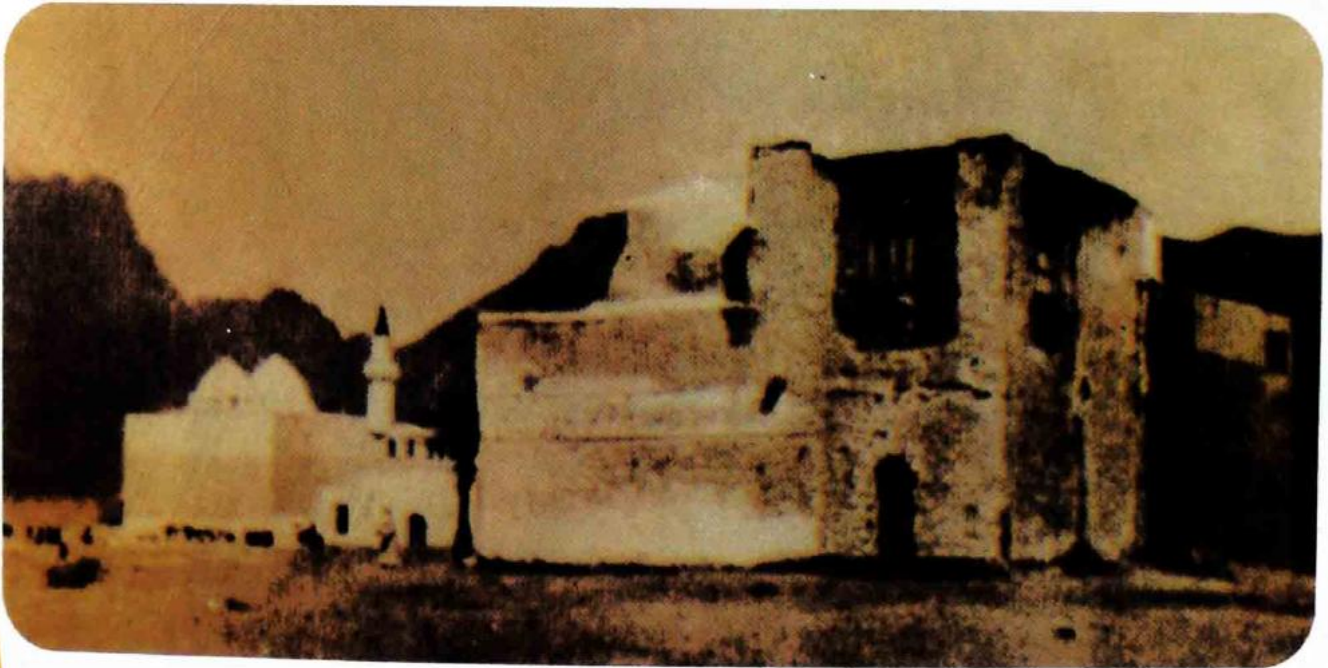
غار ثور سے قبا میں حضور ﷺ کی آمد

یکم ربیع الاول کو غار ثور سے روانہ ہو کر یہ مقدس قافلہ مسلسل آٹھ دن مصروف سفر رہا۔ پھر پیر ۸ ربیع الاول (20 ستمبر 622ء) کو بالآخر صحیح وسالم قبا پہنچ گیا)۔

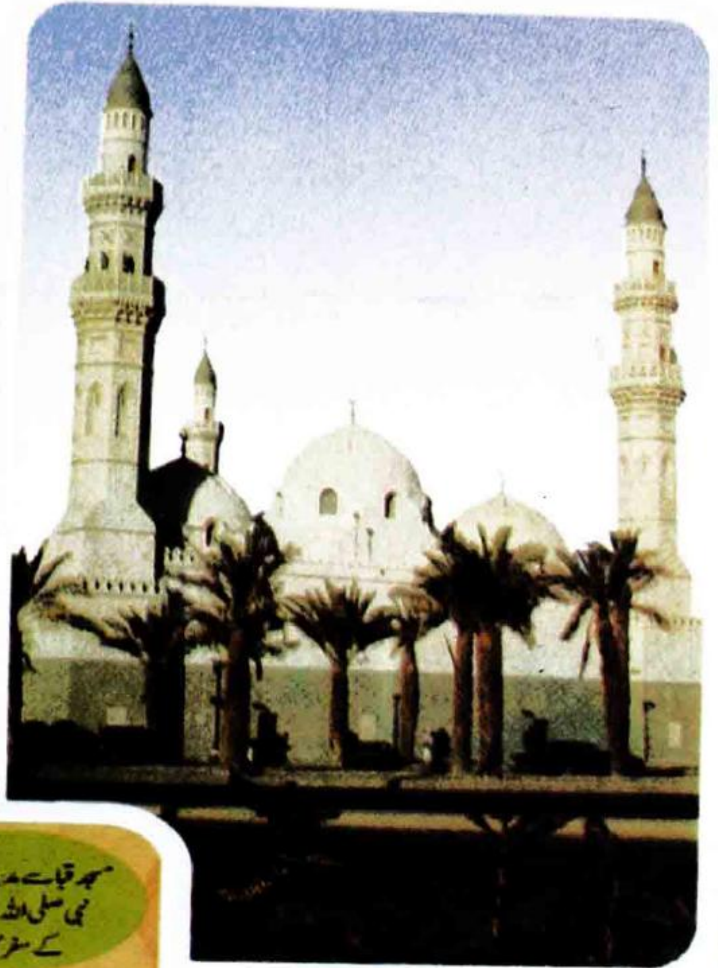
مدینہ سے 3 میل باہر ایک چھوٹی سی آبادی تھی جس کو قباء کہتے ہیں۔ (معجم البلدان للحموی: ۴/۳۰۱)

حضور ﷺ کی آمد کی اہل قبا کو پہلے ہی خبر ہو چکی تھی کہ آنحضرت ﷺ مکہ سے رخصت ہو چکے ہیں اور کسی روز مدینہ جاتے ہوئے قبا سے گزریں گے۔ چنانچہ وہ لوگ ہر روز شدت انتظار سے گھروں سے نکل آتے اور آپ ﷺ کی راہ تکنے لگتے۔ جب دھوپ تیز اور سائے ختم ہو جاتے تو مایوس ہو کر لوٹ جاتے۔ آخر مسرتوں کی وہ مبارک گھڑی آ پہنچی اور آنحضرت ﷺ سرزمین قبا میں داخل ہوئے۔ پہلا شخص جس نے آپ کو قبا میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا ایک یہودی تھا، وہ چلا اٹھا اے بنی قیلہ! وہ ذی شان ہستی آ گئی ہے، جس کا تم انتظار کر رہے تھے۔





مدینہ میں مسجد قباء کے برابر میں موجود سعید بن حیثمہ (قدیم تصویر) کا مکان جہاں حضور ﷺ نے قیام فرمایا اب یہ مکان مسجد قباء کی تعمیر میں شامل ہو گیا ہے۔





اسلام کی پہلی مسجد، مسجد قُباء وہ مسجد ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن میں فرمایا ہے۔ اللہ کے حبیب نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے باوضو ہو کر مسجد قبا میں پڑھے گا اسے عمرہ کا ثواب ملے گا اس مسجد میں جدید تعمیر کے بعد ۲۰ ہزار نمازیوں کی گنجائش ہوگئی ہے۔







مسجد قبا سے مدینہ منورہ تک نبی ﷺ کے سفر کا نقشہ

قباء میں مسجد قباء کی تعمیر

قبا میں تشریف لاتے ہی پہلا کام جو آپ ﷺ نے کیا وہ مسجد کی تعمیر تھا۔ یہ تاریخی مسجد حضرت کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس زمین پر تعمیر ہوئی جہاں کھجوریں سکھانے کا کام ہوتا تھا۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔ اسی مسجد کے بارے میں قرآن مجید کی سورہ توبہ میں اشارہ ہے: ''وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن ہی دن پر ہیزگاری پر رکھی گئی۔''

اس تاریخی مسجد کی تعمیر میں آنحضرت ﷺ نے بھی باقی لوگوں کے ساتھ مل کر مزدوروں کی طرح کام کیا۔ مزدوروں کی جماعت میں حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی شامل تھے، وہ اچھے خاصے شاعر تھے، تھکن کا اثر زائل کرنے کے لیے وہ کام کے ساتھ ساتھ سے یہ شعر خوش الحانی سے پڑھتے جاتے تھے۔

افلح من یعالج المساجد	وہ شخص کامیاب ہے جو مسجدیں تعمیر کرتا ہے۔
ویقرا القرآن قائما وقاعدا	اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے۔
ولا یبیت اللیل عنه راقدا	اور رات کو جاگتا رہتا ہے

قبا میں چند روز قیام فرما کر جمعہ کے روز مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا اور ناقہ پر سوار ہوئے۔ راستہ میں محلّہ بنی سالم پڑتا تھا وہاں پہنچ کر جمعہ کو وقت آ گیا وہیں جمعہ کی نماز ادا فرمائی، یہ اسلام میں آپ ﷺ کا پہلا خطبہ اور پہلی نماز جمعہ تھی۔

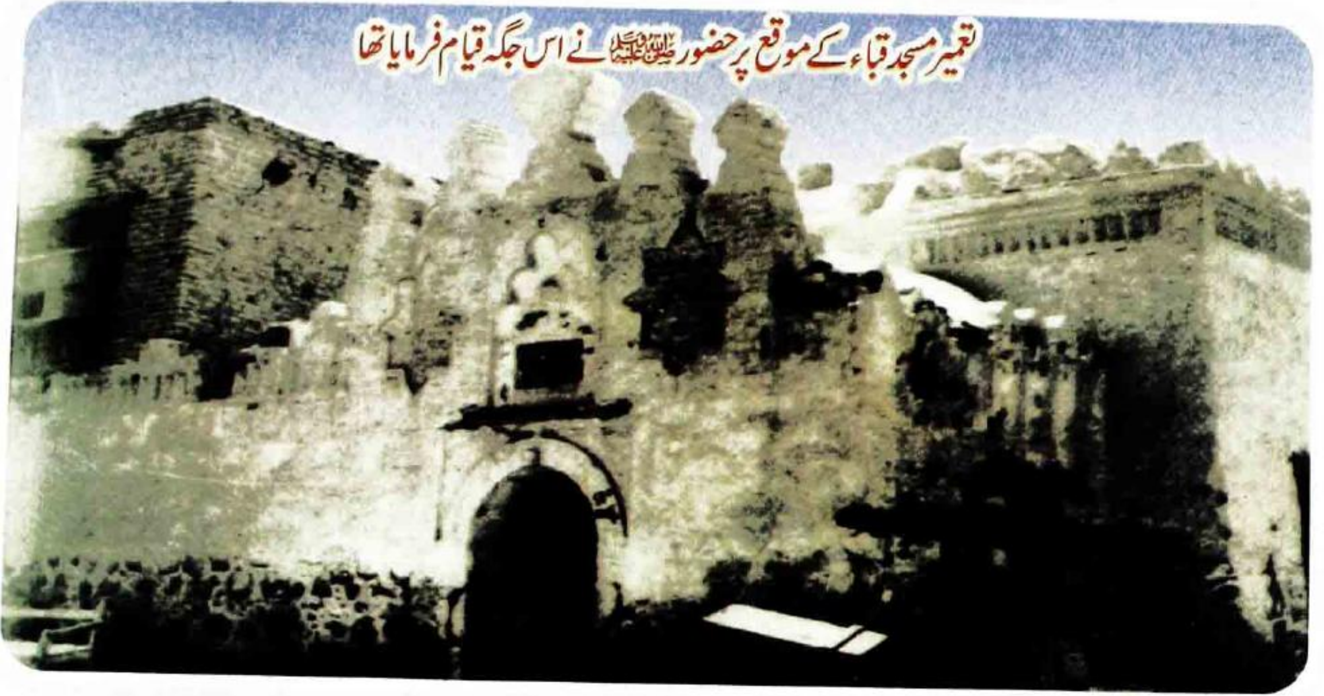




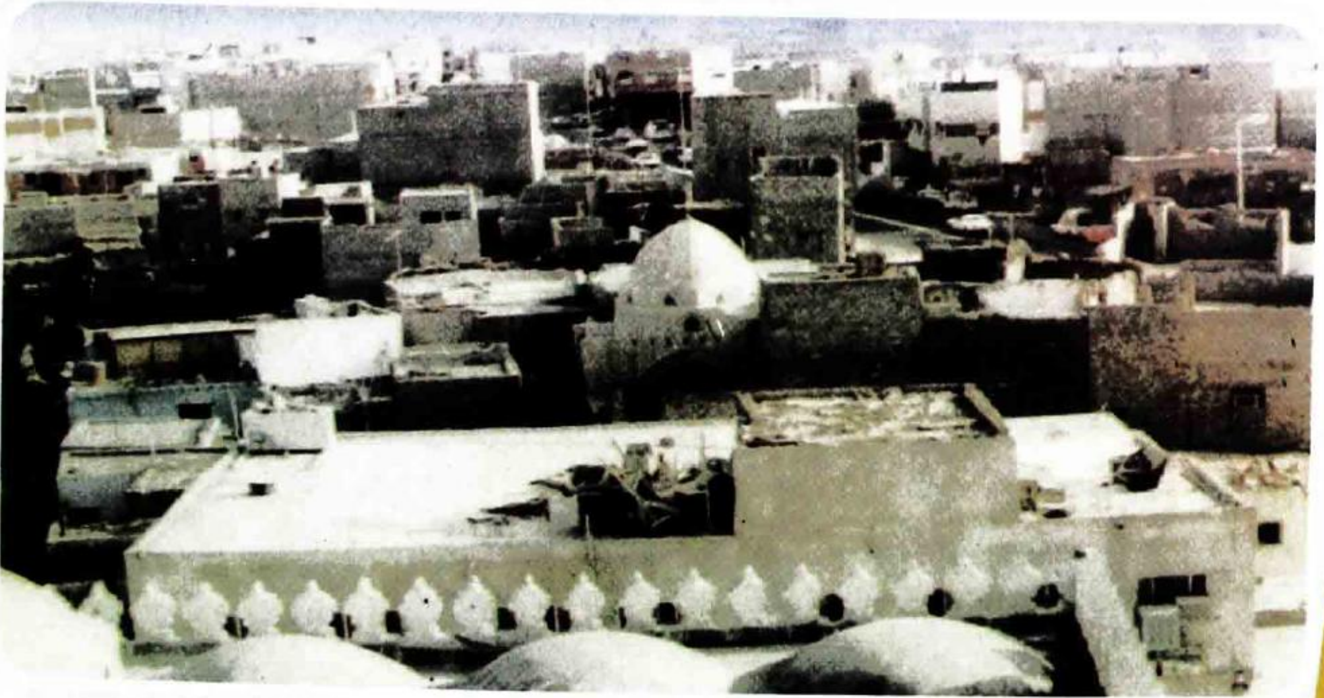




حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر یہ مسجد دنیا کے کسی بھی کونے میں ہوتی تو ہم اس کی زیارت کیلئے مشقت اٹھاتے۔ خادم حرمین شریفین کی توسیع کے بعد اب اس مسجد میں 20 ہزار نمازیوں کی گنجائش ہوگئی ہے اور اس کا رقبہ 13500 مربع میٹر ہوگیا ہے۔ مسجد کے دائیں طرف کلثوم بن الہدم اور سعد بن خیثمہ کا مکان تھا اب ان مکانات کو گرا کر مسجد کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔



تصویر: حضرت سعد بن خیثمہ اور حضرت کلثوم بن ہدم کے گھر جہاں قباء میں آمد پر پہلی بار رسول اللہ ﷺ ٹھہرے اور آپ کے رفیق حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ٹھہرے۔

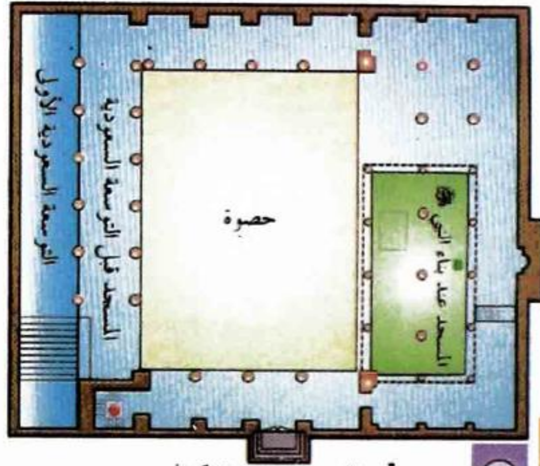


☆ کلثوم بن ہدم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا گھر جو تعمیر جدید اور مدرسہ قباء بننے سے پہلے کی ہے۔
☆ اوپر والی تصویر میں اسی گھر کی چھت مسجد قباء کے جوار میں نظر آ رہی ہے۔

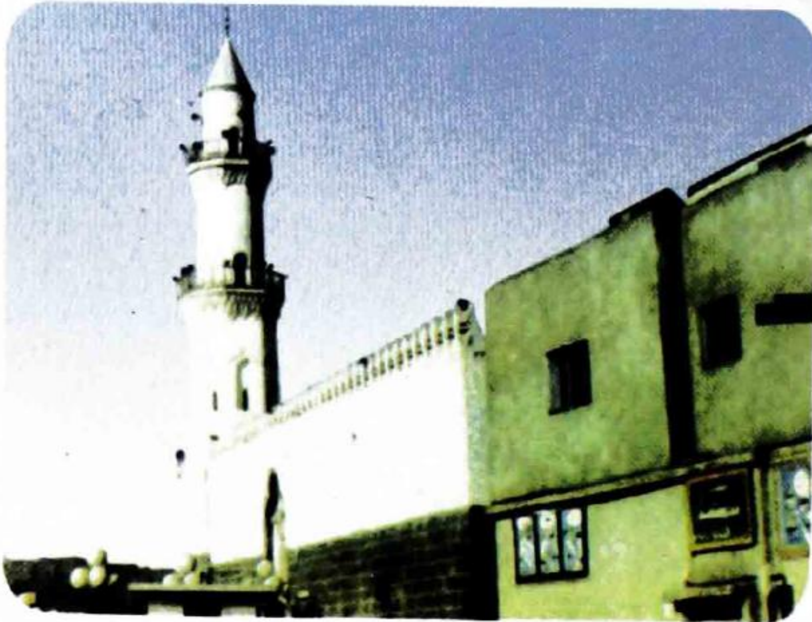


قبا میں آپ ﷺ کی قیام گاہ مکہ سے مدینہ ہجرت کے راستے میں ''مقام قبا''، یہ کلثوم ابن ہدم رضی اللہ عنہ کا گھر تھا آپ ﷺ نے وہاں قیام فرمایا تھا اب اس جگہ یہ مسجد بن گئی ہے۔

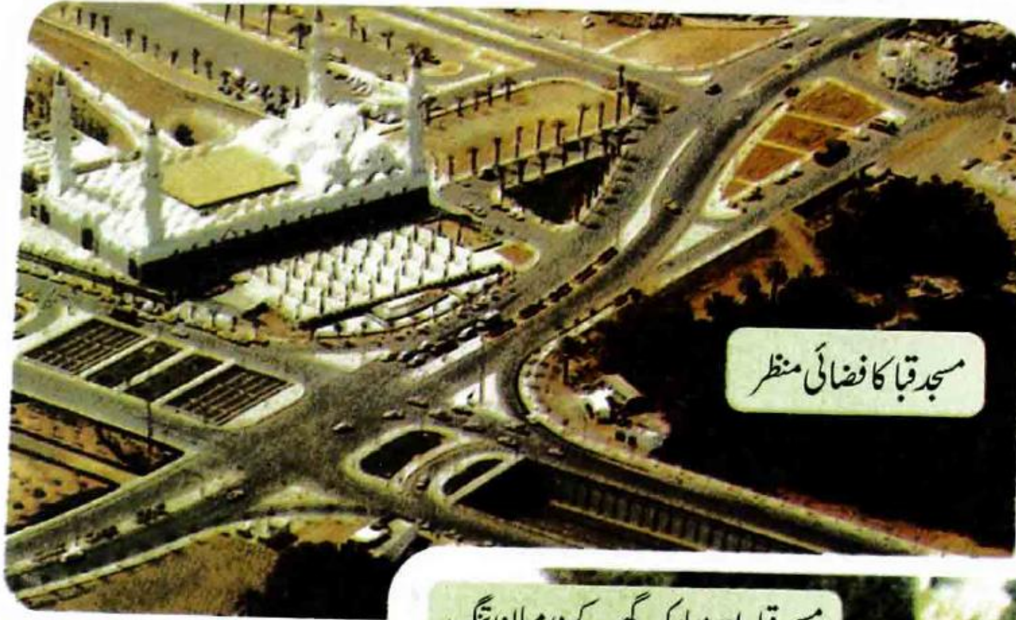
موقع داری سعد بن خیثمہؓ و کلثوم بن الھدمؓ
مسجد قباء اور دوسری توسیع سے قبل حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ وکلثوم رضی اللہ عنہ کے مکانات کا محل وقوع



موقع دار سعد بن خيثمة ؓ
بجانب مسجد قباء قبل التوسعة السعودية الثانية



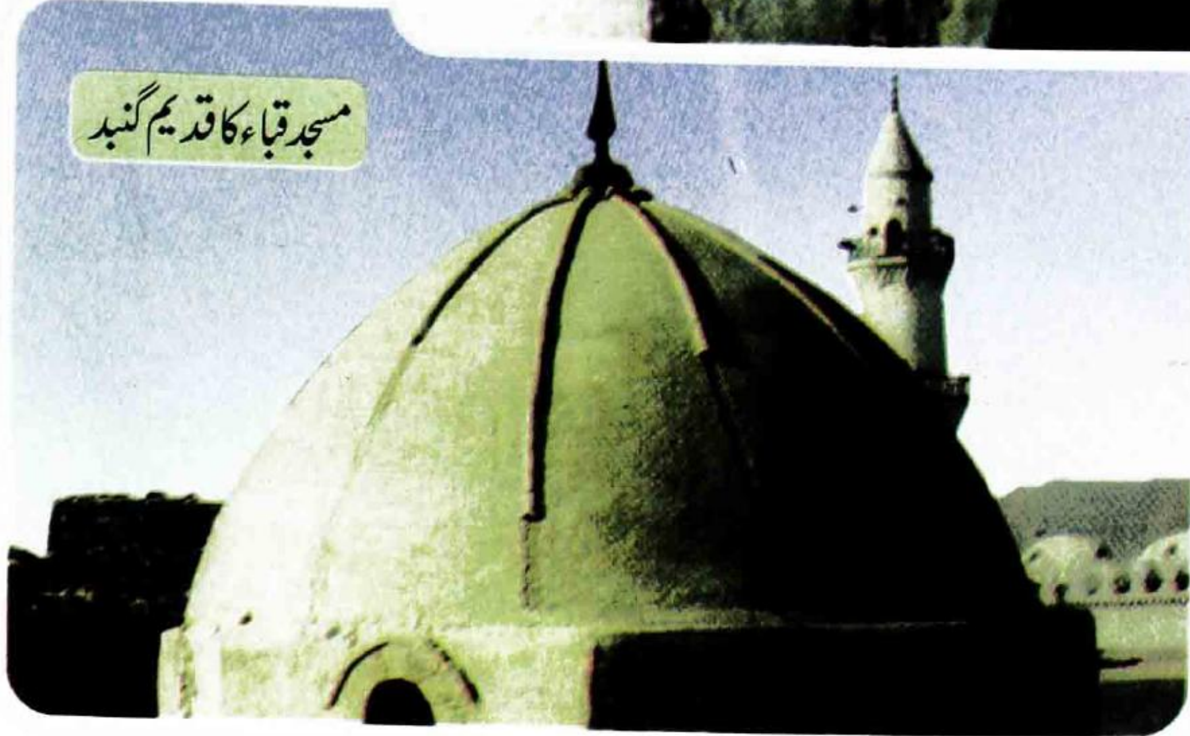
سعد بن خیثمہ اور کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہما کے مکان تعمیر جدید کے بعد بچوں کے اسکول کے لیے کچھ دن استعمال ہوئے۔



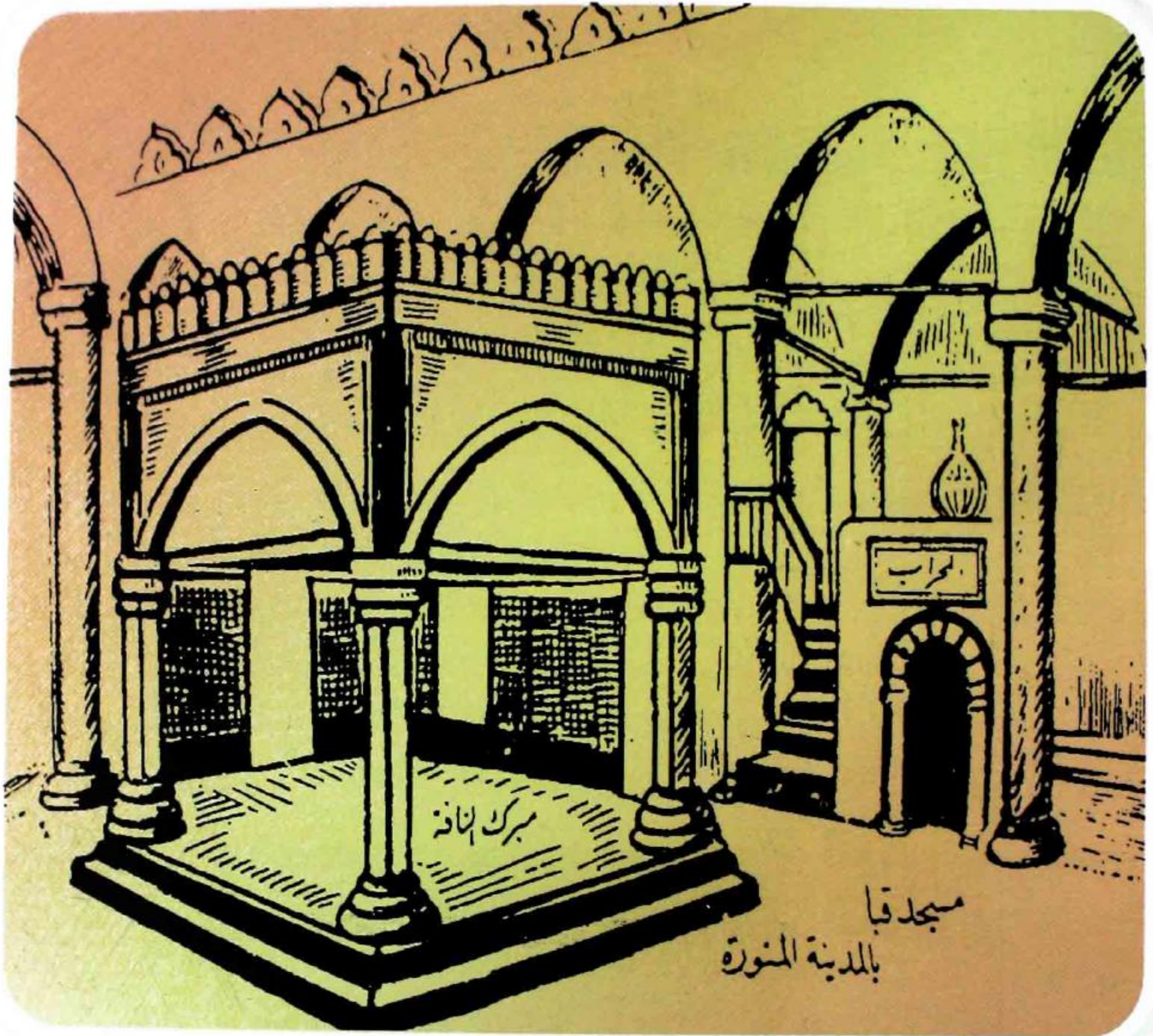
مسجد قبا کا فضائی منظر



مسجد قباء اور مبارک گھر کے درمیان تنگ گلی جو دونوں کو الگ کرتی ہے۔



مسجد قباء کا قدیم گنبد



حضور ﷺ کو مسجد قباء سے باڑی محبت تھی، اور ہر ہفتہ مدینہ منورہ سے یہاں تشریف لایا کرتے تھے، جس جگہ یہ مسجد بنی ہوئی ہے یہ حضرت کلثوم بن ہدم کی کھجوریں خشک کرنے کا احاطہ تھا، انہوں نے یہ احاطہ تعمیر مسجد کے لئے خد مسجد نبوی ﷺ میں پیش کیا تھا، مسجد کے صحن میں پہلے ایک قبہّ تھا، یہ وہ جگہ تھی جہاں آ کر آپ ﷺ کی اونٹنی بیھٹی تھی، اوراس کی پیٹھ سے اتر کر آپ ﷺ نے کلثوم بن ہدم کے ہاں قیام فرمایاں تھا، نئ تعمیر کے بعداب اس قبہّ کا نام ونشان بھی ہیں رہاں۔

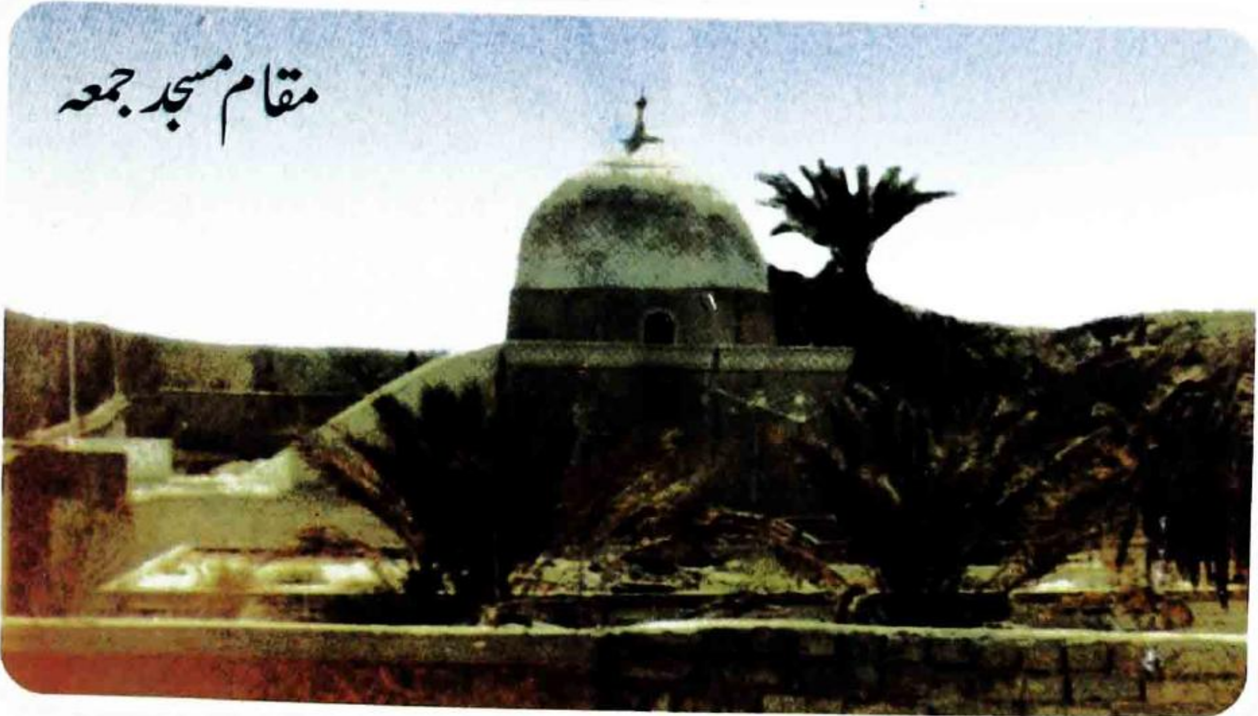
وہ مسجد جس میں سب سے پہلے جمعہ پڑھا گیا۔

چودہ دن کے بعد آپ ﷺ نے شہر مدینہ کا رخ کیا۔ یہ جمعہ کا دن تھا، حوالہ تاریخ طبری ۲/۱۱۴۔
آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر دن کے اول وقت میں سوار ہوئے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ بٹھایا، تقریباً پانچ سو مسلح انصار کی دو صفیں دائیں بائیں ہوگئیں۔ راستے میں آپ ﷺ کی زیارت کرنے والے مردوں کا ہجوم تھا۔ عورتیں مکانوں کی چھتوں پر سے آپ ﷺ کی زیارت کر رہی تھیں ایک میلے کا سماں تھا، بچے اور لڑکے جوش مسرت سے نعرے لگاتے پھر رہے تھے:

''اللہ اکبر، جاء محمد'' اللہ بڑا ہے، محمد ﷺ آ گئے۔

''اللہ اکبر، جاء محمد'' اللہ بڑا ہے، محمد ﷺ آ گئے۔

ہر شخص کی زبان پر ایک ہی بات تھی:
''جاء نبی اللہ'' اللہ کے نبی آ گئے۔ قبیلہ بنو سالم کے محلے تک پہنچے تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا۔ آپ ﷺ نے یہاں نماز ادا فرمائی۔ نماز سے پہلے خطبہ دیا۔ یہ حضور ﷺ کی سب سے پہلی نماز جمعہ اور سب سے پہلا خطبہ نماز جمعہ تھا۔
مسجد جمعہ کا ذکر مختلف احادیث میں آیا ہے اس کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لیے صرف اتنا کافی ہے کہ قبا سے اندرون مدینہ تشریف لاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے اس مسجد میں لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی تھی۔ ابتدا یہ مسجد انصاریوں کے قبیلہ بنو سالم کے مکانات میں گھری ہوئی تھی یہاں بنو سالم کا قبیلہ آباد تھا لیکن اب یہ خالی اور ہموار زمین کے قسط میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔



ہجرت مدینہ کے سفر میں قبا میں 14 دن قیام کے بعد جمعہ کے روز آپ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں نماز کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے یہاں سب سے پہلے نماز جمعہ ادا فرمائی اور خطبہ دیا۔



حضور ﷺ کا مدینہ میں داخلہ

جمعہ کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف کو آگے بڑھے۔ آپ ﷺ کے نہالی رشتے دار بنونجار ہتھیار لگا کر آپ کو لینے آئے۔ قباء سے شہر مدینے تک ہر قبیلے کے معزز لوگ دورویہ کھڑے تھے۔ آپ جس قبیلے کے آگے سے گزرتے وہ عرض کرتا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ گھر، یہ مال، یہ جان حاضر ہے۔ آپ ﷺ شکریہ ادا کرتے اور دعائے خیر دیتے۔ شہر قریب آیا تو مسلمانوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ چھوٹی بچیاں چھتوں پر نکل آئیں اور گانے لگیں:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

''چودھویں کا چاند ہمارے سامنے نکل آیا وداع کی گھاٹیوں سے، ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں۔''

بنونجار کی چھوٹی لڑکیاں بھی جن کو رسول اللہ ﷺ کے نہالی رشتے دار ہونے کا شرف حاصل تھا، خوشی میں دف بجا بجا کر یہ شعر گاتی تھیں:

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار

''ہم نجار کے خاندان کی لڑکیاں ہیں۔ کیا خوب! محمد ﷺ ہمارے پڑوسی ہوں گے۔''

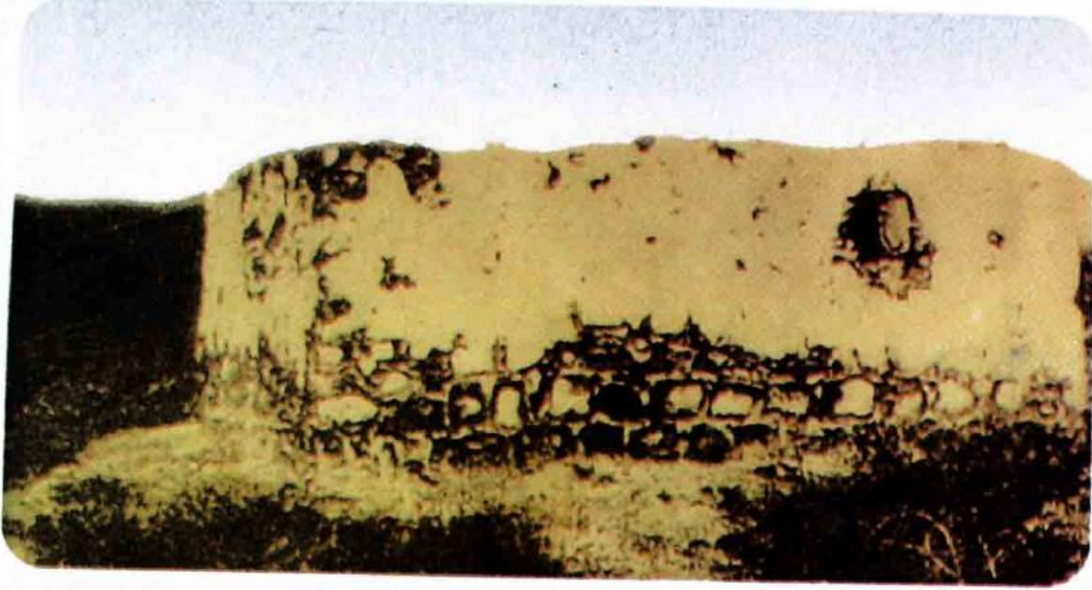
جہاں اب مسجد نبوی ہے یہاں ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر تھا جو نجار کے خاندان سے تھے۔ آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ اس کو آپ ﷺ کے مہمان بنانے کی عزت حاصل ہو اور اس لیے وہ اونٹنی کو اپنے گھر کے پاس روکنا چاہتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس کو چھوڑ دو، جہاں اللہ کا حکم ہو گا وہیں یہ جا کر ٹھہرے گی۔''

وہ جب حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے پاس پہنچی تو بیٹھ گئی۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشی کا کیا کہنا، نہال ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاں مہمان ٹھہرایا اور ہر طرح کے آرام و آسائش کا سامان بہم پہنچایا۔ نبی کریم ﷺ سات مہینے تک انہی کے گھر رہے۔[1]

حوالہ: ا ۔:. البداء والتاریخ لمطهر بن طاهر المقدسی: ۱۷۸/۴، والبدایة والنهایة: ۲۰۰/۳.

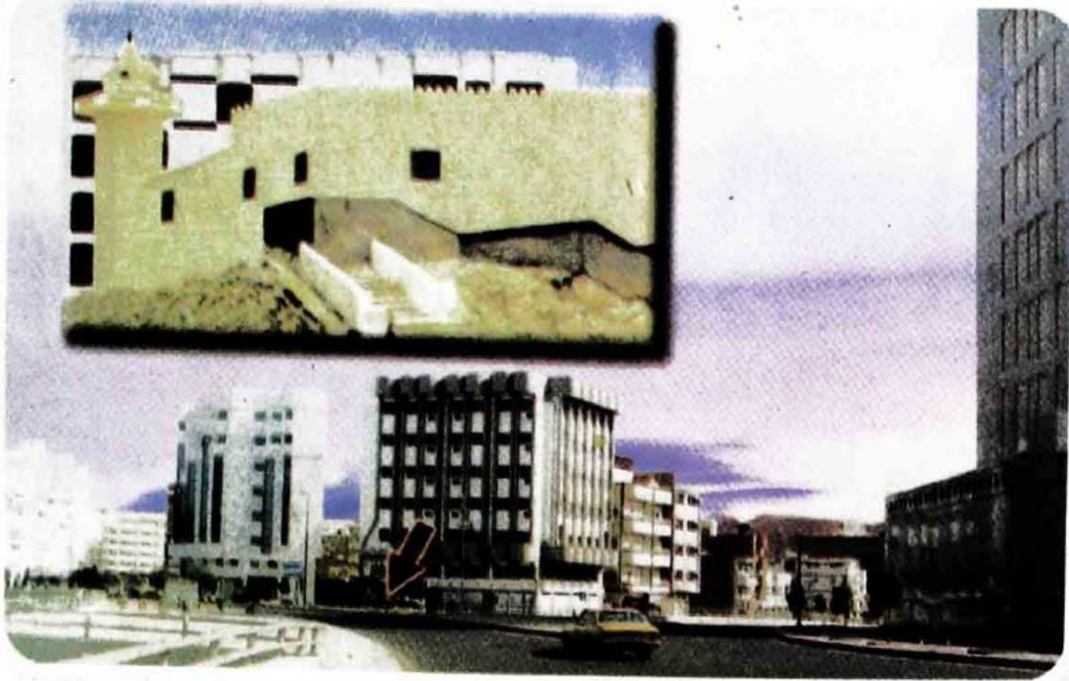




محلّہ بنی نجار یہ وہ جگہ ہے جہاں کے قبیلے کی بچیوں نے مدینہ میں حضور ﷺ کی آمد پر استقبال کیا تھا۔

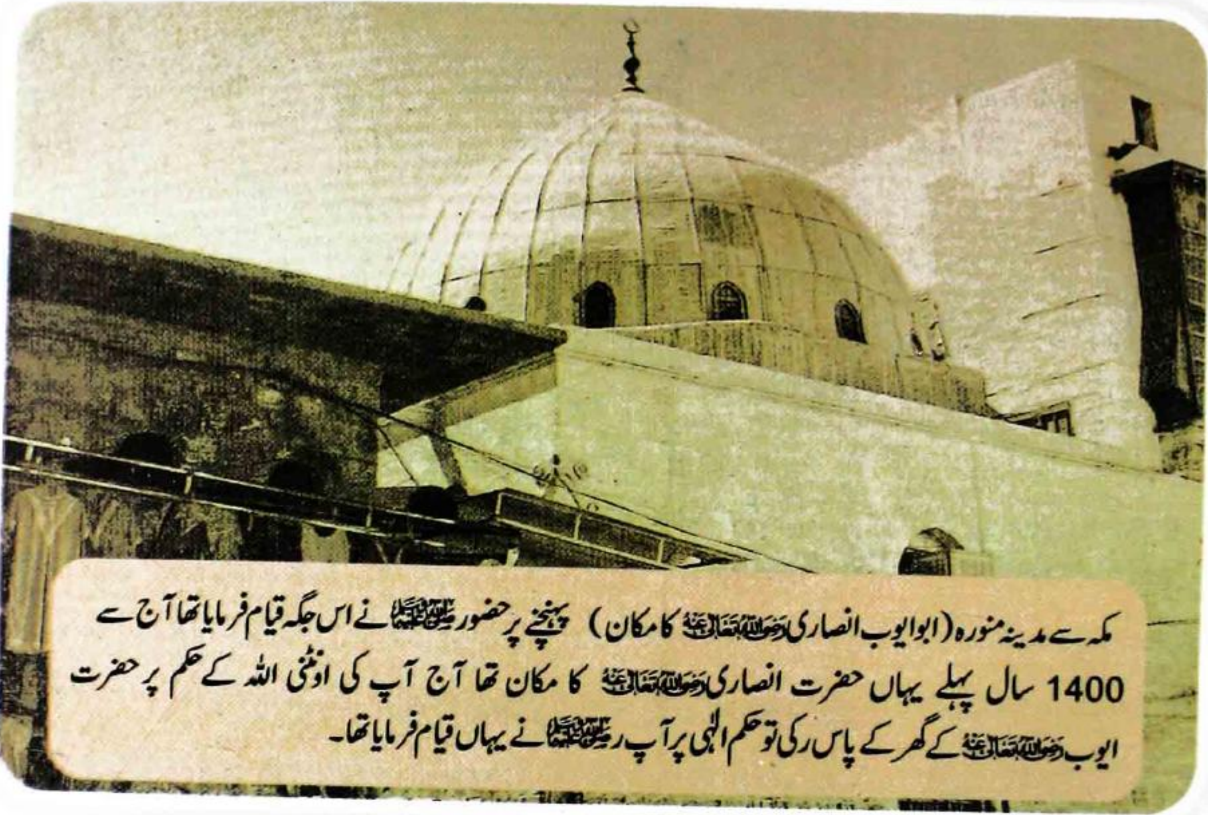
مسجد قبا: منورہ سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ زیارت کے لیے شہر سے آتے ہوئے راستے میں ''ثنیۃ الوداع'' کی وہ تاریخی پہاڑیاں آتی ہیں جہاں اہل یثرب نے حضور اکرم ﷺ کا استقبال کیا تھا۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے اپنے مہمانوں کو رخصت کرنے یہاں تک آتے تھے، اسی باعث اسے ''ثنیۃ الوداع'' کہا جاتا ہے۔

یہیں یثرب کی بچیوں نے نبی اکرم ﷺ کی آمد پر وہ تاریخی اور بڑے پیارے اشعار پڑھے تھے جو ''طلع البدر علینا'' کے الفاظ سے شروع ہوتے ہیں۔ یعنی ثنیۃ الوداع کی پہاڑیوں سے ہمارے لیے چودھویں رات کا چاند (بدر منیر) طلوع ہوا ہے اور ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس احسان عظیم کا شکر ادا کریں کہ ختم المرسلین ﷺ، بخیر و عافیت ہمارے ہاں تشریف لے آئے ہیں۔

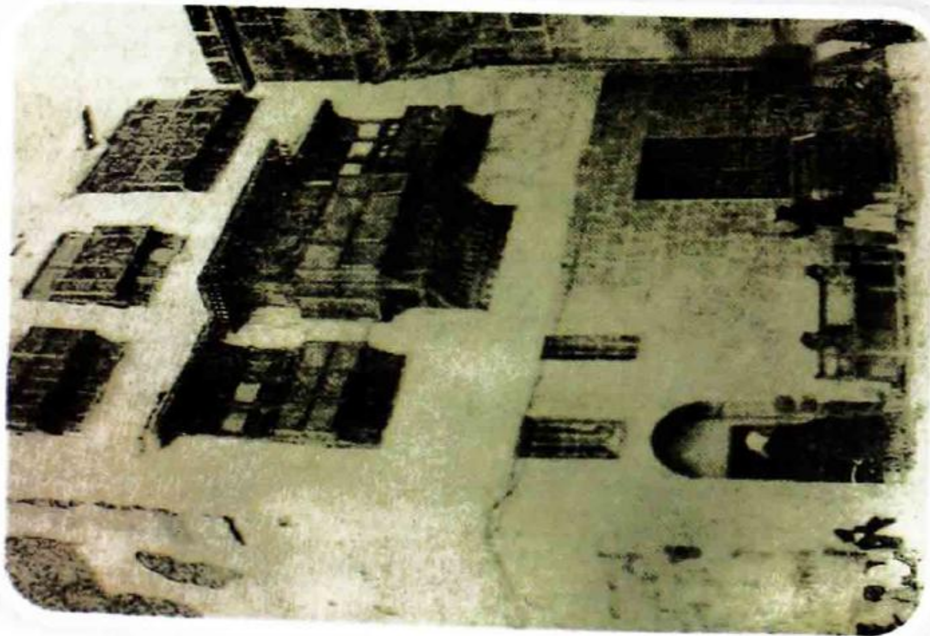


شمالی ثنیۃ الوداع اور مسجد کا منظر

مکہ سے مدینہ پہنچنے پر حضور ﷺ کی اونٹنی ابوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے دروازے پر بیٹھ گئی تو سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کجاوہ اٹھالیا اور اپنے گھر میں لے گئے۔ انصار میں زبردست کشمکش تھی کہ آپ کی میزبانی کا شرف حاصل کریں مگر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا آدمی وہاں ہی قیام پزیر ہوتا ہے جہاں اس کا کجاوہ ہوتا ہے۔ یہ صدیوں پہلے شاہ تبع کا تعمیر کردہ محل تھا جو آج ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر تصرف تھا اس طرح شاہ تبع کا وہ مبارک خواب شرمندہ تعبیر ہو گیا جس کی اس کے دل میں بے پناہ تڑپ تھی



مکہ سے مدینہ منورہ (ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان) پہنچنے پر حضور ﷺ نے اس جگہ قیام فرمایا تھا آج سے 1400 سال پہلے یہاں حضرت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا آج آپ کی اونٹنی اللہ کے حکم پر حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے پاس رکی تو حکم الٰہی پر آپ ﷺ نے یہاں قیام فرمایا تھا۔



مدینہ منورہ میں میزبان حضور ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان

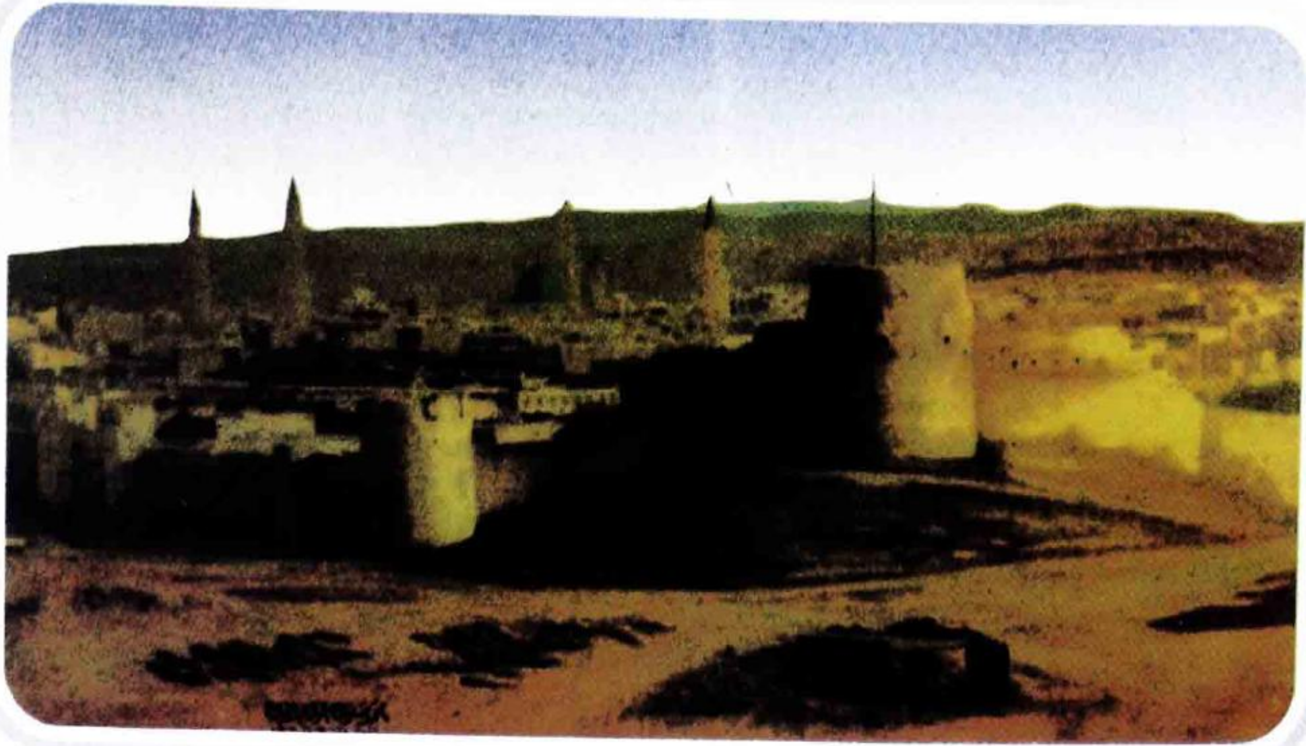
دور نبوی ﷺ میں مسجد نبوی کی تعمیر

حضور سید عالم ﷺ نے مدینہ منورہ میں قیام فرمانے کے بعد پہلا کام جو فرمایا وہ اس مقدس مسجد، مسجد نبوی شریف کی تعمیر ہے، زمین کا یہ قطعہ جہاں اب یہ مسجد شریف موجود ہے۔ یہ دو یتیم بچوں سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملکیت تھا۔ یہاں مشرکین کی قبریں تھیں، زمین ناہموار تھیں، یہ دونوں بچے سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر کفالت تھے۔ اس قطعہ میں کھجوریں خشک کی جایا کرتی تھیں۔

تعمیر اول: حضور ﷺ نے بچوں سے فرمایا یہ قطعہ اراضی ہمیں فروخت کردو، تاکہ یہاں مسجد تعمیر کی جاسکے۔ بچوں نے بصد ادب و نیاز عرض کی آقا یہ اراضی ہماری طرف سے بطور نذرانہ قبول فرمائیے تو حضور ﷺ نے ان کی اس پیش کش کو شرف قبولیت سے نہ نوازا۔ بالآخر قیمت ادا کرکے یہ قطعہ خرید لیا گیا۔ دس ہزار دینار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا کیے اور ربیع الاول ۱ھ مطابق اکتوبر ۶۲۲ء میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

کھجور کے درختوں کے ستون: بعد ازاں اس زمین پر کھجور کے درخت تھے آپ نے ان کے کٹوانے اور قبوں شرکین کے ہموار کردینے کا حکم دیا اور اس کے بعد کچی اینٹیں بنانے کا حکم دیا اور خود بنفس نفیس اس کے بنانے میں مصروف ہوگئے اور انصار و مہاجرین بھی آپ کے شریک تھے۔ مسجد نبوی کی دیواریں کچی اینٹوں کی اور ستون کھجور کے درخت کی لکڑی کے اور چھت کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی اور قبلہ رخ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا۔ (جو اس وقت مسلمانوں کا قبلہ تھا۔)

(600 سال پہلے کی مسجد نبوی ﷺ)

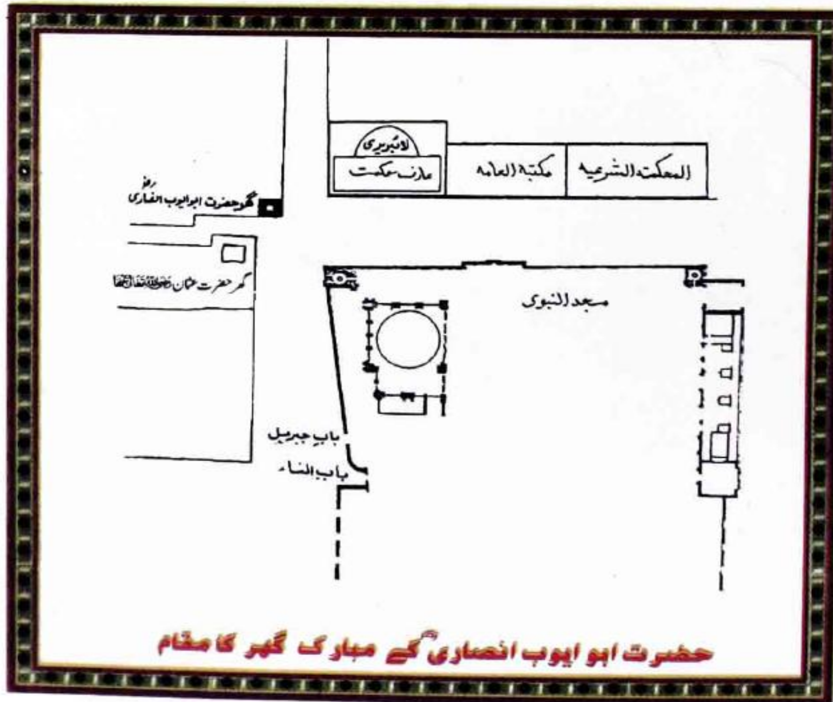


آپ ﷺ کے دست مبارک سے تعمیر:

روئے زمین کی اس مقدس ترین مسجد کی تعمیر میں رسول ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے اور اپنے دست مبارک سے اینٹیں اٹھا کر دیوار چننے لگے۔ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب اینٹیں اور چنائی کا سامان (یعنی گارا) نبی کریم ﷺ کے قریب لایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنی رداء مبارک (چادر) اتاری اور اپنے ہاتھوں سے اینٹیں رکھنی شروع کیں۔تمام حضرات اپنی اپنی چادریں اتار کر تیار ہو گئے۔کوئی اینٹ لا رہا ہے کوئی گارا تیار کر رہا ہے،کوئی اٹھا اٹھا کر دے رہا ہے،اور کوئی چنائی کر رہا ہے۔

ایک شخص نے اسی حالت میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ ایک اینٹ (یا کچھ اینٹیں) اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔تو وہ فوراً آگے بڑھ کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ مجھ کو دے دیجئے۔آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں تو اور اینٹ اٹھالا، کیا تو اللہ کی رحمت اور اجر کا مجھ سے زیادہ محتاج ہے؟ مراد یہ تھی کہ میں یہی چاہتا ہوں کہ اس فضیلت کو میں بھی حاصل کروں نیز یہ کہ بظاہر وہ چوتھی اینٹ تھی۔اور آپ ﷺ کے دست مبارک سے رکھی ہوئی یہ اینٹیں گویا خلافت راشدہ کے دور تھے۔اور خلافت راشدہ کا دور طریق نبوت پر تھا۔تو آپ نے بھی چاہا کہ خلافت راشدہ کی چوتھی اینٹ بھی آپ کے دست مبارک سے رکھی جائے تا کہ یہ دور بھی منہاج نبوت ہونے کا مستحق ہو۔

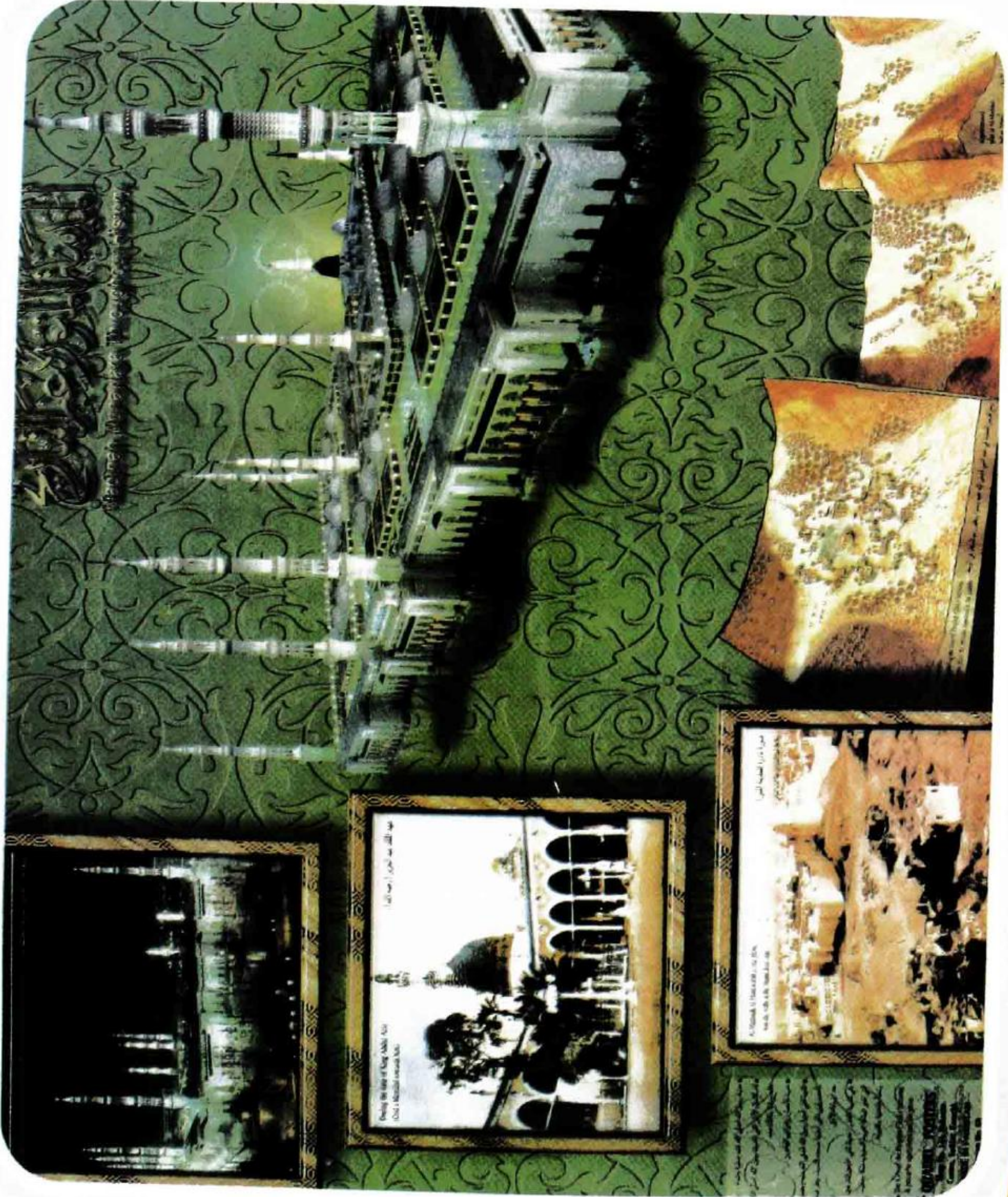
مسجد نبوی کی پہلی توسیع: جب نبی کریم ﷺ خیبر سے واپس تشریف لائے تو مسجد نبوی میں پہلی دفعہ توسیع کی گئی، کیونکہ مسلمانوں کی تعداد بڑھ چکی تھی۔ آپ ﷺ نے چوڑائی میں چالیس ہاتھ اور لمبائی میں تیس ہاتھ اضافہ فرمایا۔اس طرح مسجد مربع کی صورت اختیار کر گئی۔اس کا مکمل رقبہ 2500 مربع میٹر ہو گیا، البتہ قبلہ کی طرف کی دیوار پہلی حد تک ہی رہی۔ کھجور کے تنوں سے بنائے ہوئے دور نبوی کے ستون کھوکھلے ہو گئے تو خلیفۂ اول ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بدل دیا۔

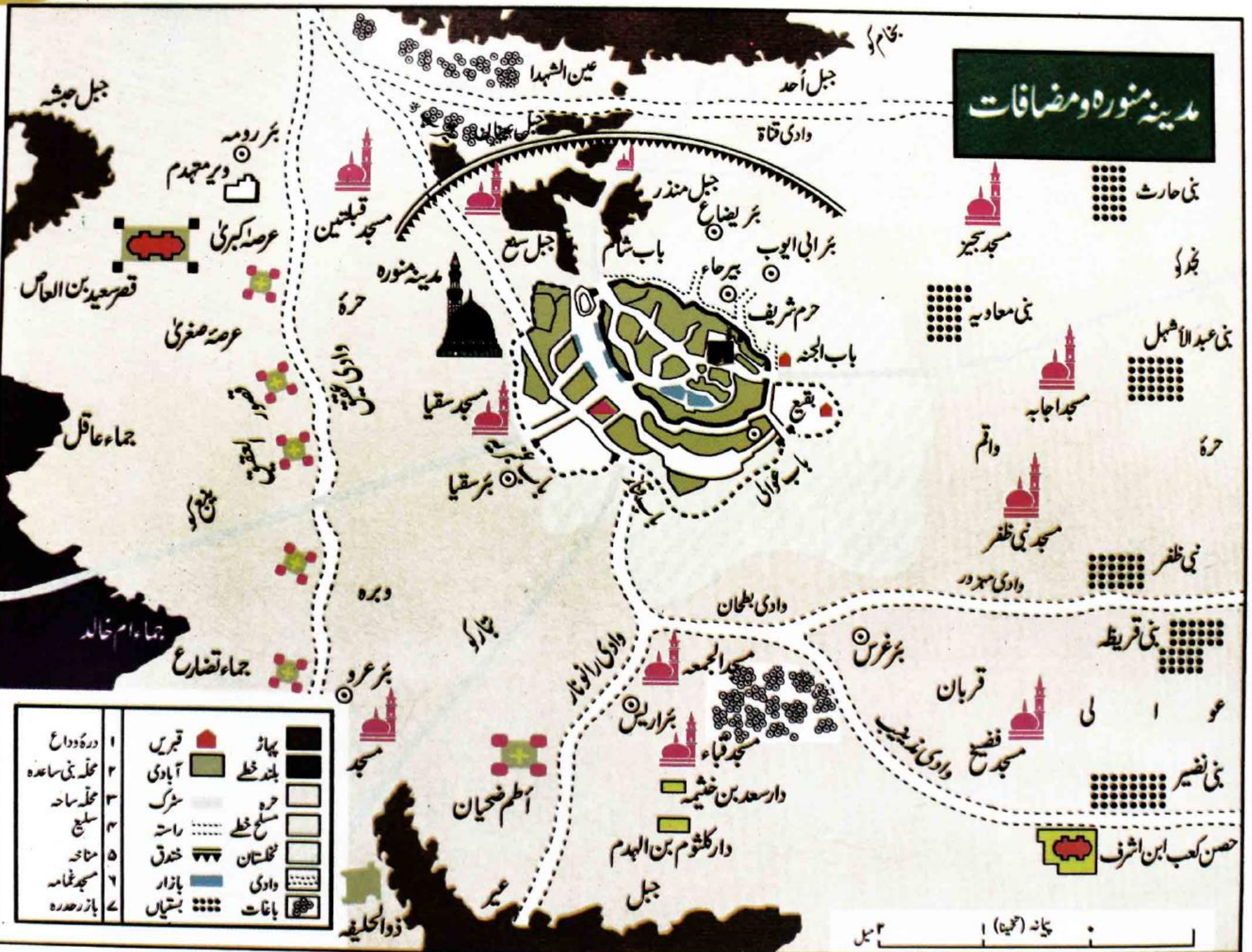


حضرت ابو ایوب انصاری رضی کے مبارک گھر کا مقام

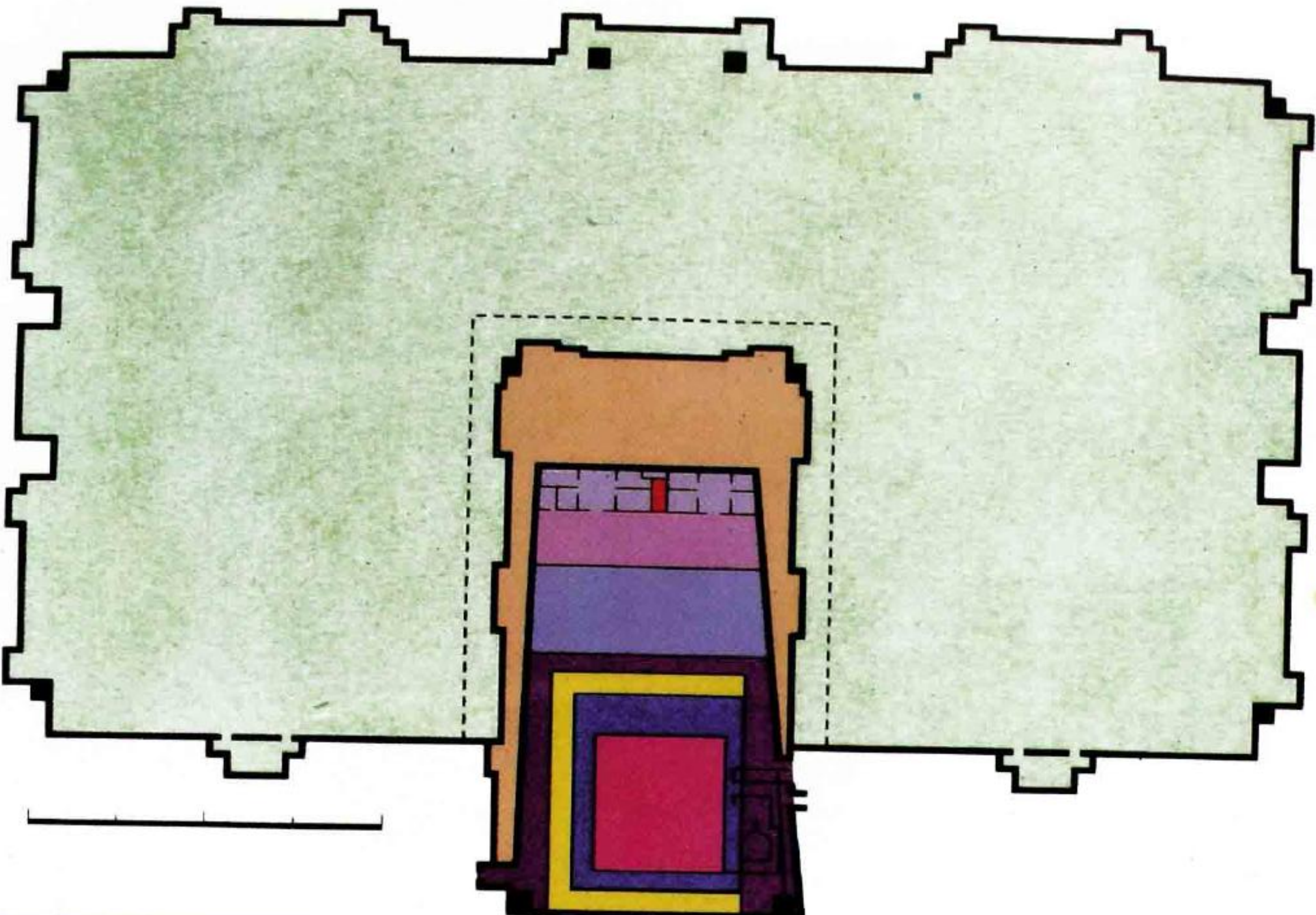
باب نمبر 2

مدینہ منورہ میں موجود تبرکات نبوی ﷺ




مدینہ منورہ و مضافات
جبل أحد
عین الشہدا
وادی قناۃ
جبل حبشہ
بئر رومہ
دیر متہدم
عرصۂ کبریٰ
قصر سعید بن العاص
عرصۂ صغریٰ
مسجد قبلتین
جبل منذر
بئر بضاعۃ
جبل سلع
باب شام
بئر ابی ایوب
بیر حاء
حرم شریف
باب الجنہ
بقیع
مدینہ منورہ
حرۃ
مسجد سقیا
بئر سقیا
جماء عاقل
جماء ام خالد
جماء تضارع
وبرہ
بئر عرو
مسجد
ذوالحلیفہ
عیر
أطم ضحیان
جبل
دار کلثوم بن الہدم
دار سعد بن خیثمہ
مسجد قباء
بئر اریس
مسجد الجمعہ
وادی رانوناء
وادی بطحان
بئر غرس
قربان
وادی مذینیب
مسجد فضیخ
بنی نضیر
حصن کعب ابن اشرف
بنی قریظہ
وادی مہزور
بنی ظفر
مسجد بنی ظفر
واقم
حرۃ
مسجد اجابہ
بنی عبد الأشہل
بنی معاویہ
مسجد بجیر
بنی حارث
پہاڑ
بلند خطے
حرہ
مسطح خطے
نخلستان
وادی
باغات
قبریں
آبادی
سڑک
راستہ
خندق
بازار
بستیاں
۱ درۂ وداع
۲ محلہ بنی ساعدہ
۳ محلہ ساحہ
۴ سلیع
۵ مناخہ
۶ مسجد غمامہ
۷ باز رحدرہ
پیمانہ (تخمیناً)
۲ میل

مسجد نبوی ﷺ کی توسیعی کی تاریخ



مسجد نبوی کی تعمیر اول جس کی بنیاد خود حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے رکھی تھی جب آپ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔

مسجد نبوی کی توسیع تعمیر فتح خیبر کے بعد ۷ ھ میں حضور ﷺ نے مسجد نبوی کی از سرنو تعمیر فرمائی۔

مسجد نبوی کی توسیع حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب کے عہد میں — ۱۷ھ

مسجد نبوی کی توسیع حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان کے عہد میں — ۲۹-۳۰ھ

مسجد نبوی کی توسیع الولید بن عبدالملک کے عہد میں — ۸۸-۹۱ھ

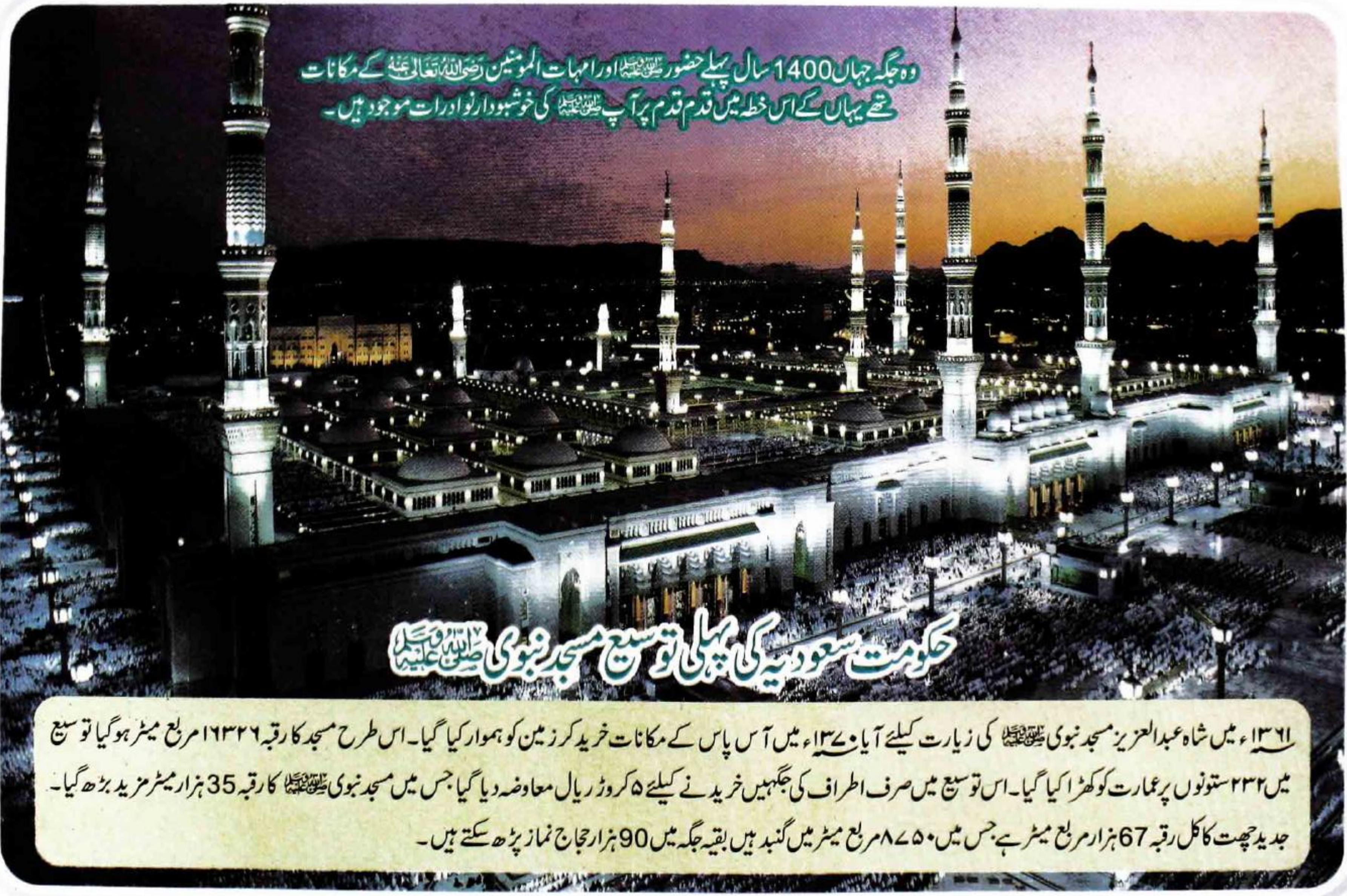
مسجد نبوی کی توسیع المہدی العباسی کے عہد میں — ۱۶۴-۱۶۵ھ

مسجد نبوی ﷺ کی توسیع سلطان اشرف قانت بائی کے عہد میں — ۸۸۸ھ

مسجد نبوی ﷺ کی توسیع سلطان عبدالمجید عثمانی کے عہد میں — ۱۲۵۶-۱۲۷۷ھ

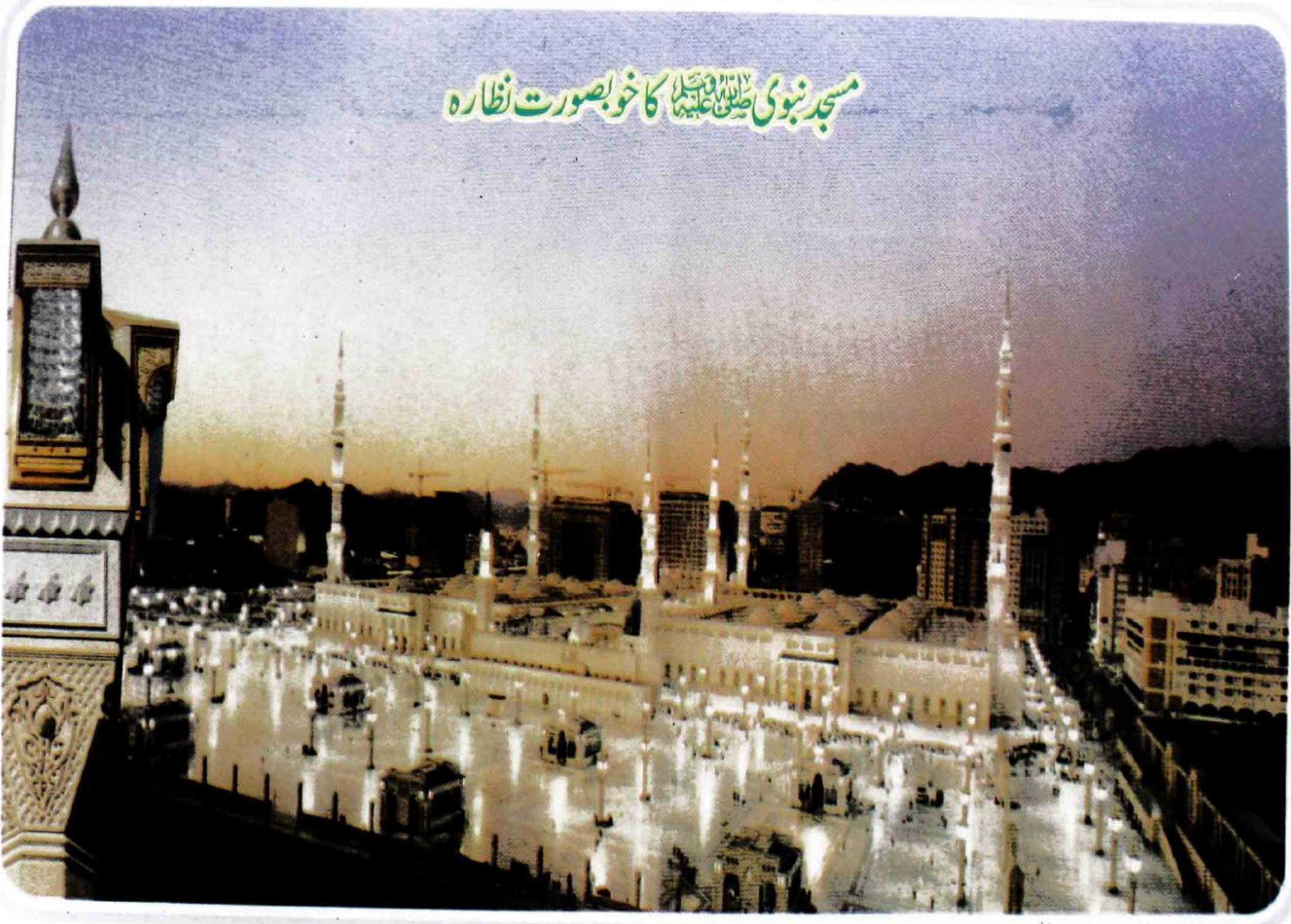
مسجد نبوی ﷺ کی توسیع الملک سعود کے عہد میں — ۱۳۷۲ھ

مسجد نبوی ﷺ کی توسیع الملک فہد بن عبدالعزیز کے عہد میں — ۱۴۰۵-۱۴۲۱ھ

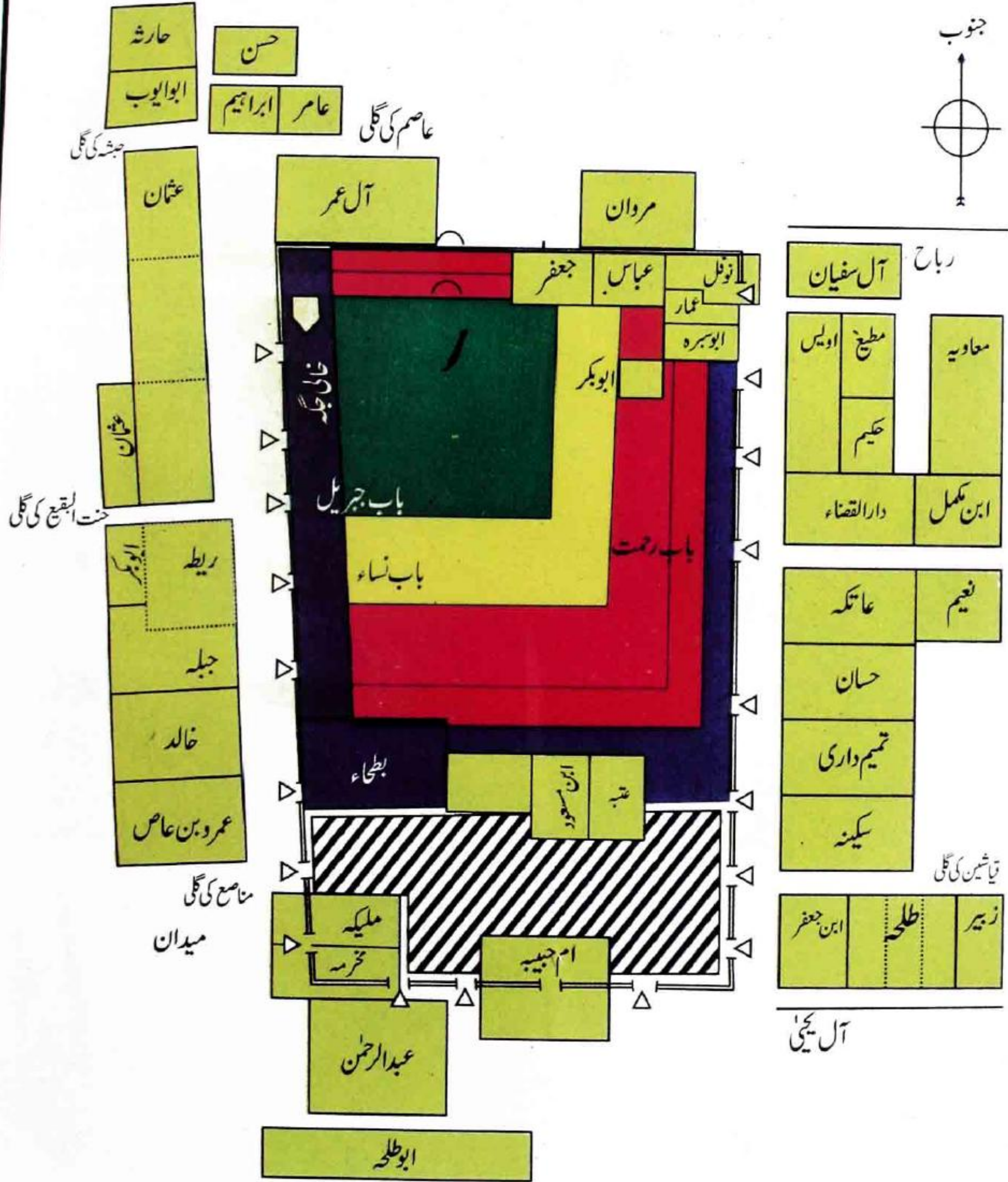

وہ جگہ جہاں 1400 سال پہلے حضور ﷺ اور امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکانات
تھے یہاں کے اس خطہ میں قدم قدم پر آپ ﷺ کی خوشبودار نوادرات موجود ہیں۔
حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع مسجد نبوی ﷺ
۱۳۶۱ء میں شاہ عبدالعزیز مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کیلئے آیا ۱۳۷۰ء میں آس پاس کے مکانات خرید کر زمین کو ہموار کیا گیا۔ اس طرح مسجد کا رقبہ ۱۶۳۲۶ مربع میٹر ہو گیا توسیع
میں ۲۳۲ ستونوں پر عمارت کو کھڑا کیا گیا۔ اس توسیع میں صرف اطراف کی جگہیں خریدنے کیلئے ۵ کروڑ ریال معاوضہ دیا گیا جس میں مسجد نبوی ﷺ کا رقبہ 35 ہزار میٹر مزید بڑھ گیا۔
جدید چھت کا کل رقبہ 67 ہزار مربع میٹر ہے۔ جس میں ۸۷۵۰ مربع میٹر میں گنبد ہیں بقیہ جگہ میں 90 ہزار حجاج نماز پڑھ سکتے ہیں۔

ہیلی کاپٹر سے کھینچی گئی مدینہ اور مسجد نبوی کی تصویر





مسجد نبوی ﷺ کا خوبصورت نظارہ

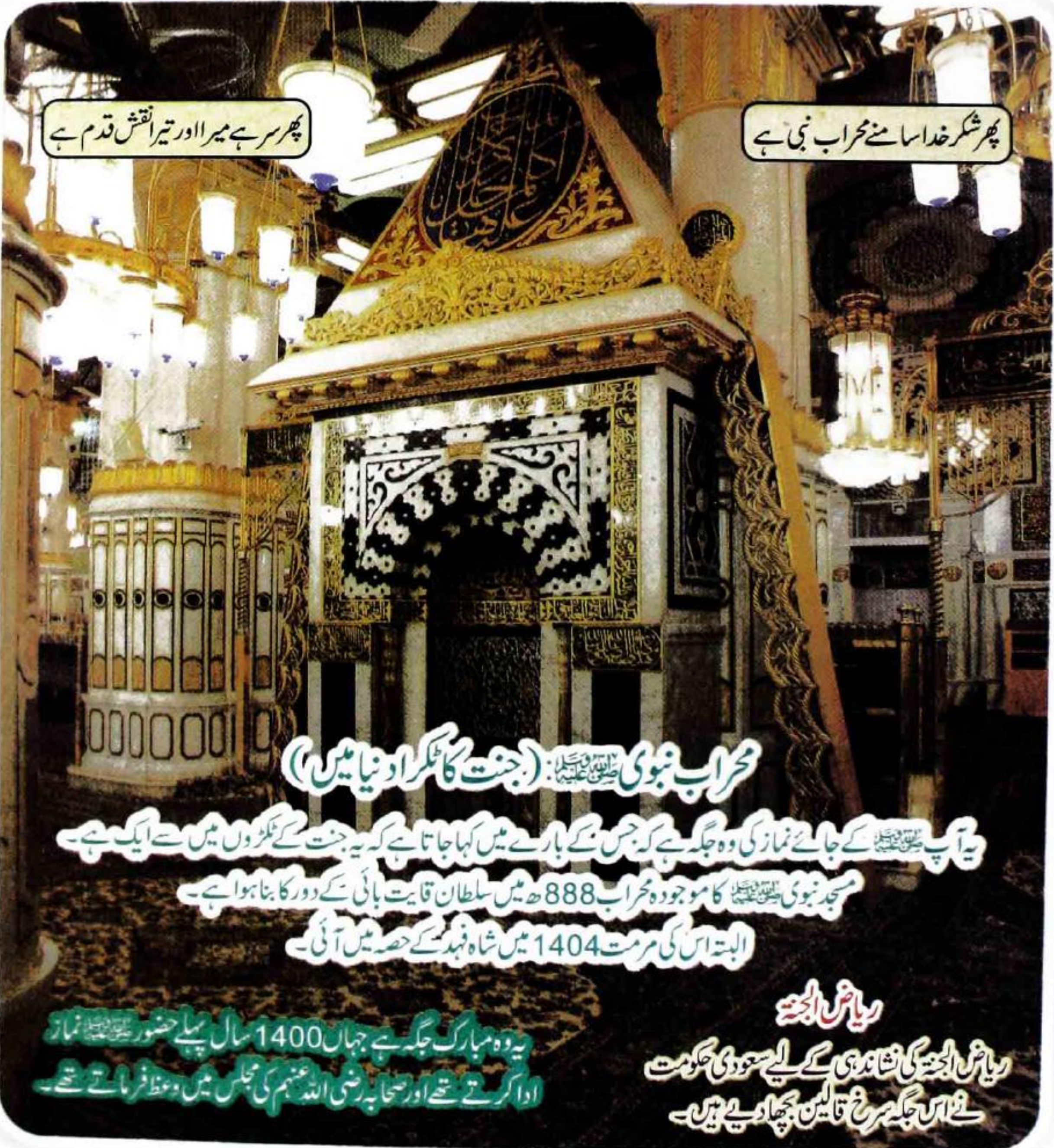


نقشہ مسجد نبوی ﷺ شریف کے گرد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مکانات کا خاکہ، مسجد کی توسیع مہدی نے ۱۶۵ھ میں کرائی۔

محراب نبوی ﷺ (جہاں حضور ﷺ امامت فرماتے تھے)

تحویل قبلہ کا حکم نازل ہونے کے بعد متعدد ایام تک حضور ﷺ ستون عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے کھڑے ہو کر امامت فرماتے رہے پھر ستون حنانہ کی جگہ کو شرف قیام سے نوازا۔ یہ محراب مقدس اسی جگہ پر بنی ہوئی ہے اس کی ابتدا ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں ہوئی جیسا کہ اوپر گزرا حضور ﷺ کے وصال کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح محفوظ فرمایا کہ آپ کے قدمین شریفین کی جگہ کے علاوہ باقی ساری جگہ دیوار میں دے دی تا کہ آپ کی سجدہ گاہ لوگوں کے قدموں سے محفوظ رہ سکے اب اگر وہاں نماز پڑھنا نصیب ہو تو نمازی کا سر حضور ﷺ کے مقدس قدموں کی جگہ پر ہوگا۔

اس وقت اس محراب مقدس پر آب زر سے خوبصورت میناکاری کی گئی ہے۔





مسجد نبوی کی یہ جگہ آپ ﷺ کے گھر تک جنت کا حصہ ہے (سفید قالین جہاں تک بچھا ہوا ہوتا تھا وہ اس ریاض الجنۃ کی نشانی کے طور پر بچھایا جاتا تھا۔ مگر اب اس قالین کی جگہ ریاض الجنہ کی نشاندہی کے لیے ستونوں کو سفید کر دیا گیا ہے۔

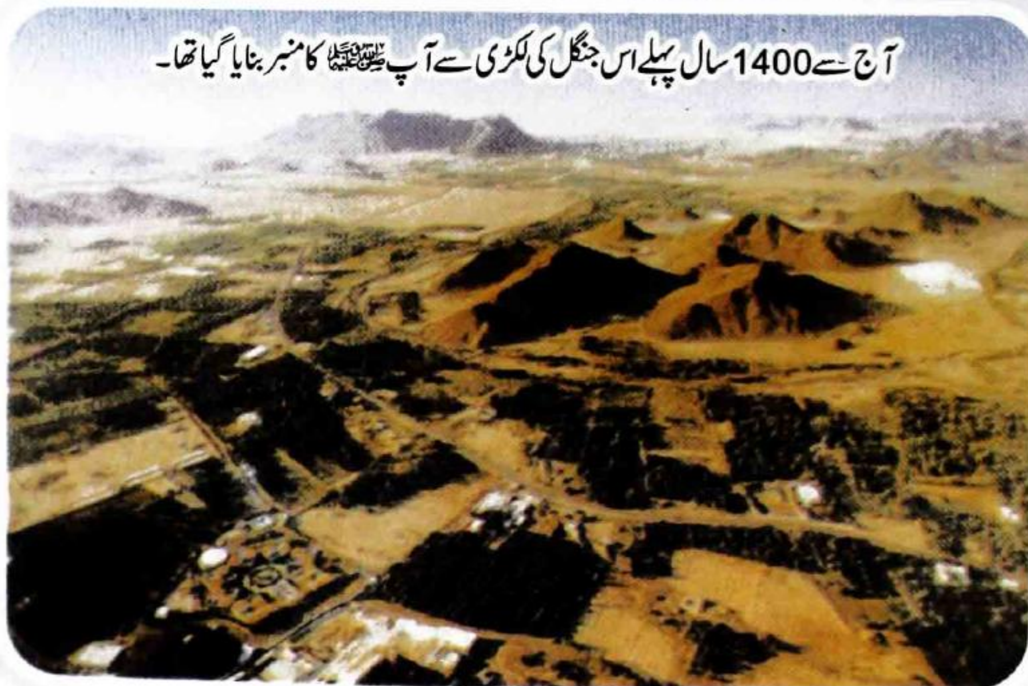
جنت کا باغ

1۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے گھر اور ممبر کے درمیانی جگہ جنت کا حصہ ہے (وفا) 2۔ آپ ﷺ کا دوسرا ارشاد: میرے ریاض الجنہ سے گزرو تو کچھ لے کر جاؤ۔ (الوفا ۲۱۱)

مسجد نبوی ﷺ کے اطراف کے مقامات مقدسہ کا نقشہ

1 منهل بوادي بطحان
2 منهل
3 منهل
4 منهل باب قباء
5 منهل الباب المصرى
6 منهل باب السلام
7 منهل حارة الأغوات
8 منهل بقلعة الباب الشامي
9 منهل الزكي
10 منهل العطن

مسجد
قلعة
بستان
منهل
مجرى العين الزرقاء
طريق
سور المدينة المنورة



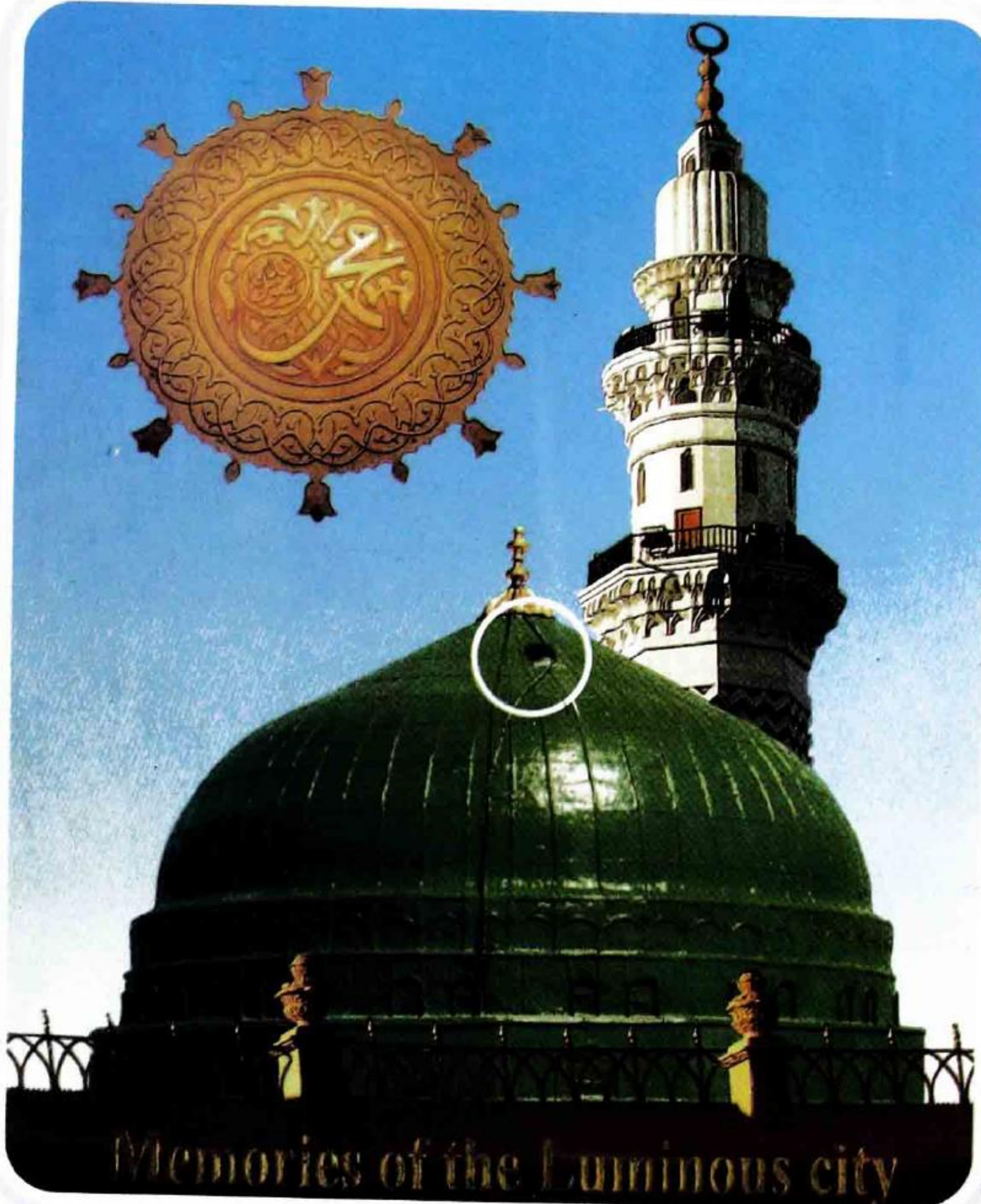
آج سے 1400 سال پہلے اس جنگل کی لکڑی سے آپ ﷺ کا منبر بنایا گیا تھا۔

امام دارمی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ابوالجوزاء سے ایک روایت نقل کی ہے:

"قال قحط اهل المدينة قحطا شديدا شكوا الىٰ عائشةؓ، فقالت انظر واقبر النبی ﷺ فاجعلوا منه كوى الى السماء حتى لاتكون بينه وبين السماء سقف ففعلوا فمطر مطرا حيى نبيت العشب وسمنت الابل حتى تفتقت من الشحم فسمى عام الفتق."

ترجمہ: ایک مرتبہ اہل مدینہ بہت شدید قحط میں مبتلا ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں اس تکلیف کی شکایت کرتے ہوئے گئے (تا کہ وہ دعا فرمائیں) تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمانے لگیں۔ دیکھو آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کی طرف جاؤ اور روشن دان کھولدو اس طرح کہ آپ ﷺ کی قبر اور آسمان کے درمیان کوئی حائل نہ رہے۔

چنانچہ ان لوگوں نے ایسا کیا کہ خوب بارش برسی حتی کہ سبزہ اور شادابی خوب ہوگئی اور اونٹ بھی فربہ ہو گئے۔ اس قدر کہ چربی اور موٹاپے کے باعث قریب تھا کہ ان کی کھالیں پھٹ پڑیں اسی وجہ سے اس سال کا نام عام الفتق یعنی کھالوں کے پھٹ جانے کا سال رکھا گیا۔

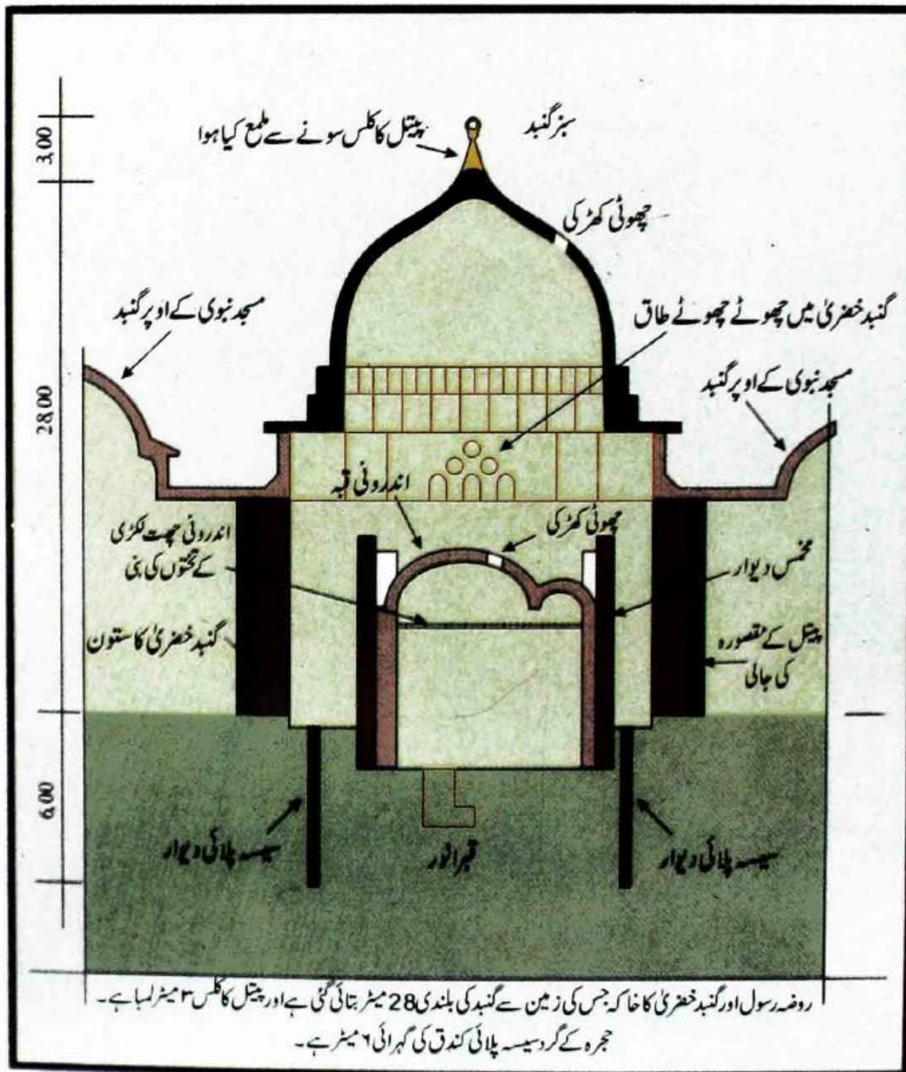


آپ ﷺ کی قبر مبارک کی مٹی کو داڑھی سے صاف کرنے والے بزرگ کا واقعہ

امیر قاسم ابن مھنی الحسینی کے زمانہ میں حجرہ مبارک سے اچانک ایک آواز سنائی دی، جیسے کسی چیز کے گرنے اور منہدم ہونے کی آواز ہو۔ یہ آواز اصل حجرہ مبارکہ کی شرقی دیوار کے گرنے کی تھی۔ صورت حال معلوم ہونے پر یہ طے کیا گیا کہ کسی کو احاطہ مبارکہ میں اتارا جائے۔ اس مقصد کے لیے بہتر سے بہتر ہستی متعین کرنے کے لیے غور وفکر کیا گیا۔

عارفین وصوفیاء کے شیخ المشائخ عمر نسائی کے سوا کسی پر نگاہ انتخاب تحقیق نہ جمی یہ شیخ اصل موصل کے تھے۔ لیکن عرصہ دراز سے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کیے ہوئے تھے۔ چالیس سال کے عرصہ سے مسلسل قائم اللیل اور صائم النہار رہتے تھے۔ بول وریح کا تقاضہ بھی ان کو جلد ہی پیش آتا تھا۔ لوگوں کے کہنے پر فرمایا اچھا میں اس کے لیے تیاری کروں گا۔

کئی وقت کھانا پینا بند رکھا اور ذکر وتسبیح میں مصروف رہے۔ روضہ اقدس کے سامنے حاضر ہوکر دعا کی اور اندر اترنے کی حضور ﷺ سے اجازت طلب کی۔ اس کے بعد ہمت کر کے تیار ہوئے۔ لوگوں نے رسیوں کے ذریعہ ان کو قبور مبارکہ والے احاطہ میں اتارا جو حجرہ شریفہ کے چاروں طرف عمر بن عبدالعزیز رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بنایا تھا۔ یہ شیخ اس احاطہ میں اترنے کے بعد اصل حجرہ مبارکہ کی جانب مڑے اور اس حصہ کی طرف پہنچے جہاں حضور ﷺ کے قدم مبارک ہیں دیکھا کہ مشرقی جانب والی دیوار کا ایک حصہ منہدم ہونے کے ساتھ چھت کا کچھ حصہ قبور مبارکہ پر گرا ہوا ہے کناروں کی مٹی صاف کی اور قبور مبارکہ پر پڑی ہوئی مٹی کو اپنی ریش مبارک سے صاف کیا۔ (سبحان اللہ کیسا اچھا نصیب پایا اور سعادت کا یہ مقام کہ اس پر یہ کائنات فخر کرے۔) قبر مبارک پر گرا ہوا مٹی کا ایک ایک ریزہ ریش مبارک سے دیر تک صاف کرتے رہے۔ اور شیخ کے ساتھ روشن شمع تھی اور اتنے طویل وقت میں شیخ کو جو بیماری اور عذر تھا اس کا مطلق کوئی اثر نہیں ہوا۔



روضہ رسول اور گنبد خضریٰ کا خاکہ جس کی زمین سے گنبد کی بلندی 28 میٹر بتائی گئی ہے اور پیتل کا کلس ۳ میٹر لمبا ہے۔ حجرہ کے گرد سیسہ پلائی کندق کی گہرائی ۶ میٹر ہے۔

مقصورۃ النبویۃ کی تفصیل وانوارات

آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد ۸ ربیع الاول ۱۴ نبوۃ ۲۳ ستمبر ۶۱۲ء بروز دوشنبہ بمقام قبا نزول اجلال فرمایا۔ ۱۴ یوم یہاں ٹھہر کر بروز جمعہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ جب مسجد نبوی کی بنیاد رکھی گئی تو اس کے ساتھ دو حجرات بھی بنائے گئے تھے جن میں سے ایک ام المومنین عائشہ صدیقہ طیبہ کا ہے۔ جس میں آپ ﷺ تشریف فرما ہیں اسی حجرہ کو قبہ خضراء یا حجرہ عائشہ کہتے ہیں اور حجرہ شریف بھی کہا جاتا ہے۔

☆ یہی وہ حجرہ مبارکہ ہے جسے ارض وسما کے ہر مقام پر درجہ علیا حاصل ہے۔

☆ یہی وہ حجرہ مبارکہ ہے جو مہبط جبرائیل اور منزل کلام رب جلیل ہے۔

☆ یہی وہ حجرہ عالیہ ہے جہاں سے روح انور نے جسم اطہر سے پرواز کی۔

☆ یہی وہ حجرہ مقدسہ ہے جہاں حضور ﷺ کو غسل وکفن دیا گیا۔

☆ یہی وہ حجرہ کریمہ ہے جہاں دس دس صحابہ نے اندر داخل ہو کر نماز جنازہ ادا کی۔

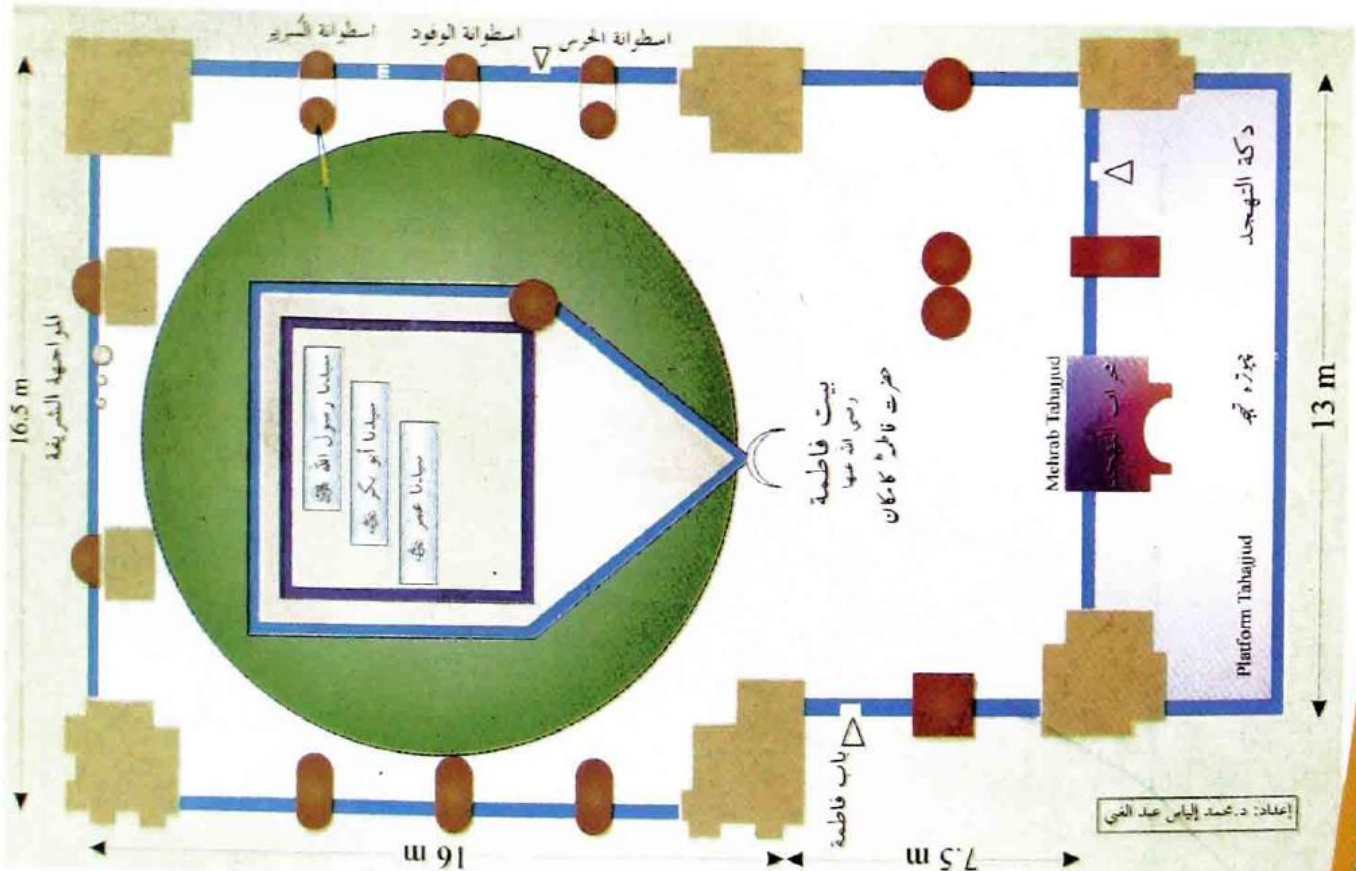
☆ یہی وہ حجرہ امینہ ہے جہاں انتقال سے ۳۲ گھنٹے بعد جسم اطہر کو لحد انور میں لٹایا گیا۔

☆ یہی وہ حجرہ منورہ ہے جہاں روز وشب ملائکہ رحمت کا نزول جاری ہے۔

☆ یہی وہ حجرہ عظیمہ ہے جو عنداللہ خیر البقاع ہے۔

اب اس کا نام اپنی بیرونی عمارت کے ساتھ ''مقصورۃ النبویہ الشریفہ'' ہے۔

حضور ﷺ کے روضہ مبارک کا اندرونی نقشہ



حضور ﷺ کے روزہ مبارک پر موجود 3 نورانی سوراخ

محترم جناب محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ لاہور صفحہ ۳۸۱ پر لکھتے ہیں: آرام گاہ (قبر اطہر) تک پہنچنے کے لیے تین سوراخ ہیں۔ پہلا سوراخ حجرہ مبارک کی چھت میں چہرہ انور ﷺ کے عین بالمقابل (اس سوراخ کے بنانے کی وجہ یہ ہوئی کہ وصال النبی ﷺ کے بعد ایک بار مدینہ منورہ میں بارش نہ ہونے سے لوگ پریشان ہوگئے تو انہوں نے امیر المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو اس وقت حیات تھیں عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیں۔

تو آپ نے انہیں مشورہ دیا کہ حضور اکرم ﷺ کے عین روئے انور کے بالمقابل اس حجرہ کی چھت میں ایک سوراخ کردو۔ خدا کی قدرت یہ سوراخ بنانے کی دیر تھی کہ بے حد بارش ہوئی اور لوگ نہال ہوگئے اور پھر انہوں نے چاہا کہ اب سوراخ بند کردیا جائے لیکن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع فرمایا چنانچہ اسی وقت سے یہ سوراخ اب تک موجود ہے۔)

دوسرا سوراخ اسی سمت اور اس کے عین بالمقابل مخمس عمارت (یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کی بنوائی ہوئی عمارت) کی چھت میں ہے۔

تیسرا سوراخ گنبد خضریٰ کے کلس کی جڑ میں اس کے بالمقابل ہے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ آج تک صرف تین خوش نصیب حضرات ان سوراخوں کے ذریعے اندر گئے ہیں۔

دنیا بھر میں کسی دوسرے پیغمبر کے مکان اور قبر مبارک کی حفاظت قدرت کی جانب سے ایسی نہ ہوئی۔ کاش دنیا والوں کو حضرت محبوب خدا ﷺ کا مختصر سادہ اور کچا حجرہ مبارک جو آج بھی اپنی اصلی حالت میں موجود ہے دکھایا جا سکتا۔

آپ نے ڈرائنگ روم میں لگے ہوئے فوٹو دیکھے ہوں گے کہ گنبد خضریٰ کے نیچے رنگین ونفیس چادروں میں ملبوس تین نہایت خوبصورت قبریں ہیں۔ یہ آرٹسٹ کا محض تخیل اور اس کے دماغ کی پیداوار ہے)۔ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

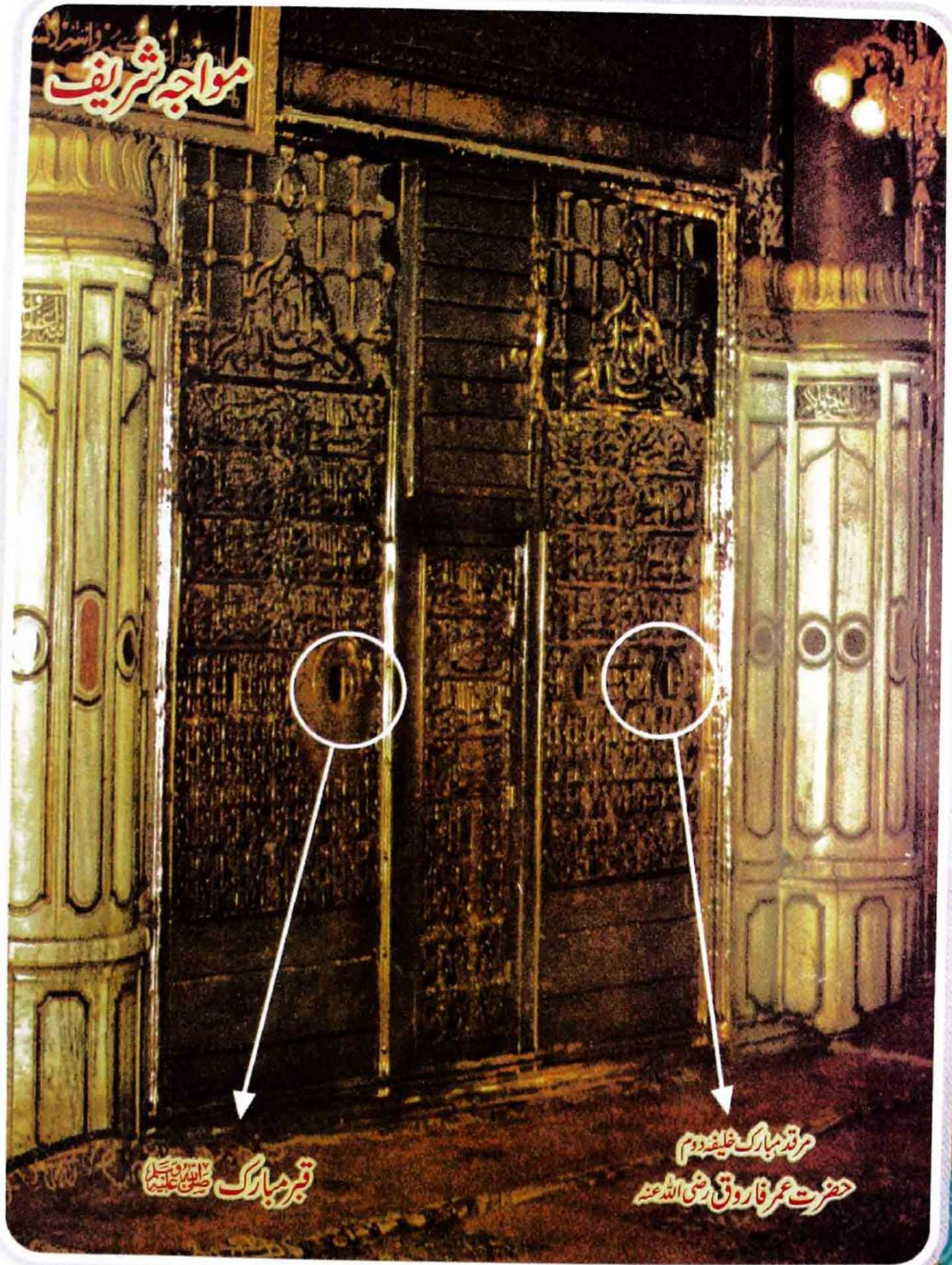
آپ ﷺ کی قبر کے اطراف کے احاطہ کی کفیل

بعض تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبریں ستراسی برس تک زیارت عام کیلئے کھلی رہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ۸۸ھ میں مقدس قبروں کے گرد ایک پنج گوشہ احاطہ تعمیر کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی پانچ طرفین والی عمارت پر غلاف چڑھا ہوا ہے۔

۵۵۷ھ میں سرتاج الانبیاء ﷺ کے جسد اطہر کو دو یہودیوں نے نقب لگا کر چوری کرنے کی کوشش کی۔ اس واقعہ کے بعد نورالدین زنگی نے روضہ اقدس کے گرد چاروں طرف پانی کی سطح سے سیسہ پگھلا کر دیواریں کھڑی کردیں۔

جس سے ایک اور حصار کھڑا ہوگیا۔ اب غلاف کے اندر کا نقشہ اللہ کی ذات کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ ہمارے ملک کے جن سربراہان کے لیے روضہ اقدس کھولا جاتا ہے وہ بھی مقدس قبروں کی زیارت نہیں کر پاتے بلکہ غلاف کے گرد خالی جگہ مقصورہ تک محدود رہتے ہیں۔ جو باہر سے بآسانی نظر آتا ہے۔

ظلمت کے اندھیروں کو دور کرنے والے دلوں کو روشن کرنے والے، ذہنوں کو منور کرنے والے، فکر ونظر کو جلا بخشنے والے عظیم پیغمبر ﷺ کا روضہ اندر سے تاریک رکھا گیا ہے جبکہ پوری مسجد نبوی بقعہ نور ہے۔ اس کی وجہ سمجھ سے باہر ہے۔ پرانے سفر ناموں سے پتہ چلتا ہے کہ ترکوں کے زمانے میں روضہ نبی ﷺ میں رات بھر روشنی کا انتظام رہتا تھا۔ بڑی بڑی کافوری بتیاں جلائی جاتی تھیں۔



مواجہ شریف
قبر مبارک ﷺ
مرقد مبارک خلیفہ دوم
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

روضہ مبارک کے سوراخ (روشندان)

سنہری جالی کے اندر جب آپ ان سوراخ سے جھا کیں گے تو چند گز ر کے فاصلہ پر آپ ﷺ کی قبر مبارک ہے آپ ﷺ کا سر مبارک مشرق کی طرف ہے چہرہ انور قبلہ کی طرف ہے آپ ﷺ اور خلفاء کی قبر کے بعد عمر بن عبدالعزیز کی تعمیر کردہ بیرونی دیوار ہے اس دیوار کے اندر سلطان نورالدین زنگی نے پگھلا ہوئے سیسے کی گہری خندق کھودی ہوئی ہے تا کہ کوئی آپ ﷺ کے جسم مبارک کو نقصان نہ پہنچا سکے۔





روضہ اقدس ﷺ سے دماغ کو معطر کرنے والی خوشبو کی برسات

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانہ میں عبداللہ بن محمد بن عقیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایک بزرگ تھے، ان کا معمول تھا تہجد کے وقت روزانہ مسجد نبوی میں تشریف لاتے اور سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوکر درود وسلام کا ہدیہ پیش کرتے، اس کے بعد مسجد شریف میں حاضر ہوکر تہجد وغیرہ کے معمولات پورے فرماتے، فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر اوراد ووظائف میں مشغول رہتے۔

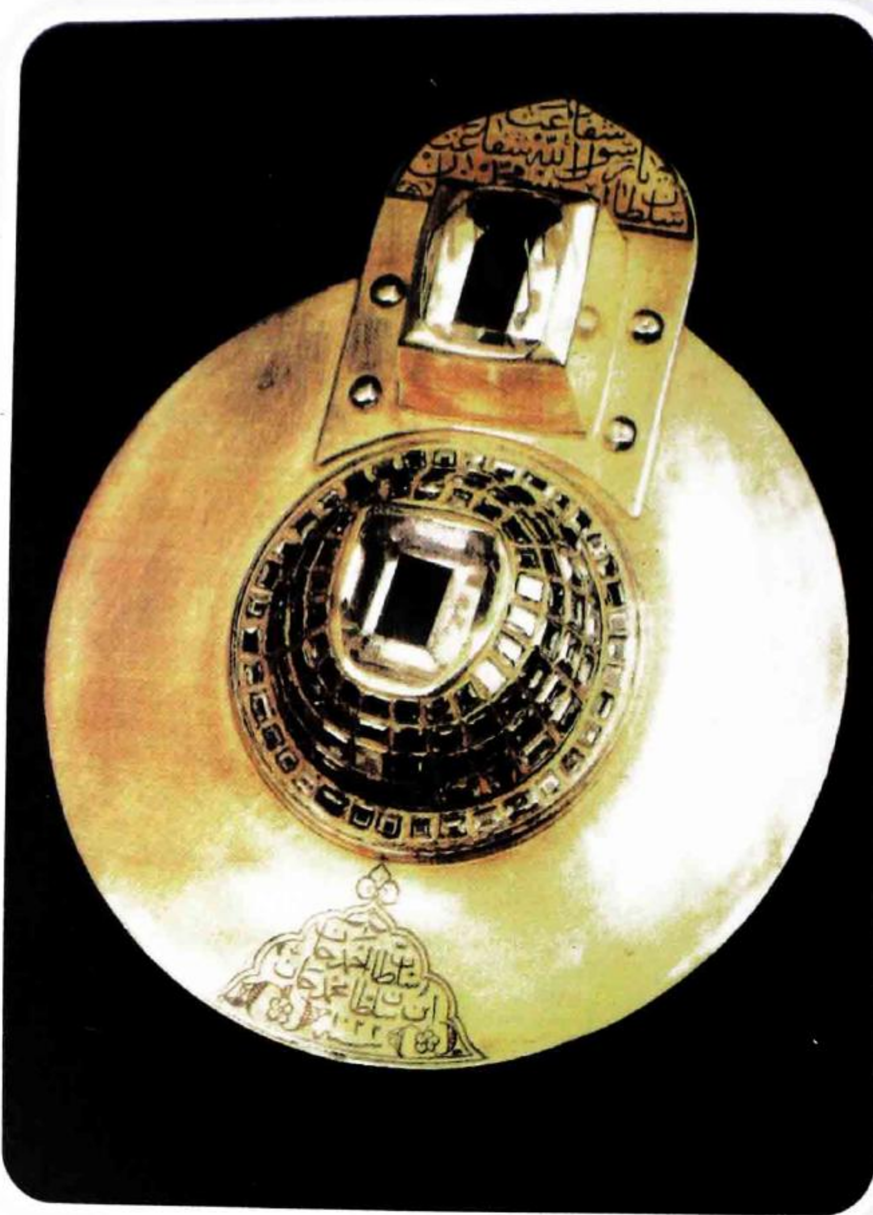
ان بزرگ کا بیان ہے کہ ایک روز حسب معمول میں تہجد کے وقت اپنے گھر سے نکلا۔ ابھی میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مکان کے قریب ہی پہنچا تھا کہ مجھے ایک عجیب محسوس کن خوشبو محسوس ہوئی، ایسی خوشبو زندگی میں مجھے کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی، اس خوشبو کے نشہ میں میں مسجد نبوی میں پہنچ گیا، اور حسب معمول روضہ اقدس پر حاضر ہوا تو میں یہ دیکھ کر حیران وششدرہ گیا کہ حجرہ مبارک کی ایک دیوار منہدم ہوگئی ہے اس وقت میں سمجھا کہ یہ معطر کرنے والی خوشبو روضہ اقدس کی تھی۔

حجرہ اقدس النبی ﷺ کا نظارہ

عبداللہ بن محمد بن عقیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں حضرہ اقدس کی ٹوٹی ہوئی دیوار سے اندر چلا گیا اور خدمت نبوی ﷺ میں صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کیا، کچھ دیر وہاں ٹھہرا رہا، میرے کھڑے کھڑے حضرت عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی وہاں پہنچ گئے۔ معلوم ہوا کہ دیوار گرنے کی خبر ان کو پہنچ گئی تھی، آپ نے آتے ہی ایک چادر سے پردہ کر دیا، اور نماز فجر کے بعد مدینہ منورہ کے مشہور اور نیک معمار ورداں کو بلایا۔

جب وہ آ گیا تو آپ نے اس کو اندر جانے کے لیے فرمایا۔ جب وہ اندر داخل ہوگیا تو اس نے اپنی مدد کے لیے ایک آدمی مانگا تو عمر بن عبدالعزیز رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی خود جانے کے لیے تیار ہوگئے تاکہ میں اس کا ہاتھ بٹاؤں، تھوڑی ہی دیر میں وہاں پر موجود قریش کے بہت سے لوگ ورداں کی مدد کے لیے اندر جانے کی درخواست کرنے لگے۔

مگر عمر بن عبدالعزیز رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے سب کی درخواست یہ کہہ کر نامنظور کر دی کہ اتنے ہجوم میں حضور ﷺ کو تکلیف پہنچے گی۔ اس کے بعد فرمایا نہ میں خود اندر جاؤں گا نہ تم میں سے کسی کو اندر جانے دوں گا، اس کے بعد آپ نے مزاحم نامی غلام کو اندر جانے کا حکم دیا کہ وہ اندر جا کر گری ہوئی مٹی وغیرہ صاف کریں۔ مزاحم نے اندر پہنچ کر صفائی کی اور قبر مبارک پر دیوار گرنے سے جو شگاف پڑ گیا تھا اس کو اپنے ہاتھ سے درست کیا۔





روضہ اقدس ﷺ کا نظارہ دیدار کرنے کے لئے حجرہ اقدس کے سوراخ پر 500 سال پرانا سونے اور جواہرات سے بنا ہوا گول ستارہ حضرہ نبوی کی دیوار کے سوراخ پر لگا ہوا ہے۔



روضہ مقدس محمد ﷺ کے دیدار کے لیے اس سوراخ سے زائرین اندر دیکھتے ہیں۔





مواجہہ شریف سے جب ہم سلام پڑھتے ہیں جہاں ہمیں جالیاں اور گول سوراخ نظر آتے ہیں تو حضور اقدس ﷺ کے جسم مبارک اور ہمارے درمیان تین دیواریں حائل ہیں۔

روضۃ الجنۃ

حجرہ شریف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ابوبکرؓ

عمر رضی اللہ عنہ

وہ دیوار جو حضرت عائشہؓ نے اپنے حجرہ کے درمیان قائم کی۔

دروازہ حجرہ مبارک

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی جگہ

مقام تہجد نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

حرم شریف کا وہ حصہ جو حضورؐ کے قدموں کی طرف ہے

مشرق

باب جبریل

جانب شام

صفّہ

قبر النبی حی اللہ

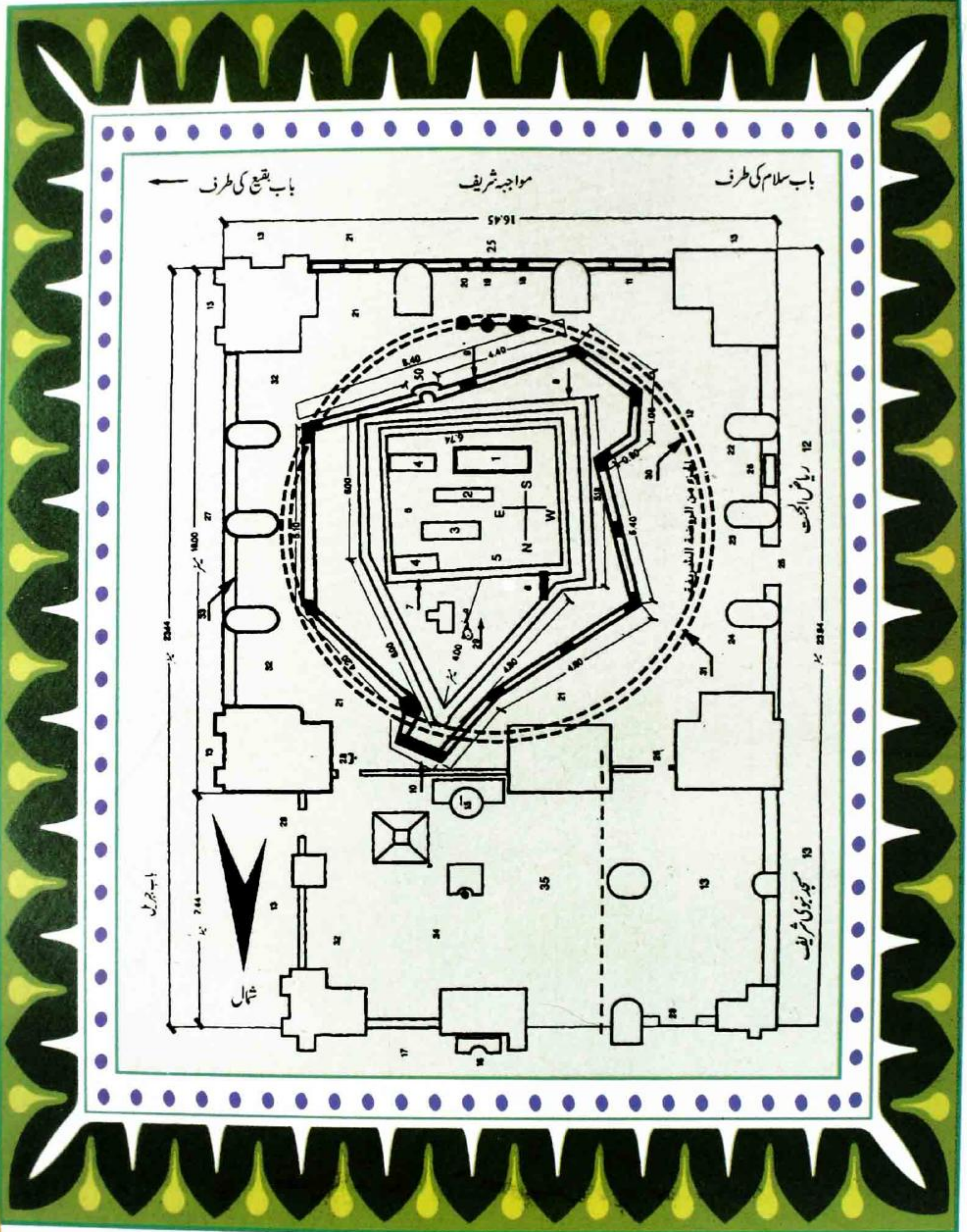
1. احاطہ اصل حجرہ مبارکہ جس میں حضور ﷺ اپنے دونوں رفیقوں کے ساتھ آرام فرما ہیں۔
2. وہ دیوار جو قبور مبارکہ کے اطراف عمر بن عبدالعزیزؒ نے بنایا۔
3. جالی مبارک جو احاطہ قبور کے چاروں طرف ہے۔
4. ازواج مطہرات کے دوسرے حجروں کی جگہ جو ولید بن عبدالملک نے توسیع حرم میں داخل مسجد کی گئی۔



ان حضرات صحابہ کے اسماء گرامی جو آپ کی قبر مبارک میں اترے

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ کے مزار اقدس میں آپ کی تدفین کے لیے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت عقیل بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت فضیل بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وغیرہ موجود تھے۔

ابو مسیّب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ میں نماز جنازہ کے وقت حاضر تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت ایک دروازہ سے داخل ہوتی اور درود وسلام پڑھ کر دوسرے دروازہ سے نکل جاتی۔ جب آپ کو لحد مبارک میں اتارا گیا تو حضرت مغیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ آپ کے پاؤں مبارک کی جانب لحد شریف پوری طرح درست نہیں کی گئی۔ دوسرے حضرات نے فرمایا تم قبر انور میں اترو اور اس حصہ کو درست کرو۔ چنانچہ وہ داخل ہوئے اور اپنا ہاتھ لحد مبارک میں داخل کر کے قدم مبارک مس کیے (لحد کو درست کیا) اور فرمایا مٹی ڈالو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مٹی ڈالتے رہے، جب ان کی پنڈلیوں کے نصف تک مٹی جمع ہوگئی تو وہ باہر نکلے اور فرمایا کرتے تھے میں تمہاری بہ نسبت رسول اللہ ﷺ کی تازہ زیارت کرنے والا ہوں اور آپ کے جسد اطہر کو مس کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہونے والا ہوں۔

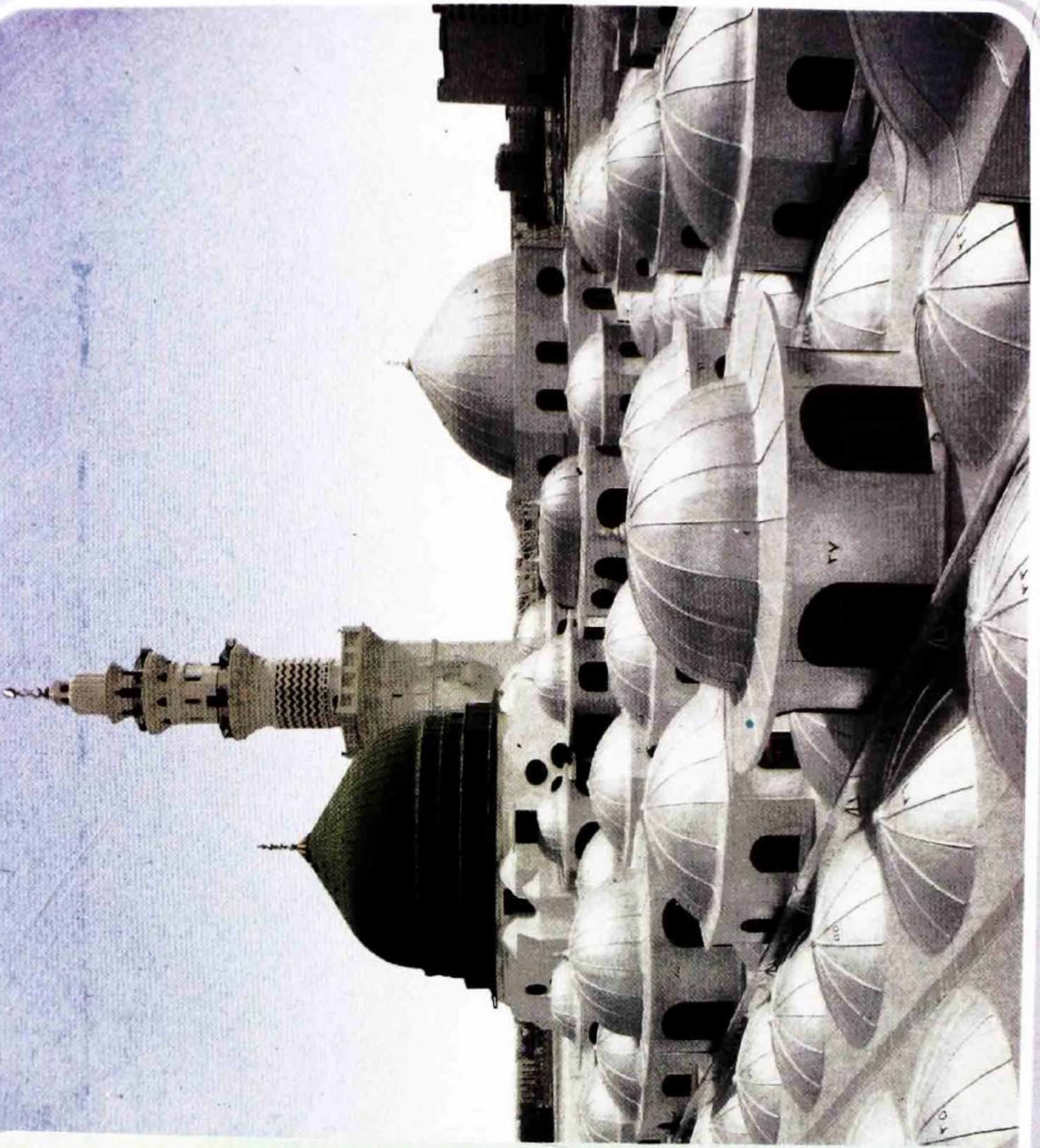


نقشہ حجرۂ نبوی کا تفصیلی خاکہ نمبروں کے ذریعہ ہر ایک کی تفصیل نیچے درج ہے۔



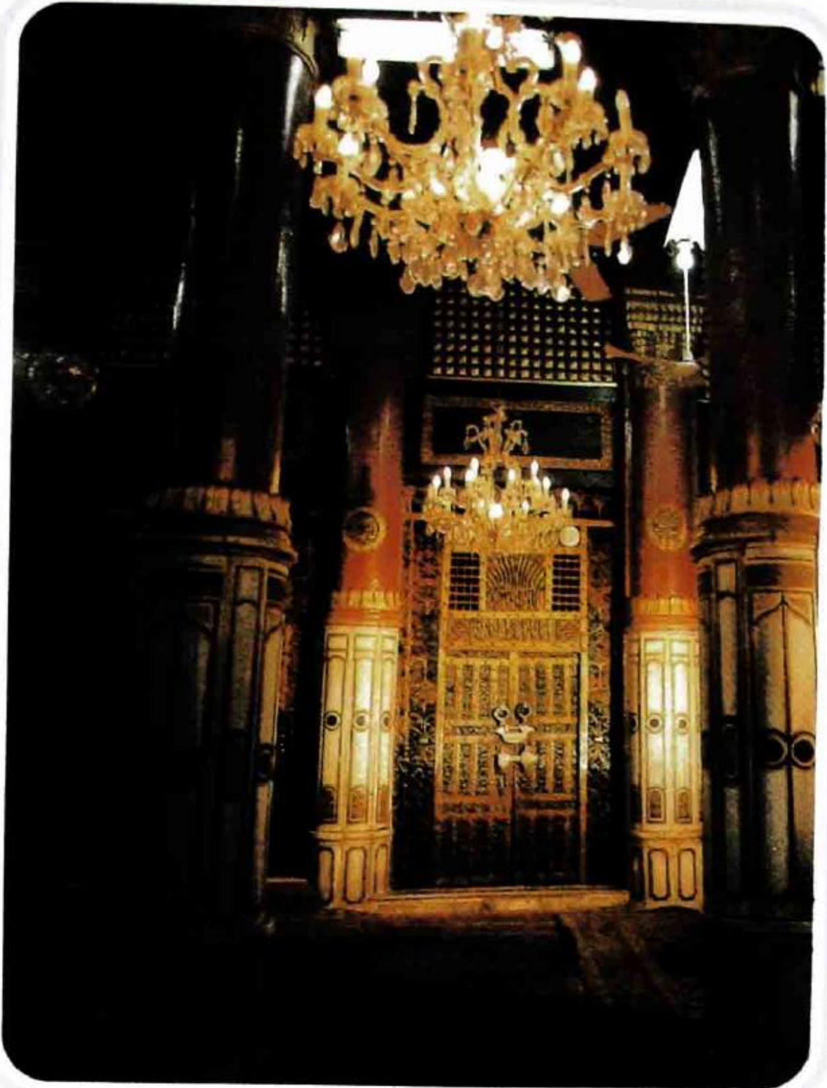
۱۔ نبی پاک ﷺ کی قبر شریف۔
۲۔ آپ کے خلیفہ سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قبر۔
۳۔ آپ کے خلیفہ سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قبر۔
۴۔ سیدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی قبر ہوگی، ایک روایت کے مطابق ان کی قبر رسول اللہ ﷺ کی قبر کے برابر اور دوسری روایت کے مطابق عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قبر کے پیچھے ہوگی۔
۵۔ اس جگہ سیدہ عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا رہتی تھیں، جو حجرہ کے مشرقی جانب ہے اور دوسری روایت کے مطابق وہ شمالی جانب رہتی تھیں اور یہی زیادہ صحیح ہے۔
۶۔ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے اترنے کی جگہ، اس جگہ سے آپ بارہا داخل ہوئے۔
۷۔ حجرۂ عائشہ کی دیوار جسے رسول اللہ ﷺ نے بنوائی جو کچی اینٹوں کی ہے اور جو آج بھی موجود ہے۔
۸۔ مخمس دیوار جسے عمر بن عبدالعزیز نے تعمیر کرائی، ولید بن عبدالملک کے دور خلافت میں۔
۹۔ عمر بن عبدالعزیز کی مخمس دیوار کے باہر متعدد کونے والی دیوار چاروں طرف سے سلطان قایت بای نے بنوائی۔ (مگر اس کا ذکر دوسری روایتوں میں نہیں)۔
۱۰۔ سلطان قایت بای کی دور حکومت کے ستون جن پر حجرہ شریف کے گرد پردہ لٹکایا جاتا ہے۔
۱۱۔ مقصورہ کی پہلی کھڑکی مغربی حصہ میں۔ سلطان ظاہر بیبرس کے زمانہ میں وہ مقصورہ سے ملائی گئی۔
۱۲۔ ریاض الجنۃ۔
۱۳۔ مسجد نبوی شریف کا حصہ۔
۱۴۔ سیدہ فاطمہ زہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا مکان۔
۱۵۔ سیدہ فاطمہ کے مکان کے اندر کا محراب جسے سلطان قایت بای نے بنایا۔
۱۶۔ محراب تہجد جس میں نبی پاک ﷺ تہجد ادا کرتے۔
۱۷۔ اہل صفہ کے ساتھ تہجد کی جگہ سیدہ فاطمہ کے مکان کے پیچھے۔
۱۸۔ مواجہ شریف رسول ﷺ۔
۱۹۔ مواجہ شریف حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔
۲۰۔ مواجہ شریف حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔
۲۱۔ حجروں کی جگہ جنہیں ولید بن عبدالملک کی تعمیر میں منہدم کر دیا گیا۔
۲۲۔ ستون نسر۔
۲۳۔ ستون وفود۔
۲۴۔ ستون حرس۔
۲۵۔ باب توبہ (شریف)
۲۶۔ باب سیدہ عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا (ریاض الجنۃ میں) سر اقدس کے مقابل میں کھڑکی۔
۲۷۔ قدمیں مبارک۔
۲۸۔ مقصورہ کے دروازے۔
۲۹۔ قبر شریف پر چھوٹے گنبد کا دائرہ۔
۳۰۔ نیلے گنبد کا دائرہ۔
۳۱۔ سبز گنبد کا دائرہ۔
۳۲۔ مقصورہ کا باقی حصہ۔
۳۳۔ مقصورہ کی باہری دیوار۔
۳۴۔ سیدہ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی محراب۔
۳۵ سیدہ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا مکان۔





روضہ رسول ﷺ سے پاؤں ظاہر ہونے کا واقعہ

حضرت عرہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ولید بن عبدالملک کے دور میں جب حجرات شریفہ کو مسجد میں شامل کرنے کے لیے منہدم کیا گیا تو حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مشرقی دیوار کمزور ہونے کے باعث گر گئی۔ اسے تعمیر کرنے کے لیے بنیاد کھودنی شروع کی تو ایک پاؤں ظاہر ہو گیا سب گھبرا گئے اور خیال کیا کہ شاید یہ نبی اکرم ﷺ کا قدم مبارک ہے۔ صحیح صورت حال کوئی نہ بتلا سکا تو حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھ کر کہا بخدا یہ نبی اکرم ﷺ کا قدم مبارک نہیں یہ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک ہے۔



یہ وہ جگہ ہے جہاں آج سے 1400 سال پہلے آپ کا گھر تھا

حجرات نبوی ﷺ کے متعلق خلاصۂ کلام

رسول ﷺ کے روضہ و مسجد کی زیارت سے مشرف ہونے والا شخص مندرجہ ذیل چیز ملاحظہ کرتا ہے۔

آج کل مواجہ شریف میں کھڑا ہونے والا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان کی جگہ میں ہوتا ہے۔

پتیل یا لوہے کا مقصورہ جسے سلطان قایت بای نے ۸۸۸ھ میں بنوایا۔ سب سے پہلے ظاہر بیبرس نے ۶۶۸ھ میں لکڑی کا مقصورہ بنوایا جس کی لمبائی ساڑھے تین میٹر تھی

مخمس دیوار جس کو عمر بن عبدالعزیز والی مدینہ نے ۳۰ھ میں بنوائی جو تراشیدہ پتھر کی تھی۔ محقق بات ہے کہ اس میں کسی جانب کوئی دروازہ نہیں۔ اور اسی دیوار پر سبز غلاف پڑا ہوتا۔

اسی مخمس دیوار کے اندر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکان بھی ہے۔ اس کو بھی عمر بن عبدالعزیز نے تعمیر کرایا۔ مشرقی دیوار پتھر کی تھی اس گھر میں بھی کوئی دروازہ نہ رکھا گیا۔ ۸۸۸ھ میں اشرف قایت بای کے دور حکومت میں مشرقی دیوار شہید کر کے پھر سے نئے پتھر کی تعمیر کر کے سارے سوراخ بند کر دیے گئے۔

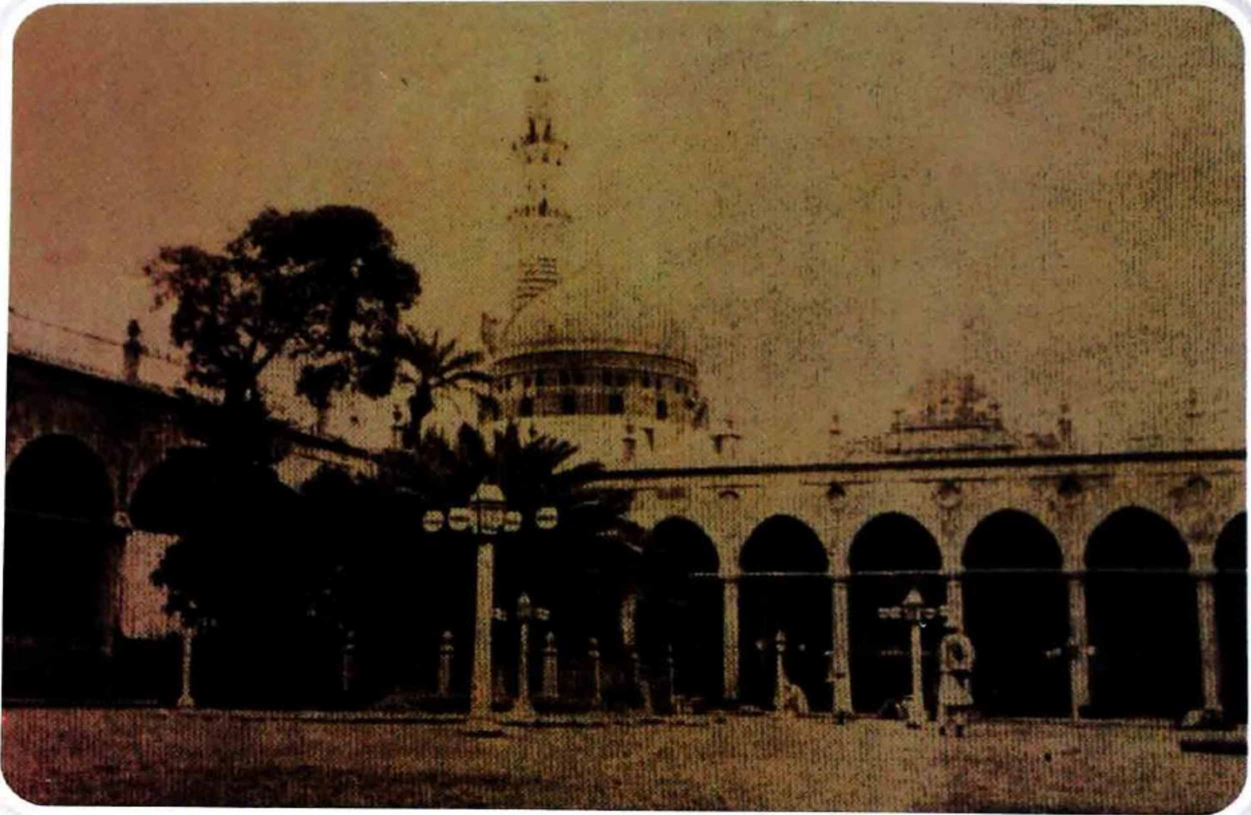
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے اندر قبر رسول ﷺ اور قبر صدیق و عمر ہے۔ اس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں بنوایا تھا۔ اس میں صرف ایک دروازہ تھا جس پر پردہ تھا۔

مواجہ شریف میں زائر سے رسول ﷺ کا سر اقدس کوئی 2,25 میٹر کے فاصلہ پر ہوتا ہے۔ اور ریاض الجنۃ میں کھڑے زائر سے سر اقدس 1,60 میٹر کے فاصلہ پر ہوتا ہے۔

حجرۂ نبوی ﷺ کی چھت لکڑی کے تختوں کی اس کے اوپر پانی سے بچاؤ کے لیے موی کپڑا لگا، زمین سے اس کی اونچائی کوئی چھ میٹر۔ قبر انور کے ٹھیک اوپر چھت میں ایک سوراخ جو قحط سالی میں نماز استسقاء کے وقت کھولا جاتا تھا۔

سبز گنبد اس وقت ازواج مطہرات کے پورے مکان کو محیط ہے۔ اس کو ۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود بن عبدالحمید خان نے تعمیر کرایا۔ یہ اندر سے تراشیدہ پتھر کا ہے اور اوپر سے سیسہ کے تختے لگے ہیں۔ زمین سے اس کی اونچائی پچیس میٹر اور صرف کلس (ہلال) تین میٹر کل ملا کر اٹھائیس میٹر اونچا ہے۔ اس گنبد میں چھہتر طاق اور کھڑکیاں ہیں جو رنگین شیشوں سے بند ہیں۔ ان میں سے ایک جو قبلہ کی سمت ہے اس پر ڈھکن ہے جس کا کھولنا ممکن ہے۔

سلور (چاندی) رنگ کی بجائے سبز رنگ سے سب سے پہلے ۱۲۵۳ھ میں سلطان محمود خان نے رنگوایا۔ اسی لیے اس کا نام گنبد خضریٰ (سبز گنبد) پڑا۔





ازواج النبی ﷺ کے کچی اینٹوں کے گھر

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے حجروں کو گرایا تو وہ کچی اینٹوں کے بنے ہوئے تھے اور حجروں پر کھجور کی شاخوں کی چھت تھی جو مٹی سے لپائی کی ہوئی تھی۔ ان حجروں کی تعداد ۹ تھی۔ اور وہ کمرے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے اسماء بنت حسن کے گھر تک پھیلے ہوئے تھے۔

سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں ذرا بڑا ہو گیا تو کھڑا ہو کر چھت کو ہاتھ لگا لیا کرتا تھا۔ یہ تھی حجرات مقدسہ کی اونچائی یہ تمام حجرات مقدسہ شرقی جانب تھے۔ غربی جانب کوئی حجرہ نہ تھا، ان مقدس حجروں میں عموماً رات کو چراغ بھی نہیں جلتے تھے اور ضرورت بھی کیا تھی، بھلا جس گھر میں سراج منیر کی جلوہ گری ہو وہاں شمع کی کیا ضرورت؟ جس گھر میں آفتاب ہو تو وہاں چراغ کی کیا حیثیت؟

ابوامامہ سہل بن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ کاش وہ حجرے اسی طرح رہنے دیے جاتے تاکہ آنے والے لوگ دیکھتے کہ شاہ بحر و بر سید الانبیاء ﷺ کی زندگی کس قدر سادہ زندگی تھی جسے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئیں۔ ان کی رہائش کیسے سادہ قسم کے چھپروں میں تھی۔ مقامات مقدسہ کی تعمیری ترتیب کچھ اس طرح تھی: سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حجرے کے ساتھ سیدہ سودہ اور سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے تھے۔

حجرۂ نبوی کی دیواروں پر آیات قرآنی کے نقش ونگار



ولید بن عبدالملک کے دور خلافت اور ان کے گورنر مدینہ عمر بن عبدالعزیز کے تعمیر مسجد نبوی شریف سے لے کر اب تک اس مقام مقدس میں بہت سے فنی مہارت کے کمالات دکھائے گئے۔ نقش ونگاری اور سونے وہیرے کی تزئین کاری کے بے شمار اعلیٰ نمونے مسجد نبوی شریف کی چھت اور جنوب (قبلہ) کی دیواروں پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

اب ہم ذیل میں ان تحریروں کا ذکر کررہے ہیں جن کا تعلق حجرۂ نبوی ﷺ سے ہے۔

۱۔ باب وفود کے اوپر حجرۂ نبوی کے مغربی جانب یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔

''اس مقصورہ کو سلطان اشرف ابوالنصر قایت بای نے ۸۸۸ھ میں بنوایا۔''

۲۔ حجرۂ نبوی کے گرد لوہے کے مقصورہ کے دروازے پر یہ عبارت مکتوب ہے:

''اس مقصورہ کو سلطان اشرف ابوالنصر قایت بای نے ۸۸۸ھ میں بنوایا۔''

۳۔ مشرقی جالی (کھڑکی) مواجہہ شریف میں کھڑے ہونے والے کے دائیں طرف اوپر یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

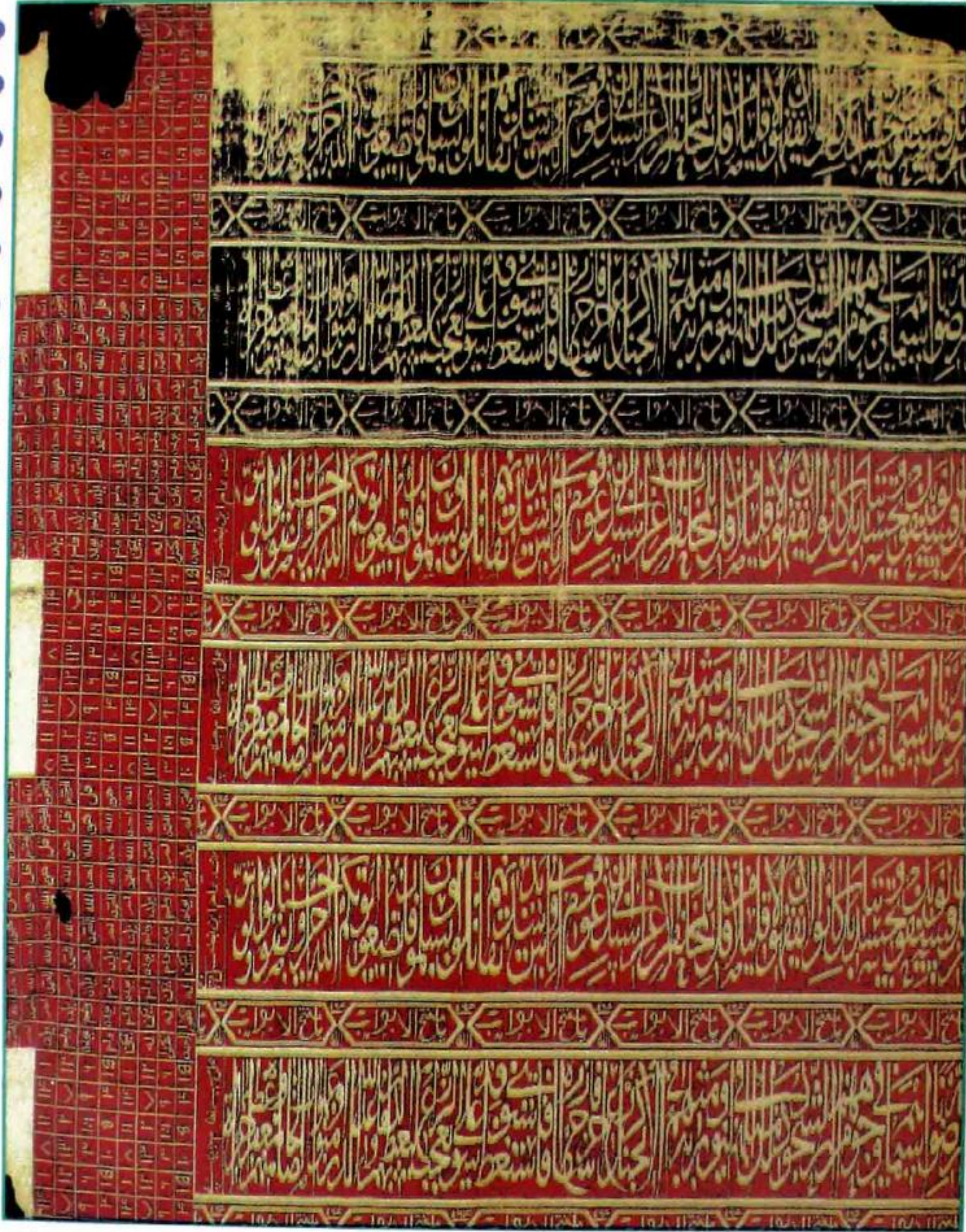
''نبی عظیم خلقه الخلق الذی له عظم الرحمن فی سید الکتب''

وہ عظیم المرتبت نبی جن کا اخلاق عظیم، ان کو عظیم کیا رحمٰن نے اپنی کتاب عظیم میں۔

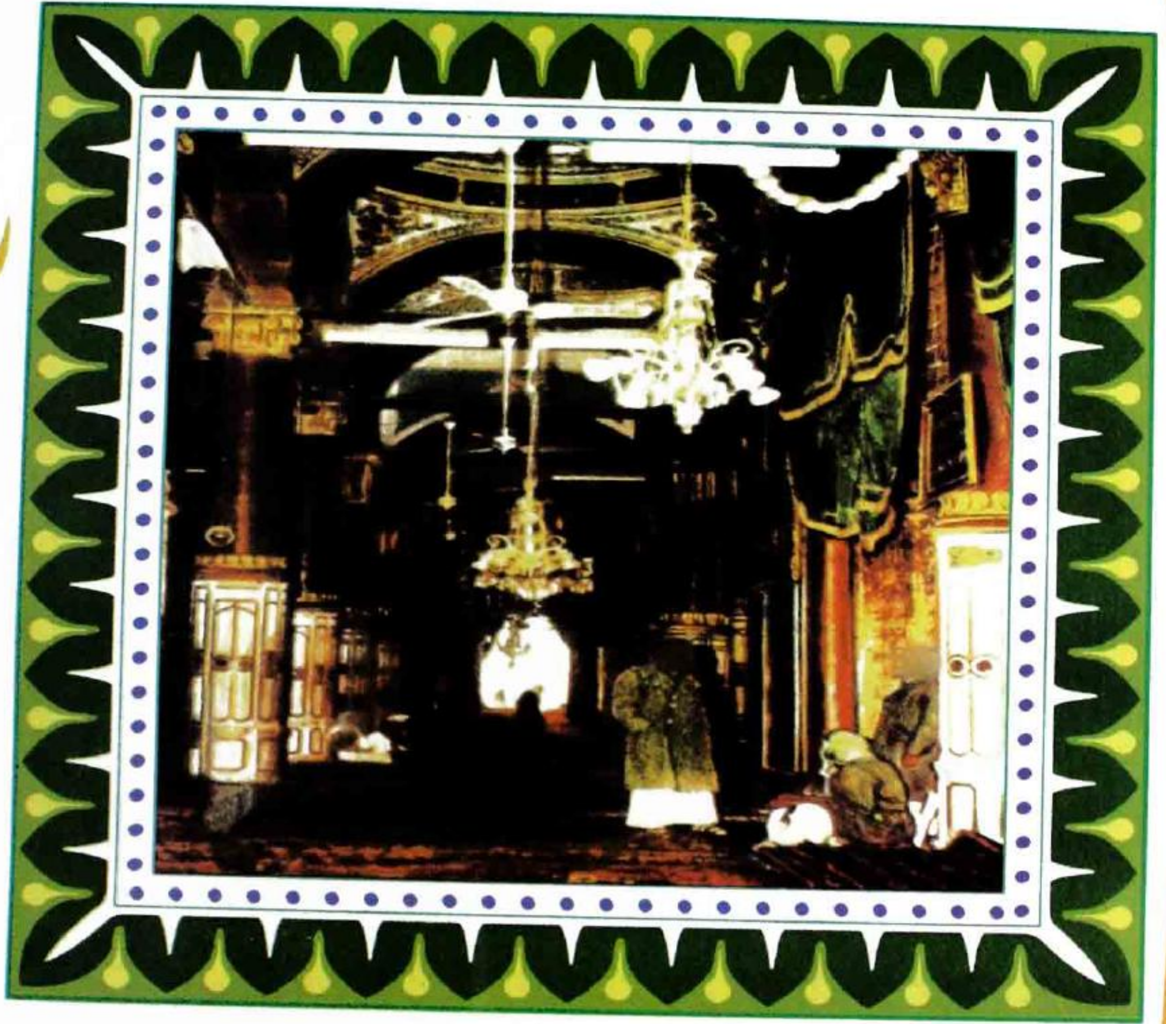
یہ شعر شیخ عبداللہ بن علوی حسنی متوفی ۱۱۳۲ھ کے اس قصیدہ کا ہے جو پورا حجرۂ نبوی کے اندر منقوش ہے۔

۴۔ مقصورہ کے دروازہ پر'' **لا الـه الا اللـه محمد رسول الله**'' لکھا ہوا ہے۔



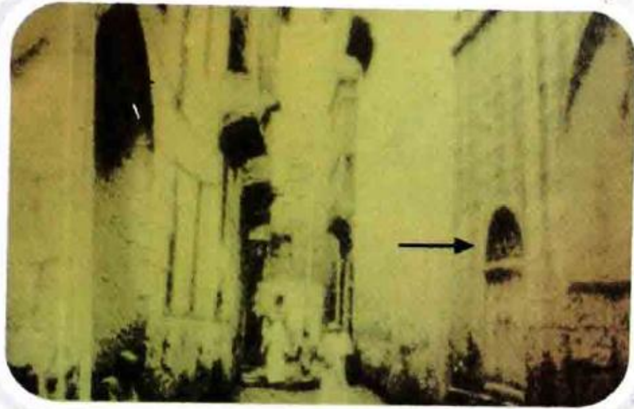


حضور ﷺ کے روضہ پر رکھے گئے غلاف کا حصہ جسے بادشاہ احمد اول نے تحفۃً بھیجا تھا یہ آج بھی ٹاپ کاپی (ترکی) میں محفوظ ہے۔



حجرہ شریف کے باہر مواجہ شریف میں دکھائی دے رہا پردہ جو ابھی ہٹا دیا گیا ہے۔





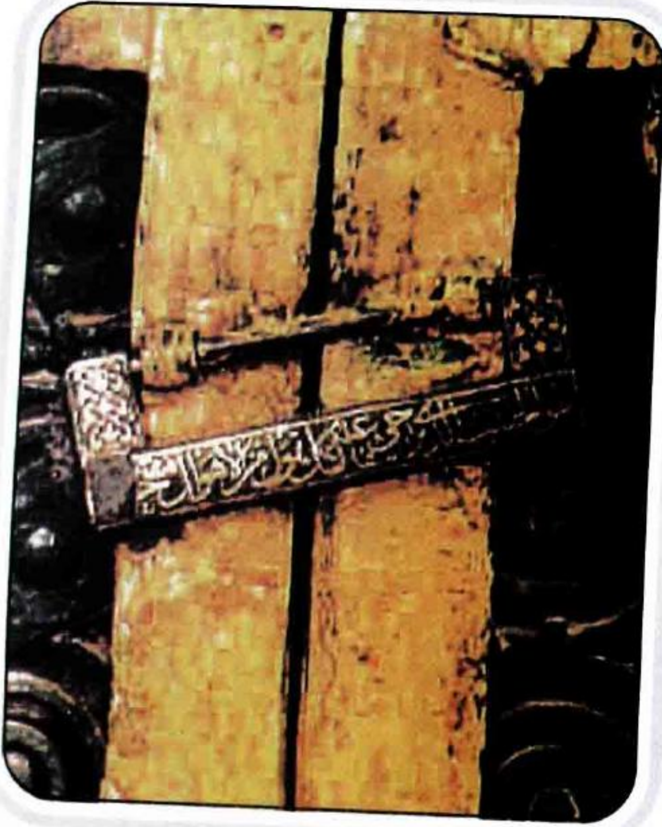
تصویر میں تیر کے نشان سے وضاحت کی جا رہی کہ حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب کی قبر اس مکان میں تھی۔ اب یہ جگہ مسجد نبوی میں شامل کر لی گئی ہے۔ یہ مکان بنو نجار کے محلے میں تھا۔



مغربی جانب ریاض الجنۃ میں حجرۂ نبوی کی جالیوں کی تصویر



حجرۂ نبوی کے برابر شمال میں باب جبریل، باب نساء کے درمیان واقع گارڈ کا چبوترہ۔



روضۂ رسول ﷺ کی باہر پیتل کی جالی

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دروازہ آج حجروں کا دروازہ کے طور پر مستعمل ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازہ کی کنڈی جس پر آیت قرآنی کندہ دیکھی جاسکتی ہے۔

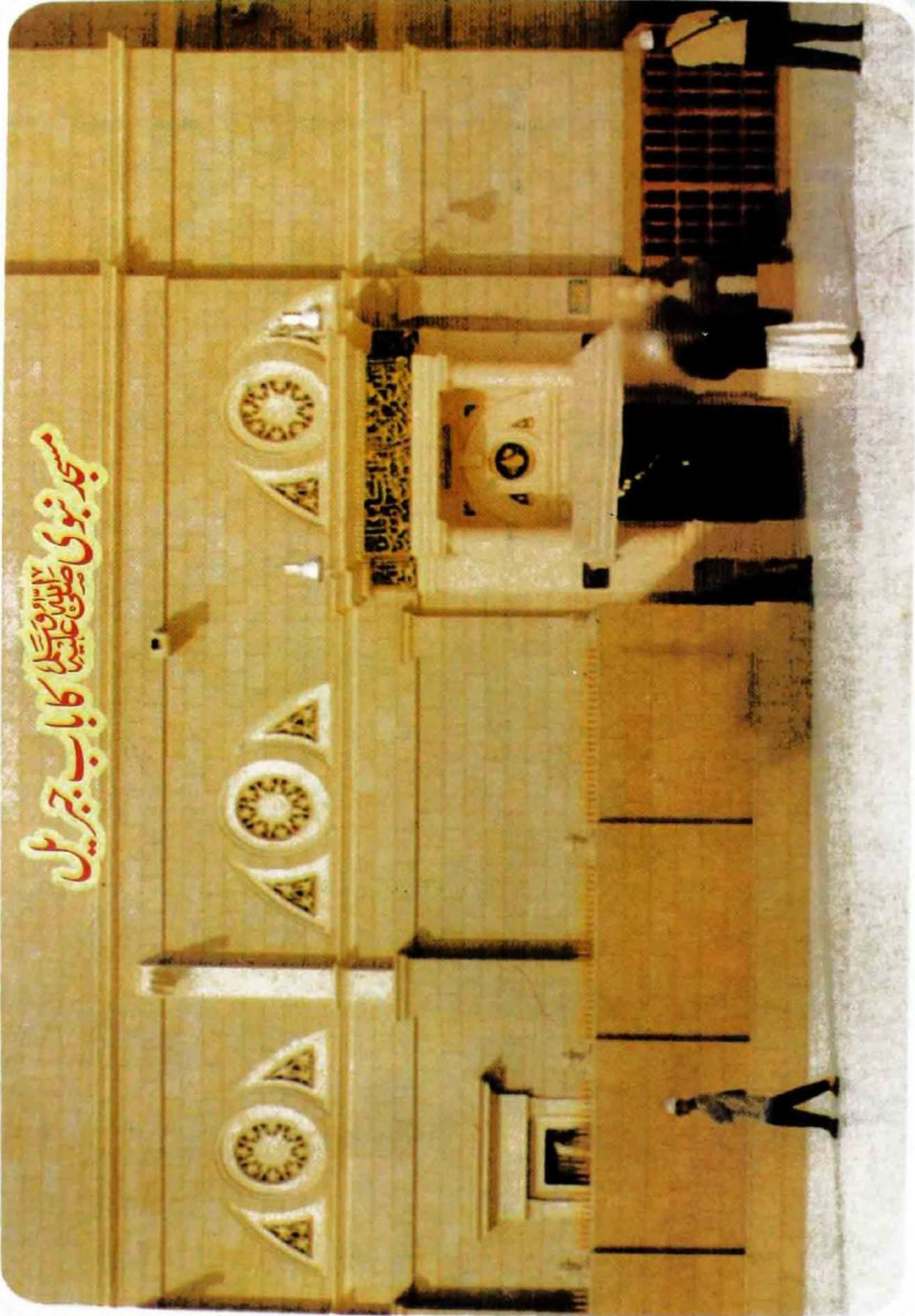


مسجد نبوی میں جب آپ باب جبرائیل علیہ السلام سے داخل ہوں گے تو آپ کے بائیں ہاتھ پر ایک حجرہ نظر آئے گا۔ یہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر تھا، جب آپ اس کے سامنے سے گزر جائیں تو فوراً بعد بائیں ہاتھ پر مسجد نبوی کا جو حصہ ہے یہ ریاض الجنۃ ہے۔ یعنی منبر رسول ﷺ اور قبر شریف کے درمیان کا حصہ ریاض الجنۃ کہلاتا ہے۔ اس مقام کی نسبت حدیث میں آتا ہے "جو جگہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک ہے۔" (گھر سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ ہے جس میں حضور پاک ﷺ کی قبر شریف ہے اور جو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کے پیچھے ہے۔)

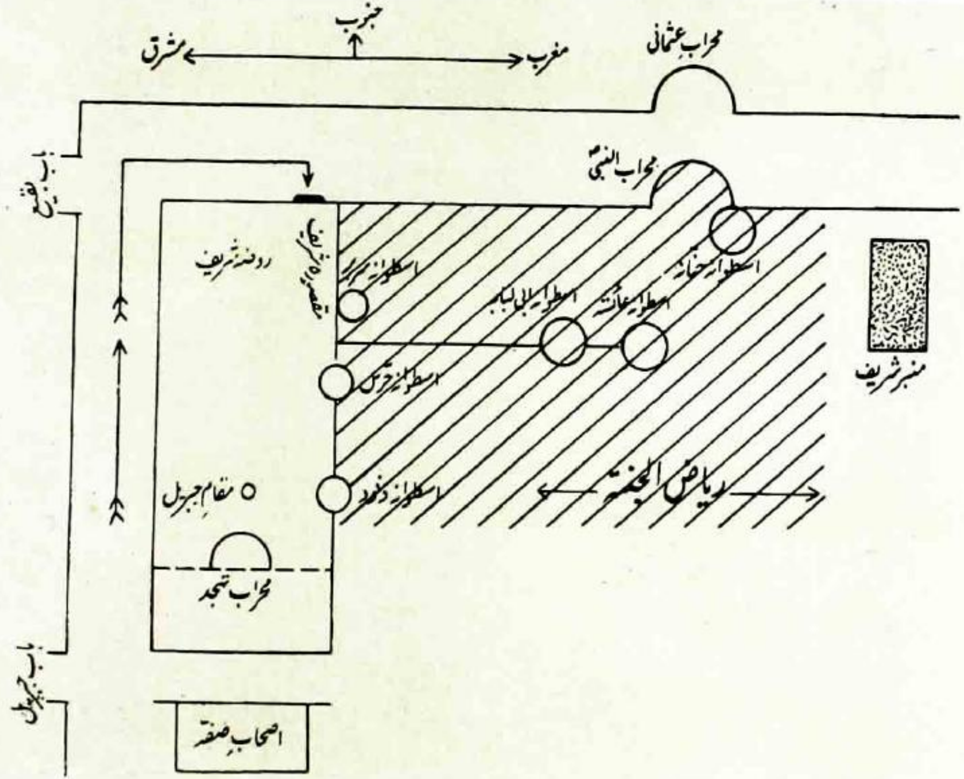
یعنی یہ جگہ حقیقت میں جنت کا ایک ٹکڑا ہے جو اس دنیا میں منتقل کیا گیا ہے اور قیامت کے دن یہ ٹکڑا جنت میں چلا جائے گا۔ اسی ریاض الجنۃ میں حضور سرور کونین ﷺ کا مصلیٰ بھی ہے جہاں آپ ﷺ کھڑے ہو کر امامت فرمایا کرتے تھے۔ اس جگہ آج ایک خوبصورت محراب بنی ہوئی ہے جو محراب نبوی کہلاتی ہے۔ ولید بن عبدالملک کے دور میں ولی کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز نے جب مسجد نبوی کی توسیع کی تو اس جگہ یہ محراب بھی بنوادی۔

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد مصلیٰ رسول جیسی متبرک جگہ کی تعظیم کو برقرار رکھنے کی غرض سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ سوائے قدم مبارک وہ جگہ چھوڑ کر باقی جگہ پر دیوار بنوادی تھی تاکہ آپ ﷺ کے سجدہ کی جگہ پر لوگوں کے قدم نہ پڑیں۔

اس دروازے سے آپ ﷺ مسجد نبوی میں آتے تھے اور جبریل علیہ السلام بھی وحی لے کر اس دروازے سے آپ ﷺ کے پاس تشریف لاتے تھے۔









چبوترہ اصحاب صفہ: مورخین سیرت کے مطابق یہاں طلبہ کی تعداد 70 یا 80 کے درمیان رہتی۔ کبھی کبھی یہ تعداد بڑھ کر چار سو تک پہنچ جاتی۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسی نبوی مدرسہ کے سب سے زیادہ حاضر باش طالب علم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ آپ سے مروی ہے۔ صفہ سے حضور ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات کا آغاز ہوا تو چار دانگ عالم میں پھیل گیا۔ آج پوری دنیا میں صفہ سے نسبت رکھنے والے ہزاروں مدارس عربیہ موجود ہیں جو دین کی روشنی عام کرنے میں اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

مسجد نبوی کے ستون

مسجد نبوی کے ۸ ستون

پوری مسجد نبوی میں خوبصورت میرون رنگ کے ستون بنائے گئے ہیں جبکہ ریاض الجنہ میں موجود ستونوں کا رنگ سفید اور اس کے درمیان سنہری پٹیاں لگی ہیں۔ اگر ریاض الجنہ کے ستونوں کو غور سے دیکھا جائے تو اس میں بھی دو قسم کے ستون ہیں سفید اور سنہری ستون اصل مسجد نبوی ﷺ کے اندرونی حصے کی نشاندہی کرتی ہے جبکہ سادے سفید ستون اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ رسول ﷺ کے دور میں یہ حصہ مسجد کے صحن کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔

ریاض الجنہ مسجد نبوی کا نہایت متبرک ٹکڑا ہے اور اس خطہ میں مصلیٰ رسول، منبر رسول، چبوترہ صفہ، محراب تہجد اور چھ انتہائی تاریخی ستون قائم ہیں جن کا ذکر آگے کے ابواب میں تفصیلاً آئے گا۔

مسجد نبوی میں حضور سے منسوب 8 ستون

ریاض الجنہ کے قطعہ میں آٹھ ستون ایسے ہیں جنہیں ستون ہائے رحمت کہا جاتا ہے اور ان ہی ستونوں کے درمیان ریاض الجنہ کا احاطہ ہے۔ ان ستونوں پر سنگ مرمر چڑھا ہوا ہے اور طلائی کام بھی کیا ہوا ہے۔ اور امتیاز کے لیے ان پر نام بھی کندہ ہیں، مندرجہ ذیل ستونوں کو ستون ہائے رحمت کہا جاتا ہے۔

۱۔ اسطوانہ حنانہ۔
۲۔ اسطوانہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
۳۔ اسطوانہ ابی لبابہؓ
۴۔ اسطوانہ سریر۔
۵۔ اسطوانہ محرس۔
۶۔ اسطوانہ وفود۔
۷۔ اسطوانہ تہجد۔
۸۔ اسطوانہ جبرائیل علیہ السلام۔

اسطوانہ جبرائیل کو اسطوانہ سریعہ البصری بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں یہاں تشریف لائے تھے۔ یہ تو مسجد شریف کے ان ستونوں کا تذکرہ تھا جو فضیلت و برکت میں ممتاز و مخصوص ہیں ورنہ تمام ستون اور ساری مسجد شریف ہی بقعہ نور ہے۔ جس جگہ بھی موقع ملے نوافل اور تلاوت کلام پاک میں مصروف وقت گزارنا چاہیے۔ (تاریخ المدینہ منورہ ص ۲۴)۔

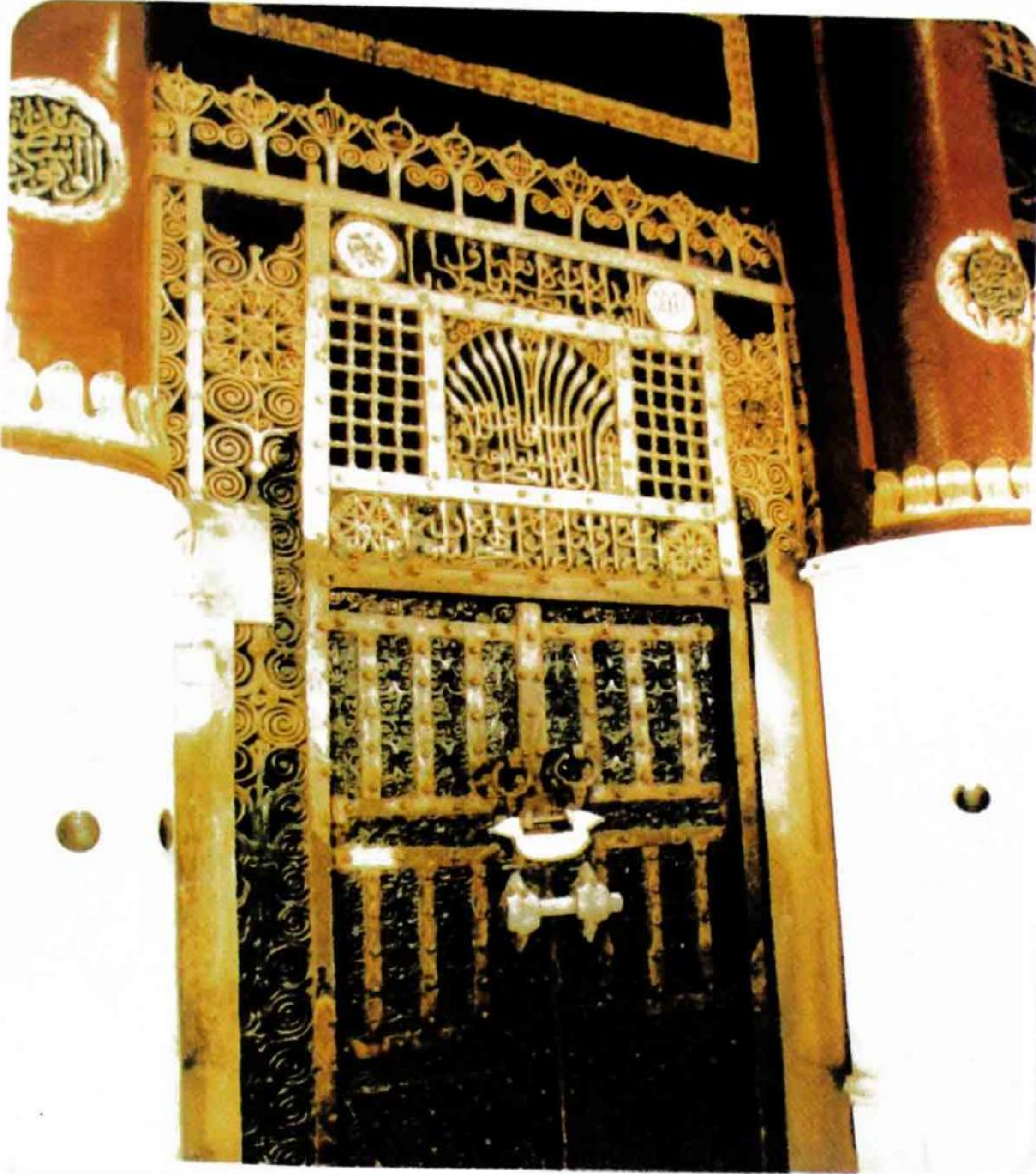


اسطوانہ وفود

چھٹا اسطوانہ وفود ہے۔ جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک کے پاس ہے۔ سلطان دو عالم ﷺ حجرہ سے باہر اسی جگہ تشریف فرما ہوتے۔ جب نواحی بستیوں اور مختلف ممالک کے وفود باریابی کے لیے حاضر ہوتے تو یہیں حضور ﷺ ان کو اپنی زیارت سے مشرف فرماتے۔ یہ دربار دنیوی دربار کی طرح نہ تھا۔

"یجلس الیھا الوفود العرب اذا جاء ته"

وفود آتے تو آپ اسی جگہ بیٹھتے۔ یہ وہ مبارک جگہ ہے جہاں آج سے 1400 سال پہلے آپ ﷺ کا گھر تھا (1) اس جگہ وفود آپ ﷺ سے آ کر ملاقات کرتے تھے اب یہ مسجد نبوی کا حصہ بنی ہوئی ہے اور اسطوانۃ الوفود کے نام سے مشہور ہے۔



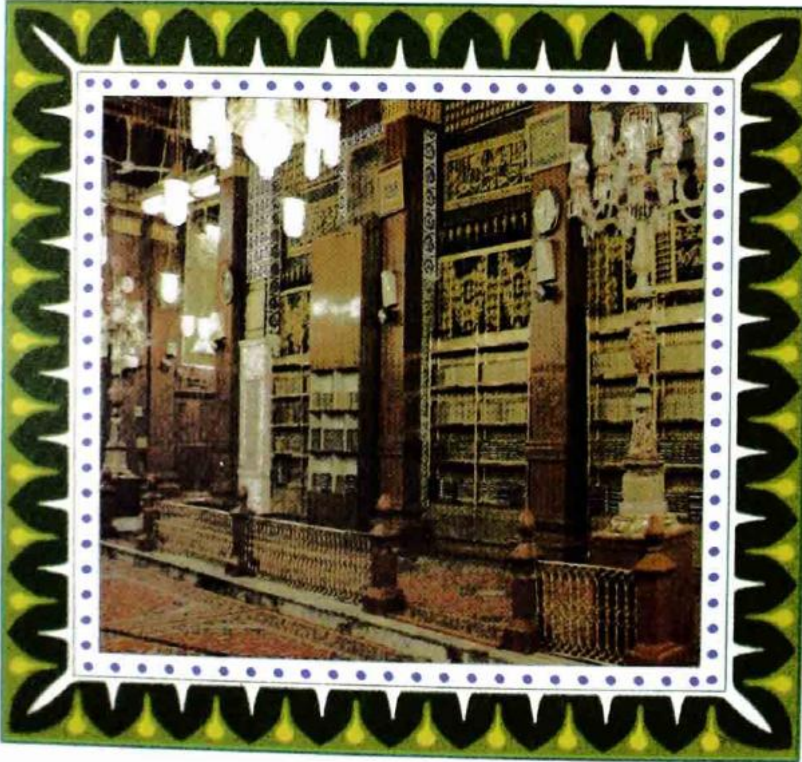
اسطوانہ تہجد

صفہ کے بالکل سامنے اسطوانہ تہجد ہے۔ یہ جگہ سیدہ فاطمہ الزہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کی دیوار کے باہر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے چند شب نماز تہجد پڑھائی۔ اصحاب صفہ اس کرم پر کتنے خوش ہوں گے کہ خاص قبولیت کے وقت جب خداوند کریم کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے سرور کائنات امام الانبیاء ﷺ ان کو اپنی امامت سے سرفراز فرماتے ہیں۔

تہجد کی نماز خداوند تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اس خلوت کی، خاموشی اور تنہائی کے لمحات میں جب بندہ اپنے خدا کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو عجیب وغریب کیفیات سے سرشار ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ سجدے اس لیے بھی پسند ہیں کہ یہ عبادت خالصۃ عبد اور معبود کے درمیان ہوتی ہے۔ یہ سعادت مقربین بارگاہ خداوندی کا حصہ ہے، ان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی خوش بختی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جن کو امام المرسلین ﷺ کی اقتداء نصیب ہو۔

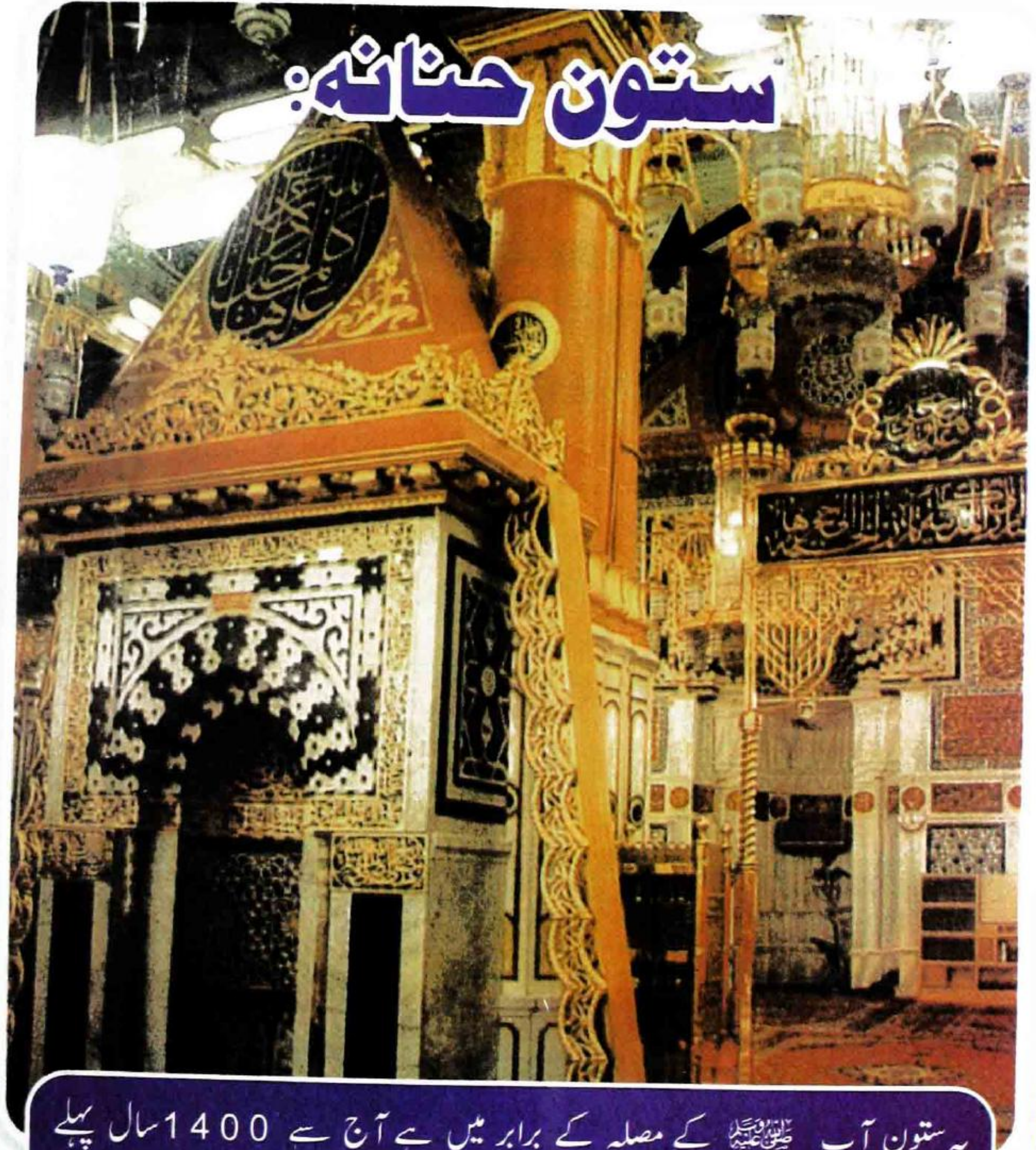
یہ روحانی معراج کی بندگی کا بلند ترین مقام ہے، صحابہ جوق در جوق نماز تہجد میں آنے لگے۔ رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو چٹائی اٹھانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ اپنے گھروں میں نماز تہجد ادا کیا کریں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم پر نماز تہجد فرض نہ ہو جائے، یہ احساس بھی رحمت کا پہلو لیے ہوئے تھا یہ حکم شفقت کا طغرا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ کو کس درجہ امت کی سہولت کا احساس تھا۔

اے رحمۃ اللعالمین ﷺ! آپ پر لاکھوں درود و سلام، اے شفیع المذنبین! آپ پر ان گنت رحمتیں نازل ہوں،۔ آپ نے کس کس مرحلے پر رحمت کا سایہ کیا۔ زائرین اس اسطوانہ پر ذوق وشوق سے نوافل اور نماز ادا کرتے ہیں۔



شمالی طرف (قبلہ کے برعکس) حجرہ نبوی ﷺ کی جالیاں تہجد کے چبوترے پر۔

محراب تہجد:۔ آپ ﷺ کبھی کبھی رات کو محراب تہجد کے پاس نماز تہجد ادا کرتے تھے۔
جالیوں کا شمالی حصہ محراب تہجد کہلاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رات کو یہاں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔



یہ ستون آپ ﷺ کے مصلہ کے برابر میں ہے آج سے 1400 سال پہلے اس جگہ لکڑی کا درخت تھا جس پر ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے۔

جب صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد بڑھ گئی تو آپ ﷺ نے منبر بنالیا تو یہ لکڑی کا درخت حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کی جدائی میں ایسا رویا جیسا حاملہ اونٹنی روتی ہے۔

۲۔ اسطوانہ عائشہؓ

''اسطوانہ مہاجرین'' بھی کہتے ہیں۔ تحویل قبلہ کے بعد اول رسول ﷺ نے اس جگہ نماز پڑھائی پھر نماز کے لیے اس جگہ کو منتخب فرمایا جہاں محراب نبوی ہے۔

اسے ستون عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس لیے کہا جاتا ہے۔ طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے:

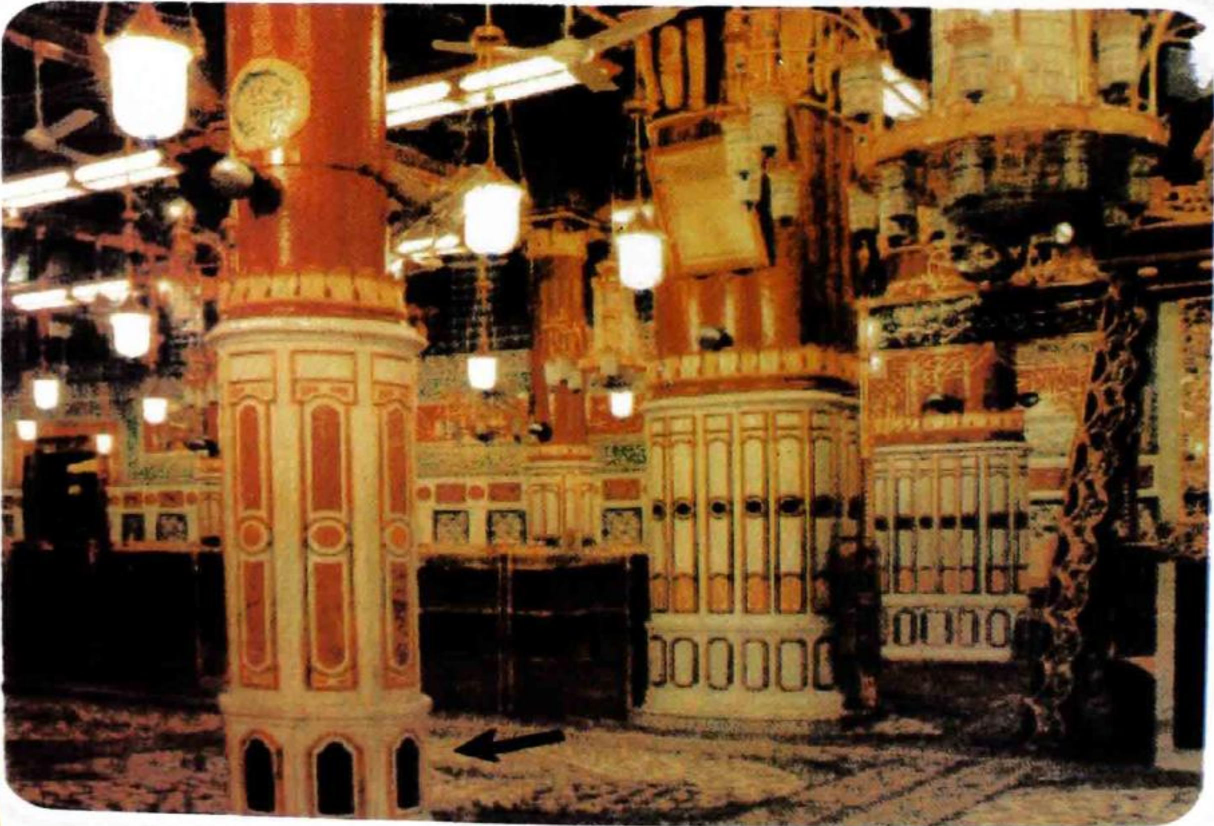
ام المومنین نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ

'' انی لا علم سارية من سواری المسجد لو يعلم الناس مافی الصلوٰة اليها ماصلوافيها الا ان تطهير بهم قرعة۔''

ترجمہ: میری مسجد کے ستونوں میں ایک ستون کے آگے ایک ٹکڑا ہے اگر لوگ اس کی فضیلت سے واقفیت حاصل کر لیں تو یہ مقام قرعہ اندازی سے حاصل کر لیں۔

لوگوں نے ام المومنین سے اس جگہ کا نشان پوچھا تو آپ نے تعین نہ فرمایا حاضرین واپس آ گئے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جماعت میں شامل تھے۔ آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ہی ٹھہرے رہے۔ دوسری جماعت ام المومنین سے پوچھنے کے لیے پھر حاضر ہوگئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر ام المومنین کے پاس اٹھ کر باہر آئے اور اس جگہ پر نماز شروع کر دی۔ لوگوں نے سمجھ لیا جس جگہ کے متعلق حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہی ہے۔

زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے اس جگہ پر حضور ﷺ، ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ حوالہ الوفاء ۱۶۸ و جذب القلوب ۱۰۰۔



ستون ابولبابہ:

جب سرکار دو عالم ﷺ نے بنو قریضہ کا محاصرہ کیا اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے یہ لوگ پہاڑ سے اتر آئے اور حضرت ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ وہ حضور ﷺ سے معافی دلوادیں۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقاضائے بشریت کے تحت حلق کی طرف اشارہ کیا یعنی تم سب قتل کر دیئے جاؤ گے۔ بعد میں اس بے ساختہ حرکت کا حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شدید احساس ہوا کہ خدا اور رسول خدا ﷺ کے معاملے میں ان سے بہت بڑی خیانت ہوگئی ہے۔

ندامت اور پشیمانی میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بھاری زنجیر کے ساتھ خود کو لکڑی سے باندھ لیا۔ جو اس اسطوانہ کی جگہ ہے اور قسم کھائی کہ جب تک حضور اکرم ﷺ اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے یونہی بندھا رہوں گا۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ میرے پاس سیدھے چلے آتے تو میں ان کے لیے استغفار کرتا، کلام پاک کا بھی یہی ارشاد ہے:

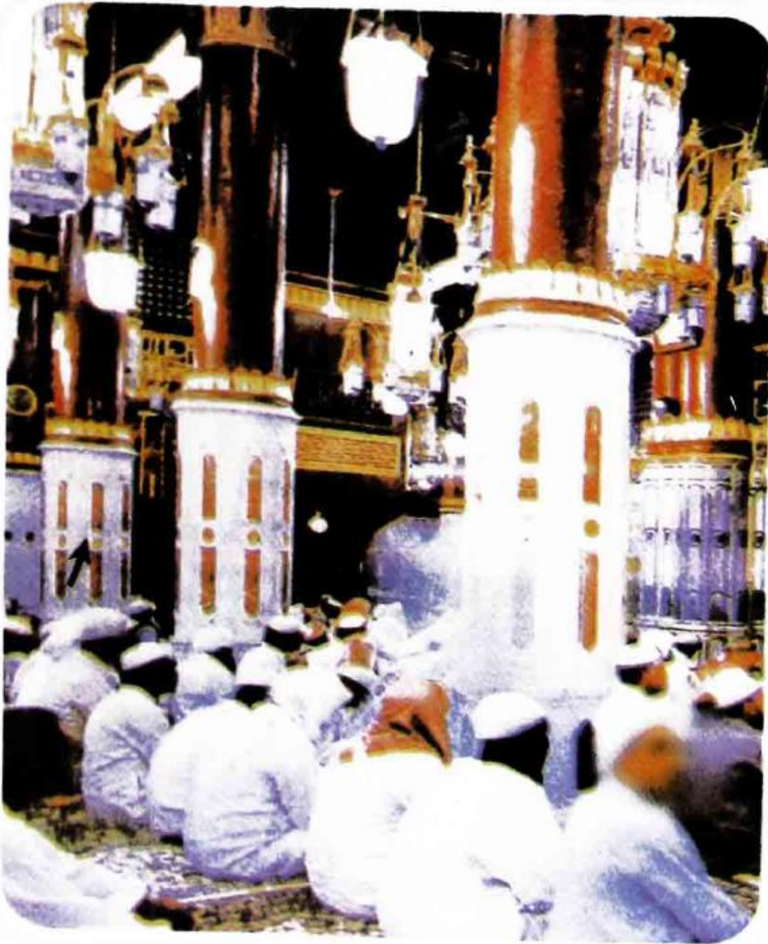
" ولو انهم اذظلموا انفسهم جاء وک واستغفروا الله راستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما. "

ترجمہ: اور ان لوگوں نے جس وقت اپنا برا کیا تھا۔ آتے تیرے پاس، پھر اللہ سے بخشواتے اور رسول ﷺ ان کو بخشواتا، اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان۔

حوالہ وفاء الوفاء ۴۴۲ جلد ۲/ راحت القلوب ۱۰۵۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: چونکہ انہوں نے اپنا معاملہ رب العزت کے سپرد کر دیا ہے جب تک ان کی قبولیت توبہ کا حکم نازل نہ ہو جائے میں انہیں نہیں کھولوں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی صدق دل سے کی ہوئی توبہ قبول فرمائی ان کی توبہ کی قبولیت کے سلسلے میں آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے انہیں کھولا۔ حوالہ

مسجد نبوی ﷺ کا تصویری البم۔



ستون ابولبابہ: ستون سے نبوت کا راز ظاہر کرنے پر ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور سزا اپنے آپ کو یہاں باندھ دیا تھا پھر 10 دن کے بعد حکم الٰہی پر آپ ﷺ نے خود ان کو کھولا تھا۔



۳۔ اسطوانہ سریر

پانچواں اسطوانہ سریر ہے جو مشرقی جالی سے ملا ہوا ہے۔ اس سے بہتر سجدہ گاہ کون سی ہو سکتی ہے جس کی فضیلت و برکت محبوب خدا ﷺ کے لب مبارک سے ادا ہوئی۔ یہ ستون حجرہ شریف اور منبر شریف کی جانب سے تیسرا اسطوانہ ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس کی نشاندہی کی۔ جب وہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سے باہر آ کر نماز پڑھنے لگے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم ہو گیا کہ یہی وہ متبرک مقام ہے۔

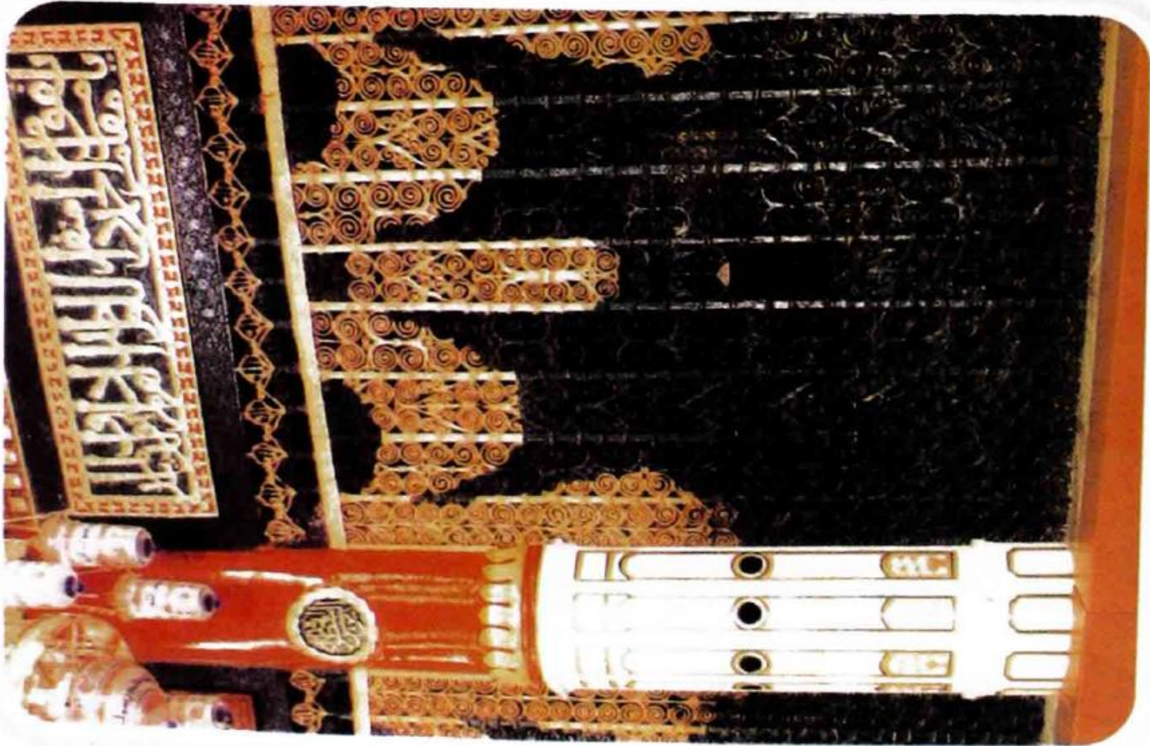
اس ستون پر نماز ادا کرنے کے لیے ہر زائر بے تاب نظر آتا ہے۔ یہ سرکار دو عالم ﷺ کی بتائی ہوئی فضیلت کی جگہ ہے۔ یہ وہ افضل مقام ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کی امت پر ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کرم ہے کہ آپ نے مسلمانوں کے لیے بخشش اور نجات کے دروازے کھول دیے تا کہ ہر مسلمان اس جگہ کی برکت سے دامن دل بھرے اور نگاہوں کو اس کی زیارت سے سیراب کر لے۔

حضور سید عالم ﷺ کا بستر چار پائی اس ستون کے پاس اور کبھی ستون ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہوتا تھا جس کا ذکر گزر چکا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

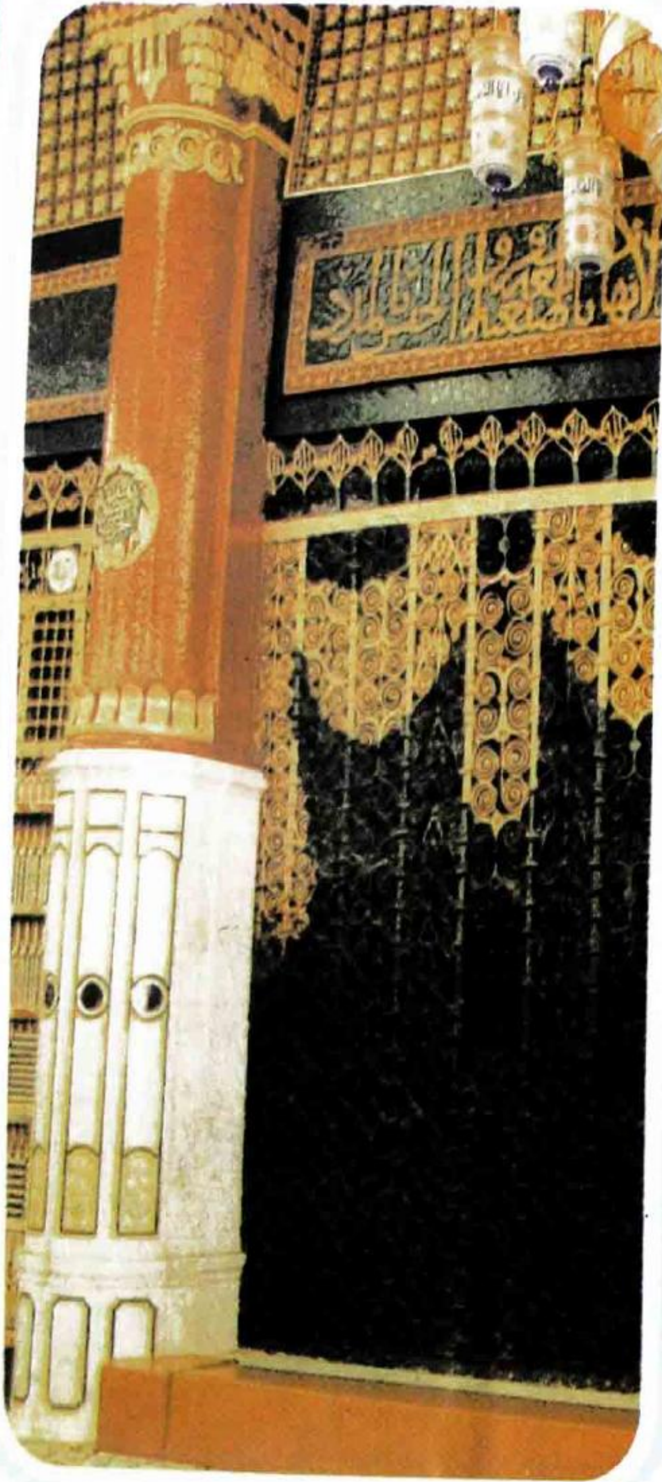
" کان اذا اعتکف یطرح له وسادة ویوضع له سریر من جرید. "

ترجمہ: اعتکاف کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کے لیے فرش و تکیہ لگا دیئے جاتے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ اعتکاف فرماتے تو ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس جگہ آپ کے بالوں میں کنگھی کیا کرتی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ کی ایک سریر (چار پائی) تھی جو کھجور کے درخت کی بنی ہوئی تھی۔ یہ سریر آپ کے لیے محل اعتکاف پر بچھا دی جاتی تھی۔ سرور دو جہاں ﷺ کے پاس زیادہ تر ایک چٹائی ہوتی جس پر آپ رات بسر کرتے اور اسی کو پائے اقدس کے نیچے رکھ لیا کرتے۔ اس جگہ آج ایک ستون ہے جس کا نام اسطوانہ سریر ہے۔



آپ ﷺ اعتکاف اس ستون سریر پر آرام فرمایا کرتے تھے۔



اسطوانہ الحرس

اس ستون پر آج سے 1400 سال پہلے وہ صحابہ بیٹھا کرتے تھے جو آپ ﷺ کی حفاظت پر مامور تھے۔

۵۔ اسطوانہ حرس یا اسطوانہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مقصورہ شریف کی جالیوں میں پیوست تین ستونوں میں سے یہ درمیانی ستون ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعدد بار رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے پہرہ داری کا فریضہ انجام دیا ہے۔

اس ستون پر اسطوانہ حرس تحریر ہے۔ ابتداء ایام ہجرت میں جب قریش و یہود کے حملوں کا اندیشہ ہمیشہ لگا رہتا تھا، تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی خوشی اور مرضی سے نبی ﷺ کے کاشانہ فیض پر شب بھر پہرہ چوکی دیا کرتے تھے۔ ان کے کھڑے ہونے کی یہی جگہ ہوتی تھی۔ ایک شب اس آیت کا نزول ہوا:

" واللہ یعصمک من الناس "

ترجمہ: یعنی خدا تجھے شریر لوگوں سے بچائے رکھے گا۔

نبی ﷺ نے اس وقت آواز دے کر دریافت فرمایا کہ باہر کون پہرہ دے رہا ہے؟ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر تھے انہوں نے نام بتلائے سرور کائنات نے فرمایا اب تم چلے جاؤ مجھے پہرہ چوکی کی ضرورت نہیں رہی۔

رسول اللہ ﷺ جب حجرہ مبارک میں آرام فرماتے اور کسی خطرے کا خدشہ ہوتا تو اس مقام پر اللہ کے شیر سیدنا علی کرم وللہ وجہ کھڑے ہوجاتے اور حفاظتی پہرہ دیتے۔ اس مناسبت سے اسے اسطوانہ علیؓ کہتے ہیں۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کا خود ذمہ لے لیا اور اس کے متعلق وحی نازل ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے پہرہ ختم کروادیا۔



باب رحمت:

منبر رسول ﷺ کے مغربی کنارے پر باب رحمت ہے۔ اس کے حسین وجمیل نقوش، محبوب خدا ﷺ کی دعا کا مجسم اثر نظر آتے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی اس دروازے سے داخل ہوا اور دور ہی سے رحمت اللعالمین ﷺ سے مودبانہ درخواست کی کہ حضور ﷺ بارش کے لیے دعا فرمائیں، کھیتیاں سوکھ گئیں، زمین پر کسی ہے، قحط کے آثار ہیں، خوراک نایاب ہے۔

اعرابی نے اس رقت اور سوز دل سے بارگاہ رسالت ﷺ میں التجا کی کہ اسی وقت پیغمبر کائنات ﷺ نے بارگاہ ''الٰہی'' یا ''خداوندی'' دونوں میں سے کوئی لفظ لکھیں۔ میں دعا کے لیے دست مبارک اٹھا دیے، دس مبارک کیا اٹھائے سحاب کرم پھیلا دیا۔ زبان معجز سے دعا کے الفاظ آدا ہوتے ہی افق کی گود سے حضور ﷺ کی دعا کا جواب نمودار ہوا۔ گویا بادلوں نے حضور ﷺ کی دعا پر لبیک کہا، گویا کہ سرکار دو عالم ﷺ کے اشارے پر قربان ہونے اور جان نثاروں کی طرح قدم بوسی کے لیے اٹھے۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ بارش اس زور سے برسی کہ زمین کی سوکھی گود ہری ہوگئی، مردہ زمین میں زندگی کے آثار پیدا ہونے لگے۔

ایسے معلوم ہوتا تھا کہ ہر شے اس کرم خاص پر الحمد للہ پکار رہی ہے۔ رحمت اللعالمین ﷺ کے چشمہ کرم نے سوختہ جانوں کو سیراب کر دیا۔ حضور ﷺ سے لوگوں کی پریشانی کب دیکھی جا سکتی تھی۔ وہ تو کائنات کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے تھے۔ پھر وہی اعرابی دوسرے جمعہ پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ ادب سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! دعا فرمایے کہ بارش رک جائے۔ آپ ﷺ نے پھر اسی محبت سے دعا فرمائی، بارش رک گئی، باب رحمت کی یہی وجہ تسمیہ ہے۔ (بخاری شریف)

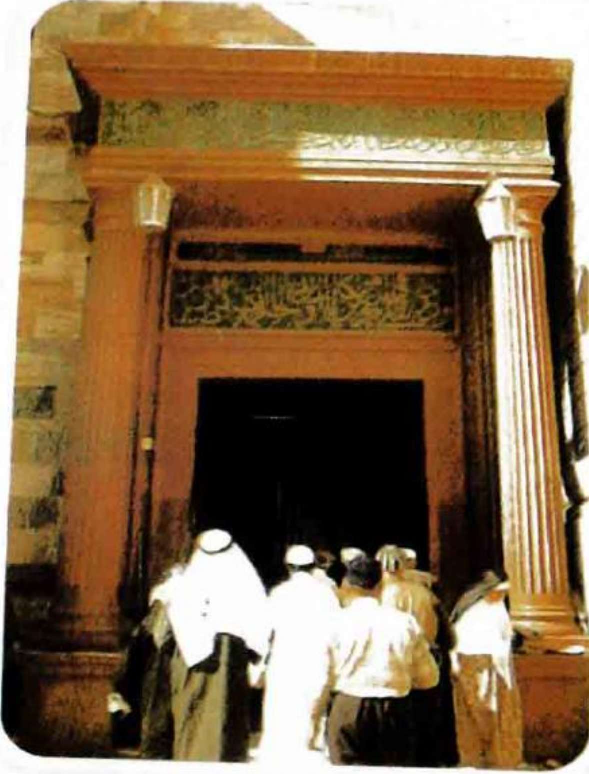




''باب الرحمۃ'' جہاں حضور ﷺ کی دعا قبول ہوئی

یہ مسجد نبوی کے ان دروازوں میں سے ہے جن کو آپ ﷺ نے متعین فرمایا تھا۔ ایک دیہاتی آپ ﷺ کے پاس اس دروازے سے داخل ہوا اور بارش کی درخواست کی آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور بارش برس پڑی (بخاری شریف)





باب السلام

باب رحمت سے ملحق باب السلام ہے۔ اس دروازے سے مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد جناب رسالت مآب ﷺ کا ناقہ داخل ہوا۔ ناقہ نے بیٹھنے کا ارادہ کیا مگر پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ حضور ﷺ نے زمام چھوڑ دی اور فرمایا کہ یہ مامور من اللہ ہے جہاں یہ بیٹھے گی وہیں میرا قیام ہوگا۔ ہر نظر التجا بن گئی مگر یہ شرف حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہوا۔

عہد نبوی میں مسجد نبوی ﷺ کی حد

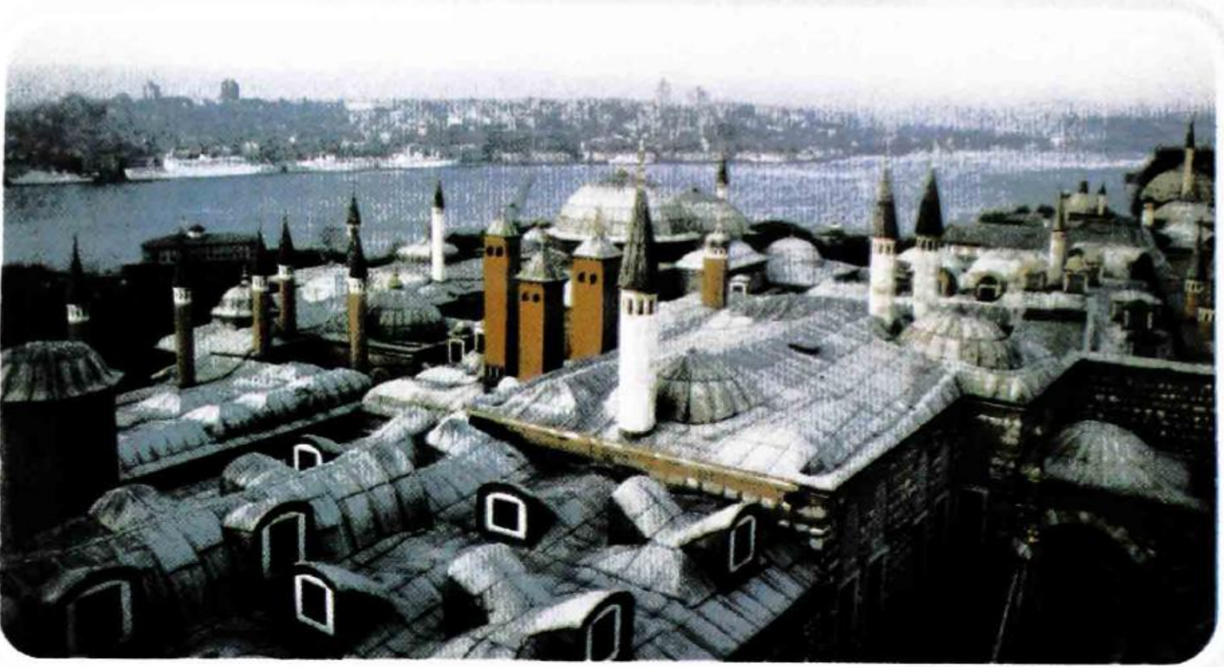
حضور ﷺ کے زمانے میں یعنی 1400 سال پہلے مسجد نبوی کا رقبہ یہاں تک تھا، پھر آہستہ آہستہ یہ رقبہ بڑھتے بڑھتے آج کی مسجد نبوی کی صورت میں موجود ہے۔



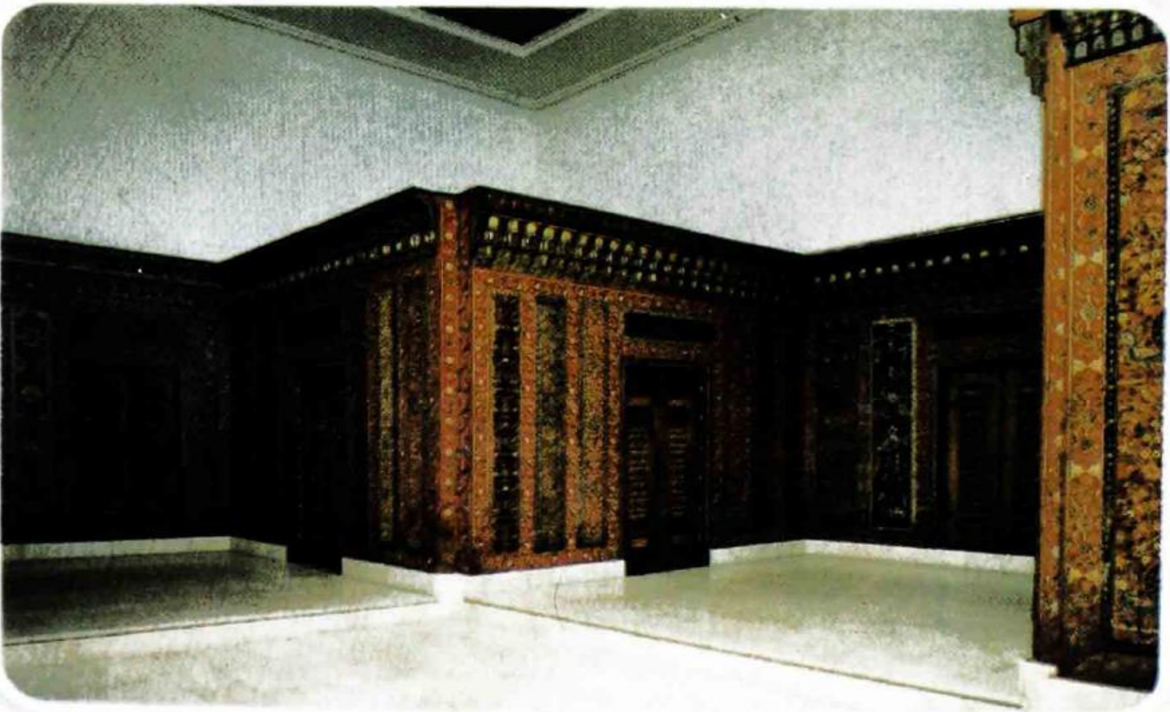




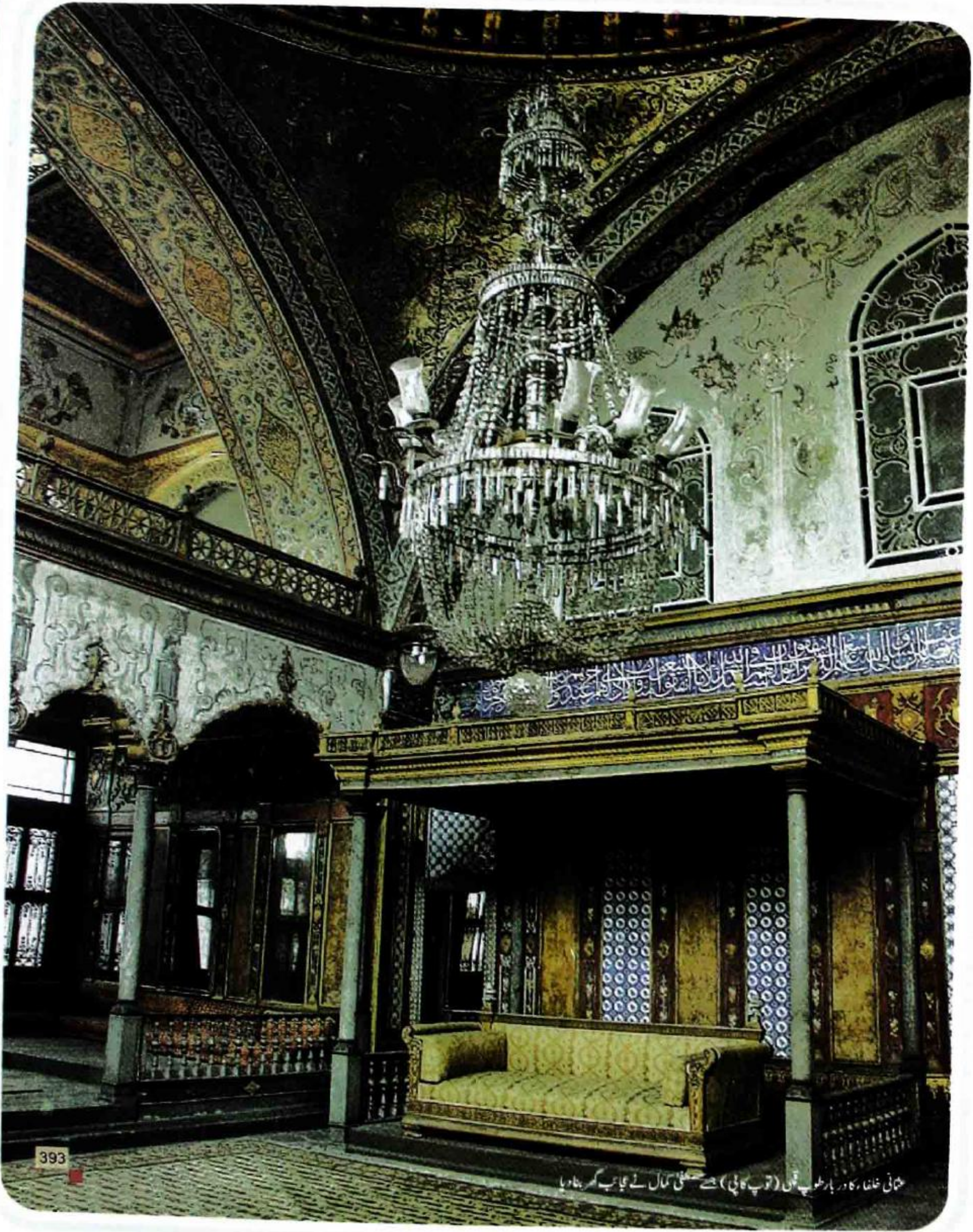

باب نمبر — تبرکاتِ نبوی



توپ کاپی میوزیم (ترکی) کا بیرونی منظر جہاں حضور ﷺ کے تبرکات محفوظ ہیں۔



توپ کاپی میوزیم کا اندرونی حصہ۔



393

عثمانی خلفاء کا دربار طوپ قپی (توپ کاپی) جسے مصطفیٰ کمال نے عجائب گھر بنا دیا

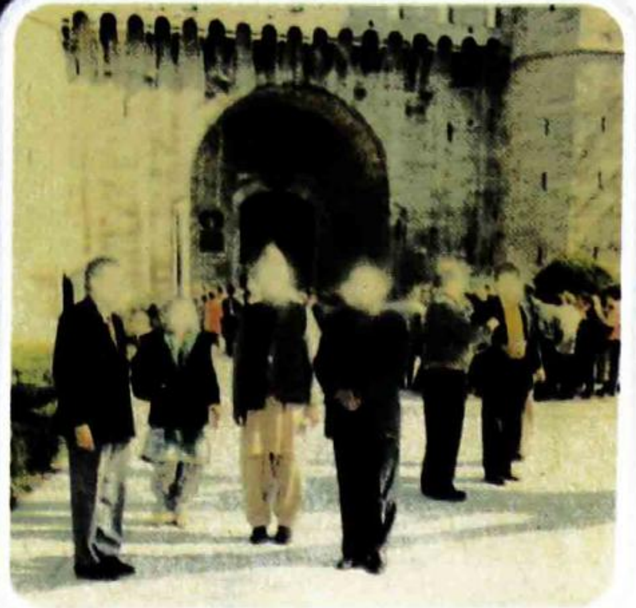
توپ کاپی میوزیم کا اندرونی منظر



توپ کاپی میوزیم کا اندرونی منظر



توپ کاپی میوزیم: اس میں موجود قرآن حکیم، احادیث مبارک کے مخطوطات کا بے نظیر ذخیرہ۔



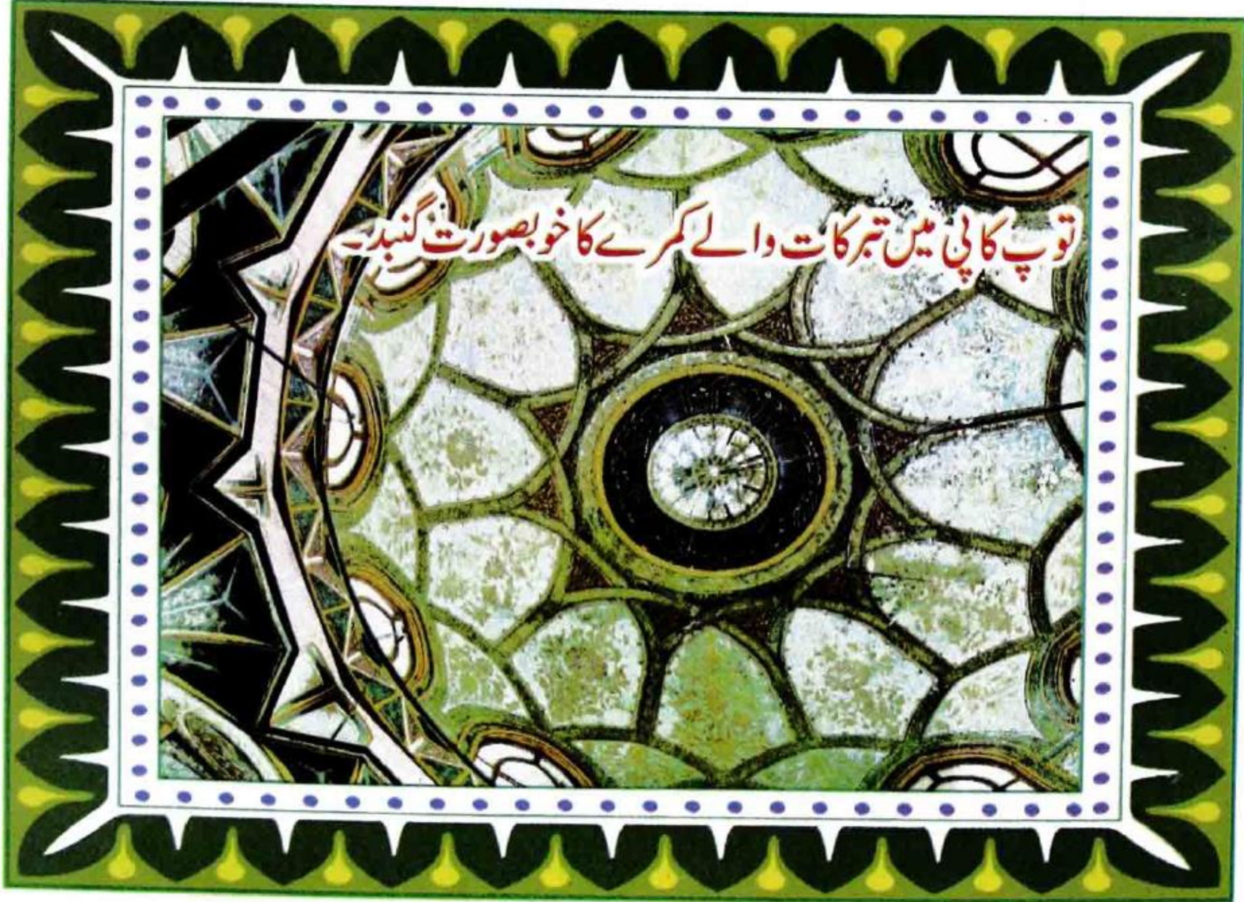
توپ کاپی میوزیم استنبول ۔ صدر دروازہ۔



توپ کاپی میوزیم کے صدر دروازہ کا بیرونی منظر۔



ٹوپ کاپی میوزیم کا ایک نمونہ خطاطی۔



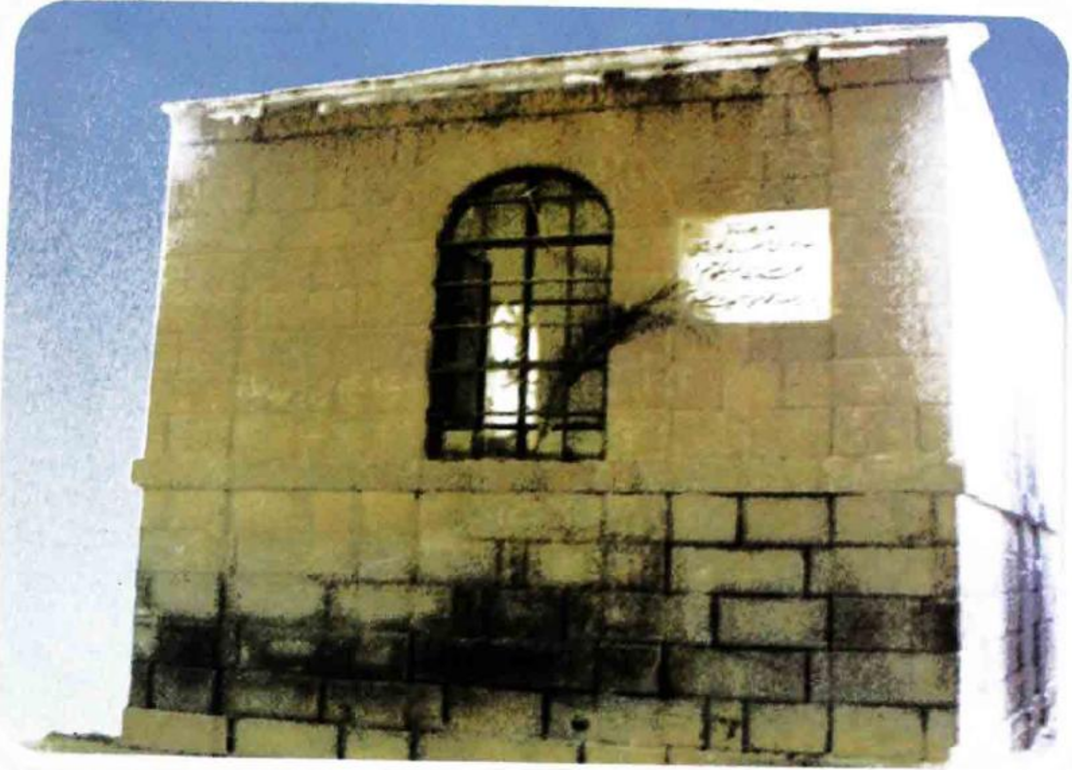
توپ کاپی میں تبرکات والے کمرے کا خوبصورت گنبد۔



توپ کاپی میں تبرکات نبوی ﷺ والے کمرے کی دیوار کا حسین منظر۔



کمرہ خاص میں موجود غلاف کعبہ کا حسین منظر۔

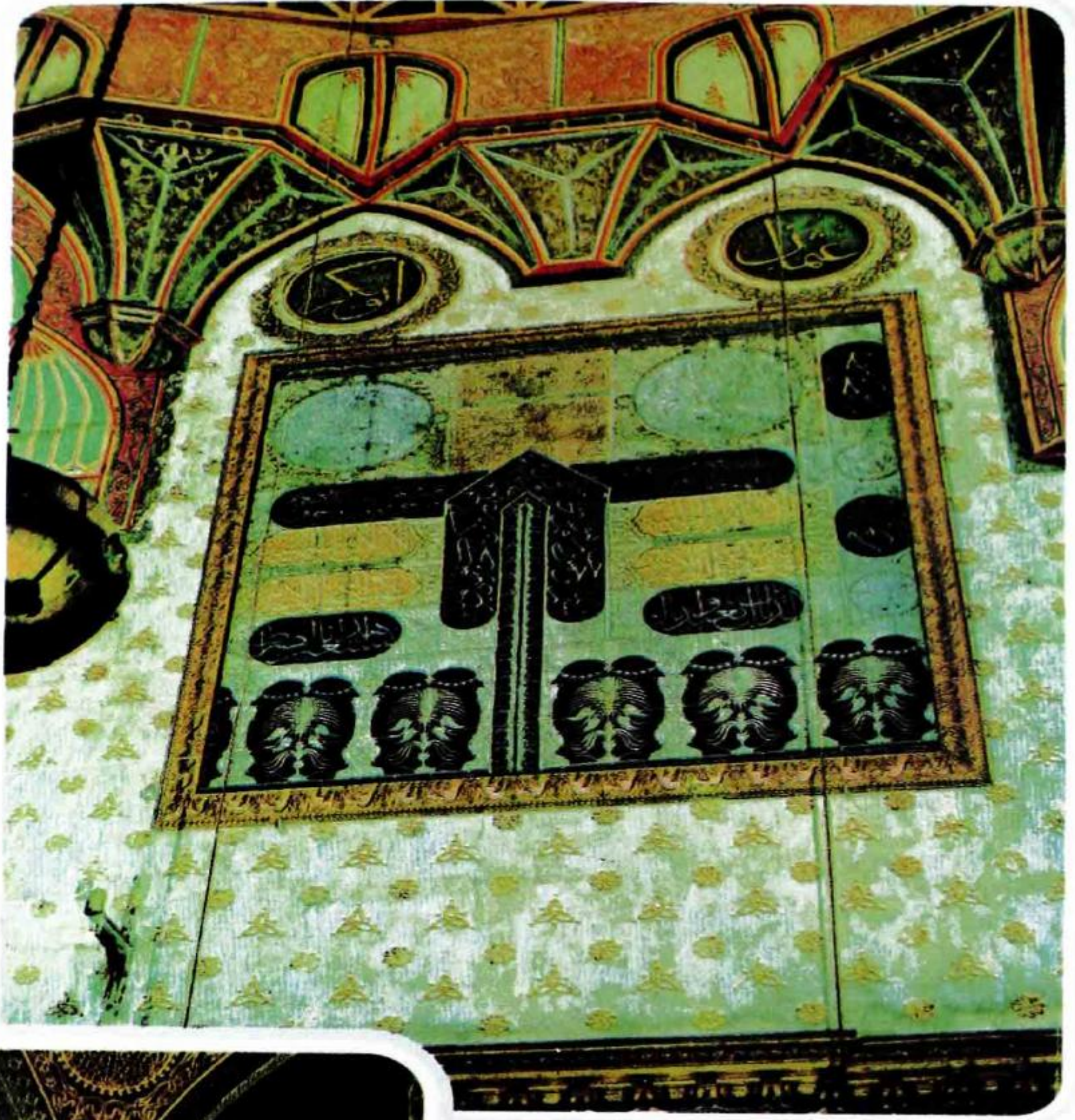


حضرت عبداللہ بن مکتوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک

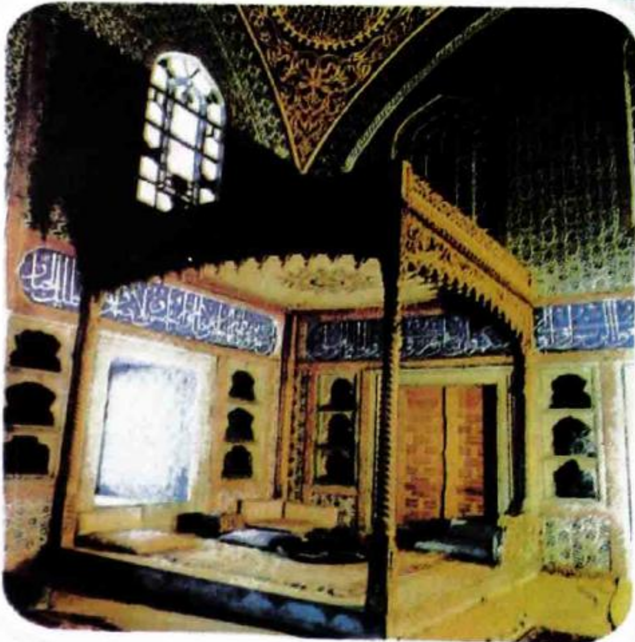


توپ کاپے نامی میوزیم میں موجود کمرہ خاص جہاں حضور ﷺ کے تبرکات خلافت عثمان سے محفوظ ہیں وہاں پر لگا ہوا سونے اور ہیرے جواہرات سے مزین فانوس۔





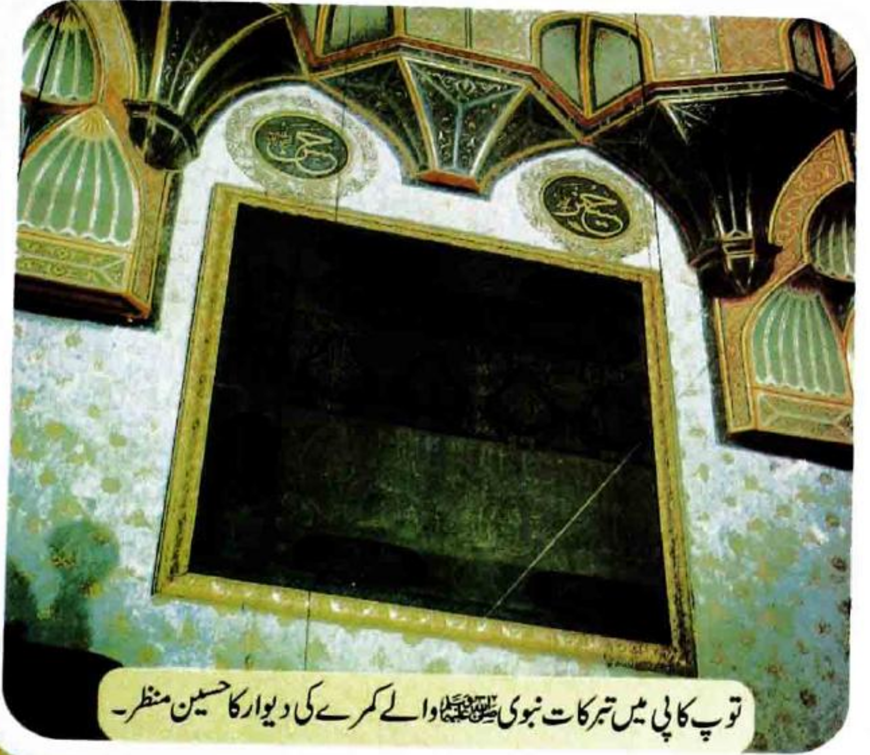
توپ کاپے میوزیم میں موجود غلاف کعبہ کا حسین منظر۔



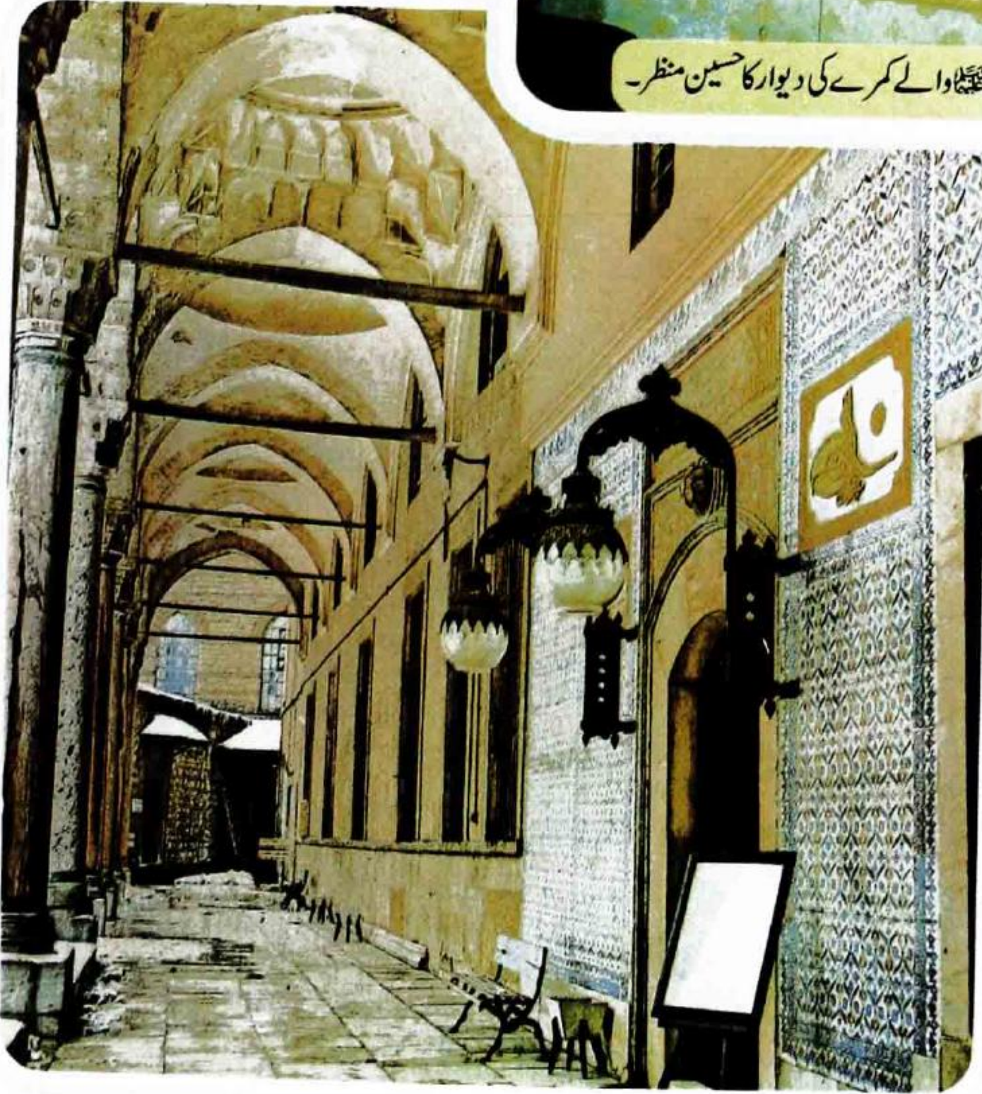


توپ میوزیم میں موجود 800 سال پرانے خلاف کعبہ کا حسین منظر



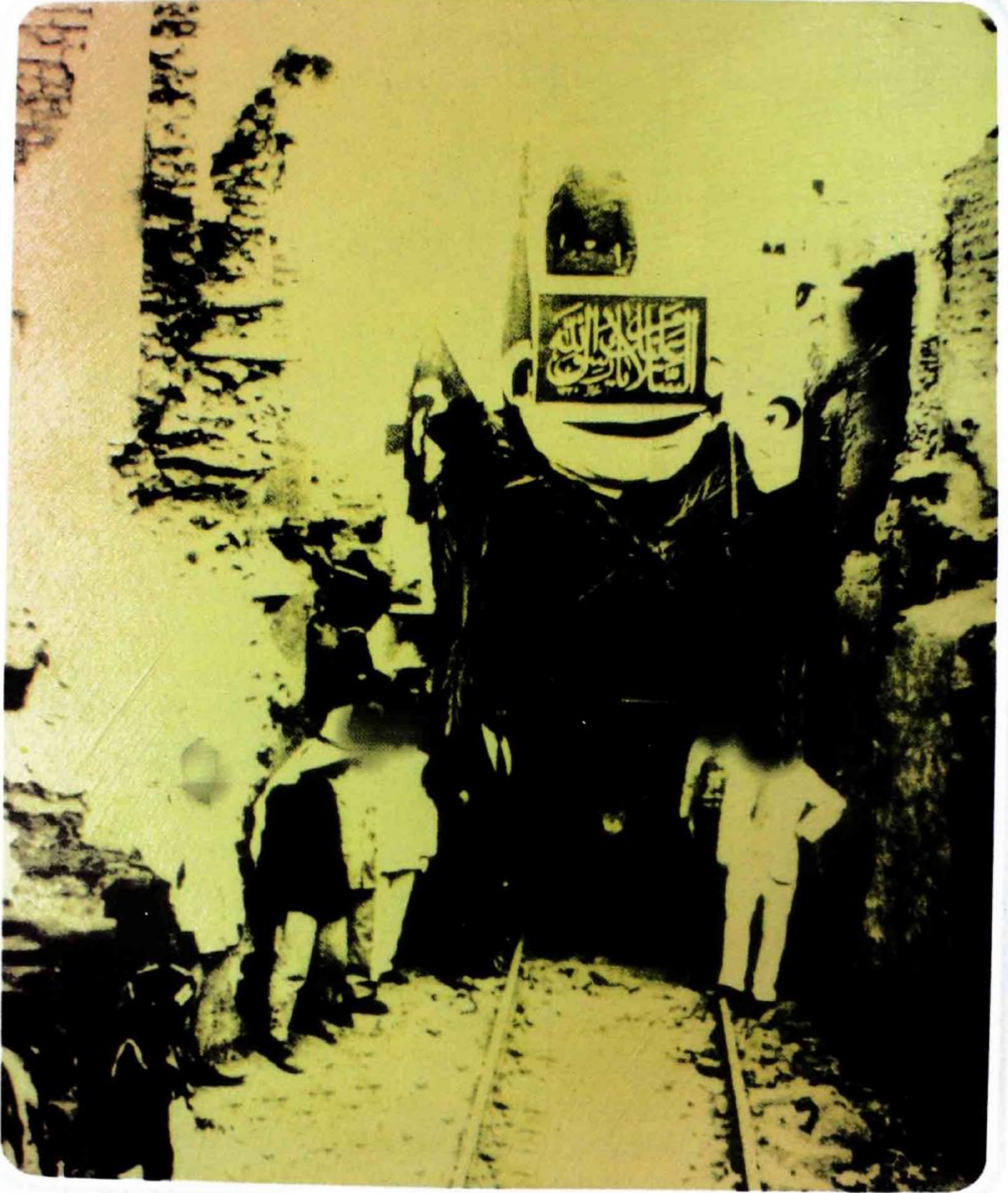


توپ کاپی میں تبرکات نبوی ﷺ والے کمرے کی دیوار کا حسین منظر۔





توپ کاپی میوزیم کے کمرہ خاص (تبرکات والا کمرہ) کے برآمدے کا پرنور منظر۔



وہ ٹرین جس میں مدینہ منورہ میں موجود تبرکات نبوی ﷺ فخری پاشا نے خلافت عثمانیہ کے دور میں ترکی میں منتقل کیے۔

قیمتی خزانہ کی لسٹ جو مدینہ منورہ کی طرف سے استنبول حفاظت کے لیے آئے

(۱) حضرت عثمان بن عفانؓ کا مصحف (قرآن کریم) جس میں آپ تلاوت کرتے تھے۔ جس کو آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ جس کا خط کوفی ہے۔ حجم بڑا ہے اور ہرن کی کھال پر لکھا گیا ہے۔

(۲) مصحف شریف مجموعہ کی شکل میں۔ کوفی خط، بڑی سائز، سورۂ فاتحہ دس اوراق میں، سورۂ بقرہ سے ثلث خط میں، کاتب کا نام غیر موجود، مخملی خول میں۔

(۳) مصحف شریف مجموعہ کی شکل میں، کوفی خط، درمیانی سائز سبز مخملی خول میں۔

(۴) مصحف شریف چھوٹی سائز محمد امین وہبی کا لکھا ہوا۔ سنہری حروف، دباغت دی گئی بکری کی کھال پر، چاندی کے بستہ میں، اس پر تاریخ سن ۱۲۶۶ھ درج ہے۔ (دیوان ہمایوں میں سابق ابن مترجم کا وقف کردہ۔)

(۵) مصحف شریف چھوٹی سائز میں، شعبان بن محمد کا لکھا ہوا۔ چاندی سے منقش، چاندی کے بستہ میں اس پر درج تاریخ سن ۱۹۴۴ھ خورشید آفندی کا وقف کردہ، مدینہ منورہ کے بحریہ کے سابق وزیر۔

(۶) مصحف شریف کے تیس پارے، خط نسخ محود میں، علی بغدادی کا لکھا ہوا، سورتوں کی ہیڈنگ، اول و آخر صفحہ مزین، آیات کا نشان فصل، عمدہ نقش ونگاری کا مرقع، حاشیہ میں قاضی بیضاوی کی تفسیر، قرأت سبعہ کے اشاروں کے ساتھ، ہر صفحہ پر سات لائن امیر حج کتخدا عبدالرحمٰن قازداعلی کا وقف کردہ۔

(۷) مصحف شریف کے تیس پارے، خط نسخ میں، علی رختوان کا لکھا، سورتوں کا عنوان اور اول و آخر صفحہ منقش ومزین آیتوں کا علامت وقف (فصل) سونے سے مزین، حاشیہ میں قرأت سبعہ، ہر صفحہ پر نو لائن لکھاوٹ، یہ نسخہ بھی مذکورہ امیر الحج کا وقف کردہ۔

(۸) مصحف شریف کے تیس پارے، خط نسخ مود میں، علی رختوان کے ہاتھ کا لکھا، سورتس کا عنوان اور اول و آخر صفحہ منقش ومزین، آیتوں کا نشان فصل سونے سے مزین، ہر صفحہ پر نو لائن، امیر الامراء ابراہیم کتخدا کا وقف کردہ۔

(۹) مصحف شریف، مصطفیٰ ددہ بن احمد شہر کے خط کا، اس کا پہلا صفحہ، سورتوں کی ابتداء، حزبوں کے اشارے اور آخری صفحہ سنہری نقوش سے مزین، فارسی طریقہ پر، پرانے ماڈل کی جلد سازی، سونے کے ابھرے گلاب اور ان میں نگینہ، اس مصحف کے بستہ کا غلاف تیرانوے چھوٹے بڑے سرخ یاقوت سے بنا بتیس سبز زمرد جڑا، جلد سونے کی، جلد کی دوسری جانب تیئس سرخ یاقوت کے ٹکڑے، درمیان میں سونے کی تزئین کاری، چار سبز زمرد کے ٹکڑوں کے ساتھ، بستہ کا اندرونی غلاف، نقش ونگار سے مزین، اس کے اوپر سونے کی ایک تختی پر لکھا ہوا تھا، خادم الاسلام جنگی امور کا نگراں انور پاشا نے وقف کیا۔ صرف اس کا بستہ تین ہزار لیرہ (عثمانی دور) کا ہے۔

اس مصحف کا رحل بھی ہے جو چاندی سے قلعی کیا گیا ہے۔ آٹھ اوقیہ اس کا وزن ہے۔ اس پر مذکورہ بادشاہ کا نام کندہ ہے۔ رحل پر تین تختیاں ہیں۔ پہلی تختی اوپر ہے جس پر لکھا ہے: ''شفاعت رسول اللہ! شفاعت سلطان احمد بن محمد خاں کی'' اس تختی کے بیچ میں ایک چوکور ہیرا چمکتا ہوا جڑا ہے۔ دوسری تختی درمیان میں ہے۔ اس پر سنہرے دائرے میں لکھا ہے ''دستور رسول اللہ!'' اور نیچے سلطان احمد بن محمد خاں کا نام لکھا ہے۔ اس تختی کے بیچ میں بھی دو ہیرے ہیں ایک بیضوی اور دوسرا چوکور (مربع) بیضوی کی پشت پر لکھا ہے ''شفاعت رسول اللہ'' تیسری تختی چاندی کی میڈل کی طرح۔ دوسری تختی سے پیوست اسکے بیچ میں بادام کی طرح کا ہیرے کا ٹکڑا۔ اور اسی کے اردگرد چنے سے تھوڑا چھوٹا یاقوت کے چودہ دانے، پھر اس یاقوت کے بغل میں چودہ دانے چنے برابر ہیرے کے ٹکڑے، پھر اس سے متصل بھی چھوٹے چھوٹے پندرہ مختلف شکل کے چرہ برابر ہیرے۔

چوتھی تختی محراب نما تھی۔ جس پر عمانی پتھر تھا، اس کی لمبائی میں یہ عبارت درج تھی ''اس مقدس مقام میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، شفاعت یا رسول اللہ'' تمہارا بندہ سلاح دار پاشا۔ ۱۰۳۶ھ تختی کے اوپر یاقوت کے چودہ ٹکڑے اور ایک ہیرا جڑا ہے۔

(۱۱) ہیروں سے مزین ایک تختی جس پر کلمہ توحید نقش ہے۔ یہ تختی عادلہ سلطان، سلطان محمود ثانی کی بیٹی اور سابق صدر اعظم محمد عاطف پاشا کی زوجہ کی وقف کردہ ہے۔

(۱۲) بیضوی شکل کا سونے کا طغریٰ، اس کی زمین سرمئی رنگ کی، قیمتی پتھروں سے مزین اس کے اندر محمود ثانی عبدالحمید لکھا ہوا۔ اس کو لٹکانے کے لیے اس میں سونے کی زنجیر جس میں پینتالیس ہیرے جڑے ہیں۔ سلطان محمود خان ثانی نے اس کو وقف کیا۔

(۱۳) سونے کا طغریٰ سبز سرمئی زمین کے ساتھ، بیضوی شکل کا قیمتی پتھروں سے مزین، اس پر سلطان سلیم کا نام لکھا ہوا ہے، لٹکانے کے لیے سونے کی زنجیر، ترپن ہیروں سے مزین سلطان سلیم خاں ثالث نے وقف کیا۔

(۱۴) چھ کونہ زمرد کا طغریٰ دونوں کناروں پر سونے کا ہاتھ اور ہیرے جڑے ہیں بیچ میں قبہ نما بڑا ہیرا۔ آویزاں کرنے کے لیے سونے کی زنجیر، زنجیر کے اوپری حصہ میں یاقوت، نچلے حصہ میں اکاون ہیروں کے ٹکڑے۔ اس کے اطراف میں مندرجہ ذیل عربی شعر لکھا ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

آپ کی عنبری مٹی سیسہ پگھلا دے گی۔ اور جو آپ کے مقصد مبارک (قبر) کی طرف نظر کرے، اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں، امید کہ ان کے ذریعہ شفاعت نصیب ہوگی۔ اور رحمت الٰہی کا نزول ہوگا۔

(۱۵) اس روضہ مبارک کے مکین پر ہزاروں درود وسلام نازل ہو۔ یہ طغریٰ سلطان مصطفیٰ خاں بن احمد کا ہدیہ کردہ ہے۔

(۱۶) طغریٰ سونے کے ڈھکن کے ساتھ، روزا پتھر سے مزین اس پر ایک شعر لکھا ہے ڈھکن پر زمرد کا ایک گول ٹکڑا، سونے سے گھیرا ہوا۔ ڈھکن کے نچلے حصہ میں زمرد کا چھ کونہ ایک بڑا ٹکڑا اس کے نیچے اسی جیسا ایک دوسرا اسی سے تھوڑا چھوٹا ٹکڑا، چاروں طرف روزا پتھر کا جڑاؤ۔ بیچ میں چھوٹے بڑے موتی۔ آویزاں کرنے کیلیے سونے کی زنجیر (شعر)

اے وہ قبر! جس سے اصفیاء کے قلوب وابستہ ہیں۔ اور جس سے نورانی کرنیں (تجلی) پھوٹتی ہیں۔ یہ چمکتے موتی سلطان عبدالمجید خان نے روضۂ انور کے لیے ہدیہ کیا ہے۔

(۱۷) تختی شکل کا طغریٰ، تین عدد، بڑی سائز کا، ان میں ایک لمبا، دو مثلث، تینوں زمرد سے مرصع، موتی جڑے، نگینہ و ہیرے سے آراستہ بغیر زنجیر کے۔

(۱۸) جھنڈے کے شکل کا طغریٰ ایک کنارہ سونے کا دوسرا چاندی کا، قیمتی پتھروں اور موتیوں سے آراستہ بیچ میں پانچ بڑے جوہر، چاندی کی زنجیر۔

(۱۹) مچھلی شکل کا طغریٰ، گلاب کی طرح سونے سے ملمع انڈین بناوٹ کا، اس کے بیچ میں لعل بدخشاں، اوپر چھوٹا جوہر نیچے چھوٹا جوہر اور ان سب کو کیربی نام کا یاقوت گھیرے ہوئے۔ پھر یاقوت کے نیچے زبرجد اور زمرد کے پانچ ٹکڑے۔ فیروز کا ایک ٹکڑا اور لعل بدخشاں کے بارہ ریزے، روزا کے تین ٹکڑے نیچے ایک قطار میں زبرجد اور فروز۔ اسی طرح اوپر بھی۔ (۲۰) قدیم زمانے کا سونے کا پانی چڑھا تاج، یاقوت کے چالیس ٹکڑے زمرد کے بیس، موتی کی دولڑیاں اور بیچ میں بڑے زمرد کے ٹکڑے سے مزین۔

(۲۱) چاندی کا قندیل لٹکانے کا ہینگر، نیچے سے کھلنے کی کھڑکی، گلاب کے پھول کی شکل قیمتی پتھروں سے مزین لٹکانے کے لیے زنجیر کے ساتھ نافذ پاشا کی بیوی محترمہ نوری کا ہدیہ کردہ۔

(۲۲) قندیل لٹکانے کے لیے چاندی کا ہینگر، نیچے سے کھلنے والا، گلاب کی شکل کا قیمتی پتھروں سے مزین لٹکانے کے لیے، زنجیر کے ساتھ، نافذ پاشا کی بیٹی محترمہ فاطمہ کا ہدیہ کردہ۔

(۲۳) قندیل لٹکانے کے لیے سونے کا ہینگر، قیمتی پتھروں سے آراستہ، اڑتیس چھوٹے بڑے گلاب زنجیر کے ساتھ سلطان محمود خان کا ہدیہ کردہ۔

(۲۴) قندیل لٹکانے کے لیے سونے کا ہینگر۔ بلوری قندیل شکل کا چھ نگینوں اور قیمتی پتھروں سے مرصع، سلطان سلیم خاں ثالث کی ماں مہر شاہ سلطانہ کا ہدیہ۔

(۲۵) قندیل لٹکانے کیلیے سونے کا ہینگر، زمرد، یاقوت، ہیرے اور دیگر قیمتی پتھروں سے آراستہ، زنجیر سونے کی۔

(۲۶) قندیل لٹکانے کے لیے سونے کا ہینگر، یاقوت، ہیروں سے مزین، غلاف بھی سونے کا اس پر پچپن موتی کا جڑاؤ، موتیوں کی زنجیر۔

(۲۷) قندیل لٹکانے کے لیے سونے کا ہینگر، دونوں کنارے زمرد کے اور بیچ میں تین ٹکڑے چھوٹے زمرد کے زنجیر سونے کی۔

(۲۸) چاندی کا ہینگر، دو قطار روزا پتھر سے آراستہ، پہلی لائن میں چھتیس اور دوسری لائن میں بارہ پتھر تھے۔ زنجیر کے ساتھ۔

(۲۹) چاندی کا ہینگر، ہیرے کی دو زنجیریں لگیں، مختلف پتھروں سے مزین۔

(۳۰) جھومر لٹکانے کا ہینگر، بعض زمرد اور یاقوت کے نگینوں سے آراستہ، منہ چاندی کا اور بیچ سونے یاقوت اور زمرد سے آراستہ و پیراستہ۔ سلطان احمد خاں ثالث کا ہدیہ۔

(۳۱) قندیل لٹکانے کا ہینگر، نیچے سے کھلنے والا، مختلف گلابوں کے ساتھ سونے کی تین دھاری زنجیر۔

(۳۲) سونے کا ہینگر قندیل کے لیے۔

(۳۳) چھوٹا سا سونے کا ہینگر قندیل کے لیے، سونے کی زنجیر کے ساتھ۔

(۳۴) قندیل آویزاں کرنے کے لیے خالص سونے کی پچھتر زنجیریں، سلطان محمد خاں ثالث کا ہدیہ۔

(۳۵) بڑا گلاب تین قسم کے ہیروں سے مرصع، اس کے ساتھ دو زنجیریں محمد علی پاشا والی مصر کی زوجہ زیبا کا ہدیہ۔

(۳۶) گلاب چار قسم کے ہیروں سے مزین اس کے اوپر ڈھائی قیراط کا پتھر، سلطان محمود خاں ثالث کی بیوی محترمہ خوشیار قادین کا ہدیہ۔

(۳۷) روزا پتھر سے مزین گلاب، عبدالعزیز بیگ کی زوجہ محترمہ فاطمہ کا ہدیہ۔

(۳۸) گول شکل کا گلاب، نو چاندی کی شاخوں والا، روزا پتھر سے مزین نافذ پاشا کی بیوی نورس خاتون کا ہدیہ۔

(۳۹) چاندی کے اسٹینڈ پر ہیروں سے مزین گلاب، عباس پاشا کی ماں کا ہدیہ۔

(۴۰) انڈین ہیروں سے مزین گلاب، بیچ میں زمرد اور موتیوں کا جڑاؤ، اوپری سطح یاقوت سے مرصع، حاکم ہند کی بیگم کا ہدیہ۔

(۵۱) قرآن کریم رکھنے کا سونے کا چھوٹا بستہ، موتیوں اور یاقوت و فیروز سے مرصع۔

(۵۲) قرآن کریم رکھنے کا سونے کا چھوٹا بستہ، فیروز و یاقوت کے پتھروں سے مزین

(۵۳) بستہ کے اندر چاندی کا رحل، چوکیدار رئیس عمر آغا کا ہدیہ ۱۲۳۱ھ

(۵۴) مکھی پروف ڈھکن سونے کا پانی چڑھا، اس پر یاقوت و زمرد کے پتھروں کی تزئین کاری۔

(۵۵) تلوار چاندی چڑھی، دستہ ٹوٹا، دہائیوں کے زمانہ سے باقی۔

(۵۶) مشرقی بناوٹ کی تلوار، اس پر سورۂ نصر لکھی ہوئی اور آیت کریمہ (**انا فتحنا لک**.....(ا) لکھا ہوا، اس کا دستہ چاندی کا۔

(۵۷) عطر دان سونا چڑھا۔ اس کا سرا اور پایہ ہیروں سے مرصع۔ دو عدد۔

(۵۸) سونے کا عطر دان، اس کا سر اور بیچ کا حصہ ہیروں سے مرصع۔ سلطان محمود خاں ثانی کی اہلیہ خوشیار قادین کا ہدیہ۔

(۵۹) سونے کا عطر دان، چار پایوں والا، نقش ونگار اور ہیروں سے مرصع، یہ بھی مذکورہ خاتون خوشیار قادین کا ہدیہ۔

(۶۰) لوبان کا ڈبہ، اس کا ڈھکن بارہ ہیروں سے مزین، چاروں طرف سے ہیرے جڑے ڈھکن کے پیچھے شاہی محل (استنبول) کا فوٹو، مذکورہ خاتون کا ہدیہ۔

(۶۱) عطر دان، لوبان دان اور ایک تسبی مختلف رنگوں کی۔ والی مصر الہامی پاشا ابن عباس پاشا کی ماں کا ہدیہ۔

(۶۲) سونے کا عطر دان اور لوبان دان بغیر ڈھکن کا خدیجہ سلطان کا ہدیہ۔

(۶۳) لوبان دان اور عطر دان، انناس کے پتوں سے مزین ۲ عدد والی مصر عباس پاشا کا ہدیہ۔

(۶۴) لوبان سلگانے کے لیے سونے کی بالٹی ۳ عدد۔

(۶۵) عطر دان سونے کا ہندوستانی ہیروں سے مزین اوپری سرے پر زمرد اور یاقوت کے پتھروں سے مزین حاکم ہند کی بیگم کا ہدیہ۔

(۶۶) سونے کا لوبان دان، انڈین بناوٹ کا دو عدد۔

(۶۷) سونے کا شمع دان اور ایک دستر خوان نیچے چمڑا، سلطان عبدالمجید خان کی ماں کا ہدیہ۔

(۶۸) سونے کا محراب نما شمع دان ۲ عدد، والی مصر محمد علی پاشا کا ہدیہ۔

(۶۹) سونے کی چادر اور شمع دان ۶۲۸۰ ہیرے کے ٹکڑوں سے

مزین۔

شمع دان دو عدد، سونے کی شمع دو عدد، شمع دان کے لیے طبلہ سونے کا ۲ عدد۔ سلطان عبدالمجید خان کا ہدیہ۔

(۷۰) شمع کا دستہ سونے کا چھوٹا بڑا ۴۱ عدد۔

(۷۱) لوبان دان سونے کا ہیروں سے منقش، عود رکھنے کی جگہ چاندی کی سلطان عبدالمجید خان کی بیٹی جمیلہ سلطان کا ہدیہ۔

(۷۲) زمرد اور موتیوں سے مزین ہینگر، درمیان میں ''اللہ'' اور ''محمد''، ''فاطمہ''، ''حسن'' اور ''حسین'' لکھا ہوا۔ سلطان محمد خان ثانی کی بیٹی عادلہ سلطان کا ہدیہ۔

(۷۳) ستارہ نما چھوٹا ہینگر۔

(۷۴) اسی طرح کا دوسرا ہینگر۔

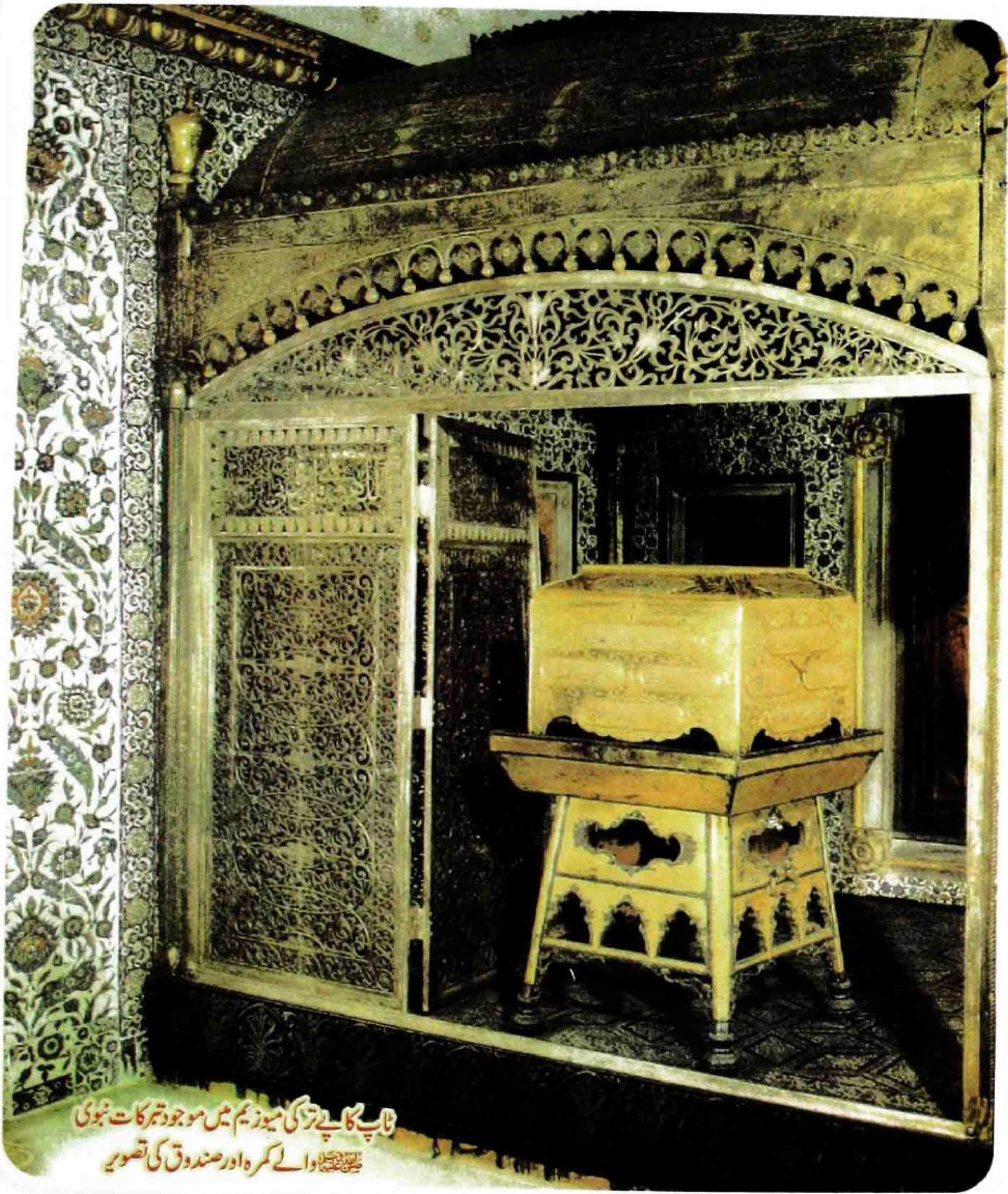
(۷۵) اسی طرح کا تیسرا ہینگر، ان تینوں کا پتھر ایک دوسرے سے جداگانہ۔

(۷۶) تلوار کا ٹکڑا، سونے سے اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ''لا الہ الا اللہ ،لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار'' اور اسی کے دستہ پر ''محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا۔ اس کے ساتھ کچھ ترکی زبان میں اشعار لکھے ہوئے، لوہے کی نیام سونے کا پانی چڑھا، سونے سے مزین، اس کے نیچے میں یہ عبارت لکھی ہوئی ''من بوابی الحجرۃ المعطرۃ عنبر آغا صالح'' محراب کا شمع دان سونے کا دو عدد، سونے کا طبلہ دو عدد، سلطان محمود خان ثانی کا ہدیہ۔









ٹاپ کاپے ترکی میوزیم میں موجود تبرکات نبوی ﷺ والے کمرہ اور صندوق کی تصویر

یہاں صندوق ہیں اس میں سے ایک میں رسول اللہ ﷺ کا قلم مبارک ہے
اور دوسرے میں رسول اللہ ﷺ کی چادر مبارک ہے (ٹاپ کاپے میوزیم استنبول)

رسول اللہ ﷺ کا عصائے مبارک

رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک سے زائد عصائے پاک تھے، جیسا کہ ابن قیم جوزی نے ذکر کیا کہ آپ کے پاس ایک لکڑی (چھڑی) تھی جو ایک ہاتھ یا کچھ اس سے لمبی تھی، جس کا نام ''عرجون'' تھا۔

ایک عصا تھا جو صنوبر کے درخت کا تھا جس کا نام ممشوق تھا، اور یہی اکثر خلفاء کے پاس تھا۔

امام جلال الدین سیوطی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اپنی جامع الاحادیث میں حضرت عطاء رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی سے روایت کی، جب نبی پاک ﷺ خطبہ دیتے تو عصا پر ٹیک لگاتے۔

بذاز وطبرانی نے حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں منبر اختیار کرتا ہوں اس لیے کہ میرے دادا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے اسے لازم پکڑا اور میں اس پر عصا لیتا ہوں اس لیے کہ میرے دادا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے اسے لازم پکڑا۔

سیرت ابن ہشام میں ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے، اپنی اونٹنی پر سوار کعبہ شریف کا طواف کر رہے تھے اور اس کے اندر بت رکھے ہوئے تھے، نبی پاک ﷺ اپنے ہاتھ میں عصائے مبارک سے ان بتوں کی جانب اشارہ کرتے اور ارشاد فرماتے:

﴿جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا{81}﴾

(سورۂ اسراء)

تَرْجَمَہ: حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

پس آپ جس بت کی طرف اشارہ فرماتے وہ اوندھا گر پڑتا، یہاں تک کہ کوئی بت سیدھا باقی نہ بچا۔



ٹاپ کاپی ترکی کے میوزیم میں ایک عصا ہے۔ جس کے لئے لکڑی کا خول تیار کر کے دونوں سروں کو سونے، چاندی سے مزین اور نقش ونگاری سے بھر کر رکھا گیا ہے۔



تصویر: رسول اللہ ﷺ کا عصائے مبارک اور اس کا خول۔

دونوں سروں پر سونے کا نقش ونگار بعد میں بنایا گیا۔ دونوں خولوں کے سرے پر سونے سے آیات قرآنی کندہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے آخری زمانہ میں آپؐ کے مصلیٰ پر ایک چھڑی (لکڑی) رکھی گئی جس پر آپ ٹیک لگاتے جب سجدے سے اٹھتے یا نماز کے لیے کھڑے ہوتے۔

ابن اسحاق نے حضرت انس بن مالک سے نقل کر کے یہ حکایت اپنی کتاب میں یوں ذکر کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک چھڑی کا سہارا لیتے۔ جو قبلہ میں تھی۔ پھر دائیں یا بائیں دیکھتے، جب صفیں درست ہو جاتیں تو تکبیر کہتے۔

بیان لیا جاتا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد یہ چھڑی غائب ہوگئی۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسے نہ پا سکے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اسے ایک انصاری شخص کے یہاں پالیا۔ اس نے اس کو زیر زمین دفن کیا تھا یہاں تک کہ اس کا بعض حصہ دیمک کھا گیا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسی کے برابر دوسری چوڑی لکڑی منگوائی اور اس کو چیر کر اس کے اندر رسول اللہ ﷺ کی چھڑی رکھ دی (اس کے بعد اس کو قبلہ کی دیوار میں نصب کرا دی)۔

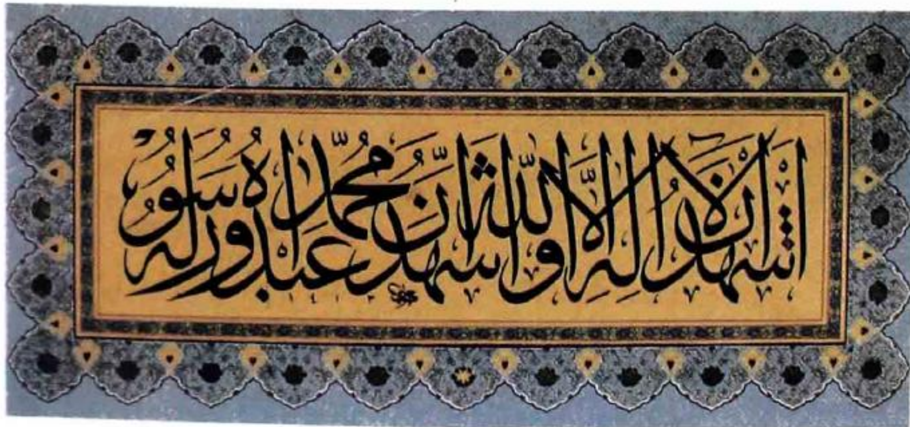
حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنی تعمیر نو میں اس کو مقصورہ کی دیوار یعنی موجودہ عثمانی محراب کے بغل میں منتقل کر دی۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے منسوب اشیاء سے برکت حاصل کرنا جائز ہے اور اس کی عزت وتکریم کرنا ضروری۔ کیوں کہ صحابہ کے عمل کو کوئی نہیں ٹھکرا سکتا۔

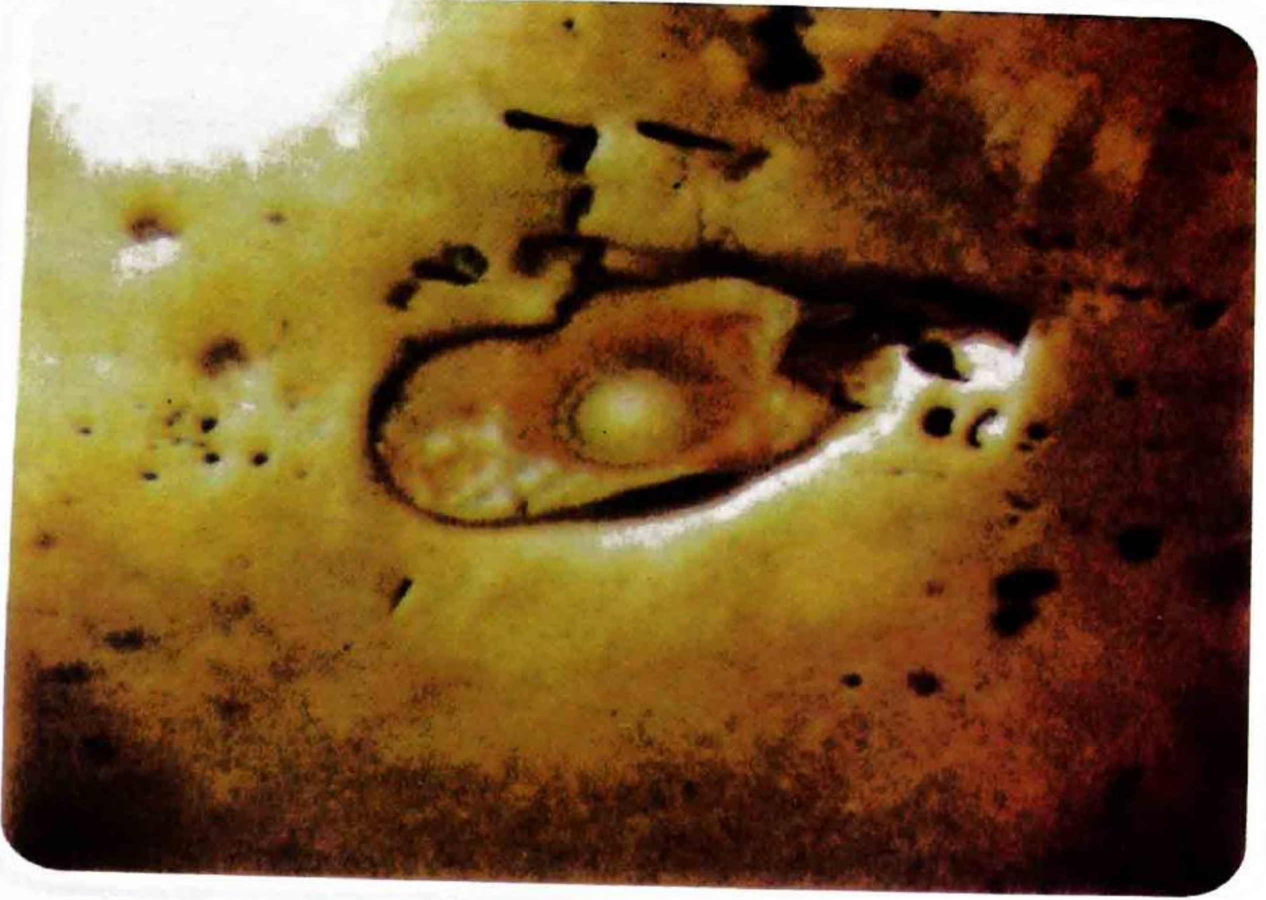
رسول اللہ ﷺ کے اگلے دندان مبارک

اسلامی میوزیم استنبول میں امانت مقدسہ واڈ کے تحت سونے کا صندوق ہیرے جواہرات سے مزین ومرصع کر کے رکھا ہوا ہے۔اس کے اندر سون کے ڈبے میں رسول اللہ ﷺ کے اگلے دندان مبارک کے اجزاء ہیں ۔ جو مدینہ منورہ میں جنگ احد میں شہید ہوئے تھے ۔ دشمن خدا عتبہ بن ابی وقاص نے پتھر چلایا تھا اور آپ کے دائیں طرف کے نچلے ہونٹ بھی زخمی ہو گئے ۔ نبی پاک ﷺ نے اس کے لے بددعا کی ''اَللّٰھُمَّ لا یَحُوْلُ عَلَیْہِ الْحَوْلُ حَتّٰی یَمُوْتُ کَافِرًا '' اے اللہ! ایک سال کے اندر اس کو کافر مار) اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول کی دعا قبول فرمائی اور اس دن حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پیچھے لگے اور جس نے رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک شہید کیے اس ظالم کا سرتن سے جدا کر کے چین لیا۔اس کا گھوڑا اور کمان لے کر نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر آئے تو رسول اللہ ﷺ کے لبِ مبارک پر ان کے لیے دعائیہ کلمات مچل رہے تھے
''رضی اللہ عنک رضی اللہ عنک '' ترجمہ: اللہ تجھ سے راضی ہو۔



ہیرے جواہرات سے مزین ومرصع صندوق اس کے اندر سونے کے ڈبے میں رسول اللہ ﷺ کے اگلے دندان مبارک کے اجزاء ہیں





استنبول،توپ کاپی سرائے میں موجود حضور کے دندان مبارک کا نظارہ



زیرنظر تصویر سونے وہیرے جواہرات سے معمور بکس کی ہے اس میں آپ ﷺ کا بال مبارک محفوظ ہے یہ صندوق استنبول میں توپ کاپے نامی عجائب گھر میں موجود ہے۔





صندوق کے اندر کا سونے کا ڈبہ جس کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کا حصہ ہے۔ (توپ کاپی ترکی)







جنگ احد میں جو دانت حضور کا شہید ہوا تھا وہ سونے اور جواہرات سے مزین اس صندوق میں موجود ہے۔

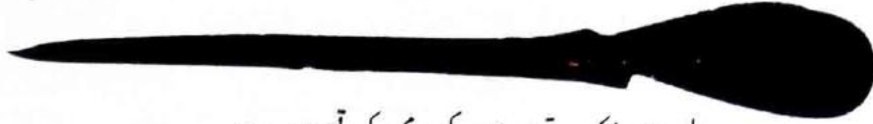
رسول اللہ ﷺ کے سرمہ لگانے کی سلائی

مسجد سیدنا حسین قاہرہ (مصر) میں رسول اللہ ﷺ کے تبرکات کے ضمن میں آپ کے سرمہ لگانے کی سلائی بھی محفوظ ہے۔

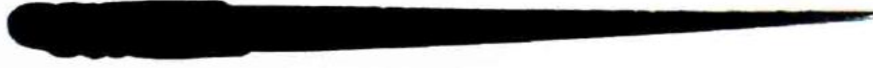
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک سرمہ دانی میں سلائی تھی جس سے سونے کے وقت دونوں آنکھوں میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے۔

سنن محمدیہ میں انھیں سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفید کپڑے پہنو بے شک وہ عمدہ کپڑا ہے، اسی میں اپنی میتیں دفن کرواور سب سے عمدہ سرمہ ''اثمد'' ہے۔ اس سے آنکھ روشن ہوتی ہے اور بال اگتے ہیں۔

طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی: پانچ چیزیں رسول اللہ ﷺ سفر وحضر میں نہیں چھوڑتے تھے، آئینہ، سرمہ، کنگھا، بال سیدھا کرنے کا آلہ اور مسواک۔

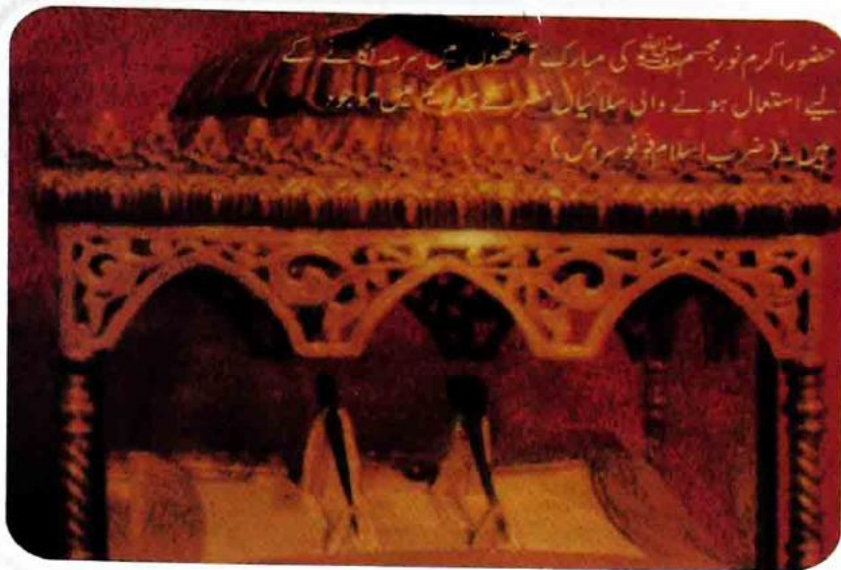


ملے جو خاک قدم ان کی مجھ کو قسمت سے
لگائیں سرمہ نہ پھر زینہار آنکھوں میں
(حضور مفتی اعظم ہند نوری)



حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مبارک آنکھوں میں سرمہ لگانے کیلئے استعمال ہونے والی سلائیاں مصر کے میوزیم میں موجود ہیں۔

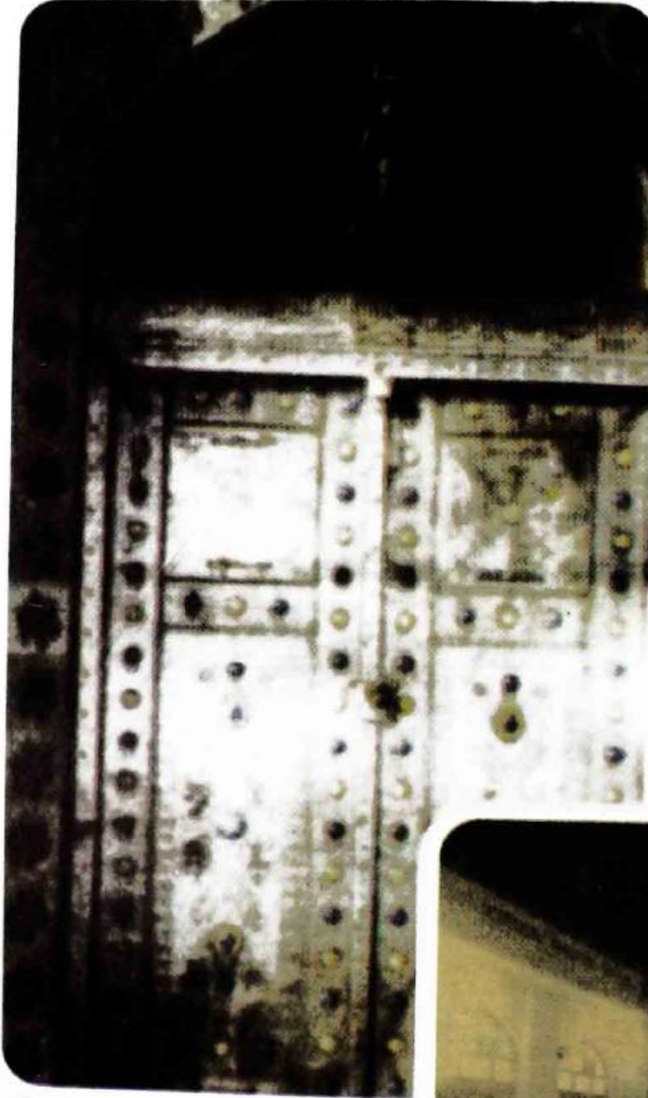






حضور ﷺ کا جبہ مبارک

یہ وہ مبارک جگہ ہے جہاں آپ ﷺ کا خرقہ (جبہ) مبارک موجود ہے
یہ عمارت افغانستان میں ہے

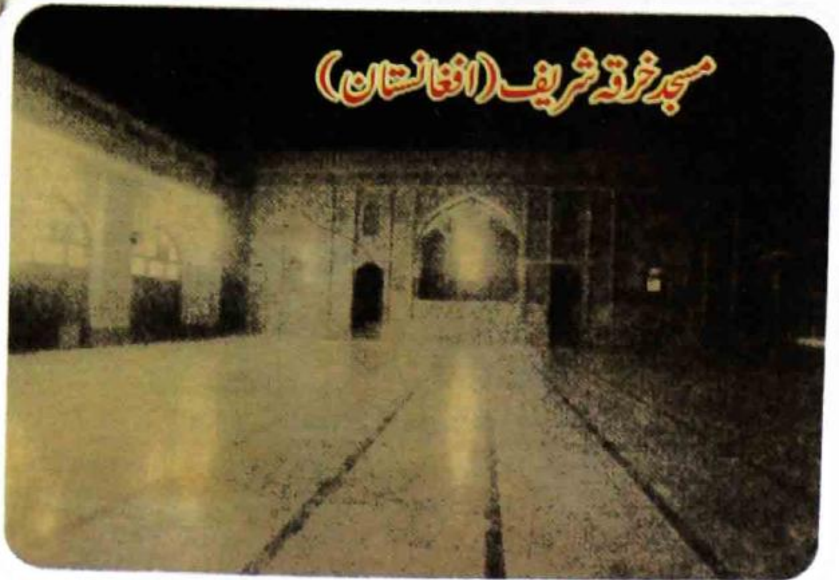


حضور ﷺ کا پرنور جبہ مبارک

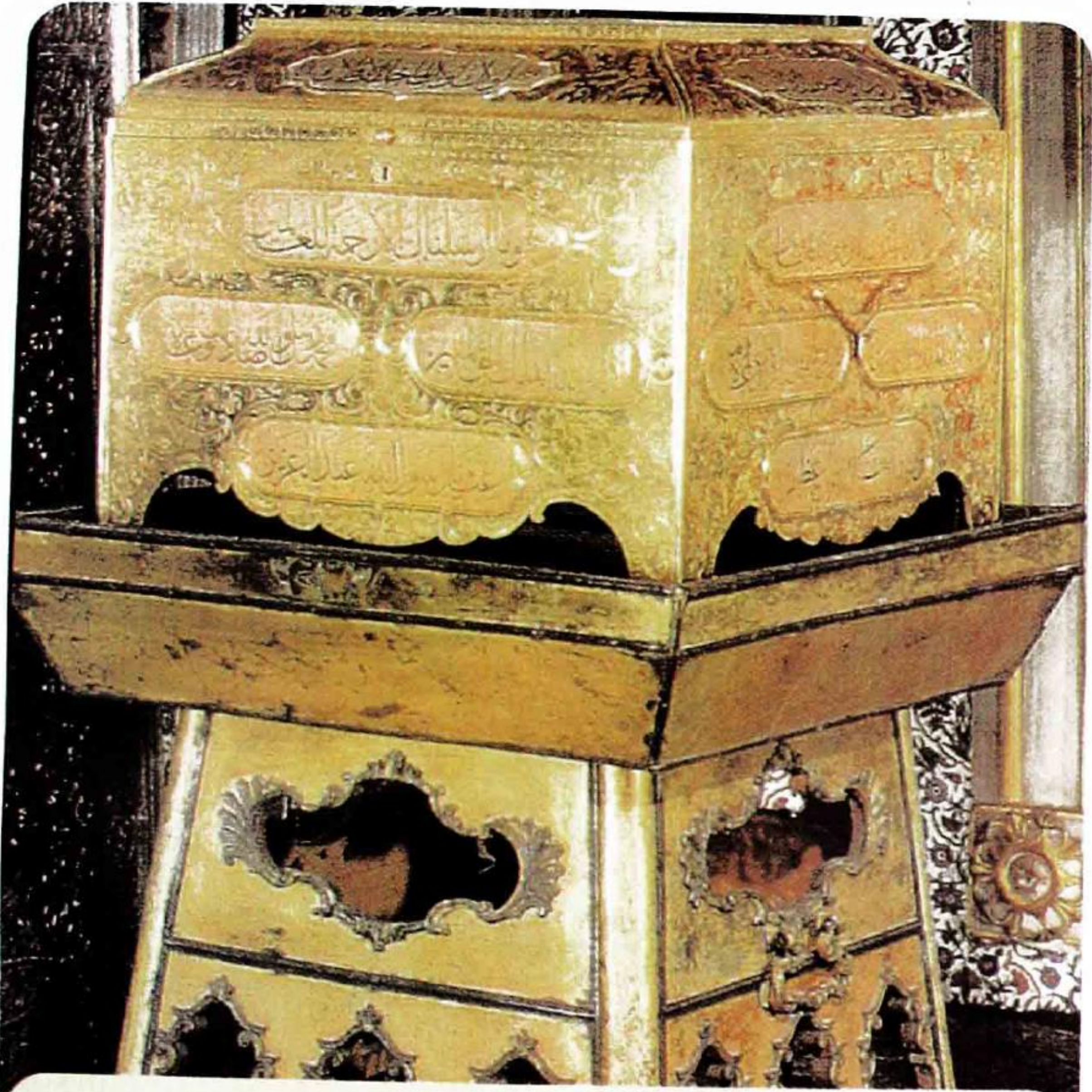
حضرت اسماء بنت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے پاس رسول اللہ ﷺ کا جبہ پاک تھا۔ اس کے متعلق خود فرماتی ہیں۔

''هٰذِهٖ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتّٰى قُبِضَتْ، قَبَضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يَسْتَشْفِيْ بِهَا۔'' (صحیح مسلم شریف)

تَرْجَمَہ: یہ (جبہ) حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس تھا، جب ان کا انتقال ہوگیا تو میں نے لے لیا۔ نبی پاک ﷺ اسے زیب تن فرماتے تھے۔ مریضوں کی شفایابی کے لیے ہم اس دھو کر پلاتے تھے۔







سونے سے بنا صندوق: اسمیں حضور ﷺ کا جبہ مبارک محفوظ ہے۔
وہ خاص سونے کا صندوق جس کے اندر رسول اللہ ﷺ کا جبہ شریف محفوظ ہے۔ اس کے اوپر قرآنی آیات کندہ ہیں اس کو بنانے کا حکم عبدالعزیز نے دیا تھا۔ ان کا نام بھی صندوق کے اوپر کندہ دیکھا جاسکتا ہے۔

حضور ﷺ کا شفایاب جبہ

صحیح مسلم شریف کی روایت میں ہے:

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس رسول اللہ ﷺ کا جبہ پاک تھا۔ اس کے متعلق خود فرماتی ہیں۔

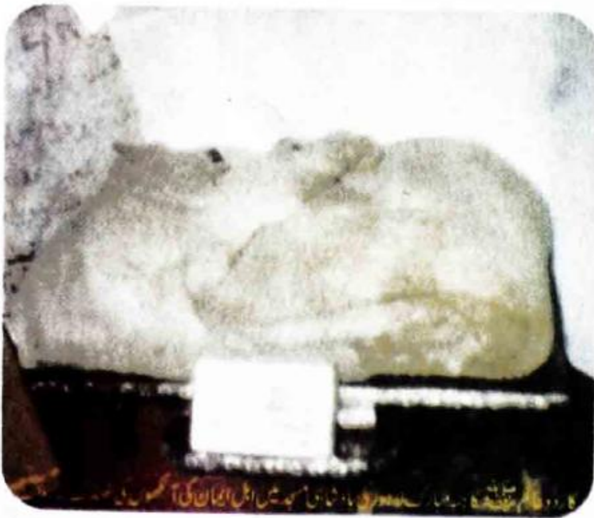
"هٰذِهِ كَانَتْ عِنْدَ عائشه حتى قبضت، قبضتها و كان النبى صلى الله تعالى عليه و سلم يلبسها فنحن نغسلها للمرضى يستشفى بها."

ترجمہ: یہ (جبہ) حضرت عائشہ کے پاس تھا، یہاں تک ان کا انتقال ہوگیا تو میں نے لے لیا۔ نبی پاک ﷺ اسے زیب تن فرماتے تھے۔ مریضوں کی شفایابی کے لیے ہم اسے دھو کر پلاتے تھے۔



رسول اللہ ﷺ کا جبہ شریف اس ریشمی سبز کپڑے میں لپٹا ہوا ہے جس کے اوپر سونے، چاندی کے تاروں سے نقش ونگار بنے ہیں۔





بادشاہی مسجد میں موجود حضور ﷺ کا جبہ مبارک

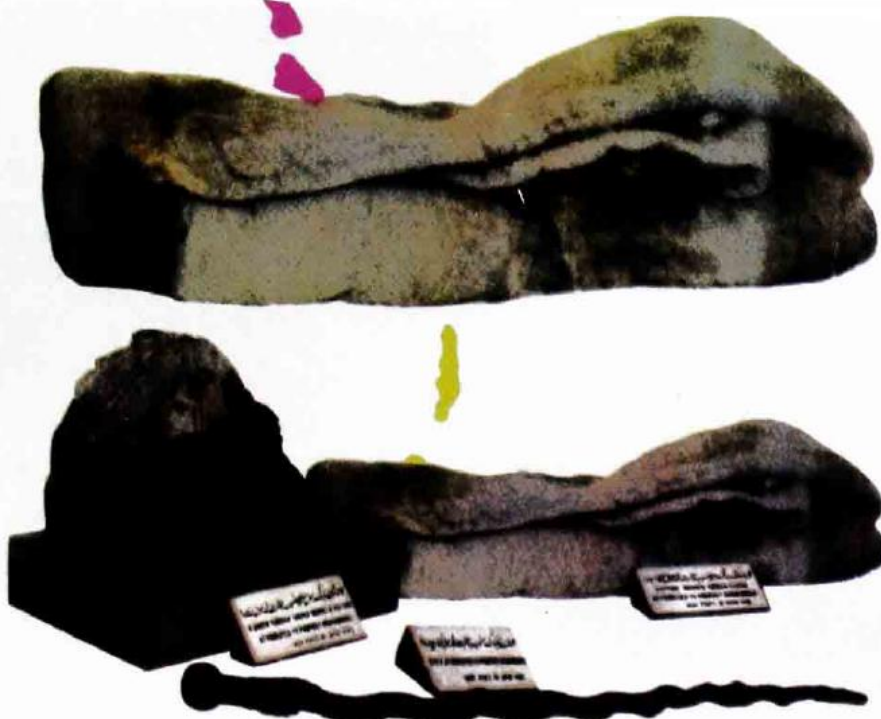


آپ ﷺ سے منسوب جبہ مبارک

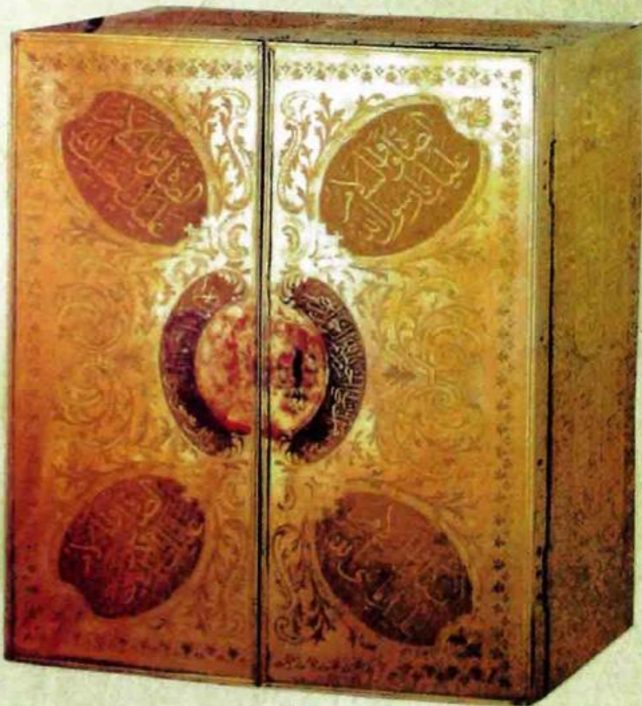


موئے مبارک

خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے منسوب ''موئے مبارک'' جو استنبول کے ''توپ کاپی'' نامی عجائب گھر میں محفوظ ہے۔اس عجائب گھر میں جو پہلے سلاطین عثمانیہ کا محل تھا، حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تلواریں، نیز اور بہت سے نوادرات اور یادگار تاریخی اشیاء محفوظ ہیں جو سلاطین آل عثمان بغداد سے لے کر آئے تھے۔







مندرجہ بالا سونے کے صندوق کے اندر ایک دوسری سونے کی چھوٹی الماری ہے اس کے اندر جبۂ رسول محفوظ ہے۔

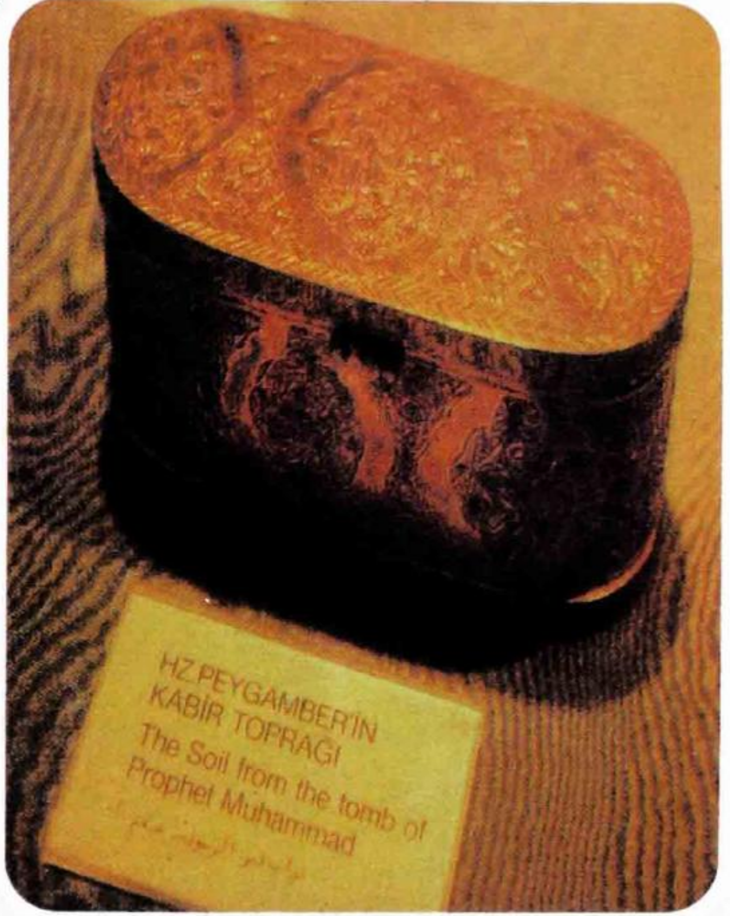


ریشمی نقش ونگار والے کپڑوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ کا جبہ پاک ہے۔

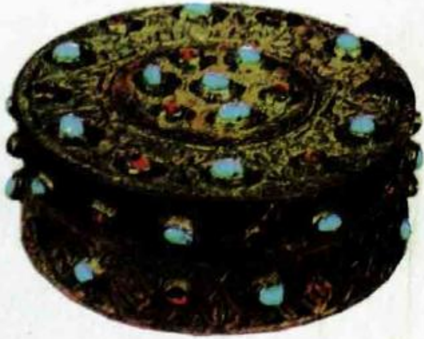
روضۃ النبی ﷺ کی مٹی مبارک



حضور ﷺ کے روضہ مبارک کی پرنور مٹی مبارک (توپ کاپی) میوزیم میں موجود ہے۔

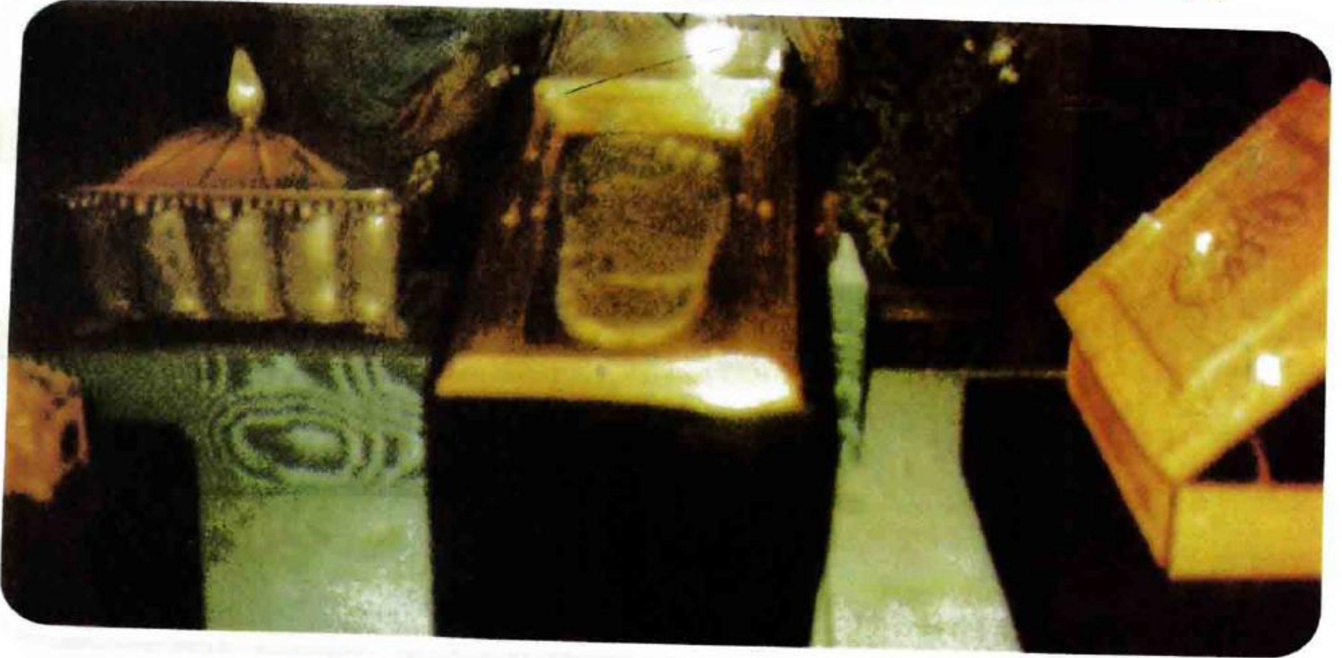






ترکوں کے جذبہ عشق رسول ﷺ کو داد دینے کو جی چاہتا ہے کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ سے منسوب ہر چیز کو مقدس مانتے ہوئے اس کی حفاظت کررہے ہیں زیرنظر تصویر ترکی کے ایک میوزیم میں رکھے گئے سونے اور چاندی کے منقش بکس کی ہے جس میں گنبد خضریٰ کی صفائی کے دوران جھڑنے والی مقدس ریت رکھی ہوئی ہے۔

استنبول، توپ کاپی سرائے، رسول اللہ ﷺ کے دائیں قدم مبارک کا نشان





حضور ﷺ کا پیالہ مبارک

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وہ پیالہ جس میں انہوں نے ہجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پانی پیش کیا تھا ۱۲۰۰ء میں اس پیالہ پر چاندی چڑھائی گئی اب یہ توپ کاپی میوزیم ترکی میں موجود ہے

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کیلئے رات کا کھانا تیار کر کے ان کے پاس بھیجتے، کھانا تناول فرما کر باقی ماندہ جب واپس آتا تو میں اور میری بیوی ہم دونوں برتن کو سونگھتے یہاں تک کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی دست مبارک لگنے کی جگہ کا سراغ مل جاتا پھر اسی جگہ سے برکت حاصل کرنے کے لیے ہم کھانا کھاتے۔

رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے

خلفائے راشدین اور اس کے بعد خلفائے عباسیہ نے رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے استعمال کیے اور خلافت عثمانیہ کے شروع تک رسول ﷺ کا وہ جھنڈا جو فتح خیبر کے دن سن سات ہجری میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا تھا استعمال میں تھا۔

وہ سرخ رنگ کا تھا، جس کو خلافت عثمانی میں سبز کپڑے پر نصب کیا گیا۔ اس کے گرد عشرہ مبشرہ کے نام درج کیے اور وہی آج ترکی کے میوزیم میں محفوظ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس متعدد جھنڈے تھے، جو جنگوں میں بلند کیے جاتے تھے۔ ایک کالا تھا جس کا نام ''عقاب'' تھا اور چند سفید، پیلے اور سرخ تھے۔

طبرانی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا سیاہ تھا، اور علم سفید تھا جس پر ''لا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ مُحَمَّدُ رَسُوْ لُ اللّٰہِ'' لکھا تھا۔

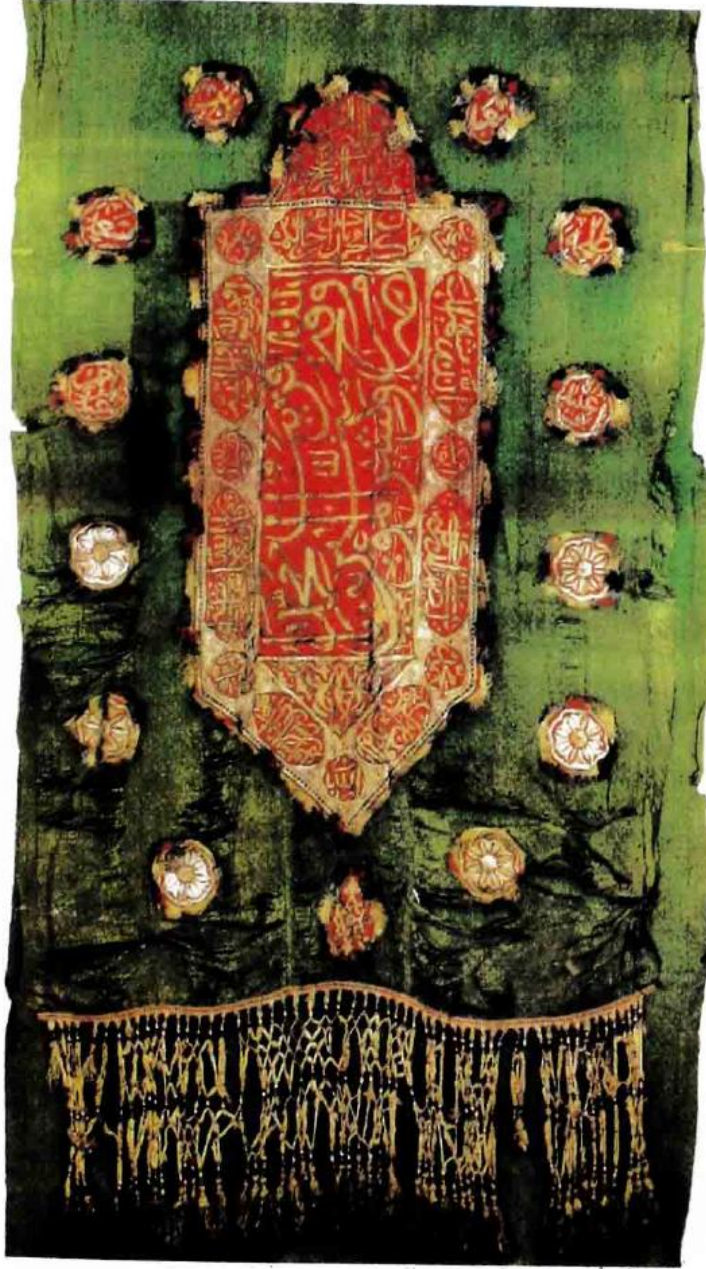
مجمع الزوائد میں امام احمد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوتا اور انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوتا اور جب میدان کارزار گرم ہوتا تو نبی پاک ﷺ انصار کے جھنڈے کے نیچے ہوتے۔



سرخ رنگ والا حصہ رسول اللہ ﷺ کے جھنڈا ہے جسے فتح خیبر میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا کیا۔

حضور ﷺ کی دستار مبارک کا جھنڈا

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت آپ کے آگے آگے ایک جھنڈا ہونا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے اپنی دستار اتاری اور نیزہ پر باندھی اب سفر جاری ہے۔ سیدنا بریدہ جھنڈا لیے آگے آگے چل رہے ہیں۔ (زرقانی)



رسول اللہ ﷺ کا سرخ جھنڈا خلافت عثمانیہ میں سبز اونی کپڑے پر نصب کیا گیا اور بعد میں اس پر عشرہ مبشرہ کے نام درج کیے گئے۔ (توپ کاپی ترکی)

رسول اللہ ﷺ کے عمامہ شریف

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے متعلق کتابوں میں آپ کے عمامہ شریف کے تعلق سے تین رنگوں کا ذکر آتا ہے۔ کالا، سفید، اور پیلا۔

فتح مکہ کے دن آپ علیہ السلام نے کالا عمامہ لگایا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، جب ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کیسے عمامہ پہنتے تھے؟ تو سر کے اوپر لپیٹتے تھے اور آخری سرا پیچھے لا کر کھونستے تھے۔

ابن سعد اپنی کتاب ''طبقات'' میں ذکر کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے کپڑے، قمیص، چادر اور عمامہ زعفران میں رنگتے تھے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے جسم اقدس پر زرد قمیص، زرد چادر اور زرد عمامہ تھا۔

حضرت علی بن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنگ بدر وحنین کے دن فرشتوں سے ہماری نصرت فرمائی۔ وہ فرشتے ایسا عمامہ باندھتے ہوئے تھے۔ بے شک وہ عمامہ کفر وایمان کے مابین خط فاصل ہے۔ (طیالسی وبیہقی نے روایت کی)

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اکثر فرشتوں کو عمامہ میں ملبوس دیکھا۔

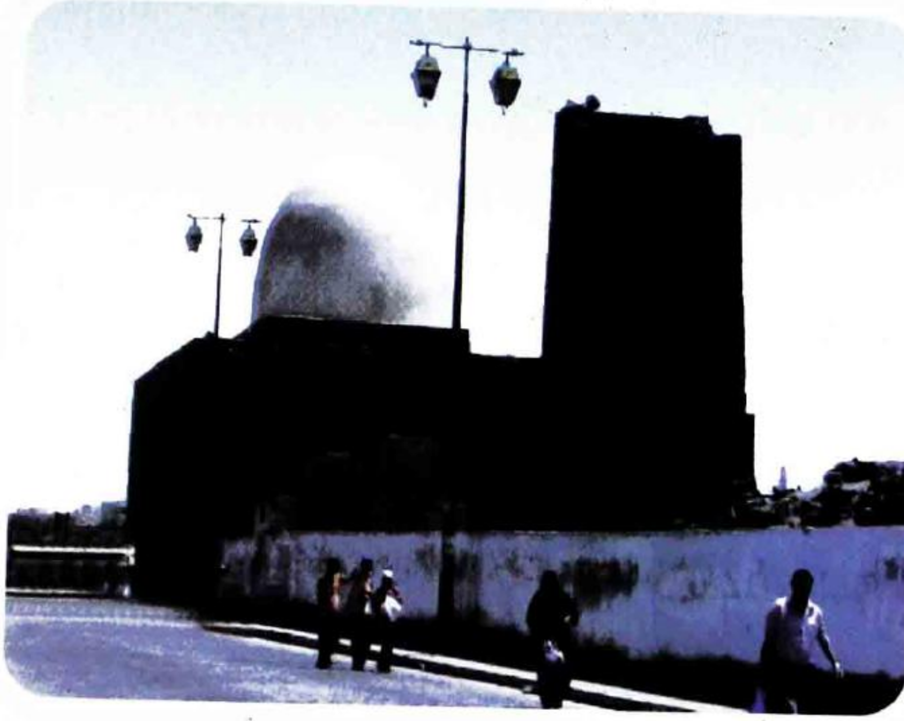
ابن عساکر اور سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوپر جنگ بدر کے دن زرد چادر تھی تو انہوں نے اس کا عمامہ لپیٹ لیا۔ پس فرشتے زرد عماموں میں اترنے لگے۔ نبی پاک ﷺ کے عمامہ سے متعلق متعدد روایتیں درج کی ہیں۔ صحابہ کرام رضی تعالیٰ عنہم سے بھی متعلق حدیثیں درج کی ہیں۔ خاص کر حضرت امام علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے عمامہ باندھنے کی روایت درج کی ہیں۔

جامع الاحادیث میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے غدیر خم کے دن عمامہ باندھا اور آخری کونہ پیچھے لٹکایا، اور دوسری روایت میں ہے کہ دونوں کناروں کو میرے شانہ پر لٹکایا، پھر ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ یہ عمامہ کفر وایمان کے درمیان خط امتیاز ہے۔

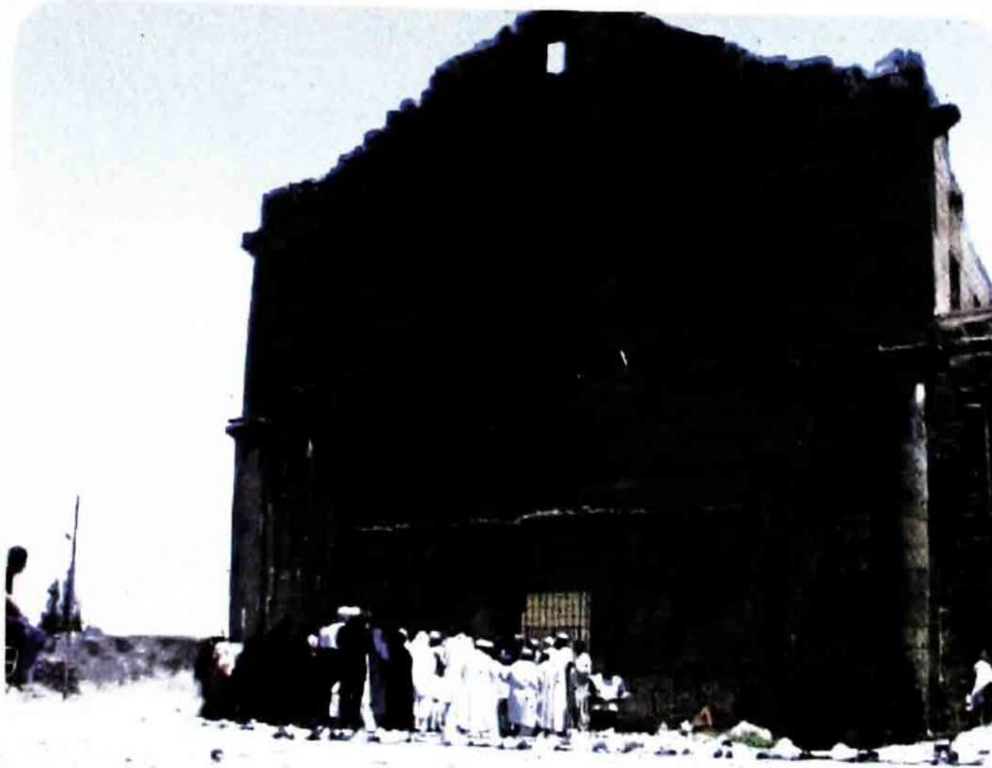
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عمامہ لپیٹا اور چار انگلی برابر لٹکایا اور فرمایا: جب میں آسمان پر چڑھا (معراج) میں نے اکثر فرشتوں کو اس طرح عمامہ میں دیکھا۔



تصویر: رسول اللہ ﷺ کا عمامہ شریف



سفرِ شام کی تجارت کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ
قیام فرمایا تھا یہ جگہ بصرہ میں موجود ہے۔



سفرِ شام میں جس جگہ رسول اللہ ﷺ نے قیام فرمایا
وہاں کا اندرونی منظر

مہر نبوت

عربی زبان میں لفظ ''خاتم'' کا ترجمہ مہر کرنے سے یہ التباس ہوتا ہے کہ انگوٹھی مراد ہے یا وہ مہر نبوت جو آپ کے جسم اقدس میں دونوں شانوں کے درمیان تھا۔ لہٰذا اس امر کی وضاحت یہاں ضروری ہے۔ پس مہر نبوت کسی میوزیم میں محفوظ نہیں۔

صحیح بخاری شریف میں، حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں: مجھے میری خالہ لے کر نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کی یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ میری بہن کا بچہ ہے اس کو درد ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور میرے لیے برکت کی دعا کی، وضو فرمایا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا۔ میں آپ کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑا ہوا تو میں نے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا جو گھوڑے کی دونوں آنکھوں کے درمیان سفیدی کے مانند تھا۔ (حوالہ: بخاری شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس مہر نبوت کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں: چھوٹا انجیر سفیدی مائل قفا سے ملا ہوا تھا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو میں نے اس کو چھوا تو وہ غائب تھا۔

حضور ﷺ کی مہر مبارک: یہ حضور ﷺ مہر سرداران عرب کو بھیجے جانے والے خطوط پر لگاتے تھے۔









رسول اللہ ﷺ کی مہر Stamp

سونے کی ڈبیا میں اندر سے مخمل لگا، استنبول (ترکی) میں رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی مبارک کا نگینہ محفوظ ہے۔ جس سے آپ خطوط بند کرنے کے بعد اس پر مہر لگاتے تھے۔ رہی وہ مہر جس سے آپ خطوط کے اندر عبارت ختم ہونے پر دستخط کی جگہ استعمال فرماتے تھے وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے کنویں میں گر پڑی اور اسے کوئی نہ پا سکا جیسا کہ کتب صحاح اور کتب سیرت سے ثابت ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ خطوط بند کرنے کے بعد بھی مہر لگتا تھا اور وہی آج ٹاپ کاپی کے میوزیم میں محفوظ ہے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ: قیصر روم کے نام گرامی نامہ لکھیں، لوگوں نے عرض کیا وہ بغیر مہر والے خطوط نہیں پڑھتے۔ آپ نے چاندی کی ایک انگشتری لی جس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا گویا آج بھی میں اس کی چمک آپ کے دست مبارک میں دیکھ رہا ہوں۔

حدیث متفق علیہ میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک انگشتری لی، آپ کی انگلی میں تھی، آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں وہ انگوٹھی رہی، آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی، آپ کے بعد حضرت عثمان کے ہاتھ میں رہی مگر آپ سے ''اریس'' کنویں میں گر پڑی۔ جس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا۔ (حوالہ: بخاری و مسلم)

خصائص کبریٰ میں سیوطی نے ابن عساکر کے حوالہ سے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو بلایا اور ان سے فرمایا میری اس چاندی کی انگوٹھی پر ''محمد بن عبداللہ'' نقش کرا دو، وہ نقاش کے پاس لے گئے اور اس سے کہا کہ ایسا نقش کردو، نقاش نے کام شروع کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا ہاتھ ایسا مسخر کر دیا کہ اس نے ''محمد رسول اللہ'' نقش کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا: میں نے تم سے یہ نقش کرنے کو نہیں کہا۔ اس نے جواب دیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرا ہاتھ الٹ دیا بخدا میں نے بھی یہ نقش بنانے کا ارادہ نہ کیا۔ مجھے نہیں معلوم یہ کیسے ہوگیا؟ یہ لے کر وہ نبی پاک ﷺ کے پاس آئے اور سارا ماجرا بیان کیا، آپ نے اپنے دست مبارک میں لیا اور تبسم ریز ہو گئے ارشاد فرمایا: ''انا رسول الله'' (میں اللہ کا رسول ہوں) (حوالہ: خصائل کبریٰ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ مہر ثبت فرماتے اپنے داہنے ہاتھ سے، اور آپ کا وصال ہوا تو مہر (انگوٹھی) آپ کے داہنے ہاتھ میں تھی۔



زیر نظر تصویر آپ ﷺ کی انگوٹھی کے پتھر کی ہے جو کہ استنبول میں توپ کاپے نامی عجائب گھر میں محفوظ ہے۔

حضور ﷺ کی چادر مبارک

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ ایک عورت ایک چادر لے کر نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! (ﷺ) میں اس کو آپ کو پہنانا چاہتی ہوں۔ نبی پاک ﷺ کو ایسی چادر کی ضرورت تھی آپ نے اس کو قبول کیا اور زیب تن فرمایا۔ کسی صحابی نے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا ہی عمدہ چادر ہے، اس کو آپ مجھے عنایت فرمادیں۔

تو آپ نے انہیں وہ چادر دے دی، جب نبی پاک ﷺ رخصت ہو گئے تو ایک صحابی نے انہیں ملامت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو اس چادر کی ضرورت تھی تم نے اسے مانگ کر اچھا نہیں کیا۔

اور تمہیں پتہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز مانگی جائے تو آپ "نا" نہیں فرماتے، تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی برکت حاصل کرنے کے لیے میں نے ایسا کیا۔ شاید یہی میرا کفن ہو۔ جب ان کا انتقال ہوا تو وہی چادر ان کا کفن بنی۔

(روایت بخاری)

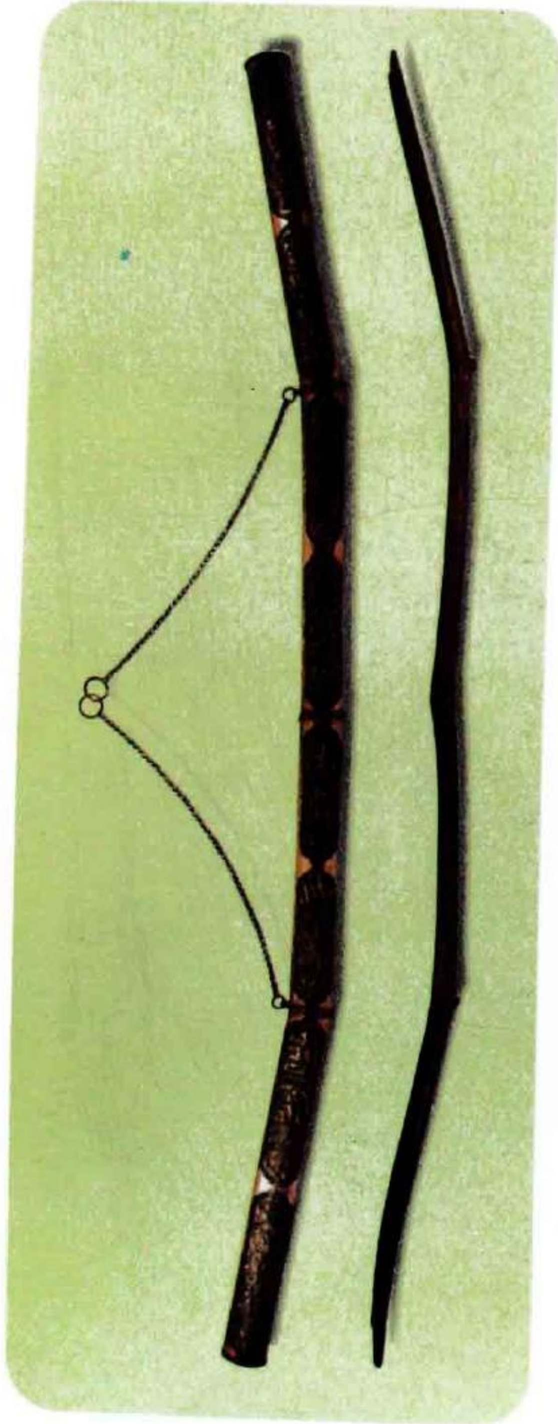


تصویر رسول پاک ﷺ کے بردہ شریف کا صندوق جو سولہویں عیسوی میں بنایا گیا۔

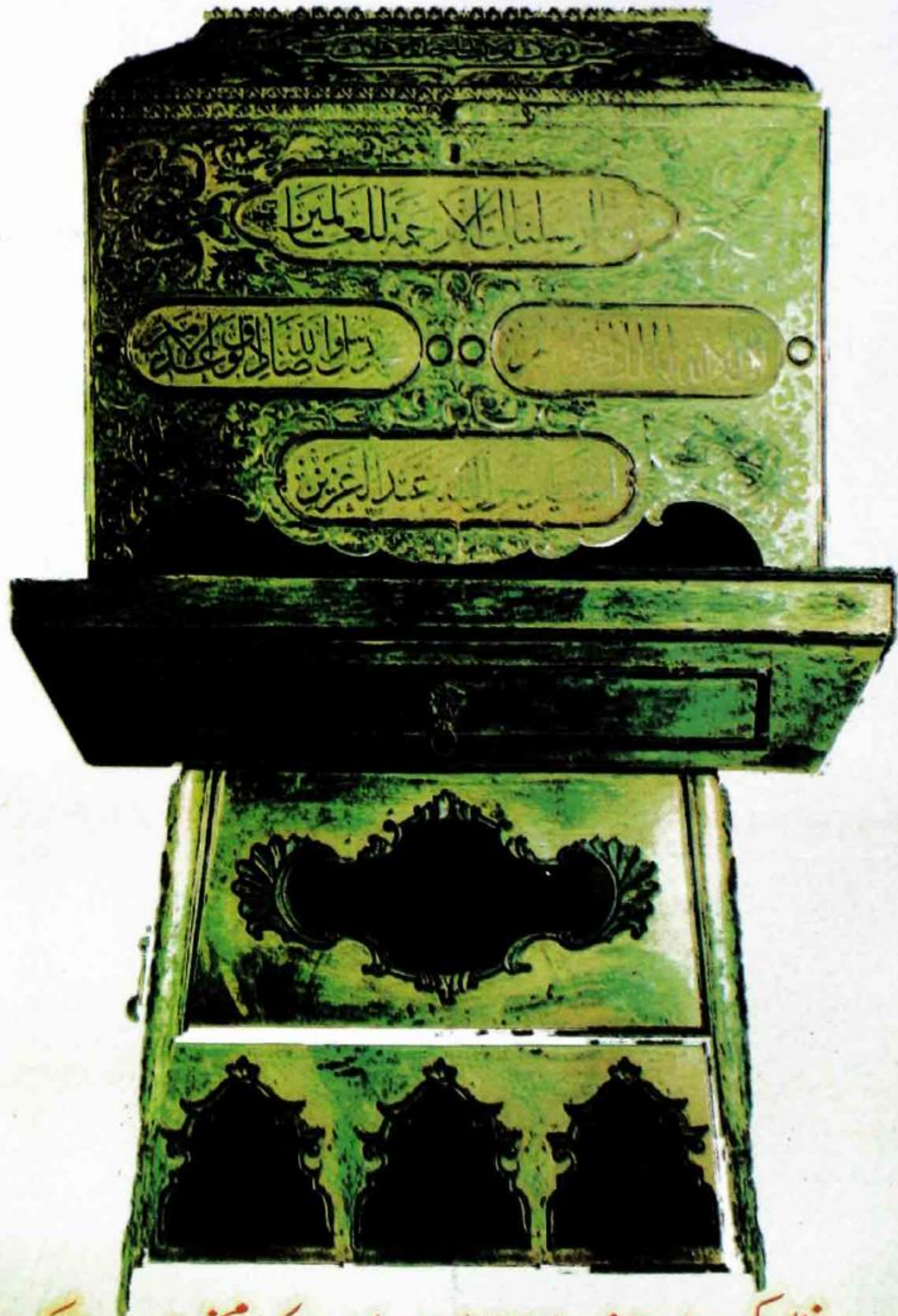
نبوی ذخائر

امام طبرانی رحمہا اللہ امام ہیثمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، رسول اللہ ﷺ کے لیے مندرجہ ذیل اشیاء تھیں:

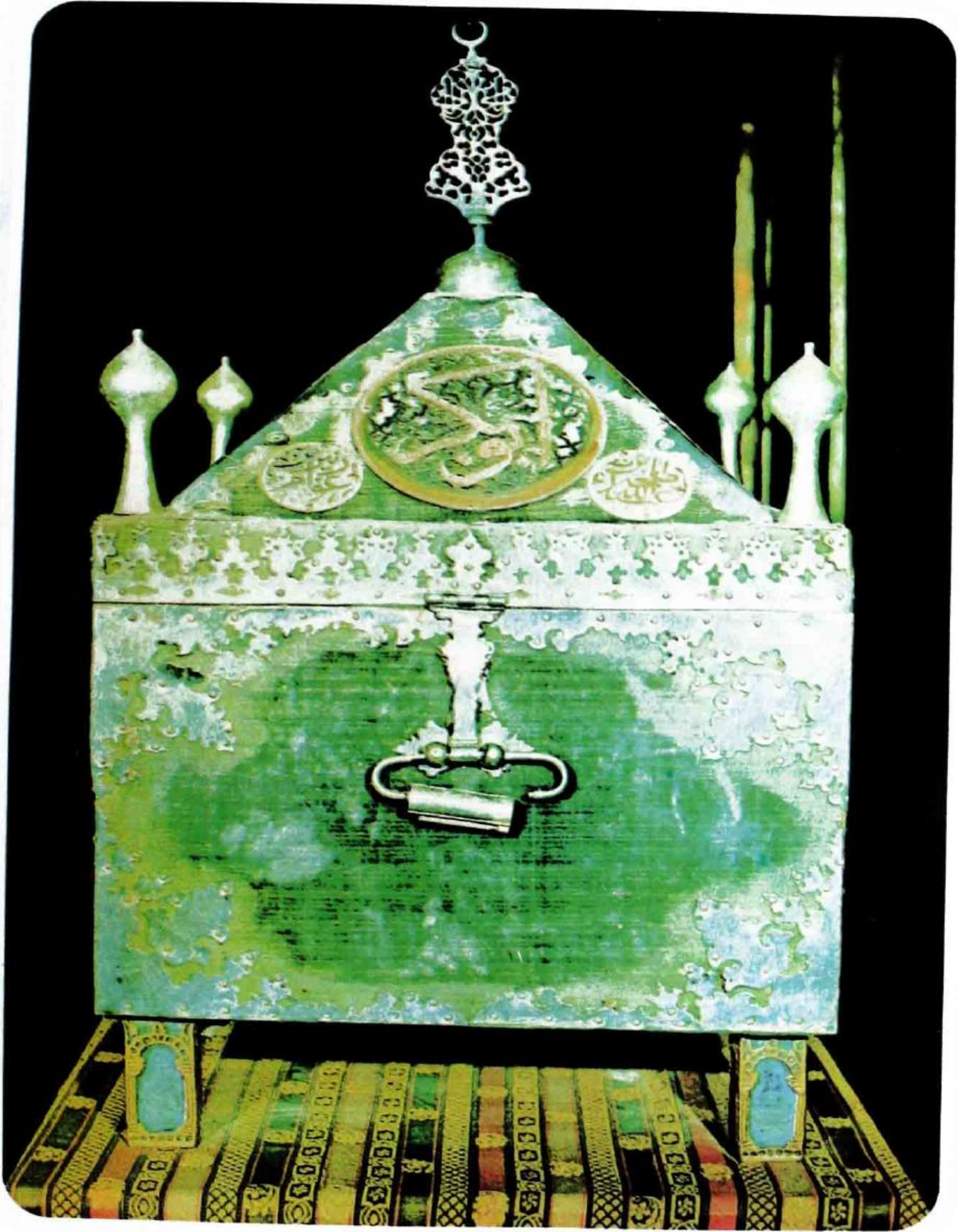
ایک تلوار جس کا دستہ وقبضہ چاندی کا تھا، اس کا نام ذوالفقار تھا۔



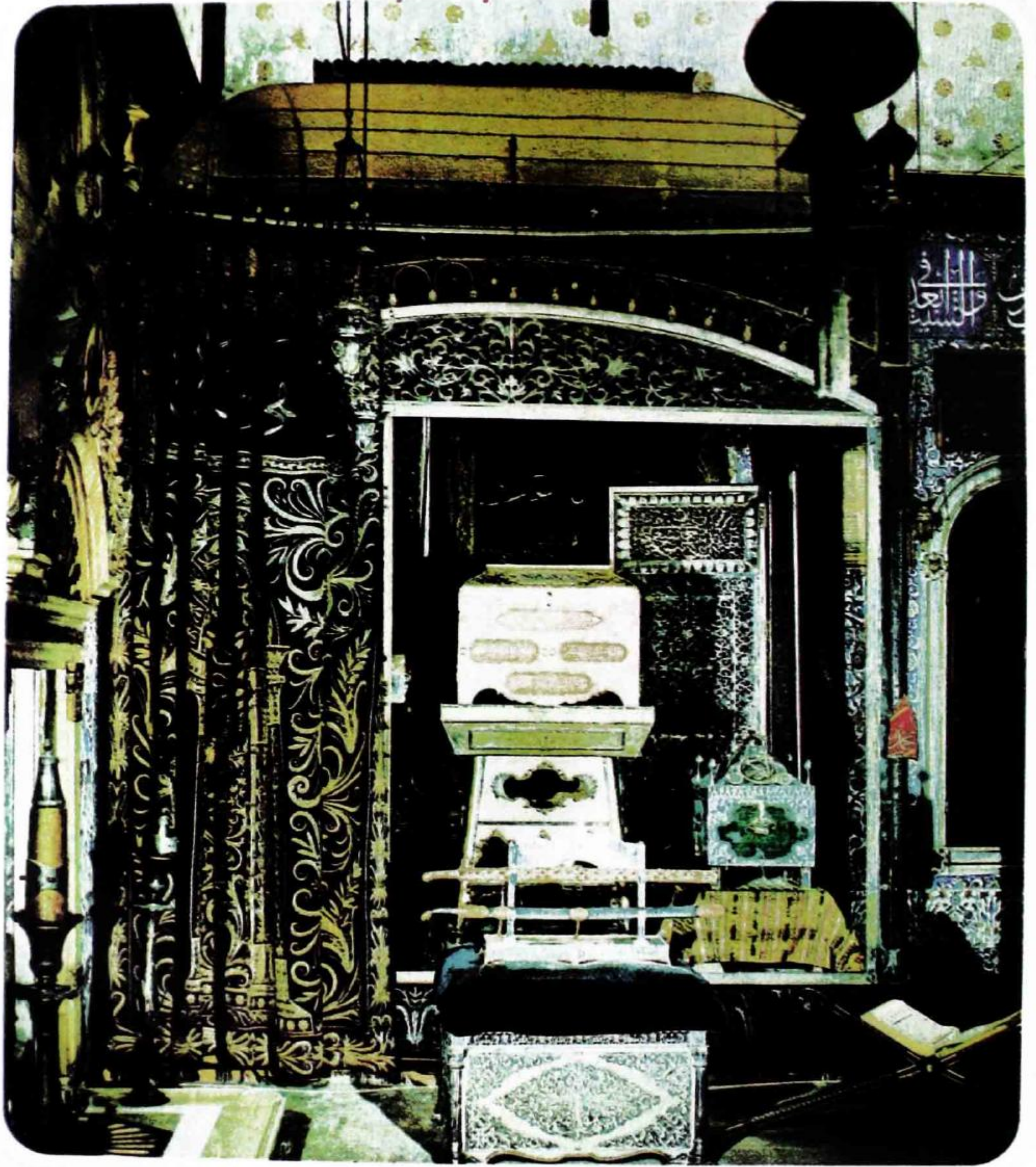
- ایک کمان جس کا نام سداد تھا۔
- ایک ترکش جس کا نام جمع تھا۔
- پیتل کی زرہ جس کا نام ذات الفضول تھا۔
- ایک چھوٹا نیزہ جس کا نام نبعاء تھا۔
- ایک ڈھال جس کا نام دفن تھا۔
- ایک سفید ڈھال جس کا نام موجز تھا۔
- ایک ادہم گھوڑا جس کا نام سکب تھا۔
- ایک دراز گوش (خچر) جس کا نام دلدل تھا۔
- ایک اونٹنی جس کا نام قصواء تھا۔
- ایک گدھا جس کا نام یعفور تھا۔
- ایک بستر جس کا نام کر تھا۔
- ایک بکری جس کا نام نمبر تھا۔
- ایک چھوٹی ڈونگی (چھاگل) جس کا نام صاور تھا۔
- ایک آئینہ جس کا نام مراۃ تھا۔
- ایک قینچی جس کا نام جامع تھا۔
- ایک سوکھی ہوئی شاخ (عصا) جس کا نام ممشوق تھا۔



زیر نظر بکس میں حضور ﷺ کا جھنڈا مبارک محفوظ ہے چونکہ
یہ 1400 سال پرانا ہے اس وجہ سے جگہ جگہ سے پھٹ گیا
ہے اس لئے اس کو بکس میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔



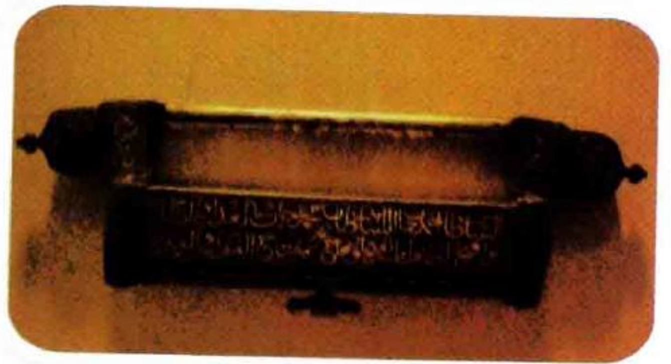
زیر نظر بکس توپ کاپی میوزیم میں خلافت عثمانیہ سے محفوظ ہے اس میں کیا ہے اسے احقر غلطی کی وجہ سے لکھنا بھول گیا ہے
اب مجھے بھی نہیں معلوم کہ اس میں کونسا تبرک محفوظ ہے اگر کسی کو معلوم ہو تو بتا دے۔



توپ کاپی میوزیم میں موجود حضور ﷺ کے درجنوں تبرکات
ایک نظر میں یہ تمام کے تمام زیر نظر قیمتی بکس میں محفوظ ہیں۔



خانہ کعبہ کی قدیم کنجی جوکہ ٹاپ کاپے میوزیم میں محفوظ ہے



سونے اور جواہرات سے مزین بکس میں حضور ﷺ کے روضہ مبارک کی خاک موجود ہے جوکہ اللہ کو اپنے عرش سے زیادہ محبوب ہے۔

خانہ کعبہ کی 12 سو سال پرانی کنجی ایک کڑور اکیاسی لاکھ ڈالر میں نیلام

لندن میں گزشتہ دنوں ایک نیلام گھر کے اسلامی نوادر کے شعبے نے خانہ کعبہ کی 12 سو سال پرانی کنجی 92 لاکھ پاؤنڈ میں فروخت کی جو ایک کروڑ 81 لاکھ ڈالر کے مساوی ہیں۔ اسلامی نوادر میں شمار ہونے والی کوئی چیز آج تک اتنی قیمت میں فروخت نہیں ہوئی۔ یہ ایک نیا ریکارڈ قائم ہوا ہے۔ نیلامی کے روز مجموعی طور پر، اسلامی نوادر کے شعبے نے 2 کروڑ 15 لاکھ پاؤنڈ کے نوادر فروخت کیے جو 4 کروڑ ڈالر کے مساوی ہیں، لیکن ان میں سب سے زیادہ قیمت اسی کنجی کی تھی۔



لوہے کی بنی ہوئی یہ کنجی 37 سینٹی میٹر، یعنی تقریباً 15 انچ لمبی ہے اور فی الوقت اسلامی نوادر میں اسے اہم ترین شمار کیا جارہا ہے کیونکہ یہ اس عمارت کی چابی ہے جو دُنیا بھر کے مسلمانوں کی نظر میں کائنات کی اہم ترین عمارت ہے جسے علامتی طور پر خدا کا گھر بھی کہا جاتا ہے۔ بقول ماہرین

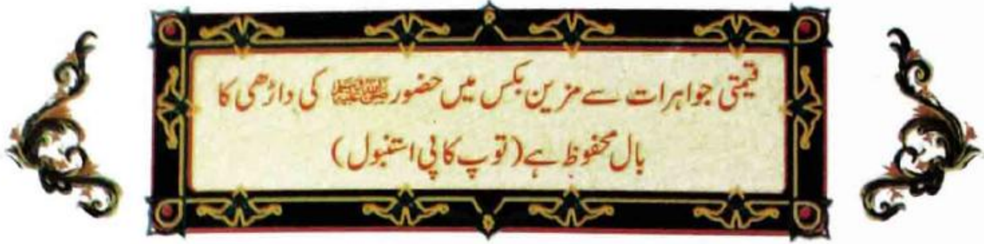
دُنیا کے معدودے چند میں پہلا وہ گھر خدا کا خانہ کعبہ کی یہ کنجی اس وقت کسی کی بھی ملکیت میں موجود قدیم ترین کنجی ہے جو پہلی بار عباسی خلیفہ المقتدی ابوجعفر المستنصر ابوالعباس کے سپرد کی گئی تھی۔ روایت یہ تھی کہ یہ کنجی ایک کے بعد دوسرے عباسی خلیفہ کی تحویل میں رہتی تھی اور وہ اس کے محافظ و امانت دار تصور کیے جاتے تھے۔ شواہد کے مطابق مجموعی طور پر خانہ کعبہ کی 58 کنجیاں تیار کی گئی تھیں مگر وہ سب دُنیا میں موجود نہیں ہیں۔ البتہ ان میں سے بیشتر دُنیا کے بڑے عجائب خانوں میں محفوظ ہیں۔

یہ کنجی اس سے پہلے کسی لبنانی کے نوادر کے ذاتی ذخیرے میں شامل تھی اور اب اسے جس شخص نے خریدا ہے اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ کنجی کم و بیش 12 سو سال

پرانی ہے اور اس پر یہ الفاظ کندہ ہیں "یہ کنجی خانہ کعبہ کے لئے خلیفہ المقتدی ابوجعفر المستنصر ابوالعباس کے دور میں تیار کی گئی ہے۔"

خلیفہ ابوجعفر المستنصر کا دور تاریخ میں ہجری سن کے مطابق 136 تا 158 اور عیسوی سن کے مطابق 754 تا 776 بتایا گیا ہے۔ اس اعتبار سے بھی یہ کنجی کم و بیش 12 سو سال پرانی ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔

عبداللہ نے پولیس سے رجوع کیا لیکن، کے خلاف کارروائی کردی اور تب انہیں چلا کر نفسیاتی ادارے کا تو درحقیقت فرنیچر فروش ہے، کے پاس کوئی فلاحی مرکز، درس نفسیاتی علاج گاہ چلانے کا لائسنس نہیں بلکہ فرنیچر فروخت کرنے کا لائسنس ہے۔

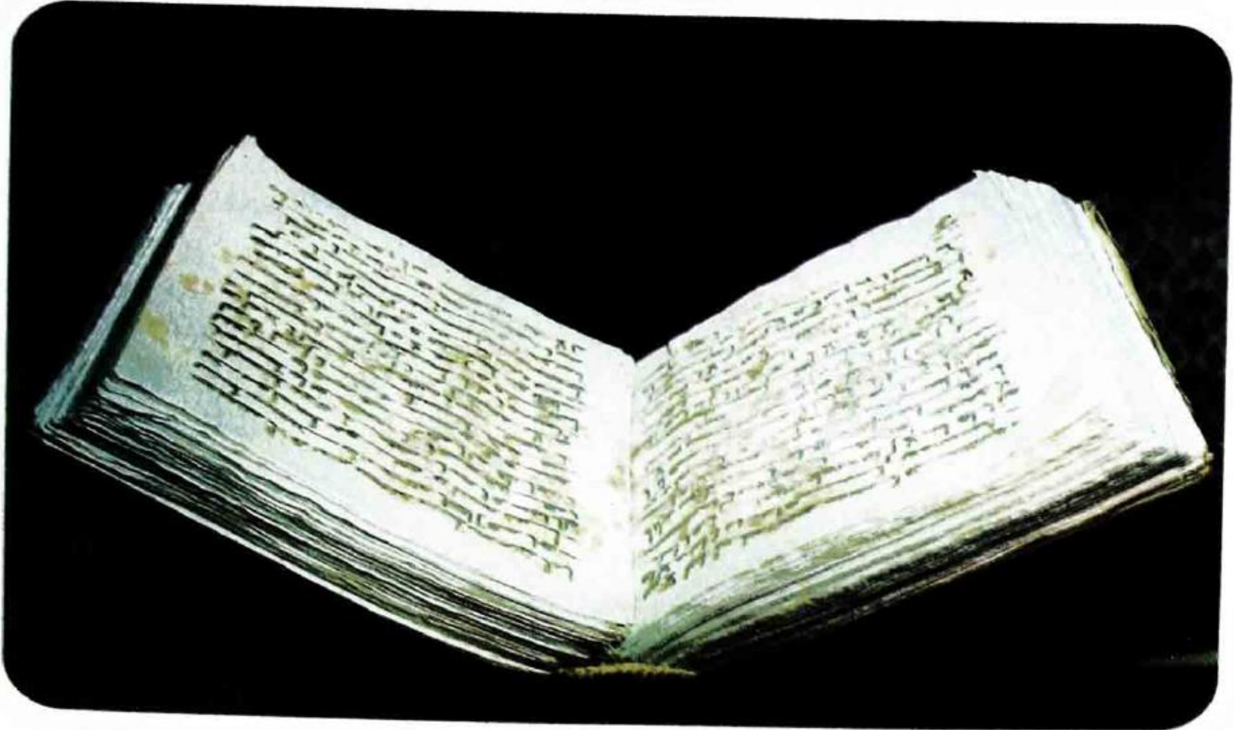


قیمتی جواہرات سے مزین بکس میں حضور ﷺ کی داڑھی کا بال محفوظ ہے (توپ کاپی استنبول)

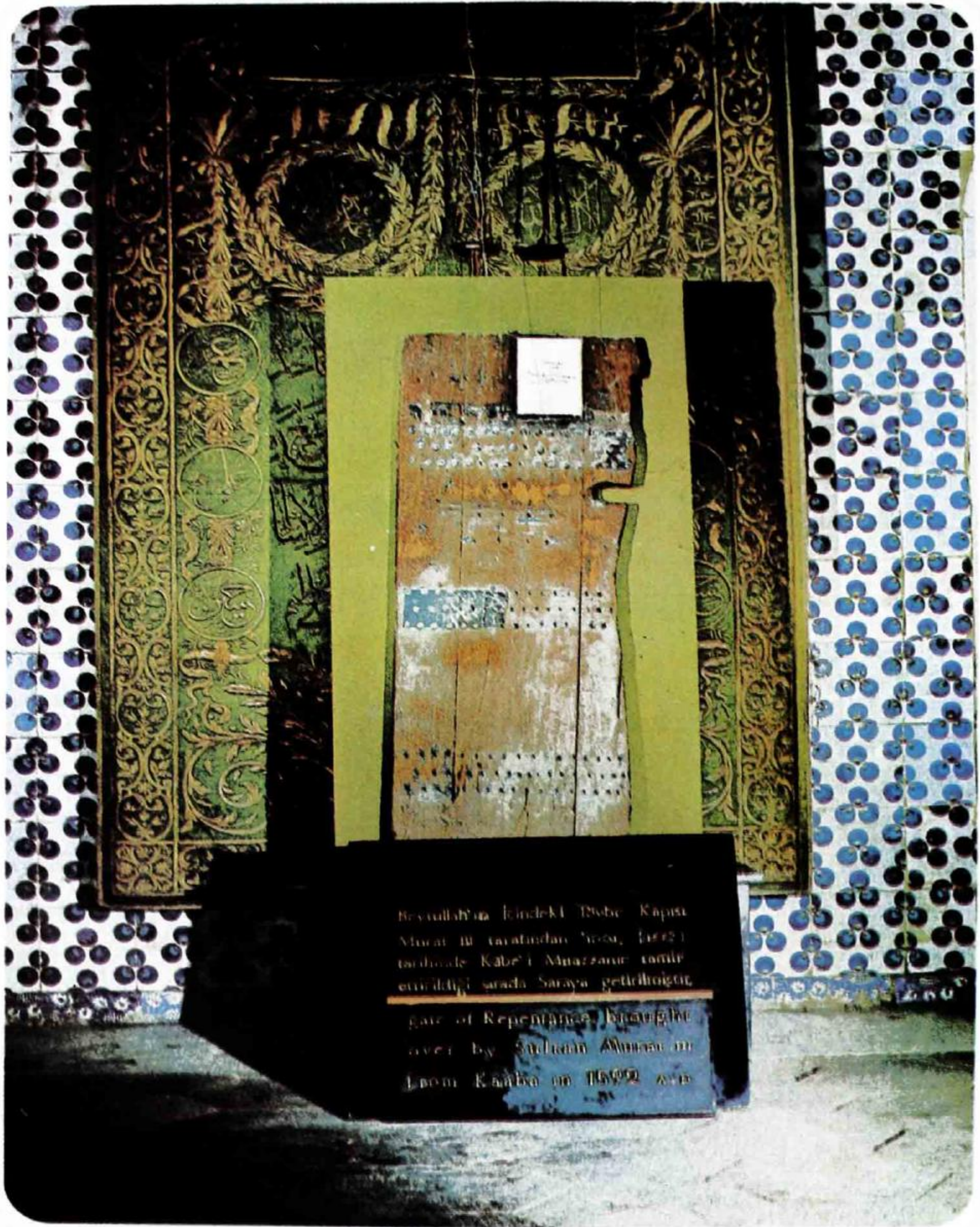




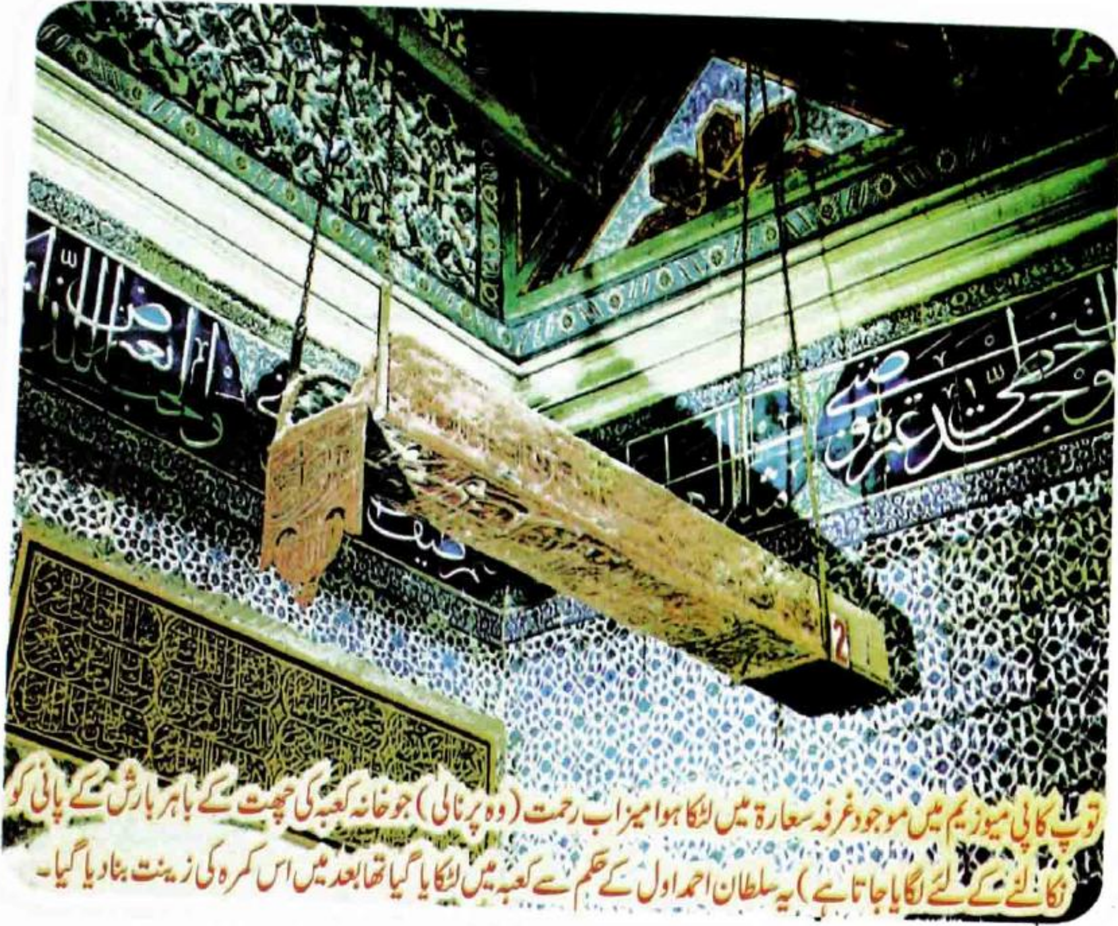
زیرِنظر سونے اور جواہرات سے مزین بکس میں وہ قرآن محفوظ ہے، جس سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلاوت کیا کرتے تھے۔



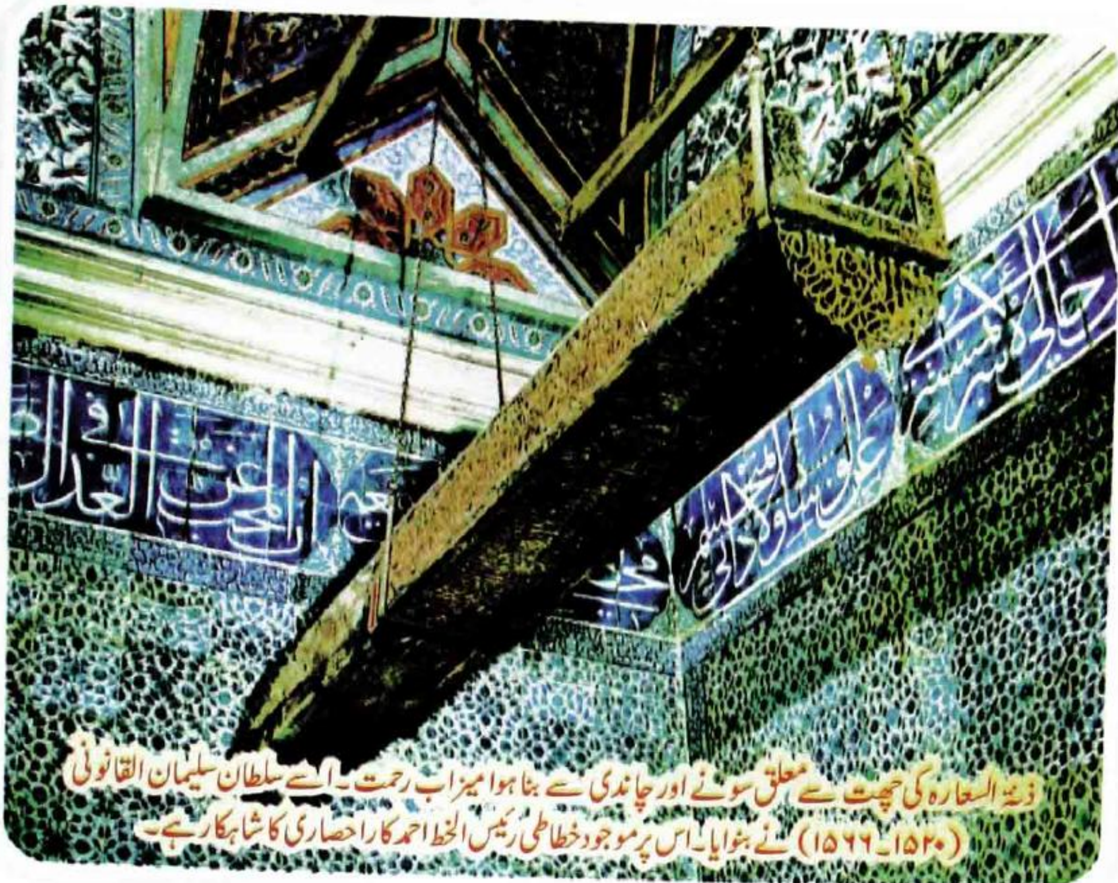
ہرن کی کھال پر لکھا ہوا قرآن مجید۔ اس قرآن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت کے وقت اسی قرآن سے تلاوت فرما رہے تھے اور اس پر موجود خون کے چھینٹے بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔



توپ کاپی میوزیم میں موجود بیت اللہ کا دروازہ یہ کواڑ 1592ء میں استنبول لایا گیا سلطان ثالث کے حکم سے نیا کواڑ اس کی جگہ بیت اللہ میں لگایا گیا اور اس کواڑ کے پیچھے جو پردہ نظر آ رہا ہے وہ غلاف کعبہ سے بنایا گیا ہے۔



توپ کاپی میوزیم میں موجود غرفہ سعارۃ میں لٹکا ہوا میزاب رحمت (وہ پرنالی) جو خانہ کعبہ کی چھت کے باہر بارش کے پانی کو نکالنے کے لئے لگایا جاتا ہے) یہ سلطان احمد اول کے حکم سے کعبہ میں لٹکایا گیا تھا بعد میں اس کمرہ کی زینت بنا دیا گیا۔



دئۃ السعارہ کی چھت سے معلق سونے اور چاندی سے بنا ہوا میزاب رحمت۔ اسے سلطان سلیمان القانونی (۱۵۲۰۔۱۵۶۶) نے بنوایا۔ اس پر موجود خطاطی رئیس الخط احمد کاراحصاری کا شاہکار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواریں

سیرت طیبہ میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نو تلواریں تھیں:

- ایک تلوار کا نام "ماثور" اپنے والد سے وراثت میں ملی تھی جس کو آپ مدینہ لائے۔
- ایک تلوار کا نام "غضب" تھا جسے حضرت سعد بن عبادہ نے جنگ میں آپ کو ہدیہ دیا۔ (وہ آج مصر میں موجود ہے)
- ایک تلوار کا نام "ذوالفقار" ہے، رسول اللہ ﷺ کو جنگ بدر سے غنیمت کے طور پر ملی تھی (وہ آج ترکی میں ہیں) اس کے لیے نیا خول بنایا گیا ہے جو ہیرے جواہرات سے مرصع ہے، اسی کی بابت رسول ﷺ نے خواب دیکھا تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کی گئی کہ اس کی اصل لوہے کی ہے۔ وہ کعبہ شریف کے پاس مدفون پائی گئی۔

یہود کے بنو قینقاع کے غنائم سے رسول اللہ ﷺ کو تین تلواریں ملیں:

- ایک تلوا کا نام "صمصام" تھا جو عمرو بن معدی کرب کی تلوار تھی۔
- ایک تلوار کا نام "قلعی" تھا۔
- ایک تلوار کا نام "حتف" تھا۔
- اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک تلوار تھی جس کا نام "رسوب" تھا۔ اور وہی نویں تلوار ہے۔ جس کو بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہدیہ دیا تھا۔
- ایک تلوار کا نام "مخذم" تھا۔ رسوب اور مخذم ایسی دو تلواریں ہیں جو بنو طے کے بت پر لٹک رہی تھیں۔
- ایک تلوار کا نام "قضیب" ہے۔

استنبول میں موجود تلواروں میں ماثور اور ذوالفقار ہے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدیہ دیا تھا۔ ابن اثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ وہ حضرت محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی کو منتقل ہوئی کیوں کہ انہوں نے ایک تاجر کو دی تھی جس کا ان پر قرض تھا۔

سنن نسائی وابوداؤد میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا دستہ چاندی کا تھا۔ انہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا نیام چاندی کا، اور دستہ بھی چاندی کا تھا۔ (حوالہ: نسائی داؤد)

بزار نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے دن ایک تلوار پیش کی اور فرمایا کون اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے گا؟ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سماک بن خرشہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! (ﷺ) میں ادا کروں گا، ارشاد ہوا اس کا کیا حق ہے؟ فرمایا: کہ اس سے کسی مسلم کا خون نہ بہایا جائے اور اس کے ساتھ کسی کافر سے مقابلہ کے وقت بھاگے۔

اس شرط پر آپ نے وہ تلوار ان کو عطا کر دی ابو دجانہ تلوار لے کر نکلے اور میں ان کے پیچھے ہو لیا۔ پس وہ کسی چیز سے نہیں گزرتے مگر یہ کہ اس کو دہلا دیتے۔ یہاں تک کہ پہاڑ کے دامن میں کچھ عورتوں کے پاس آئے اور ان کے ساتھ ہنرہ بھی تھیں۔ تو ان پہ تلوار سونتی تو انہوں نے صحراء میں آواز دی کسی نے ان کا جواب نہ دیا۔

میں انہیں چھوڑ کر چلا گیا، زبیر کہتے ہیں کہ میں نے ابو دجانہ سے کہا کہ آپ کا ہر کام مجھے پسند آیا مگر یہ اچھا نہ لگا کہ ایک عورت کو قتل نہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس عورت نے آواز لگائی مگر کسی نے اس کا جواب نہ دیا، تو مجھے گراں گزرا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی تلوار سے ایسی عورت کو قتل کروں جس کا کوئی مددگار نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی تلواروں میں سے "عضب" آج مسجد امام حسین قاہرہ میں محفوظ ہے۔



تلوار کا قبضہ اور اس کا خول جو بعد میں
قیمتی نادر پتھروں سے مزین کیے گئے۔



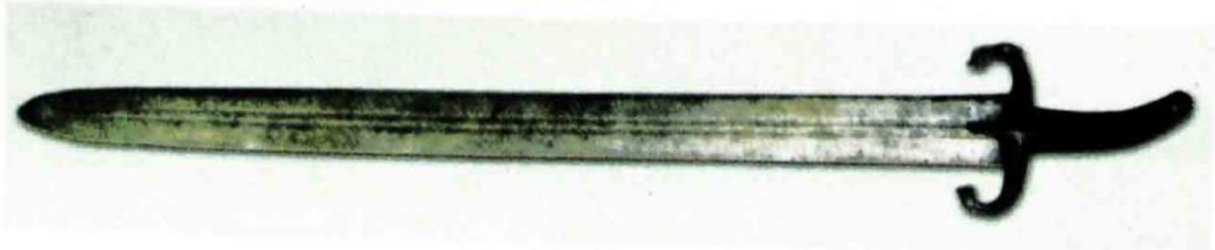


تصویر ٹاپ کاپی ترکی میں محفوظ قضیب تلوار



حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرآن مبارک جو کہ قاہرہ میں محفوظ ہیں
آپ ﷺ کی تلوار مبارک سیف الغضب جو کہ قاہرہ میں موجود ہے

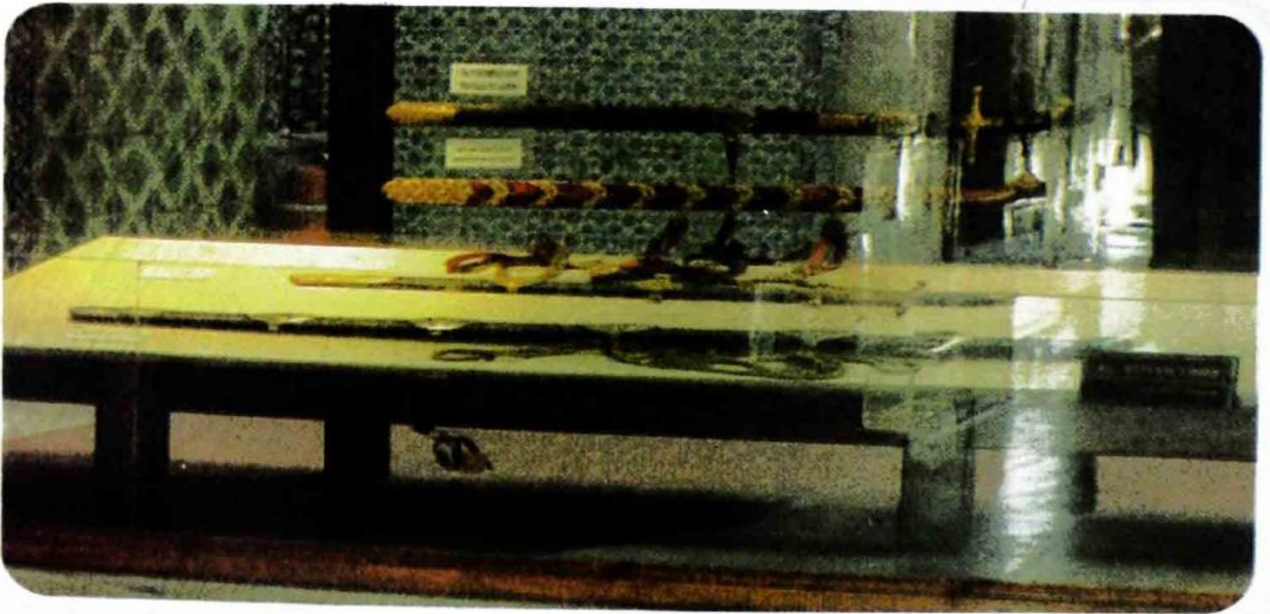




حضور ﷺ یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ذوالفقار نامی تلوار (استنبول)



توپ کاپے عجائب گھر میں محفوظ وہ تلواریں جو رحمت دو عالم، نبی السیف، صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین سے منسوب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو دینار اور درہم نام کی کوئی چیز ترکے میں نہ تھی، البتہ آپ کے حجرۂ مبارک میں موجود اسلحہ امت کو جہاد وقتال کی اہمیت یاددلا رہا تھا۔ آپ کے بعد خلفاء راشدین اور وہ مسلمان بادشاہ جنہوں نے زہد وفقر اور جہاد کی راہ اپنائی ان کا بھی یہی حال تھا۔ لیکن جب سے مسلمانوں نے اسلحہ چھوڑ کر عیش وآرام میں سکون تلاش کرنا شروع کیا اور اسلحہ رکھنے کے بارے میں تاویل سے کام لینا شروع کیا، زوال نے ان کا راستہ دیکھ لیا۔ دوسری تصویر اس عجائب گھر میں محفوظ ایک خود (جنگی ٹوپی، ہیلمٹ) کی ہے جس پر کندہ کیا ہوا کلمہ طیبہ اور آیات مبارکہ صاف پڑھی جاسکتی ہیں۔





ترکی کے عجائب گھر میں محفوظ نوادرات میں سے ان تلواروں کو حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو جس چیز کی تعلیم دی وہ انہوں نے پوری طرح سے اپنائی اور آپ کی جانشینی کا حق ادا کرتے ہوئے آپ کے چھوڑے ہوئے پیغام کو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچا دیا۔ آپ ﷺ کی تربیت یافتہ اس جماعت نے اپنے وقت کی عظیم سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں زیر کر کے اسلام کے قدموں میں لا ڈالا۔ اسلحے کی یہ یادگاریں اور دنیا کے مختلف خطوں میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبور گواہ ہیں کہ انہوں نے اسلام کی خدمت اور اس سے وفاداری نبھانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے اور ان کی برکت سے ہم سے بھی راضی ہو جائے اور انہیں ہماری طرف سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔





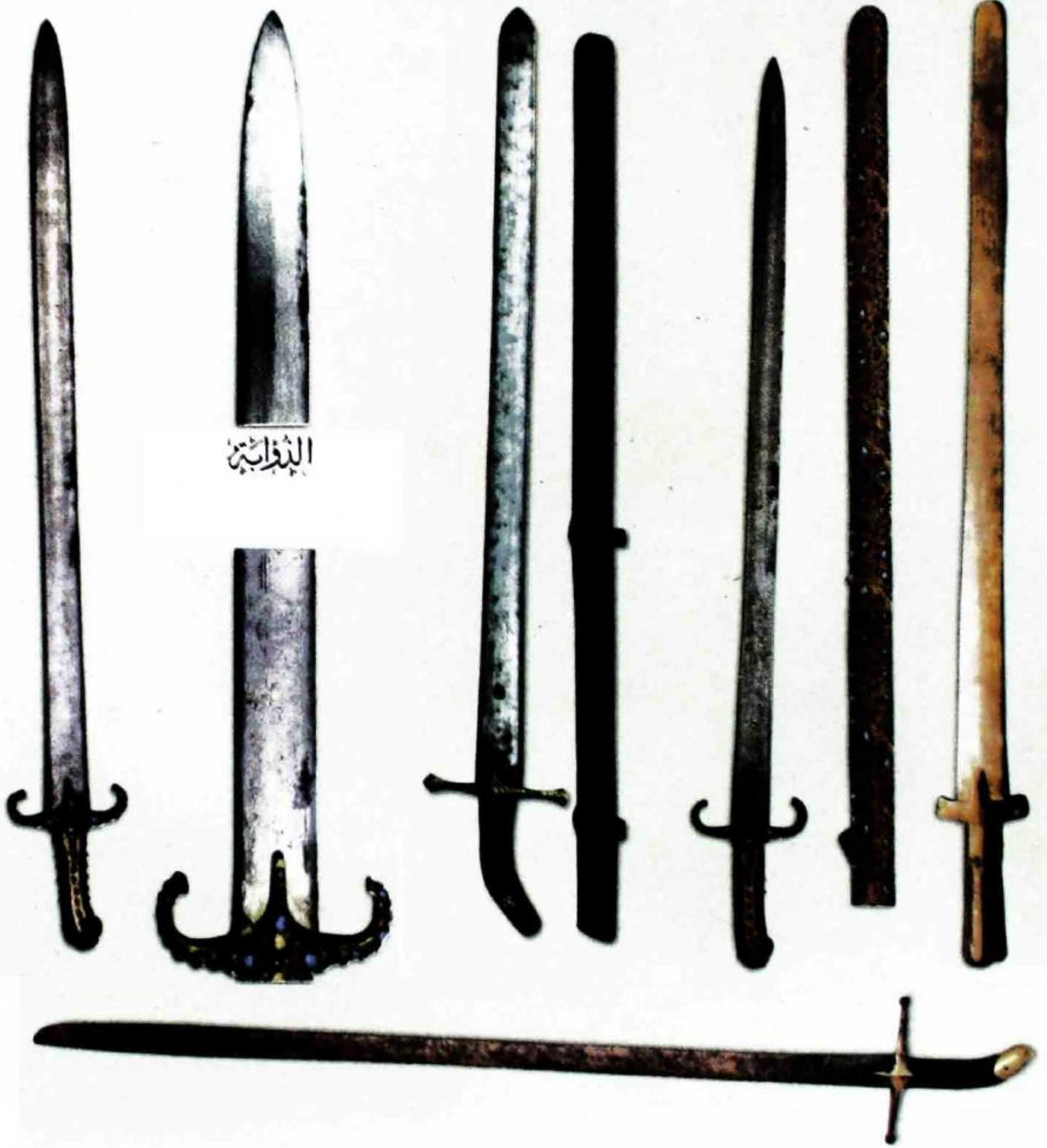
رحمت عالم ﷺ، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی مقدس تلواریں۔



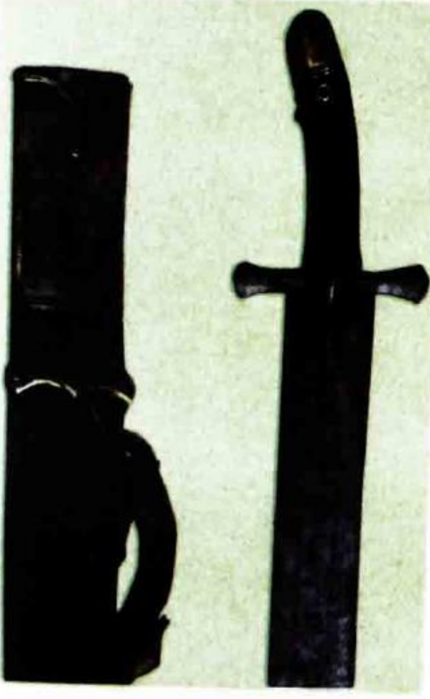
حضرت خالد بن ولیدؓ سیف اللہ کی تلوار

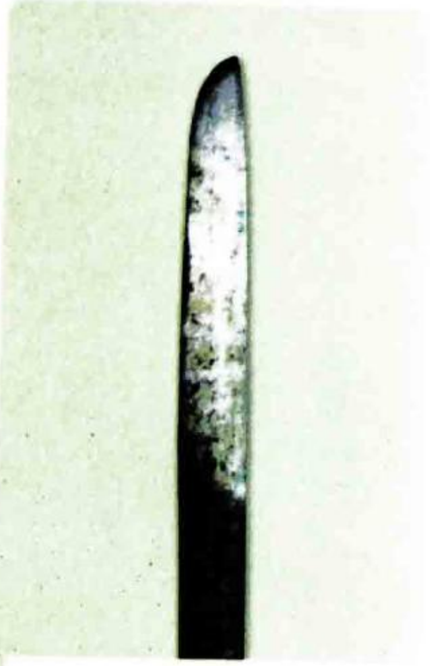
حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مبارک تلواریں

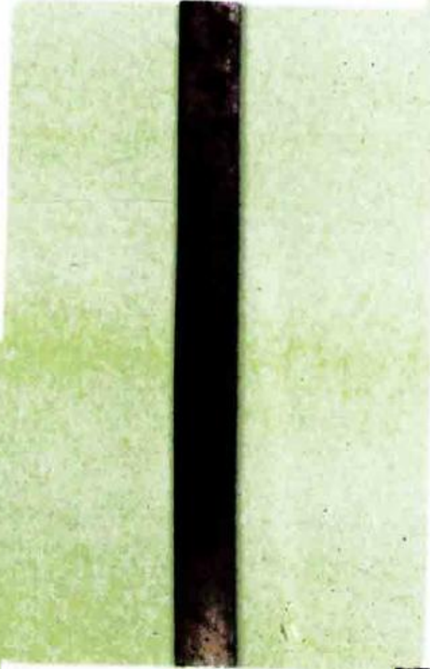
حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قلعی نامی تلوار



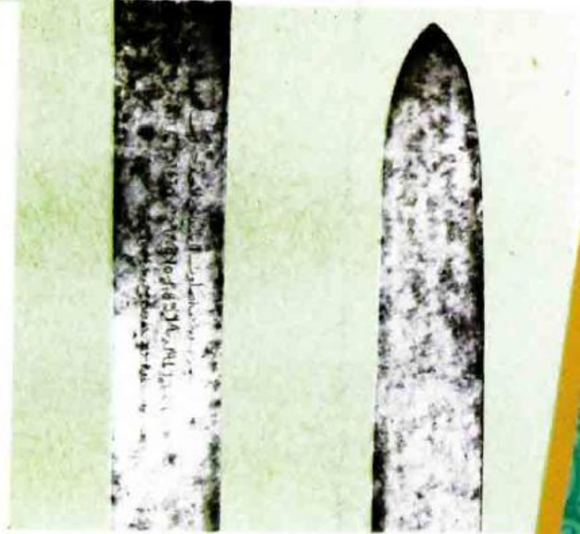
حضور ﷺ اور صحابہ سے منسوب تلواریں











حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے منسوب تلواریں



حضور ﷺ اور صحابہ سے منسوب تلواریں

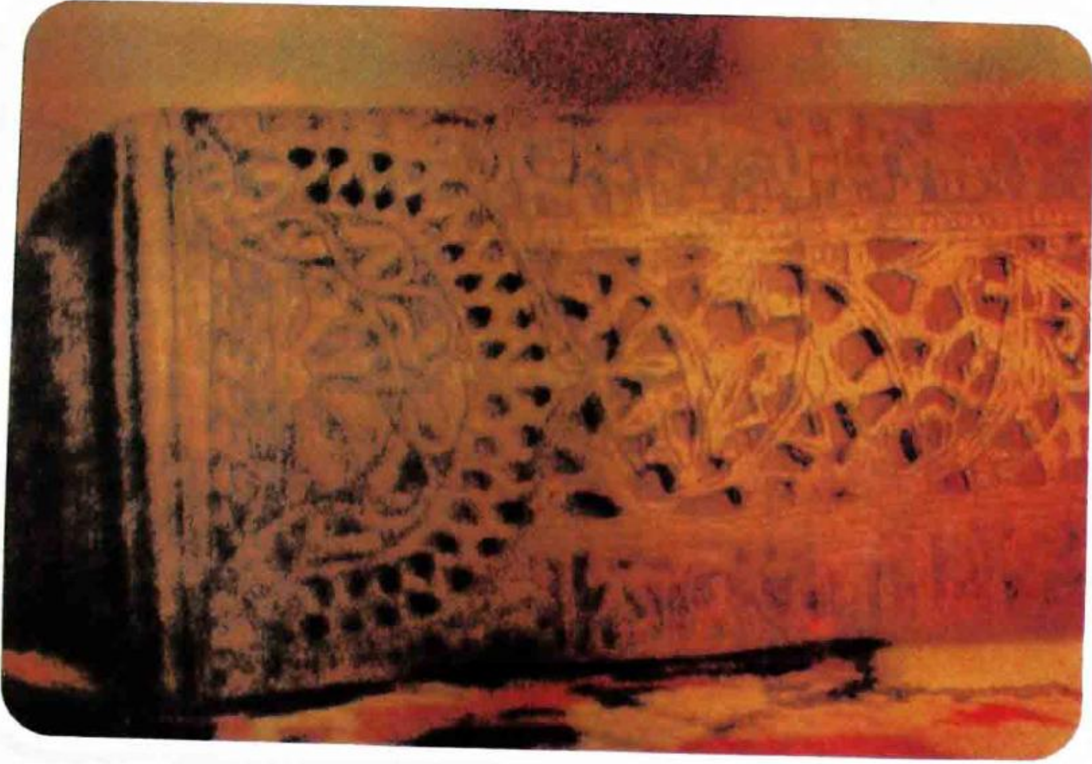


ٹاپ کاپی میوزیم میں موجود حضور ﷺ سے منسوب تلوار مبارک



تلوار ماثور اور اس کا مخمل کا خول جس پر
نقش ونگار بعد میں بنایا گیا ہے۔

حضور کی تلوار مبارک کا دستہ جو کہ مصر کے شہر قاہرہ کی مسجد الحسینی میں موجود ہے۔





حضرت محمد ﷺ کی وہ مقدس تلوار کہ جو ہمیشہ کفر و شرک کے خلاف بے نیام رہی اور جب تک شمع رسالت ﷺ کے پروانوں نے اپنے آقا علیہ السلام کی جہاد کی سنت مبارک پر عمل کیا دنیا کی بڑی طاقتیں مسلمانوں کے سامنے مغلوب اور محکوم رہی مگر جیسے ہی اس سنت اعظم کو مسلمانوں نے چھوڑ کر طاؤس و رباب کو اپنایا دنیا بھر کی ذلت ان کا مقدر بن گئی آج تاریخ پھر اپنے آپ کو دہرانے کیلئے بے تاب ہے۔

نقش پائے رسول اللہ ﷺ

بعض انبیائے کرام علیہم السلام کے نقش پا دنیا کے مختلف ملکوں میں پائے جاتے ہیں جن میں سیلون، شام، ترکی، فلسطین، مصر، طائف، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ وغیرہ شامل ہیں۔ بعض مورخین اور محققین نے نقش قدم رسول کی نوشکلیں چھاپی ہیں۔

خصائص کبریٰ میں امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سمیت بہت سے علماء نے فرمایا کہ جن انبیاء کو کوئی معجزہ یا فضیلت دی گئی اسی جیسی ہمارے نبی پاک ﷺ کو ضرور دی گئی۔ (حوالہ: خصائل کبریٰ)

مثال کے طور پر ابونعیم نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کردیا اور رسول اللہ ﷺ کے لیے پتھر نرم ہوا۔ یہ معجزہ اول سے زیادہ تعجب خیز ہے یوں کہ لوہا تو آگ سے بھی نرم ہو جاتا ہے مگر آگ پتھر کو نرم نہیں کرسکتی۔ مکہ کی بعض گھاٹیوں میں نبی پاک ﷺ نے اپنی نماز میں طول دیا یہاں تک کہ ان پتھروں میں قدم رسول کے نشان پڑ گئے۔ (حوالہ: خصائل کبریٰ)

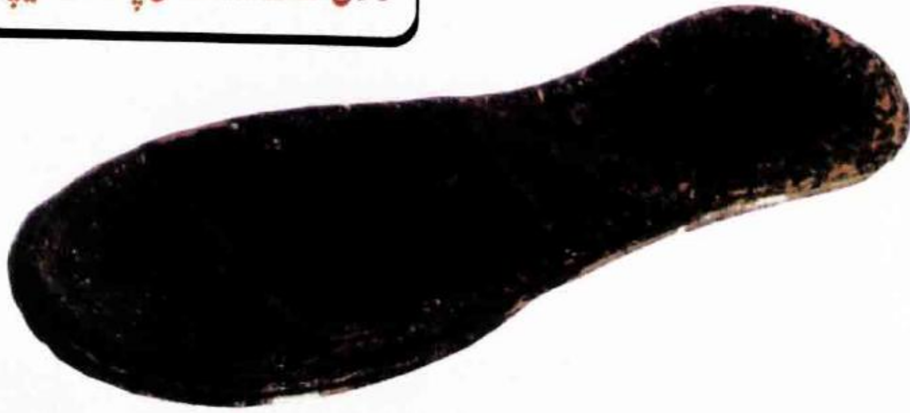
احمد تیمور باشا نے اپنی کتاب ''آثار نبویہ'' میں سات نسخوں کی تصدیق کی ہے۔ چار مصر میں (مسجد اثر النبی، مسجد سلطان قایت بائی، مسجد سیدی احمد بدوی طنطا، مسجد اویس قرنی جیزہ) باقی تین میں سے ایک ترکی میں ایک قبہ صخرہ (بیت المقدس) میں اور ایک مسجد عداس طائف میں ہے۔



رسول اللہ ﷺ کا نعل پاک جس میں تسمے ہیں، خالص چمڑے کا بنا ہوا۔ ترکی ٹاپ کاپی میں محفوظ ہے۔



رسول اللہ ﷺ کے نعل پاک کے نیچے کا حصہ



رسول اللہ ﷺ کا نعل پاک دباغت دی گئی جلد (چمڑا) سے بنا۔ ٹاپ کاپی کے میوزیم میں محفوظ۔



رسول اللہ ﷺ کا نعل پاک جوتا کی شکل کا داہنے پائے اقدس کا، کالے چمڑے کا۔ ٹاپ کاپی میں محفوظ۔

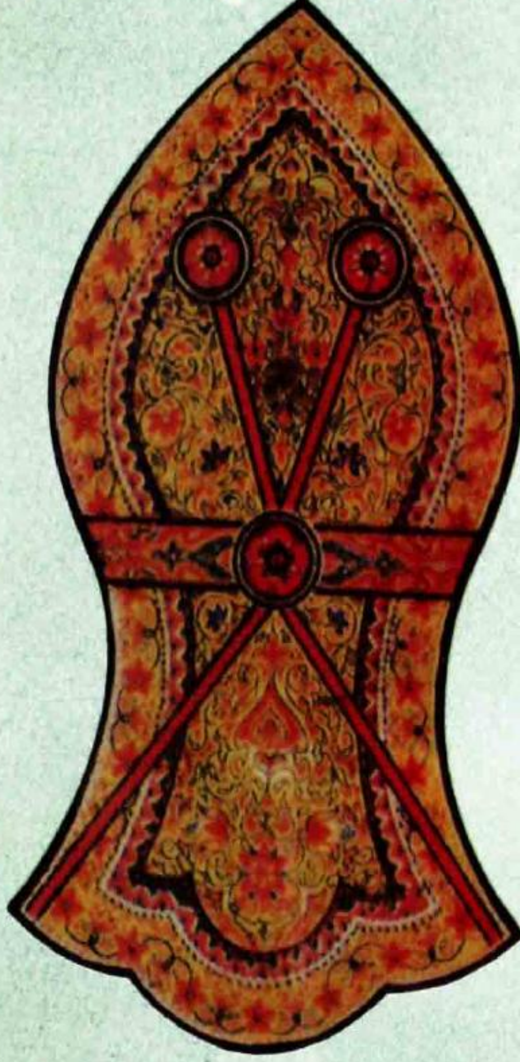


سرکار دو عالم ﷺ کے پیر مبارک کا نقش۔
عجائب گھر (توپ کاپی استنبول)



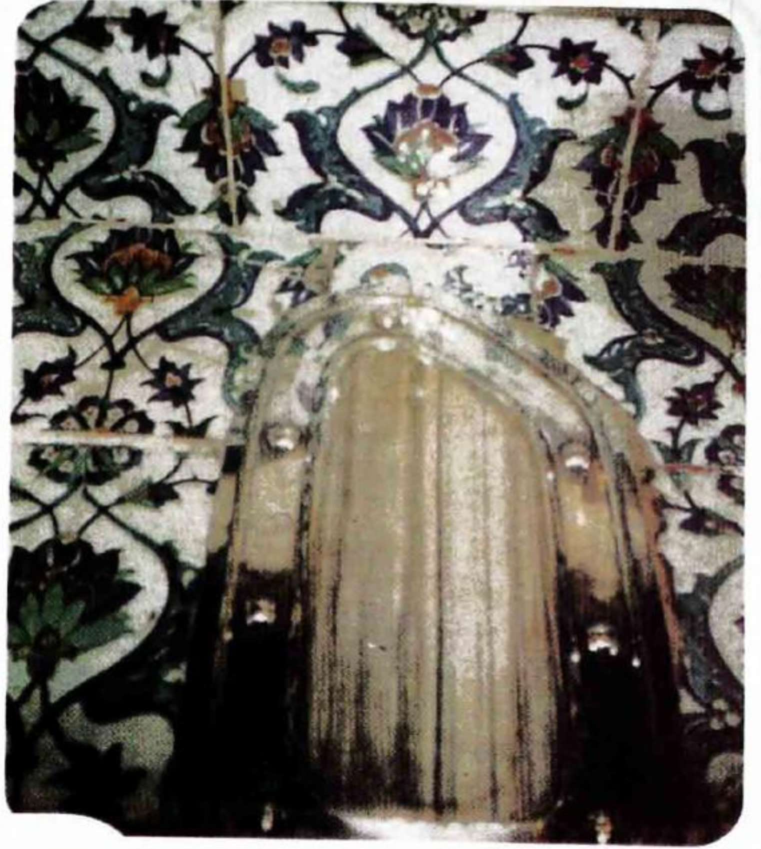
توپ کاپی میوزیم میں محفوظ آپ ﷺ کے بائیں پیر مبارک کا عکس
جو کہ بیت المقدس سے لایا گیا ہے۔ جہاں شب معراج ہوا تھا۔

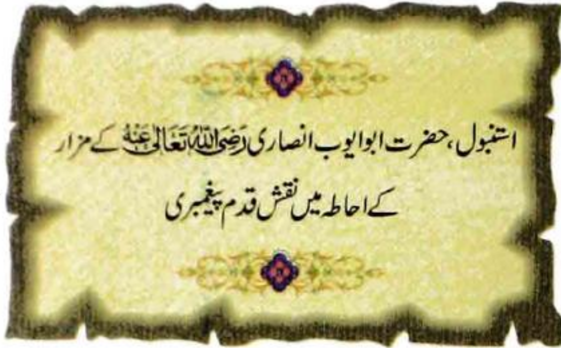
حضور ﷺ کی نعلین مبارک کا مبینہ خاکہ





جامعہ اشرفیہ (دمشق) میں وہ نعلین مبارک موجود ہیں جو حضرت ام کلثومؓ
کے پاس موجود تھے ''نعلین مبارک'' منسوب بہ حضور اکرم ﷺ

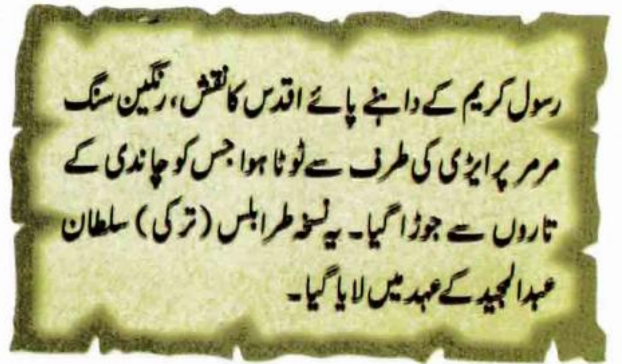




استنبول، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار
کے احاطہ میں نقش قدم پیغمبری







رسول کریم کے داہنے پائے اقدس کا نقش، رنگین سنگ
مرمر پر ایڑی کی طرف سے ٹوٹا ہوا جس کو چاندی کے
تاروں سے جوڑا گیا۔ یہ نسخہ طرابلس (ترکی) سلطان
عبدالمجید کے عہد میں لایا گیا۔



حضور ﷺ کے بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط

میرے محترم عزیزو! آپ تمام دنیا کے لیے آخری نبی تھے، اس لیے آپ نے امن وسکون قائم ہوجانے پرارادہ فرمایا کہ اللہ کا پیغام، اللہ کی زمیں کے گوشہ گوشہ میں پہنچ جائے، اس زمانہ کا قاعدہ تھا کہ لوگ اپنے اپنے رئیسوں اور بادشاہوں کے تابع ہوتے تھے، وہ جیسی راہ وہ دکھاتے تھے اور جس مذہب پر ہوتے تھے عام وخاص سب اسی راہ پر لگ جاتے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے حق کا پیغام بادشاہوں کے نام پہنچانا ضروری خیال فرمایا، چنانچہ آپ ﷺ نے محرم ۷ ہجری میں تمام عرب اور عجم کے بادشاہوں کے نام خطوط ارسال فرمائے جن کے نام یہ ہیں:۔

ہرقل، شاہ روم، مقوقس شاہ مصر، کسریٰ شاہ فارس، نجاشی شاہ حبشہ، منذر بن ساویٰ شاہ بحرین، ہوذہ ابن علی شاہ یمامہ، حارث ابن شمر غسانی شاہ دمشق، جعفر وعبد شاہ عمان۔

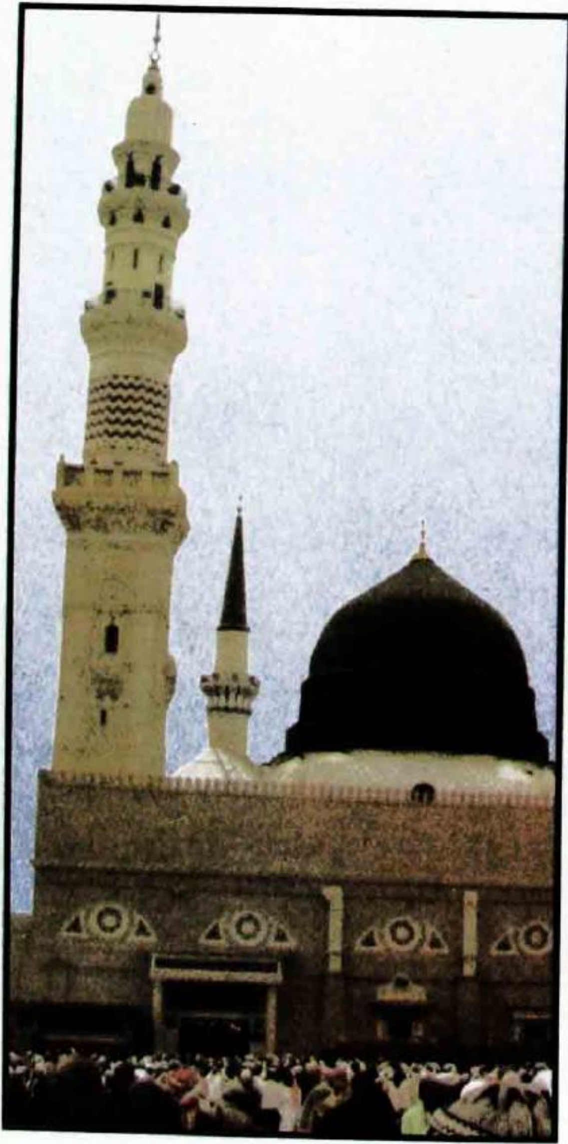
ان دعوتی خطوط کو دیکھ کر بعض تو اسلام لے آئے، اور بعض اسلام تو نہیں لائے مگر خط کی بہت قدر کی اور قاصدوں کے ساتھ بہت عزت واحترام سے پیش آئے، جیسے مقوقس اور قیصر کہ انہوں نے اسلام تو قبول نہیں کیا مگر خط کو بہت ادب سے سر پر رکھ لیا، آنکھوں سے لگایا، اور مقوقس نے بہت سے تحفہ تحائف آپ کی خدمت میں روانہ کیے۔ قیصر نے کہا۔ اگر میرے سر پر حکومت کا بار نہ ہوتا تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کے قدم مبارک دھودھو کر پیتا۔

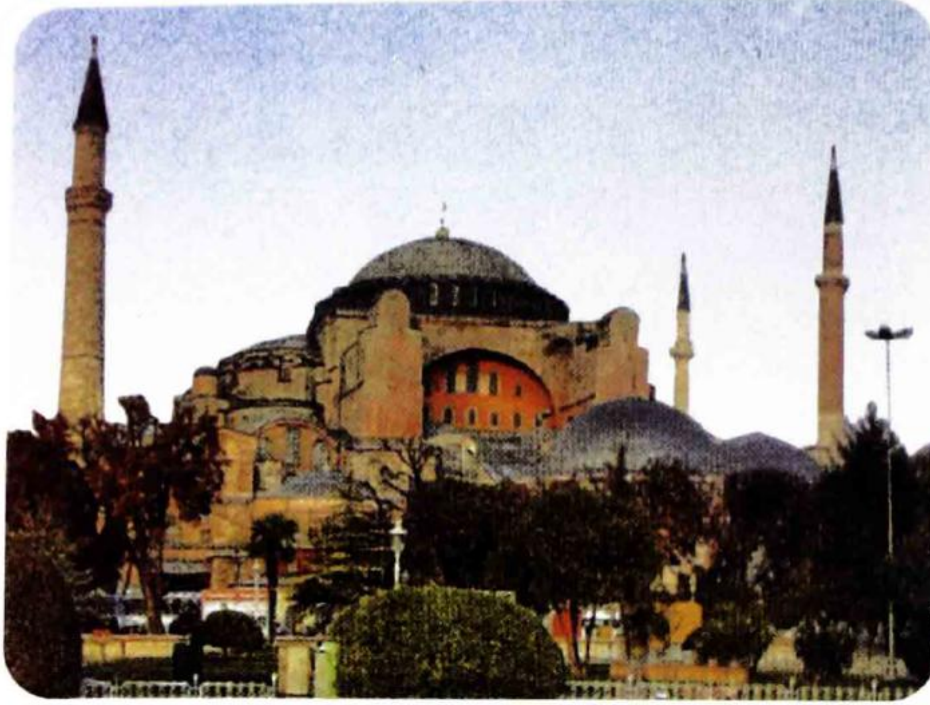
نجاشی شاہ حبشہ مسلمان ہوا۔ جعفر وعبد مسلمان ہوئے۔

کسریٰ نے اپنی سلطنت اور قوت کے گھمنڈ میں دعوتِ حق کو ٹھکرا دیا اور خط مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ملک کے یوں ہی ٹکڑے ٹکڑے کرے گا جیسا اس نے خط کے ساتھ معاملہ کیا ہے، سو یہ پیشین گوئی بالکل پوری ہوئی۔

اور بعض بدبختوں نے خطوط کی بھی بے حرمتی کی اور قاصدوں کی بھی اس بے حرمتی پر اللہ نے ان بادشاہوں کو برباد کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے متعدد بادشاہوں کے پاس خطوط روانہ کیے۔ جن میں ان کو اسلام کی دعوت دی۔ ان خطوط کی عبارات اور ان کو لے کر جانے والے اور جو کچھ اس کے بعد پیش آیا اس کا اکثر ذکر کتب سیرت اور مسانید میں ہے۔ اور وہ خطوط بعینہ ان بادشاہوں کے میوزیم میں محفوظ ہیں۔





ٹاپ کاپے میوزیم کا بیرونی منظر پہلے یہ جگہ مسجد ایاصوفیہ کے نام سے مشہور تھی اب یہ عجائب گھر بن چکا ہے۔ اس عجائب گھر میں خلافت عثمانیہ کے بادشاہ سلطان نے دنیا بھر میں موجود تبرکات نبوی کو جمع کر کے رکھا ہے۔



جامع مسجد ایاصوفیہ (عجائب گھر توپ کاپی) کا اندرونی منظر

بادشاہوں کے نام حضور ﷺ کے خطوط (نقشہ)

رسول اکرم ﷺ کے خطوط (مکاتیب)

وقت کے بادشاہوں اورامراء کے نام

ترکی
مشرقی رومی سلطنت
بازنطینی سلطنت
آذربائیجان
قبرص
بحیرۂ روم
شام
دمشق
صحرائے شام
عراق
طیسفون (مدائن)
خراسان (ایران)
فارسی ساسانی سلطنت
فارس (ایران)
القدس
غزہ
اسکندریہ
قلزم
ایلہ
اردن
صحرائے نفود
السواد
کویت
عرب
مصر
خلیج فارس
بحرین
جزیرہ نما عرب
مدینہ منورہ
یمامہ
دبا
خلیج عُمان
صحار
عُمان
مکہ
طائف
جدہ
ربع الخالی
نوبیہ
سوڈان
بحیرۂ احمر
مہرہ
حضرموت
بحیرۂ عرب
یمن
صنعاء
عدن
اکسوم
حبشہ
خلیج عدن
سقوطرہ
بحر ہند

نمبر شمار	حامل مکتوب	ملک/شہر	مکتوب الیہ
1	عَمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ	اکسوم (حبشہ)	نجاشی
2	علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ	بحرین	منذر بن ساوی
3	عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ	طیسفون (مدائن)	کسرائے فارس
4	دِحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ	القدس (یروشلم)	قیصر روم ہرقل
5	حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ	اسکندریہ (مصر)	مقوقس
6	عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمان	جیفر و عبد پسران جلندی
7	سلیط بن عمرو عامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	یمامہ	ہوذہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
8	شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	غوطہ (نواح دمشق)	حارث بن ابی شمر غسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نبی کریم ﷺ کا مکتوب

منذر بن ساوی کے نام





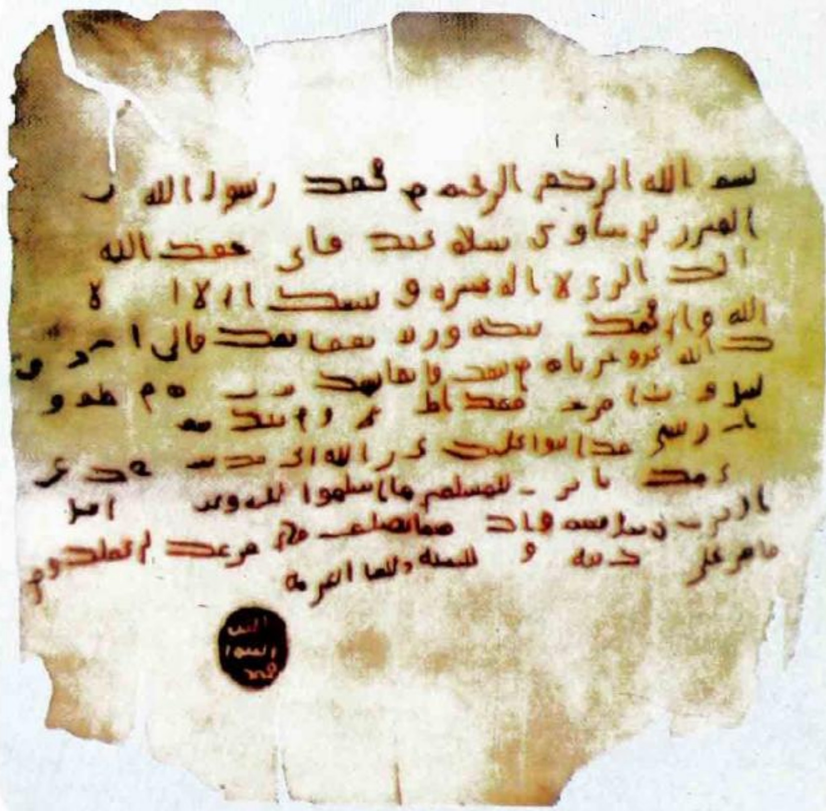
ترجمه مکتوب نبوی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

بنام عمّان ،جیفر اور عبد ابنی الجلندی کے بادشاہوں کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد، اللہ کے رسول کی طرف سے جیفر اور عبد ابنی الجلندی کے نام ۔۔۔"ان لوگوں پر سلامتی ہو جنھوں نے حق کی اتباع کی ۔ اما بعد میں تم دونوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں ، اگر تم لوگ اسلام لے آئے تو سلامتی کے ساتھ رہو گے ۔ میں تمام انسانوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تا کہ زندہ لوگوں کو ڈراؤں ۔ کافروں پر اللہ کا حکم پورا ہو کر رہے گا ۔ اگر تم دونوں نے اسلام قبول کر لیا تو میں تمھیں حاکم مقرر کروں گا اور انکار کیا تو تمھاری حکومت ختم ہونے والی ہے ، میرے گھوڑے تمھارے میدانوں میں ٹھہریں گے اور میری نبوت تمھارے ملک پر غالب آ جائے گی ۔





امیر بحرین منذر بن ساویٰ عبدی کے نام رسول ﷺ کے گرامی نامہ کا عکس



حارث غسانی کے نام رسول اللہ ﷺ کے گرامی نامہ کی اصل کا عکس (ٹاپ کاپی ترکی)

گرامی نامۂ رسول ﷺ کی عبارت جو آپ نے کسریٰ بادشاہ فارس کو تحریر فرمائی

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔ محمد رسول ﷺ کی طرف سے کسریٰ شاہ فارس کے نام۔ ہدایت یافتہ پر سلام اور جو اللہ ورسول پر ایمان لا چکا اس پر سلامتی اور اس پر جس نے گواہی دی کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی دعوت کی طرف بلاتا ہوں۔ میں اللہ کا رسول ہوں تمام انسانوں کے لیے تا کہ جو زندہ ہیں انہیں ڈراؤں اور کافروں پر وعدہ پورا ہو چکا۔ اسلام قبول کر سلامت رہے گا اور انکار کرے گا تو تمام مجوس کا گناہ تیرے سر ہوگا۔



امیر بحرین منذر بن ساوی عبدی کے نام رسول اللہ ﷺ کے گرامی نامہ کی عبارت

رسول اللہ ﷺ کے قاصد صحابی جلیل حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ امیر بحرین نے اس خط کی تصدیق کی لہٰذا وہ اسلام لے آئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے منذر بن ساوی کے نام۔ تم پر سلامتی ہو۔ میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

امابعد: میں تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان یاد دلاتا ہوں، جو نصیحت کرتا ہے وہ اپنے لیے نصیحت کرتا ہے۔ جو میرے رسولوں کا اتباع کرتا ہے اور ان کے فرمان کی اطاعت کرتا ہے، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے ان کے لیے نصیحت کی اس نے میرے لیے نصیحت کی۔

امیر بحرین منذر بن ساوی عبدی کے نام رسول ﷺ کے گرامی نامہ کا عکس جس کی اصل کاپی ٹاپ کاپی کے محل (ترکی) میں محفوظ ہے۔



امیر بحرین منذر بن ساوی عبدی کے نام رسول ﷺ کے گرامی نامہ کا عکس
جس کی اصل کاپی ٹاپ کاپی کے محل (ترکی) میں محفوظ ہے۔

حضور ﷺ کے خطوط مبارک



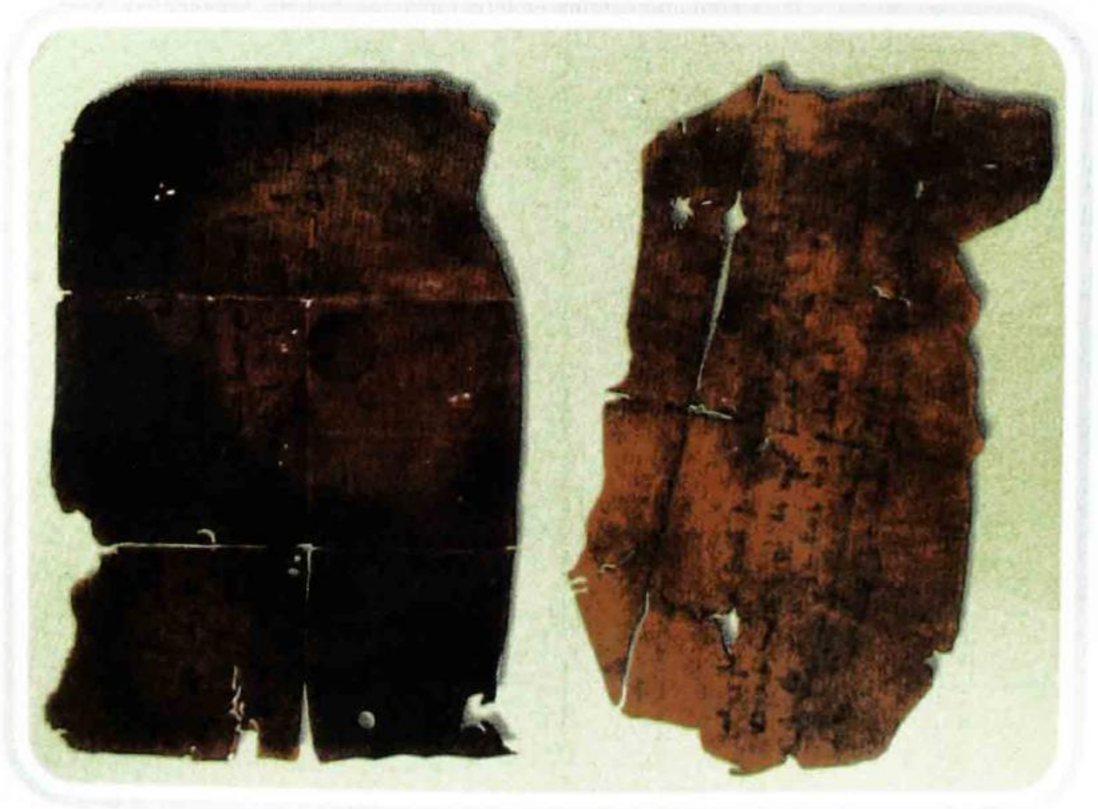
مسیلمہ کذاب کے نام گرامی نامۂ رسول کا عکس ٹاپ کاپی ترکی میوزیم میں محفوظ ہے۔



امیر بحرین منذر بن ساوی عبدی کے نام رسول ﷺ کے گرامی نامہ کا عکس
جس کی اصل کا پی ٹاپ کاپی کے محل (ترکی) میں محفوظ ہے۔



مسیلمہ کذاب کے نام گرامی نامہ رسول کا عکس ٹاپ کاپی ترکی میوزیم میں محفوظ ہے۔



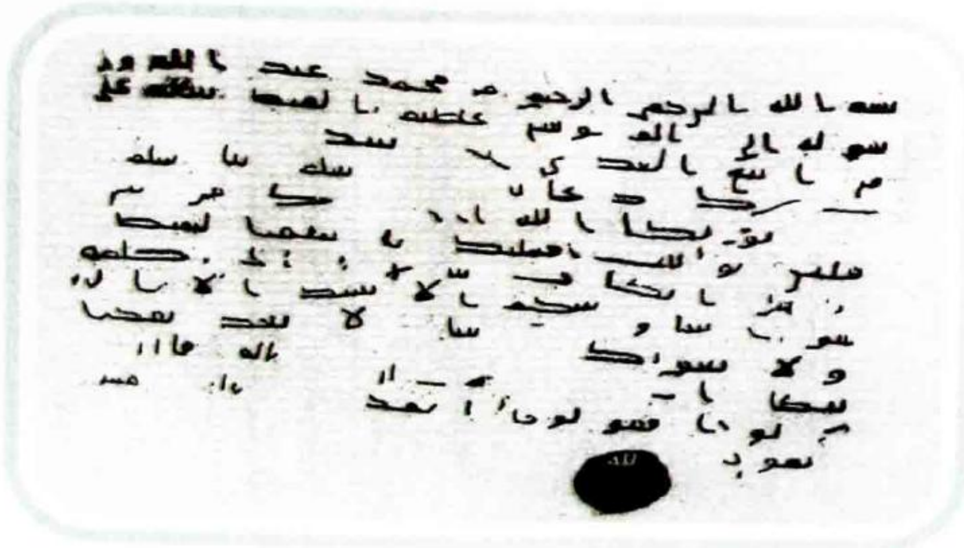
آپ ﷺ کا مبارک خط جو مسیلمہ کذاب جھوٹے نبی کو بھیجا گیا تھا۔



مکتوب مبارک:۔ یہ مکتوب آپ ﷺ نے سن ۷ ۶۲ھ میں قبطیوں کے بادشاہ ''مقوقس'' کی طرف سے اسلام کی دعوت دینے کیلئے ارسال فرمایا۔ اسے ۱۸۵۰ء میں برتھ لیمی نامی ایک فرانسیسی نے اپنے سفر مصر کے دوران قبطیوں کی ایک عبادت گاہ میں پایا۔ یہ مکتوب ایک قدیم قبطی بائبل کے غلاف کے ساتھ ملحق تھا۔ جب مذکورہ بالا فرانسیسی کو اس مکتوب کی نسبت کا علم ہوا تو اس نے یہ مکتوب سلطان عبدالمجید کی خدمت میں پیش کیا۔ سلطان نے اسے سونے کی فریم میں محفوظ کروایا اور اسے سونے کے ایک بکس میں رکھا گیا جس پر انتہائی عمدہ مینا کاری کی گئی ہے۔ اس بکس کا حجم 42-5x30x10.5cm ہے۔

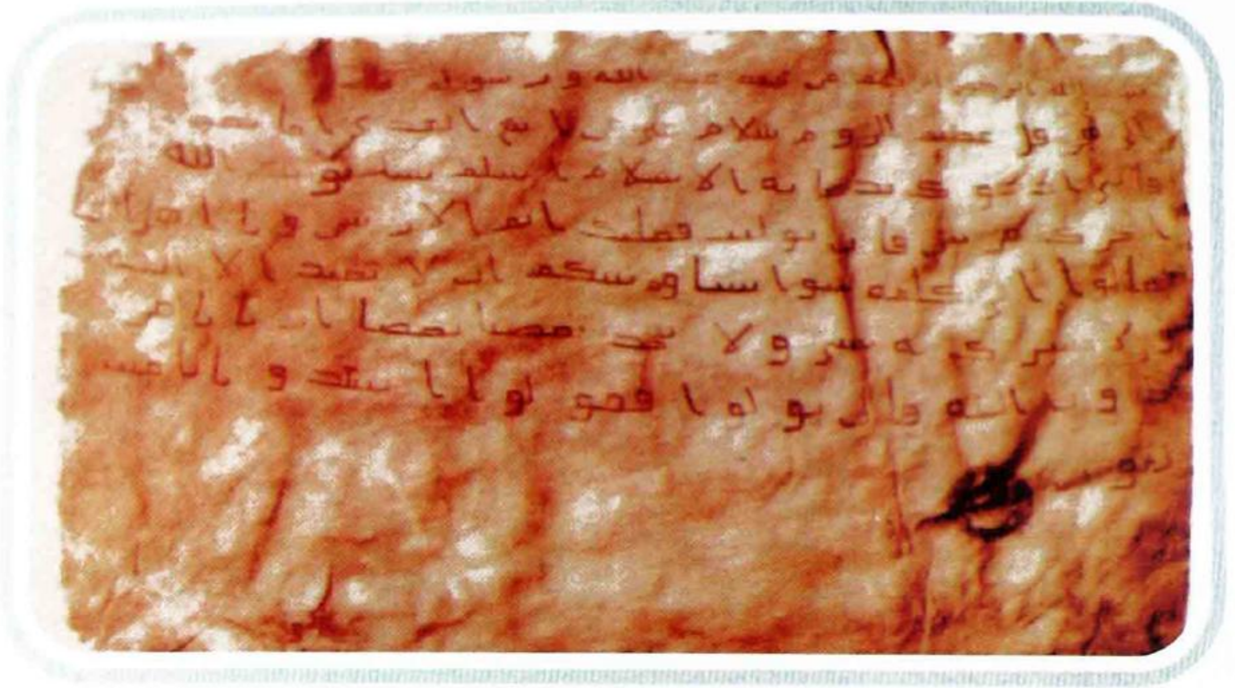
اس مکتوب مبارک جو کہ چمڑے پر لکھا گیا ہے) کے بعض حصے بوسیدہ ہو کر گر چکے ہیں۔

اس بکس میں ایک جانب تختی پر خط کا متن لکھا ہوا ہے۔

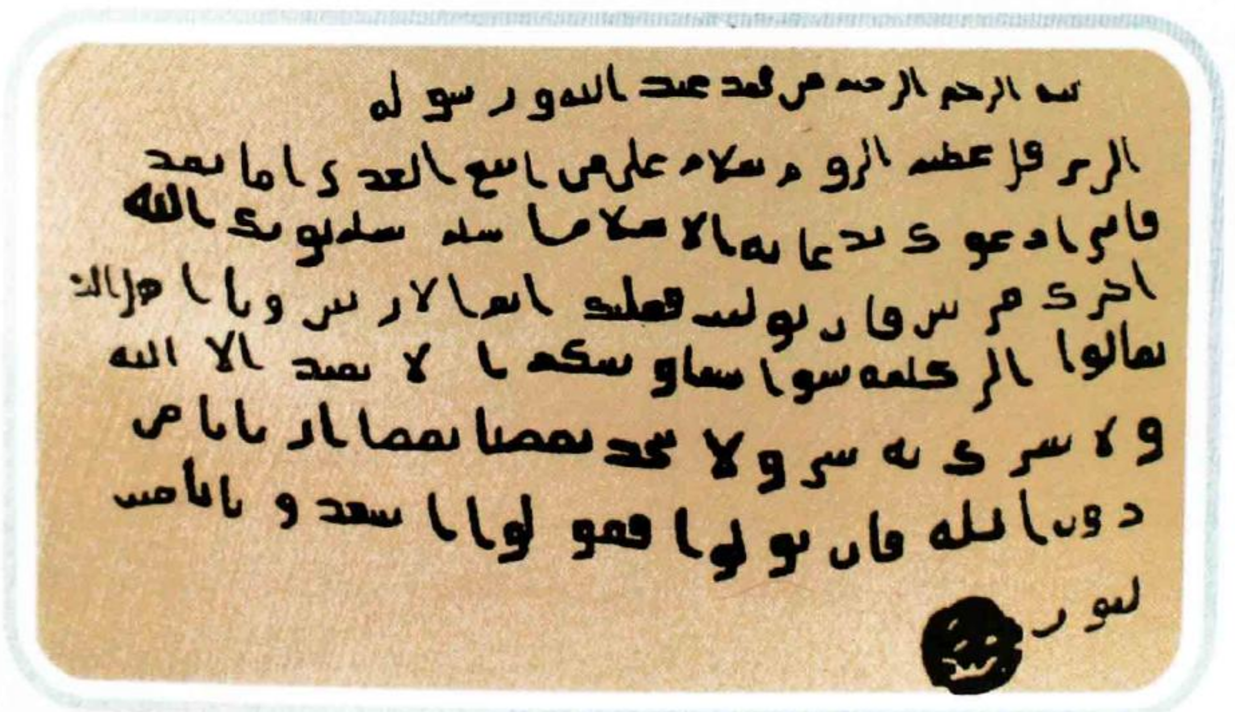


مقوقس عظیم قبط کے نام رسول ﷺ کے گرامی نامہ کا عکس۔

نبی اکرم ﷺ کا نامۂ مبارک ہرقل کے نام۔



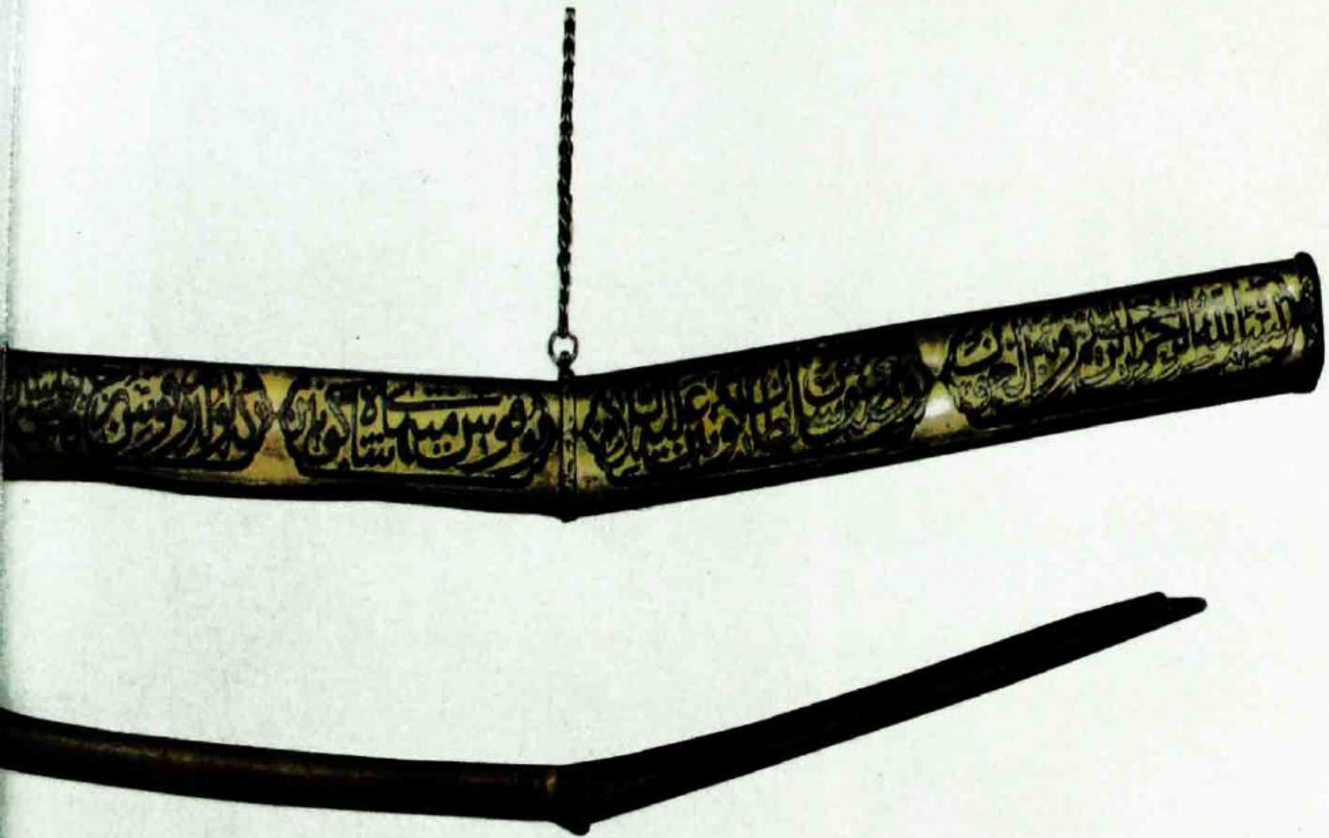
قیصر روم ہرقل کے نام گرامی نامۂ رسول ﷺ کے اصل نسخہ کا عکس جو اردن کے مرکزی بینک میں ابھی تک محفوظ ہے۔



قیصر روم ہرقل کے نام گرامی نامہ رسول کا عکس۔

رسول ﷺ کے کمان

سیرت رسول عربی میں ذکر ہے کہ رسول ﷺ کے لیے متعدد کمانیں تھیں۔ان میں سے ایک کا نام ''بیضاء'' تھا جو یہود بنی قینقاع کے ہتھیاروں میں سے تھی۔ایک کمان کا نام ''روحاء'' تھا ایک کا نام ''صفراء'' تھا۔(استنبول میں اسلامی میوزیم میں محفوظ) ''نبع'' نامی درخت کی شاخوں سے بنائی جاتی تھی۔ایک کمان کا نام ''زوراء'' ہے اس کو ''کتوم'' بھی کہتے ہیں۔اس لیے کہ چلاتے وقت اس میں ہلکی آواز ہوتی ہے۔اور ایک کمان کا نام ''سداد'' ہے۔ ہیثمی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیراندازی کو لازم پکڑو! وہ بہتر ہے۔ یا فرمایا: وہ عمدہ کھیل ہے۔



بزار اور امام طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کی، رسول ﷺ نے فرمایا: " **علیکم بالرمی فانه خیر لعبکم** "
تیراندازی لازم پکڑو کہ وہ تمہارے لیے عمدہ کھیل ہے۔

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: فرشتے نہیں گواہی دیں گے تمہاری گروی چیزوں پر مگر تلوار و جنگ پر۔

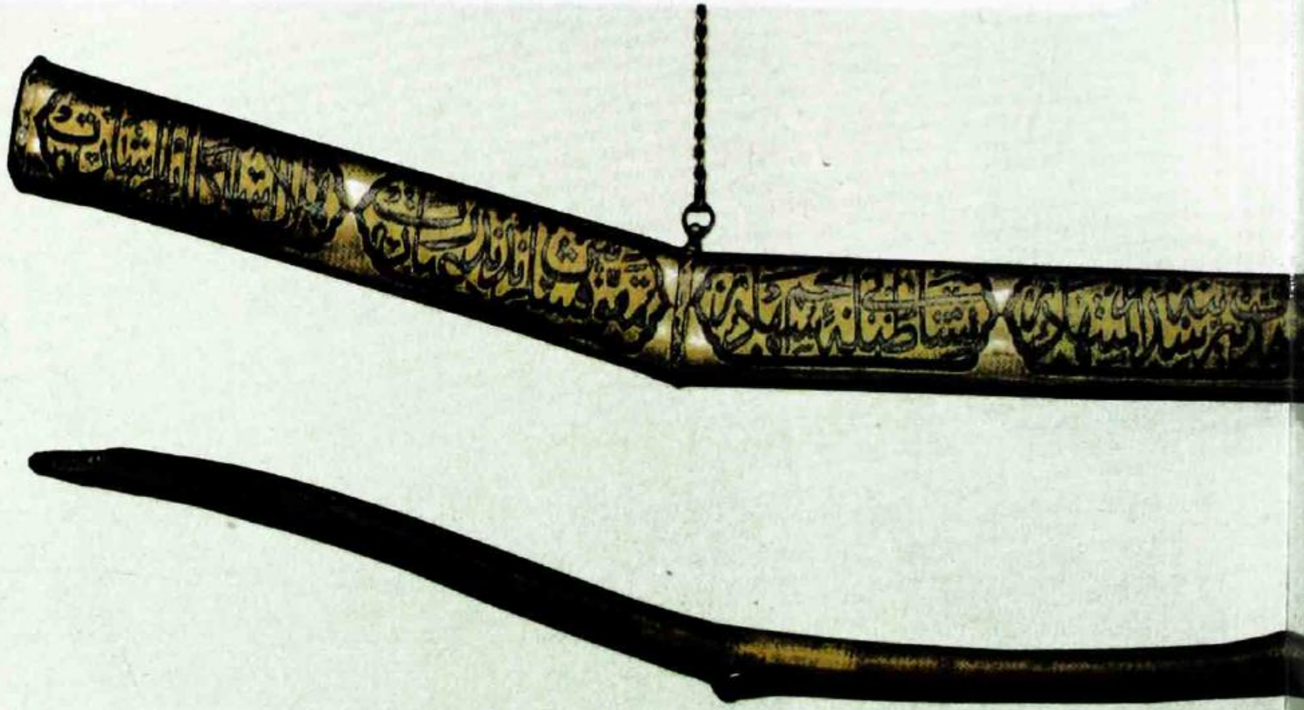
امام بخاری نے حضرت سعید بن میسب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کہتے سنا رسول ﷺ نے جنگ احد کے دن ترکش سے تیر نکال کر مجھے دیا اور فرمایا:

" **ارم فداک ابی و امی** "

ترجمہ: ''اے سعد میرے ماں باپ تم پر فدا تیر چلاؤ۔''

سیرت ابن ہشام اور بیہقی کی روایت میں ہے: یہاں تک کہ انہوں نے مجھے ایک ایسا تیر دیا جس کا پھل نہ تھا میں نے اسے بھی چلا دیا۔ امام واقدی کی کتاب ''المغازی'' میں عمر بن قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے: غزوۂ احد کا نقشہ پیش کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ بذات خود جنگ میں شریک ہوئے اور تیراندازی فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ کے تیر ختم ہو گئے، کمان ٹوٹ گئی اور اس سے پہلے اس کا تار ٹوٹا تھا اور صرف ایک بالشت کا بچا تھا۔ کمان کو عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لیا اور چاہا کہ تار درست کر دیں مگر وہ چھوٹا تھا تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! تار نہیں پہنچ رہا۔ تو آپ نے فرمایا: کھینچو پہنچ جائے گا۔ عکاشہ کہتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس نے انہیں حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں نے کھینچا اور وہ اتنا بڑھا کہ میں نے اسے تین دہرا باندھا پھر رسول ﷺ نے لے لیا اور چلانا شروع کر دیا۔

رسول ﷺ کی کمان ''صفراء''، جس کے لیے تھیلی (خول) بنائی گئی اور سونے چاندی سے منقش ومزین کی گئی۔



یہ خول سلطان احمد اول کے حکم سے ۱۲۰۰ھ میں بنائی گئی۔ یہ کمان ٹاپ کاپی ترکی میں محفوظ ہے۔



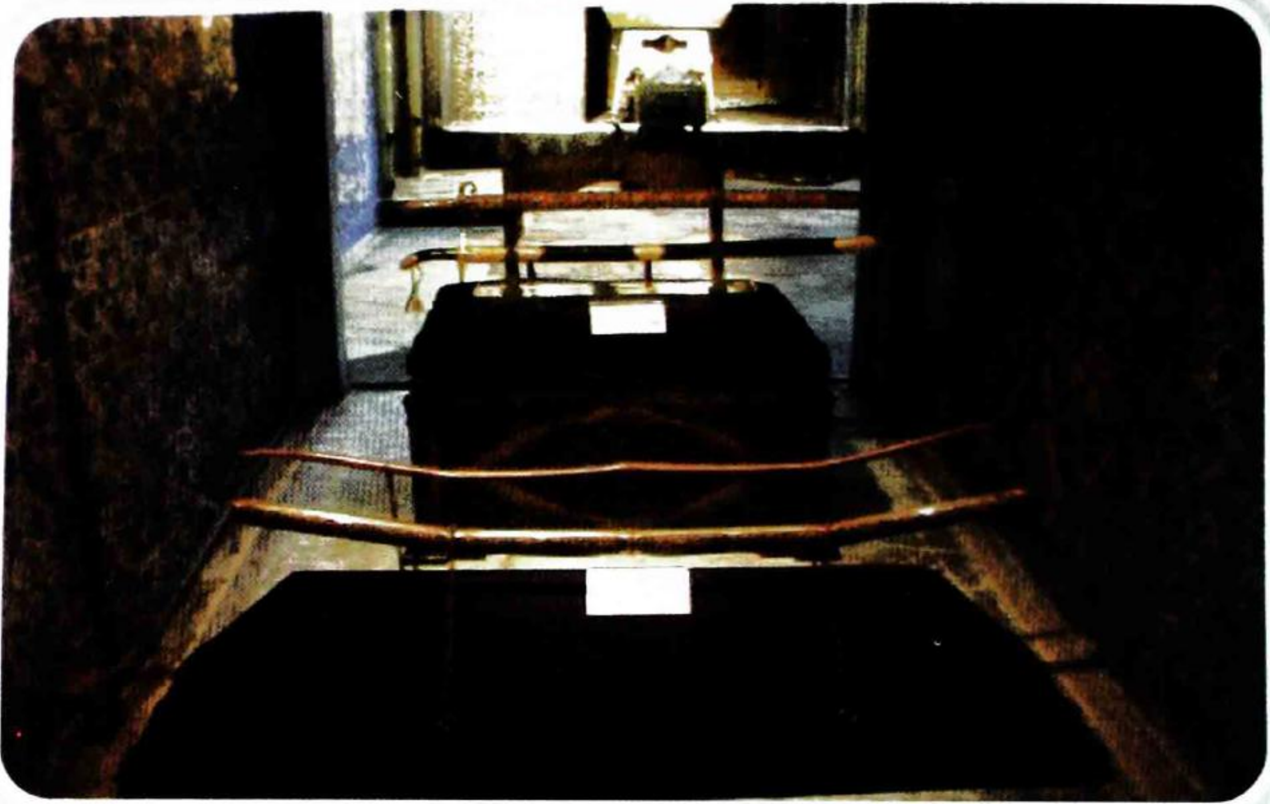
نبی ﷺ کا نامۂ مبارک بنام مقوقس (شاہ مصر)

رسول ﷺ کے گرامی نامہ کی عبارت جو آپ ﷺ نے مقوقس عظیم قبط جریج بن مینا اسکندریہ کے بادشاہ کو تحریر فرمایا:

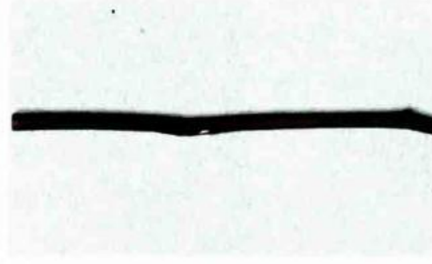
رسول ﷺ کے قاصد صحابی جلیل حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
اس نے کہا ٹھیک ہے۔ مگر اسلام قبول نہیں کیا۔ رسول ﷺ کے لیے سیدہ ماریہ قبطیہ اوران کی دو بہنوں (سیرین، قیسری) کو ہدیہ بھیجا۔ ان کے علاوہ بھی ایک باندی ایک ہزار مثقال سونا، بیس عدد قبطی مصری کپڑے، خچر (دلدل) دراز گوش (عفیر) اور ایک خصی غلام (مابور) ایک گھوڑا الزاز، شیشہ کا ایک پیالہ اور شہد ارسال کیا مگر خود ایمان نہ لایا۔ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا:
''ضن الخبيث بملكه ولا بقاء لمكه''
ترجمہ: یعنی بد بخت نے اپنے ملک میں بخل کیا اور اسکے ملک کو دوام نہیں۔
اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔
محمد بن عبداللہ اور رسول ﷺ کی جانب سے مقوقس عظیم القبط کے نام

ہدایت یافتہ پر سلام

اما بعد: میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کر لو سلامت رہو گے۔ اسلام لاؤ گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں دہرا اجر دے گا اور اگر سرتابی کرو گے تو تجھ پر رعایا کا گناہ بھی ہے۔
"قل يا اهل الكتاب تعالو الى كلمة سواء بيننا وبينكم الا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون" (64)(سورۂ آل عمران)
ترجمہ: تم فرماؤ اے اہل کتاب! ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی۔ اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں
(یہ خط بارہ سطروں پر مشتمل تھا اور آخر میں رسول ﷺ کی مہر تھی۔



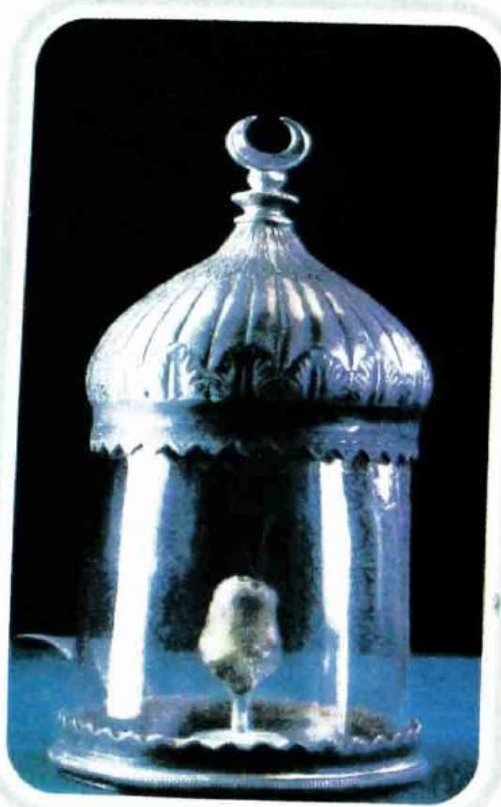
ٹاپ کاپی میں محفوظ حضور ﷺ کے تیر کمان







حضور ﷺ کے تیر کمان کی قریب سے کھینچی گئی تصویر



حضور ﷺ سے منسوب بال مبارک

آپ ﷺ کے بال مبارک خوبصورت بکس میں۔



رسول ﷺ کے موئے مبارک

صحیح بخاری شریف میں حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ کے دست پاک بھرے تھے۔ ان کے بعد ان جیسا میں نے نہیں دیکھا۔ رسول ﷺ کے موئے مبارک سیدھے تھے یعنی نہ زیادہ پیچیدہ نہ بالکل کھلے بلکہ دونوں کے درمیان۔

امام ترمذی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اپنی کتاب ''شمائل محمدیہ'' میں حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت نقل کی ہے کہ، رسول ﷺ اپنے سر مبارک میں خوب تیل لگاتے تھے اور اپنی ریش (ڈاڑھی) میں خوب کنگھا کر کے سیدھی کرتے تھے۔

حضرت ابو جحیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے: لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے سر مبارک میں ''ژیب'' یعنی سفید بال دیکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ''**شیبتی هود واخواتها**''

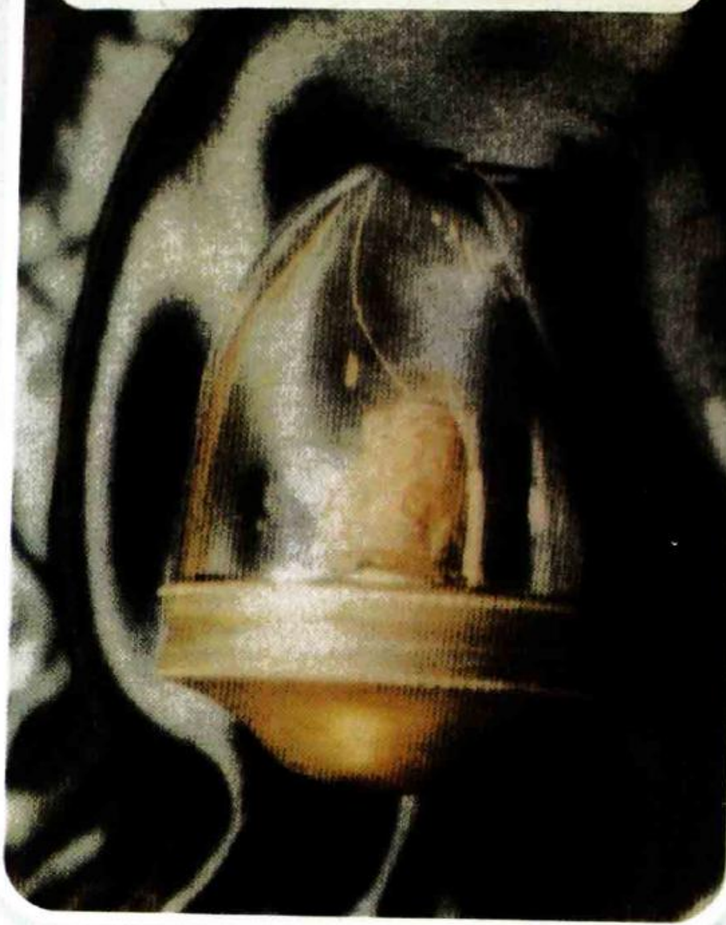
یعنی میرے سفید بال سورہ ہود اور اس کے علاوہ (بہنیں) ہیں۔ (ھود، واقعہ، حاقہ، معارج، تکویر، اور قارعہ)

حضرت امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی پاک ﷺ اہل کتاب کی موافقت ان امور میں پسند فرماتے جن میں آپ کو کوئی حکم نہ ملا ہو۔ اہل کتاب اپنے بال لمبے رکھتے اور مشرکین اپنے سروں میں مانگ نکالتے تو نبی پاک ﷺ نے اپنی پیشانی کے بال لمبے کیے اور بعد میں مانگ نکالی۔

صحیح مسلم شریف کی روایت میں ہے حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں: نبی پاک ﷺ جمرہ کے پاس آئے اور رمی فرمائی منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر آئے اور قربانی کی۔ پھر حجام سے فرمایا پہلے داہنے پھر بائیں جانب کا بال تراشے پھر آپ نے لوگوں کو دینا شروع کیا۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خود رسول پاک ﷺ نے تبرک کے لیے اپنے موئے مبارک صحابہؓ میں تقسیم کیے۔





توپ کاپی میوزیم میں موجود حضور ﷺ کا بال مبارک



بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ام سلمہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت خالد بن ولید، حضرت ابوطلحہ، حضرت معاویہ بن ابی سفیان وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک محفوظ تھے۔

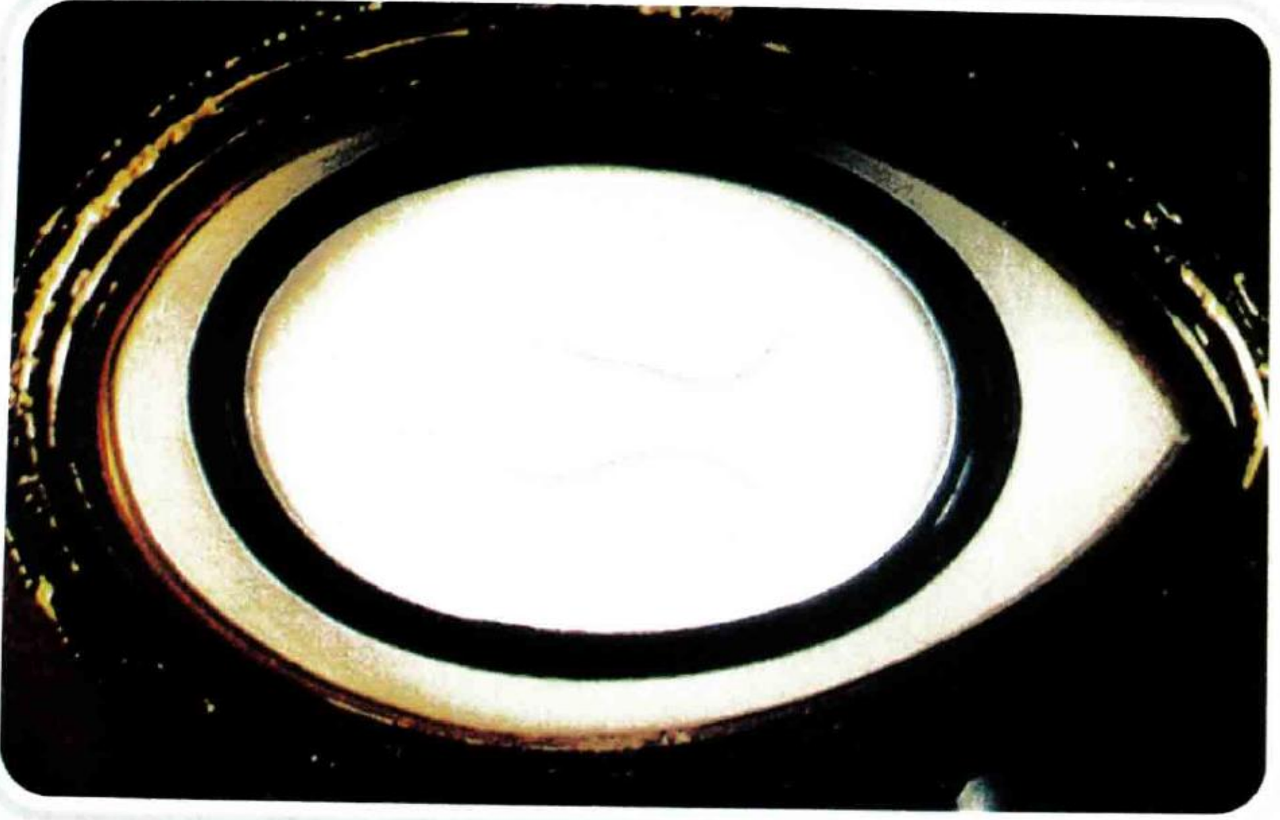
بلکہ حضرت امیر معاویہ کے بارے میں ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک میری ناک، منہ، کان اور دونوں آنکھوں پر رکھ دینا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے موئے مبارک کو تقسیم کرنے اور تبرک کے لیے ان کو اپنے پاس رکھنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کے اکثر حصوں میں رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک محفوظ ہیں۔

اہل عقیدت اس کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ مکہ شریف، دمشق (شام) قاہرہ (مصر) اور ٹاپ کاپی ترکی میں یقینی طور پر رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک محفوظ ہیں۔

اس کے علاوہ طرابلس، لیبیا، قیروان وغیرہ میں بھی محفوظ ہیں۔

مسجد حسین قاہرہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک اور ڈاڑھی شریف کے بال ہیں۔ جن کی تعداد پانچ ہے۔ اور ایک روایت کے مطابق پندرہ ہیں۔









مسجد حسین قاہرہ میں محفوظ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک

مسجد حسین قاہرہ میں محفوظ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک







صندوق کے اندر یہ شیشی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک ہیں۔

حضرت امام بخاری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی نے اسرائیل سے انہوں نے عثمان بن عبداللہ بن وہب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: میری اہلیہ نے مجھے حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا کے پاس ایک پیالہ پانی کے ساتھ بھیجا۔ وہ اس میں رسول اللہ ﷺ کا موئے مبارک ڈال کر نکال لیتیں اور جس انسان کو نظر لگ جاتی وہ اسی طرح علاج کرتا یعنی رسول اللہ ﷺ کے بال شریف کا دھونی پیتا تو شفایاب ہو جاتا۔

ٹاپ کاپی میں محفوظ حضور ﷺ کا بال مبارک



شیشی خالص سونے سے مزین
اس میں رسول ﷺ کے موئے مبارک
ہیں۔ (ٹاپ کاپی ترکی)



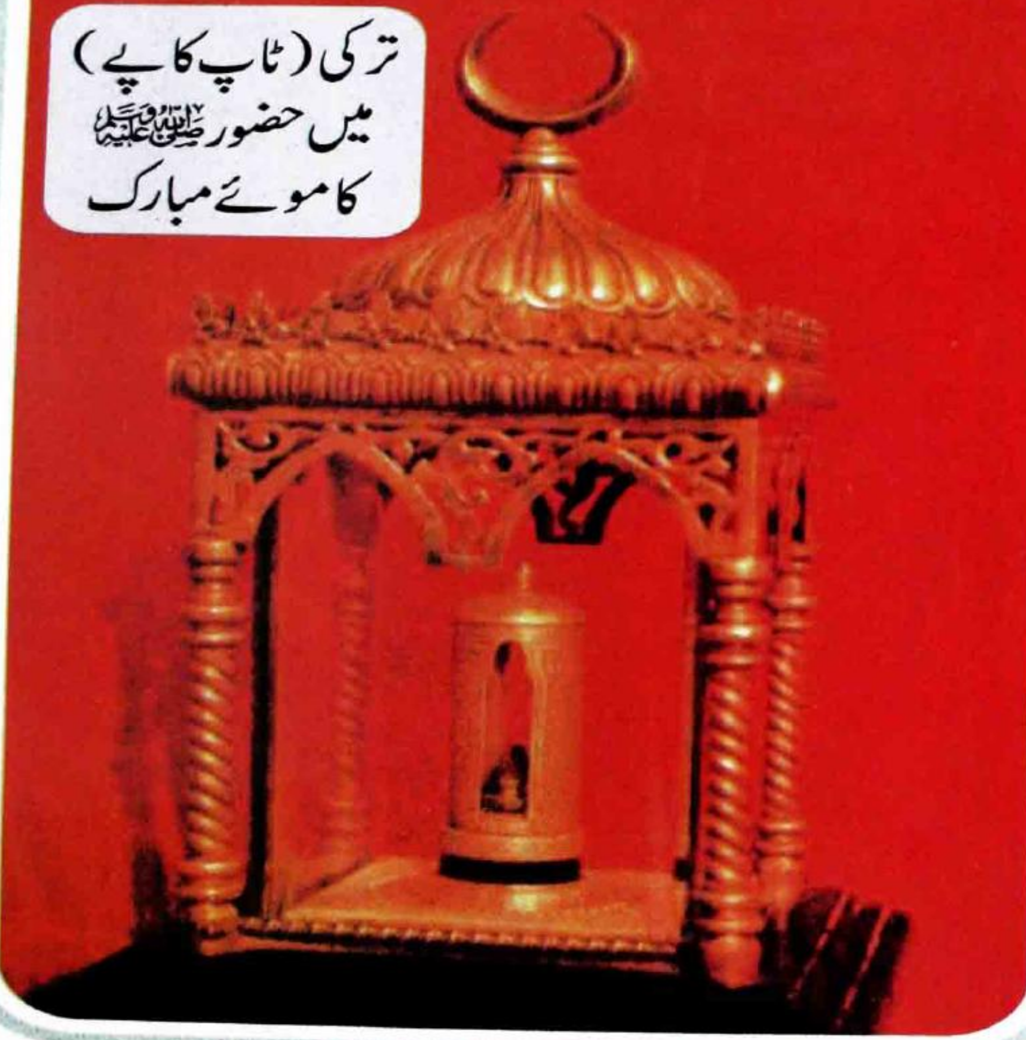


رسول اللہ ﷺ کی ڈاڑھی شریف کے موئے مبارک۔(ٹوپ کاپی ترکی)

حضرت امام احمد بن حنبل رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے پاس تین موئے مبارک تھے۔ بڑی حفاظت سے اسے رکھا تھا اور وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے اور میں کفن میں رکھ دیا جاؤں تو یہ تینوں بال شریف میرے چہرہ پر رکھ دینا۔

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے، انہوں نے کہا میں نے رسول ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کے بال تراش رہا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے گرد جمع تھے تو کوئی بال شریف آپ کے سر سے جدا نہ ہوتا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں پڑتا۔

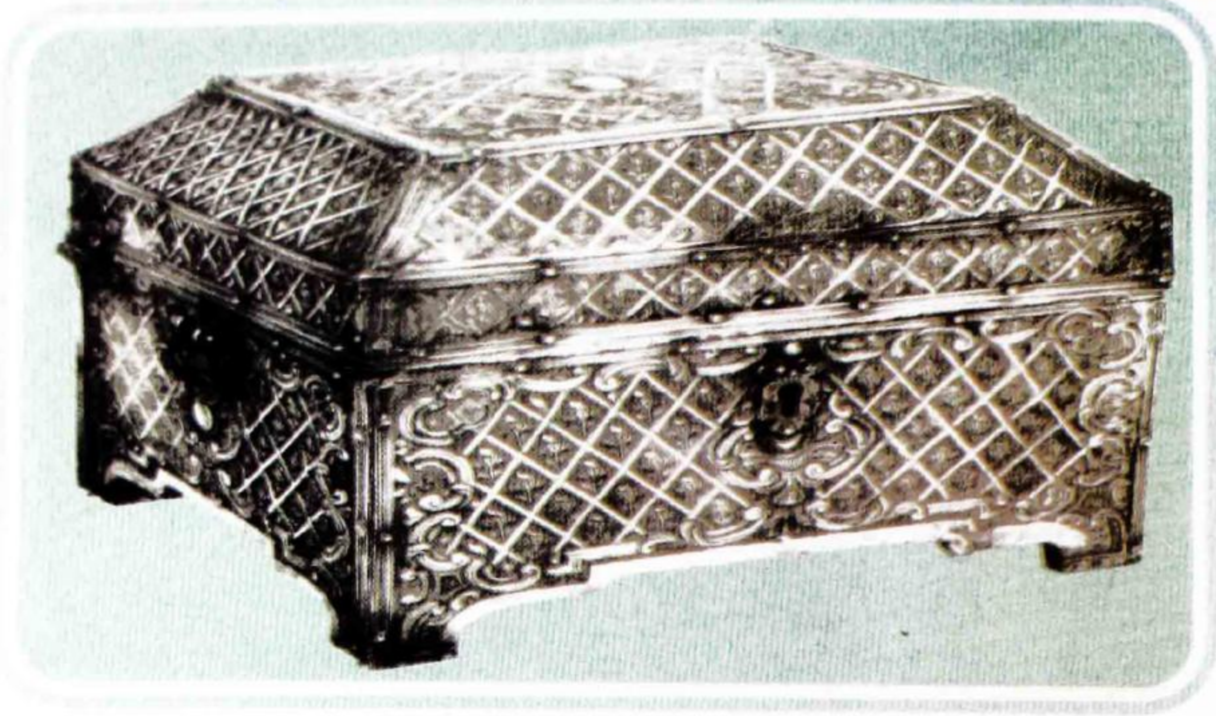
حضرت ام سلیم بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ دوپہر میں قیلولہ آپ کے یہاں فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ محوخواب ہو جاتے تو میں آپ کا عرق مبارک (پسینہ) ایک شیشی میں جمع کرتی اور اس کو عطر میں ملاتی۔ جب حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے وصیت کی کہ کفن میں (حنوط) دھونی یا خوشبو ملنے میں اسی عرق کا استعمال کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔



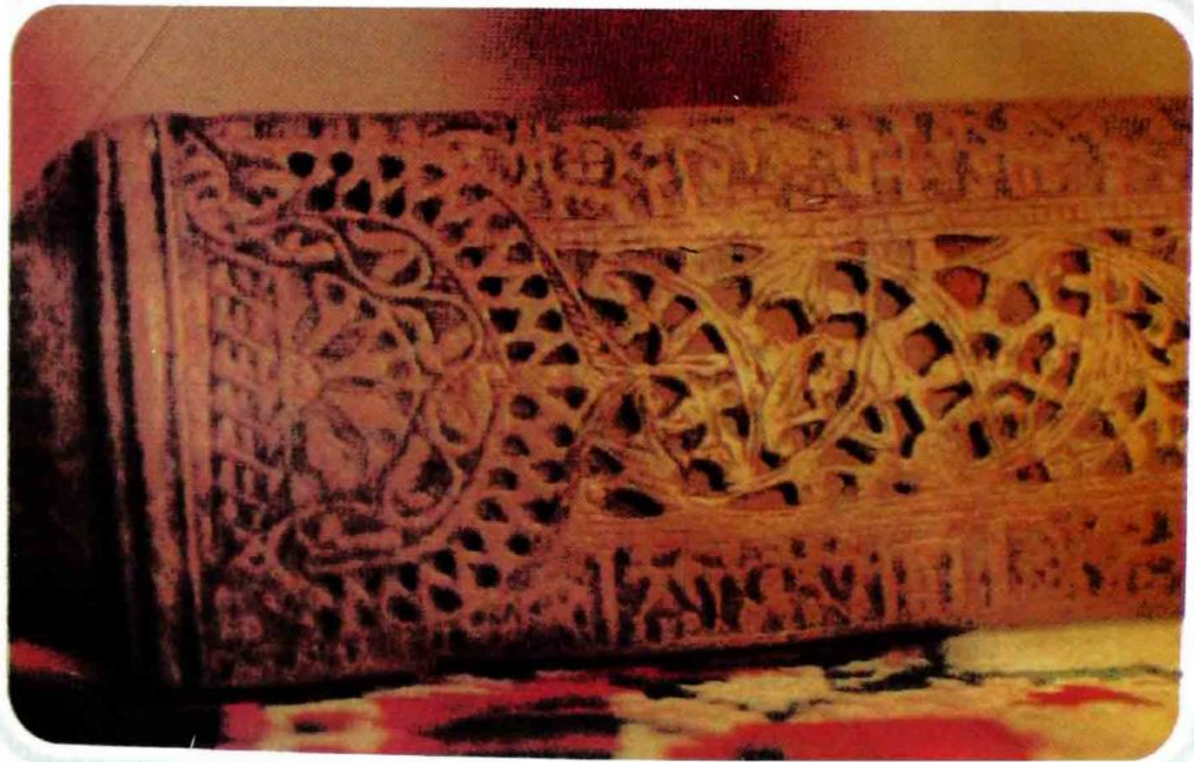




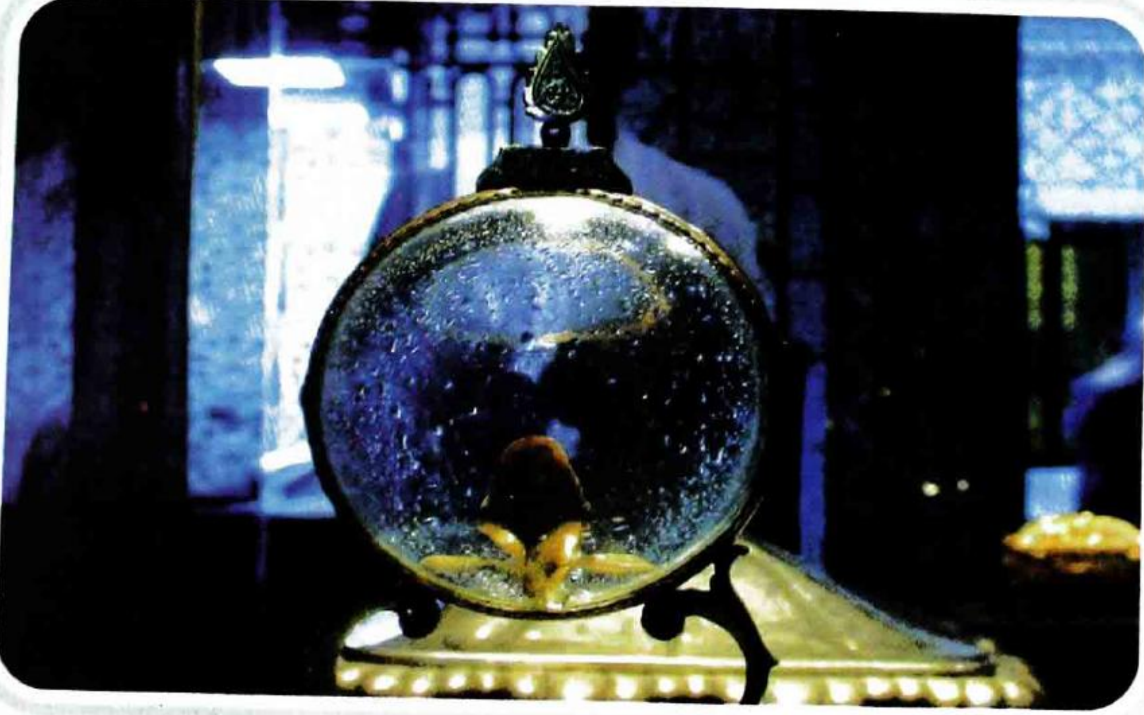
سونے کے بنے ہوئے اس ڈبہ میں حضور ﷺ کے تبرکات میں سے کوئی تبرک موجود ہے، یہ ترکی عجائب گھر ٹاپ کاپی میں خلافت عثمانیہ سے موجود ہے۔



چاندی سے مزین صندوق جس کے اندر مرتبان میں رسول ﷺ کے موئے مبارک محفوظ ہیں۔(ٹوپ کاپی ترکی)



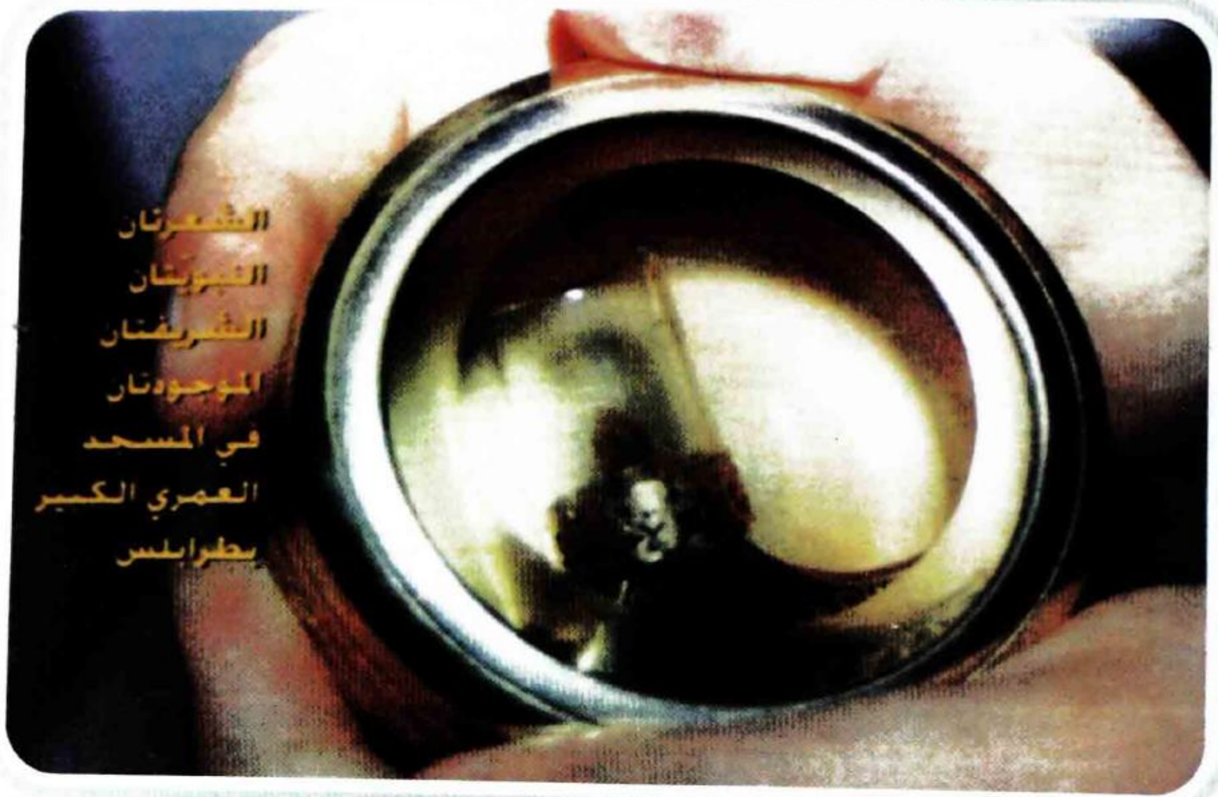
مصر کی مسجد الحسینی میں موجود حضور ﷺ کی تلوار کا دستہ



آپ ﷺ کے موئے مبارک کا نورانی منظر



ترکی میں سونے اور قیمتی جواہرات سے مزین بکس میں رسول پاک ﷺ
کی پیاری پیاری داڑھی مبارک کا ایک مقدس بال محفوظ ہے۔



سرکار دو عالم ﷺ کا موئے مبارک بے قرار دلوں کیلئے چین کا باعث ہے۔



ٹاپ کاپی سرائے میں موجود حضور ﷺ کے بال مبارک



چاندی کا ڈبہ سونے سے ملمع جس کے اندر رسول ﷺ کی داڑھی شریف کے بال ہیں۔ (ٹاپ کاپی ترکی)

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب صندوق جولکڑی کا بنا ہوا ہے۔ اس کی لمبائی چوڑائی (حجم) تقریباً 20x16x22 سینٹی میٹر ہے۔

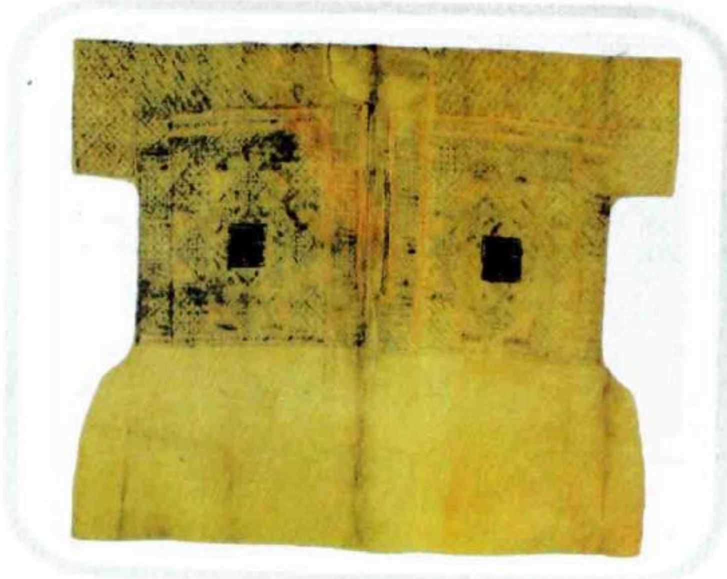


حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منسوب صندوق

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قمیص مبارک

مدینہ منورہ سے ترکی منتقل ہونے والے تبرکات میں حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صندوق بھی تھا جس کو آپ استعمال کرتی تھیں۔ اس میں آپ کے ذاتی سامان تھے، جن میں آپ کی قمیص مبارک اور چادر پاک تھی، یہ سارے تبرکات ٹاپ کاپی کے میوزیم میں ''امانات مقدسہ'' کے ضمن میں محفوظ ہیں۔



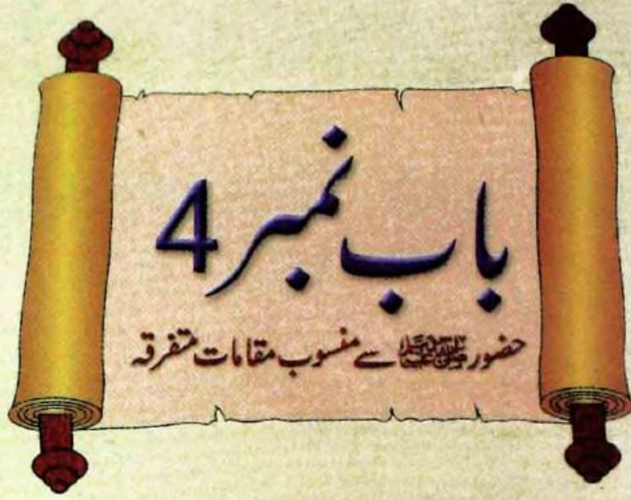




خاتون جنت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قمیص مبارک، اس آیات کی کتابت اس طرح آپ کے زیب تن کرتے وقت نہ تھیں بلکہ بعد میں نقش ونگار بنایا گیا۔



فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جبہ پاک، اونی کپڑے کا اندر سے سوتی کپڑے کا استر لگایا ہوا۔ ٹاپ کاپی ترکی میں محفوظ ہے۔


باب نمبر 4
حضور ﷺ سے منسوب مقامات متفرقہ


محمد



بی بی حلیمہ کا گھر مبارک

عرب کا دستور تھا کہ شریف اور دولت مند گھرانے کی عورتیں اپنے بچوں کو دایہ کے سپرد کر دیتی تھیں تا کہ بچے گاؤں کی ہوا میں تندرست اور توانا ہوں، وہ دائیاں بچوں کو اپنے گاؤں میں لے جا کر ان کی پرورش کرتی تھیں۔

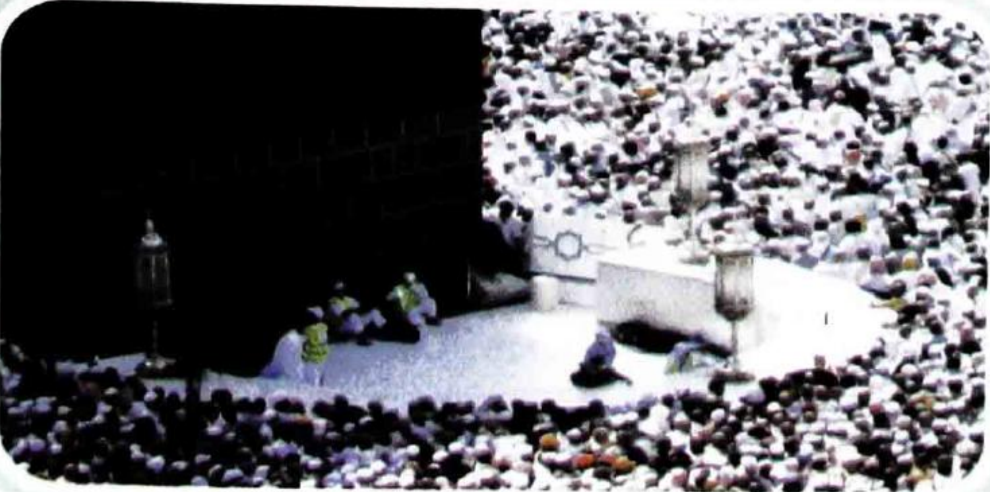
اس سال بھی عرب کے دستور کے مطابق گاؤں گاؤں سے بہت سی دائیاں بچے لینے کی خاطر مکہ معظّمہ آئیں۔ ان میں ایک دائی حلیمہ سعدیہ بھی تھیں۔

سب دائیوں نے جلدی جلدی خوش حال گھرانوں کے بچوں کو لے لیا، دائی حلیمہ کی سواری بہت کمزور تھی، اس لیے وہ سب کے بعد پہنچیں۔ اب ان کو سوائے اس یتیم بچہ کے اور کوئی نہ ملا، مجبوراً ان کو لیا اور چلیں، مگر دل میں بہت رنجیدہ کہ اس یتیم بچہ سے ہم کو کیا فائدہ ہوگا، لیکن قدم قدم پر جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتیں، اور برکتیں اس بچہ کی وجہ سے نازل ہوئیں تو ان کی آنکھیں کھل گئیں، ان کے دل میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ سارا رنج خوشی میں تبدیل ہو گیا۔

جب دو برس کی مدت ختم ہو گئی تو دائی حلیمہ اس مبارک بچہ کو لے کر مکہ معظّمہ میں آئیں۔

مکہ معظّمہ میں ان دنوں وبا پھیلی ہوئی تھی اس لیے بی بی آمنہ نے پھر آپ کو واپس کر دیا۔

بچپن میں لڑکے کھیل کود کے بہت شائق ہوتے ہیں، لیکن آپ اس چھوٹی سی عمر میں بھی تمام لڑکوں سے بالکل الگ تھے۔ کھیل کود، لڑائی جھگڑوں سے کوسوں دور، ہاں کام کاج میں سب سے آگے۔ اس چھوٹی سی عمر میں بہت سے چھوٹے موٹے کام بی بی حلیمہ کے کر دیا کرتے تھے۔ اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ جنگل میں بکریاں چرانے جاتے تھے۔



حضرت سلمان فارسیؓ کا باغ جہاں حضور ﷺ نے کھجور کے پودے لگائے تھے۔







وہ مبارک جگہ جہاں حضور ﷺ تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے سلمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آزاد کرانے کیلئے درخت کے پودے لگائے جو ایک ہی رات میں تنا آور درخت بن کر سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی یہودی کے ہاتھ سے آزادی کا سبب بنے۔



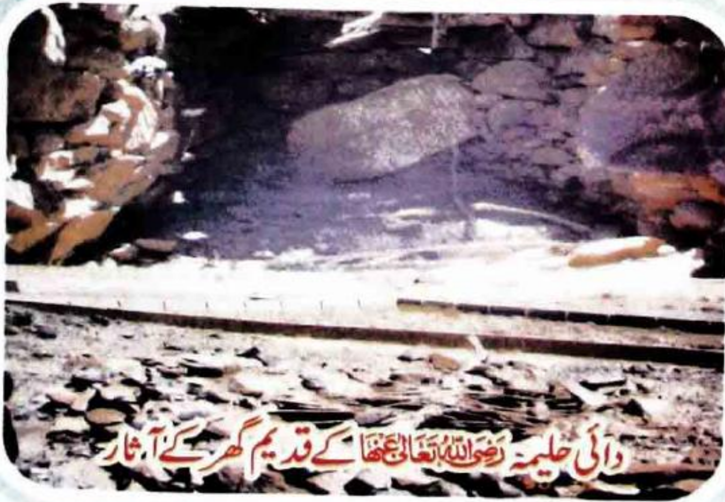
جنت البقیع میں موجود دائی حلیمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی قبر مبارک

دائی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر مبارک

نبی کریم ﷺ نے جس گاؤں میں بچپن گزارا وہ ایک پہاڑی پر آباد ہے۔ پہاڑی کے دامن میں ایک خوبصورت باغ ہے۔ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے نیچے ایک کنواں ہے جس میں اب ٹیوب ویل لگا ہے۔ غالباً اسی کنویں سے نبی رحمت ﷺ سیراب ہوتے رہے۔ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان محفوظ کرنے کے لیے اس کا سارا احاطہ مسجد میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

یہودی کی پیشین گوئی ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ "نبی ﷺ اپنی رضاعی ماں کا صرف ایک طرف کا دودھ پیتے تھے اور ماں دوسری طرف سے پلانا بھی چاہتی تو نہ پیتے کہ یہ بھائی کا حصہ ہے۔ بچپن میں کسی بات پر مچل کر آپ نے شیماء کے کندھے پر اس زور سے کاٹا کہ ان کے کندھے پر عمر بھر اس کا نشان رہا۔ اور ایک بار آپ حلیمہ کی گود میں سوق عکاظ جیسے ایک میلے میں گئے تو ایک یہودی فال گو نے آپ کو دیکھ کر شور مچا دیا: "یہودیو! دوڑو، اس بچے کو قتل کرو۔ یہ تمہیں جڑ سے اکھاڑ دے گا۔"

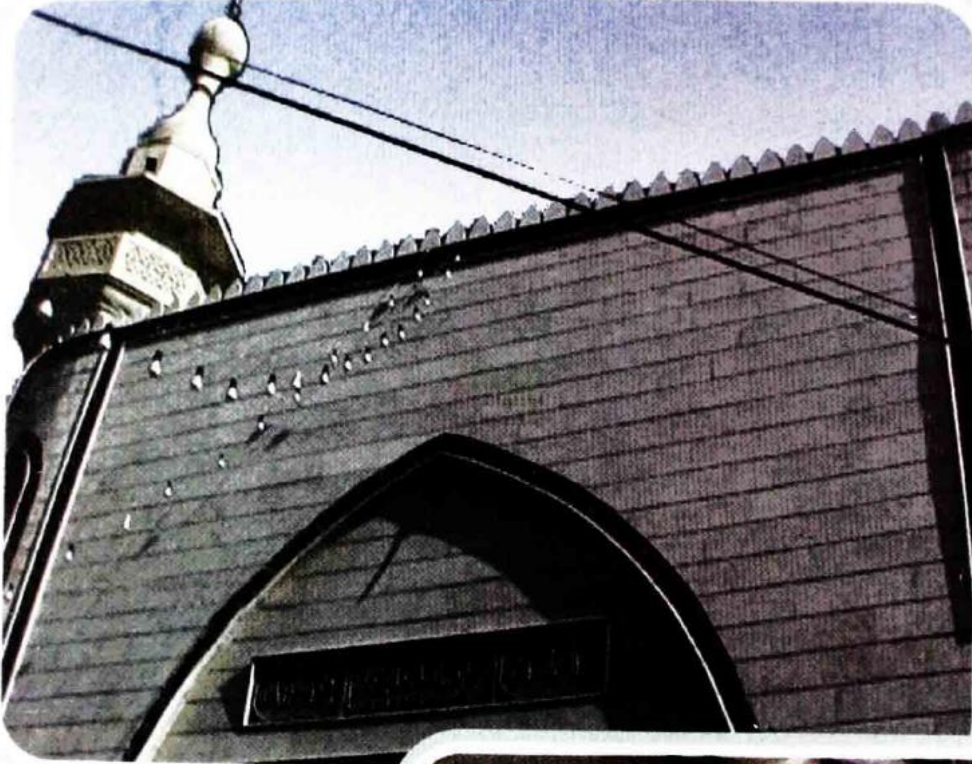
شق صدر کا انوکھا واقعہ نبی ﷺ 2 سال کے ہوئے تو حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو مکہ لے گئیں مگر شہر میں وبا پھیلی ہونے کے باعث واپس لے آئیں سیرت ابن اسحٰق میں حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے: "واپس آ کر تین ماہ ہوئے تھے کہ ایک روز وہ بچہ (محمد ﷺ) اپنی رضاعی بہن کے ساتھ ہمارے گھروں کے پیچھے بکریوں کے پاس تھا۔ اتنے میں اس کا بھائی (عبداللہ) دوڑتا آیا اور کہا کہ میرے قریشی بھائی کے پاس دو سفید پوش آدمی آئے اور انہوں نے اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ میں اور میرا شوہر بھاگ کر گئے تو دیکھا کہ وہ بچہ کھڑا ہے اور اس کا رنگ فق ہے۔ اس کے باپ نے اسے لپٹا کر پوچھا: "بیٹا! تجھے کیا ہو گیا؟" اس نے کہا: "سفید کپڑوں میں ملبوس دو آدمی آئے، مجھے لٹا کر میرا پیٹ چاک کیا اور اس میں سے کوئی چیز نکال کر پھینک دی اور پیٹ پھر ویسا ہی کر دیا جیسا وہ تھا۔" حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ہم اسے گھر واپس لائے تو میرے شوہر نے کہا: حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھے ڈر ہے، اس بچے کو کچھ ہو نہ جائے۔ بہتر یہی ہے کہ اسے اس کے گھر پہنچا دیا جائے، چنانچہ ہم اسے اس کی ماں کے پاس مکہ لے گئے۔" ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اسلام لانے کی تصریح کی ہے۔ فتح مکہ کے بعد حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جعرانہ کے مقام پر ملیں تو آپ ﷺ نے اپنی چادر بچھا کر اس پر انہیں بٹھایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر بتایا: "یہ میری ماں ہیں، انہوں نے مجھے دودھ پلایا تھا۔" (حوالہ سیرت النبی ﷺ۔)



دائی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قدیم گھر کے آثار

مسجد القدم

دمشق کے قریب ایک گاؤں ہے جو اب شہر کا ایک حصہ ہے اور مسجد القدم کے نام سے مشہور ہے اس مسجد میں ایک پتھر ہے جس پر حضور ﷺ کے قدم مبارک کا نشان ہے وہ پتھر دیوار کے اندر ایک طاق بنا کر اس میں لگایا ہوا ہے شیشہ کے اندر سے قدم مبارک نظر آتا ہے۔





مسجد قدم کا بیرونی منظر

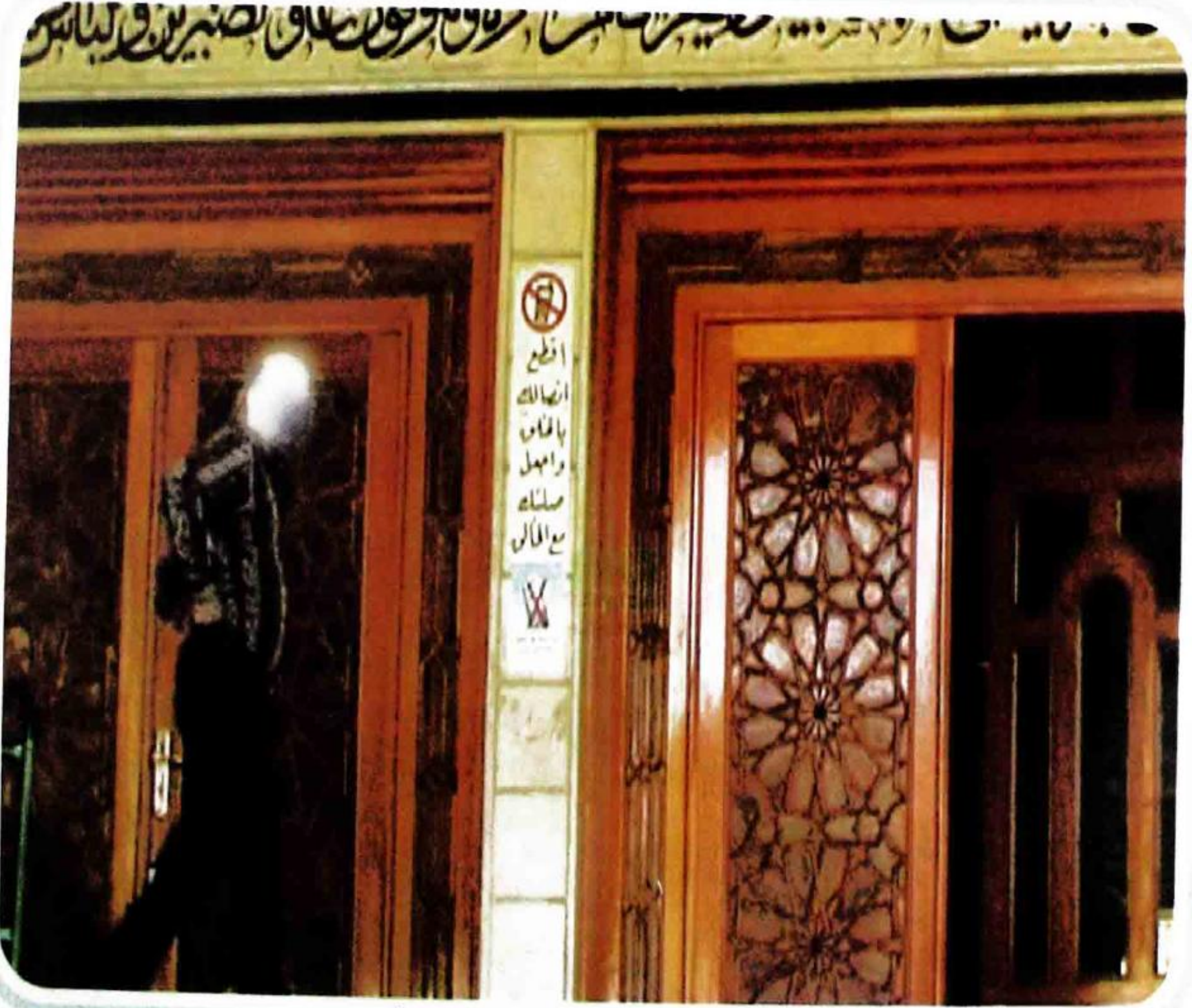




حضور ﷺ اکثر تجارت کے لیے تشریف لاتے تھے زیر نظر تصویر اس مبارک پتھر کی ہے جس پر حضور ﷺ کے قدم مبارک کے نشانات موجود ہیں۔



مسجد قدم کا بیرونی منظر



حضور ﷺ اکثر تجارت کے لیے شام کی اس جگہ تشریف لاتے تھے زیر نظر تصویر اس مبارک جگہ کی ہے جہاں پر حضور ﷺ کے قدم مبارک کے نشانات موجود ہیں۔

شام کا پہلا سفر اور بحیریٰ راہب سے ملاقات

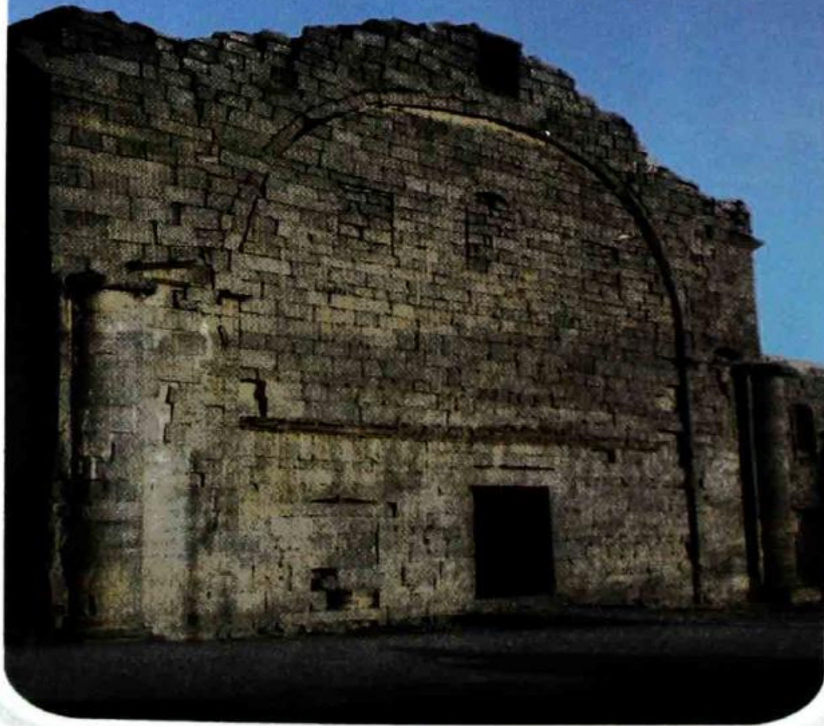
آپ ﷺ کی عمر شریف بارہ سال کی تھی، آپ کے چچا ابو طالب تجارت کا مال لے کر ملک شام جا رہے تھے، آپ نے بھی خواہش ظاہر کی، شفیق چچا عزیز بھتیجے کی خواہش رد نہ کر سکے، ساتھ لے لیا۔

ملک شام کے قریب پہنچ کر بصریٰ مقام پر پڑاؤ ڈالا، پڑاؤ کے قریب بحیرہ نامی ایک راہب تھا، جو پرانی کتابوں کا بڑا عالم تھا، ان پرانی کتابوں یعنی توراۃ اور انجیل میں آخری نبی کی پوری نشانیاں لکھی ہوئی تھیں جو اس راہب نے ہو بہو حضور ﷺ کے اندر پائیں اور دیکھتے ہی پہچان لیا۔ ابو طالب سے پوچھا۔ ''یہ کس کا لڑکا ہے۔؟''

ابو طالب نے کہا۔ ''میرا بھتیجا ہے''۔

راہب نے کہا۔ ''تمہارا بھتیجا دنیا کا وہی آخری نبی اور عظیم الشان پیغمبر ہے جس کی خبر توراۃ اور انجیل وغیرہ میں دی گئی ہے۔ دیکھو اس ملک کے یہودی اس نبی کے جانی دشمن ہیں، بہتر ہے کہ تم ان کو یہیں سے واپس کر دو، اگر انہوں نے دیکھ لیا اور پہچان گئے تو بس مار ہی ڈالیں گے۔''

ابو طالب نے یہ سن کر فوراً آپ کو مکہ معظّمہ واپس کر دیا۔



بحیری راہب کی خانقاہ کا بیرونی منظر اس جگہ آپ ﷺ نے سفر شام میں پڑاؤ ڈالا تھا اور بادل نے آپ ﷺ کو سایہ میں لیا ہوا تھا راہب نے جب یہ منظر دیکھا تو اس نے آپ ﷺ کی دعوت کی اور آپ ﷺ کے نبوت کی پیشنگوئی بھی کی

وہ مبارک جگہ جہاں آپ ﷺ بچپن میں اپنے چچا کے ساتھ تجارت کے لیے آئے تھے۔

بحیرہ راہب کا گرجا

رومی عہد میں اسقفیہ کبریٰ کی وجہ سے بصریٰ میں ایک باسلیق (مخروطی دارالقضاء) قائم تھا۔ اس کے قریب سینٹ سرجیس کی خانقاہ تھی جس میں ایک بڑا گرجا بھی تھا جس کی دیواریں اور محراب ابھی تک باقی ہیں۔ یہیں بحیرہ راہب کی اقامت گاہ تھی جس نے نبی کریم ﷺ کی آیندہ رسالت کی اس وقت گواہی دی جب آپ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ بصریٰ آئے تھے۔



بحیرہ راہب کی خانقاہ کی دور سے کھینچی گئی تصویر۔

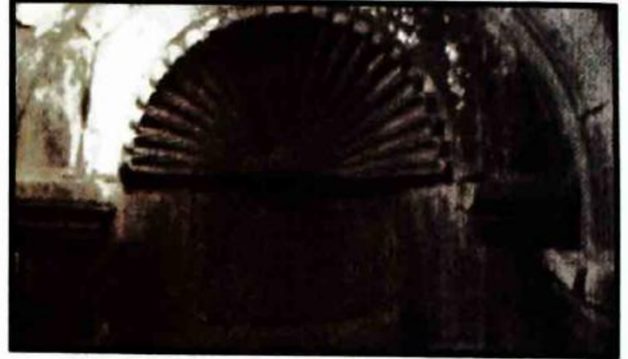


یہ مقام ناقۃ الرسول ﷺ کے نام سے مشہور ہے۔
اس جگہ حضور ﷺ نے کچھ دیر آرام بھی فرمایا تھا۔





بصرہ میں موجود اس جگہ حضور ﷺ کی اونٹنی کے قدموں کے نشان نظر آرہے ہیں یہاں آپ ﷺ کی اونٹنی سفر شام کے موقع پر بیٹھی تھی۔ آج بھی



وہ جگہ جہاں حضور ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی
اب یہاں چاردیواری بنا کرمحراب بنادی گئی۔



بحیرہ راہب کی خانقاہ میں جانے کا چھوٹا سا دروازہ۔



یہ جگہ آج بھی جامع الناقہ کے نام سے مشہور ہے۔



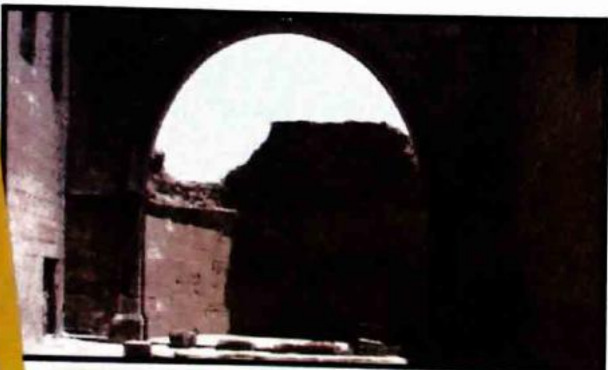
بحیرہ راہب کی خانقاہ کا بڑا دروازہ۔



بحیرہ راہب کے اس کمرہ کا اندرونی منظر
جہاں حضورؐ نے کچھ دیر آرام فرمایا۔



بحیرہ راہب کی خانقاہ کی بیرونی دیوار کا منظر۔



بحیرہ راہب کی خانقاہ کے اندرونی حصہ کا منظر۔

بحیرہ راہب کا گرجا

رومی عہد میں اسقفیہ کبریٰ کی وجہ سے بصریٰ میں ایک باسلیق (مخروطی دارالقضاء) قائم تھا۔ اس کے قریب سینٹ سرجئیس کی خانقاہ تھی جس میں ایک بڑا گرجا بھی تھا جس کی دیواریں اور محراب ابھی تک باقی ہیں۔ یہیں بحیرہ راہب کی اقامت گاہ تھی جس نے نبی کریم ﷺ کی آئندہ رسالت کی اس وقت گواہی دی جب آپ اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ بصریٰ آئے تھے۔

شبیکہ قبرستان

اسلام کے ابتدائی دور میں کفار قریش مسلمانوں پر بہت ظلم وستم ڈھاتے تھے۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ،ان کے والد یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ایسے ایسے ظلم کیے گئے کہ عرش بھی ہل کر رہ جاتا۔مکہ کی سخت سے سخت اور ریتلی زمین میں ان کو عذاب دیا جاتا۔حضور ﷺ کا اس طرف گزر ہوتا تو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کی بشارت دیتے۔
آخران کے والد حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حالت میں وفات پاگئے۔ظالموں نے مرنے تک چین نہ پانے دیا اوران کی والدہ حضرت سمیہؓ کی شرمگاہ میں ابوجہل ملعون نے ایسا برچھا مارا کہ وہ شہید ہوگئیں مگر اسلام سے نہ ہٹیں حالانکہ بوڑھی تھیں،ضعیف تھیں مگر اس بدنصیب نے کسی چیز کا بھی خیال نہ کیا۔
اسلام میں سب سے پہلی شہادت ان کی ہے۔ایک طرف کفار مکہ کے یہ ظلم وستم تھے تو دوسری طرف شہداء اور مسلمانوں کی تدفین کا جھگڑا کھڑا کردیا کہ مسلمان ان کے قبرستان میں دفن نہیں کیے جاسکتے۔
چنانچہ امت کی عظیم محسنہ اور امت کی ماں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی یہ زمین مسلمانوں کی قبرستان کے لیے دے دی اوراس زمین میں کئی مسلمان دفن ہیں۔ یہاں حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی کئی ہستیاں مدفون ہیں۔ یہ قبرستان بڑی زیارتوں میں سے ایک ہے۔اول تو یہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زمین ہے اور دوم یہاں عظیم المرتبت ہستیاں مدفون ہیں۔
مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے قریب ''وادالبنات'' نامی وہ جگہ جہاں زمانہ جاہلیت میں معصوم بچیوں کو زندہ درگور کردیا جاتا تھا۔ یہ جاہلیت کے مارے ہوئے وڈیروں، جاگیرداروں اور بے دین لوگوں نے غیرت کے نام پر قتل کو غلط رخ دے کر قدیم جاہلیت کی یاد تازہ کردی ہے۔پس منظر میں حرم مکی کے مینارے نظر آرہے ہیں۔



مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے قریب ''وادالبنات'' نامی وہ جگہ جہاں زمانہ جاہلیت میں معصوم بچیوں کو زندہ درگور کردیا جاتا تھا۔ یہ جاہلیت کے مارے ہوئے وڈیروں، جاگیرداروں اور بے دین لوگوں نے غیرت کے نام پر قتل کو غلط رخ دے کر قدیم جاہلیت کی یاد تازہ کردی ہے۔پس منظر میں حرم مکی کے مینارے نظر آرہے ہیں۔





کفار مکہ نے مسلمانوں کو اپنے قبرستانوں میں دفن کرنے کی اجازت نہ دی تو ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی یہ زمین قبرستان کیلئے وقف کردی۔

مقام بیعتِ عقبہ اولیٰ وثانیہ

معراج سے واپسی پر نبی ﷺ نے تبلیغ ودعوت کی مہم کو مزید تیز کردیا۔ اب آپ ﷺ مکہ کے آس پاس آباد دیگر قبائل کے ہاں تشریف لے جاتے۔ مگر آپ کی دعوت کے جواب میں کسی نے نرمی سے اور کسی نے سختی سے انکار کیا۔ بالآخر ایک روز آپ ﷺ نے میدان منیٰ کے باہر عقبہ (گھاٹی) کے موڑ پر چھ آدمیوں کی ایک جماعت دیکھی جو رسوم حج ادا کرنے یثرب سے مکہ آئی ہوئی تھی۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

اسعد بن زرارہ، عوف بن حارث، رافع بن مالک، قطبہ بن عامر، عقبہ بن عامر، جابر بن عبداللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی ﷺ کی تبلیغ پر انہوں نے فوراً اسلام قبول کرلیا۔

دوسرے سال سن ۱۱ نبوی میں حج ہی کے زمانے میں پانچ پرانے اور سات نئے افراد رسول کریم ﷺ سے ملنے آئے اور آپ کے ہاتھ پر مکرر بیعت کی۔ (بعض نے اسی کو عقبہ اولیٰ بھی کہا ہے۔) ان لوگوں کی خواہش پر مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلم اور مبلغ بنا کر ان کے ساتھ یثرب بھیجا گیا۔ اس سے اوس اور خزرج کے مابین نماز کی امامت کے سلسلے میں جھگڑے بھی ختم ہوگئے۔ جب نبی کریم ﷺ کو یثرب میں اشاعت اسلام کی خوشخبری ملی تو آپ ﷺ نے حضرت مصعبؓ کو ایک خط ارسال فرمایا جس میں درج تھا کہ دن ڈھلے جمعے کی نماز پڑھا کرو، چنانچہ یثرب میں پہلی نماز جمعہ میں ۱۲ آدمی جمع ہوئے۔

تیسرے سال ۱۲ نبوی کے موسم حج میں یثرب سے آنے والے ۵۰۰ حاجیوں میں سے ۷۳ مسلمان مرد اور دو خواتین تھیں۔ وہ نبی ﷺ سے اسی گھاٹی (عقبہ) میں رات کے وقت ملے اور بیعت کے موقع پر عرض کیا کہ آپ ﷺ اور دیگر مسلمان یثرب آجائیں تو ہم آپ ﷺ کی ویسے ہی حفاظت کریں گے جیسے کوئی اپنے اہل خاندان کی کرتا ہے۔ یہ بیعت عقبہ ثالثہ تھی، بعض نے اسی کو عقبہ ثانیہ لکھا ہے۔ تب نبی ﷺ نے ان کے لیے ۱۲ نقیب مقرر فرمائے جو ۱۲ خاندانوں کے لیے تھے اور بنونجار کے اسعد بن زرارہؓ کو نقیب النقباء بنایا۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ جلد ۱۹ ص ۴۱، ۴۲)۔



یہ وہ مبارک جگہ ہے جہاں حضور ﷺ کے ہاتھوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیعت کی تھی۔

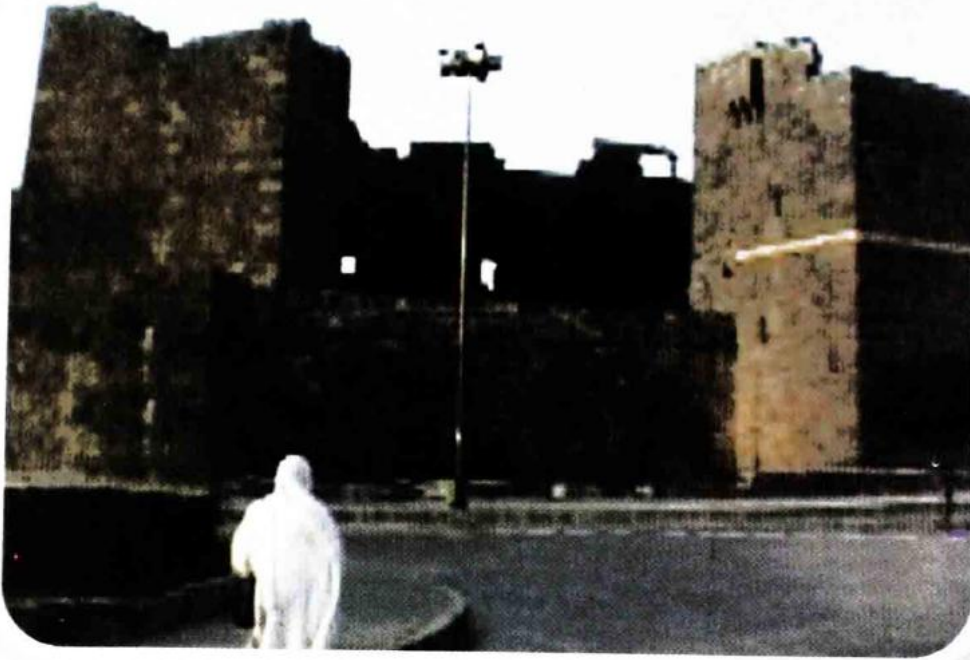




بصرہ کی وہ جگہ جو آپ ﷺ کی پیدائش پر روشن ہوگئی تھی۔



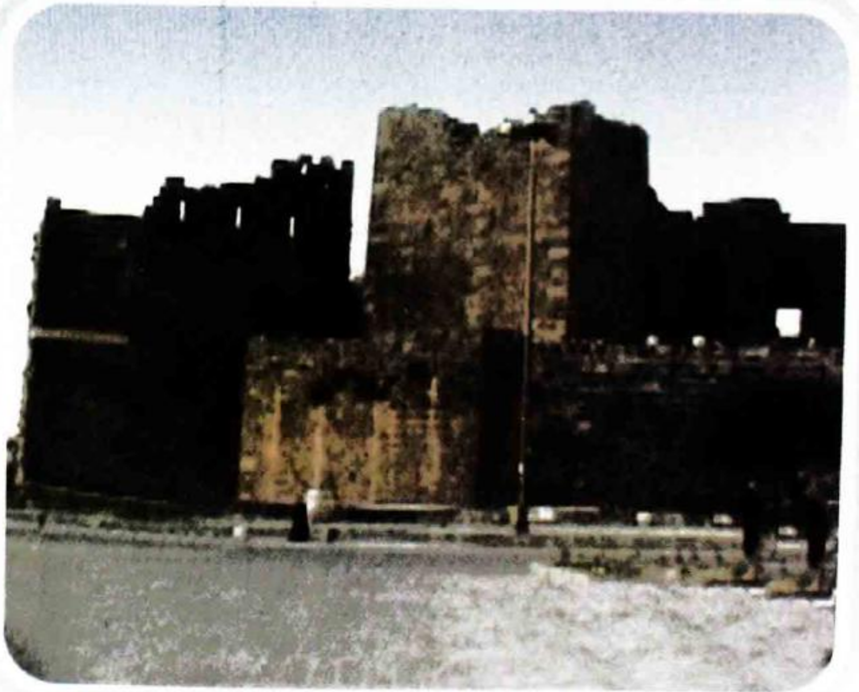
مواہب لدنیہ میں امام عسقلانی نے لکھا ہے کہ جب حضور ﷺ کی پیدائش ہوئی تو ایسا نور پھیلا کہ حضور ﷺ کی والدہ فرماتی ہیں کہ مجھے اس نور کی روشنی میں ملک شام شہر بصرہ کے محلات نظر آنے لگے زیر نظر تصویر انہی محلات کی ہیں جن کو نبی پاک ﷺ کی والدہ نے روشن ہوتے دیکھا تھا۔





بصرہ کی وہ جگہ جو حضور ﷺ کی پیدائش پر روشن ہوگئی تھی۔





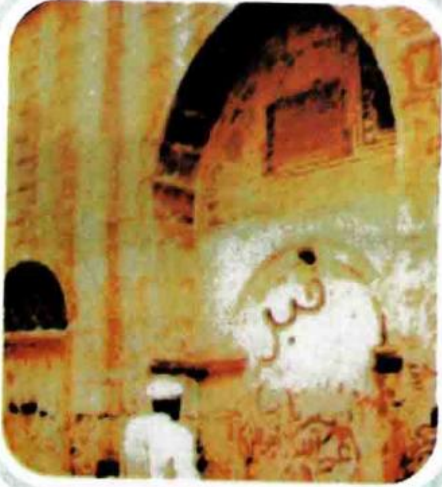
بصرہ کی وہ جگہ جو حضور ﷺ کی پیدائش پر روشن ہوگئی تھی۔

منحوس وملعون قبروں پر سنگباری کی بارش ابن جبیر نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے، تنعیم کے کچھ دور بائیں طرف ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل کی قبریں ہیں جن پر پتھروں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ اب تک لوگ آتے جاتے ان منحوس قبروں پر سنگ باری کر رہے ہیں۔





مسجد عائشہ! یہ مقام تنعیم میں واقع ہے۔



حضور اکرم ﷺ کے والد ماجد
حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک مدینہ منورہ میں

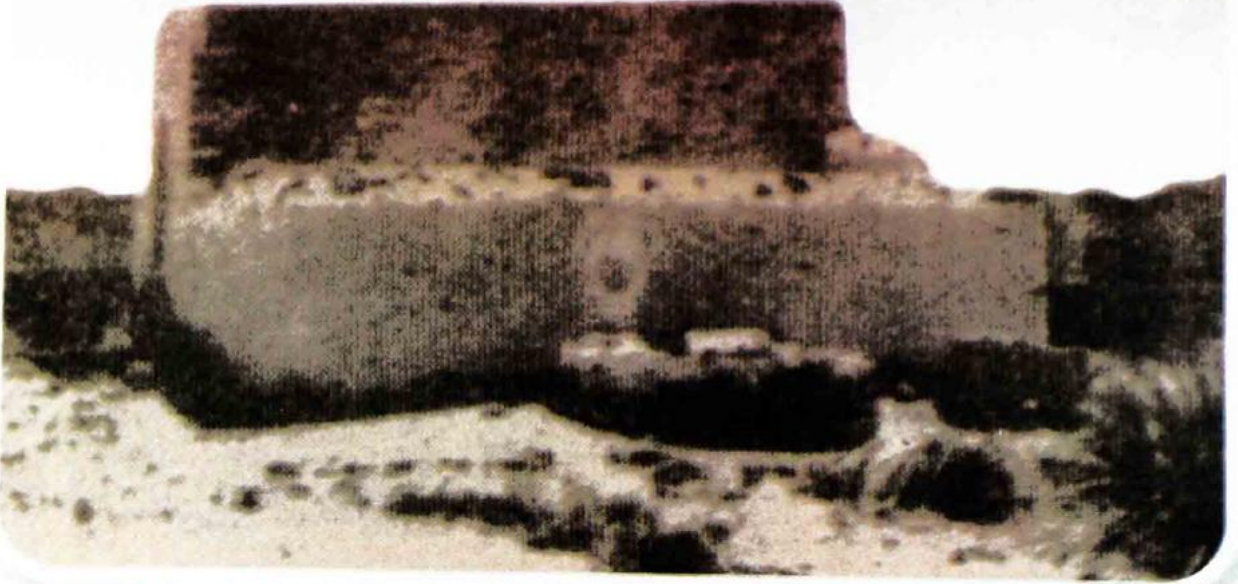
چودہ سو سال سے مرجع خلائق بنی رہی۔ گزشتہ سال جب سعودی حکومت نے مسجد نبوی ﷺ کے توسیعی پروگرام کے باعث آپ کی قبر اکھاڑی تو میت بالکل تروتازہ اور صحیح وسالم تھی۔ آپ کی قبر کے قریب ہی دو صحابیوں کی قبریں بھی تھیں۔ ان کی میتیں بھی بالکل محفوظ تھیں۔ ان تمام میتوں کو جنت البقیع میں سپرد خاک کر دیا گیا۔
جنوری ۱۹۷۸ء میں پاکستانی اخبارات میں یہ خبر شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔

(تاریخ مکہ المکرمہ)



رسول اللہ ﷺ کی والدہ محترمہ
حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار

حضور ﷺ کے صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک۔



عوالی میں مشربہ ام ابراہیم (حضور ﷺ کے صاحبزادے جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تولید ہوئے) کے اثار



حضور ﷺ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک

جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

تورات کے اس نسخے میں حضور ﷺ کی فاران کی چوٹی سے آنے کی خوشخبری دی گئی تھی

بحر مردار کے قریب قمران کے علاقے میں پہاڑوں میں موجودہ غار سے ملا یہ تورات کا محفوظ نسخہ 1977ء میں ملا



تورات کے طومار (لپٹے ہوئے اوراق)



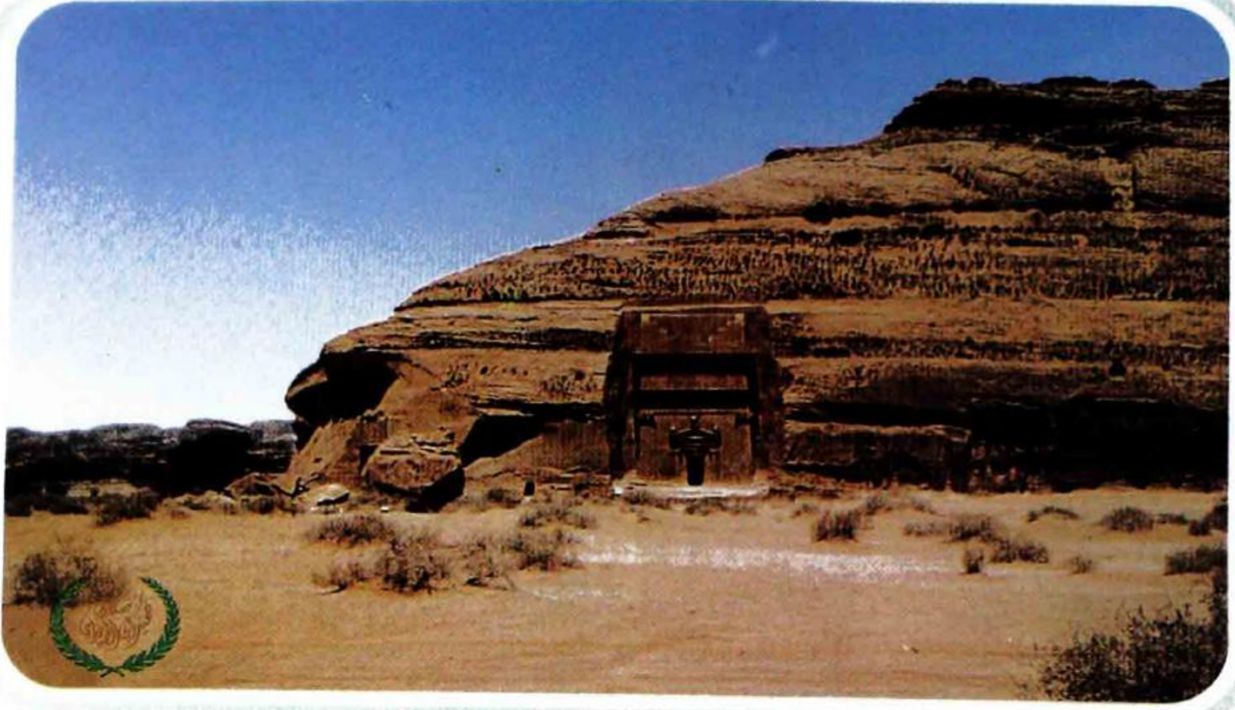
غاریں جہاں سے وہ برتن ملے جن میں تورات محفوظ تھی



بحر مردار کے کنارے دریافت ہونے والا تاریخی شہر قمران
جہاں سے تورات کا نسخہ ملا

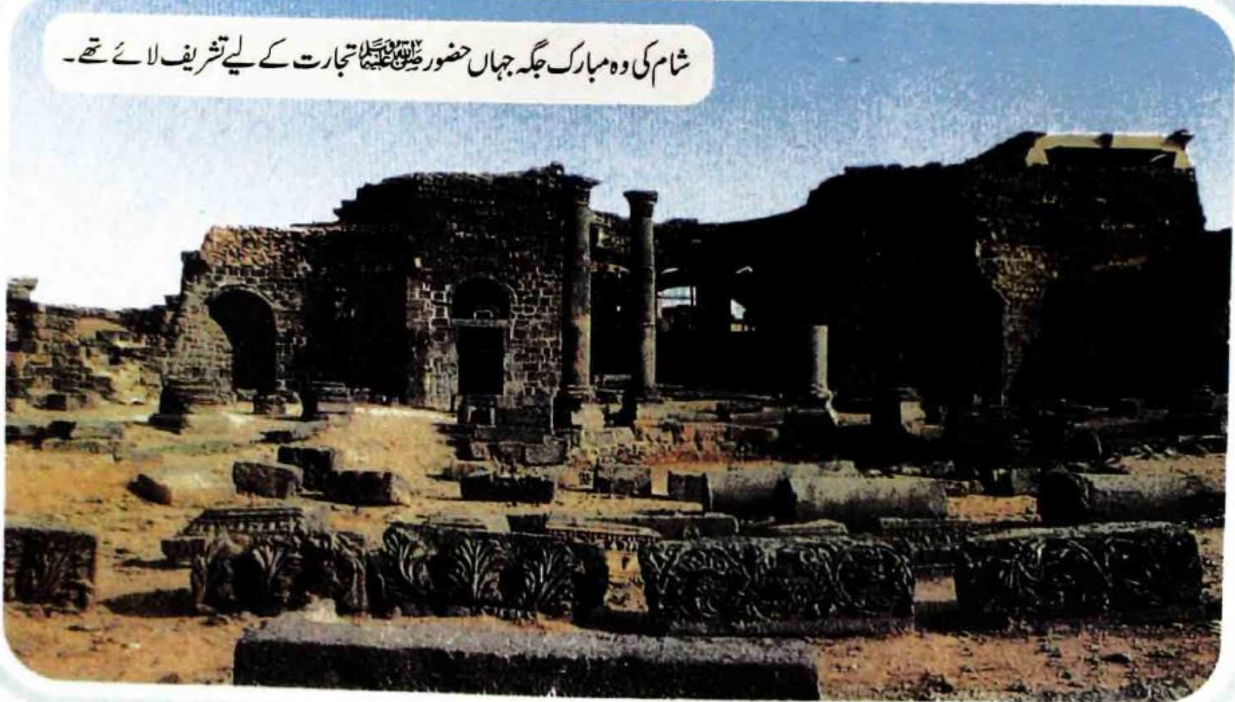


وہ برتن جن میں دو ہزار سال قبل محفوظ کیے گئے
تورات کے طومار (لپٹے ہوئے اوراق) ملے

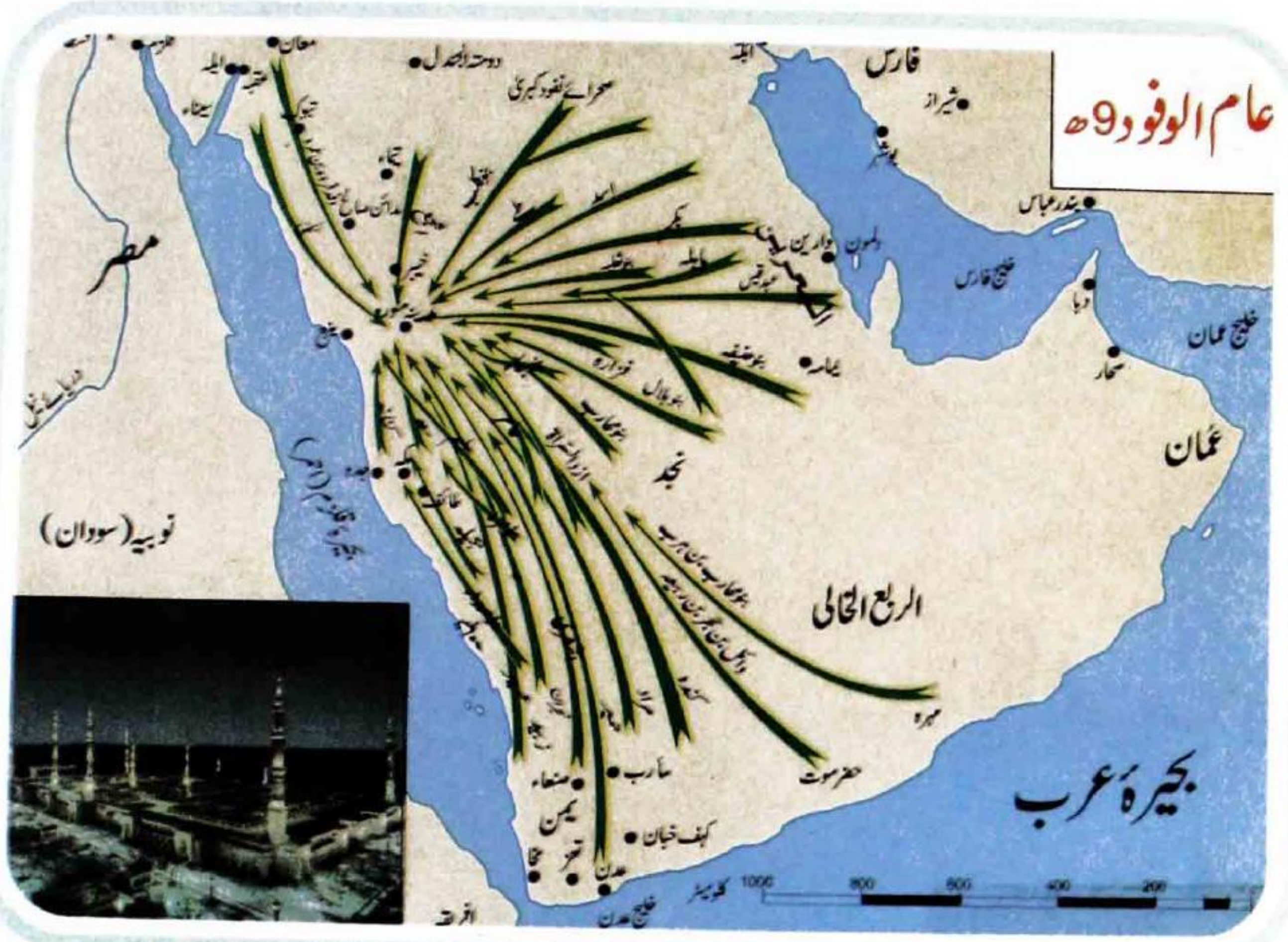


''قوم صالح علیہ السلام اور قوم ثمود'' کے مکانات کے آثار

یہ وہ جگہ ہے جہاں سے حضور ﷺ کا تبوک کے موقع پر گزر ہوا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھا لہٰذا اس جگہ سے تیزی کے ساتھ گزر و اور یہاں کی کوئی چیز استعمال مت کرنا۔



شام کی وہ مبارک جگہ جہاں حضور ﷺ تجارت کے لیے تشریف لائے تھے۔




حضور ﷺ کے پاس مختلف ممالک سے وفود کی آمد


عام الوفود

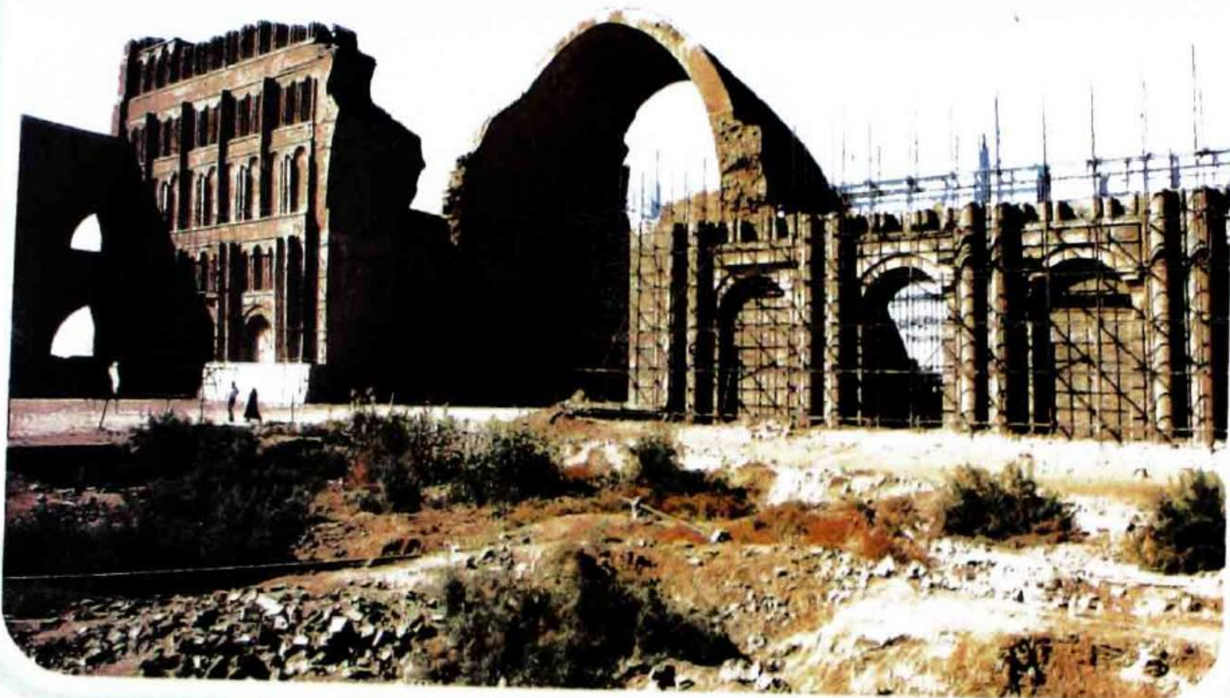
فتح مکہ کے دن معافی کے اعلان کے بعد قبائل کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنا تھا۔ ان کی عافیت اسلام کے قبول کرنے میں ہی تھی۔ ہجرت کا نواں سال ''عام الوفود'' (وفود کی آمد) کہلاتا ہے۔ یہ سلسلہ دسویں سال بھی جاری رہا۔ زیادہ سے زیادہ (۱۰۹) وفود کی آمد کا پتہ ملتا ہے۔ جب کوئی وفد آتا تو کسی اچھی جگہ یا مسجد نبوی کے صحن میں ان کے لیے خیمے لگائے جاتے۔ انہیں ''اسطرانۃ الوفود'' کے قریب شرف ملاقات بخشا جاتا اس موقع پر رسول اللہ ﷺ بہترین لباس زیب تن فرماتے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی یہی حکم تھا۔ وفد کی ضیافت کی جاتی۔ تحفے عطا ہوتے۔ عیسائیوں کا ایک وفد بھی نجران (یمن) سے آیا۔ مباہلہ کا واقعہ ان سے متعلق ہے۔ آخر کو اس نے معاہدہ کیا۔ بنی طئے کے وفد میں عدی بن حاتم (داستانی شہرت کا سخی حاتم کا بیٹا) نصرانی وفد کے ساتھ آیا اور اخلاق نبوی ﷺ سے متاثر ہو کر دامن نبوی سے وابستہ ہو گیا۔



یہ جگہ مسجد نبوی کے مغرب میں واقع ہے یہاں حضور ﷺ استسقاء کی نماز پڑھا کرتے تھے اور حضور ﷺ کے زمانے میں یہیں پر زانیوں کو (کوڑے) لگائے جاتے تھے۔



نجران کا منظر (یہ وہ جگہ ہے جہاں سے مسیحی وفد حضور ﷺ کے پاس آیا تھا۔





کسریٰ کے محلات کے آثار جہاں آپ ﷺ کی پیدائش پر حیران کن واقعات ہوئے

ہانی مخزومی جس کی عمر ڈیڑھ سو سال تھی ان کے بیٹے مخذوم بن ہانی نے روایت کیا کہ جس رات رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے:

" ارتجس ایوان کسریٰ وسقطت منه اربعة عشر مشرافه. "

آتش کدہ ایران سرد ہو گیا جو ایک ہزار سال سے مسلسل دھک رہا تھا، دریائے ساوہ خشک ہو گیا اور مجوسی عالم موبذان نے خواب میں دیکھا کہ طاقت ور اونٹ عربی گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے لائے اور دریائے دجلہ عبور کرتے ہوئے انہیں علاقہ فارس (ایران) میں پھیلا دیا۔

صبح ہونے پر کسریٰ شاہ ایران بڑا پریشان ہوا مگر اس نے صبر کیا اور خیال کیا کہ اس بارے میں اپنے وزراء و مشیرن سے مشورہ کرنا چاہیے، اس نے تاج پہنا اور اپنے تخت پر بیٹھتے ہی موبذان کو بلا لیا۔ اور کہا موبذان! آج رات میرے محل کے چودہ برج گر گئے ہیں اور ہزار سال سے مسلسل دہکنے والا آتش کدہ فارس بجھ گیا ہے، اس کی کیا وجہ؟ تو انہوں نے حساب کتاب لگا کر بتایا کہ یہ سب کچھ خاتم الانبیاء ﷺ کی پیدائش کی وجہ سے ہوا ہے۔

کسریٰ کے محل دیوار

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ مدائن شہر کے اختتام پر کسریٰ کے محل کی ایک دیوار اب تک باقی ہے اور عبرت کا موقع بنی ہوئی ہے، یہ کسی زمانے میں دنیا کی عظیم ترین مادی طاقت کسریٰ کا وہی محل تھا جس کے کنگرے سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت با سعادت کے مبارک پر گر گئے تھے اور جس کی شان وشوکت آنحضرت ﷺ کی خندق کھودتے وقت کدال سے اڑتی ہوئی چنگاریوں میں دکھا کر یہ خوشخبری دی گئی تھی کہ یہ محل مسلمانوں کے قبضے میں آنے والا ہے جس وقت یہ خوشخبری دی جا رہی تھی، اس وقت خود مسلمانوں کا حال یہ تھا کہ عرب کے قبائل کے متحدہ محاذ کے حملے کی وجہ سے خود مدینہ طیبہ میں کلیجے منہ کو آ رہے تھے۔

دونوں جہانوں کا سردار ﷺ خود اپنے مقدس ہاتھوں سے خندق کی کھدائی میں عملاً شریک تھا۔ اور بھوک کی شدت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے، اور خود رحمۃ اللعالمین ﷺ کے بطن مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے، کون تصور کر سکتا ہے کہ یہ بظاہر بے سروسامان اور نہتے افراد دنیا کی عظیم ترین طاقت کسریٰ کا غرور خاک میں ملا کر رہیں گے۔

لیکن دنیا نے دیکھا کہ اس واقعے کو پندرہ سال بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ انہی محمد عربی ﷺ کے نام لیواء اپنے رب کا نام لے کر اٹھے، اور اس عظیم طاقت سے ٹکرا گئے جس کے جاہ وجلال سے کبھی روم کے محلات تک لرزا کرتے تھے۔ کسریٰ کے محل کی یہ ایک دیوار چودہ صدیوں سے زائد کے تھپیڑے سہنے کے باوجود آج بھی شان وشکوہ کی تصویر ہے، اور اس کے نیچے کھڑے ہو کر آج بھی کوئی شخص سطوت کا تاثر لیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کے متعدد برج ابھی تک سلامت ہیں، بیچ میں ایک بلند قامت محرابی دروازہ ہے۔ جس کے بعد ایک وسیع وعریض ہال کے آثار نظر آتے ہیں، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو یہ کسریٰ کا دربار رہا ہوگا یا محل کا کوئی اور اہم حصہ۔

ایک روایت کے مطابق اس ایوان کے دروازے پر جو پردہ پڑا ہوا تھا، فتح مدائن کے وقت اس کو آگ لگا دی گئی تھی، بعد میں اس پردے سے دس لاکھ مثقال سونا برآمد ہوا۔ جس کی قیمت ایک کروڑ درہم تھی۔ (تاریخ بغداد للخطیب، ص ۱۳۱، ج ۱)۔

جب اس بوسیدگی اور فرسودگی کے عالم میں اس عمارت کے شکوہ کا یہ حال ہے تو جب یہ محل اپنے عہد شباب پر ہوگا اس وقت اس کی شان وشوکت کا کیا عالم ہوگا؟ اس کی سر بفلک فصیل اس دور کے لحاظ سے یقیناً ناقابل تسخیر ہوگی، اس زمانے میں دجلہ اسی فصیل کے نیچے بہتا تھا، اس لیے دریا عبور کر کے اس فصیل پر چڑھانا اور اسے فتح کرنا جبکہ فصیل کے ہر قدم پر کھڑے ہوئے پہرہ دار ہر لمحے تیروں، نیزوں، اور کھولتے ہوئے تیل کی بارش کر رہے ہوں، جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔

لیکن نہ جانے سرکار دو عالم ﷺ کے غلام کونسا جذبہ اور ایمان کی کونسی طاقت لے کر آئے تھے کہ یہ پیکر سطوت عمارتیں ان کی یلغار کو نہ روک سکیں، کج کلاہ ایران کی صدیوں پرانی تاریخ آن کی آن میں پیوند خاک ہوگئی، اور اس کا شہرہ آفاق دبدبہ مجاہدین کے غبار راہ میں گم ہو کر رہ گیا۔

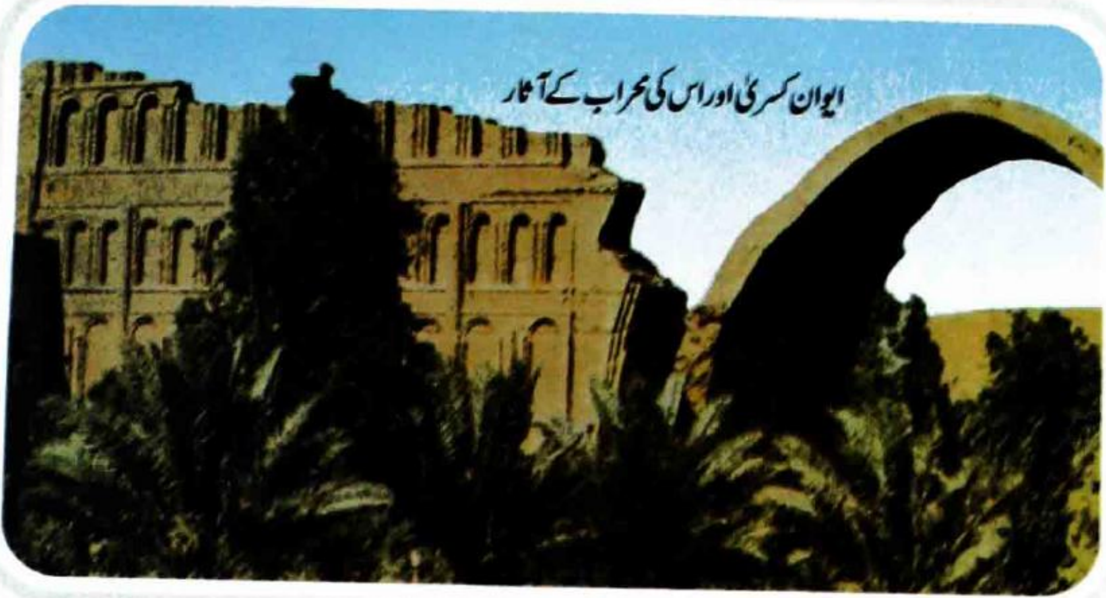
مسلمانوں نے کسریٰ کے اس ایوان کو ایک عبرتناک یادگار کے طور پر باقی رکھا۔ خلیفہ منصور نے ایک مرتبہ اسے منہدم کرنے کا ارادہ کیا۔ اس پران کے ایک ایرانی مشیر نے مشورہ دیا کہ آپ اگر اس ایوان کو باقی رکھیں گے تو اس سے ہر دیکھنے والے پر یہ تاثر قائم ہوگا کہ مسلمانوں کے ساتھ یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد شامل تھی، ورنہ عرب کے بے سروسامان صحرانشین اس جیسے ایوان کو ہرگز فتح نہ کر سکتے۔

منصور نے مشورہ سنا لیکن دل میں یہ خیال ہوا کہ شاید یہ مشیر ایرانی ہونے کی بنا پر اپنے آباواجداد کی یادگار قائم رکھنے کے لیے یہ مشورہ دے رہا ہے، چنانچہ خلیفہ نے مشورے کی پروانہ کرتے ہوئے اسے منہدم کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن جب ایوان کو توڑنا شروع کیا تو تھوڑا ہی حصہ توڑنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کے توڑنے پر اتنی زبردست لاگت آئے گی کہ اس کے ملبے سے اس کا بہت تھوڑا حصہ وصول ہوگا، اور اس طرح بہت سی قومی دولت ضائع ہو جائے گی۔

اس موقع پر منصور نے اسی مشیر کو پھر بلا کر مشورہ کیا۔ اس نے کہا کہ "میں نے آپ کو پہلے ہی مشورہ دیا تھا کہ اسے نہ توڑیں۔ لیکن اب میں آپ کے لیے یہ بات عار سمجھتا ہوں کہ کہنے والے یہ کہیں کہ ایرانیوں نے ایسی عمارت بنائی تھی کہ آپ لوگ اسے منہدم کرنے پر بھی قادر نہ ہوئے۔ لہٰذا اب میرا مشورہ یہ ہے کہ اسے ضرور توڑا جائے۔"

خلیفہ منصور پھر شش وپنج میں پڑ گئے، لیکن غور وفکر کے بعد آخر میں فیصلہ یہی کیا کہ کام بند کرا دیا جائے، کیونکہ اس میں دولت کا بڑا ضیاع ہے۔ چنانچہ یہ ایوان اس وقت سے باقی چلا آتا ہے۔

(تاریخ بغداد للخطیب ص ۱۳۰ و ۱۳۱ ج ۱)۔



حضور ﷺ کی پیدائش پر کسریٰ کے محل کی اس دیوار پر معجزانہ طور پر دراڑ پڑ گئی تھی۔



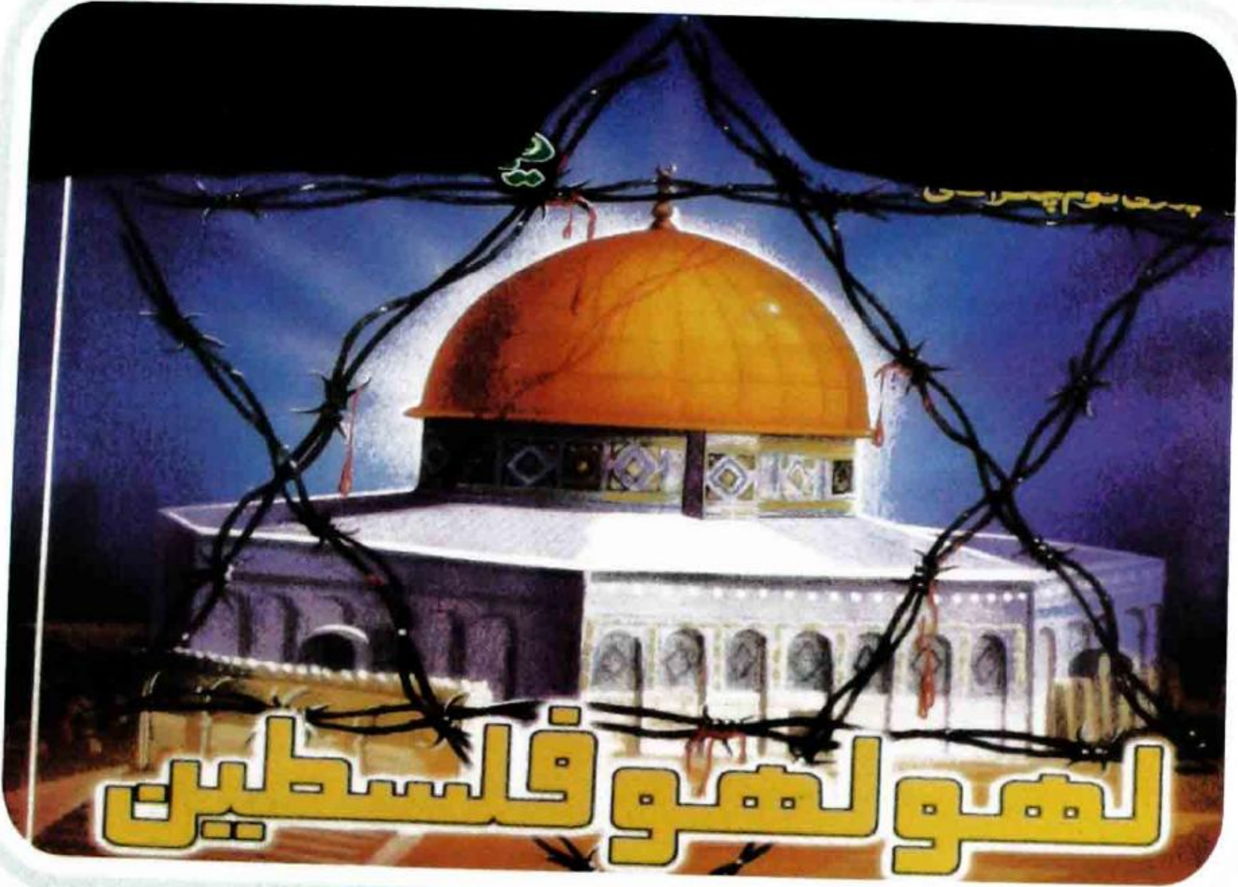
محل کسریٰ

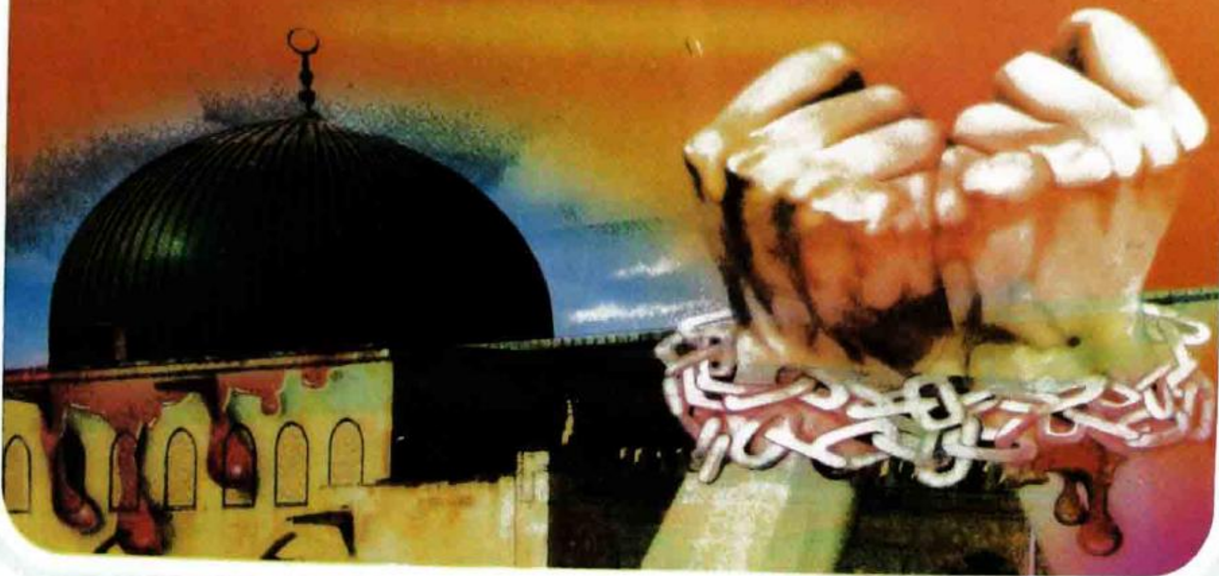
اس کسریٰ سے خسرو پرویز مراد ہے کیونکہ اس وقت کے اور اس ملک یعنی فارس کے بادشاہوں کا لقب کسریٰ ہوتا تھا یہاں نوشیرواں مراد نہیں۔ اب تو کھنڈرات ہیں ورنہ عمارت کی عظمت وشان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت دنیا کے عظیم ترین اور بہت زیادہ خوبصورت محلات ہوں گے تقریباً سوفٹ اونچی ڈاٹ اور دو دو اور پانچ پانچ اور دس دس گز چوڑی دیواریں شاہد ہیں۔

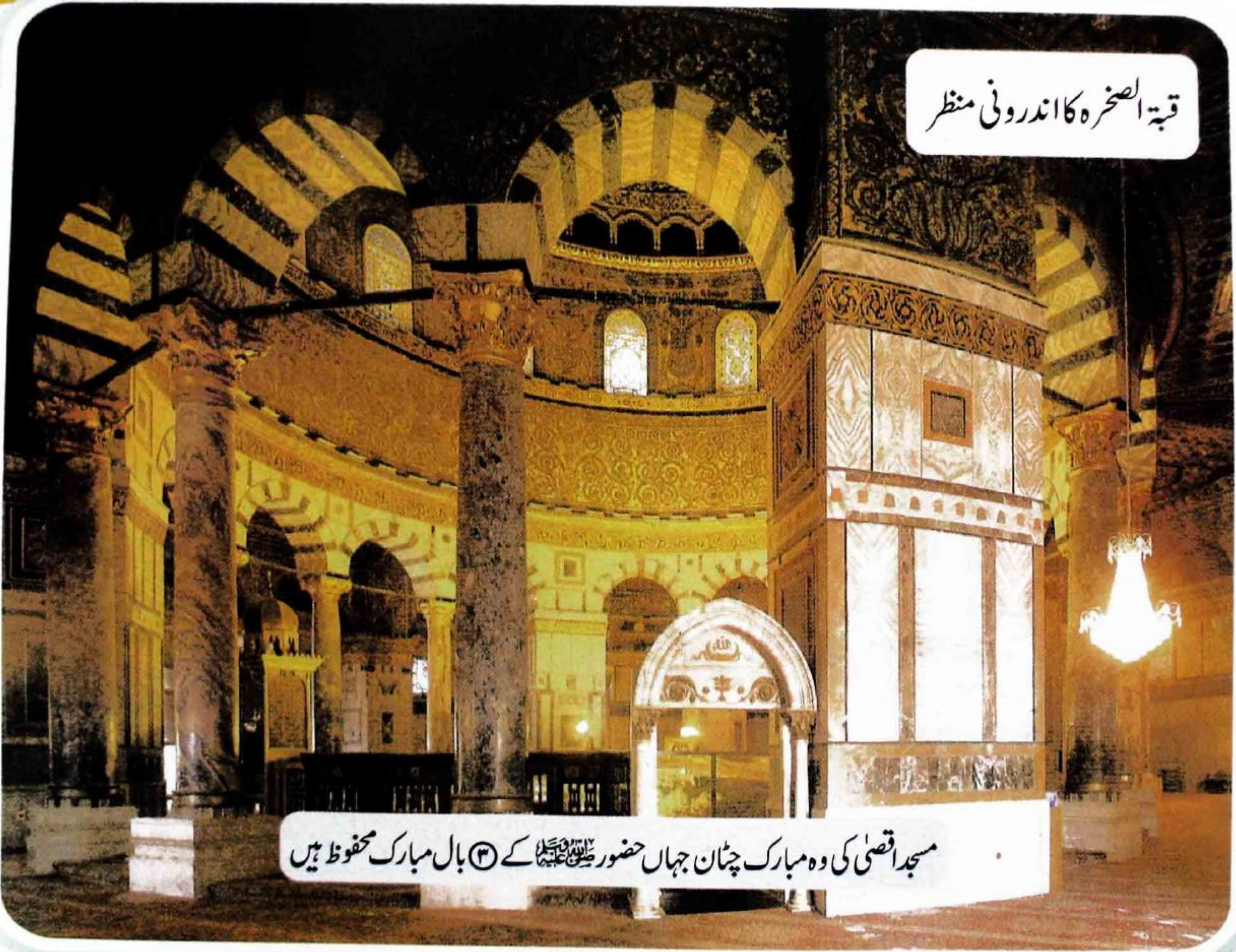


قبۃ الصخرہ نامی وہ مبارک جگہ جہاں سے حضور ﷺ نے معراج کا سفر کیا تھا۔



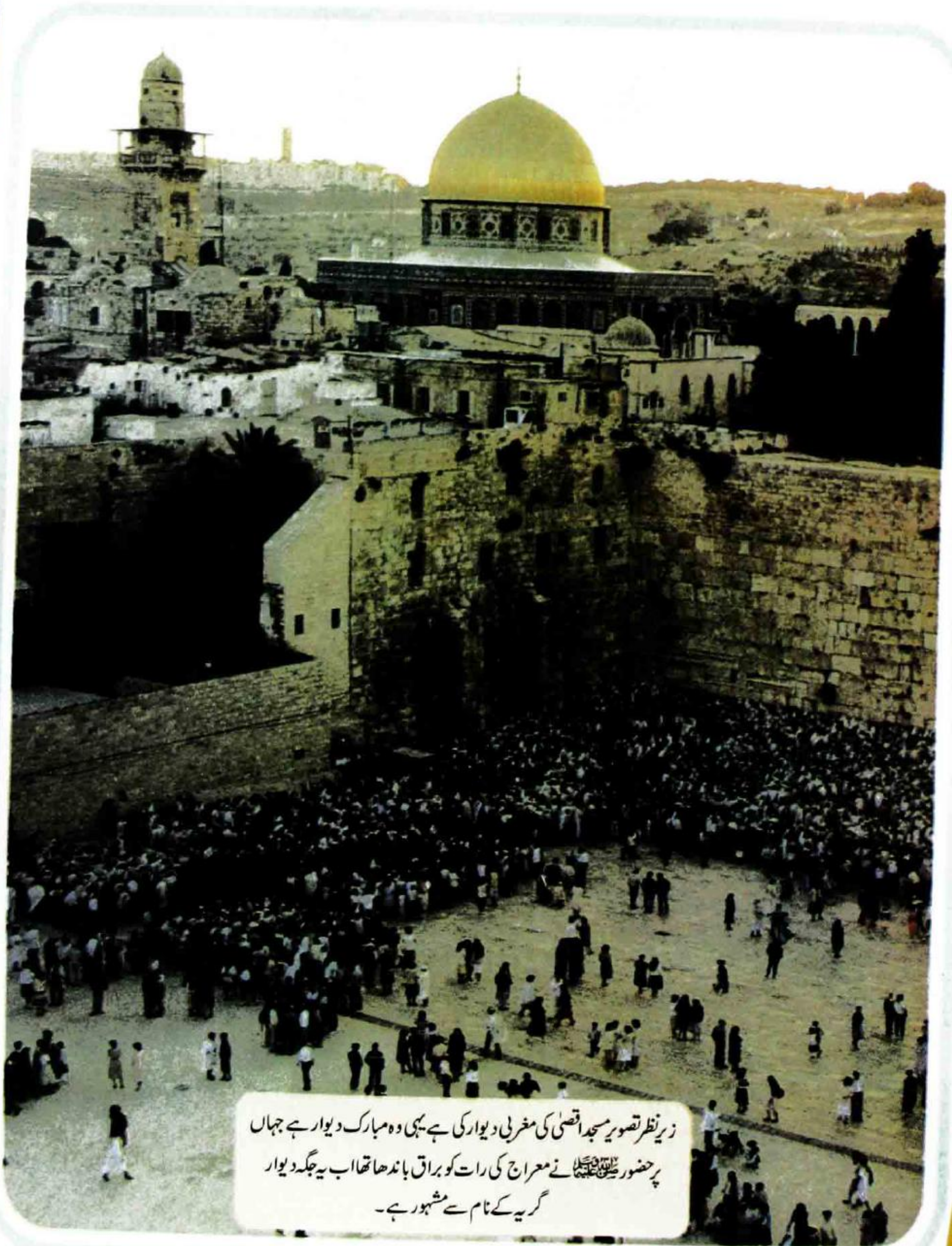

لہو لہو فلسطین


"اے اللہ ہماری مدد فرما"

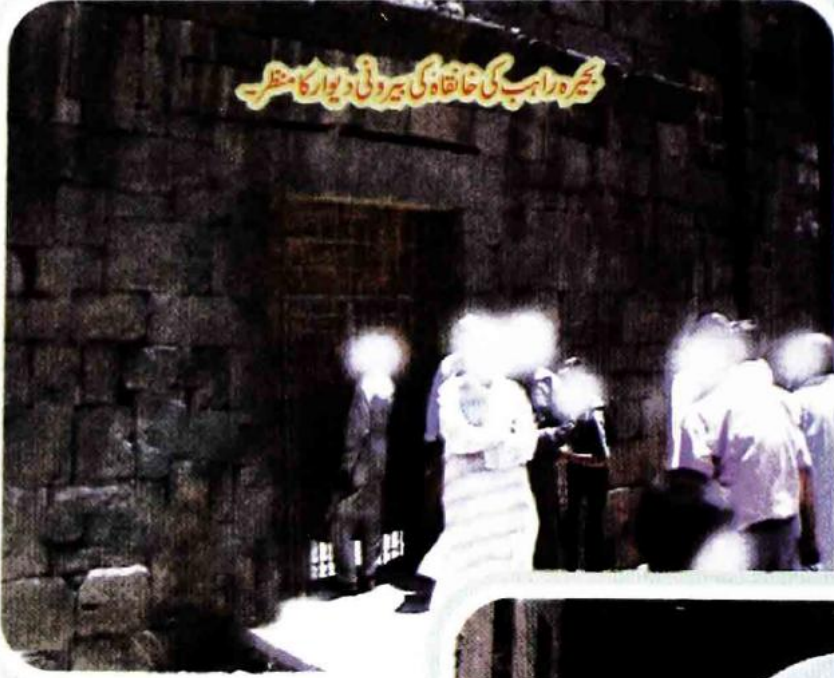


قبۃ الصخرہ کا اندرونی منظر

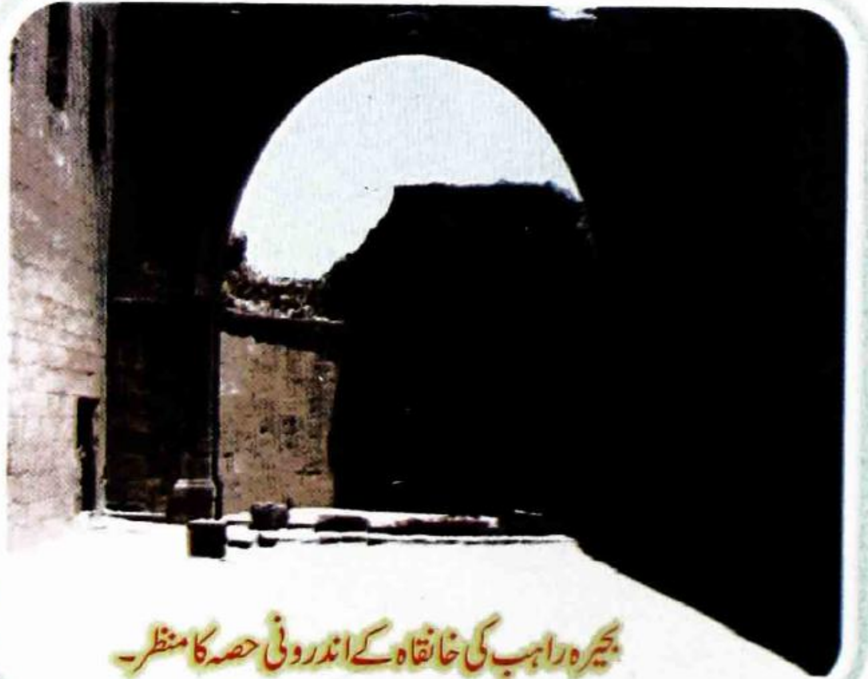
مسجد اقصیٰ کی وہ مبارک چٹان جہاں حضور ﷺ کے ③ بال مبارک محفوظ ہیں



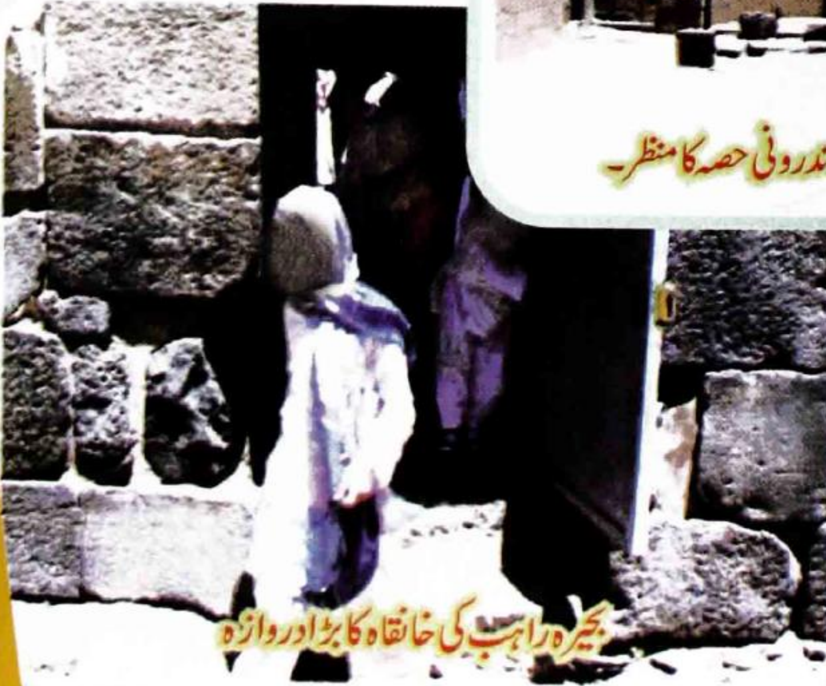
زیرِ نظر تصویر مسجدِ اقصیٰ کی مغربی دیوار کی ہے یہی وہ مبارک دیوار ہے جہاں پر حضور ﷺ نے معراج کی رات کو براق باندھا تھا اب یہ جگہ دیوارِ گریہ کے نام سے مشہور ہے۔



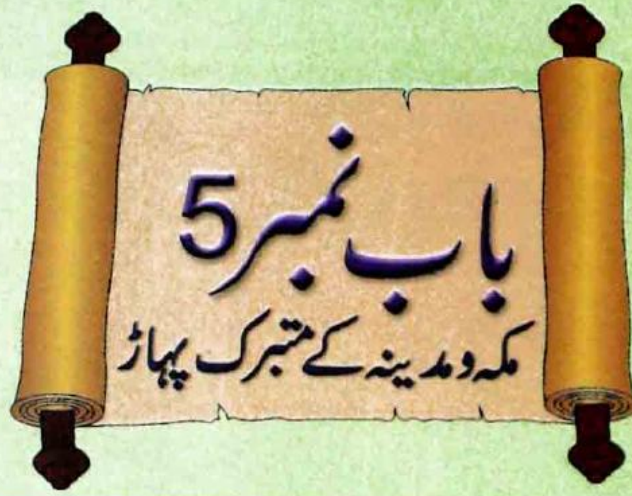
بجیرہ راہب کی خانقاہ کی بیرونی دیوار کا منظر۔



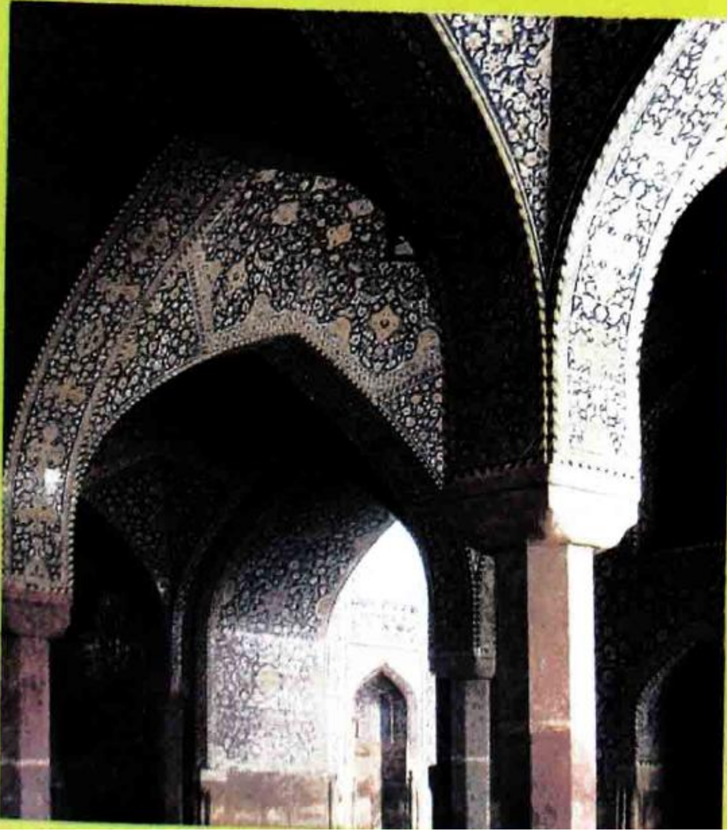
بجیرہ راہب کی خانقاہ کے اندرونی حصہ کا منظر۔



بجیرہ راہب کی خانقاہ کا بڑا دروازہ


باب نمبر5
مکہ و مدینہ کے متبرک پہاڑ





غارحرا میں نبوت کا تحفہ

۱۔آپ کی پیدائش سے پہلے بی بی آمنہ نے ایک نور دیکھا تھا جو مشرق سے مغرب تک پھیل گیا تھا، اور جس سے زمین وآسمان اجاگر ہو گئے تھے۔

۲۔تین چار سال کی عمر میں دو فرشتوں نے آپ کا سینۂ مبارک چاک کر کے نور بھر دیا تھا۔

۳۔جب آپ باہر نکلتے تو ابر آپ علیہ السلام پر سایہ کرتا اور شجر وحجر سے آواز آتی:

یا نبی اللہ سلام علیک۔

۴۔آپ کے آخری نبی ہونے کی بشارت توراۃ، انجیل اور نبیوں سے لوگوں کو معلوم ہو چکی تھی اور سب کو ہی آخری نبی کا انتظار تھا۔

۵۔آپ کو بچپن سے کسی نے برہنہ نہیں دیکھا، جب آپ گھر سے دور ہوتے اور پاخانہ، پیشاب کی حاجت ہوتی اور آپ کسی جگہ بیٹھ کر رفع حاجت فرماتے تو دو درخت اوٹ کر لیتے تھے۔ اللہ اکبر کیا شان تھی ہمارے حضور ﷺ کی ۔ہماری جانیں آپ ﷺ پر فدا ہوں۔

(سچے خواب)

نبوت سے پہلے آپ سچے سچے خواب دیکھتے تھے جن کی تعبیر صبح کو روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی تھی، پھر آپ تنہائی پسند کرنے لگے، کئی کئی دن کا کھانا پانی لے کر ایک پہاڑ کے غار میں جس کا نام حرا تھا تشریف لے جاتے تھے اور وہاں تنہائی میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت فرماتے تھے اور ساری دنیا خاص کر عرب کی گمراہی کو سوچ سوچ کر دل ہی دل میں کڑھتے تھے۔اسی طرح بہت دن گزر گئے اور بہت راتیں بسر ہو گئیں۔

یہ چالیسواں سال لطف خدا سے
کیا چاند نے کھیت غارِحرا سے

عمر کے چالیسویں سال بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن طلوع فجر کے وقت جب کہ آپ غار حرا میں تشریف فرما تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے قاصد حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام لے کر آئے جس کو وحی کہتے ہیں۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو بشارت دی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، پھر کہا: ''پڑھئے''

عرب میں اس وقت پڑھنے پڑھانے کا رواج کم تھا اس لیے حضور ﷺ بھی ان پڑھ تھے۔ یعنی پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ پس آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔''

حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو سینہ سے لگا کر بہت زور سے دبایا اور کہا: ''پڑھیئے''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''بھئی مجھے پڑھنا نہیں آتا''۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے تین مرتبہ دبایا اور چھوڑا، اور ہر بار یہی کہتے تھے کہ پڑھئے، اور حضور ﷺ برابر یہی فرماتے رہے کہ میں پڑھنا نہیں جانتا۔

آخر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا:

''پڑھئے''

اقراء باسم ربک الذی خلق ○ خلق الانسان من علق ○ اقراء وربک الاکرم الذی علم بالقلم ○ علم الانسان مالم یعلم ○ (سورہ علق)

ترجمہ: ''اپنے اس خدا کے نام پڑھئے جس نے مخلوق کو پیدا کیا اور انسان کو پیدا کیا خون کے لوتھڑے سے، پڑھیے اور آپ کا رب بڑا ہی بزرگی والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ سلم سکھایا اور انسان کو وہ بتایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''



وہ مبارک جگہ جہاں قرآن کی سب سے پہلی آیات نازل ہوئی۔

اس وحی کا نازل ہونا تھا کہ حضور ﷺ پر رسالت کا بوجھ پڑ گیا اور آپ خوف اور ہیبت سے کانپ اٹھے اور ہے بھی یہ بات کہ سینکڑوں برس کے گمراہوں کو راہ پر لگانا، سینکڑوں بتوں کے پجاریوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا خالص بندہ بنانا آسان کام نہیں ہے۔ اس منصب عظیم کے بارگراں سے آپ گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے اور اپنی سچی ہمدرد بیوی سے تمام واقعہ بیان کیا۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ حضور ﷺ آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں۔ آپ تو غریبوں کی ہمدردی کرتے ہیں بے کسوں کی مدد فرماتے ہیں، مصیبت زدوں کی غم خواری فرماتے ہیں ، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو رسوانہ کرے گا۔ پھر وہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔

ورقہ بن نوفل اپنے دین ومذہب کے بڑے عالم تھے۔ توراۃ اور انجیل ان کی نوک زباں پر تھی۔ یہ اب بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔

بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔

''اے بھائی ذرا اپنے بھتیجے کا حال تو سنو۔''

ورقہ نے کہا۔

''اے بھتیجے کیا بات ہے، تم نے کیا دیکھا، کیا سنا، اور تم کو کیا پیش آیا۔؟''

حضور ﷺ نے غار حرا کا تمام ماجرا کہہ سنایا۔

ورقہ نے کہا۔

''ارے یہ تو وہی فرشتہ ہے، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تمہاری قوم تم کو نکال دے گی۔''

حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''کیا یہ بھی ہوگا۔''

ورقہ نے کہا۔

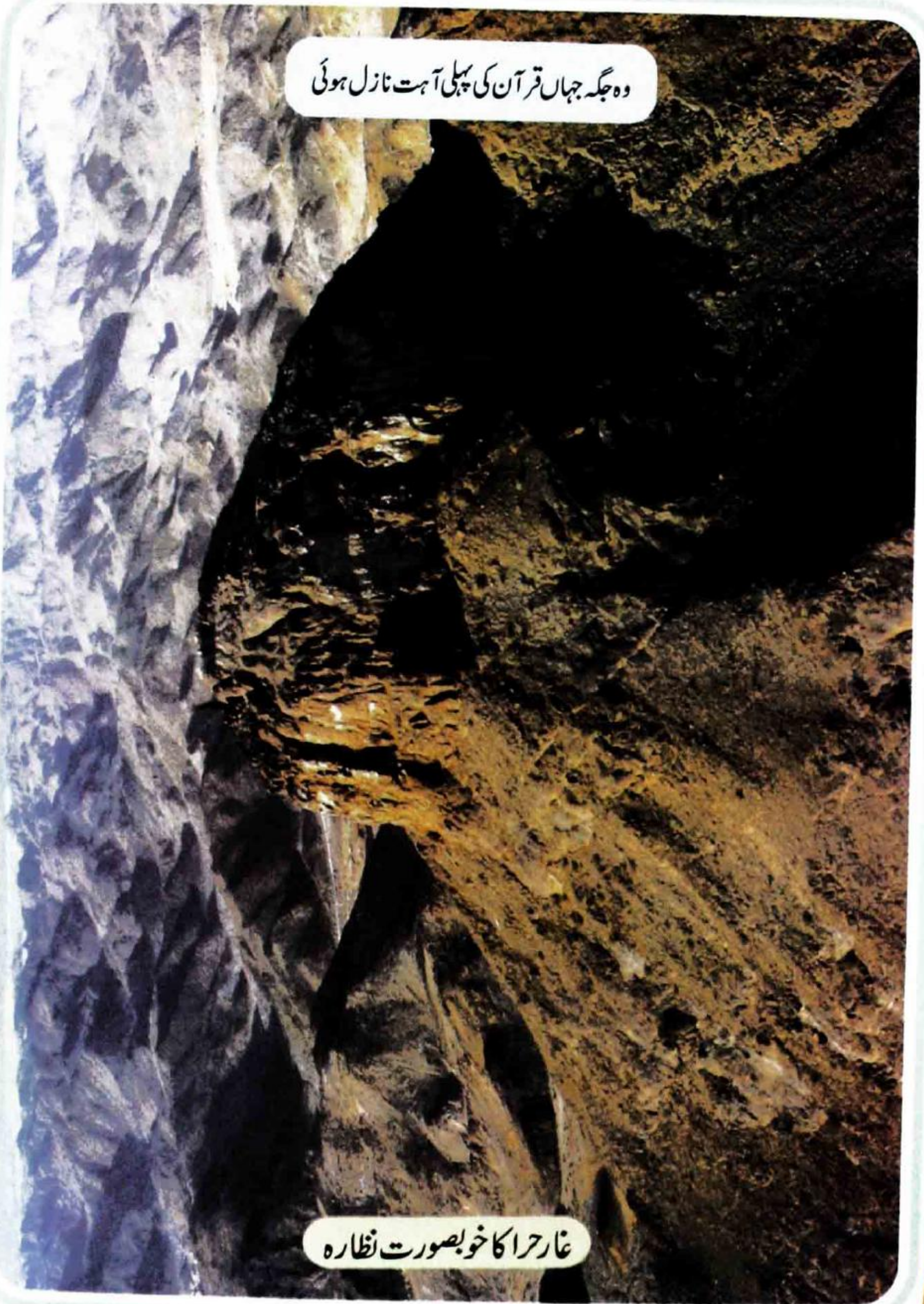
''ہاں، اور یہ کچھ تم پر موقوف نہیں، ہر نبی کے ساتھ یہی معاملہ ہوا ہے۔''

پھر کچھ ہی عرصہ کے بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا۔

وہ مبارک جگہ جہاں قرآن کی سب سے پہلی آیات نازل ہوئی۔



ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ، سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین حرا پہاڑ پر ایک چٹان پر بیٹھتے تھے۔ چٹان نے ہلنا شروع کیا۔ رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے۔ رک جاؤ اس پر ایک نبی، ایک صدیق موجود ہے۔

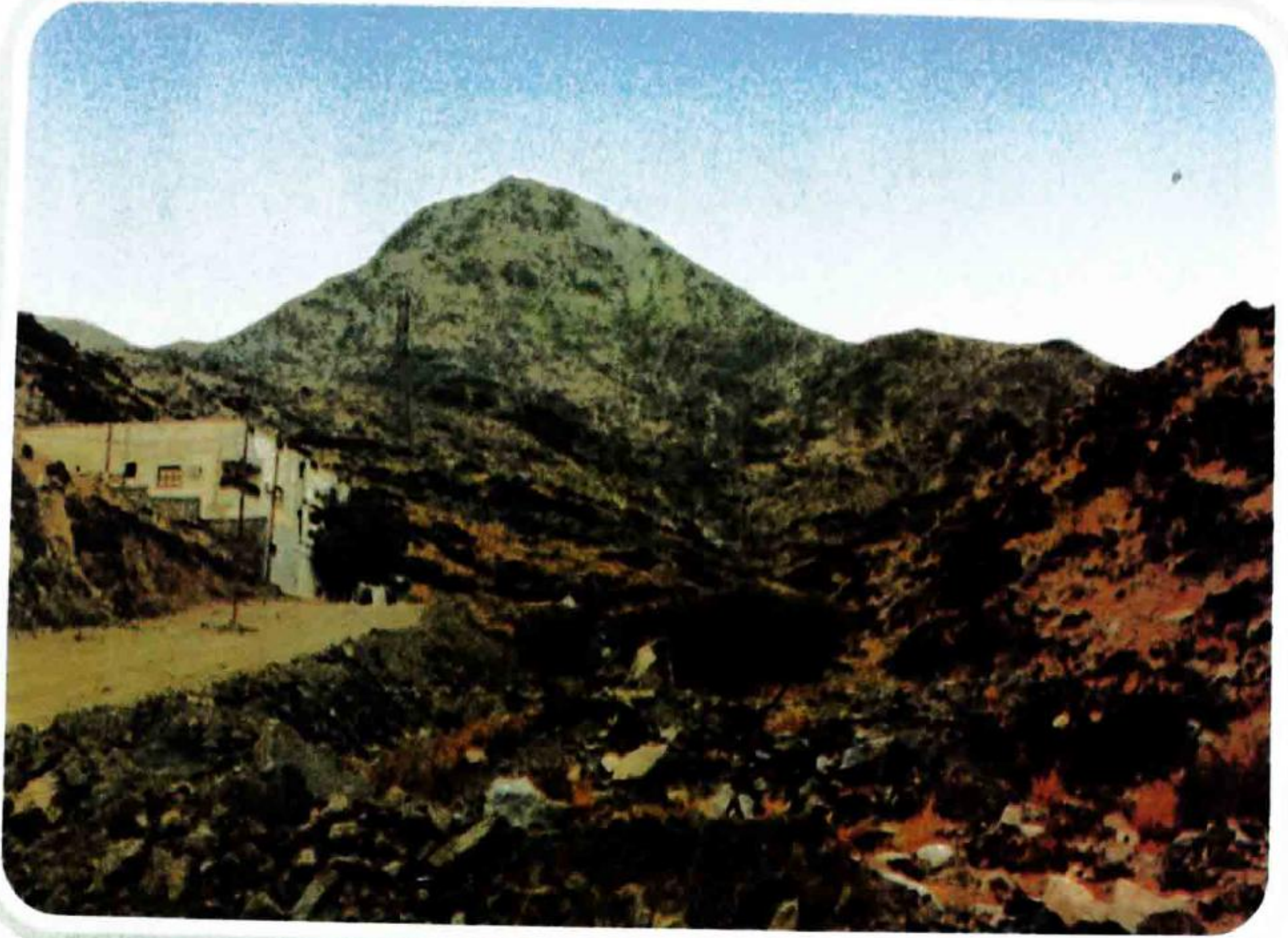


غارِ حرا کا خوبصورت نظارہ



وہ مبارک مقام جہاں حضور ﷺ کو نبوت کا تحفہ دیا گیا۔

غار حرا سے مکہ مکرمہ کا منظر (بشکریہ مولانا ہاشم)۔

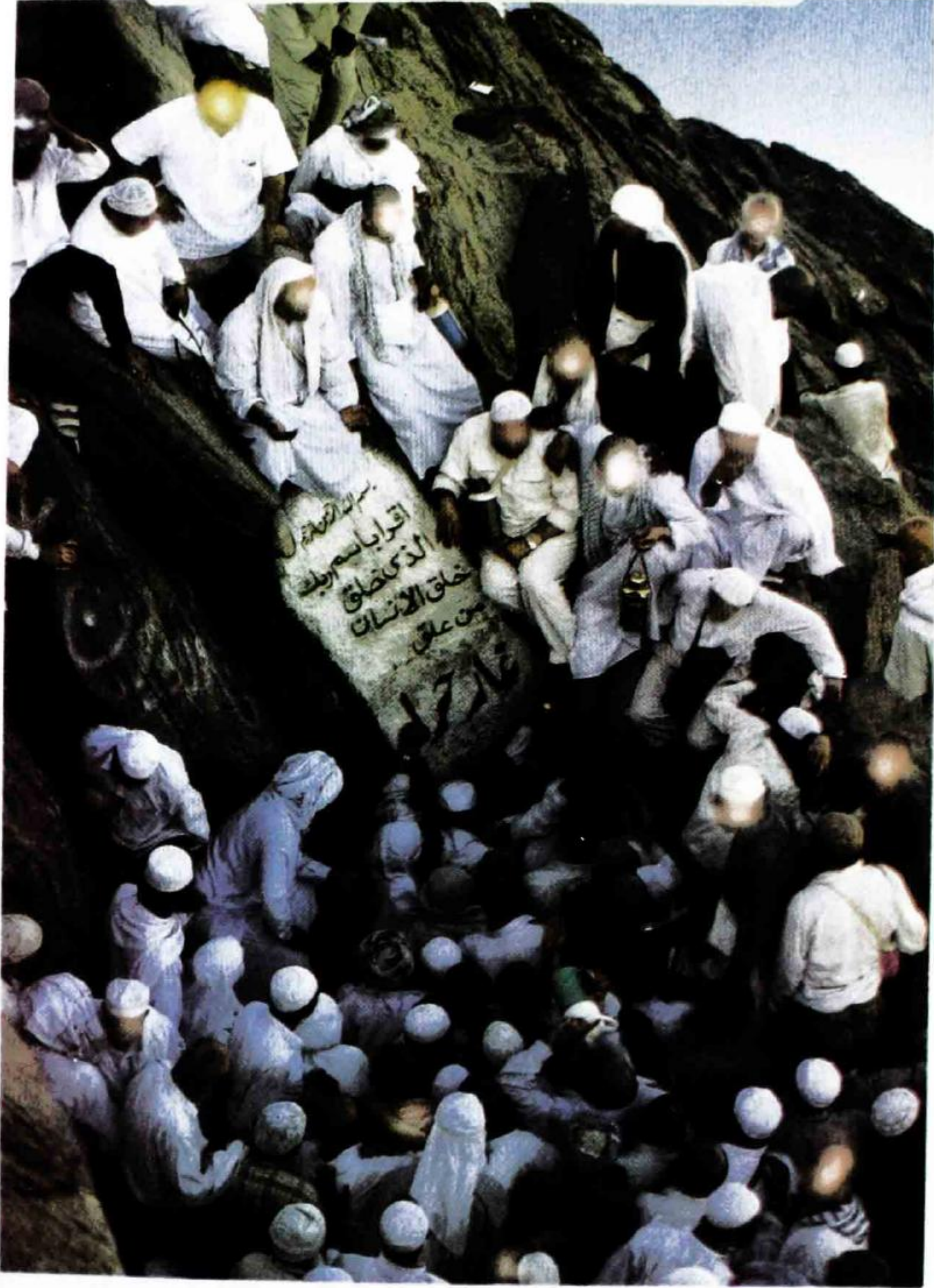


غارحرا: یہ غار مسجد حرام سے چار کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

غار حرا اتنا تنگ ہے کہ اس میں بمشکل انسان لیٹ سکتا ہے۔ ایام حج میں اس مقام پر حجاج وزائرین کا اتنا اژدہام ہوتا ہے کہ غار حرا تک پہنچنا اور دو رکعت نفل پڑھنا بھی محال ہو جاتا ہے، ایام حج کے علاوہ غار حرا میں جا کر اسے سکون سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اور نوافل بھی پڑھے جا سکتے ہیں۔ غار حرا پر جانے کے لیے سب سے بہتر وقت نماز فجر کے بعد ہے تا کہ سورج کی تمازت سے پہلے واپسی ہو جائے۔ اور آسانی سے اترنا اور چڑھنا بھی سکیں۔

یوں تو جواں ہمت لوگ جن میں ضعیف، کمزور اور بوڑھے خواتین وحضرات سب ہی شریک ہوتے ہیں۔ وقت بے وقت جاتے ہی رہتے ہیں اور بہت سے بدنصیب ایسے بھی ہیں جو مکہ مکرمہ سالہا سال سے مقیم ہونے کے باوجود بھی غار حرا کی زیارت سے محروم ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر مسلمان کو جو صاحب استطاعت ہے، توفیق عطا فرمائے وہ اس مقدس ومبارک مقام کی زیارت کر کے اپنے ایمان وایقان میں پختگی، استحکام اور جلا پیدا کریں۔ آمین۔

غار حرا کا دھانہ ۶۰ سینٹی میٹر چوڑا ہے لمبائی ۳ میٹر، چوڑائی 1½، بلندی ۲۸۱ ہے۔



اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

جبل نور جس میں وہ غار واقع ہے جہاں معلم انسانیت ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی انسانوں کو وہ نسخۂ شفا عطا ہوا جو دل کی ساری بیماریوں کے لیے کامل و مکمل علاج ہے۔

مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت غار ثور میں قیام نبوی ﷺ

جبل ثور (جہاں آپ ﷺ تین دن روپوش رہے

مکہ معظمہ سے طائف کے راستے پر تقریباً چھ میل کے فاصلے پر وہ پہاڑ جس میں موجود ایک غار میں رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی ابتداء میں تین راتیں روپوش رہ کر گزاریں۔ جبل ثور کہلاتا ہے اور اس غار کا نام غار ثور ہے۔

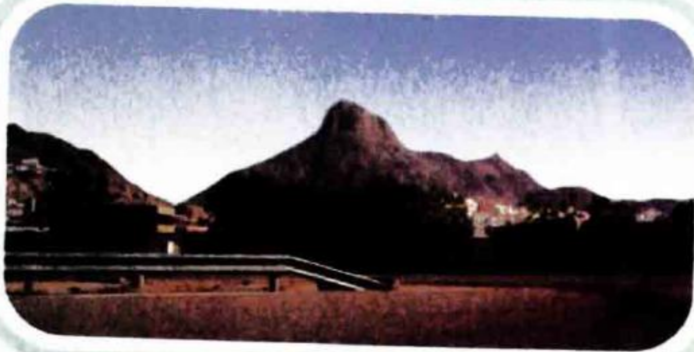
اس غار کی اونچائی سطح زمین سے اتنی بلند ہے کہ مکہ سے غار تک پہنچنے میں تقریباً دو گھنٹے لگتے ہیں۔ جبکہ پہاڑ پر چڑھنے میں ۵۰ منٹ لگتے ہیں۔ غار کے دہانہ میں ۳ آدمی لیٹ سکتے ہیں اس سے زیادہ اس میں وسعت نہیں ہے۔ ہجرت کی رات کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ تھے اور آپ ﷺ کے گھرانے کے چند افراد کے علاوہ کسی کو علم نہ تھا کہ رسول ﷺ کہاں روپوش ہیں۔

اسی غار کی مناسبت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ کا یار غار کہا جاتا ہے۔ اسی غار کے دہانہ پر مکڑی نے جالا بن دیا اور کبوتری نے انڈے دے دیئے جس کی وجہ سے مشرکین مکہ جو آپ کے تعاقب میں تھے مایوس ہو گئے۔

ازل سے آج تک مکڑی نے جالے تو بنے ہوں گے جو غار ثور نے دیکھے تھے جالے وہ اور ہی تھے

تین راتیں قیام فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے یہیں سے ہجرت مدینہ کی طرف سفر اختیار فرمایا۔

کوئی دیکھے رفاقت ابو بکرؓ کی
یار غار نبوت پہ لاکھوں سلام



جبل نور کی دور سے کھینچی گئی تصویر

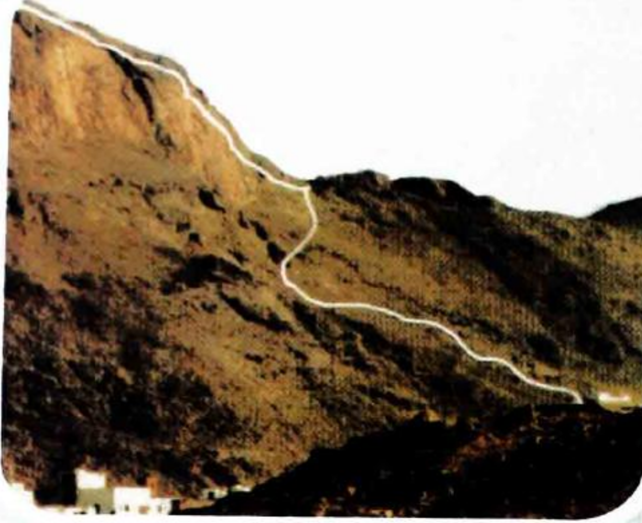
جبل ثور پر چڑھتے ہوئے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پتھر سے زخمی ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو کندھوں پر اٹھالیا۔ غار کے دھانے پر پہنچ کر آپ ﷺ کو بٹھایا اور خود اندر جا کر غار کی صفائی کی۔
حضور ﷺ اندر تشریف لائے۔ مشرکین تلاش کرتے ہوئے غار کے دھانے تک پہنچ گئے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی آنکھوں سے اپنے بندوں کو اوجھل رکھنے کا انتظام کر دیا۔ یہاں آپ ﷺ نے وہ جملہ ارشاد فرمایا جو بعد میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کا حصہ بنا دیا اور یہ آیت اسی موقع کی منظر کشی کرتی ہے:

" الا تنصروه فقد نصره الله اذا خرجه الذين كفروا ثانى اثنين اذهما فى الغار اذيقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا. "

ترجمہ: "اگر تم اس رسول ﷺ کی امداد نہ کرو گے (تو اللہ خود قادر ہے) وہ اس وقت اس کی امداد کر چکا ہے جب اسے کافروں نے نکال دیا تھا۔ دو میں سے دوسرا جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے صاحب سے کہہ رہا تھا کہ "غم نہ کر بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔"

سفر مکہ سے لیکر مدینہ مقام ہجرت کے مبارک مقامات

سفید لکیر غار حرا کے طویل راستے کی نشاندہی کر رہی ہے کہ آپ ﷺ خلوت میں عبادت کیلئے اکثر یہاں اتنی بلندی کا راستہ طے کر کے آتے تھے۔







جبل النور اور اس میں موجود غار حرا جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول ﷺ پر وحی نازل کرنے کا آغاز فرمایا اور انسانیت کو ہدایت کی روشنی سے اپنے قلب و دماغ کو منور کرنے کا موقع نصیب ہوا۔
پہاڑ کے دامن سے اس غار کی بلندی ۲۸۱ میٹر ہے۔ غار کا دہانہ ۶۰ سینٹی میٹر چوڑائی کم سے کم ۱ء۳۰ اور بلندی ۲ میٹر ہے۔



حضور ﷺ اکثر تجارت کے لیے تشریف لاتے تھے زیر نظر تصویر اس مبارک پتھر کی ہے جس پر حضور ﷺ کے قدم مبارک کے نشانات موجود ہیں۔

یہ وہ مبارک پہاڑ ہے جس کے دامن میں آپ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت 3 دن قیام کیا۔



اس غار میں دو آدمیوں کے لیٹنے کی جگہ ہے یا تین چار بیٹھ سکتے ہیں۔ غار میں داخل ہونے سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو باہر کھڑا کیا اور اندر سے صفائی کی۔ اپنا تہہ بند پھاڑ کر جتنے سوراخ تھے انہیں بند کیا لیکن دو سوراخ باقی بچ گئے۔ دونوں سوراخوں پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پاؤں رکھ دیے اور رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آغوش میں سر رکھ کر سو گئے۔

ادھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں کسی چیز نے ڈس لیا مگر اس ڈر سے ہلے بھی نہیں کہ آپ ﷺ جاگ نہ جائیں۔ لیکن ان کے آنسو رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر ٹپک گئے جس سے آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی۔

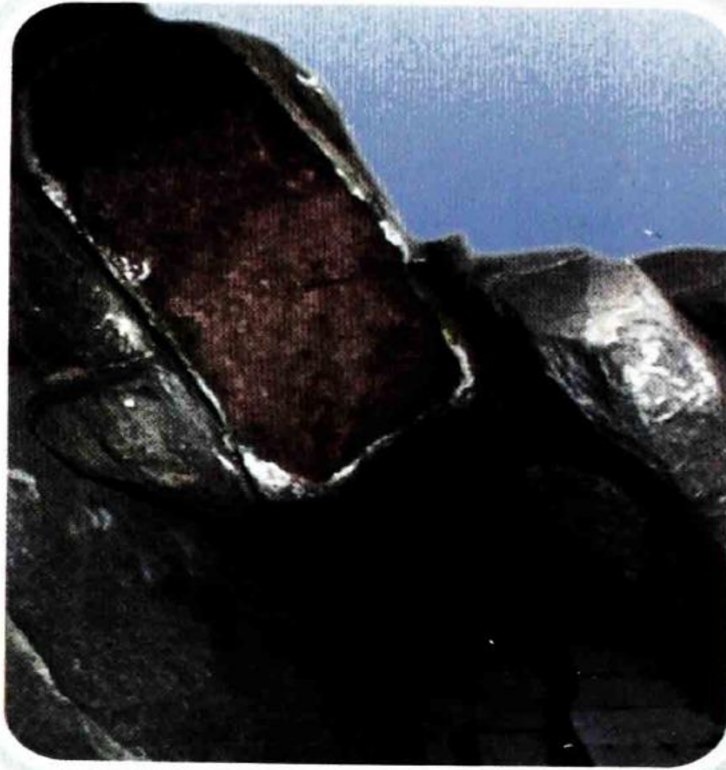
پوچھا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہیں کیا ہوا؟ عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے کسی چیز نے ڈس لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر اپنا لعاب دہن لگایا اور تکلیف جاتی رہی۔ جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی تین راتیں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے یار غار نے یہاں چھپ کر گزاریں۔

اس دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہیں راتیں گزارتے تھے وہ گہری سوجھ بوجھ کے مالک اور سخن فہم نوجوان تھے سحر کی تاریکی میں ان دونوں حضرات کے پاس سے چلے جاتے اور مکہ میں قریش کے ساتھ یوں صبح کرتے گویا انہوں نے یہیں رات گزاری ہے۔ دن بھر کی خبریں جمع کرتے اور رات کی گہری تاریکی میں یہ خبریں آپ ﷺ تک پہنچا دیتے۔ (مزید تفصیل کے لیے احقر کی کتاب بیت اللہ کا تصویری البم مطالعہ کریں)۔

غار ثور کی ہیئت

بارہ چودہ فٹ قطر کا پیالہ نما پتھر الٹا پڑا ہے۔ ایک طرف روزن ہے جس سے داخل ہوا جاتا ہے۔ دیکھنے والے زائرین کا کہنا ہے کہ غار کے اندر کبڑی حالت میں داخل ہوا جاتا ہے۔ اندر کی طرف زمین ہموار ہے اور پتھر میں خلا کے باعث بتکلف آرام سے بیٹھا بھی جا سکتا ہے۔ جبل ثور کی چوٹی پر پہنچنے والے ارد گرد کا جائزہ لیتے ہیں تو عقل حیران رہ جاتی ہے کہ وہ کون سا جذبہ ہے جو انہیں یہاں لے آیا ہے۔







غار ثور میں حضور ﷺ کی غیبی حفاظت

ابو مصعب مکی نے سیدنا انس بن مالک، زید بن ارقم، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کو یہ کہتے سنا کہ جب حضور سید عالم ﷺ غار ثور میں فرد کش ہوئے تو قدرت الٰہی سے ایک درخت اگا اس پر کبوتروں نے گھونسلہ بنایا انڈے دیے۔ کفار پہنچے تو گھونسلہ دیکھ کر واپس ہو گئے۔ حضور سید عالم ﷺ انہیں دیکھ رہے تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دفع فرما دیا ہے۔ (طبقات ابن سعد، زرقانی)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب کفار غار پر آ گئے تو میں نے عرض کی حضور اگر کوئی نیچے دیکھ لے گا تو ہم نظر آ جائیں گے تو حضور ﷺ نے فرمایا۔

"ماظنک یا ابابکر باثنین اللہ ثالثھما"

ترجمہ: "اے ابوبکر ان دو کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔"

یعنی فکر نہ کیجئے اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے وہ کارساز و مددگار ہے۔ دشمنوں کے شر سے بچائے گا۔



مكان معركه احد

١-جبل أحد ٢- جبل الرماة حيث أوقف النبي ﷺ الرماة ٣- مكان معسكر المسلمين قبل المعركة

٤- مكان معسكر المشركين قبل المعركة ٥- مكان المرحلة الأولى من المعركة وانتصار المسلمين

٦-مكان مقتل سيدنا حمزة رضي الله عنه ٧- مسجد سيد الشهداء الحالي ٨-مكان نزول الرماة لجمع الغنائم والمرحلة الثانية من المعركة

٩ - مكان التفاف جيش المشركين حول جبل الرماة لضرب جيش المسلمين من الخلف

١٠- مكان جرح رسول الله ﷺ وقلع الثنايا

١١- مدفن شهداء أحد الحالي

١٢ - مدفن بقية شهداء أحد.

حضور ﷺ کا ارشاد ہے میں جبل احد سے محبت کرتا ہوں

جبل احد اس پہاڑ کی بھی زیارت کرے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ یہاں تشریف لاتے اور قیام فرماتے تھے اور اس پہاڑ کو بہت محبوب رکھتے تھے۔ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبل احد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

" هذا جبل يحبنا و نحبه "۔

یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

بخاری شریف میں ایک روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کی نظر مبارک جبل احد پر پڑی تو اللہ اکبر کہا اور ارشاد فرمایا: یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر قائم ہوگا۔ اور یہ جبل عیر ہم سے عداوت رکھتا ہے۔ طبرانی نے کبیر اوسط میں اس روایت کو بیان فرماتے ہوئے یہ اضافہ کیا ہے، احد جنت کے دروازہ پر ہے۔ جبل عیر ہم سے بغض رکھتا ہے، ہم اسے اچھا نہیں سمجھتے یہ جہنم کے دروازے پر ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

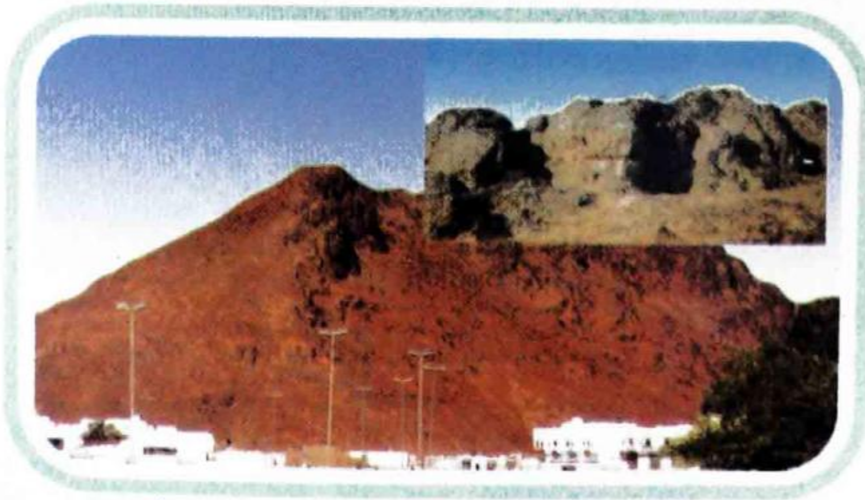
" فاذا مررتم به فكلوا من شجره ولو من "۔

ترجمہ: "جب اس کے قریب سے گزرو تو اس کے پھلوں سے کچھ نہ کچھ کھاؤ، اگر چہ کوئی عام گھاس ہی کیوں نہ ہو۔"

نیز حضور ﷺ نے فرمایا:

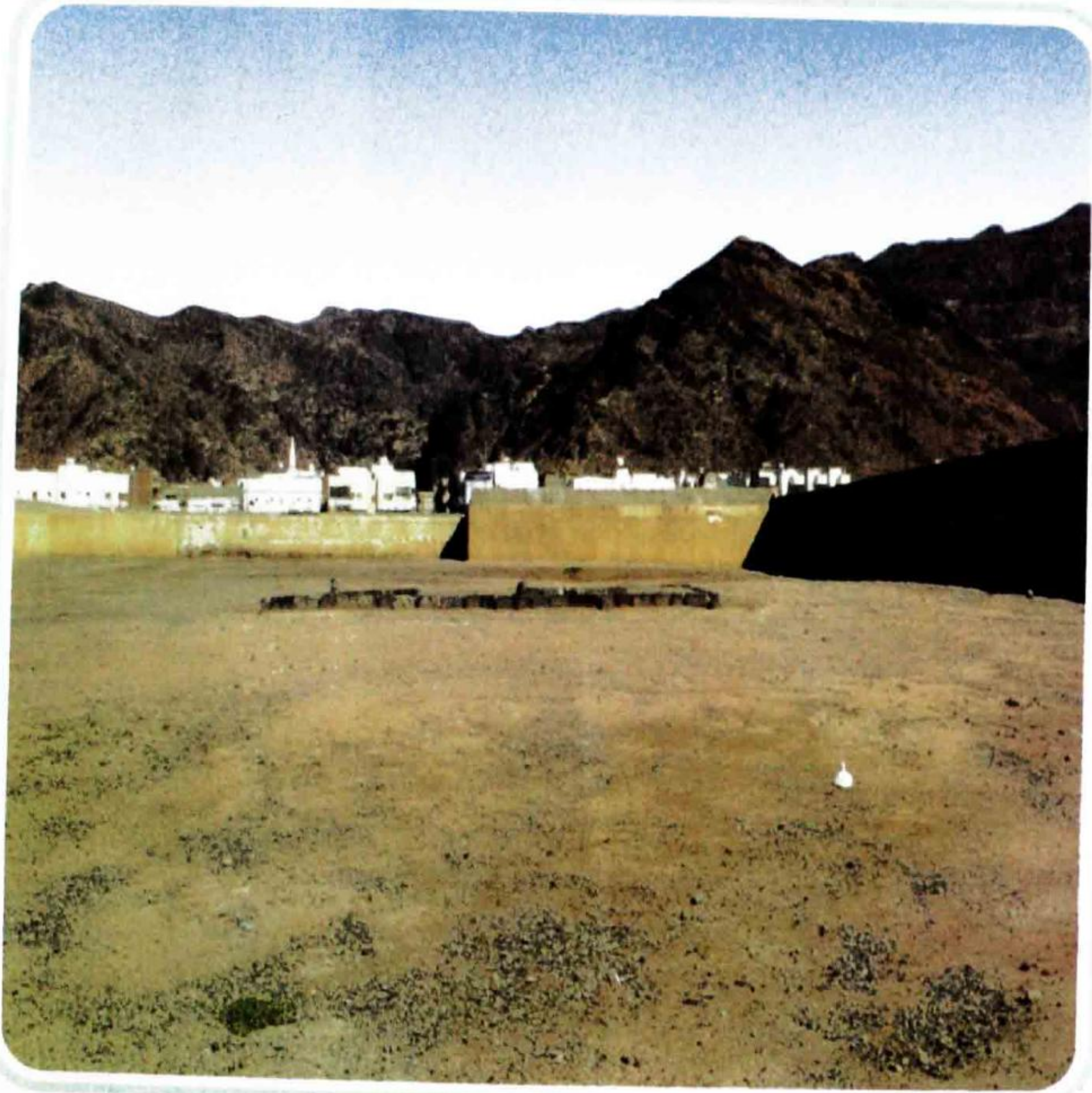
"اربعة اجبال من اجبال الجنة قال فمالا جبال؟ قال احد يحبنا ونحبه وورقان والطور والبنان."

ترجمہ: "چار پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں، عرض کیا گیا وہ کون سے ہیں فرمایا احد کہ وہ ہم کو محبوب ہے اور ہم اس کو اور ورقان اور طور والبنان یعنی جبل قاسیون۔"



غزوۂ احد: وہ جنگ جس میں حضور ﷺ زخمی ہوئے، دندان مبارک شہید ہوئے، چہرۂ انور خون آلود ہوا، سات سات صحابہ رضی اللہ عنہم یکے بعد دیگرے آپ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے پروانہ وار شہید ہوئے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے ہاتھوں اور جسموں پر ننگی تلواروں اور تیروں کے وار سہے، آپ ﷺ کے محبوب چچا کے ٹکڑے ہوئے، لیکن اللہ کے محبوب بندوں کی اس جماعت نے حق کی تبلیغ اور قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہدایت کی خاطر یہ سب کچھ ہنسی خوشی، راضی برضا ہو کر برداشت کیا۔

احد پہاڑ کا منظر جہاں غزوہ احد کا معرکہ ہوا اور حضور ﷺ کا دندان مبارک شہید ہوا۔



شہدائے احد کی جنت

جب صحرائے علاقے سے گزر کر زائر کوہ احد کے دامن میں پہنچتا ہے تو سامنے ایک بڑے احاطے کے درمیان حضرت حمزہ اور دوسرے شہداء کی قبور ہیں یہاں سے بائیں ہاتھ قریب ہی غزوہ احد برپا ہوا تھا جس میں صرف سات سو مسلمان مجاہدین نے کفار مکہ کے تین ہزار کے لشکر کو چند منٹوں میں شکست دے دی تھی اور دائیں ہاتھ وہ جبل الرماۃ ہے یعنی تیراندازوں کی چوٹی جہاں سے میدان جنگ کا پانسہ پلٹ گیا تھا اور اس نے اس جگہ کو شہدائے احد کی جنت بنا دیا ہے۔

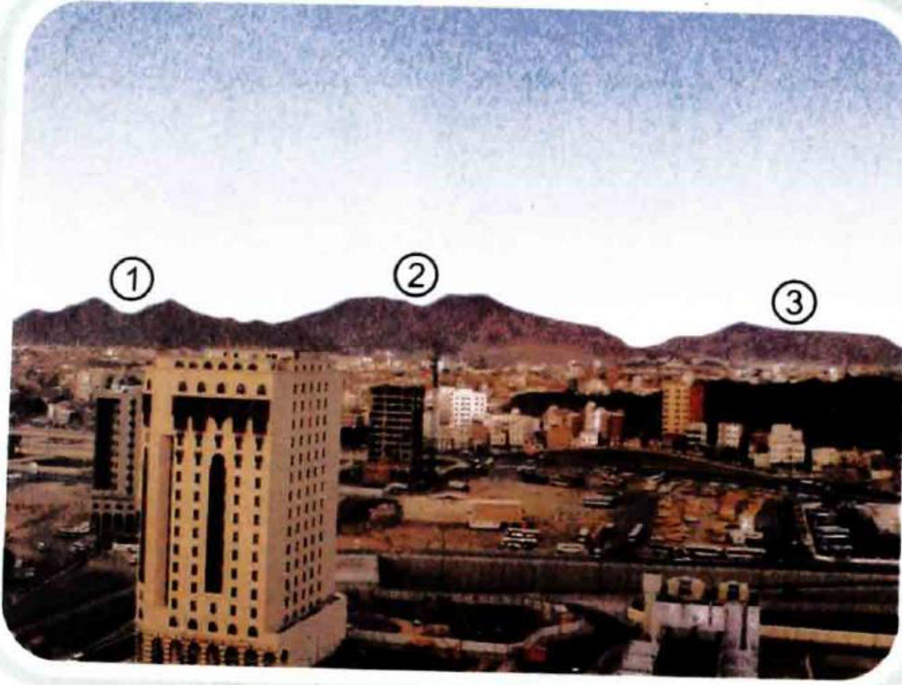
اس پہاڑ پر حضور ﷺ نے آرام فرمایا تھا



۱۔جبل بنی عبیدۃ۔ ۲۔جبل عقاب۔ ۳۔جبل سلع۔ ۴۔مسجد القبلتین۔

۳۔جبل سلع: اس پہاڑ پر آپ ﷺ آرام فرماتھے کہ یہ آیتیں نازل ہوئیں "واللہ یعصمک من الناس" تو پھر آپ نے قیام کم کردیا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پہاڑ پر جاتے اور دعا کیا کرتے تھے۔

۴۔آپ ﷺ اس مسجد میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمارہے تھے یہاں تک کہ بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔



مدینہ منورہ کے ۳ مبارک پہاڑ جن کا احادیث میں ذکر ہے۔

صورۃ تین: جبال الجموات الثلاثۃ،

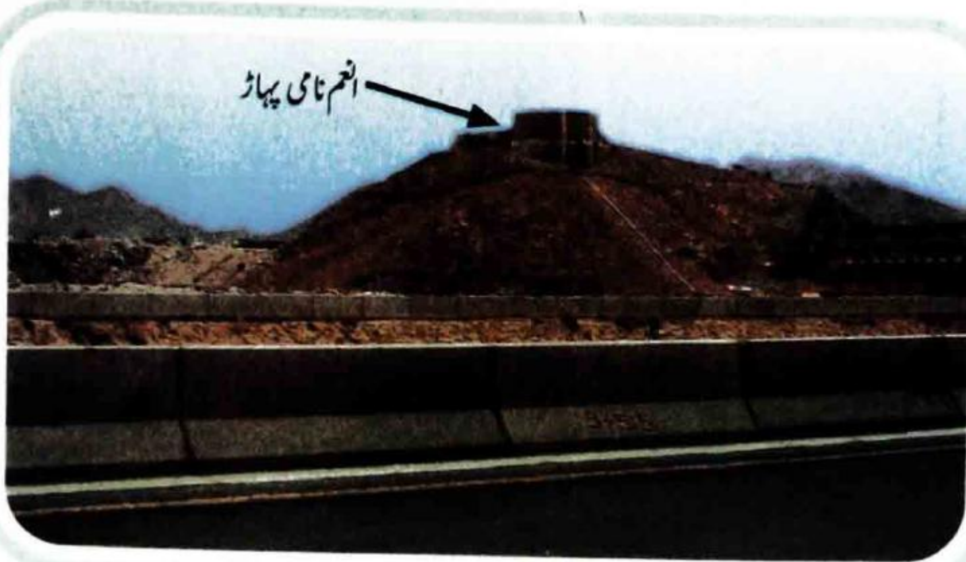
۱۔ جبل جماء تضارع۔

۲۔ جبل جماء ام خالد۔

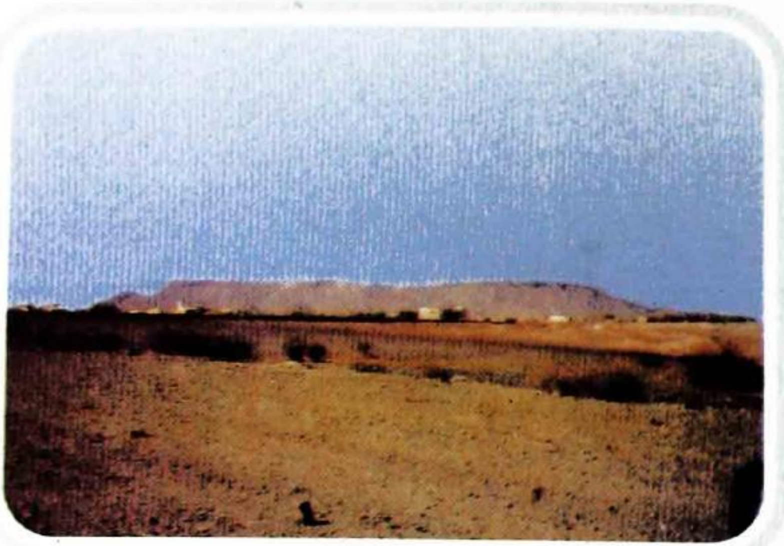
۳۔ جبل جماء العاقر۔

اس پہاڑ پر حضور ﷺ کے حکم پر ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رجم کیا گیا۔

انعم نامی اس پہاڑ کے پاس آپ ﷺ کے حکم پر ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رجم کیا گیا تھا اس کی تفصیل یہ ہے کہ ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھ سے زنا ہو گیا ہے آپ ﷺ نے ۳ مرتبہ فرمایا سوچ لے، چونکہ ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے گناہ پر ندامت تھی اور خوف خدا تھا چنانچہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ مجھ سے حقیقت میں گناہ ہوا ہے اس پر آپ ﷺ کے حکم پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے رجم کیا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسی توبہ کی ہے جو تمام امت کیلئے کافی ہے۔



آپ ﷺ کا ارشاد ہے یہ پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے ہم اس سے ناراض ہیں یہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔



جبل عیر

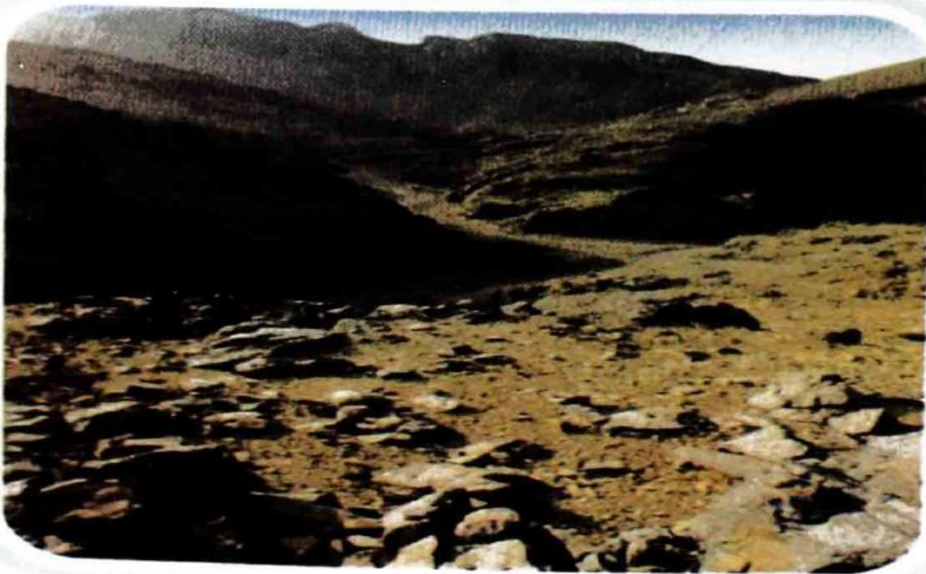
یہ مدینۃ الرسول کے مشہور پہاڑوں میں سے ایک ہے۔ اس پہاڑ کے متعلق زبانِ رسالت سے یہ الفاظ صادر ہوئے ہیں۔

هذا عير جبل يبغضنا و نبغضه على باب من ابواب النار۔

یہ عیر پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے۔ ہم اس سے ناراض ہیں۔ یہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔

یہ پہاڑ کوہ احد کے سامنے مکہ مکرمہ کے راستہ میں واقع ہے۔ حضور ﷺ نے اسے اپنے دشمنوں میں شمار فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پتھروں میں بھی دوستی دشمنی پائی جاتی ہے عبر وحشی گدھے کو کہا جاتا ہے۔ (تاریخ المدینہ صفحہ ۳۴۸ آثار المدینہ ۲۰۹)۔

''عیر'' عین کے فتح کے ساتھ۔ مدینہ منورہ کے جنوب میں واقع یہ پہاڑ، حرم مدینہ کی جنوبی جانب کی حد ہے۔ نبی اکرم ﷺ سفر ہجرت میں اس کی مشرقی جانب سے گزرے تھے۔ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عیر اور ثور کے درمیانی علاقہ کو حرم قرار دیا ہے۔ اس جگہ حاجیوں کے لیے شکار کھیلنا منع ہے۔



اس پہاڑ پر حضور ﷺ نے نماز ادا فرمائی

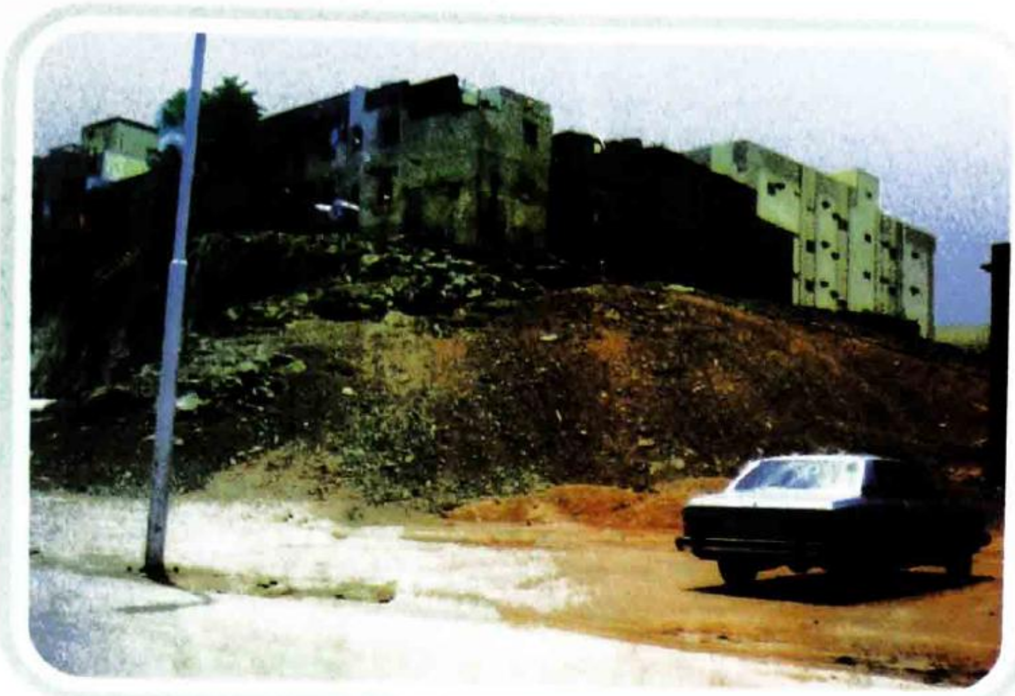
جبل الرایۃ (ذباب)

مدینہ طیبہ کے وہ مشہور و معروف پہاڑ جن کے فضائل ذکر کیے گئے ہیں ان میں سے ایک جبل الرایہ بھی ہے۔ اور اسی کا دوسرا نام جبل ذباب ہے۔ یہ ثنیۃ الوداع کے شمال میں ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جو طریق عیون اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راستے کے درمیان واقع ہے۔ (طریق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سابقہ نام طریق سلطانہ ہے) یہ گول شکل میں ایک چھوٹا پہاڑ ہے جو طریق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دکھائی نہیں دیتا۔ کیونکہ عمارات نے اسے ہر جانب سے گھیر رکھا ہے اور اب طریق عیون سے وہ چھوٹا ٹکڑا نظر آتا ہے جیسا کہ اس کا ایک جزو اس سڑک سے دکھائی دیتا ہے جو ان دونوں راستوں کے درمیان بنی ہوئی ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ذباب پر نماز ادا فرمائی۔ اس طرح بعض اہل سیر نے یہ لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خندق کے دن اس پہاڑ پر خیمہ نصب کیا تھا۔ اس پہاڑ کا نام جبل ذباب رکھنے میں کئی وجوہات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے اہل مدینہ! یوم الخلاص کو یاد کرو، انہوں نے عرض کی۔ یوم الخلاص کون سا دن ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا'' دجال آئے گا، یہاں تک کہ ذباب پر اترے گا اور مدینہ طیبہ میں رہنے والے تمام مشرک مرد اور عورتیں، کافر مرد اور عورتیں اور منافق مرد اور عورتیں اس کی طرف نکل جائیں گے اور مدینہ طیبہ میں صرف مومن باقی رہیں گے۔ وہی دن یوم الخلاص ہوگا۔ حوالہ الاوسط



جبل ابوقبیس (دنیا کا پہلا پہاڑ)

مسجد الحرام کے صحن مطاف میں کھڑے ہوکر اگر حجر اسود کو اپنی پشت پر رکھتے ہوئے مسجد الحرام کی عمارت کے باہر اوپر کی جانب دیکھا جائے تو حرم سے متصل جو پہاڑ نظر آئے گا وہ جبل ابوقبیس کہلاتا ہے۔ اس پہاڑ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ دنیا کا سب سے پہلا پہاڑ ہے جو اللہ رب العزت نے اس روئے زمین پر نمودار کیا۔ اس کی بلندی ۴۲۰ میٹر کے لگ بھگ ہے۔ اس پہاڑ کو دیکھ کر انسان کو نہایت روحانی طمانیت ملتی ہے کیونکہ یہ پہاڑ بہت سے تاریخی ایمان افروز واقعات کا عینی شاہد ہے۔

سیدنا آدم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی ابتدائی تعمیر کے وقت اسی پہاڑ کے پتھر استعمال کیے تھے۔ طوفان نوح کے موقع پر حجر اسود بھی اسی پہاڑ کی چوٹی پر رکھا گیا تھا۔ تاکہ طوفان کی تباہ کاریوں سے جنت کا یہ پتھر محفوظ رہے۔ یہی وہ پہاڑ ہے جس پر کھڑے ہوکر سید الانبیاء ﷺ نے انگشت شہادت کے اشارہ خفیف سے چاند کو دو ٹکڑوں میں شق کرنے کا روح پرور معجزہ دکھلایا تھا۔

اسی مناسبت سے چند سال پہلے تک اس پہاڑ پر خوبصورت مسجد ہلال تھی مگر اب یہ مسجد قائم نہیں۔ آج کل پہاڑ پر بادشاہ وقت کا ایک نہایت خوبصورت وسیع وعریض محل موجود ہے جو مطاف سے نظر آتا ہے۔ زائرین اور حجاج کی سہولت کے لیے سعودی حکومت نے اس پہاڑ کے نیچے ایک بے حد خوبصورت اور روشن سرنگ تعمیر کی ہے جو حاجیوں کو منیٰ کی جانب لے جاتی ہے۔

جبل ابی قبیس کی بلندی ۱۲۵ میٹر ہے۔ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق زمین پر سب سے پہلے یہی پہاڑ پیدا کیا گیا تھا۔ قبیلہ ایاد میں سے ابوقبیس نامی ایک آدمی نے اس پر مکان بنایا تھا۔ جس کی وجہ سے یہی اس کا نام مشہور ہوگیا۔ یہ پہاڑ حرم شریف کے مشرق میں واقع ہے۔ طوفان نوح کے وقت قدرتی طور پر حجر اسود اس میں امانت رکھا گیا جسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت حاصل کر کے نصب فرمایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس پر دعا قبول ہوتی ہے۔

ایک روایت کے مطابق سیدنا آدم علیہ السلام کی روضہ مبارک بھی اسی پہاڑ کے غار، دارالکنز میں ہے۔ یہ اس کے شرف کا باعث ہے کہ ایک نبی کا روضہ مبارک اس پر واقع ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کی روضہ مبارک کے متعلق مختلف دوسری روایات یہ ہیں:

۱۔ مسجد خیف منیٰ میں۔

۲۔ مسجد خیف کے سامنے۔

۳۔ ہندوستان میں جہاں اتارے گئے۔

مستند روایت ہے کہ مسجد خیف میں ہے۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پسند فرمایا۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہندوستان والی روایت کو ترجیح دینا باعث تعجب معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین عرب میں پہنچ کر جبل رحمت پر دعا کے بعد واپسی کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔

اسی پہاڑ پر شق القمر کا مشہور معجزہ ظاہر ہوا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے چاند کو پھٹتے دیکھا ہے اس کا ایک حصہ جبل ابی قبیس پر تھا دوسرا کدیٰ پر۔ ایک حدیث میں اس پہاڑ کا ذکر یوں ہے کہ ایک فرشتہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

اے محمد ﷺ اگر آپ چاہیں تو ان لوگوں پر اخشبین کو گرادوں؟ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: نہیں، ہوسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی اولاد کو توحید کا

وہ پہاڑ جہاں اسماعیل علیہ السلام کے بدلہ دنبہ اتارا گیا

جبل ثبیر

مکہ معظمہ سے منیٰ جاتے ہوئے دائیں ہاتھ پر واقع ہے جب کہ اس کے بالمقابل جبل حراء ہے۔ اسی پہاڑ کے ایک حصہ کا نام ''ثبیر الاثمرہ'' ہے، جس کے متعلق نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جب سورج کی کرنیں اس پر پڑیں تو حجاج منیٰ سے عرفات روانہ ہو جائیں۔ امام سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ جب قریش نے نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا تو اس وقت آپ جبل ثبیر پر تھے۔ اس پہاڑ نے آپ ﷺ سے استدعا کی کہ آپ میرے اندر چھپ جائیں تاکہ قریش اپنے مذموم ارادہ میں ناکام رہیں۔

اسی پہاڑ پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدل میں دنبہ اتارا گیا۔ عرفات کو جاتے وقت بائیں جانب واقع ہے۔ ابوبکر نقاش فرماتے ہیں اس پہاڑ پر بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے اعلان نبوت سے قبل اس پہاڑ پر بھی عبادت فرمائی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ورود مسعود بھی ثابت ہے۔ جہاں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قیام فرمایا اس پتھر کو صخرہ عائشہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

کوہ طور پہاڑ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کے چھ ٹکڑے ہو گئے تین مدینہ منورہ میں جا پڑے، جن کے نام یہ ہیں:

۱۔احد، ۲۔ دورقان، ۳۔ رضویٰ،

تین مکہ مکرمہ میں گرے جن کے نام یہ ہیں:

۱۔حراء، ۲۔ ثبیر، ۳۔ ثور۔ (شفاء الغرام ص ۲۸۲ ج ۱)۔

حضرت ثمامہ بن حزن القشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ میں اس وقت حاضر تھا جب کہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کے اوپر سے جھانک کر ارشاد فرمایا: میں تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اسلام کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ مکہ مکرمہ میں حضور نبی رحمت ﷺ کوہ ثبیر پر تشریف فرما تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے

اتنے میں پہاڑ حرکت کرنے لگا، حضور ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک زور سے اس پر مارا اور ارشاد فرمایا: اے ثبیر ساکن ہو جا۔ بے شک تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ تو لوگوں نے کہا اللہ کی قسم، جی ہاں! ہم جانتے ہیں۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم میرے لیے گواہ ہو جاؤ میں شہید ہوں۔ یہ روایت امام ترمذی، نسائی و دار قطنی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔

غار مرسلات

وہ غار جہاں حضور ﷺ کے سجدے کا نشان موجود ہے۔

یہ غار بھی تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ منیٰ میں مسجد خیف کے قریب جانب جنوب پہاڑ کے قریب واقع ہے۔ اس غار کے متعلق بہت کم لوگوں کو معلومات ہیں اس لیے اس مقام پر حجاج وزائرین کا اجتماع کم ہوتا ہے مگر یہ وہ غار ہے جس مقام پر نبی کریم ﷺ پر سورۂ مرسلات نازل ہوئی تھی۔ جن لوگوں کو اس کے متعلق معلومات ہیں وہ اس کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ اور دعا مانگتے ہیں لیکن تمام حجاج وزائرین اس مقام کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔

اس غار مبارک میں حضور ﷺ کے سر مبارک کا نشان موجود ہے۔ جب آرام کی غرض سے بیٹھے تو وہاں سے پتھر پگھل گیا اور نشان بن گیا لوگ حصول برکت کے لیے اپنے سروں کو اس مقدس جگہ مس کرتے ہیں کہ اس پاک نسبت کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں جہنم کی آگ سے بچائے گا۔ یہیں پر سورۂ مرسلات نازل ہوئی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے اس کی تائید ملتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

" نحن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غار بمنیٰ اذنزلت علیہ والمرسلات. "

ہم حضور ﷺ کے ساتھ منیٰ کے ایک غار میں تھے کہ سورۃ المرسلات نازل ہوئی۔ حضور ﷺ تلاوت فرما رہے تھے کہ اچانک ایک سانپ نمودار ہوا۔ حضور ﷺ نے ہمیں اس کے مارنے کا حکم فرمایا، مگر وہ چھپ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

" وقیت شرکم کما وقیتم شرھا. "

ترجمہ: ''وہ تمہارے شر سے بچ گیا تم اس کے شر سے۔''

یہ غار مسجد خیف کے پچھلے پہاڑ میں ہے۔

غار بنی حرام

وہ مبارک غار جہاں حضور ﷺ پر اللہ نے سلام بھیجا

قبیلہ بنی حرام کی مغربی جہت میں تقریباً ایک سرے کے حجم کے برابر جبل سلع میں ایک غار ہے۔ اس کا راستہ مسجد فتح کے راستہ کی جانبے۔ رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف فرما رہے، اور غزوہ خندق کے ایام میں کئی راتیں اس میں بسر کیں۔ اسی غار میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کو یہ بشارت دی گئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو اپنی امت کے بارے میں پریشان نہیں کرے گا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلے، لیکن انہوں نے آپ ﷺ کو نہ پایا۔ پھر آپ ﷺ کو گھر میں تلاش کیا، لیکن آپ ﷺ کو نہ پایا، پھر گلی گلی آپ ﷺ کی تلاش میں چکر لگایا، یہاں تک کہ آپ کو بتلایا گیا کہ آپ جبل ثواب پر ہیں۔ پھر باہر نکلے اور جبل ثواب پر چڑھے، دائیں بائیں دیکھا، تو اچانک نظر اس غار پر پڑی جس کا راستہ لوگوں نے مسجد الفتح کی جانب بنا رکھا تھا۔

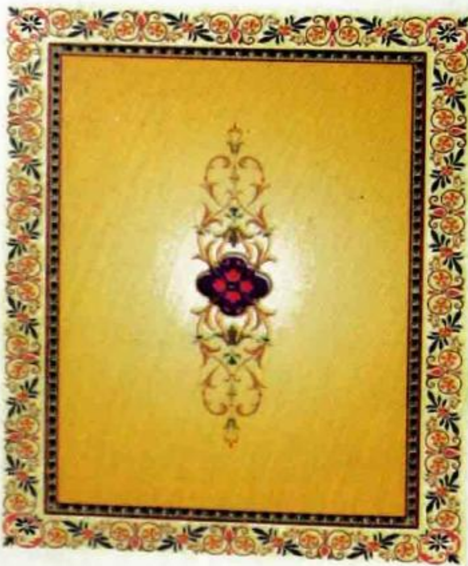
حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا، تو آپ ﷺ سجدہ فرما رہے تھے۔ میں پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اترا تو آپ ﷺ سجدہ ہی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اتنی دیر سجدہ سے سر نہ اٹھایا، یہاں تک کہ مجھے یہ غلط گمان ہونے لگا کہ شاید آپ ﷺ کی روح قبض کر لی گئی ہے۔ جب آپ ﷺ نے اپنا سر نیاز اٹھایا تو میں نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! مجھے تو آپ کے بارے میں یہ گمان ہونے لگا تھا کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی ہے۔

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، حضرت جبرائیل علیہ السلام اس مقام پر حاضر خدمت ہوئے، انہوں نے کہا، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو سلام فرما رہے ہیں اور آپ کو کہتے ہیں، آپ کیا پسند کرتے ہیں کہ آپ کی امت کے ساتھ کیسا معاملہ کروں؟ تو میں نے کہا، اللہ تبارک وتعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، وہ واپس گئے اور پھر آئے، اور کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرما رہا ہے کہ میں آپ کو آپ کی امت کے بارے میں غمزدہ نہیں کروں گا۔ تو میں نے (اس نعمت پر) سجدہ شکر ادا کیا۔ کیونکہ افضل ترین وہ عمل جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے وہ سجدہ ہے۔

یہ روایت طبری نے صغیر میں نقل کی ہے۔

حکومت سعودیہ نے اس پہاڑ کے گرد لوہے کا جنگلہ لگا دیا ہے اور پہاڑ کی خوبصورتی کے لیے اس پر مصنوعی آبشار بنا دیا ہے۔ اس پہاڑ کے مغربی دامن میں وہ میدان ہے جس میں غزوۂ خندق کے دوران آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا قیام رہا۔ اس میدان کے جنوبی، شمالی اور مشرقی جانب پہاڑ ہے جبکہ مغربی جانب کو خندق کھود کر محفوظ کر لیا گیا تھا۔ حکومت سعودیہ نے میدان سلع کی تاریخی اہمیت کے پیش نظر اس کی تنظیم نو کر دی ہے۔ گاڑیاں کھڑی کرنے کے لیے پارکنگ اور میدان کی خوبصورتی کے لیے آبشار بنا کر مختلف قسم کے پودے لگا دیے ہیں۔ اور اس میدان کا نام ''حدیقۃ الفتح'' تجویز کیا ہے۔ جس کی موجودہ وسعت چھ سو سات مربع میٹر ہے۔

(بحوالہ احقر کی کتاب مسجد نبوی کا تصویری البم)۔



مکہ ومدینہ منورہ کے تاریخی کنویں

مدینہ منورہ کے متبرک اور تاریخی آثار میں اس کے کنویں بھی ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ علامہ احمد یاسین الخیاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالیٰ (م ۱۳۸۰ھ) کی تحقیق کے مطابق ان مشہور اور متبرک کنوؤں کی تعداد ۲۳ ہے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے یہ کنویں آہستہ آہستہ ختم ہوتے گئے اور اب تو لوگ اکثر کنوؤں کے نام سے بھی واقف نہیں۔ صرف کتب تاریخ میں ان کنوؤں کی یادیں اور روایات ملتی ہیں۔ لیکن ان کے بابرکت پانی سے سیراب ہونے کی تمنا پوری نہیں ہوسکتی۔

کنوؤں کی خصوصیات:۔

وہ مبارک اور تاریخی کنویں تھے کہ جن میں نبی پاک ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ڈالا، ان کا پانی نوش فرمایا اور دعا بھی فرمائی۔

لعاب مبارک ﷺ ایک ابدی معجزہ:۔

نبی اکرم ﷺ کے بے شمار معجزات مبارکہ ہیں۔ یہاں پر موضوع کی مناسبت سے صرف آپ ﷺ کے لعاب مبارک کے معجزہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو کہ ابدی تھا۔ اور پھر اس معجزہ کے عجیب وغریب، حیرت انگیز اثرات ظاہر ہوتے تھے، جن کا مشاہدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دن رات کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے لعاب مبارک کے بے شمار فضائل اور برکات ہیں صرف چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے:

۱۔ حدیبیہ کے کنویں میں آپ ﷺ نے جب اپنا لعاب مبارک ڈالا تو کنویں میں اتنا پانی آ گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے اور ہمارے جانوروں نے پانی پیا اور اگر ہم ہزاروں کی تعداد میں بھی ہوتے تو سیراب ہوجاتے۔

۲۔ غار ثور میں آپ ﷺ نے جب اپنا لعاب مبارک حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے پاؤں پر لگایا تو سانپ کے ڈسنے کی تکلیف رفع ہوگئی۔

۳۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ آشوب چشم میں مبتلا ہوئے تو نبی پاک ﷺ نے اپنا لعاب مبارک جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی آنکھوں پر لگایا تو پھر زندگی بھر آپ کو یہ تکلیف نہ ہوئی۔

۴۔ سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے زخموں پر آپ ﷺ نے جب اپنا لعاب مبارک لگاتے ہیں تو حضرت خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے زخم بالکل ٹھیک ہوجاتے ہیں۔

اسی طرح آپ ﷺ جب اپنا لعاب مبارک ان کنوؤں میں ڈالتے، وضو فرماتے تو کھارے پانی میٹھے ہوجاتے، جن میں پانی کم ہوتا وہ پانی سے لبریز ہوجاتے۔ ان کنوؤں میں سے اکثر کنویں عثمانی دور حکومت تک موجود تھے بعد میں کچھ مسجد نبوی کی آخری توسیع اور کچھ شہر مدینہ کی توسیع میں شامل ہوگئے۔ اور کچھ کی ہم خود حفاظت نہ کرسکے جس کی وجہ سے وہ بھی ختم ہوگئے۔ اب صرف دو یا تین کنویں اس عظیم نبوی دور کی یاد دلاتے ہیں ان کے کچھ آثار موجود ہیں۔ تلاش کرنے سے مل سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ان کے بابرکت پانی سے مستفیض نہیں ہوا جاسکتا۔ کیونکہ ان کو بھی باہر سے بند کردیا گیا ہے۔



جعرانہ کے مقام پر یہ کنواں تھا جس کا پانی کھارا اور کڑوا تھا، روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا لعاب مبارک اس میں ڈالا تو یہ میٹھا ہوگیا اور اس سے اس کثرت سے پانی جاری ہوا کہ آج تک مسجد اور قریب کی آبادی کیلئے آب سرد و شیریں کا بہترین ذخیرہ ہے۔ لوگ اسے گردے کی پتھری کے علاج کیلئے بھی پیتے ہیں

بئرِ غرس

یہ کنواں مسجد قبا شریف سے جانب مشرق تقریباً آدھے میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کافی بڑا کنواں ہے اس میں سیڑھیاں بھی ہیں کہ نیچے اتر کر آدمی اپنے ہاتھوں سے پی سکتا تھا۔ لیکن افسوس کہ اس کا پانی بھی خشک کروا دیا گیا ہے۔ حالانکہ اس کنویں کی بڑی فضیلت ہے اور اس کا پانی نہایت متبرک و شریں تھا۔ حضور ﷺ اس کنویں پر تشریف لے جاتے اور اس کا پانی پیتے اور وضو فرماتے۔ ایک روز فرمایا کہ ہم نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ ہم نے بہشتی کنوؤں میں سے ایک کنویں پر صبح کی ہے یعنی صبح کے وقت وہاں گئے ہیں۔

چنانچہ آپ نے بئرِ غرس پر صبح کی، اس کے پانی سے وضو کیا اور کلی کر کے اس میں ڈال دی۔ اور تھوڑا سا شہد جو کوئی آدمی آپ کے لیے لایا تھا وہ بھی اس میں ڈال دیا۔ اور آپ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ بعد وفات بئرِ غرس کے پانی سے مجھے غسل دیا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی وصیت کے مطابق بئرِ غرس کا پانی منگوایا گیا اور اسی سے غسل دیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تبرکاً اس کنویں کا پانی منگواتے اور نوش فرماتے تھے۔

ابن ماجہ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: میرے انتقال کے بعد مجھے بئر الغرس کے پانی سے بھری سات مشکوں سے غسل دیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول رسول اللہ ﷺ اسی کنویں کا پانی نوش فرماتے تھے۔

جائے وقوع

یہ کنواں مسجد قبا کے مشرق میں تقریباً نصف میل کے فاصلے پر ہے اور کھجوروں کے درختوں سے گھرا ہوا ہے۔ المطری کے بیان کے مطابق اسے آٹھویں صدی ہجری میں دوبارہ کھودا گیا تھا۔ میں نے اس کی پیائش کی تو اس کی گہرائی ۱۱ میٹر اور چوڑائی تین میٹر ہے۔ اس کا پانی شیریں ہے اور اس سے ۳۷۰۰۰ مربع میٹر کے ایک قریبی باغ کو سینچا جاتا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ''بئرِ غرس جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے۔'' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ ایک مرتبہ بئرِ غرس کی منڈیر پر تشریف فرما تھے اور زبان پاک پر یہ الفاظ تھے کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ پر بیٹھا ہوا ہوں، یعنی بئرِ غرس پر۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ کنواں خراب ہوتا گیا ۷۰۰ ہجری میں اس کی مرمت کی گئی۔ علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ۸۸۲ھ میں اس کنویں کے ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی اور عوام اس کے متبرک پانی سے مستفیض ہوتے رہے۔



اس کنویں کا پانی رسول اللہ ﷺ کی حالت نزع سے قبل آپ ﷺ پر بہایا گیا، اور اس سے آپ ﷺ نے غسل فرمایا۔

بئر غرس کی قدیم تصاویر



بئر غرس کا اندرونی منظر



بئر السقیاء (وہ مبارک کنواں جس کا پانی آپ ﷺ پیتے تھے)

بئر السقیاء کا نام بیوت السقیاء بھی ہے۔ یہ پرانے مکہ مکرمہ کے پہلے راستے کی دائیں جانب واقع ہے۔ اوراس کے پڑوس میں مسجد السقیاء بھی ہے اور آج کل اسے محطۃ الحدید میں ملا دیا گیا ہے، جہاں سے حاجیوں کی گاڑیاں چلتی ہیں۔ لیکن اب وہ راستے میں آچکا ہے اور اسے بھر دیا گیا ہے۔ یہ کنواں ذکوان بن عبد قیس کا تھا۔ پھر اسے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خرید لیا۔ حضور ﷺ نے اس مسجد میں نماز ادا فرمائی، اس کنویں سے وضو فرمایا اور وہاں دعا فرمائی۔

آپ ﷺ کا میٹھا پانی طلب کرنا

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لیے بیوت السقیا (ایک روایت میں بئر السقیا کے الفاظ ہیں) سے میٹھا پانی لایا جاتا تھا۔ اسے امام احمد، اسحاق، ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے۔



السقیا ایک کنویں کا نام ہے جو مدینہ منورہ کے حرہ غربی میں واقع ہے۔ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ ہم ایک بار ایک لڑائی کیلئے رسول ﷺ کے ہمراہ نکلے۔ جب ہم حرۃ السقیا میں پہنچے تو آپ ﷺ نے وضو کیلئے پانی طلب فرمایا۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا قبلہ رخ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''اے اللہ! آپ نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی جب انہوں نے مکہ اور اس کے مکینوں کیلئے رحمت طلب کی۔ میں بھی مدینہ اور اس کے ساکنوں کیلئے اس کا طلبگار رہوں۔ لہذا آپ اس پر دگنی رحمت فرمائیے''۔

آنحضرت ﷺ نے اس جگہ دعا فرمائی اور اس جگہ بعد ازاں مسجد تعمیر ہوئی۔

بئر بضاعة

کتب تاریخ کے مطابق اس کنویں میں اتنا پانی تھا کہ اس کو خالی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اس کنویں پر تشریف لائے اور اس کے پانی سے وضوفرما کر وہی پانی اس کنویں میں ڈال دیا۔ دوبارہ نکلوا کر اس سے کلی فرمائی اور اس پانی کو بھی کنویں میں گرادیا یعنی اس کنویں اور اس کے پانی کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ دومرتبہ آپ ﷺ کا لعاب مبارک اور وضو کا پانی اس میں شامل ہوا۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا مرتبہ آپ ﷺ کو بئر بضاعة پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس کنویں کا پانی نوش فرمایا، وضوفرمایا، اپنے گھوڑوں کو پانی پلایا اور اس کنویں میں برکت کے لیے دعا بھی فرمائی۔

اب اس دعا اور لعاب مبارک کا معجزہ دیکھیں کہ سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

" کنا نغسل المرضی من بئر بضاعة ثلاثة ایام فیعافون. "

ترجمہ: کہ ہم اپنے بیماروں کو اس کنویں کے پانی سے تین دن غسل دیتے اور وہ مریض بالکل ٹھیک ہوجاتے۔

ایک اور روایت کے مطابق:

" وکان اذا مرضی المریض فی عهده ﷺ یقول اغسلوه من ماء بضاعة. "

ترجمہ: " آپ ﷺ کے دور میں جب کوئی بیمار ہوجاتا تو اس کا علاج یہ ہوتا کہ اسے بئر بضاعة کے پانی سے غسل دیا جائے۔"

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہاتھوں سے اسی کنویں کا پانی لے جاکر آپ ﷺ کو پیش فرماتے تھے۔ یہ کنواں علاقہ الشامی میں ایک باغ میں موجود تھا۔ جہاں پر اب بڑی بڑی اونچی عمارات تعمیر ہوچکی ہیں۔ انہی عمارات میں ایک عمارت " شریف زید" کی ہے۔ جس کے اندر یہ کنواں واقع ہے جہاں تک رسائی ناممکن ہے۔

سید سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس میں لعاب دہن ڈالا تھا اور اپنے ہاتھ سے مجھے اس کا پانی بھی پلایا تھا۔ ابن زبالہ ابی اسیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس کنویں کے لیے دعا برکت فرمائی۔ محمد کہتے ہیں اہل مدینہ میں سے جب کوئی بیمار ہوجاتا تو کہتا مجھے بئر بضاعہ سے غسل کرادو۔ چنانچہ غسل کے بعد وہ صحت یاب ہوجاتا۔

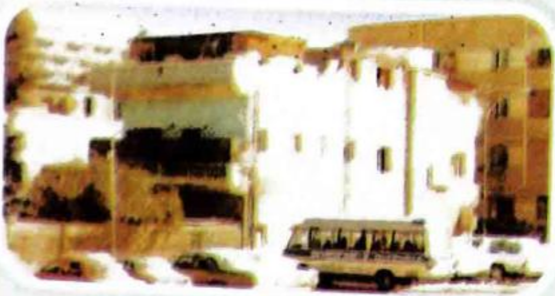
ابن شیبہ نے سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں میں اسی کنویں کا پانی رسول اللہ ﷺ کے پینے کے لیے لے جاتے تھے۔ سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی کنویں کا پانی پی کر یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ پانی پاک وصاف رہتا ہے اگر اس میں باہر کی کوئی آلودگی شامل ہونے کا احتمال نہ ہو۔

کنویں کی موجودہ حالت

یہ کنواں الشامی کے علاقے میں تھا لیکن عمارتیں بنانے کے مقصد کی خاطر یہ باغات صاف کردیے گئے۔ یہ بهذا نامی باغ کے وسط میں تھا جو آخر کار شریف شحات اور شریف ناصران دو بھائیوں کی ملکیت میں آیا جو شریف علی الحیار کے بیٹے تھے اور جنہوں نے اس کنویں کو وقف کردیا۔

باغ کی جگہ پر کئی تعمیرات ہوئیں زید ابن شحات نے جو اس وقف کے متولی تھے ایک عمارت بنوائی اور اب وہ کنواں اس عمارت کے وسط میں ہے۔ انہوں نے اس کنویں میں ایک پمپنگ مشین بھی لگوائی تاکہ اس کا پانی عمارت کے سامنے ایک باغیچے کی سینچائی کے کام آسکے۔

شریف زید نے لوگوں کو پہنچنے کی اجازت دی ہے جو اس کنویں کی زیارت کرنا چاہیں، اس کنویں کو ایک پختہ کمرے میں محفوظ کردیا گیا ہے جو خاص طور سے کنویں کی حفاظت کے لیے بہت مضبوط کیا گیا ہے۔ اس کی گہرائی ساڑھے دس میٹر ہے اور قطر چار پانچ میٹر کے درمیان ہے۔



مقام بئر بضاعة۔







بیر البضہ

یہ کنواں قباء کے راستہ میں جنت البقیع سے متصل ہے، ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے، اتفاق سے اس دن جمعہ کا مبارک دن تھا، آپ ﷺ نے اس کنویں پر سر مبارک دھویا، پھر غسل فرمایا۔ کسی مدنی شخص سے معلوم کر کے پتہ چل سکتا ہے، ورنہ مشکل ہے، کیونکہ اب بقیع کی طرف سڑکیں اور عمارتیں بہت بن گئی ہیں۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ شہداء احد اور ان کے بال بچوں کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے، ایک دن تشریف لائے تو مجھے فرمایا: تیرے پاس بیری کے پتے ہیں کہ انہیں پانی میں ملا کر سر دھویا جائے۔ عرض کیا حضور ﷺ پتے حاضر ہیں۔ چنانچہ آپ بصہ کی طرف تشریف لائے، سر مبارک دھویا، اور سر کا دھونی بصہ میں ڈالا۔ ابن نجار فرماتے ہیں یہ کنواں بقیع شریف کے قریب تھا، اس کی چوڑائی چھ یا سات ہاتھ تھی۔ (خلاصۃ الوفاء ص ۳۱۱)۔



تصویر کنواں بصۃ کبریٰ مدینہ منورہ

یہ کنواں باب العوالی کے پاس البقیع کی سمت میں واقع تھا۔ روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک بار اس کے پانی سے سر مبارک دھویا اور وہ پانی اس کنویں میں ڈال دیا۔ اس کے قریب ایک اور چھوٹا کنواں واقع ہے۔

ابو الیمن ابن الزین مراغی فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ پاک میں نبی پاک ﷺ کے پرانے کنوؤں کو میں نے شمار کیا تو اسے سات پایا جس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ اور وہ آریس غرس، رومہ، بضاعۃ، بصہ، بئر حاء اور عُھن ہے۔

بئر حاء

یہ کنواں حرم نبوی ﷺ کے بالکل قریب باب المجیدی میں اصطفاء منزل کے پیچھے واقع ہے، مگر اب وہ ایک عمارت کے اندر آ گیا ہے اس وقت یہ کنواں باب عثمان کے سامنے ایک مکان میں ہے جس کی وجہ سے عام لوگ اس کے مبارک وشیریں پانی سے محروم ہو گئے ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں اس کنویں کے اردگرد بہت سے درخت تھے، آپ اکثر اوقات تشریف لاکر ان درختوں کے سایہ میں بیٹھتے اور اس کنویں کا پانی نوش فرماتے۔

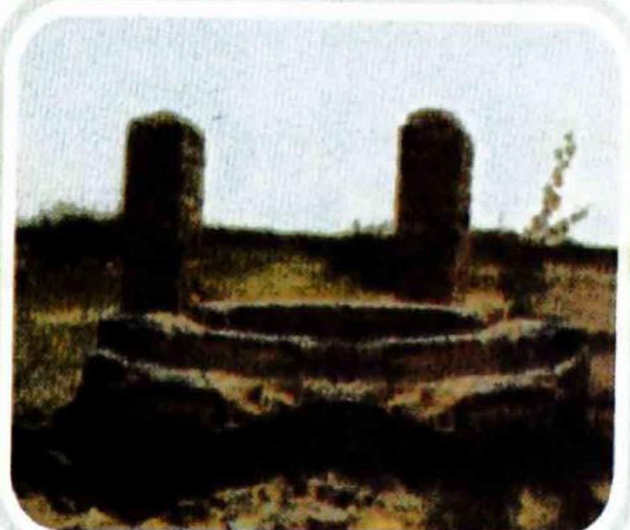
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ طیبہ کے انصار میں سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغات سب سے زیادہ تھے اور انہیں اپنے تمام باغات میں بئر رحاء، بہت ہی زیادہ پسند تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی شریف کے قریب ہونے کی وجہ سے حضور انور ﷺ اکثر وہاں تشریف لے جاتے اور اس کا ٹھنڈا، میٹھا اور لذیذ پانی نوش فرماتے پھر جب آیت نازل ہوئی:

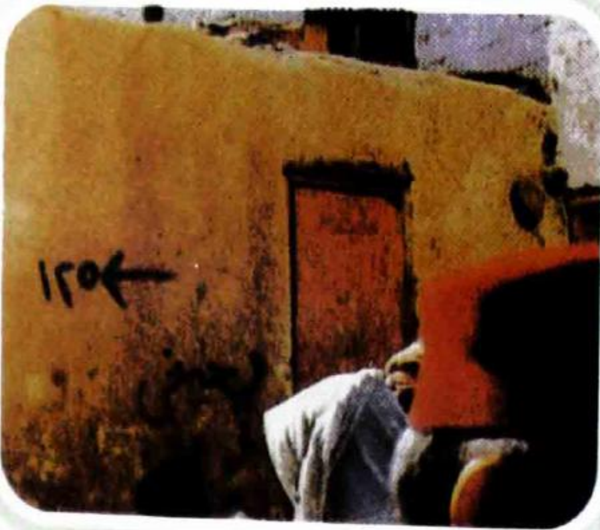
" لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون. "

تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض پرداز ہوئے کہ مجھے بئر جاء بے حد پسند ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری راہ میں پسندیدہ چیز ہی خرچ کر کے نیکی کے کامل درجہ کو پہنچ سکتے ہو لہٰذا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام پر بئر حاء کو خیرات کرتا ہے۔

کنویں کی موجودہ حالت

یہ کنواں اس وقت بھی موجود ہے اس میں ایک پمپ لگا ہوا ہے لیکن وہ اب کارآمد نہیں ہے۔ اب یہاں اس باغ کے کوئی آثار نہیں ہیں جس کا ذکر المطری نے کیا ہے۔ اس کی بجائے یہاں وہ عمارات ہیں جو الکردی خاندان کی ملکیت ہیں، یہاں ایک چھوٹی سی غیر آباد مسجد ہے جو کنویں کے جنوب میں واقع ہے۔





جدہ سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے حدود حرم سے کچھ پہلے سڑک کے دائیں جانب واقع حدیبیہ کا تاریخی کنواں اس کنویں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے پانی کی سہولت کے پیش نظر اس کے قریب پڑاؤ ڈالا تھا۔ آج بھی اس میں وافر مقدار میں پانی موجود ہے۔

بئر اریس یا بئر خاتم

یہ کنواں مسجد قبا شریف کے قریب ہی دائیں طرف واقع ہے۔ نجدی حکومت نے اس کے اندر مٹی اور پتھر وغیرہ ڈال کر اس کا پانی خشک کروادیا ہے، حالانکہ اس کا پانی نہایت شریں اور لطیف تھا کیونکہ اس میں آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ڈالا تھا۔ چونکہ لوگ اس کو تبرکاً پیتے اور اپنے ہمراہ لاتے تھے اور یہ ان کے نزدیک غالباً شرک تھا اس لیے اس کو بند کروادیا ہے۔

حضور ﷺ نے اس کنویں میں اپنا لعاب دہن ڈالا تھا، اسی کی برکت سے اس کا پانی شریں اور لطیف ہوا تھا، ورنہ پہلے اس کا پانی میٹھا نہ تھا۔ بعض مرتبہ حضور اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ اس کنویں پر شریف لاتے اور اس میں پاؤں لٹکا کر بیٹھے رہتے۔

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو کیا اور پھر باہر نکلے اور اپنے دل میں کہا کہ آج سارا دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ مسجد میں آیا نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ اس طرف نکل گئے ہیں۔ میں بھی آپ ﷺ کے بارے میں پوچھتے پوچھتے آپ کے پیچھے نکل پڑا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ بئر اریس میں داخل ہوگئے اور میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا اس کا دروازہ کھجور کی ٹہنیوں سے بنا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوگئے تو آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔ میں اٹھ کر آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اس حال میں کہ آپ ﷺ بئر اریس پر تشریف فرما تھے۔ اس کی منڈیر کے درمیان میں، پنڈلیاں مبارک ننگی تھیں اور دونوں پاؤں مبارک کنویں میں لٹکائے ہوئے تھے۔ تو میں نے جا کر سلام عرض کیا۔ پھر میں واپس آ کر دروازے کے پاس بیٹھ گیا اور کہا کہ آج کا دن میں رسول اللہ ﷺ کے لیے دربان رہوں گا۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بشارت جنت

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا ابوبکر۔ میں نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! ابوبکر اجازت طلب کررہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" ائذن له وبشره بالجنة. "

ترجمہ: "انہیں اندر آنے کی اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی دو۔"

میں آیا اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا اندر آجاؤ اور رسول اللہ ﷺ تمہیں جنت کی بشارت بھی فرمارہے ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکالیے اور اپنی پنڈلیاں بھی ننگی کرلیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ کیے ہوئے تھے۔ پھر میں واپس لوٹا اور بیٹھ گیا میں نے اپنے بھائی کو وضو کرتے ہوئے چھوڑا تھا کہ وہ پیچھے سے مجھے آملے گا تو میں نے کہا اگر اللہ تبارک وتعالیٰ فلاں کے لیے بھلائی کا ارادہ فرمائے وہ آجائے۔ اس سے ان کی مراد اپنا بھائی ہے۔

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بشارت جنت

اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی میں نے کہا کون ہے؟ تو اس نے کہا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میں نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر جایے۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا، اور کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجازت طلب کررہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" ائذن له وبشره بالجنة. "

ترجمہ: "انہیں اندر آنے کی اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی دو۔"

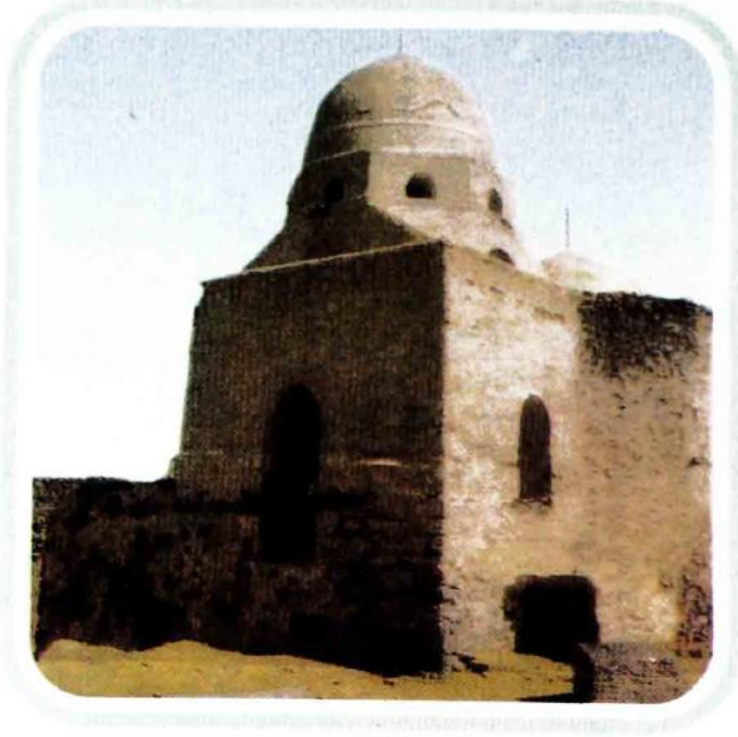
میں آیا۔ تو انہیں کہا اندر داخل ہوجاؤ اور رسول اللہ ﷺ نے تمہیں جنت کی بشارت بھی دی ہے۔ وہ اندر داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور کنویں میں پاؤں لٹکالیے۔

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بشارت جنت

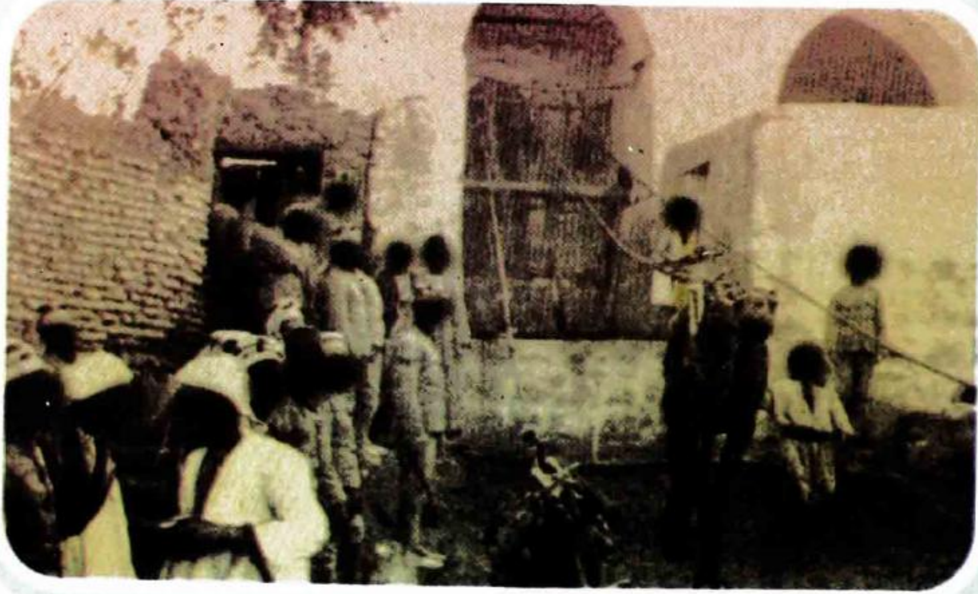
پھر میں واپس لوٹا اور بیٹھ گیا۔ میں نے دل میں کہا اگر اللہ تبارک وتعالیٰ فلاں کے بارے میں بھلائی کا ارادہ فرمائے تو وہ آجائے۔ اتنے میں ایک اور آدمی آیا اور دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ تو اس نے کہا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میں نے کہا ذرا ٹھہر جایے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" ائذن له وبشره بالجنة على بلوى تصيبه. "

ترجمہ: انہیں آنے کی اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ اس آزمائش اور مصیبت کے ساتھ جو انہیں پہنچے گی۔ میں واپس آیا اور انہیں کہا اندر آجاؤ۔ اور رسول اللہ ﷺ تمہیں جنت کی بشارت دیتے ہیں اس آزمائش اور مصیبت کی شرط پر جو تمہیں پہنچے گی۔ وہ اندر داخل ہوئے اور منڈیر کو بھرا ہوا پایا تو آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔



بئر خاتم جہاں حضور ﷺ کی انگوٹھی مبارک گر گئی تھی اور بہت کوشش کے بعد بھی نہ ملی۔



بئر خاتم کی قدیم تصویر

اریس کنواں پر قبہ بنا ہوا ہے اس کنویں میں آپ ﷺ نے اپنا لعاب ڈالا تھا جس کی برکت سے یہ میٹھا ہو گیا تھا لوگ برکت سمجھ کر اس کا پانی لے جاتے تھے حکومت سعودیہ نے اب اس کو بند کر دیا ہے۔ ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ایک دن میں آپ ﷺ کو ڈھونڈ رہا تھا تلاش کیا تو میں نے آپ کو اریس کے کنویں پر پاؤں لٹکائے پایا۔

وہ کنواں جس میں حضور اکرم ﷺ کی انگوٹھی مبارک گر گئی تھی

حضور اکرم ﷺ کی انگوٹھی مبارک جس پر محمد الرسول اللہ نقش تھا، آپ پہنا کرتے تھے۔ آپ کی وفات شریف کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں میں تھی۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو پہنا اور ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں میں تھی۔ ایک دن وہ اسی کنویں مبارک میں پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے اور اس انگوٹھی کو انگلی میں پھرا رہے تھے کہ اچانک وہ اس کنویں میں گر گئی۔ تین روز تک کنویں میں اس کی تلاش کروائی سارا پانی باہر نکلوایا مگر وہ نہ ملی۔ انگوٹھی مبارک گرنے کا اتفاق خلافت عثمانیہ کے چھٹے برس میں ہوا تھا۔

انگوٹھی کا گم ہونا تھا کہ فتنوں کا سیلاب امڈ آیا۔ اور اسلامی مملکت کا شیرازہ تار تار ہو کر بکھر گیا۔ اس مقدس انگوٹھی میں انسانی ادراک سے ماورا کچھ ایسے اسرار پنہاں تھے جو گمشدگی کے بعد ظاہر ہونے لگے۔ جس طرح سیدنا سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی گم ہوتے ہی مملکت افراتفری کا شکار ہو گئی تھی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بھی فتنے جان لیوا ثابت ہوئے۔

مورخ ابن النجار نے کنویں کی پیمائش یوں بیان کی ہے ۲۱ فٹ گہرا اور ۸ فٹ چوڑا جب کہ پانی پانچ فٹ گہرا تھا اور جس کی منڈیر پر حضور اقدس ﷺ اور آپ کے خلفاء بیٹھے تھے، وہ ۴ فٹ بلند تھی۔ ۷۱۴ ھ، ۱۳۱۴ء میں صفی الدین السلامی نے اس کی سیڑھیوں کی تجدید کرائی۔ بعد ازاں حکومت عثمانیہ نے بھی اس کی اصلاح و مرمت کرائی، مگر ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۲ء میں اس کا پانی خشک ہو چکا تھا۔

آپ ﷺ نے پیشین گوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''اے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن یہ انگوٹھی تمہارے ہاتھ سے بئر اریس میں گرے گی، اس کے بعد تمہارے خلاف فتنوں کا دروازہ کھل جائے گا۔''

چنانچہ ایک روز وہ انگوٹھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے کنویں میں گر گئی اور آپ کے خلاف فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔ اس کنویں میں پانی کمر تک تھا، آپ نے پانی کے ساتھ مٹی تک نکلوا دی اور تین دن تک اس کی تلاش جاری رکھی مگر انگوٹھی کا پتہ نہ چلا۔

۱۹۴۷ء تک لوگوں کو اس کنویں کی زیارت کا موقع ملتا تھا اور لوگ پاؤں لٹکا کر بیٹھنے کی سعادت بھی حاصل کرتے تھے، اس وقت تک اس میں پانی تھا اور استعمال میں بھی آتا تھا۔ پھر ۱۹۵۶ء میں بھی پانی تھا اور استعمال میں بھی آتا تھا۔

پھر ۱۹۶۴ء میں پانی خشک ہو چکا تھا، لوہے کی سیڑھی سے مقامی بچے اس میں نیچے اتر جاتے تھے۔ پھر ۱۹۶۸ء میں تو کنواں سڑک کی توسیع میں آ چکا تھا، پرانے جانے والے لوگ تو سمجھ جاتے تھے، نئے آدمی اس کی جستجو ہی نہیں کرتے تھے کہ حتیٰ کہ ۱۹۷۱ء میں ایسا غائب کر دیا گیا کہ نشان تک باقی نہ رہا کہ کہاں تھا، اب وہاں سڑک بنی ہوئی ہے۔ (از قاری شریف احمد)۔



اریس کا قدیم کنواں (۱۳۲۰ھ) قدیم تصویر

بئر رومہ یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کنواں

رسول پاک ﷺ کی مدنی زندگی کے ابتدائی دور میں جب پانی کی شدید قلت ہوگئی اور مسلمان پانی کے محتاج ہونے لگے تو اس وقت بئر رومہ (رومہ کا کنواں) ایک یہودی کی ملکیت تھا۔ وہ مسلمانوں کو اس کا پانی نہایت مہنگے داموں میں فروخت کیا کرتا تھا۔ مسلمان اس وقت نہایت تنگی کی زندگی گزار رہے تھے اور ان کے لیے "بئر رومہ" کا پانی خریدنا نہایت مشکل تھا۔
رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ مسلمانوں کی خوشحالی اور ان کی سرابی کے لیے یہ کنواں کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔
اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کنویں کو خریدنے کی خواہش کا اظہار کیا تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی عملی سخاوت کا ایک اور مظاہرہ کیا۔
رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک تھا:
"جس نے اس کنویں کو خریدا، اسے اللہ تبارک وتعالیٰ جنت میں ایک نہر عطا فرمائیں گے"۔
حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم کے سامنے سر خم تسلیم کر دیا کرتے تھے۔
وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور شدید گرمی کی وجہ سے جب اس میں پانی کی کمی ہوگئی تو ایک بار پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"من حصر بئر رومة فله الجنة."
کہ جس نے بئر رومہ کھدوایا اس کے لیے جنت کی بشارت۔ تو پھر ایک بار یہ عظیم سعادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں ہی آئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ اس کنویں کو کھدوایا اور جنت کی عظیم سعادت کے مستحق ٹھہرے۔ انہوں نے یہودی سے منہ مانگی رقم یعنی تقریباً ۲۵ ہزار درہم میں وہ کنواں خریدا اور ہدیۃ (مفت) مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔
میرے اللہ کی مصلحت کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں بدبختوں نے اپنے محسن پر اسی کنویں کا پانی بند کر دیا۔ بعد میں آپ مسجد النبوی ﷺ میں شہید کیے گئے۔
یہ نہایت مقدس جگہ ہے، اسلامی تاریخ کا ایک جھروکہ ہے، زائرین اگر پرائیویٹ گاڑیوں سے مسجد قبلتین سے واپس ہوتے ہوئے شمال کی جانب کچے راستے پر چلیں تو یہ کنواں نظر آتا ہے۔ وہاں سعودی حکومت نے "بئر عثمان" کے نام سے ایک بورڈ لگایا ہوا ہے، عربی میں "بئر" کنویں کو کہتے ہیں۔ ۷۵۰ھ میں اس کنویں کو ایک بار پھر تعمیر کیا گیا اور لوگ اس کے پانی سے سیراب ہوتے رہے۔
۱۳۹۲ھ، ۱۹۷۲ء سے کنواں اور اس کے گرد وپیش واقع باغات اور کھیتی وغیرہ اوقاف مسجد نبوی کے زیر اہتمام ہیں۔ گائے، مرغیاں اور خرگوش بھی پائے جاتے ہیں اور ان کے لیے چارہ اور خوراک بھی انہی کھیتوں میں اگائی جاتی ہے۔
امام مراغی امام مطری کا قول نقل کرتے ہیں کہ مذکورہ کنواں عرصہ سے خراب پڑا تھا۔ پھر بھی خستہ حال گرے پڑے تھے بعد کے کسی دور میں صفائی کر کے تعمیر ومرمت کیا گیا اور قد آدم کے برابر بلند منڈیر بنائی گئی۔ تو پھر خراب ہو جانے پر ۷۵۰ھ ۱۳۴۹ء میں قاضی شہاب الدین احمد بن محمد بن محمد بن المحب الطبری قاضی مکۃ المشرفۃ نے اس کی تجدید کرائی اور پانی جاری کرایا۔
جس وقت رحمت کائنات ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس وقت بئر رومہ کے سوا تمام کنویں کھارے تھے۔ اور اس کنویں کا مالک پانی قیمتاً فروخت کرتا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بئر رومہ خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دے تو اسے اس کے صلہ میں جنت ملے گی۔ اس پر میں نے وہ کنواں خرید کر امیر، غریب اور مسافر سب کے لیے وقف کر دیا۔ (ترمذی)

جائے وقوع السمہودی کے بیان کی رو سے یہ کنواں وادی العقیق کے وسط اور مسجد قبلتین کے شمال میں تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ ابن النجار کے بیان کے مطابق اس کی گہرائی ۸ میٹر اور چوڑائی ۳،۶ میٹر تھی۔
المطری کے بیان کی رو سے مکہ معظمہ کے قاضی محمد ابن المحب الطبری نے اسے ۷۵۰ھ ۱۳۵۲ء میں ٹوٹ جانے کے بعد دوبارہ تعمیر کرایا تھا۔
یہ کنواں جس میں اب پانی نہ ہونے کے برابر ہے ایک باغ کے وسط میں واقع ہے اور وادی العقیق کے کنارے بڑے بڑے سیاہ پتھروں سے ڈھکا ہوا ہے، یہ باغ مسجد نبوی کے اوقاف کی ملکیت ہے اور وزارت زراعت وآبپاشی کو پٹے پر دیا ہوا ہے اور محکمے نے اس باغ کو زراعتی تجربات کا سینٹر بنا رکھا ہے۔





بئر سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بئر رومہ)

وہ خشک کنویں جہاں سے معجزانہ طور پر آپ ﷺ کی دعا سے پانی جاری ہو گیا۔
بئر روحا۔ ایک روایت کے مطابق ستر انبیائے کرام نے اس کنویں کا پانی پیا ہے۔







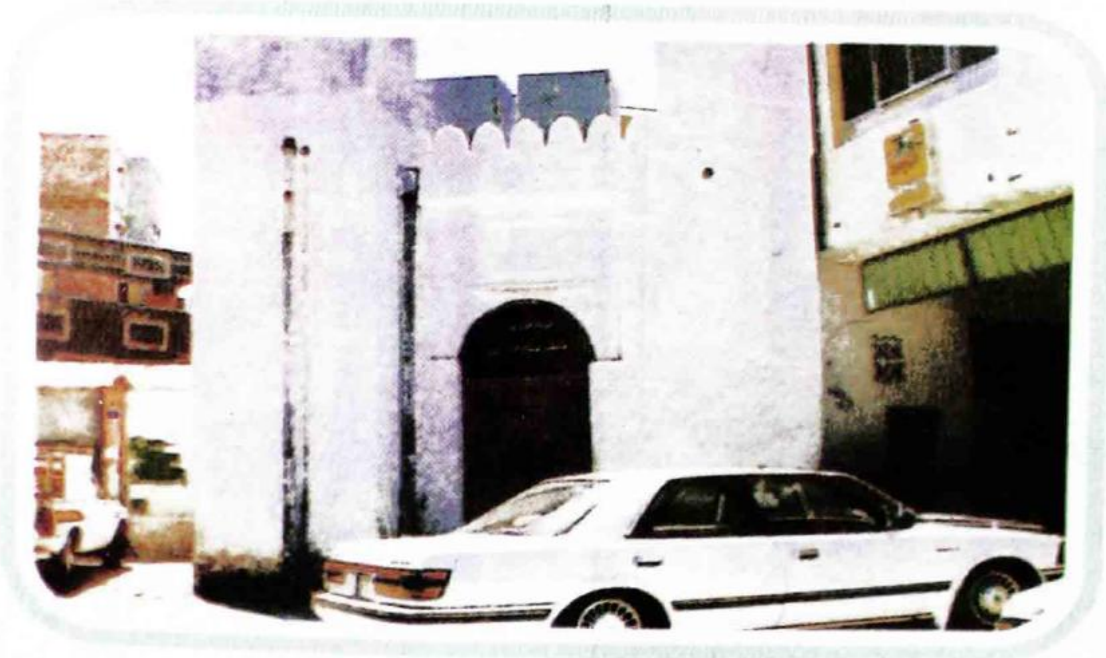


عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنویں کا منظر جسے آپ نے یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کیا۔



یہ کنواں مدینہ کے زرخیز علاقے میں العقیق وادی کے قریب واقع ہے یہ کنواں مزینہ کے ایک آدمی نے کھودا تھا اور پھر اس نے رومہ الغفاری کے ہاتھ فروخت کردیا۔ یہ کنواں مدینہ منورہ کے شیریں ترین پانیوں میں سے تھا اور نبی اکرم ﷺ اس کا پانی بے حد پسند فرماتے تھے۔

روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ اس کنویں کا پانی مسلمانوں کیلئے حاصل کرنا چاہتے تھے مگر مالک دینے پر راضی نہ تھا۔ جب یہ بات حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم میں آئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے عام کردیا۔ یہ کنواں آج بھی موجود ہے۔



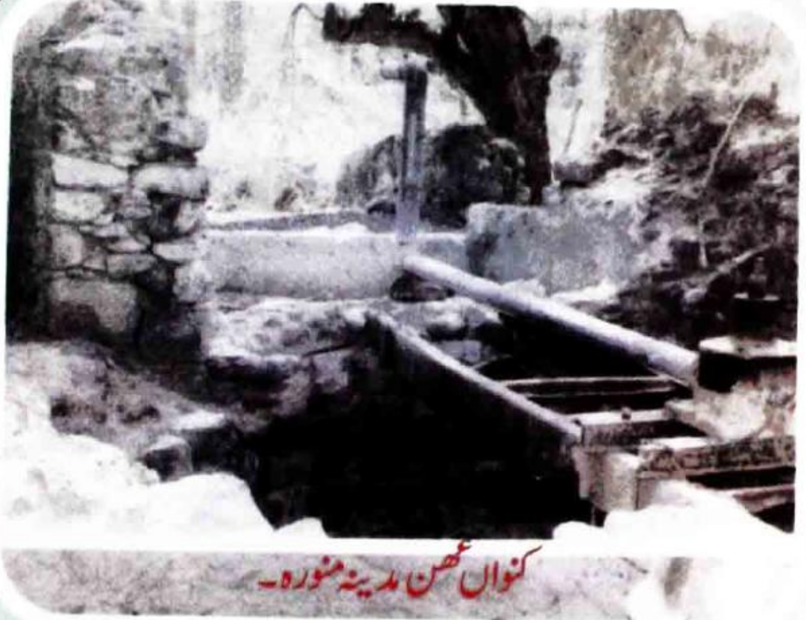
طویٰ کا کنواں۔ حضور ﷺ فتح مکہ کی رات یہاں رہے اور صبح اس کنویں کے پانی سے غسل فرما کر مکہ شہر میں داخل ہوئے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ وہ ذی طویٰ میں رات گزارتے پھر صبح کو غسل کر کے مکہ مکرمہ داخل ہوتے، اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔



اس کنویں کا پانی کھارا تھا آپ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا جس کی برکت سے یہ میٹھا اور فرحت بخش ہوگیا۔





کنواں عہن مدینہ منورہ۔



بئر العہن نامی کنویں کا اندرونی منظر

بئر ذروان

چند کافروں نے حضور ﷺ کے موئے مبارک لے کر جادو کر کے دبا دیے تھے۔ جس کا اثر طبع انور پر یہ ہوا کہ ایک کام فرما کر دریافت فرماتے فلاں کام کرلیا گیا ہے۔ آپ آرام فرما رہے تھے کہ دو فرشتے حاضر ہوئے، ایک دوسرے سے پوچھتا ہے، حضور ﷺ کی طبعیت کیسی ہے؟ دوسرے نے جواب دیا، لبید بن عاصم کی لڑکیوں نے جادو کیا ہے۔ پہلے نے کہا کیسے اور کہاں؟ دوسرے نے کہا بالوں میں جادو کیا گیا ہے، بئر ذروان میں پتھر کے نیچے دبا دیے گئے ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور وہ موئے مبارک نکال لیے گئے۔ بعض لوگوں نے اس روایت کا بھی انکار کردیا کہ نبی پر جادو ہو ہی نہیں سکتا۔ گویا انہوں نے جادو کو نبوت کے منافی سمجھا، اگر بیماری زخم تکلیف نبوت کے منافی نہیں تو جادو کیسے ہوگیا۔ بات یہ تھی لوگ حضور ﷺ کو جادوگر کہتے تھے۔ لبید اور اس کی بچیوں نے تجربہ کیا، کہ پتہ کریں یہ جادوگر ہے یا نبی، تو جادو کیا جادوگر پر جادو کا اثر نہیں ہوتا اگر یہ معمولی اثر بھی نہ ہوتا تو وہ سمجھ جاتے، یہ جادوگر ہے اثر اس لیے ہوگیا کہ پتہ چل جائے کہ یہ نبی ہے جادوگر نہیں ہے۔

بئر زرع

ابن زبالہ فرماتے ہیں حضور ﷺ ایک مرتبہ بنی خطمہ کے ہاں تشریف لائے، اور ایک بوڑھی اماں کے گھر نماز ادا فرمائی۔ پھر بنی خطمہ کی مسجد میں تشریف لائے پھر ان کے کنویں پر گئے جو مسجد کے صحن میں تھا، اس سے وضو فرمایا اور لعاب دہن ڈالا۔


مقام بئر البوصۃ



جب حضور ﷺ تبوک پہنچے تو وہاں موجود چشمے میں پانی بہت کم تھا، آپ ﷺ نے اپنے چہرۂ مبارک اور ہاتھوں کا دھوون اس چشمے میں ڈالا تو وہ جوش مار کر پھوٹ پڑا اور تیس ہزار پر مشتمل لشکر اسلام اس سے اپنی ضرورتیں پوری کرتا رہا۔ یہ قلعہ ترکوں نے اسی چشمے کے گرد تعمیر کیا ہے۔



حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کنواں

تاریخ مدینہ منورہ کی اکثر کتب میں ''ذوالحلیفہ'' کے مقام پر کنوؤں کا ذکر ملتا ہے:

'' ذو الحليفه بها عدة آباد والماء فيها كثير. ''

ذوالحلیفہ میں کثرت سے کنویں اوران میں پانی کی بھی کثرت ہے یہی کنویں بعد میں آبار علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی وفاء الوفاء میں بئر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا ہے:

'' بذى الحليفه البئر التى تسميها العوام بئر عليٌّ ابن ابى طالب. ''

ترجمہ: ''کہ ذی الحلیفہ میں ایک کنواں بئر علی کے نام سے عوام میں مشہور ہے۔''

انہی میں سے ایک کنویں کے قریب آپ ﷺ نے غسل فرما کر احرام باندھا تھا۔ آہستہ آہستہ یہ کنویں ختم ہوتے گئے اور صرف ایک کنواں باقی رہ گیا جو بئر علی کے نام سے مشہور ہوا۔ مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں جانب مشرق ایک مختصر احاطہ میں باغ سیدہ فاطمہؓ ہوا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک کنواں تھا جس کے اوپر قبہ بنا ہوا تھا۔ اس کنویں کو بئر النبی ﷺ بھی کہتے تھے۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے سفر نامہ حجاز میں بیان کرتے ہیں کہ کنواں تو پہلے سے موجود تھا لیکن اس میں آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ڈالا ،فرماتے ہیں کہ اس کا پانی ایسا بامزہ اور اتنا شیریں تھا کہ میں نے اپنی زندگی میں ایسا پانی نہیں پیا۔

ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن بطوطہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی کتابوں میں اس کنویں کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔ عوام اسے کوثر کا کنواں اور اس کے پانی کو آب کوثر سے یاد کرتے تھے۔ کتاب الرحلۃ الحجازیہ (ص ۲۵۷) کے مطابق اہل مدینہ اس کنویں کا پانی امراء و حکام کو ہدیہ پیش کرتے تھے۔ بعدازاں اس بابرکت کنویں کو بند کردیا گیا اور بستان سیدۃ فاطمۃ الزہراؓ کو بھی مٹا دیا گیا۔



اس جگہ عہد عثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کنواں تھا یہ جگہ میقات کے قریب واقع ہے۔

بئر علی

بئر القراضہ

ابن زبالہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں جب ان کے والد کا انتقال ہوگیا تو قرض خواہوں نے اپنے اپنے قرض کا مطالبہ کیا۔ آپ فرماتے ہیں میں نے قرض خواہوں سے کہا آپ بئر القراضہ لے لیں انہوں نے انکار کردیا۔ (شاید اس کی مالیت کم تھی) یہ واقعہ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا۔ حضور ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ اس جگہ تشریف لائے۔ اس کنویں میں لعاب دہن ڈالا اور دعا برکت فرمائی۔ اس سال اس پانی کی برکت سے یہاں کے پھلوں میں کئی گناہ اضافہ ہوا۔ اب پھلوں سے قرض خواہوں کو ادائیگی کردی گئی۔



بئر غرس کی جدید تصویر اب یہاں اطراف میں تعمیرات بھی ہوچکی ہیں۔

عبدالحمید بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سید عالم ﷺ نے بنو قریظہ کا محاصرہ فرمایا تو آپ نے یہاں خیمہ لگایا۔ یہاں کی مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ اس کنویں کا پانی نوش فرمایا۔



بئر غرس کی جدید تصاویر اکتوبر 2000

بئر مستیرب (بئر الیھوب)

یہ کنواں ''الحیش'' کے علاقے میں مکہ جانے والی شاہراہ پر واقع ہے۔ یہ کنواں پہاڑوں سے گھرے ہوئے ایک ویرانے میں واقع ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی سپاہ کے ساتھ غزوۂ بدر کیلئے تشریف لے جاتے ہوئے اس کنویں کے پاس پڑاؤ ڈالا۔ یہ کنواں آج بھی موجود ہے اوراس میں پانی کی وافر مقدار ہے جو اس تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے۔

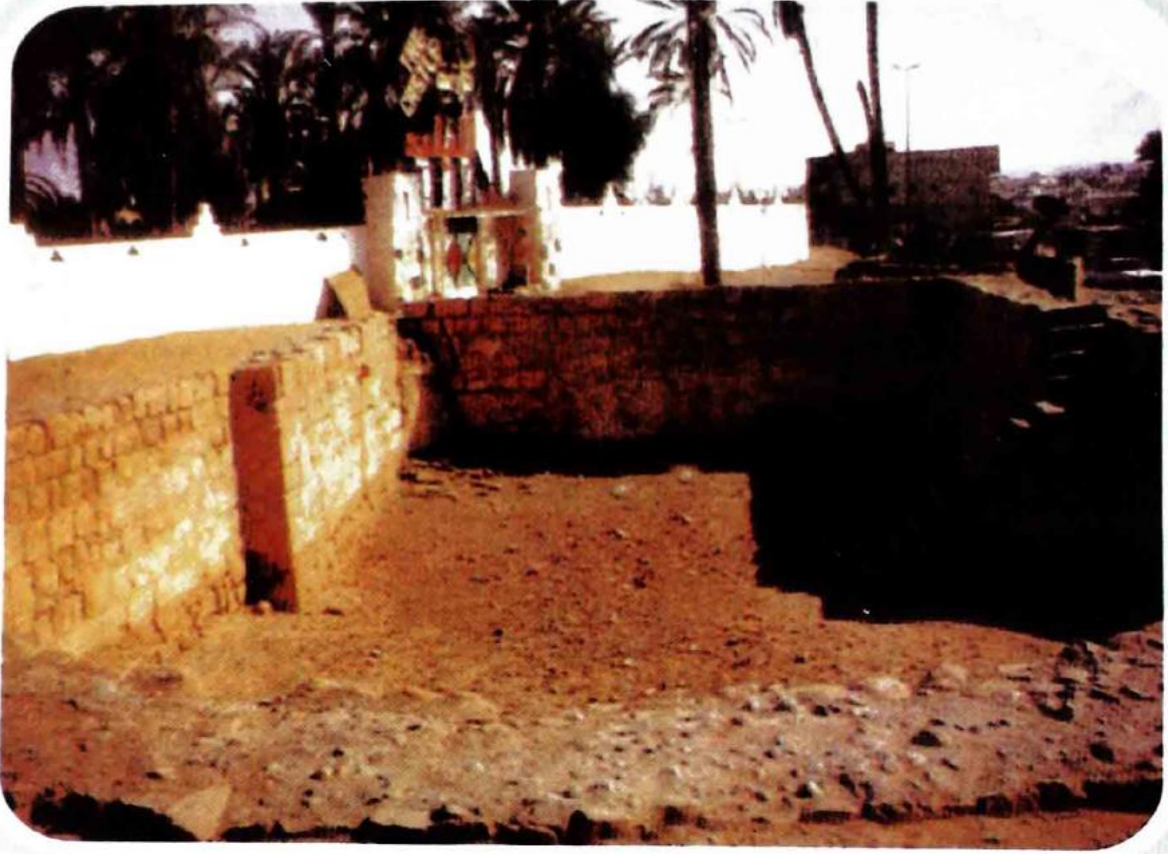




مہر نبوی (انگوٹھی)



وہ کنواں ہے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے آپ ﷺ کی انگوٹھی گر گئی تھی۔



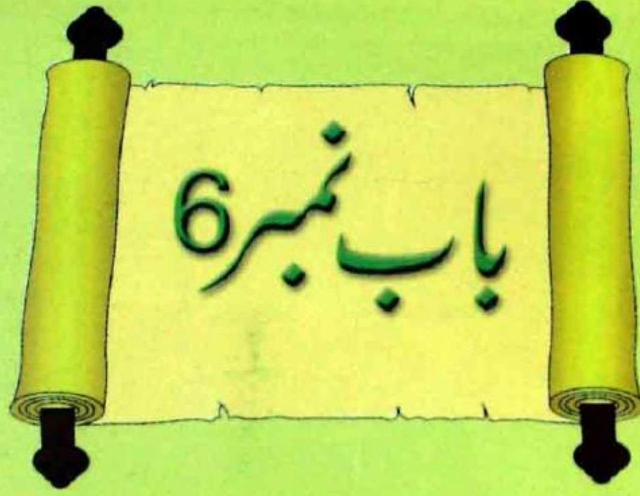
بئر عہن

عوالی مدینہ میں ایک باغ واقع ہے۔ رسول اللہ ﷺ یہاں تشریف لائے اور وضو کر کے نماز ادا فرمائی۔ ان متبرک کنوؤں کا پانی رسول اللہ ﷺ نے استعمال فرمایا اور اپنا لعاب مبارک اور وضو کا بچا ہوا پانی ان میں ڈالا ہے۔ تاکہ جب تک بھی یہ کنویں باقی رہیں رسول اللہ ﷺ کا بچا ہوا پانی امت کو نصیب ہوتا ہے اور ہر ایک ان کی خیر و برکت سے سرفراز ہو۔ یہ کنواں قبا کے شرقی جانب باغ میں واقع ہے۔

مزید اور (۱۳) انمول کنویں

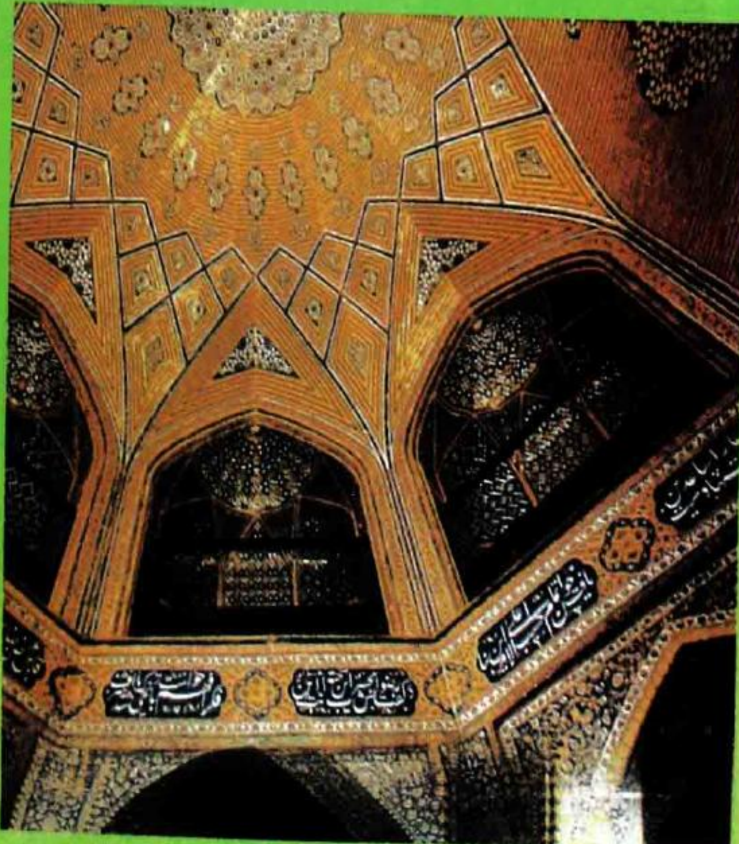
ان مذکورہ کنوؤں کے علاوہ مکہ و مدینہ میں بے شمار متبرک کنویں موجود ہیں۔ جن میں سے ۱۳ کنوؤں کی تفصیل پڑھنے کے لیے احقر کی کتاب مسجد نبوی کا تصویری البم کا مطالعہ کریں۔

ایک غزوہ میں حضور ﷺ کے معجزے کے طور پر جب چشمے کا پانی فوارے کی مانند ابلنے لگا تو اسے ذخیرہ کرنے کیلئے قریب ہی تین حوض تعمیر کیے گئے۔ یہ تینوں آج تک موجود ہیں......





مکہ و مدینہ کی حضور ﷺ سے منسوب مشہور مساجد



مکہ اور مدینہ کی مشہور مساجد (یعنی مقام النبی ﷺ)

جس خاک پہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے سجدوں کے نشان ہیں وہ ہے مرے اسلاف کی تاریخ کا حصہ ان مساجد کے بارے میں لوگ افراط وتفریط (کمی وزیادتی) میں مبتلا ہیں۔ ایک گروہ تو بعض مساجد کے نشانات ختم کردینے کا ذہن رکھتا ہے۔ ''اللہ تبارک وتعالیٰ انہی ہدایت عطا فرمائے'' صحیح اور درست بات یہ ہے کہ یہ تاریخی نشانات ہیں جنہیں ہمارے لیے محفوظ کردیا گیا ہے اور ان کیلئے بھی جو ہمارے بعد آئیں گے۔ غور کرنے والا طالب علم اور تحقیق کرنے والا مورخ اس کے ہر حصے میں اسلام ومسلمانوں کے تاریخی صفحات واوراق محفوظ پائے گا۔ اور اپنی آنکھوں سے اسلام کے عظیم سپوتوں اور بہادروں کے کارناموں کو زندہ وپائندہ محسوس کرے گا اور بعض غزوات اور انصار کے قبائل کے ٹھکانوں کی معلومات حاصل کرسکے گا۔

مختلف ادوار میں تاریخی مساجد کی تعمیر

بعض مساجد تو ایسی ہیں جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں تعمیر ہوچکی تھیں۔ ان میں بعض مساجد ایسی ہیں جن میں آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔ بعض ایسی ہیں کہ آپ ﷺ نے وہاں نماز ادا فرمائی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس جگہ کو مسجد قرار دے دیا۔ بعض مقامات ایسے ہیں جہاں نبی اکرم ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز ادا کی لیکن وہاں مسجد نہ تھی چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ مسجد تعمیر کروادی اور پہلے سے بنی ہوئی مسجدوں کو از سرنو تعمیر کروایا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ سنہ ۸۷ھ تا ۹۳ھ میں مدینہ منورہ کے حاکم مقرر کیے گئے۔ انہی مساجد کی معلومات پر مشتمل یہ کتاب ہے اور یہی اس کا موضوع ہے۔

ابن النجار متوفی ۶۴۳ھ لکھتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک (اموی خلیفہ) نے مدینہ منورہ کے گورنر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کو لکھا ہے کہ جس جگہ کی صحیح نشاندہی ہوجائے کہ وہاں نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی وہاں مسجد تعمیر کردی جائے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑے اہتمام سے نشاندہی کرکے ان مساجد کی تعمیر کروادی۔ بعد ازاں امراء، حکام اور عام مسلمان ان تاریخی مساجد کی تعمیر وتجدید، مرمت وتوسیع میں حصہ لیتے چلے آئے ہیں۔ آخری صدیوں میں شاہان عثمانیہ ترکیہ نے ان مساجد کی تجدید اور مرمت کا بہت کام کیا خصوصاً سلطان سلیمان خان عثمانی نے اپنے دور حکومت ۹۱۶۔ ۹۴۸ھ میں مدینہ منورہ کی مساجد کی از سرنو تجدید کی۔

مساجد تبوک

مدینہ منورہ کے راستے میں بیس مساجد ہیں جن میں سے ہر ایک کو رسول اللہ ﷺ کے رکوع وسجود کا شرف حاصل ہے۔

بہت سی مساجد ایسی ہیں کہ ہم نے اختصار کی غرض سے صرف ان کے نام لکھ دیے ہیں۔

۱۔ مسجد توبہ۔ ۲۔ مدران کی گھاٹیوں پر واقع مسجد۔ ۳۔ هذرات الزراب۔ ۴۔ مقام اخضر۔ ۵۔ مقام خطمی۔ ۶۔ حبالی۔ ۷۔ برآء۔ ۸۔ شق تارہ۔ ۹۔ ذی الحلیفہ۔ ۱۰۔ ذی الخذفا۔ ۱۱۔ شوشق۔ ۱۲۔ صدر غازی۔ ۱۳۔ حجر۔ ۱۴۔ معبد قزح۔ ۱۵۔ وادی القریٰ۔ ۱۶۔ قریہ بنی عذرہ۔ ۱۷۔ رقعہ۔ ۱۸۔ ذی المروہ۔ ۱۹۔ فیفاء الفحلتین۔ ۲۰۔ ذی خشب۔

مسجد قبلتین

حضور ﷺ نے جب مدینہ سے ہجرت فرمائی تو آپ ﷺ سترہ ماہ تک اپنے معمول کے مطابق بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ آپ ﷺ کی شدید خواہش تھی کہ نماز کا رخ کعبہ کی طرف پھیر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام سے بھی ذکر کیا کہ میری خواہش ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرا رخ یہود کے قبلہ سے پھیر دے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں تو ایک بندہ ہوں آپ ﷺ اپنے رب سے درخواست کیجئے۔

آپ ﷺ دعا کرتے رہے اور ہر نماز کے بعد چہرہ آسمان کی طرف اٹھا لیتے کہ شاید اب حکم ربی آ جائے۔ ہجرت کے اٹھارویں مہینہ میں یعنی شعبان دو ہجری میں بدر کے معرکہ سے ایک ماہ قبل سورۂ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی:

" قد نریٰ تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلة ترضٰھا فول وجھک شطر المسجد الحرام وحیث ماکنتم فولوا وجوھکم شطرہ "

ترجمہ: "تمہارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں لو ہم اسی قبلے کی طرف تمہیں پھیر دیتے ہیں جسے تم پسند کرتے ہو۔ مسجد حرام کی طرف رخ پھیر دو اب جہاں کہیں تم ہو اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔"

کہتے ہیں کہ تحویل قبلہ کا یہ حکم عین حالت نماز میں اسی مسجد میں نازل ہوا تھا۔ اسی لیے اسے مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ لیکن ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ اس روز بشر بن براء بن معرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں دعوت پر تشریف لے گئے، ظہر کا وقت آ گیا، حضور ﷺ نے اپنے اصحابؓ کو دو رکعتیں پڑھائیں تیسری رکعت میں یکا یک یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے کعبے کی طرف رخ پھیر لیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی کعبہ کی طرف پھر گئے۔

اس کے بعد مدینہ اور اطراف مدینہ میں اس کی خوب منادی کرائی گئی۔ خبردار رہو قبلہ بدل کر کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے۔ ایک جگہ منادی کی آواز اس حالت میں پہنچی کہ لوگ رکوع میں تھے حکم سنتے ہی سب کے سب کعبہ کی طرف مڑ گئے۔ بہر حال اس مسجد میں کچھ عرصے پہلے تک دو محرابیں تھیں مگر اب تھوڑے عرصے پہلے بیت المقدس کی طرف کے رخ والا محراب بند کر دیا گیا ہے۔

مسجد القبلتین کی جائے وقوع

یہ مسجد مدینہ منورہ کے شمال غربی جانب بنی سلمہ کے مکان کی سطح زمین پر تعمیر کی گئی، اس کے اطراف میں وادی العتیق کے باغات ہیں جو جانب غرب دور تک چلے گئے ہیں۔

مسجد القبلتین کی تعمیر

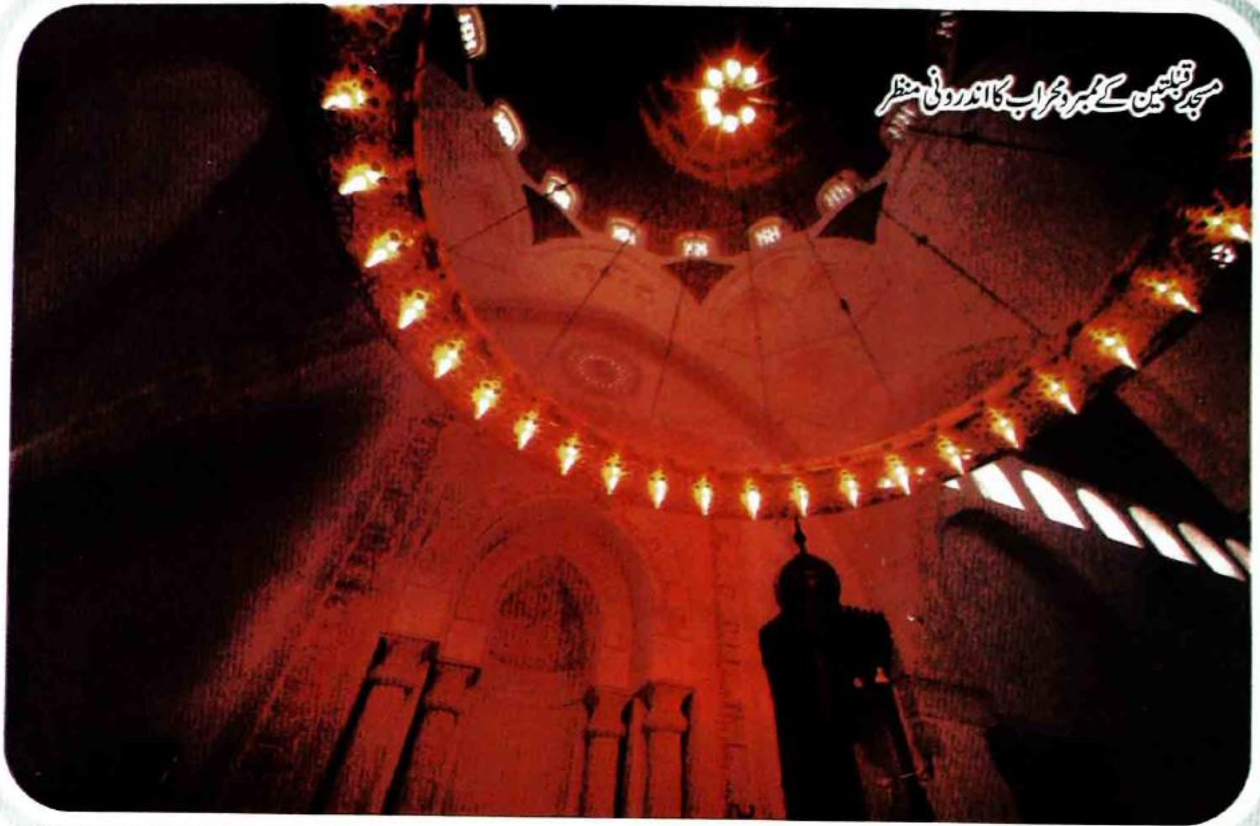
رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں یہ مسجد پتھروں، لکڑی کے لٹھوں اور کھجور کی شاخوں و پتوں سے تعمیر کی گئی تھی۔ مورخین کے بقول ۸۹۳ھ (۱۴۹۱ء) میں شاہین جمالی نے اس مسجد کی اصلاح وتجدید کا کام کرایا اور اس میں ایک نئی چھت ڈلوائی۔ پھر ۹۵۰ھ (۱۵۴۶ء) میں سلطان سلیمان عثمانی نے بھی اس کی تجدید میں حصہ لیا۔

اس کے بعد ملک عبدالعزیز نے مسجد کو از سر نو تعمیر کرایا، اس کے رقبے کو وسعت دی، مینار بنوائے اور اس میں پختہ زینے تعمیر کرائے۔ مسجد کا طول ۹ میٹر اور عرض ۵ء۴ میٹر ہے۔ مسجد کے جنوبی حصے میں ایک محراب بنی ہوئی ہے جو غالباً اسی جگہ ہے جہاں دوران نماز رسول اللہ ﷺ پر قبلہ تبدیل کرنے کا حکم ہوا تھا۔

تاریخ میں سب سے زیادہ توسیع خادم الحرمین شریفین ملک فہد بن عبدالعزیز کے دور میں ہوئی۔

روشنی کے باوجود، نور بکھیرتی ہوئی یہ مسجد خصوصاً رات کے وقت وہ سماں پیدا کرتی ہے کہ آنکھیں ہی نہیں بلکہ روح تک منور ہو جاتی ہے۔ توسیع کے بعد مسجد کا مجموعی رقبہ ۳۹۲۰ مربع میٹر ہو گیا ہے۔ جبکہ پرانی مسجد کا رقبہ ۴۲۵ مربع میٹر تھا۔ موجودہ توسیع شدہ مسجد کی دو منازل میں دو ہزار مرد اور چار سو خواتین بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔

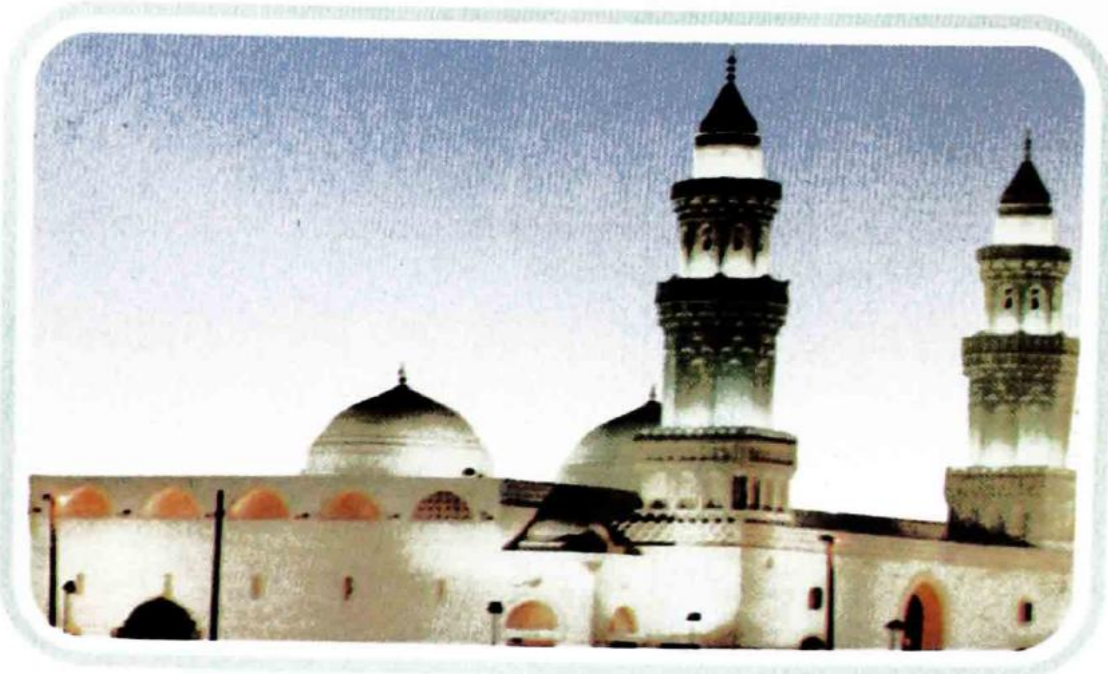
مسجد کی توسیع وتعمیر کے حوالے سے خادم الحرمین شریفین نے حکم دیا کہ اس مقدس اسلامی شعائر کی حفاظت کی جائے اور اسے انقلابی تبدیلیوں کے ساتھ نہایت خوش نما انداز سے بنایا اور سنوارا جائے۔ خادم الحرمین شریفین کے احکام کی تعمیل کرتے ہوئے بن لادن کمپنی نے اس عظیم الشان منصوبے کو بڑی تندہی، جانفشانی اور ماہرانہ انداز سے مکمل کیا۔ مسجد کی تعمیری منصوبہ بندی اور پلاننگ کے لیے اسلامی فن تعمیر اور عصر حاضر کے عظیم آرکیٹیکٹ انجینئر ڈاکٹر عبدالواحد الوکیل کی خدمات حاصل کی گئیں۔


مسجد قبلتین کے ممبر و محراب کا اندرونی منظر





اس مبارک مسجد میں آپ ﷺ مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے نماز ظہر ادا کر رہے تھے کہ نماز ہی میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور آپ کو حکم دیا گیا کہ اب آپ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں۔



مسجد اقصیٰ مسجد حرام کی طرف قبلہ کی تبدیلی

بیت المقدس:۔

بیت المقدس یا بیت المقدس کو القدس بھی کہتے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کا قبلہ اول مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ واقع ہیں۔ اسے یورپی زبانوں میں Jerusalem (یروشلم) کہتے ہیں۔ ''بیت المقدس'' سے مراد ''مبارک گھر'' یا ایسا گھر ہے جس کے ذریعے سے انسان گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ پہلی صدی جنگ میں جب رومیوں نے یروشلم پر قبضہ کیا تو انہوں نے اسے ایلیا کا نام دیا تھا۔ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کا فصلہ تقریباً 1300 کلومیٹر ہے۔ شہر بیت المقدس 31 درجے 45 دقیقے عرض بلد شمالی اور 35 درجے 13 دقیقے طول بلد مشرقی پر واقع ہے۔ بیت الحم اور الخلیل اس کے جنوب میں ہیں اور رام اللہ شمال میں۔ بیت المقدس پہاڑیوں پر آباد ہے۔ انہی میں سے ایک پہاڑی کا نام کوہ صیہون (ZION) ہے جس پر مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرۃ واقع ہیں۔ کوہ صیہون کے نام پر ہی یہودیوں کی عالمی تحریک صیہونیت قائم کی گئی ہے۔

سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بھتیجے لوط علیہ السلام نے عراق سے برکت والی سرزمین یعنی بیت المقدس کی طرف ہجرت کی تھی۔ 620ء میں نبی کریم ﷺ جبریل کی رہنمائی میں مکہ سے بیت المقدس پہنچے اور پھر معراج آسمانی کے لیے تشریف لے گئے۔

مسجد اقصیٰ کی تاسیس:۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے وحی الٰہی کے مطابق مسجد بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کی بنیاد ڈالی اور اس کی وجہ سے بیت المقدس آباد ہوا۔ پھر عرصہ دراز کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام (961ق م) کے حکم سے مسجد اور شہر کی تعمیر اور تجدید کی گئی۔ اسی لیے یہودی مسجد بیت المقدس کو ہیکل سلیمانی کہتے تھے۔

ہیکل سلیمانی کی تباہی:

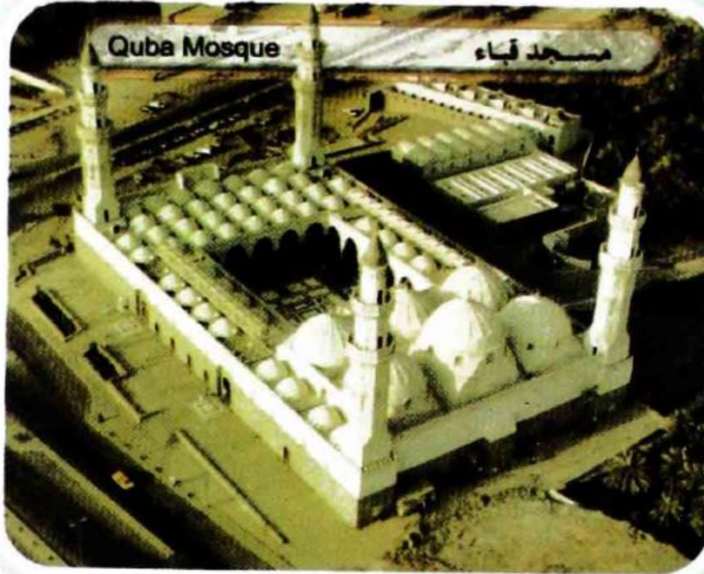
ہیکل سلیمانی اور بیت المقدس کو 586ق م میں شاہ بابل (عراق) بخت نصر نے مسمار کردیا تھا اور وہ ایک لاکھ یہودیوں کو غلام بنا کر اپنے ساتھ عراق لے گیا تھا۔ بیت المقدس کے اس دور بربادی میں حضرت عزیر علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا، انہوں نے اس شہر کو مردہ (ویران) پایا تو تعجب ظاہر کیا کہ کیا یہ شہر کبھی پھر آباد ہوگا؟ اس پر اللہ نے انہیں موت دے دی اور جب وہ سو سال بعد اٹھائے گئے تو یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ بیت المقدس پھر آباد اور پررونق شہر بن چکا تھا۔

بخت نصر کے بعد 539ق م میں شہنشاہ فارس کوروش کبیر (سائرس اعظم) نے بابل فتح کر کے بنی اسرائیل کو فلسطین واپس جانے کی اجازت دے دی۔ یہودی حکمران ہیرود اعظم کے زمانے میں یہودیوں نے بیت المقدس شہر اور ہیکل سلیمانی پھر تعمیر کر لیے تھے۔

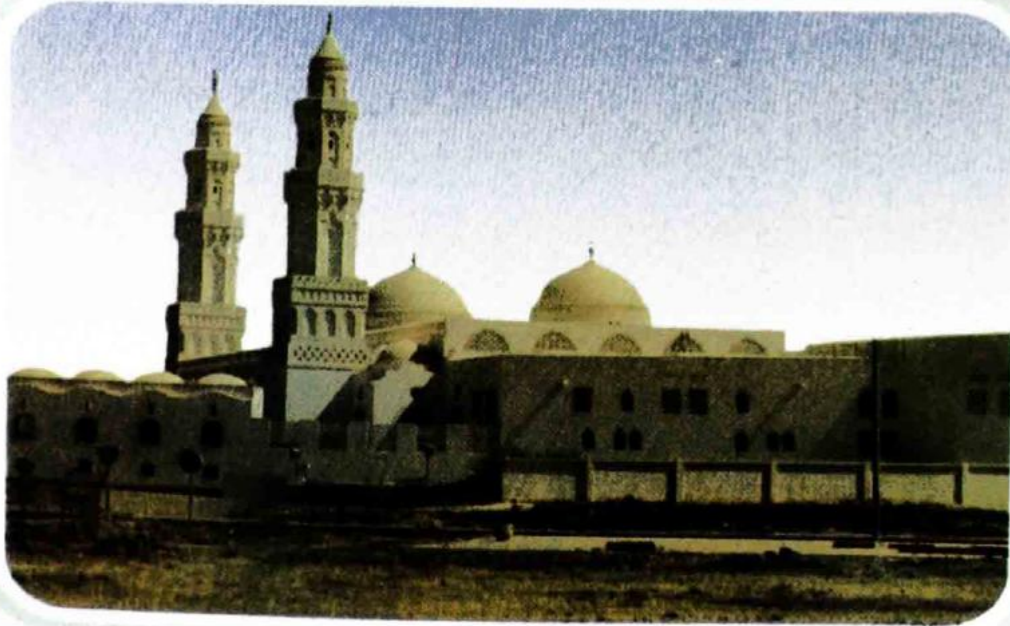
یروشلم پر دوسری تباہی رومیوں کے دور میں نازل ہوئی۔ رومی جرنیل ٹائٹس نے 70ء میں یروشلم شہر اور اسراء۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک نے اپنے ہمراہیوں سمیت نماز ادا کی تھی۔ یہی مسجد بعد میں مسجد اقصیٰ کہلائی (کیونکہ قرآن مجید کی سورۂ بنی اسرائیل کے آغاز میں اس مقام کو مسجد اقصیٰ ہی کہا گیا ہے) خلیفہ عبدالملک نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کرائی اور خلیفہ ولید بن عبدالملک (705ء تا 715ء) نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر مکمل کی اور اس کی تزئین کی اور ابوجعفر منصور نے اس کی مرمت کرائی صلیبیوں نے جب بیت المقدس پر قبضہ کیا تو مسجد اقصیٰ میں بہت ردوبدل کیا گیا۔ انہوں نے مسجد میں رہنے کے کئی کمرے بنا لیے اور اس کا نام معبد سلیمان (Templum Solomonis) رکھا، نیز متعدد دیگر عمارتوں کا اضافہ کیا جو بطور جائے ضرورت اور اناج کی کوٹھیوں کے استعمال ہوتی تھیں۔ انہوں نے مسجد کے اندر اور مسجد کے ساتھ ساتھ گرجا بھی بنالیا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے 1187ء میں شہر بیت

مسجد قبلتین

یہ مسجد مبارک وادی عقیق میں واقع ہے۔ مدینہ منورہ سے تقریباً پون میل کی مسافت پر ہے۔ مساجد فتح یا مساجد خمسہ بھی اس کے قریب ہی واقع ہیں۔ بئر رومہ (سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کنواں) مدینہ منورہ سے جاتے ہوئے اس مسجد شریف کے دائیں جانب ہے۔ مدینہ یونیورسٹی کی عمارت بھی یہاں سے بالکل سامنے دکھائی دیتی ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے یہاں نماز ظہر ادا فرمائی ہے۔ یہ مسجد مقدس بنوسلم کے نام سے متعارف تھی کہ یہاں قبیلہ بنوسلم آباد تھا۔



مسجد قباء



مسجد قبلتین (یعنی دو قبلوں والی مسجد)



مسجد قبلتین ، مدینہ منورہ کے مغرب میں جرہ غربیہ میں ایک بلند مقام پر وادی عتیق اور بئر رومہ کے نزدیک واقع ہے۔ عہد رسالت میں قبیلہ بنوسلمہ کے لوگ یہاں آباد تھے۔ اس قبیلہ کی ایک مسلمان خاتون ام بشر تھیں۔ رحمت اللعالمین ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے آپ کے لیے دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا۔ ام بشر مومنین اور کفار کی ارواح کے متعلق سوالات پوچھنے لگیں۔ اس اثنا میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔

مسجد قبلتین کا فضائی منظر



مسجد قبلتین:

اسے ''مسجد بنی سلمہ'' بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ بنوسلمہ کے محلے میں واقع ہے۔ اس مسجد کو ''مسجد قبلتین'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں ایک نماز دو قبلوں کی طرف (منہ کر کے) پڑھی گئی تھی۔ کچھ نماز بیت المقدس کی طرف اور کچھ بیت اللہ کی طرف۔ مسجد قبلتین بئر رومہ کے قریب ہے۔ 893ھ میں الشجاعی شاہین الجمالی نے اس کی تجدید کرائی۔ مسجد کا داخلی حصہ قبہ دار ہے جبکہ خارجی حصے کی محراب شمال کی طرف ہے۔

پھر عثمانی سلطان سلیمان عالیشان نے 950ھ، 1543ء میں اس کی تعمیر نو کی۔ (تاریخ المدینۃ المنورہ)





مسجد قبلتین کے مینار کا منظر۔

مسجد جن جہاں ۱۲ جنوں کی جماعت نے اسلام قبول کیا

حرم شریف سے نکل کر محلّہ شعب عامر کی طرف آئیں تو سرخی مائل ٹائلوں سے بنی دو سڑکوں کے بیچ میں ایک مسجد نظر آتی ہے، یہ مسجد جن ہے جو محلّہ شعب عامر و محلّہ سیمانیہ کے درمیان سڑک پر واقع ہے۔ یہاں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جن حاضر ہوئے، آپ ﷺ سے قرآن سنا، اسلام قبول کیا اور بیعت سے مشرف ہوئے جسے قرآن نے سورۂ جن میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اے نبی! کہو میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے غور سے سنا پھر (جا کر اپنی قوم کے لوگوں سے) کہا "ہم نے ایک بڑا ہی عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس لیے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔"

یہ مسجد معلاۃ جاتے ہوئے بائیں جانب ہے اور کراسنگ پل سے متصل ہے، اس کو "مسجد جن" اس لیے کہتے ہیں کہ اس جگہ پر جنات کی ایک بڑی جماعت نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا، اس موقع پر آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے آپ ﷺ نے ان کے لیے زمین پر ایک خط حد فاصل کے طور پر کھینچ دیا۔ واضح رہے کہ اس سے قبل نبوت کے دسویں سال طائف سے واپسی پر مقام نخلہ میں بھی کچھ جنات نے آپ ﷺ سے ملاقات کی تھی۔

۱۴۲۱ھ میں مسجد جن کی تجدید ہوئی، اس مسجد کا دوسرا نام مسجد حرس ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں اپنے صحابہؓ سے فرمایا:

"تم میں سے جو شخص جنات کے معاملہ کو دیکھنا چاہے وہ آ جائے۔"

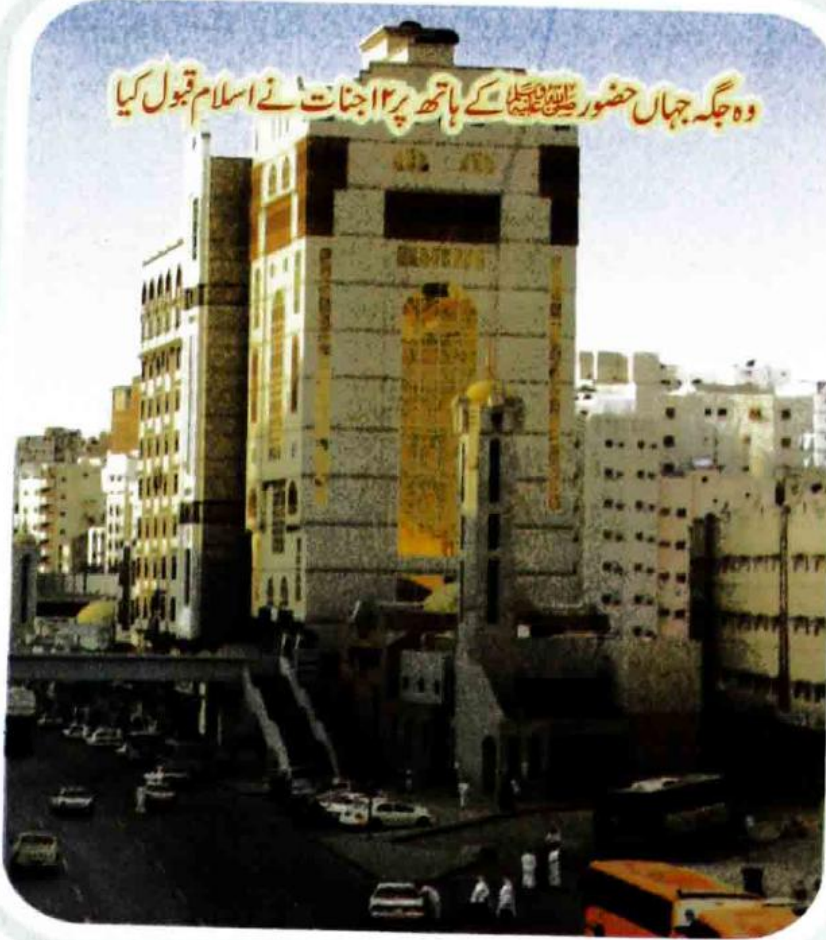
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے علاوہ کوئی بھی حاضر نہ ہوا، لہٰذا ہم مکہ میں ایک جگہ معلاۃ پہنچے تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں مبارک سے ایک دائرہ کھینچا اور مجھ سے فرمایا کہ "اس میں بیٹھ جاؤ۔" آپ ﷺ تھوڑا آگے چلے اور کھڑے ہو کر قرآن کی تلاوت شروع فرمادی، کہ اسی دوران جنات جھنڈ در جھنڈ آ کر جمع ہونے لگے حتیٰ کہ آپ ﷺ میری نظر سے اوجھل ہو گئے اور آپ ﷺ کی آواز بھی مجھ تک پہنچنا بند ہو گئی پھر وہ آپ ﷺ کے پاس اس طرح متفرق ہونے لگے جس طرح بادل چھٹتے ہیں۔ جبکہ جنات کی ایک جماعت بیٹھی رہی اور آپ ﷺ ان کے ساتھ فجر تک بات چیت میں مشغول رہے پھر آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میں نے ان کو ہڈی اور گوبر توشہ کے طور پر دیا ہے، لہٰذا تم لوگوں کو ہڈی اور گوبر سے استنجا نہیں کرنا چاہیے۔

بعض روایات میں اس کی تفصیل یوں ہے کہ پرانی ہڈی پر جنات کو اس کی اصل شکل میں لگا ہوا گوشت مل جائے گا اور گوبر پر اس کی اصل شکل میں چارہ دستیاب ہوگا، یہ آپ ﷺ کا معجزہ اور رہتی دنیا تک جنات پر اس رحمۃ اللعالمین ﷺ ذات کا احساس ہے اور پرانی ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے سے ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ اس سے جنات کی خوراک آلودہ ہو جاتی ہے اور ان کو اذیت پہنچتی ہے، بعض لوگ ان اسلامی تعلیمات کا خیال نہیں کرتے تو جوابی طور پر جنات انہیں پریشان کرتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے یہ اس وقت کی بات ہے جب جنوں کا آسمان پر جانا روک دیا گیا تھا اور انہوں نے اس کا سبب معلوم کرنے کے لیے مختلف مقامات پر جنات کے وفود بھیجے۔ جو وفد حجاز میں بھیجا گیا وہ مقام نخلہ پر پہنچا تو وہاں حضور سید عالم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز فجر ادا فرما رہے تھے، جنات کے وفد نے جب قرآن حکیم سنا تو کہنے لگے: واللہ! یہی کلام ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ بنا ہے۔ "انا سمعنا قرآن عجبا."

اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے اس مقام پر ان آیات کا نزول ہوا۔ وہ جگہ جہاں حضور ﷺ کے ہاتھوں پر ۱۲ جنات نے اسلام قبول کیا۔







نصیبین سے آئے ہوئے جنوں نے اس مقام پر آپ ﷺ سے قرآن سنا اور ایمان لے آئے تھے۔ یہ مسجد اسی جگہ تعمیر کی گئی ہے۔

ایک صحابی جن

ابن جوزی نے اپنی کتاب الصفوہ میں اپنی سند کے ساتھ سہل بن عبداللہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے ایک بوڑھے جن کو دیکھا جو بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے اس پر ایک خوبصورت قیمتی جبہ ہے۔ اس کے سلام پھیرنے پر انہوں نے اسے سلام کیا، اس نے جواب دیا اور کہا تو اس جبہ پر تعجب کر رہا ہے، یہ جبہ سات سو برس سے میرے پاس ہے اسی جبہ میں میں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے، اسی میں پیارے محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے، اور کہا! میں انہیں جنات میں سے ہوں جن کے بارے میں سورۂ جن نازل ہوئی۔

سفر طائف میں ملنے والے یہ جن مقام نصیبین کے تھے۔ نو جن تھے اور جب انہوں نے اپنی قوم کو اطلاع پہنچادی تو تین سو فوراً اسلام لانے کے لیے حاضر ہوگئے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بارہ ہزار جنات نے اسلام قبول کیا تھا۔

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے سے ایک شخص سواد بن قارب سے گزرا۔ قبل از اسلام اس کے قبضہ میں جن تھا جو اسے غیب کی خبریں بتانے میں مدد دیتا تھا۔ آپؓ نے اسے بلایا اور کہا کہ میں تم سے زمانہ کہانت کی باتیں تو نہیں پوچھوں گا مگر اتنا بتادو کہ تمہارے دوست جن نے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں کیا بتایا تھا۔ سواد نے کہا تو سنئے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ایک رات میں نیم خوابی میں تھا کہ میرے مطیع جن نے میرے پاؤں جھنجھوڑے اور کہا:

" قم یا سواد بن قارب واسمع مقالتی واعقل ان کنت تعقل. انہ قد بعث رسول من لوی بن غالب یدعوا الی اللہ والی عبادتہ ثم انشاء یقول"

اٹھو اسواد بن قارب اور میری بات سنو اور عقل مند ہو تو عقل سے کام لو۔ بلا شبہ لوی بن غالب میں رسول ﷺ کی بعثت ہو چکی ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں۔ اور پھر وہ جن جھوم جھوم کر یہ شعر پڑھنے لگا:

عجب للجن وتطلابها

وشد العیس باقتابها

میں جنوں کے دور دراز سفر کے لیے بوریا بستر باندھنے پر تعجب کر رہا ہوں۔

تھوی الی مکۃ تبغی الھدی

ماصادق الجن ککذبھا

اگر تم ہدایت کے طلبگار ہو تو مکہ معظمہ کی طرف جلدی چلو اور یاد رکھو سچا جن جھوٹے جن کی طرح نا قابل اعتماد نہیں ہوتا۔

وارحل الی الصفوۃ من ھاشم

لیس قداما کانا فابھا

جا جا جلدی اور ایک بار بنو ہاشم کے اس چہرۂ جمیل کو دیکھ تو سہی ویسا جمال تم نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔

میں نے اسے کہا:

''دعِ انام'' چل بھاگ! مجھے سونے دے۔ لیکن دوسری رات اس نے پھر میرے پاؤں ہلائے اور وہی الفاظ دہرائے:

وارحل الی الصفوۃ من ھاشم

بین راجیھا واھجارھا

بنو ہاشم کے عظیم صفت، اللہ کے منتخب نبی ﷺ کی زیارت سے اپنا دل روشن کرلے۔

تیسری رات بھی اس نے یہی عمل کیا۔ تینوں راتیں اس نے یہ شعر ضرور پڑھا:

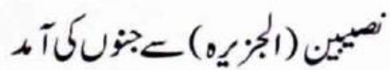
عجبت الجن وتحاسھا

واشدھا لعیس باحلاسھا

میں حیران ہوں میری جنات کی برادری جلد سے جلد مکہ مکرمہ جانے کی تیاری کر رہی ہے، ایک ایک اپنے اونٹوں کے کجاوے کستے نظر آتا ہے اگر تو عقل مند ہے ہدایت چاہتا ہے تو اٹھ جلدی کر۔

سواد بن قارب کہتے ہیں کہ اس کے بعد میرا دل بے چین ہو گیا۔ میں نے تیز رفتار سواری کا انتظام کیا اور پھر رات دن ریت کے طوفانوں کی پروانہ کرتا ہوا مکہ معظمہ پہنچا تو ہادیٔ برحق ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ میں نے انہیں سارا واقعہ بتایا اور اسلام قبول کرلیا۔





نصیبین (الجزیرہ) سے جنوں کی آمد



قدیم مسجد جن

قبرستان جنت المعلیٰ کے قریب سوق معلیٰ میں یہ مسجد واقع ہے، اس کو مسجد بیعت اور مسجد حرس بھی کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر جنات سے بیعت لی تھی اس وقت یہ مکہ کی آبادی سے باہر کھلی جگہ تھی اب اسی بیعت کی جگہ پر خوبصورت مسجد تعمیر ہے، جو مسجد جن کہلاتی ہے۔

ابلیس کے پڑپوتہ کی حضور ﷺ کے پاس آمد

بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جبکہ وہ مکہ جارہے تھے ایک سانپ مرا ہوا دیکھا، انہوں نے ایک کپڑے میں اسے کفن دے کر دفن کر دیا تو غیب سے کسی کہنے والے کی آواز سنی:

''اے سرق! اللہ تبارک وتعالیٰ تجھ پر رحمت نازل فرمائے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے فرمایا تھا کہ اے سرق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم ایک خالی میدان میں وفات پاؤ گے پھر تم کو میری امت کا بہترین شخص دفن کردے گا۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس سے پوچھا تم کون ہو اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ عرض کیا میں جنوں میں سے ایک شخص ہوں اور یہ سرق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اور جنات میں سے جن جن لوگوں نے حضور ﷺ سے بیعت کی تھی ان میں سے میرے اور اس کے سوا کوئی باقی نہیں رہا تھا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرمایا تھا کہ اے سرق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم ایک خالی میدان میں وفات پاؤ گے اور تم کو میری امت کا بہترین آدمی دفن کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ سفر میں تھے ایک سانپ قتل ہوا پایا۔ کسی نے اپنی چادر کے ٹکڑے میں اس کو کفن دیا اور دفن کر دیا۔ جب رات ہوئی تو چار عورتیں اسے پوچھتی ہوئی آئیں اور انہوں نے ان کو بتایا کہ کافر جنوں نے مسلمان جنوں کے ساتھ جنگ کی تھی اور اس کو قتل کر دیا تھا اور یہ شخص اس جماعت میں سے تھا جنہوں نے حضور ﷺ سے قرآن شریف سنا تھا پھر اپنی قوم کو تبلیغ کرنے گئے تھے۔

ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے دو سانپوں کو لڑتے دیکھا ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا تو اس کی خوبصورتی اور خوشبو پر انہیں بڑا تعجب ہوا۔ کسی نے کفن دے کر دفن کر دیا تو ایک جماعت کو سلام کرتے ہوئے سنا۔ اور انہوں نے بتایا کہ یہ مقتول ان لوگوں میں سے تھا جو حضور ﷺ پر ایمان لے آئے اس کو ایک کافر نے قتل کر دیا ہے۔

کئی سندوں سے یہ حدیث حسن کے درجے کو پہنچ جاتی ہے یہ حدیث منقل ہے کہ ابلیس کا پڑپوتہ ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس، حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تہامہ کے پہاڑوں میں ایک پہاڑ پر تشریف رکھتے تھے اس نے بتایا کہ جن دنوں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا وہ بچہ سا تھا اور یہ بھی ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لائے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جب قوم کو بددعا دی تو اس نے عرض ومعروض بھی کیا تھا جس پر وہ بھی رو پڑے تھے اس کو بھی رلا دیا تھا۔ اور یہ کہ ہابیل کے خون میں شریک تھا تو کیا اس کے لیے توبہ کی گنجائش ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے چند چیزیں کرنے کا حکم دیا تھا جن میں یہ بھی تھا کہ وہ وضو کرے اور دو سجدے کرے۔ اس نے فوراً ایسا کر لیا تو آپ نے بشارت دی کہ اس کی توبہ کی قبولیت آسمان سے نازل ہوگئی۔

اس پر ہامہ ایک سال تک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے سجدے میں رہا اور یہ کہ ہود علیہ السلام پر بھی ایمان لایا تھا اس نے یعقوب علیہ السلام کی بھی زیارت کی ہے اور یوسف علیہ السلام سے تو گہری دوستی تھی اور وہ لوگوں سے گھاٹیوں میں ملتا تھا اور آج بھی ملتا ہے۔

اور موسیٰ علیہ السلام سے بھی ملا اور اس کو انہوں نے کچھ توریت سکھائی تھی اور حکم دیا تھا کہ ان کی جانب سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اگر اس کی ملاقات ہو تو سلام پہنچا دے اور یہ کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملا تھا اور ان کو موسیٰ علیہ السلام کا سلام پہنچا دیا تھا اور عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اس کو حکم دیا تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہو تو سلام پہنچا دے۔

حضور ﷺ یہ سن کر آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام پر بھی سلام جب تک دنیا باقی رہے، اور اے ہامہ! تجھ پر بھی ادائے امانت کے لیے سلام۔ پھر ہامہ نے حضور ﷺ سے قرآن سیکھنے کی درخواست کی اور آپ نے اسے قرآن سکھایا اور فرمایا: اے ہامہ! تم کو کوئی حاجت ہو تو ہم کو مطلع کرنا اور زیارت کرنا نہ چھوڑنا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ وہ جنت میں ہے۔

اس جگہ حضور ﷺ کے حکم پر درخت چلتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا۔

درخت والی مسجد

ازرقی (متوفی ۲۴۴ھ ۸۵۸ء) کہتے ہیں کہ مسجد شجرہ مسجد جن کے مقابل واقع ہے، اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ مسجد اسی جگہ پر بنائی گئی ہے جہاں سے آپ ﷺ نے درخت کو بلایا تھا، اس وقت آپ ﷺ مسجد جن کے قریب تشریف فرما تھے درخت چل کر آیا جب آپ ﷺ نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا، فاکہی مؤرخ کا بھی یہی قول ہے کہ مسجد شجرہ مسجد حرس (مسجد جن) کے مقابل ہے یہاں ایک درخت تھا جس کو رسول اللہ ﷺ نے بلایا تو وہ حاضر خدمت ہوا۔ ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ مقام حجون میں رنجیدہ تھے آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ آج مجھے ایسی کوئی نشانی دکھا دیجئے کہ پھر مجھے اپنی قوم کے جھٹلانے کی پرواہ نہ ہو تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ شہر کی جانب سے ایک درخت زمین چیرتا ہوا آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور سلام عرض کیا پھر آپ ﷺ نے اس کو واپس جانے کو کہا تو وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب مجھے پرواہ نہیں کہ میری قوم مجھے جھٹلائے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ حجون میں تھے کہ مشرکین نے آپ ﷺ کی دعوت کو جھٹلایا تو آپ ﷺ نے یہ دعا کی:

''اے اللہ! آج مجھے کوئی ایسی نشانی دکھا دیجئے کہ پھر مجھے کسی کے جھٹلانے کی پرواہ نہ ہو، آپ ﷺ سے کہا گیا کہ درخت کو اپنے پاس بلائیے تو وہ درخت چل کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور سلام عرض کیا، آپ ﷺ نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد مجھے پرواہ نہیں کہ ی قوم مجھے جھٹلائے۔

ان تمام روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ معجزہٴ نبوی مقام حجون (معلاۃ) میں پیش آیا، اور یہ درخت مسجد شجرہ کی جگہ پر اور مسجد جن کے سامنے قریب ہی تھا، آپ ﷺ مسجد جن کی جگہ یا اس کے قریب تشریف فرما تھے کہ جنات نے آپ ﷺ سے ایسا معجزہ طلب کیا جو آپ ﷺ کی نبوت کی واضح دلیل ہو، چنانچہ آپ ﷺ سے یہ کھلا ہوا معجزہ ظاہر ہوا جس کے بعد جنات نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی۔ فاکہی کی روایت سے یہی بات معلوم ہوتی ہے۔

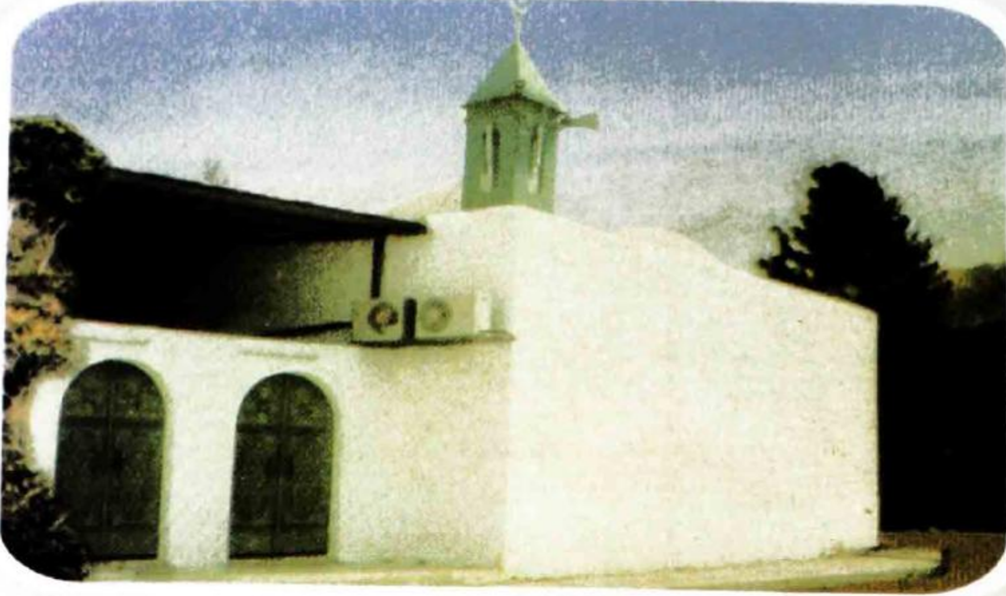
ماضی قریب کے مؤرخین نے مسجد شجرہ کے محل وقوع کا تعین نہیں کیا، متقدمین کی تصریحات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مسجد جن کے قریب ہی تھی۔ مدینہ کی تاریخی مساجد۔





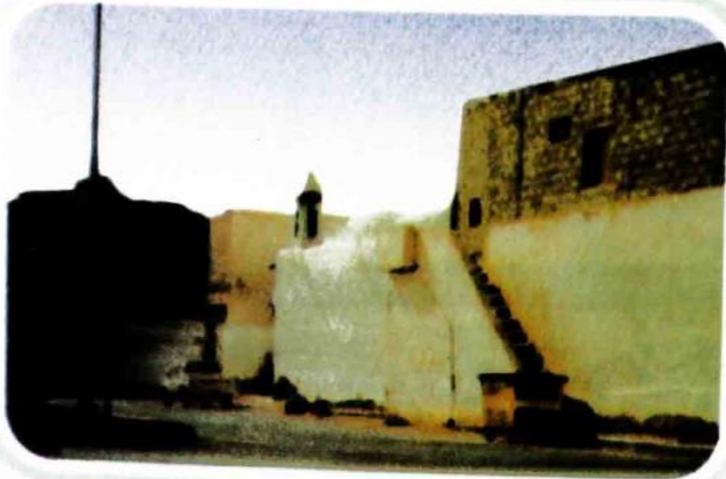
مسجد شجرہ

وہ جگہ جہاں آپ ﷺ نے گوشت نوش فرمایا تھا۔



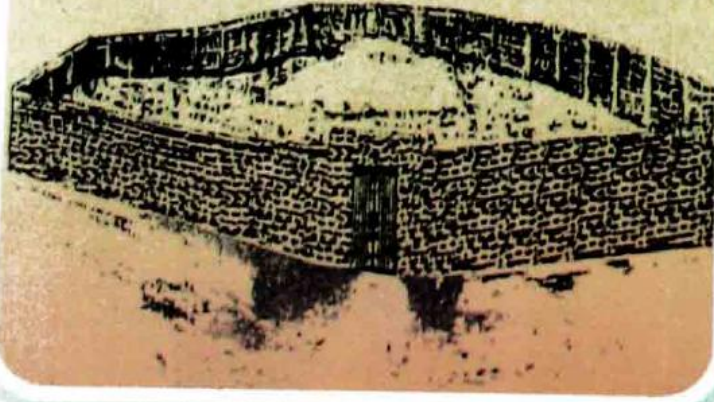
مسجد الشیخین

وادیٔ قناۃ کی طرف جاتے ہوئے مقام شیخین کے قریب اس مسجد میں رسول ﷺ نے غزوۂ احد میں شامل ہونے سے پہلے جمعۃ المبارک کی نماز ادا فرمائی۔ پھر عصر، عشاء اور صبح کی نماز کے بعد چاشت کی نماز ادا فرمائی۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اس جگہ آپ ﷺ نے گوشت نوش فرمایا تھا جس کو میں بنا کر لائی تھی پھر آپ ﷺ احد کی طرف روانہ ہوئے شیخین مدینہ منورہ اور جبلِ احد کے درمیان دو بستیوں کا نام ہے۔



قدیم مسجد شیخین یا مسجد بدائع

وہ مبارک جگہ جہاں حضور ﷺ نے ایک رات قیام فرمایا بعد میں اس جگہ مسجد بنا دی گئی۔



مشربہ ام ابراہیم کے گرد احاطے کا قلمی خاکہ (یوسف البکری)



مشربہ ام ابراہیم کے ارد گرد احاطہ کا منظر

مسجد مشربہ ابراہیم

عوالی میں واقع باغات اور درختوں میں گھرا ہوا مشربہ ام ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جہاں ام ابراہیم ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مسکن تھا۔ یہیں رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیمؑ کی ولادت ہوئی۔ چونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی یا لونڈی کا گھر تھا اس لیے اس میں آپ ﷺ کے نماز ادا کرنے میں شبہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہاں آپ ﷺ کا ذاتی باغ بھی تھا۔

معروف مساجد میں سے ایک مشربہ ام ابراہیم ابن النبی ﷺ بھی ہے۔ ام ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ مقوقس شاہ اسکندریہ۔ حضرت ماریہ قبطیہ، ان کی بہن سیرین اور ایک ان کا قریبی رشتہ دار حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بطور ہدیہ پیش کیے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیرین حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دی اور ماریہ کو اپنے لیے منتخب فرمایا اور انہیں اپنے لیے لونڈی کی حیثیت سے رکھا اور اپنے مال صدقہ میں بالا خانہ میں انہیں سکونت عطا کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر پڑے۔ جس کے سبب آپ ﷺ کی پنڈلی یا کندھا کچھ زخمی ہو گیا اور آپ ﷺ نے اپنی ازواج سے ایک ماہ کے لیے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنے مشربہ (کمرے) میں تشریف فرما ہوئے، اس کی سیڑھی لکڑی کی بنی ہوئی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس عیادت کے لیے حاضر ہوتے اور آپ ﷺ انہیں بیٹھ کر نماز پڑھاتے تھے۔ الحدیث اسے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے۔

آج کل اس مسجد کے کوئی آثار نہیں ہیں، یہ بنو قریظہ کے شمال میں حرہ شرقیہ کے نزدیک باغات کے درمیان واقع تھی، اب صرف ایک چاردیواری ہے، قبلہ سے شمال کی جانب ۱۶ فٹ اور شرقاً غرباً ۲۱ فٹ ہے

اس جگہ حضور ﷺ نے فتح کا جھنڈا نصب کیا تھا



مسجد الرایۃ

عربی میں ''رایۃ جھنڈے کو کہتے ہیں اور مکہ مکرمہ میں وہ مقام جہاں فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فتح کا جھنڈا نصب کیا تھا وہاں یہ مسجد قائم ہے۔۱۰ رمضان ۸ ہجری کو فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے یہاں علم یعنی جھنڈا نصب کیا اور حکم فرمایا کہ مکہ کے جن لوگوں نے ابو سفیان کے گھر میں پناہ لی انہیں ہر طرح کی معافی ملے گی۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کا انتہائی تاریخ ساز فیصلہ تھا۔ جس پر آج کی دنیا بھی محوِ حیرت ہے کہ ایسا شخص جو ہمیشہ دشمن اسلام رہا لیکن جب وہ مغلوب ہوا تو رسول ﷺ نے انتقام لینے کی بجائے نہ صرف اسے معاف کر دیا بلکہ اس کے گھر میں پناہ لینے والوں کو بھی بخش دیا۔ عفوودرگزر کی یہ اعلیٰ مثال تاریخ انسانیت میں کہیں اور دیکھنے کو نہیں ملتی۔ ''مسجد الرایۃ'' مکہ کے محلّہ شعب عامر میں مسجد الحرام کے پانچ مرکزی دروازوں میں سے ایک ''باب الفتح'' سے نہایت قریب ہے۔ ''باب الفتح'' کی وجہ تسمیہ بھی یہی مسجد اور فتح مکہ کا واقعہ ہے۔



اس جگہ آپ ﷺ نے سجدہ شکر ادا کیا تھا

اس مبارک جگہ آپ ﷺ نے سجدہ شکر کیا تھا اور اسی جگہ آپ کو امت پر درود پڑھنے کے فضائل بتائے گئے اور یہ کہا کہ جس نے آپ ﷺ پر ایک بار سلام بھیجا رب کریم خود اس پر سلام بھیجے گا۔



مسجد سیدنا ابو بکر الصدیقؓ

اس جگہ نبی کریم ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے انتقال پر ان کیلئے نماز جنازہ ادا فرمائی آنحضرت ﷺ نے ۷ھ کی نماز عید الفطر بھی اسی مقام پر ادا فرمائی۔

مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہائش گاہ)

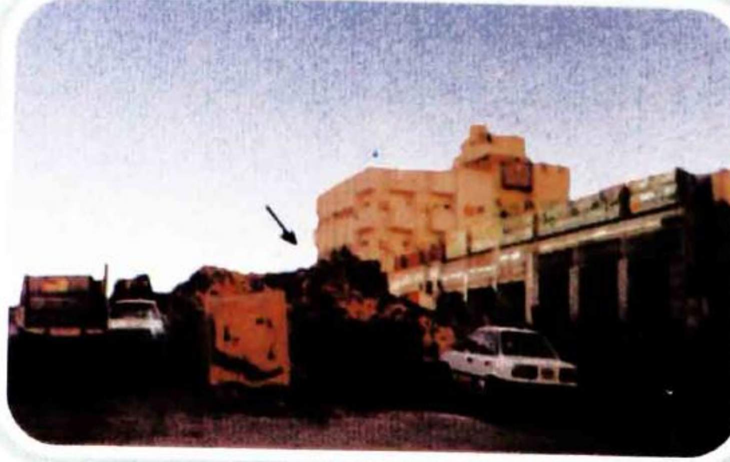
یہ مسجد شریف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ یہ مقدس مسجد محلّہ مسفلہ میں واقع ہے۔ اسی مقام پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رہائشی مقام تھا۔ ہجرت کی اجازت مل جانے پر حضور پر نور ﷺ اسی مکان میں تشریف لائے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت کا ذکر فرمایا۔ فوراً صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور ﷺ! میں بھی۔ فرمایا: تو بھی، اسی مکان کو مسجد میں بدل دیا گیا۔

علامہ ابن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی کتاب میں اس مسجد کے مکان اور محل وقوع کا ذکر فرمایا ہے کہ بہت سرسبز علاقہ میں واقع ہے۔ آج کل یہ مسجد شریف دومنزلہ ہے، مدرسہ فرقانیہ بھی یہیں قائم ہے۔

یہ مسجد حقیقت میں مکہ مکرمہ میں سب سے پہلی مسجد ہے جہاں نبی کریم ﷺ اور دیگر مسلمان ہجرت سے پہلے باجماعت نماز ادا فرماتے تھے۔ اصل میں یہ جگہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیام گاہ تھی اور چونکہ اسلام لانے والوں میں آپ سب سے پہلے بالغ مسلمان تھے اس لیے یہ شرف بھی آپ ہی کے مکان کو حاصل ہوا کہ جب وحی کے ذریعہ نبی کو ہجرت کا حکم نازل ہوا تو آپ نے اپنے رفیق خاص کے ہمراہ اسی مکان سے ہجرت فرمائی تھی اور بعد میں اس مکان کو مسجد کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا۔

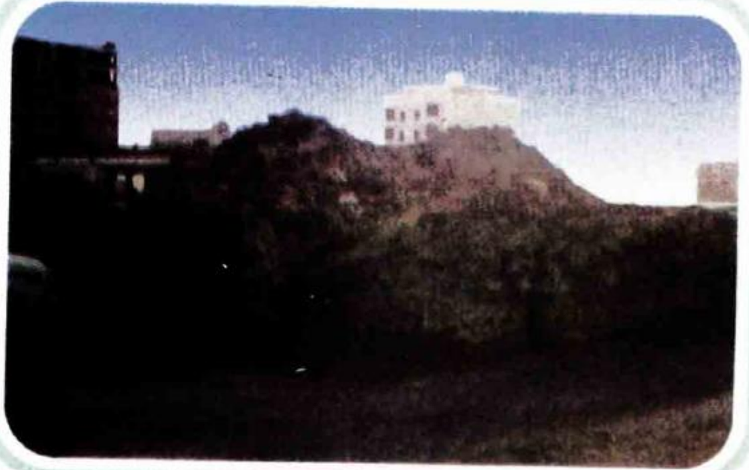
مسجد منارتین:

وادیٔ رفیقین سے وادیٔ عقیق کی طرف جاتے ہوئے بائیں طرف اس مسجد کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں بھی نماز ادا فرمائی۔

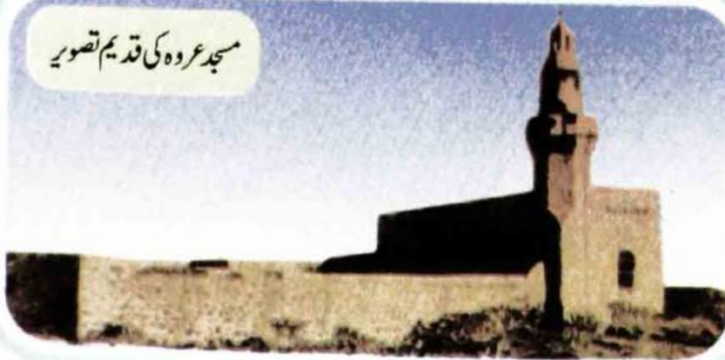


مسجد کبش

منیٰ میں جمرہ عقبہ کے عقب میں جبل شبیر کے دامن میں ایک مقام ہے جہاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے اپنے فرزند سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں ذبح کرنے لے گئے تھے۔ اور بیٹے کو زمین پر لٹا کر ان کے گلے پر چھری پھیرنے والے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے وہاں ایک مینڈھا آ گیا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانی پوری ہوگئی۔ اس مقام پر ایک مسجد قائم ہے جسے ''مسجد کبش،، کہتے ہیں۔

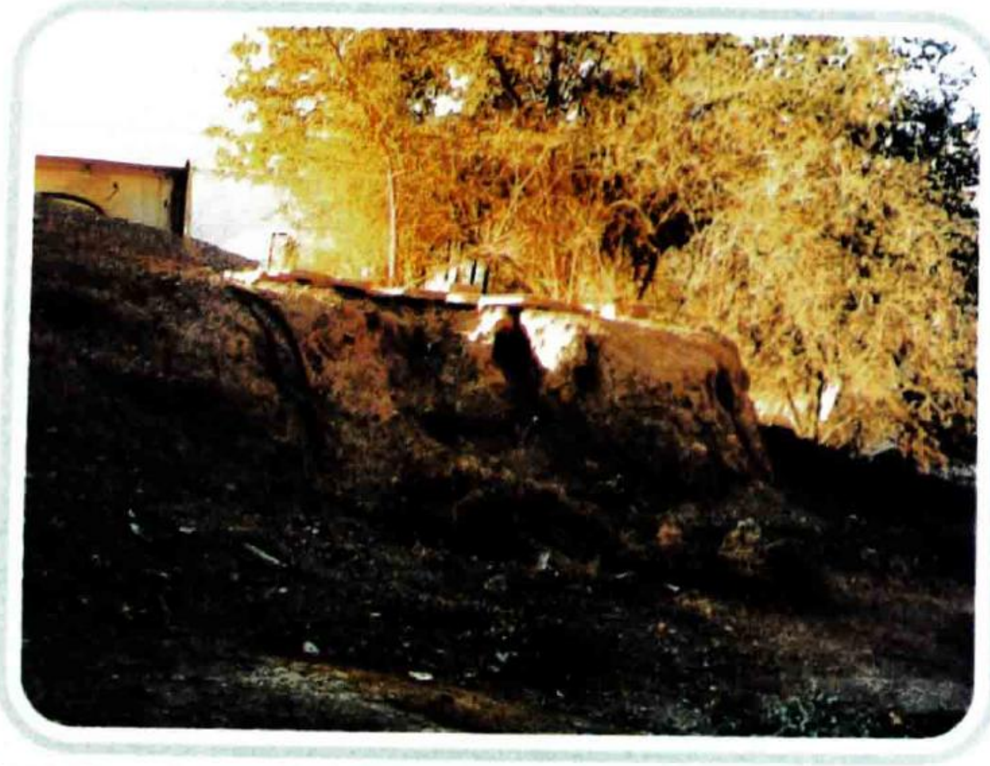


اس جگہ حضور ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی



مسجد عروہ کی قدیم تصویر

اس جگہ حضور ﷺ نے آرام فرمایا تھا



مسجد المعرس:

یہ مسجد وادی شفیر کے مشرق کی طرف وادی بطحیٰ کے درمیان واقع ہے۔ ''عمرہ، حج یا غزوات سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ اکثر رات کے وقت یہاں آرام فرماتے اور صبح مدینہ منورہ کی طرف روانگی کا قصد فرماتے۔'' عربی میں عرس کے معنی شب کو آرام فرمانے کے ہیں...... رسول اللہ ﷺ کے یہاں آرام فرمانے کی نسبت سے اس مسجد کا نام ہی المعرس مشہور ہو گیا۔



مسجد معرس کے آثار (مدینہ منورہ) یہ مسجد وادی عقیق میں ہے۔

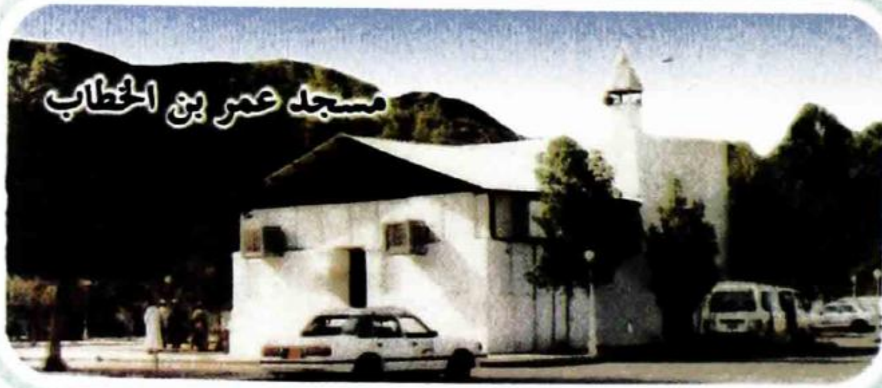
لاٹھی سے چراغ جیسی روشنی





مسجد النور

یہ مسجد نور اس لیے کہلاتی ہے کہ سعید ابن حضیر ایک سیاہ رات آپ ﷺ کے ہمراہ اس جگہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اندھیرے کے سفر کی وجہ سے واپسی میں آپ ﷺ کے معجزہ کی برکت سے ان کی لاٹھی چراغ کی مانند روشن ہوگئی تھی۔



مسجد عمر ابن الخطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

مسجد المصلیٰ کے جنوب میں اونچی سڑک نمبر ۲ سے متصل ایک بڑی مسجد عمر بن الخطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نام سے منسوب ہے۔ اس مسجد کے سامنے ٹریفک کنٹرول کا مینار واقع ہے۔ تاریخ مدینہ منورہ پر مشتمل تمام کتابوں میں اس مسجد کا ذکر نہیں ملتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد ابن درہ کے قدیم مکان کی جگہ تعمیر کی گئی تھی۔ چونکہ حضرت عمر ابن الخطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ خلیفہ دوم نے اپنے زمانہ خلافت میں اس جگہ نمازیں ادا فرمائی تھیں اس لیے یہ مسجد ان کے نام سے منسوب ہوگئی۔

مسجد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی طالب

جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مناخہ کے علاقے میں مختلف مقامات پر نماز عید ادا فرماتے تھے۔ ان میں سے ایک وہ جگہ بھی تھی جس جگہ مسجد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی طالب واقع ہے۔ ابن زبالہ اور ابن شیبہ دونوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جہاں نماز عید ادا فرمائی وہ حکیم ابن العداء کے مکان کا صحن تھا۔

ایک دوسری روایت میں ابن شبہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے العداء ابن خالد کے مکان کے اندر ایک مسجد میں جس کی پشت پر مذبح تھا سب سے پہلے نماز عید ادا فرمائی تھی۔ السمہودی کے بقول یہ العداء کے بیٹے حکیم کا مکان تھا جو مسجد المصلیٰ کے غرب میں تھا۔

غالباً المناخہ کے علاقے کی یہ مسجد جس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز عید الفطر کی امامت فرمائی تھی وہی مسجد ہے جسے اب مسجد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی طالب سے موسوم کیا جاتا ہے۔

مسجد کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہونے کا سبب

یہ بات قرین قیاس نہیں ہے کہ امیر المومنین خلیفہ چہارم حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کسی سبب سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنا ترک کر کے اپنے لیے ایک ذاتی مسجد تعمیر کرائی ہو۔ یہ بات یقینی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد المصلیٰ میں نماز عید الفطر مستقل ادا فرمانے سے پہلے اس مسجد میں نماز عید ادا فرمائی تھی۔ تاہم متعدد مورخین کے بیان کے مطابق اس مسجد کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المومنین خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کیے جانے کے بعد اس مسجد میں نماز عید الفطر کی امامت فرمائی تھی۔

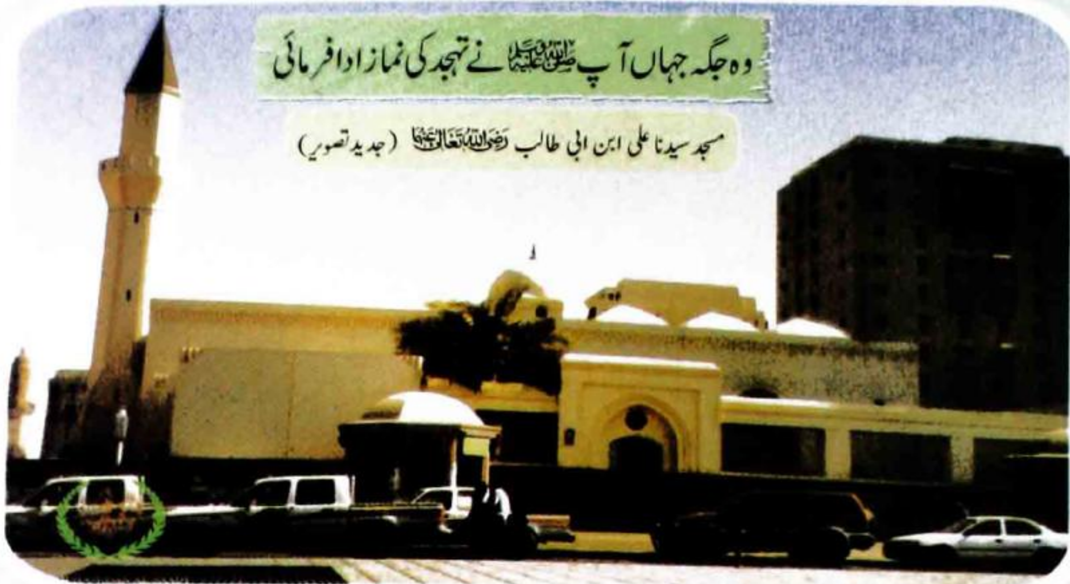
مسجد کی جائے وقوع

یہ مسجد، مسجد المصلیٰ کے شمال اور رہائشی علاقے العریضیہ کے شمالی حصے کی جانب واقع ہے۔ یہ شارع العینیہ کے بالمقابل ہے جو مسجد نبوی کے باب السلام اور باب الرحمۃ کے درمیان مغربی حصے سے شروع ہوتی ہے۔ اس سڑک کا پہلی عالمی جنگ کے بعد ترکی عہد حکومت میں حاکم مدینہ فخری پاشا نے افتتاح کیا تھا۔ الطیار گلی کے اختتام پر واقع آل الیساب اور آل کرد کے مکانات اسی سڑک کی طرف کھلتے ہیں۔ یہ دونوں مکانات غالباً حکیم ابن العداء کے قدیم مکان کی جگہ بنے ہوئے ہیں۔

مسجد نبوی کی توسیع کے دوران اس شاہراہ کو بھی شامل کر لیا گیا تھا۔ توسیع کے لیے حاصل کردہ زمین پر دھوپ سے حفاظت کے لیے ٹین کی چادریں لگا دی گئی تھیں۔ توسیع کا کام مکمل ہونے تک لوگ ان کے نیچے نمازیں ادا کرتے تھے۔

مسجد کی تعمیر تجدید

مسجد المصلیٰ اور مسجد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اس مسجد کی بھی ۹۳۔۹۱ھ (۷۱۳۔۷۱۱ء) میں امویوں کے عہد حکومت میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ، حاکم مدینہ منورہ نے اصلاح وتجدید کرائی تھی، پھر ترکی حکومت کے دوران زین الدین ضیغم المصری حاکم مدینہ منورہ نے ۸۸۱ھ (۱۴۷۹ء) میں اس مسجد کو دوبارہ تعمیر کرایا تھا۔ اس مسجد کی موجودہ شکل سے واضح ہوتا ہے کہ عثمانی عہد حکومت میں بھی اس کی از سرنو تعمیر کرائی گئی تھی۔



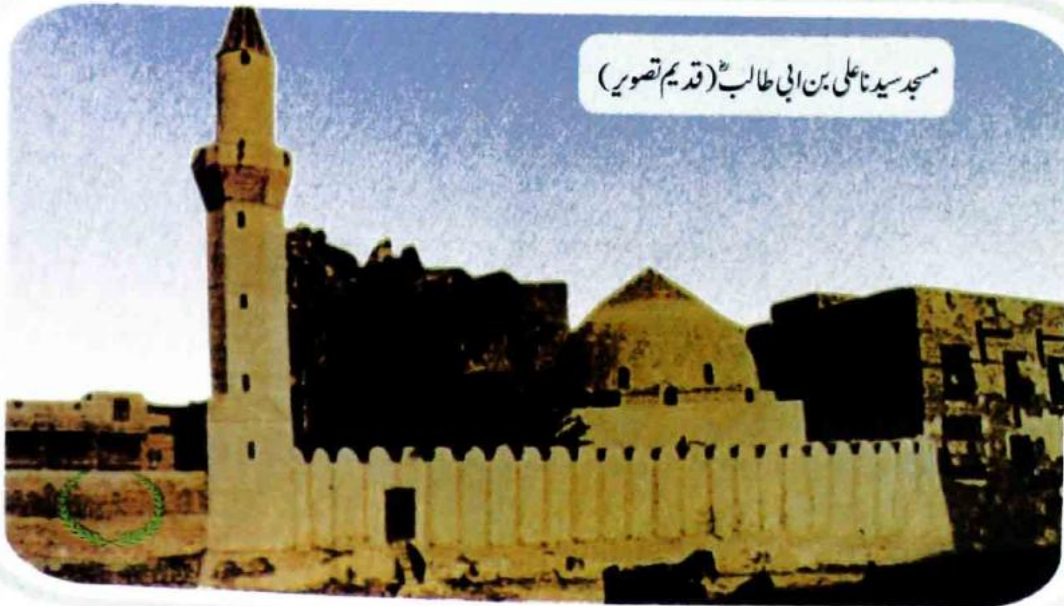
وہ جگہ جہاں آپ ﷺ نے تہجد کی نماز ادا فرمائی

مسجد سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جدید تصویر)

مسجد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسجد نبوی سے اگر آپ قبلہ رخ آگے کی جانب چلیں تو کافی دور تک خوبصورت ٹائیلوں سے مزین فرش ہے۔ اس فرش کو عبور کر جائیں تو سڑک کے قریب آپ کو مسجد ملے گی۔ یہاں ایک بات ذکر کرنا نہایت ضروری ہے کہ مسجد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسجد غمامہ، مسجد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسجد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سب ایک دوسرے کے نہایت نزدیک ہیں اور آپ کو ایک مسجد سے دوسری مسجد صاف نظر آئے گی اور ۲۹۰ میٹر کے فاصلے پر مسجد نبوی بھی نظر آئیگی۔ گویا ان تمام مساجد کی زیارت زائرین کسی بھی وقت پیدل جا کر کر سکتے ہیں۔

مسجد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لحاظ سے نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ یہ دراصل وہ جگہ (مکان) در ہے جہاں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ہونے والی قتل و غارت گری سے دلبرداشتہ ہو کر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رہائش اختیار کی تھی۔ ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر صلوٰۃ التہجد بھی ادا کی ہے۔ یہ مسجد مسجد نبوی ﷺ سے ۲۹۰ میٹر اور مسجد غمامہ سے ۱۲۲ میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس کے مینار ۲۶ میٹر بلند ہیں۔



مسجد سیدنا علی بن ابی طالبؓ (قدیم تصویر)

مسجد ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مسجد سجدہ)

آج کے دور تک معروف مساجد میں سے ایک مسجد حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی ہے۔ یہ مسجد نبوی شریف کے شمال میں واقع ہے جبکہ مسجد نبوی شریف کے مشرق میں شارع ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ یہی سڑک چلتے ہوئے ایئرپورٹ کے راستہ سے اس مسجد تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس جگہ فی الحقیقت کھجوروں کا باغ تھا۔اور اسے اسواف کہا جاتا تھا۔

مسجد بننے کی اصل یہ ہے کہ اس جگہ حضور ﷺ نے سجدہ شکر ادا فرمایا تھا۔ اس وقت جبکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو یہ بشارت دی تھی کہ امت میں سے جس نے آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھا اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس پر رحمت فرمائے گا اور جس نے آپ ﷺ پر ایک بار سلام بھیجا رب کریم بھی اس پر سلام فرمائے گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چلا گیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نخلستان میں داخل ہوئے اور اتنا طویل سجدہ کیا کہ مجھے یہ خوف لاحق ہونے لگا کہ شاید رب کریم نے آپ ﷺ کی روح مقدس کو قبض کرلیا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کو دیکھنے کے لیے آیا کہ اتنے میں آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: اے عبدالرحمٰن! تجھے کیا ہوا؟ تو جواباً میں نے ساری کیفیت بیان کی۔ تو پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

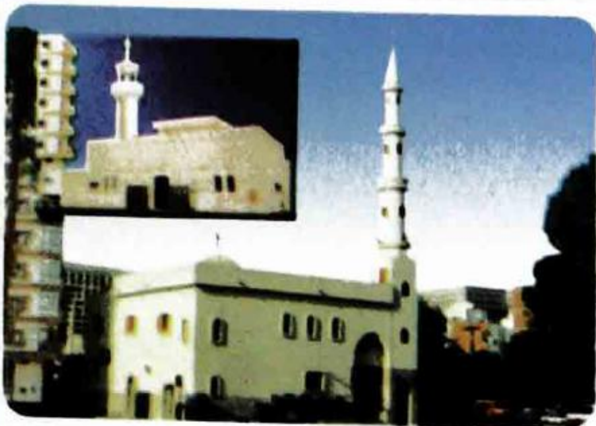
"ان جبریل علیه السلام قال لی: الا ابشرک؟ ان الله عزوجل یقول لک: من صلی علیک صلیت علیه، ومن سلم علیک سلمت علیه." رواه احمد برجال ثقات۔"

ترجمہ: "حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھے کہا کیا میں آپ ﷺ کو بشارت نہ دوں؟ بے شک رب کریم آپ کو فرمارہے ہیں: کہ جو آپ ﷺ پر درود پاک پڑھے گا میں اس پر اپنی رحمت فرماؤں گا اور جو آپ ﷺ پر سلام پیش کرے گا میں بھی اس پر سلام فرماؤں گا۔

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق وہ سجدہ والی مسجد "مسجد ابی ذر" ہی ہے جو کہ سجدہ والے مقام پر تعمیر ہوئی۔ یہ روایت احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ثقہ رواۃ سے نقل کی ہے۔

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کی جائے وقوع

یہ مسجد بستان الجیری کے شمال مشرقی جانب شارع ابوذر کے شروع میں سڑکوں کے پار ۱۵۰ میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔اس کو سعودی حکومت نے از سر نو تعمیر کرایا ہے۔شمال وجنوب کی جانب یہ مسجد چھوٹے چھوٹے باغیچوں سے گھری ہے۔



مسجد ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدیم اور جدید منظر

وہ جگہ جہاں آپ ﷺ کو درود پڑھنے کے فضائل بذریعہ وحی بتائے گئے۔

اس مبارک جگہ آپ ﷺ نے سجدہ شکر کیا تھا اور اسی جگہ آپ کو امت پر درود پڑھنے کے فضائل بتائے گئے اور یہ کہا کہ جس نے آپ پر ایک بار سلام بھیجا رب کریم خود اس پر سلام بھیجے گا۔



اس نقشے میں طواف کے سات چکروں کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ حجر اسود کی سیدھ میں بنائی گئی بھوری پٹی سے طواف کے ہر چکر کی ابتدا اور اسی پر انتہا ہوگی۔ طواف کے شروع میں "استقبال اور استلام" ہوگا پھر ہر چکر میں حجر اسود کے سامنے سے گزرتے وقت "استلام" کیا جائے گا۔ حج وعمرہ کے طواف (نہ کہ نفلی طواف) میں "رمل" اور "اضطباع" بھی ہوتا ہے۔ رمل صرف پہلے تین چکروں میں اور اضطباع پورے سات چکروں میں۔ طواف مکمل ہوتے ہی اضطباع ختم کر دینا چاہیے۔

مسجد میقات (یا مسجد ذوالحلیفہ)

اسے شجرہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اس درخت کی جگہ بنائی گئی ہے جس کے سایہ تلے نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ جاتے وقت قیام فرماتے تھے۔

جدید توسیع کے بعد اس مسجد میں ۵ ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے مسجد کا کل رقبہ ۹۰ ہزار مربع میٹر ہے۔ (دروازے کیکر کی لکڑی کے اور ملحقات ہیں) اور ساری مسجد ایرکنڈیشن ہے۔ ۵۱۲ بیت الخلاء ہیں، ۵۶۶ غسلخانہ، ۳۸۴ وضو کی ٹوٹیاں ۵۰۰ کاروں کی پارکنگ ہے۔ تعمیر کے کل اخراجات ۲۰ کروڑ ریال ہوئے ہیں۔

یہ مسجد ذوالحلیفہ کے علاقے میں ایک درخت کیکر سے منسوب ہے جس کی چھاؤں میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ اس کو مسجد ذوالحلیفہ بھی کہا جاتا ہے۔ ابن زبالہ کے بقول رسول اللہ ﷺ جب حج وعمرہ کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے جاتے تھے تو اس کیکر کے درخت کی چھاؤں میں آرام فرماتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد الشجرہ کے وسطی ستون کے قریب نماز ادا فرماتے تھے۔ جو اس کیکر کی جگہ تعمیر کیا گیا تھا جس کے نیچے رسول اللہ ﷺ آرام فرماتے تھے۔

مسجد کی جائے وقوع

یہ مسجد ذوالحلیفہ اس پختہ سڑک کی جانب مشرق میں واقع ہے جو مکہ معظمہ اور جدہ تک گئی ہے۔ مرکزی سڑک سے مسجد کی طرف رہنمائی کے لیے ایک پختہ ذیلی سڑک بھی خصوصی طور پر تعمیر کی گئی ہے۔ یہ سڑک بستان آل اسعد کے شمال غربی جانب وادی عقیق کے غربی کنارے سے ہو کر گزرتی ہے۔ شیخ حافظ ابوالبقاء کا کہنا ہے کہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو حج کے لیے جانے والوں کو اس مسجد کی حدود کے اندر ہی احرام باندھ لینا چاہیے۔

مسجد عتبان

اس مقام پر حضور ﷺ نے نماز ادا فرمائی

اس وقت بنی سالم بن عوف میں دو مسجدیں تھیں ایک یہ اور دوسری وہ جس میں حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ادا فرماتے تھے۔ اس کا ذکر صحیحین میں موجود ہے۔

حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان عالی مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنکو انصار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے میدان بدر میں حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی) حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میری بینائی کمزور ہوگئی حالانکہ میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں۔

جب بارشیں زیادہ ہوتی ہیں تو میرے اوران کے گھروں کے درمیان ایک ولوی ہے جو پانی سے بھر جاتی ہے اور میں انہیں نماز پڑھانے کے لیے ان کی مسجد میں نہیں پہنچ سکتا۔۔ یا رسول اللہ ﷺ! میری دلی آرزو ہے کہ آپ میرے ہاں قدم رنجہ فرمائیں اور میرے گھر ایک نماز ادا فرمائیں تاکہ میں اسے اپنی جائے نماز بنالوں۔ راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: ان شاء اللہ میں عنقریب آؤں گا۔

حضرت عتبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر ایک صبح حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن چڑھتے ہی تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے گھر میں داخل ہونے کو کہا تو میں نے دیدہ ودل بچھادیے۔ پس جونہی آپ اندر داخل ہوئے تو بیٹھنے سے قبل ہی فرمایا:

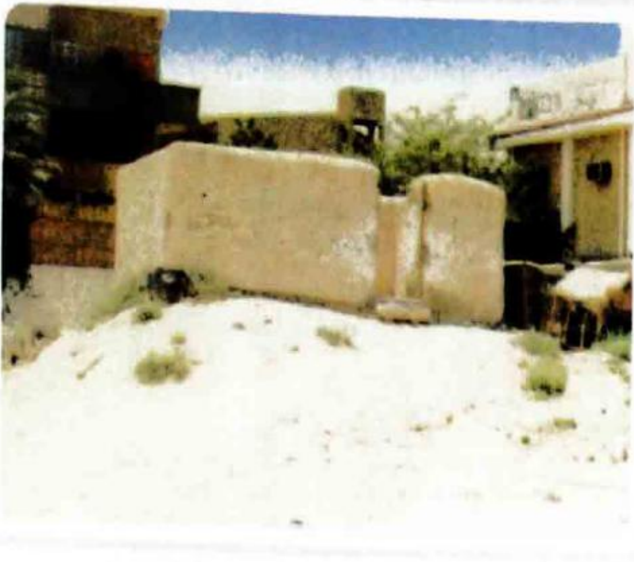
" این یحب ان اصلی من بیتک؟ "

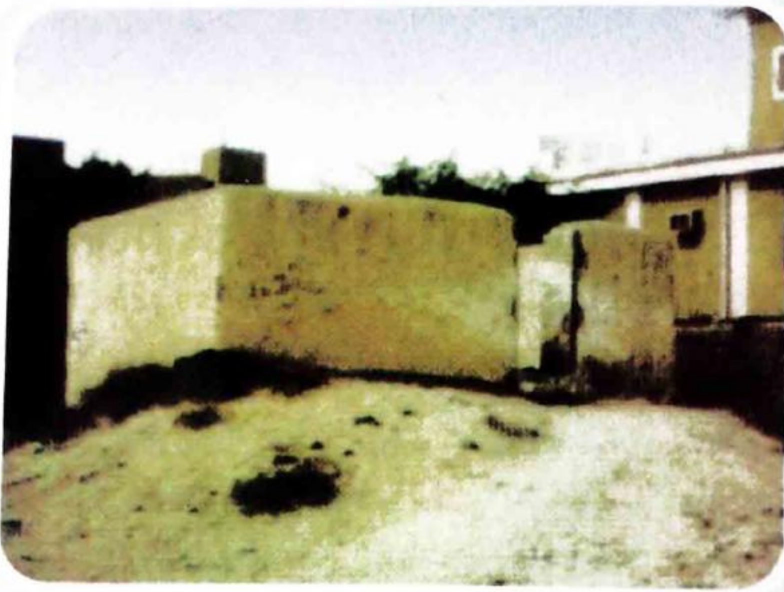
ترجمہ: تواپنے گھر کی کون سی جگہ پسند کرتا ہے کہ میں نماز ادا کروں۔ تو میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ وہاں کھڑے ہوئے، تکبیر فرمائی تو ہم بھی صف بنا کر کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور سلام پھیر دیا۔

حضرت عتبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کے لیے حریرہ تیار کیا اور کھانے کیلئے پیش کیا۔ مزید کہا کہ خاندان کے افراد کافی تعداد میں گھر میں جمع ہوگئے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا مالک بن دخیشن یا ابن دخیشن کہاں ہے؟ تو کسی نے کہا وہ تو منافق ہے اللہ اور اسکے رسول سے محبت نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہ کہو کیا تو نے اسے نہیں دیکھا کہ اسنے کہا ہے" لا الہ الا اللہ" اور اس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا چاہتا ہے؟

تو اس نے جواباً عرض کی اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر کہا ہم تو اس کا تعلق اور محبت منافقین کے ساتھ دیکھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے آگ پر اسے حرام قرار دیا ہے جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے" لا الہ الا اللہ" کہا۔ (متفق علیہ)

ایک صحابی آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نابینا ہوں اس لیے آپ کی مسجد میں آنہیں سکتا، آپ میرے گھر چلیں اور میرے لیے نماز کی جگہ متعین کردیں چنانچہ آپ ﷺ عتبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے اور نماز کی جگہ متعین فرمائی اور صحابہ کے ساتھ وہاں نماز بھی ادا کی۔







مسجد عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (قریب سے)

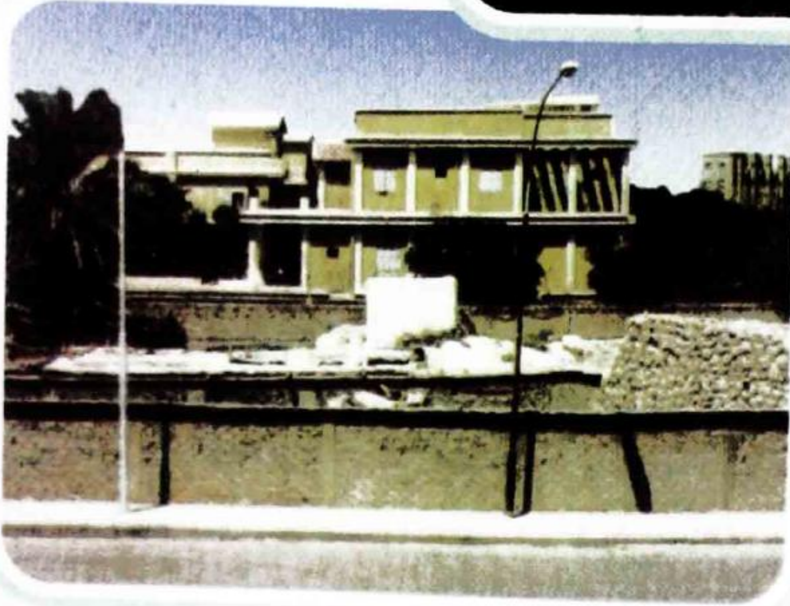






مسجد عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اندرونی منظر







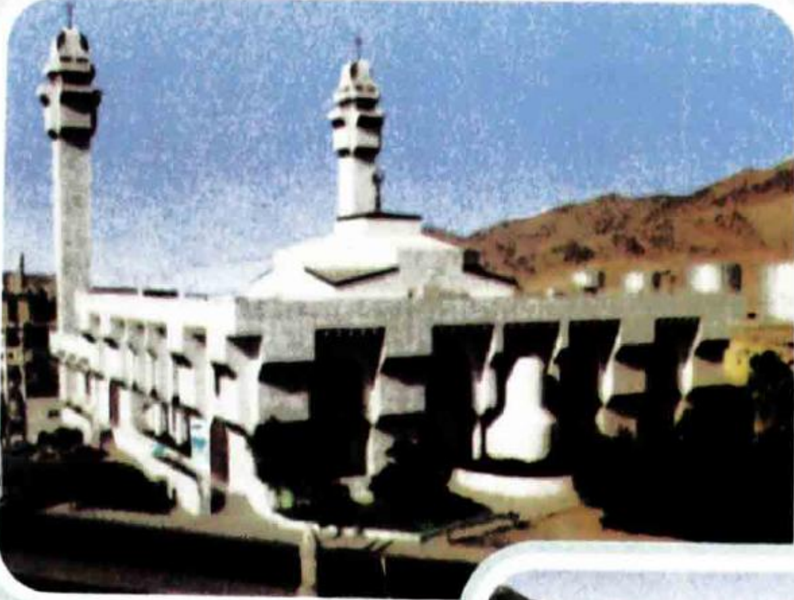
مسجد عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ: جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔



مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا

یہ مسجد تنعیم میں ہے۔ مسجد حرام سے تقریباً ۸ کلومیٹر کے فاصلہ پر مدینہ منورہ جانے والی سڑک پر واقعہ ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے اسم گرامی سے منسوب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر انہیں عمرہ کے لیے مکہ معظمہ سے تنعیم جا کر احرام باندھنے کا حکم دیا تھا۔

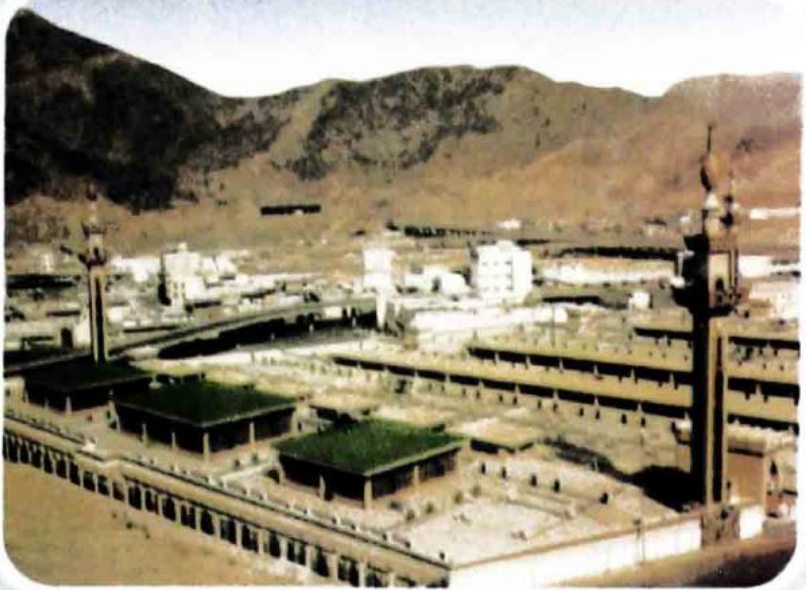
اس بنا پر مکہ معظمہ میں قیام پذیر کوئی مسلمان عمرہ کرنا چاہے تو اسے احرام باندھنے کے لیے تنعیم آنا پڑتا ہے۔ وہ عمرہ کی نیت کے لیے اس مسجد میں نوافل ادا کرنے کے بعد عمرہ کے لیے روانہ ہوتا ہے اور تلبیہ پڑھتا ہوا مکہ مکرمہ میں داخل ہوتا ہے۔





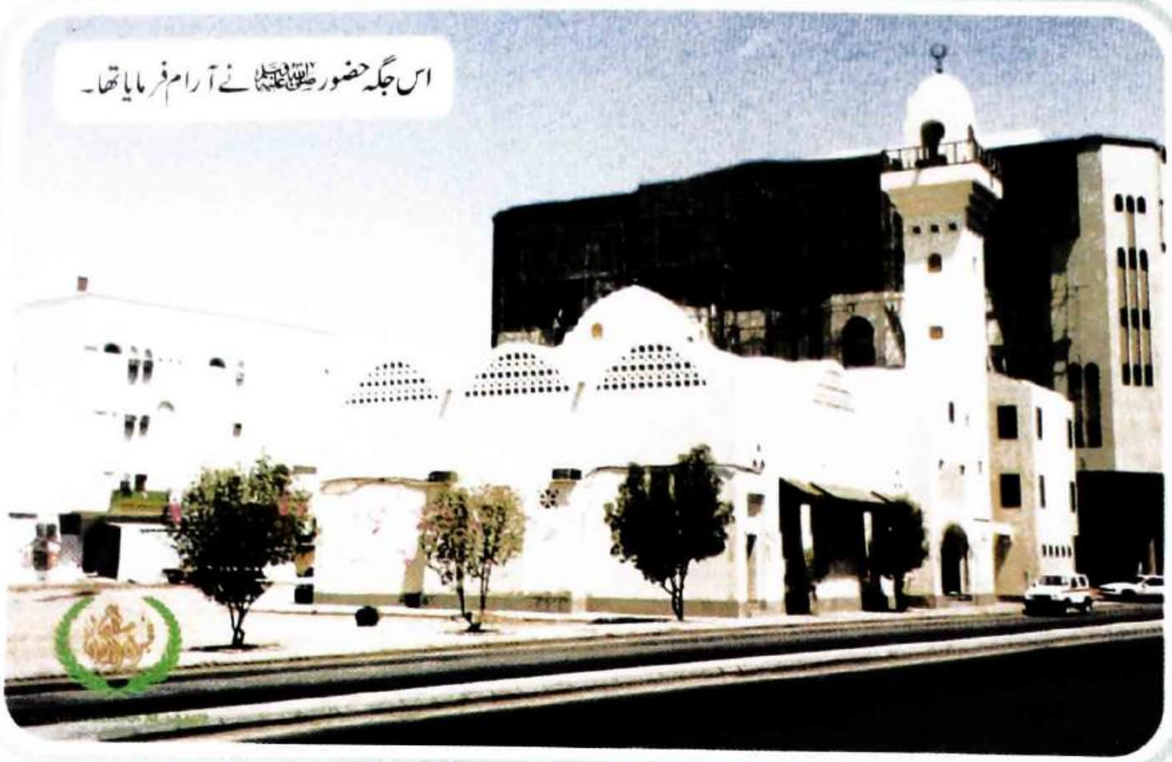
منیٰ میں مسجد خیف۔

مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا

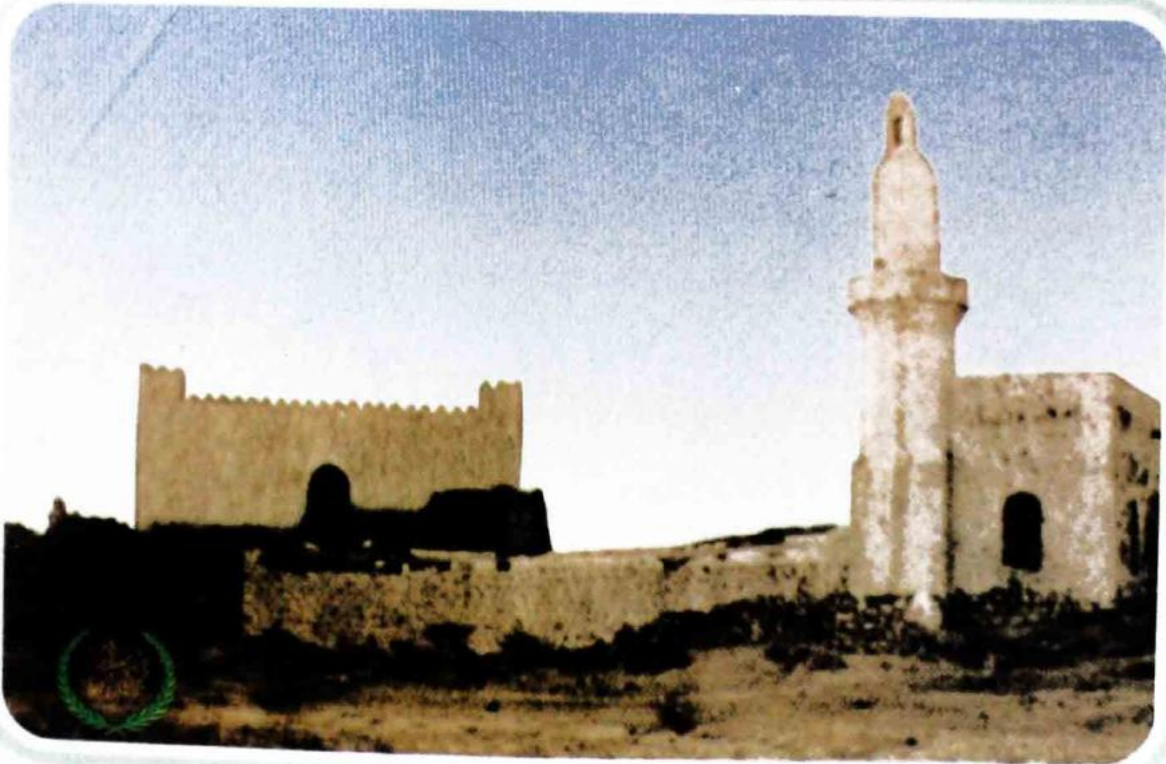




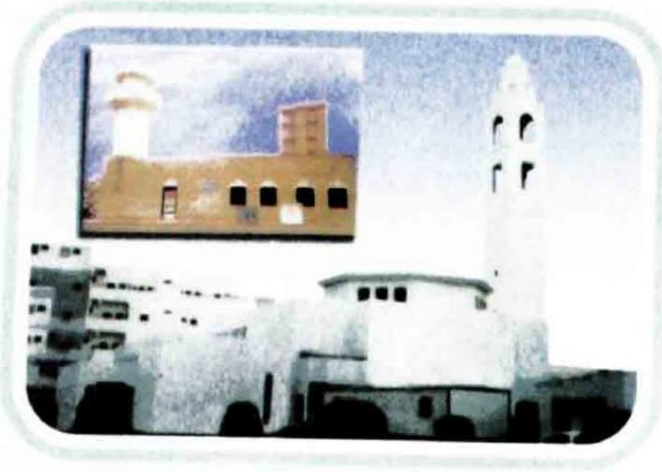
منیٰ میں موجود اس مسجد کے عقب میں ایک پہاڑ نظر آ رہا ہے اس پہاڑ پر آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے کہ سورۃ مرسلات نازل ہوئی۔



مسجد المستراح: روایت ہے کہ یہاں رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد سے واپسی کے وقت کچھ دیر آرام فرمایا۔ قریب ہی بنو حارثہ کے مکانات تھے۔ غزوہ احزاب میں جو خندق کھودی گئی وہ یہاں سے شروع ہو کر مسجد فتح تک چلی جاتی ہے۔



۲۰۰ سال پرانی مسجد مستراح کی (قدیم تصویر)



وہ جگہ جہاں حضور ﷺ کی ۲ دعائیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبول فرمائیں

مسجد اجابہ کا جدید وقدیم منظر

جنت البقیع سے شمال کی جانب ''بستان سمان'' ہے اس کے پاس ہی مسجد اجابہ ہے۔ یہ مسجد عمارتوں اور آبادی میں گھری ہوئی ہے مسجد اجابہ کو مسجد بنومعاویہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس جگہ پر بنومعاویہ کا قبیلہ آباد تھا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ اس جگہ تشریف لائے، نماز ادا فرمائی اور دیر تک اپنے اللہ تبارک وتعالیٰ سے راز ونیاز کرتے رہے۔ طویل دعا سے فارغ ہونے کے بعد رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں تین دعائیں کی تھیں۔

ا۔ اے اللہ! تو میری امت کو اجتماعی قحط سالی کے عذاب سے تباہ نہ کرنا۔

۲۔ اے اللہ! تو میری امت کو اجتماعی طور پر غرق نہ کرنا۔

۳۔ اے اللہ! تو میری امت کو باہمی اختلافات اور خانہ جنگی میں مبتلا نہ کرنا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری تین دعاؤں میں سے پہلی دو دعائیں قبول فرمالی ہیں مگر تیسری قبول نہیں فرمائی۔ محمد بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس مسجد میں آپ ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ (موجودہ) محراب سے دائیں جانب دو گز ر کے فاصلے پر ہے۔





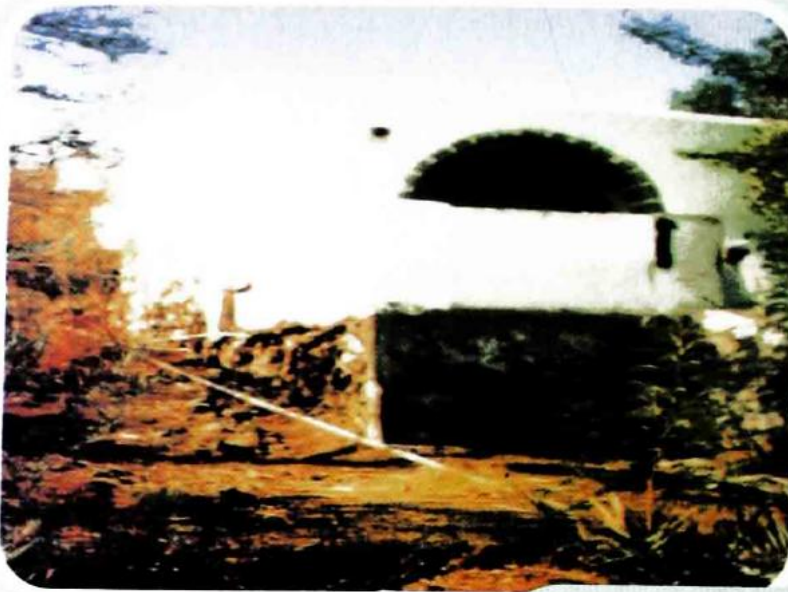


مسجد اجابہ کا محل وقوع

منیٰ جاتے ہوئے دائیں ہاتھ ثنیۃ اذاخر میں واقع ہے۔

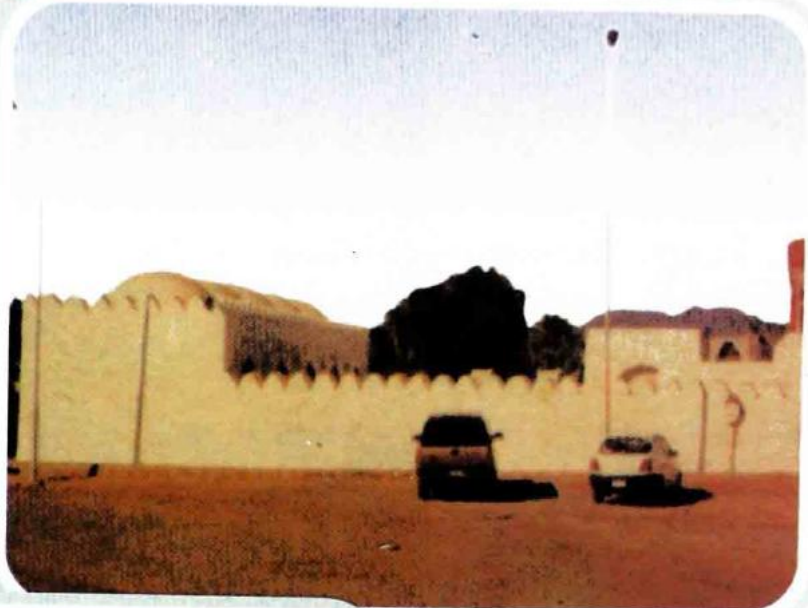
علامہ قطب الدین رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں ہمارے دور میں یہ مسجد ویران اور منہدم ہو چکی ہے البتہ اس میں ایک پتھر پر یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ مسجد اجابہ ہے اور اسے ۷۲۰ھ میں تعمیر کیا گیا تھا۔ بعد ازاں منہدم ہوگئی۔

اس کے قرب وجوار میں کچھ آبادی ہوگئی تھی وہ لوگ اس میں نماز پڑھتے اور اس کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ مگر آبادی کے اضافہ کی وجہ سے اس میں توسیع اور تعمیر نو کی ضرورت تھی۔

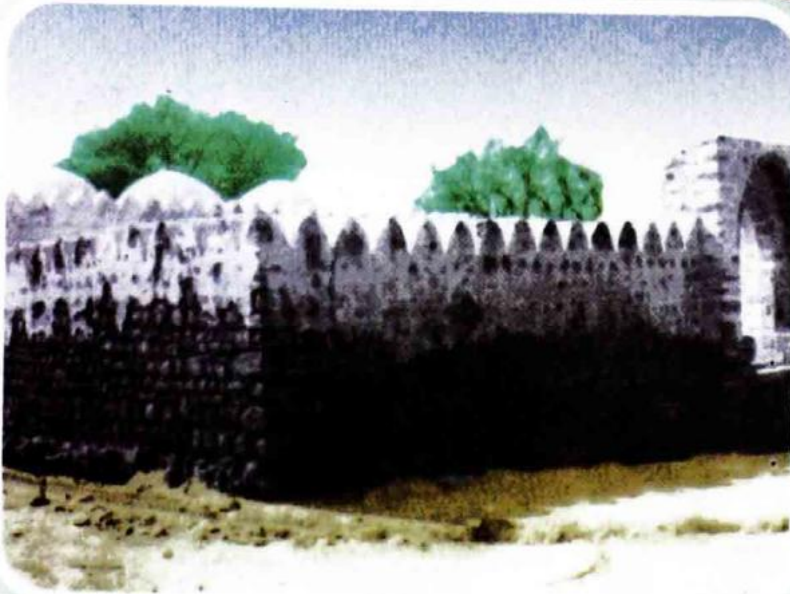


مسجد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن طالب

یہ مسجد مدینہ میں مناخہ کے علاقہ میں ہے۔ اس جگہ آپ ﷺ نے نماز عید ادا فرمائی تھی اور اسی جگہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاصرہ کے دوران علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امامت فرمائی۔

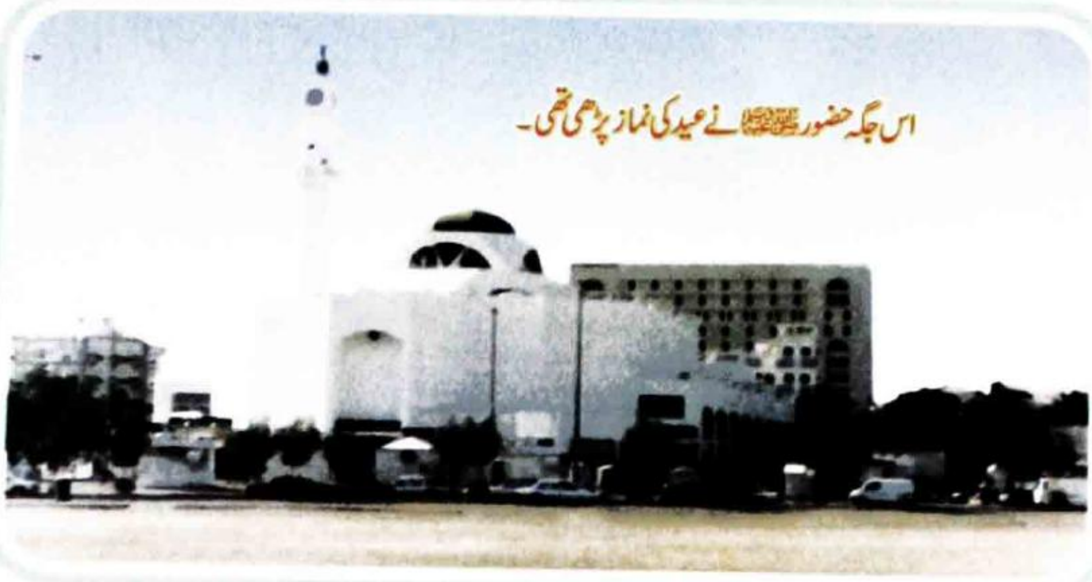


اس جگہ حضور ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ مسجد بنی قریظہ جو یہود بنی قریظہ کی خوفناک عہد شکنی اور اس کے برے انجام کی یاد دلاتی ہے۔ حضور ﷺ یہود کے محاصرہ کے وقت اس جگہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ (فتح الباری: جلد ۷ صفحہ ۴۲)۔





مسجد بنی قریظہ قدیم



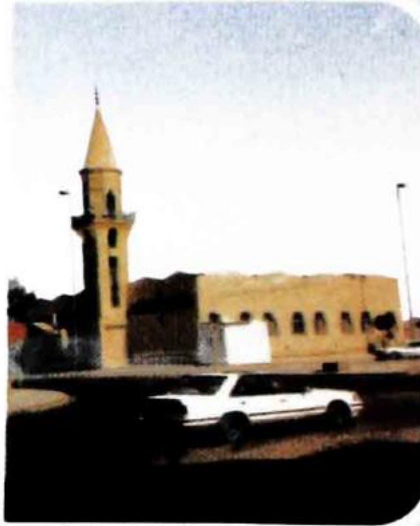
مسجد سیدنا بلال ابن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس مسجد کے مقام پر بھی آپ ﷺ نے نمازِ عید ادا فرمائی۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مسجد میں نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے یہ مسجد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے منسوب ہوگئی۔ یہ مسجد اس وقت موجود نہیں ہے کیونکہ اس کو شہر مدینہ کی توسیع میں شامل کر دیا گیا ہے۔ موجودہ مسجد مسمی بلال الحبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شارع الامیر عبدالمحسن (شارع قربان) پر باب السلام سے ۶۰۱ میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس کا مذکورہ بالا متبرک و تاریخی مسجد سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کی تعمیر بالکل قریبی دور میں ہوئی ہے اور اس کو شیخ محمد حسین ابوالعلاء نے تعمیر کروایا ہے۔ اس مسجد کا کوئی تاریخی پس منظر نہیں سوائے اس کے کہ یہ مسجد برائے عبادت ہے۔ کچھ زائرین کو اس مسجد کی طرف بھی بغرض زیارت جاتے دیکھا گیا ہے۔ لہٰذا اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ اصل مساجد جن کا آپ ﷺ سے تعلق تھا ان کو تو گرا دیا گیا ہے لیکن اسی نام سے دوسرے مقامات پر نئی مساجد تعمیر کروادی گئی ہیں۔



مسجد الفسح، جہاں ایک غزوہ اختتام کے بعد حضور ﷺ نے زخمی ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ یہ مسجد اس غار کے پاس ہے جہاں حضور ﷺ نے آرام فرمایا تھا۔ اوپر کونے میں اس مسجد کا محراب نظر آ رہا ہے جو پہاڑ کو کاٹ کر بنایا گیا۔

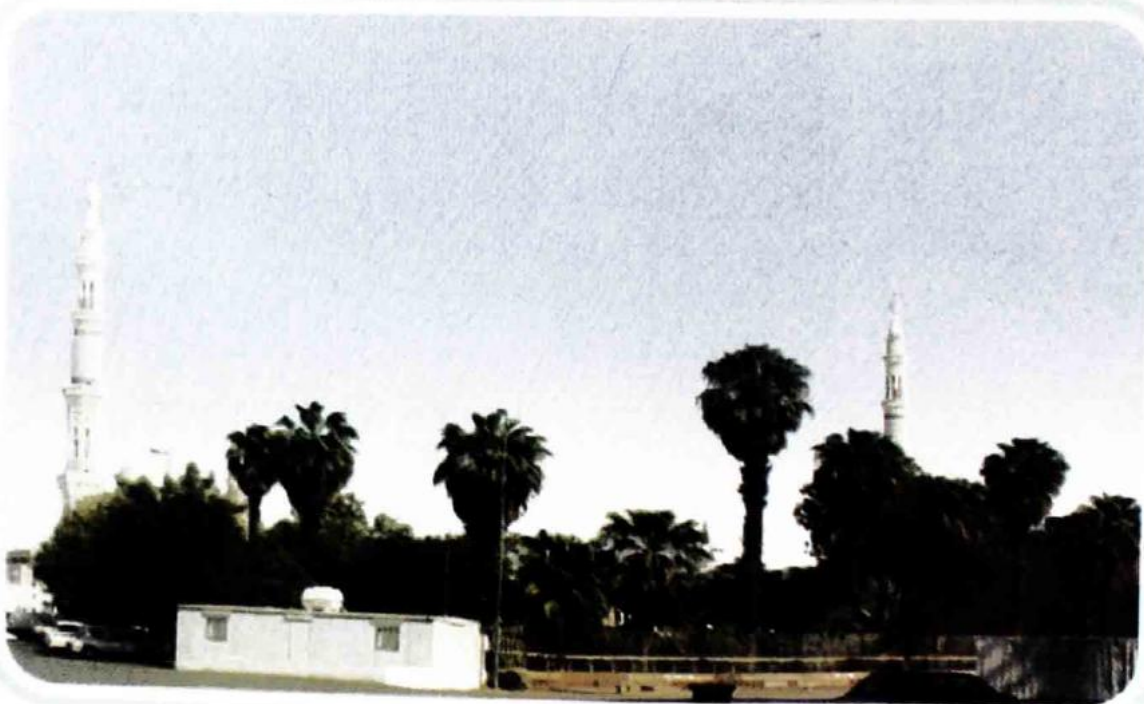


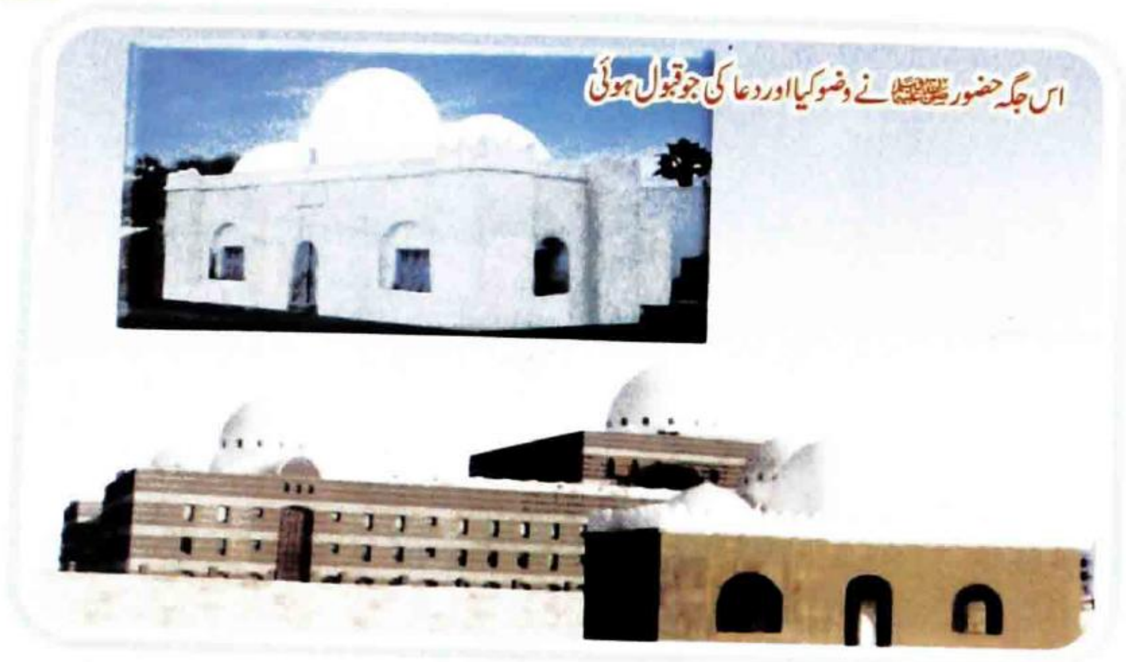


یہ خوبصورت مساجد چوک کے اس میدان میں واقع ہیں ،جہاں عالم اسلام نے پڑاؤ کیا تھا۔ پہلے خلیفہ اول جانشین رسول حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور دوسرے خلیفہ دوم جناب فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نام نامی سے منسوب ہے۔ یہ دونوں مساجد اس مقام پر تعمیر کی گئی ہیں۔

مسجد بنی ساعدہ

ابن شیبہ عباس بن سہیل سے راوی ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے مسجد بنی ساعدہ میں نماز ادا فرمائی۔
عبدالمنعم بن عیاض اپنے والد سے راوی ہیں حضور سید دو عالم ﷺ سقیفہ بن ساعدہ کے ڈیرے میں تشریف فرما تھے کہا آپ کو سہیل بن سعد نے پیالہ میں دودھ پلایا۔ حضور ﷺ نے مزید طلب فرمایا۔ انہوں نے مزید پیش کیا فرمایا پہلا پیالہ اچھا تھا عرض کی گئی حضور ﷺ ایک ہی شے ہے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضور ﷺ سید عالم ﷺ کا بیٹھنا حدیث جونبیہ سے ثابت ہے۔ اسی سقیفہ بنی ساعدہ میں اکثر نے سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ (خلاصۃ والوفاء صفحہ ۲۸۲)۔
پاکستانی ہوٹل سے سیدھے شارع سیمی پر مین اڈہ کی طرف چلیں تو بائیں ہاتھ کی طرف خوبصورت باغیچہ ہے۔ مدینہ منورہ کے متعدد باسیوں نے بتایا سقیفہ بنی ساعدہ اسی جگہ پر ہے۔ وصلی اللہ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد والہ وہ صحبہ وسلم۔



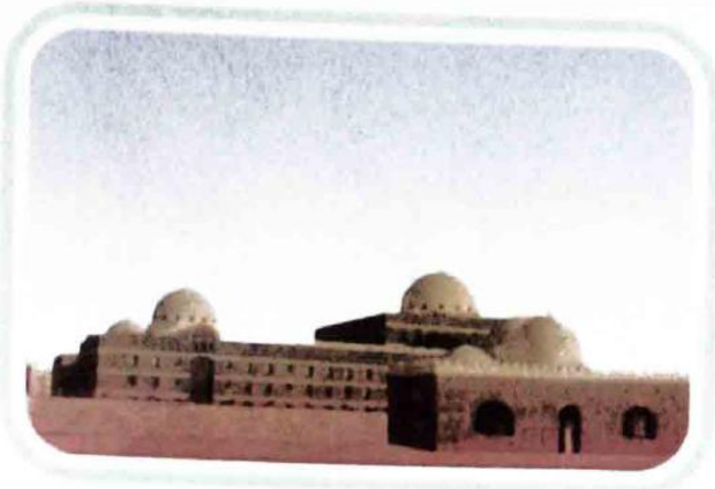


مسجد سقیا

مدینہ منورہ کے مغربی نواح میں ایک کنواں ہے جو 'بئر سقیا' ' (جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا) کے نام سے مشہور ہے۔ باب عنبریہ کے قریب آج کل وہاں قبۃ الرؤس کے نام سے مشہور منزل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے۔ جب ہم اس کنویں میں (سقیا) کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ کے ساتھ ہم نے بھی اس کنویں کے پانی سے وضو کیا اور نماز ادا کی۔ نماز کے بعد آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

قبولیت دعا کی انمول جگہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر کو نکلے تو ہمارے پاس ستر اونٹ تھے اور ہم دو تین یا چار افراد ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے، میں اس وقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سب سے زیادہ امیر تھا، اور پیدل چلنے پر سب سے سخت اور سب سے زیادہ تیر انداز تھا میں نہ جاتے ہوئے سوار ہوا اور نہ آتے ہوئے۔ ہم مدینۃ المنورۃ سے سقیا کی طرف روانہ ہوئے تو رسول اکرم ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ یہ پیدل ہیں انہیں سوار کر، یہ ننگے ہیں انہیں لباس دے، یہ بھوکے ہیں انہیں سیر کردے، یہ غریب ہیں انہیں غنی کردے اپنے فضل وکرم سے۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب ہم واپس ہوئے تو ہر خواہش مند کے یہاں سواری تھی ذخیرہ خوراک تھا۔ وفاء الوفاء۔



یہ مبارک مسجد ہے جس میں آپ ﷺ نے نماز پڑھائی مسجد سقیا (دوران مرمت) پس منظر میں بلدیہ کا دفتر ہے۔

یہ مسجد مدینہ کے شمال میں ہے۔ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعمیر کیا۔

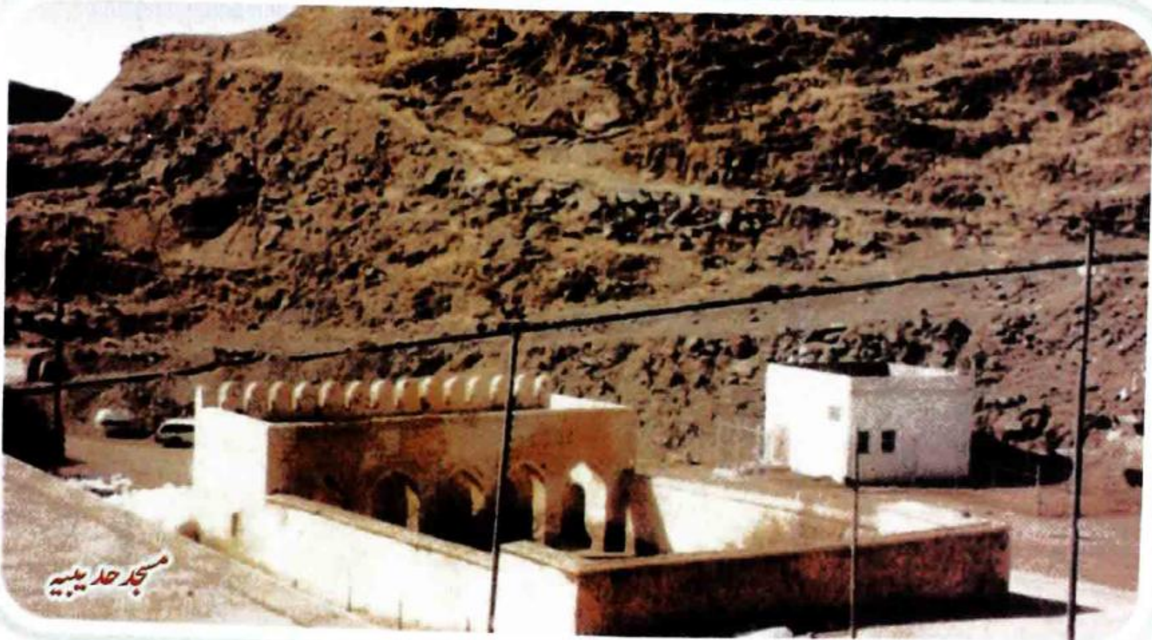
اس جگہ حضور ﷺ نے نمازِ عید الاضحیٰ ادا فرمائی تھی۔

مصلے عید اس مقام پر حضور ﷺ نے نمازِ عید الفطر اور نمازِ عید الاضحیٰ اور نمازِ استسقاء پڑھی ہے۔اب وہاں ایک عظیم الشان مسجد ہے۔



وہ جگہ جہاں آپ ﷺ کے ہاتھ پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موت پر بیعت کی

وادی منیٰ میں ''مسجد البیعۃ'' جہاں بیعت اولیٰ ثانیہ ہوئی اور نبی کریم ﷺ نے انصار صحابہ سے ہر مشکل میں ثابت قدمی اور کفر کیلغار کے مقابلے میں جمے رہنے کا عہد لیا تھا۔حالات نے ثابت کیا کہ ان وفا شعاروں نے اپنا عہد پورا کر دکھایا اور مسلمانوں کیلئے لائق فخر اور قابل تقلید مثال قائم کی۔مسجد میں نصب تختی کے مطابق اسے سب سے پہلے عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے ۱۴۴ھ میں تعمیر کیا۔



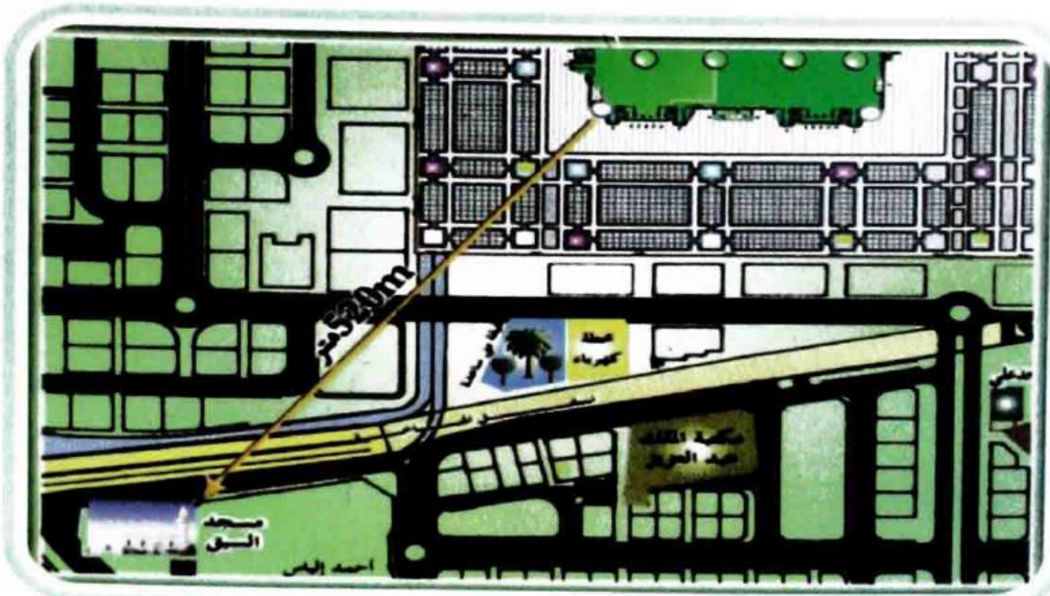
مسجد حدیبیہ

مسجد سبق یہ وہ مبارک جگہ ہے جہاں آپ ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ کی نگرانی میں گھوڑوں کی دوڑ کا مقابلہ جہاد کی نیت سے ہوتا تھا اس جگہ یہ مسجد تعمیر کرادی گئی۔



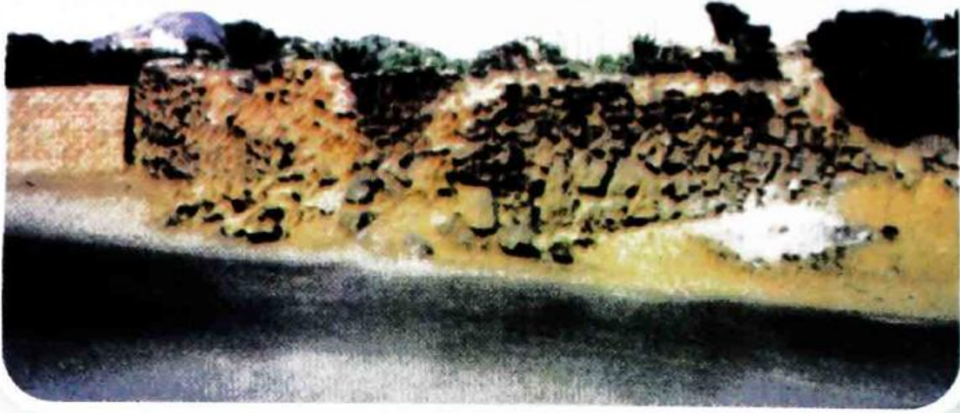
مقام مسجد سبق

مسجد نبوی شریف کے شمال مغرب میں ۵۲۰ میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، نویں صدی ہجری میں یہ مسجد اس میدان میں بنائی گئی جہاں آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں گھڑ سواری کی تربیت ہوتی تھی۔ مسجد کی موجودہ بلڈنگ شاہ فیصل رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں تعمیر ہوئی اور اس کی مرمت شاہ فہد کے زمانہ میں ہوئی۔ واضح رہے کہ گھڑ سواری یہاں سے شروع ہو کر دو منزلوں پر مکمل ہوتی، پہلی منزل قبیلہ بنو زریق کی بستی اور دوسری منزل مقام حفیاء تھی۔



مسجد بنی انیف:

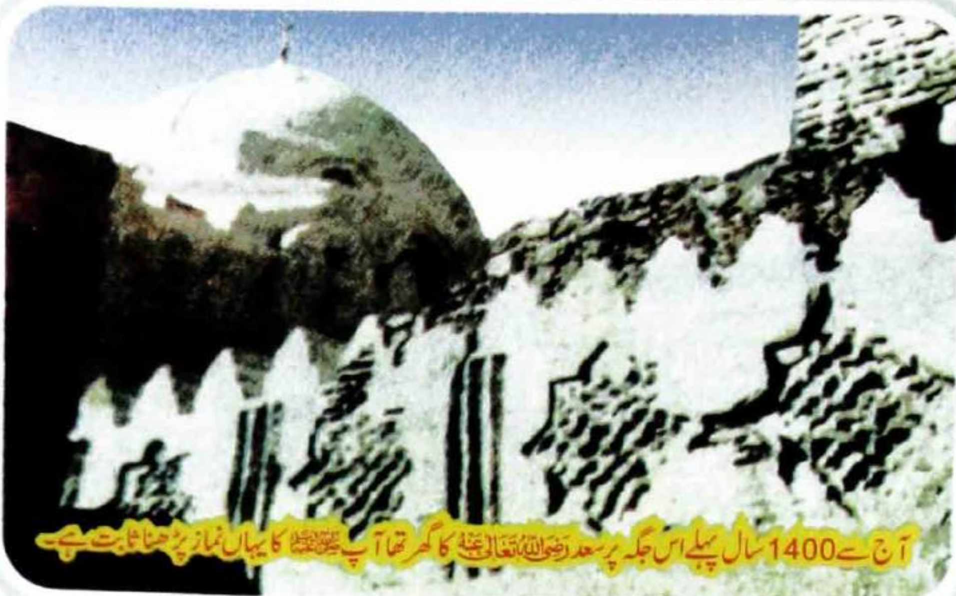
وادیٔ قباء کے گردونواح میں ہی بئر عذق کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔



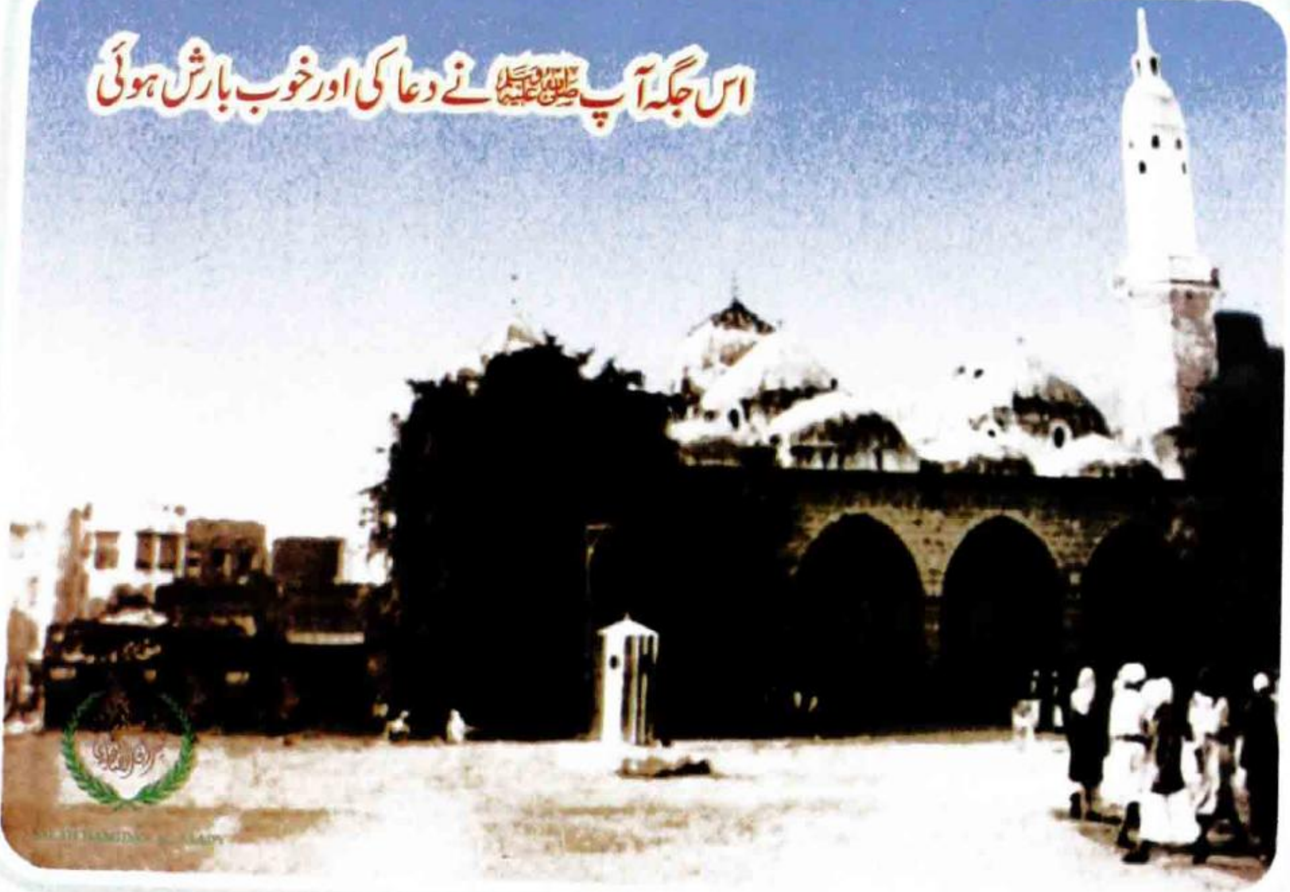
اس جگہ حضور ﷺ نے عبادت فرمائی تھی۔

مسجد دار سعد بن خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ گھر آنحضرت ﷺ کی ہجرت سے قبل ہی اسلام کا مرکز بن گیا۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کبھی کبھی اس میں نماز جمعہ بھی پڑھ لیتے تھے۔ جب آپ ﷺ ہجرت کر کے آئے تو حضرت کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں قیام فرمایا، اور اس دوران آپ ﷺ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں بھی تشریف لاتے جو کہ مسجد قبا کے جنوب میں تھا۔ بعد میں وہ گھر مسجد قبا کی توسیع میں شامل ہو گیا۔



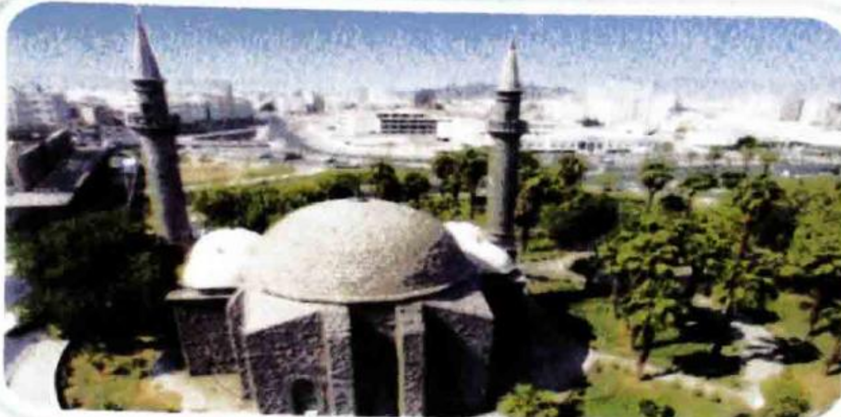
آج سے 1400 سال پہلے اس جگہ پر سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر تھا آپ ﷺ کا یہاں نماز پڑھنا ثابت ہے۔



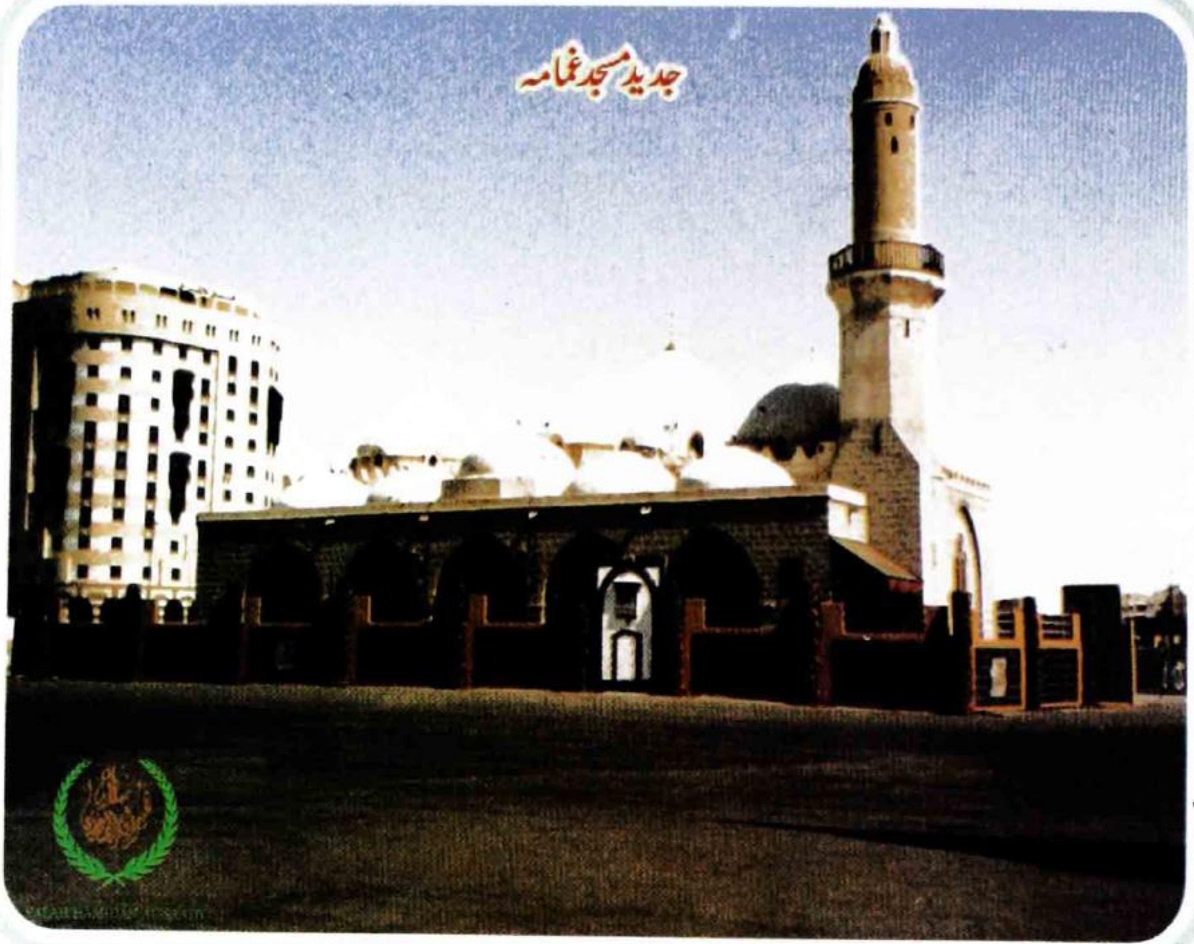
200 سال قبل کی مسجد غمامہ (قدیم تصویر)

عربی میں ''غمامہ'' بادلوں کو کہتے ہیں ایک مرتبہ جب مدینۃ النبی میں سخت قحط پڑا اور پانی کی کمیابی ہوگئی تو آقائے نامدار سیدنا محمد ﷺ نے اس مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں اور نماز استسقاء ادا کی ۔ان کے ہمراہ ان کے نواسے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ جو اس وقت نہایت کم سن تھے۔آپ کے دعا کرتے ہی آسمان پر ابر چھا گیا۔اور خوب بارش ہوئی اسی مناسبت سے اس مقام پر آج کل جو مسجد قائم ہے۔اس کو مسجد غمامہ کہتے ہیں۔



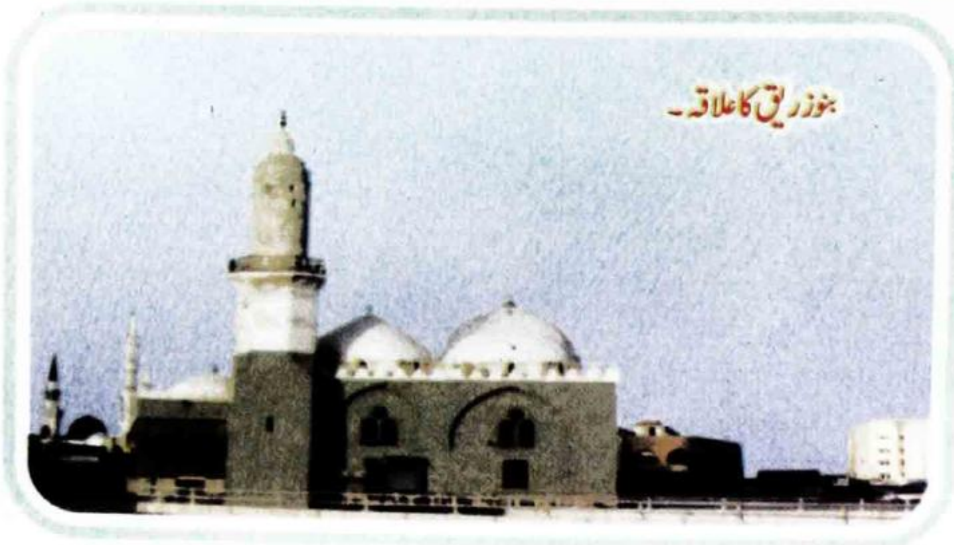






سب سے پہلے قرآن کہاں پڑھا گیا؟

مدینہ منورہ میں سب سے پہلے قرآن کی تلاوت یہاں ہوئی دافع بن مالک نامی صحابی نے بیعت عقبہ کے دوران آپ ﷺ سے ملاقات کی اور قرآن سیکھا اور بعد میں اپنے قبیلہ زریق میں آکر اس کی تلاوت کی بئر زاداں نامی کنواں بھی اسی بستی میں تھا اس کنویں میں لبید بن اعصم نامی جادوگر نے پتلا دفن کر دیا تھا جبریل علیہ السلام کے بتانے پر آپ ﷺ نے نکلوادیا۔



مدینہ منورہ کے اطراف میں موجود قبائل اور متبرک مقامات کی تفصیل

بالمدينة المنورة في عهد النبي ﷺ

Ayr Mountain

4.5 km

الطريق الدائري الثاني

دوسری دائری سڑک

بنو عمرو بن عوف

بنو النضير (يهود)

بنو قريظة (يهود)

إلى مكة المكرمة

Hijra Road

Quba

Qurban

Abdul Majid Road (Hizam)

Awali Road

بنو سالم

بنو الحارث

بنو دينار

Anbariya Road

شارع باب السلام

بنو بياضة

Al-Salaam Road

بنو ظفر

شارع الملك عبد العزيز

Abdul Aziz Road

بنو معاوية

بنو جرام

بنو سلمة

مسجد القبلتين

SECOND RING ROAD

بنو عبد الأشهل

(Matar)

Airport Road

Sultana Road

بنو حارثة

Al-Oyun Road

جبل أحد

Uhud Mountain

مسجد بنی بیاضہ

ابن اسحاق روایت کرتے ہیں: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک کو ان کی آخری عمر میں مسجد میں لے جایا کرتا تھا کیونکہ وہ نابینا ہو چکے تھے۔ جب وہ یعنی (کعب) اذان کی آواز سنتے تو کہتے اللہ سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے جنہوں نے جمعہ کے لیے سب مسلمانوں کو جمع کیا اور اس وقت ہم چالیس آدمی تھے۔ (بنی بیاضہ قبیلہ خزرج کی ایک شاخ ہے)۔

بنوساعد

خزرج کا مشہور قبیلہ ہے۔ ان کی آبادی مسجد نبوی شریف کی شمال مغرب سمت تھی۔ اس میں ایک جگہ سقیفہ بنی ساعدہ تھی جس کا محل وقوع اب مسجد نبوی کی دوسری سعودی توسیعی عمارت سے ۲۰۶ میٹر کے فاصلہ پر موجود باغیچہ میں ہے۔

آنحضرت ﷺ اس سقیفہ میں تشریف لائے، پانی پیا اور نماز پڑھی۔

مسجد بنوساعدہ

ابن شیبہ نے عباس ابن سہل کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مسجد میں نماز ادا فرمائی تھی یہ مسجد بنوساعدہ کے اس مکان کے قریب تھی جہاں مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت واطاعت کی تھی۔ اس مسجد کی قدیم جگہ مثلث السطلانیہ پر ہے۔ جہاں اس وقت ایک پبلک لائبریری اور ایک لیکچر روم بنا ہوا ہے۔

مدینہ منورہ کے مشرقی بازار بئر بضاعہ کے پاس سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعد کا گھر تھا۔ ایک بار وہ بیمار ہوئے تو عیادت کے لیے رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانی مانگا، انہوں نے پیش کیا۔ یوم ثقیفہ کے دن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہیں جمع ہوئے تھے۔ اس مسجد کی جگہ پر آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔

مسجد بنی عبدالاشہل

اس مسجد میں حضور ﷺ نے بنی عبدالاشہل کو نماز مغرب پڑھائی اور اس کے بعد مغرب کی سنتیں گھروں میں ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس کا تذکرہ متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا ہے۔

بنی عبدالاشہل کے ایک فرد محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ہماری مسجد میں تشریف لائے اور ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی۔ سلام پھیرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

"ارکعوا هاتين الركعتين في بيوتكم للسبح بعد المغرب."

مغرب کے بعد یہ دو رکعتیں نفل نماز اپنے گھروں میں ادا کیجئے) یہ روایت امام احمد، ابن شیبہ اور ابن خزیمہ نے صحیح سند کے ساتھ نقل کی ہے۔

حضرت ثابت بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عبدالاشہل کی مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ آپ ﷺ اپنے اوپر کمبل لیے ہوئے تھے اور کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لیے (حالت سجدہ میں) اپنے دست مبارک کمبل پر ہی رکھتے تھے۔ یہ روایت اسی طرح ابن ماجہ، ابن شیبہ اور ابن خزیمہ نے نقل کی ہے۔

ام عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت یزید بن سکن سے روایت ہے کہ آپ بیعت کرنے والی عورتوں میں سے تھیں۔ یہ گوشت کا ایک ٹکڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ بنی عبدالاشہل کی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے گوشت تناول فرمایا پھر آپ ﷺ اٹھے، نماز ادا فرمائی لیکن وضو نہیں کیا۔ (روایت احمد، طبرانی)۔



مسجد بنی حارثہ

بنی حارثہ کی بستی میں واقع اسی مسجد میں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی اور شہید خیبر عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سہیل کے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سہیل کے مقدمہ کا فیصلہ کیا۔

بنو حارث

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو انہی کے ہاں قیام کیا، اور نبی ﷺ نے اسی قبیلہ کے حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کا بھائی بنایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آنحضرت ﷺ کی شادی مکہ مکرمہ میں ہو چکی تھی۔ روانگی کی بابت روایت ہے کہ اسی قبیلے میں ان کے قیام کے دوران ہوئی۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۸۹۴)۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی قبیلے کی خاتون حضرت حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی۔ آپ کا انتقال ہوا تو وہ حاملہ تھیں پھر ام کلثوم رحمہا اللہ تعالیٰ نامی بچی پیدا ہوئی۔

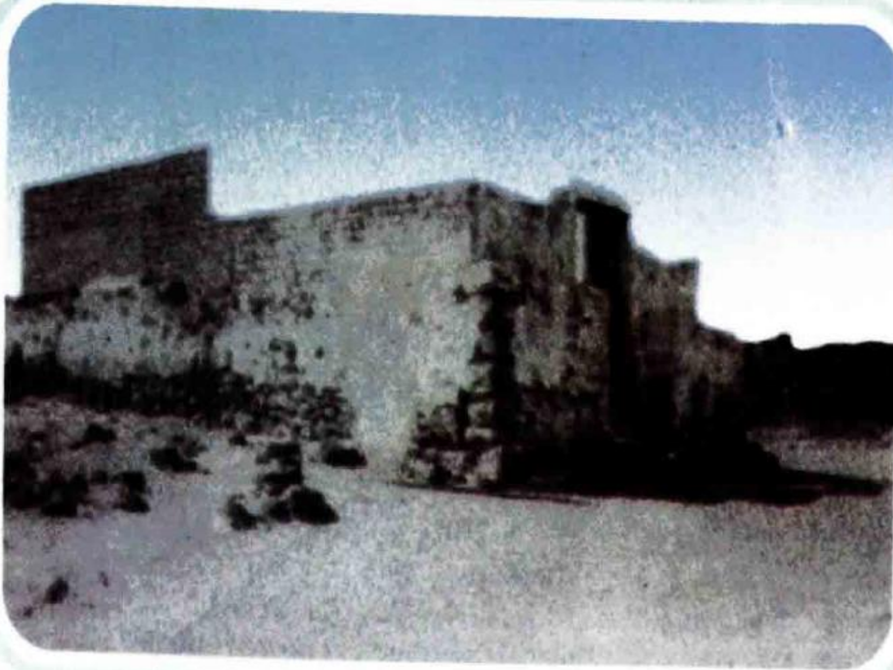
اسی قبیلے کے حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں فوت ہو جانے کے بعد گفتگو کی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی قبیلے کے چشم و چراغ تھے، شاعرِ رسول ﷺ تھے۔ غزوۂ موتہ کے امیر تھے وہیں شہید ہوئے۔

انہی میں سے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے تو آخری وقت میں فرمایا: اے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ کو میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا:

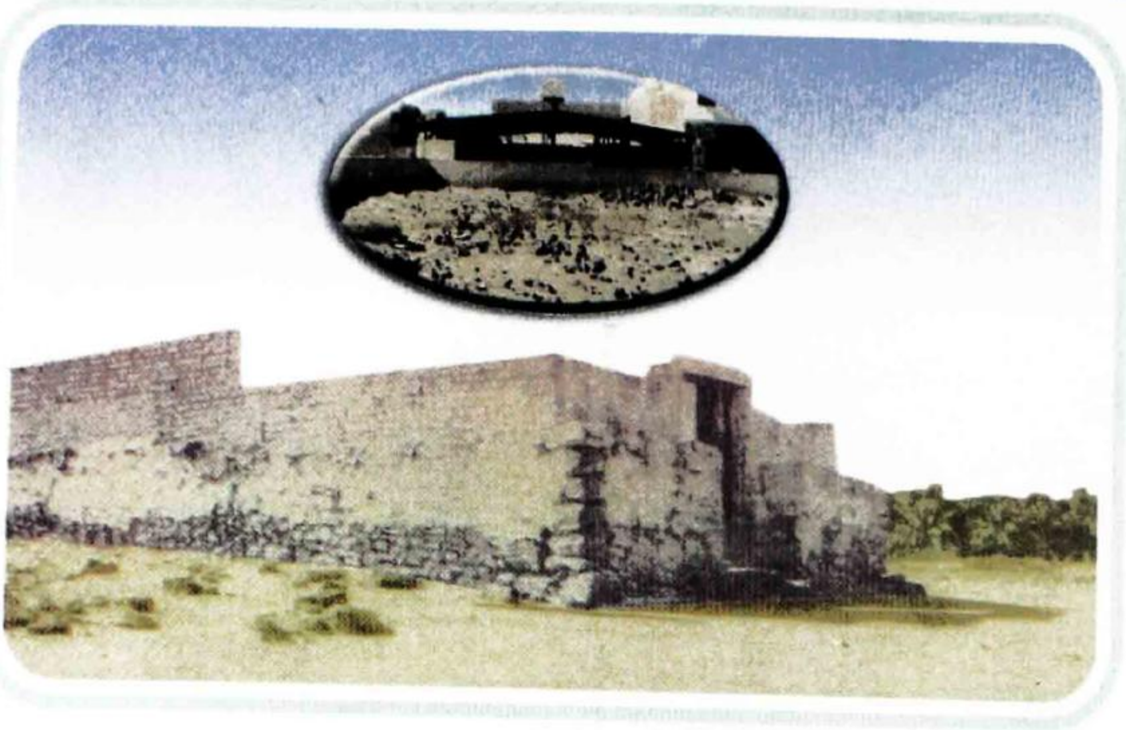
جزاک اللہ عنا خیرا۔ اور میری قوم کو سلام کہنا اور پیغام دینا کہ: خدارا بیعت عقبہ کی رات آنحضرت ﷺ سے کیا ہوا وعدہ پورا کرنا۔ اللہ کی قسم تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا اگر تم میں ایک فرد بھی زندہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچے۔

انہی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی آپ ﷺ سے میراث کی بابت پوچھنے آئیں تو سورہ نساء کی نمبر ۱۱ اور بعد والی آیات نازل ہوئیں۔



مسجد فضیخ کی ایک قدیم تصویر

یہودی قبیلے بنو نضیر کی مسلسل سازشوں سے تنگ آ کر آنحضرت ﷺ نے کیا جو کچھ روز جاری رہا۔ بالآخر آنحضرت ﷺ نے انہیں مدینہ سے نکال دیا۔ اس دوران صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جہاں آپ ﷺ کی امامت میں نماز ادا فرمائی وہاں مسجد بنادی گئی جو مسجد بنو نضیر کہلائی۔ اس دوران شراب کی حرمت نازل ہوئی تو جن حضرات کے پاس اس کی کچھ مقدار بھی تھی انہوں نے سب انڈیل دی۔ یہ اقدام اطاعت شعاری اور فرمانبرداری کی اعلیٰ مثال ہے۔

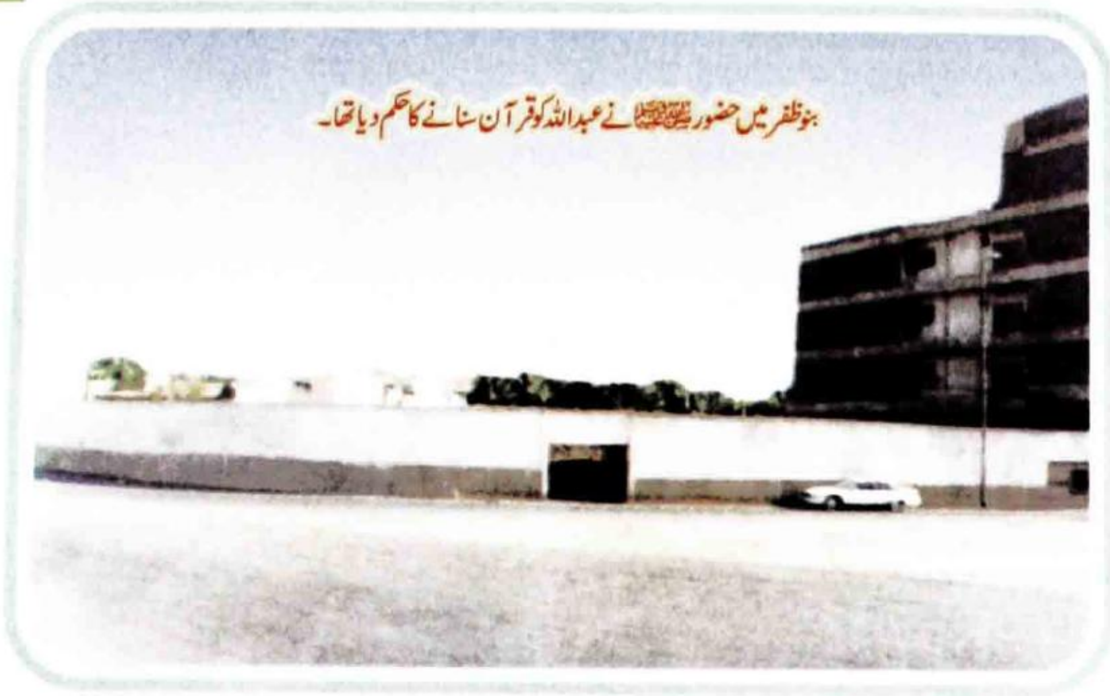


مسجد فضیح

یہ محلّہ عوالی کے مشرق میں واقع ہے۔ جب حضور ﷺ نے یہودی قبیلہ بنونضر کا ان کی غداری کی وجہ سے محاصرہ کیا تو آپ ﷺ نے اس مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ فضیح کھجور سے کشید کی ہوئی شراب کو کہتے ہیں۔ شراب کے حرام ہونے کا حکم آنے سے پہلے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ ساتھیوں کے ساتھ مے نوشی میں مشغول تھے کہ اللہ کی طرف سے شراب حرام ہونے کا حکم نازل ہوا۔ تو انہیں اس حکم کی اطلاع ملی تو انہوں نے شراب کے سارے مٹکے توڑ ڈالے (اس روز مدینہ کی گلیوں میں پانی کی جگہ شراب بہہ رہی تھی) یہ واقعہ اسی جگہ پر پیش آیا اس لیے اس کا نام مسجد فضیح پڑ گیا۔ بعض حضرات نے اس کا نام مسجد شمس بتایا ہے اس لیے کہ اونچائی پر ہے اور دوسری جگہ کی نسبت یہاں طلوع پہلے نظر آتا ہے۔ مسجد قبا سے مشرق کی طرف یہ پون میل ہے بغیر چھت کے کالے پتھروں کی ایک چاردیواری ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عصر کی نماز قضا ہوگئی، سورج غروب ہونے لگا، حضور ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور ڈوبتا سورج ٹھہر گیا، بعض کہتے ہیں کہ پلٹ آیا۔ یہ دعا اسی جگہ فرمائی جہاں مسجد شمس ہے اسی لیے اس مسجد کو مسجد شمس بھی کہا جاتا ہے۔ سورج کے ٹھہر جانے یا پلٹ آنے کا واقعہ صحیح ہے لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ یہ واقعہ دراصل مقام مہبا کا ہے جو خیبر کے شہروں میں سے ایک ہے۔

مسجد کی طرزِ تعمیر

المطری کے بقول یہ مسجد، مسجد قباء کی طرز پر بنائی گئی تھی۔ اس کے اندر ۱۶ استون تھے جو امتداد زمانہ سے بوسیدہ ہوگئے تھے۔ اس کی عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے از سر نو تعمیر کرایا تھا۔ ان کا موجودہ طول ۱۹ میٹر اور عرض ۴ میٹر ہے۔ اس کے اندر پانچ گنبد اور ایک محراب ہے۔

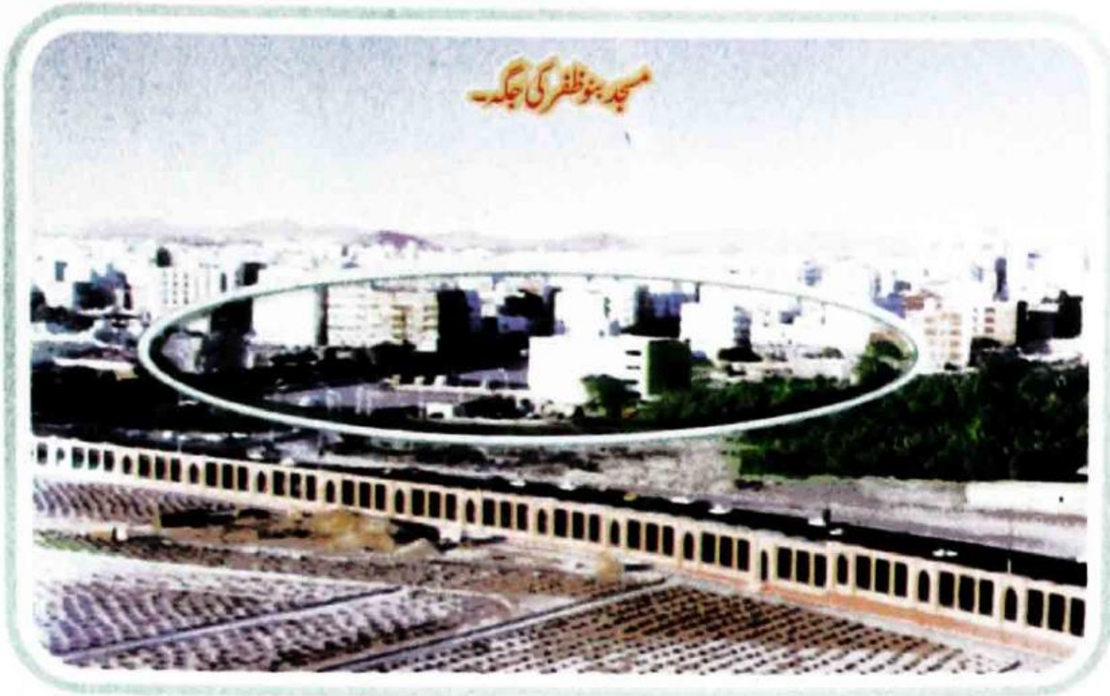


وہ جگہ جہاں حضور ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن سنانے کا حکم دیا

یہ تصویر بنوظفر کی بستی کی ہے یہ اس وقت شارع ملک عبدالعزیز کے دائیں طرف بیٔہ کی بلڈنگ کے قریب ہے۔

یہی وہ مبارک جگہ ہے جہاں ایک موقع پر حضور ﷺ تشریف لائے اور عبداللہ بن مسعودؓ کو قرآن سنانے کا حکم دیا۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں قرآن سناتا رہا اور سرکار دوعالم ﷺ کے آنسو بہتے رہے حوالہ صحیح بخاری ۴۸۸۲۔

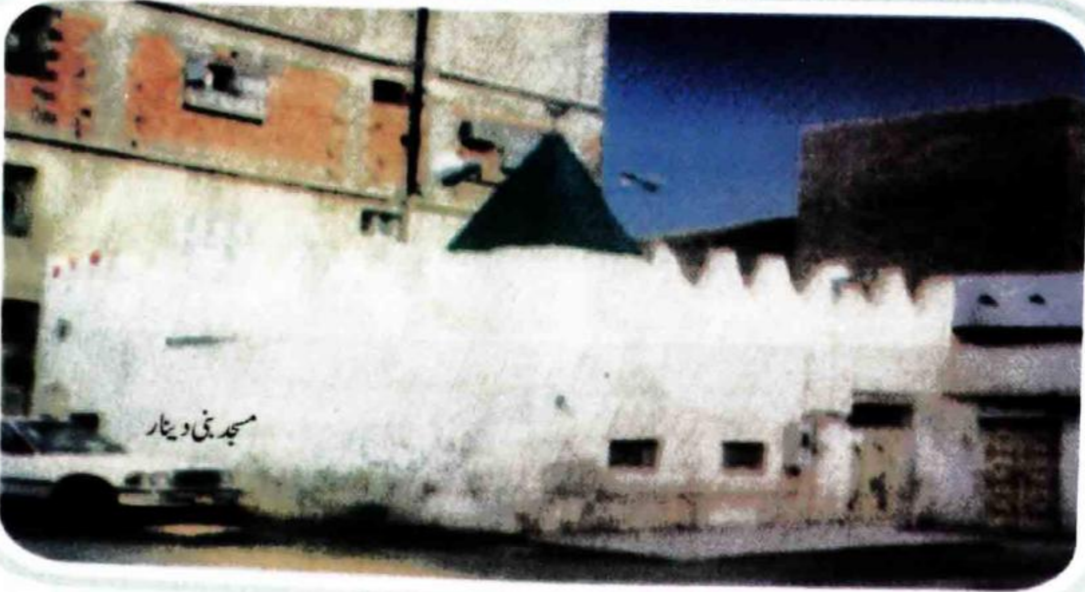
اور یہی وہ مبارک جگہ ہے جہاں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت پر مسلمان ہوئے اور بعد میں مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت پر آپ کا پورا قبیلہ بنوعبدالاشہل مسلمان ہوگیا۔



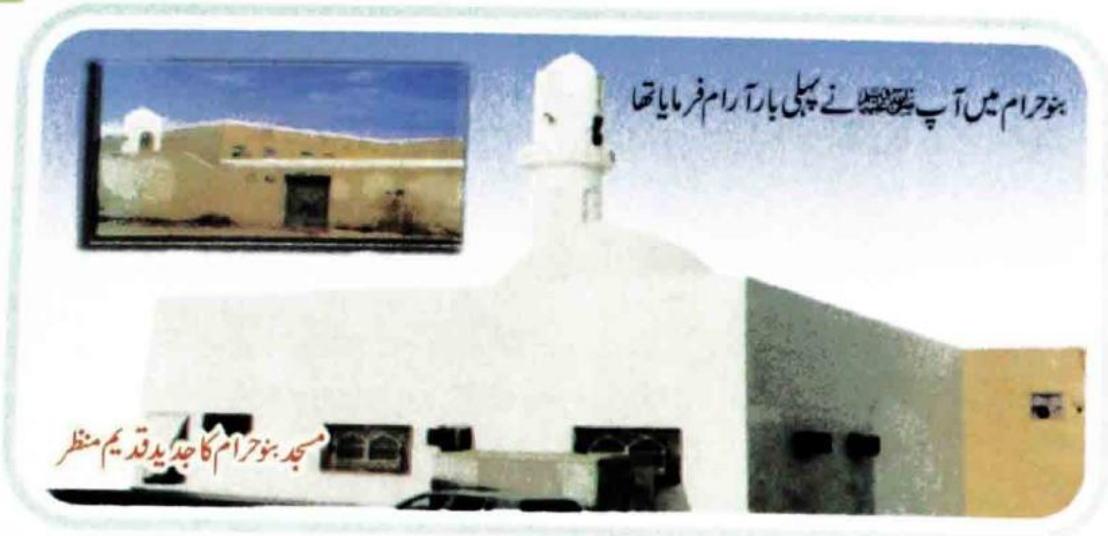


بنو دینار میں آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کیلئے تشریف لائے تھے۔

ابن شیبہ عبداللہ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور سید عالم ﷺ عموماً اسی مسجد میں نماز ادا فرمایا کرتے۔
ابوزبالہ ایوب بن صالح دیناری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبیلۂ بنی دینار میں نکاح فرمایا۔ ایک مرتبہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں بیمار ہوگئے تو حضور ﷺ ان کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے بارگاہ رسالت میں درخواست کی کہ آپ ہماری مسجد میں نماز ادا فرمائیں آپ ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور نماز ادا فرمائی۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد والہ وصحبہ وسلم۔



مسجد بنی دینار



بنوحرام میں آپ ﷺ نے پہلی بار آرام فرمایا تھا

مسجد بنوحرام کا جدید قدیم منظر

غار بنی حرام

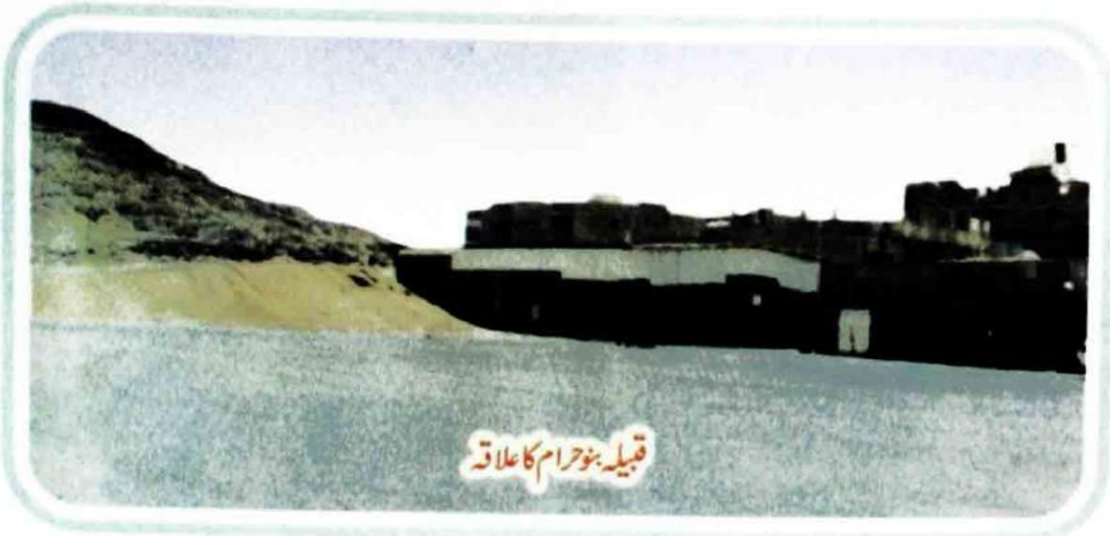
چونکہ یہ غار جبل سلع میں بنوحرام کی گھاٹی میں واقع ہے اس لیے اس غار کا یہ نام ہے۔

محل وقوع

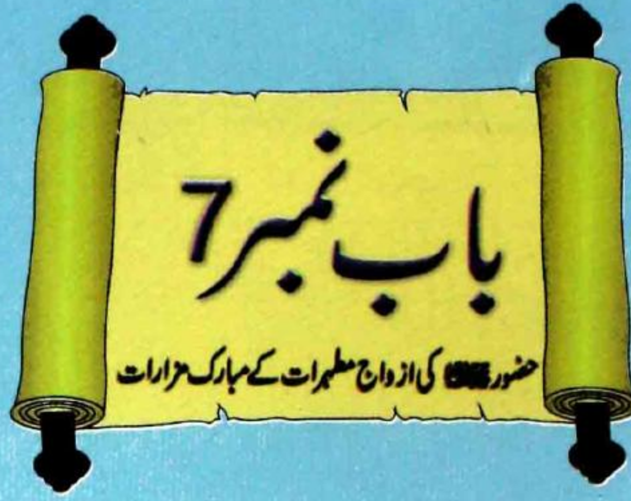
احمد عباسی متوفی گیارہویں صدی کا بیان ہے کہ یہ غار پہاڑ کی گھاٹی کے اوپر سلع کی بلندی سے نیچے ہے اس کے نیچے دائیں جانب مسجد بنی حرام ہے اور غار کے اوپر بڑا سا پتھر ہے جیسے مکان پر چھت ہوتی ہے۔ اور اس کے مغرب کی جانب چھوٹا سا طاقچہ ہے جہاں مساجد کو جانے والے نظر آتے ہیں۔

غزوہ خندق کے دوران رات کو اس میں قیام فرمانا

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خندق کے دوران رات کو نبی اکرم ﷺ اس غار میں قیام فرماتے تھے۔ ابن شیبہ نے عبدالملک بن جابر بن عتیک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غار کے پاس چھوٹے سے چشمہ سے وضو فرمایا ہمارے بزرگ فرماتے تھے کہ آپ ﷺ اس غار کے اندر تشریف لے گئے۔ طلبہ بن خراش کا بیان ہے کہ خندق کے دوران صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار کی شب خونی کے خوف سے نبی اکرم ﷺ کو بنی حرام کی غار میں لے جاتے اور آپ ﷺ اس میں رات گزارتے۔ صبح ہوتے ہی نیچے تشریف لاتے پہاڑ کے اوپر غار کے پاس آپ ﷺ نے ذرا سی کھدائی کی جس سے چھوٹا سا چشمہ رواں ہوگیا جو تا حال موجود ہے۔



قبیلہ بنوحرام کا علاقہ


باب نمبر 7
حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے مبارک مزارات





حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے مبارک مزارات

ازواجِ مطہرات

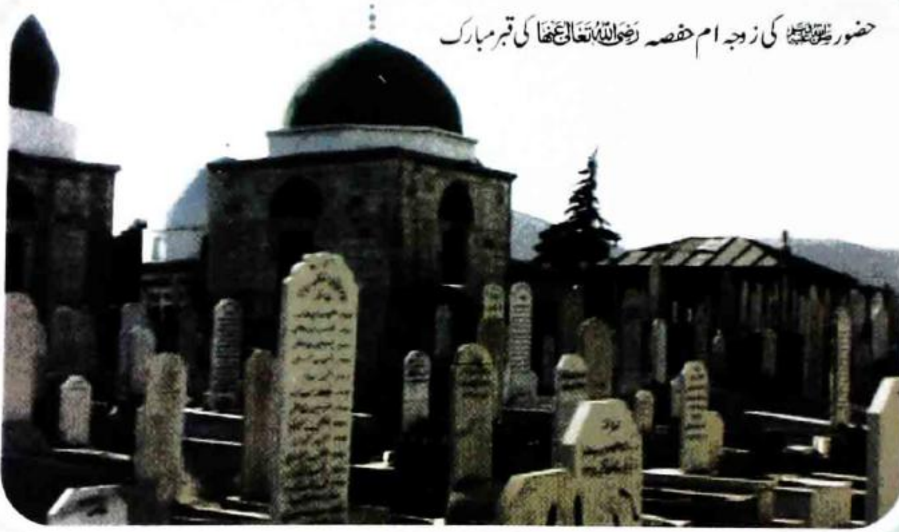
نام	سن نکاح	عمر ام المومنین وقت نکاح	حضورؐ کی عمر وقت نکاح	مدت خدمت پیغمبرؐ	سن وفات	کل عمر	مدفن
(۱) حضرت خدیجہؓ بنت خویلد	۲۵ میلادالنبی	۴۰ سال	۲۵ سال	تقریباً ۲۵ سال	۱۰ نبوت	۶۵ سال	مکہ
(۲) حضرت سودہؓ بنت زمعہ	۱۰ نبوت	۵۰ سال	۵۰ سال	۱۴ سال	۱۹ ہجری	۷۲ سال	مدینہ
(۳) حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ	۱۱ نبوت، رخصتی ۱ ہجری	۹ سال	۵۴ سال	۹ سال	۱۷ رمضان، ۵۷ ہجری	۶۳ سال	مدینہ
(۴) حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ	شعبان ۳ ہجری	۲۲ سال	۵۵ سال	۸ سال	جمادی الاوّل ۴۱ ہجری	۵۹ سال	مدینہ
(۵) حضرت زینبؓ بنت خزیمہ	۳ ہجری	تقریباً ۳۰ سال	۵۵ سال	۳ مہینے	۳ ہجری	تقریباً ۳۰ سال	مدینہ
(۶) حضرت ام سلمہؓ بنت ابوامیہ	۴ ہجری	۲۶ سال	۵۶ سال	۷ سال	۶۰ ہجری	۸۰ سال	مدینہ
(۷) حضرت زینبؓ بنت جحش	۵ ہجری	۳۶ سال	۵۷ سال	۶ سال	۲۰ ہجری	۵۱ سال	مدینہ
(۸) حضرت جویریہؓ بنت حارث	شعبان ۵ ہجری	۲۰ سال	۵۷ سال	۶ سال	ربیع الاوّل ۵۶ ہجری	۷۱ سال	مدینہ
(۹) حضرت ام حبیبہؓ بنت ابوسفیانؓ	۶ ہجری	۳۶ سال	۵۸ سال	۶ سال	۴۴ ہجری	۷۲ سال	مدینہ
(۱۰) حضرت صفیہؓ بنت حیی بنت اخطب	جمادی الآخر ۷ ہجری	۱۷ سال	۵۹ سال	۳ سال ۹ ماہ	رمضان ۵۰ ہجری	۵۰ سال	مدینہ
(۱۱) حضرت میمونہؓ بنت حارث	ذیقعدہ ۷ ہجری	۳۶ سال	۵۹ سال	۳ سال ۳ ماہ	۵۱ ہجری	۸۰ سال	سرف

آنحضرتؐ کی حیات میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت زینبؓ بنت خزیمہ وفاتؓ پا گئیں اور بعد وصال سب سے پہلے حضرت سودہؓ (۱۹ھ) اور سب سے آخر میں حضرت ام سلمہؓ نے (۶۰ھ) میں وفات پائی۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ مصر سے ۶ھ میں آئیں۔ حضورؐ ان سے ازواج کا سا سلوک فرماتے۔ ام ولد کی حیثیت حاصل تھی۔ ۱۶ھ میں مدینے میں وفات پائی۔

حضور ﷺ کی زوجہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

دمشق کے قبرستان باب الصغیر میں موجود حضور ﷺ کی زوجہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک۔

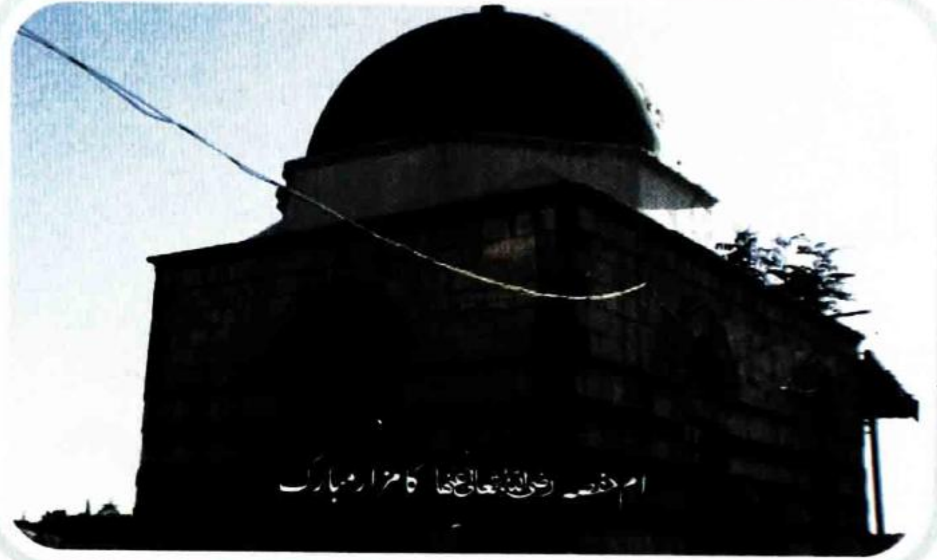




حضور ﷺ کی زوجہ ام حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

دمشق میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار۔ یہ مزار دمشق کے قبرستان اہل بیت میں ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ جنت البقیع میں دفن ہیں۔





ام حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مبارک



ام حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کا دروازہ کا منظر





قبر مبارک ام حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا



ام حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کا اندرونی منظر



اس کمرمیں ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک ہے





مزار مبارک کی اندرونی دیوار کا منظر



حضور ﷺ کی زوجہ ام حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک



دمشق کے قبرستان باب الصغیر میں موجود حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ رسول ﷺ کی قبر مبارک بعض روایات کے مطابق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت البقیع میں مدفون ہیں (واللہ اعلم)



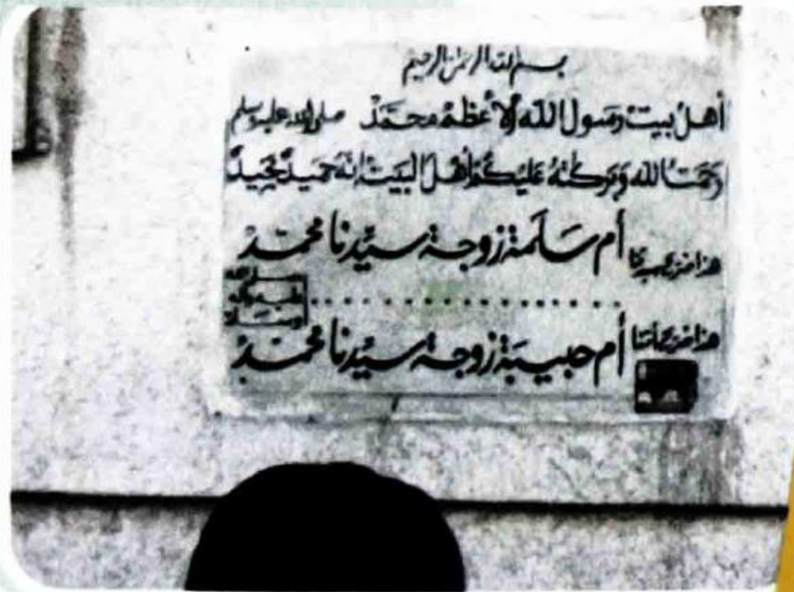
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کے کمرہ کا منظر













حضور ﷺ کی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک



دمشق میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کا منظر

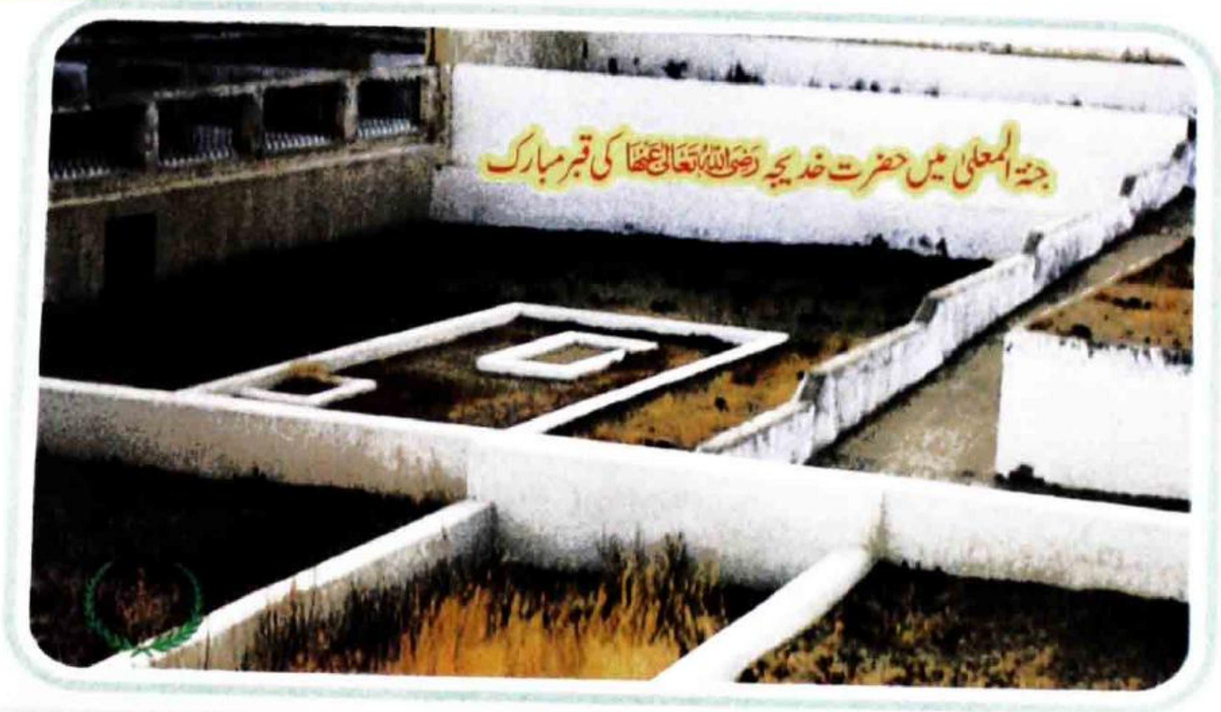






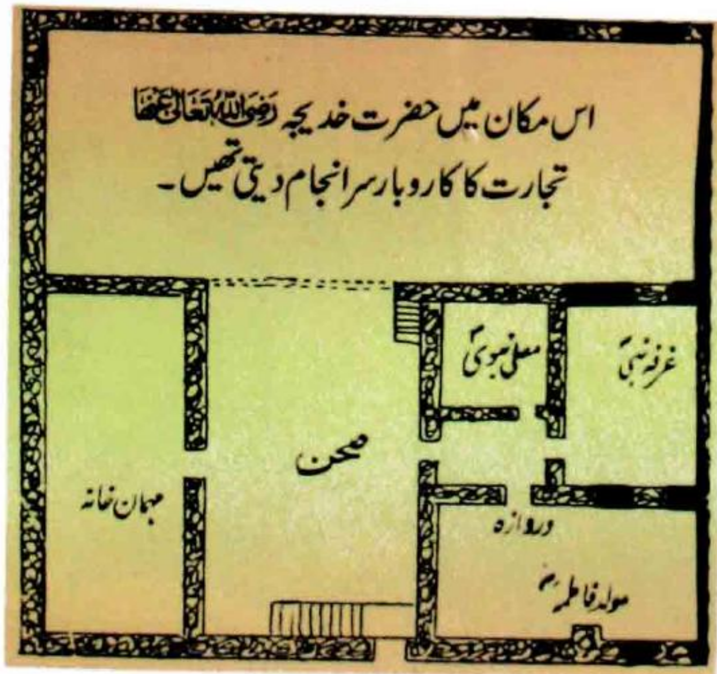


ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ کے مزار کے دروازے کا منظر



جنت المعلیٰ:

مکہ مکرمہ کا مشہور اور تاریخی قبرستان ''جنت المعلیٰ'' کہلاتا ہے یہ اب مکہ کی آبادی میں گھرا ہوا ہے۔ یہاں نبی کریم ﷺ کے خاندان اجداد و زوجہ حضرت خدیجہ الکبریٰ اور صاحبزادہ قاسم، طاہر اور طیب کی آخری آرام گاہیں ہیں، بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی یہیں آسودہ خواب ہیں جن میں سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق۔ حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت فضل بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی مدفون ہیں قبرستان کو دو حصوں میں تقسیم کر کے درمیان سے سڑک نکالی گئی ہے یہی سڑک آگے کی طرف منیٰ کو چلی جاتی ہے۔





حضور ﷺ کی زوجہ ام میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

قبر مبارک ام المومنین ام میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ مقبرہ المعلاۃ۔ مکہ المکرّمہ۔

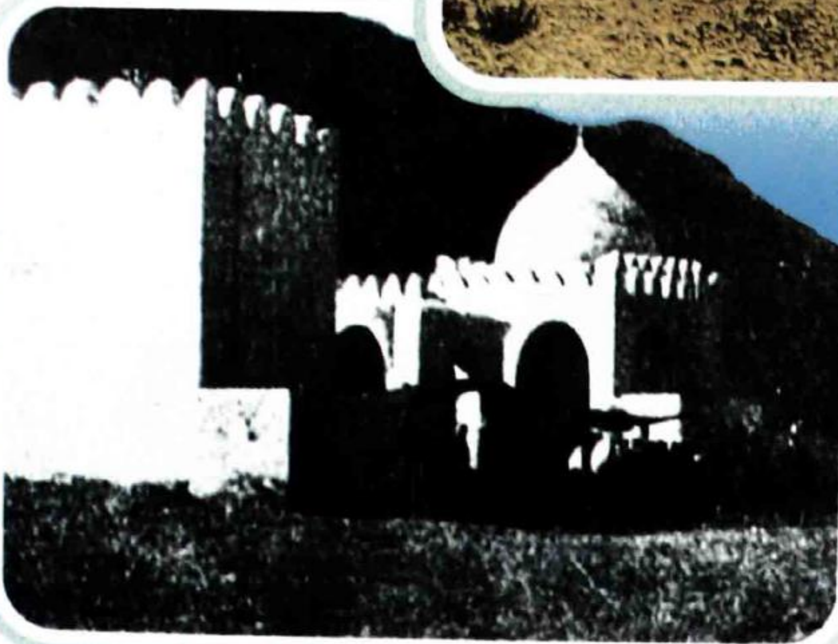




آپ ﷺ کے خاندان کی اکثریت یہاں مدفون ہے۔

مقام سرف

سرف وہ مقام ہے جہاں رسول اکرم ﷺ نے سنہ ۷ ھ میں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور کچھ دیر قیام فرمایا۔ پھر یہیں سنہ ۵۱ ھ میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، آپ رضی اللہ عنہا کی قبر طریق ہجرۃ پر مکہ مکرمہ سے ۲۰ کلو میٹر پہلے داہنی جانب ہے۔ ابن ہشام۔



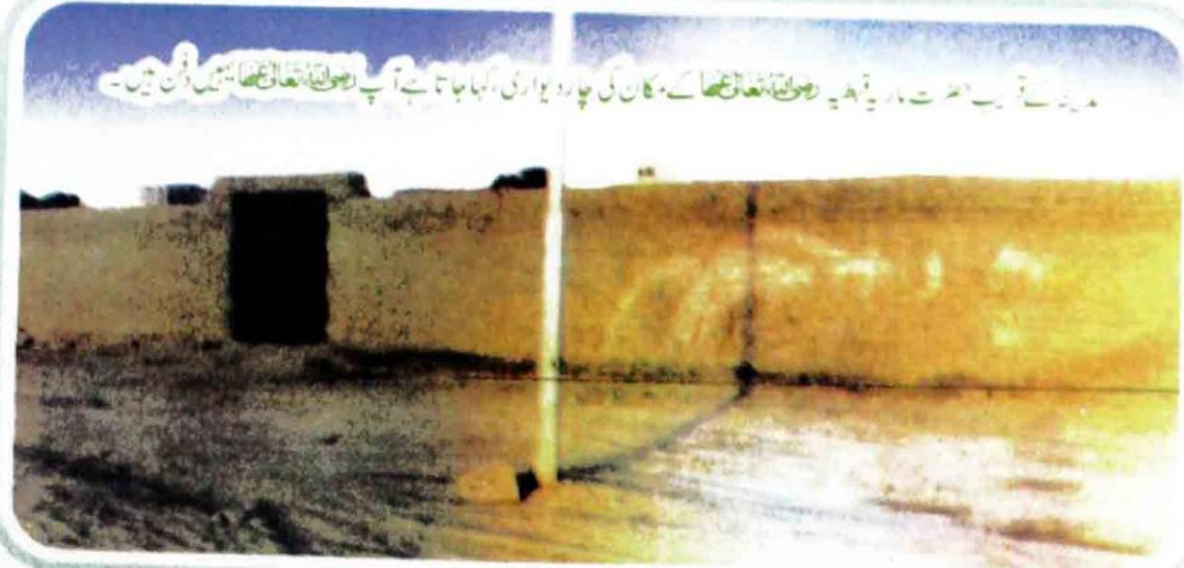


اب یہ مقبرہ گرادیا گیا ہے۔

مقام سرف (النواریہ) میں ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مبارک جواب مسمار کردیا گیا ہے

حضور ﷺ کی زوجہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

نجاشی: یہ حبشی زبان کے لفظ ''نجوس'' بمعنی بادشاہ کی تعریب ہے۔ نجوس شاہان حبش کا لقب تھا۔ ان کا زمانہ پہلی صدی ق م سے چھٹی صدی ہجری تک یعنی تقریباً 1200 سال رہا۔ عہد نبوی میں یہاں نجاشی اصحمہ حکمران تھا جو عیسائی تھا۔ سب سے پہلا نجاشی جس نے 330ء میں عیسائیت قبول کی، اس کا نام اذینہ تھا۔ مکہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے مسلمان اصحمہ کے دربار (اکسوم) میں پہنچے تو اس نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی دین اسلام کی باتیں سنیں اور قریش مکہ کے وفد کا مطالبہ مسترد کر کے مسلمانوں کو اپنے ملک میں پناہ دی۔ اصحمہ نے اسلام قبول کر لیا اور چند سال بعد جب اس کا انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔



مدینے کے قریب حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کی چاردیواری، کہا جاتا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہیں دفن ہیں۔



مدینہ منورہ کے نواح میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام ابراہیم کا مکان جہاں قیام پذیر رہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی مسجد اور آپ کی قبر وہیں ہے جہاں آپ زندہ رہیں اور وفات پائی۔ ماریہ مقوقس بادشاہ نے حضور ﷺ کے لیے تحفہ میں بطور باندی بھیجا تھا ان سے ایک بچہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

ازواجِ مطہرات نمبر ۷، ۸، ۹، ۱۰ جنت البقیع میں دفن ہیں

جنت البقیع میں جو ازواجِ مطہرات مدفون ہیں انکے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۷۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

۸۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

۹۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

۱۰۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دفن ہیں۔



جنت البقیع میں ازواجِ مطہرات کے مقبروں پر مزار موجود ہیں اب ان کو گرا دیا گیا ہے (قدیم تصویر)

۱۔ جہاں حضور ﷺ کی صاحبزادیاں اور ۶ سے زائد ازدواج مطہرات رضوان اللہ علیھن اجمعین قبروں میں محو استراحت ہیں۔

۱: فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

۲۔ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

۳۔ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

۴۔ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون ہیں۔

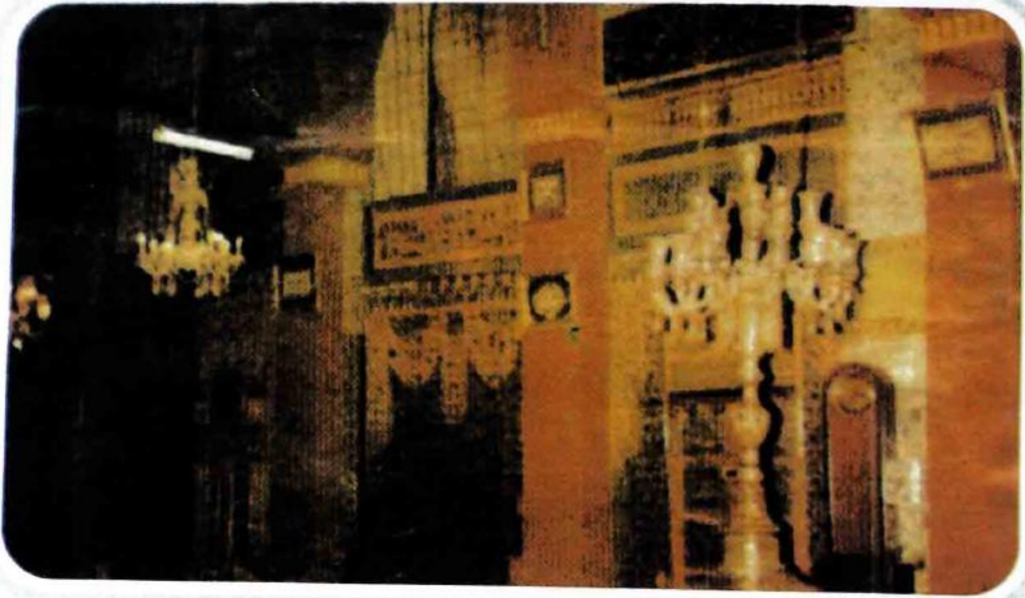
۵۔ اس کے علاوہ ۶ سے زائد بیویاں یہاں مدفون ہیں۔

۶۔ آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم بھی یہاں مدفون ہیں

جنت البقیع میں موجود ۶ ازواج مطہرات کی قبریں۔

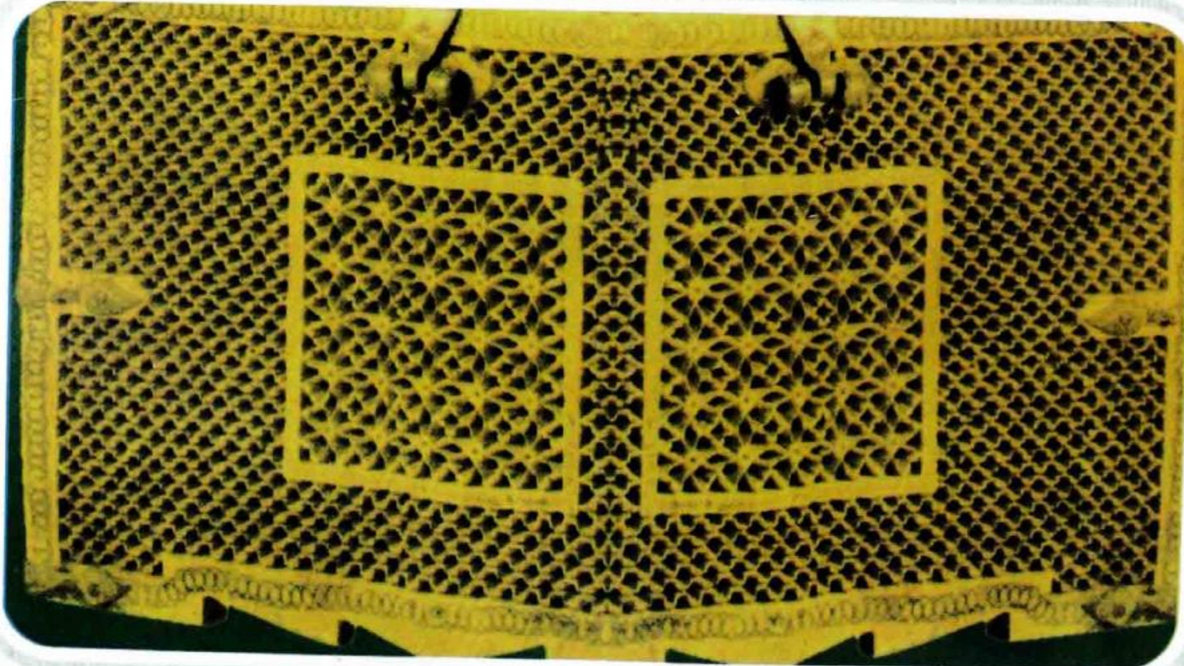
جنت البقیع سے متعلق مزید تفصیل پڑھنے کے لیے اسی کتاب کا باب ”متبرک قبرستان کا مطالعہ کریں۔





حضور ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر مبارک

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے باہر ایک چھوٹا سا احاطہ، اس کے درمیان چھوٹی محراب ہے اسے محراب تہجد کہتے ہیں۔ یہ مکان مسجد نبوی میں حجرۂ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مدرسۃ الصفہ کے درمیان ہے۔





اس بکس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جبہ محفوظ ہے یہ جواہرات سے مزین بکس استنبول کے توپ کاپی نامی میوزیم میں محفوظ ہے۔



حضور ﷺ کی والدہ بی بی آمنہ کی قبر مبارک

حضور ﷺ کی عمر شریف چھ برس کی تھی۔ بی بی آمنہ آپ کو لے کر مدینہ طیبہ گئیں۔ ام ایمن بھی ساتھ تھیں۔ بنونجار کا خاندان حضور ﷺ کا ددھیال تھا، وہاں ایک مہینہ رہیں۔ جب واپس آنے لگیں تو مقام ابوا پر بی بی آمنہ کا انتقال ہوگیا۔

کیسا حسرت ناک منظر تھا، سفر کی حالت، نہ کوئی اپنا نہ پرایا، باپ۔ کی شفقت سے تو واقف بھی نہ تھے، ماں کی شفقت سے بھی محروم ہو گئے۔ ہاں بی بی آمنہ کی وفادار لونڈی ام ایمن ساتھ تھیں، انہوں نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا، اور مکہ معظمہ واپس ہوئیں۔

دادا نے آپ کی پرورش اور نگرانی اپنے ہاتھ میں لی اور ایسی محبت وشفقت کے ساتھ آپ کی پرورش کی کہ آپ ماں باپ کی محبت بھری گود بھول گئے۔

الابواء: مدینہ سے مکہ کی شاہراہ پر جحفہ سے ۲۳ میل دور ابواء واقع ہے۔ مستورہ ابواء سے ۲۸ کلومیٹر مغرب میں ہے۔ آج کل اسے خریبہ بھی کہا جاتا ہے۔ ابواء میں داخل ہوتے ہی دائیں ہاتھ پر ایک چھوٹی سی پہاڑی پر سیدہ آمنہ کی قبر ہے جو دور ہی سے نظر آجاتی ہے کیونکہ اس کے چاروں طرف پتھر رکھے ہوئے ہیں۔ ابواء کا علاقہ ۱۲ کلومیٹر لمبا اور ۳ کلومیٹر چوڑا ہے۔ شمال کی جانب سے اسے پہاڑ نے گھیر رکھا ہے اور جنوب میں تقریباً ۵۰۰ میٹر تک سیاہ ٹیلے ہیں۔ تاریخ مکۃ المکرمہ کے مطابق ابواء کی آبادی ۵ ہزار ہے۔

ابواء، مکہ شریف اور مدینہ طیبہ کے تقریباً نصف میں وادیٔ ودان کا ایک گاؤں ہے۔ ودان اور ابواء میں ۶ تا ۸ میل کا فاصلہ ہے۔ اسی وجہ سے یہاں پیش آنے والے غزوہ کا نام غزوۃ الابواء یا غزوۃ الودان مشہور ہے۔ (تاریخ مکہ)





ابواء کے قریب حضور ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کا مزار مبارک۔

باب نمبر 8

تاریخ جنت البقیع
۱۰ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کا قبرستان

یہ قبرستان مسجد نبوی ﷺ کے مشرقی سمت میں ہے۔ باب جبرائیل علیہ السلام سے نکل کر سڑک پر آئیں تو سامنے مقبرہ بقیع کا احاطہ نظر آتا ہے یہ بڑے ادب کی جگہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہاں دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرما رہے ہیں۔ اولیاء اور صالحین کی تعداد کا تو کیا کہنا ہے۔ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی شرقی شمالی گوشہ کے قریب مدفون ہیں۔ یہیں پر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک ہے۔

ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چھوڑ کر تمام امہات المومنین یہیں آرام فرما ہیں۔ حضور ﷺ کی تینوں صاحبزادیاں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مقام ادب پر محو استراحت ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عقیل بن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور ﷺ کی پھوپھیوں کے مزارات بھی اسی احاطہ کے اندر ہیں۔

جنت البقیع کی مشرقی دیوار سے باہر ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کے مزارات ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن وقاص، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مسعود، حضرت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زرارہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ہستیوں کے مزارات کی نشاندہی بھی موجود ہے۔

وہ شہدائے احد جو مدینہ میں آخر جاں بحق ہوئے ان کے مزار بھی احاطہ میں موجود ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کی قبر بھی باب جبرائیل کے سامنے والے دروازے کے قریب ہے۔

حضور ﷺ اکثر بقیع کے قبرستان میں تشریف لے جاتے تھے اور زیارت فرماتے تھے۔ وصال سے کچھ دن پہلے آسودگان بقیع کا خیال آ گیا۔ جوش محبت سے آدھی رات کو اٹھ کر قبرستان میں تشریف لائے اور بڑے سوز سے دعا فرماتے رہے پھر قبروں میں سوئے ہوئے روحانی دوستوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

'' انا بکم ملا لاحقون۔'' میں اب جلد تمہارے ساتھ شامل ہو رہا ہوں۔

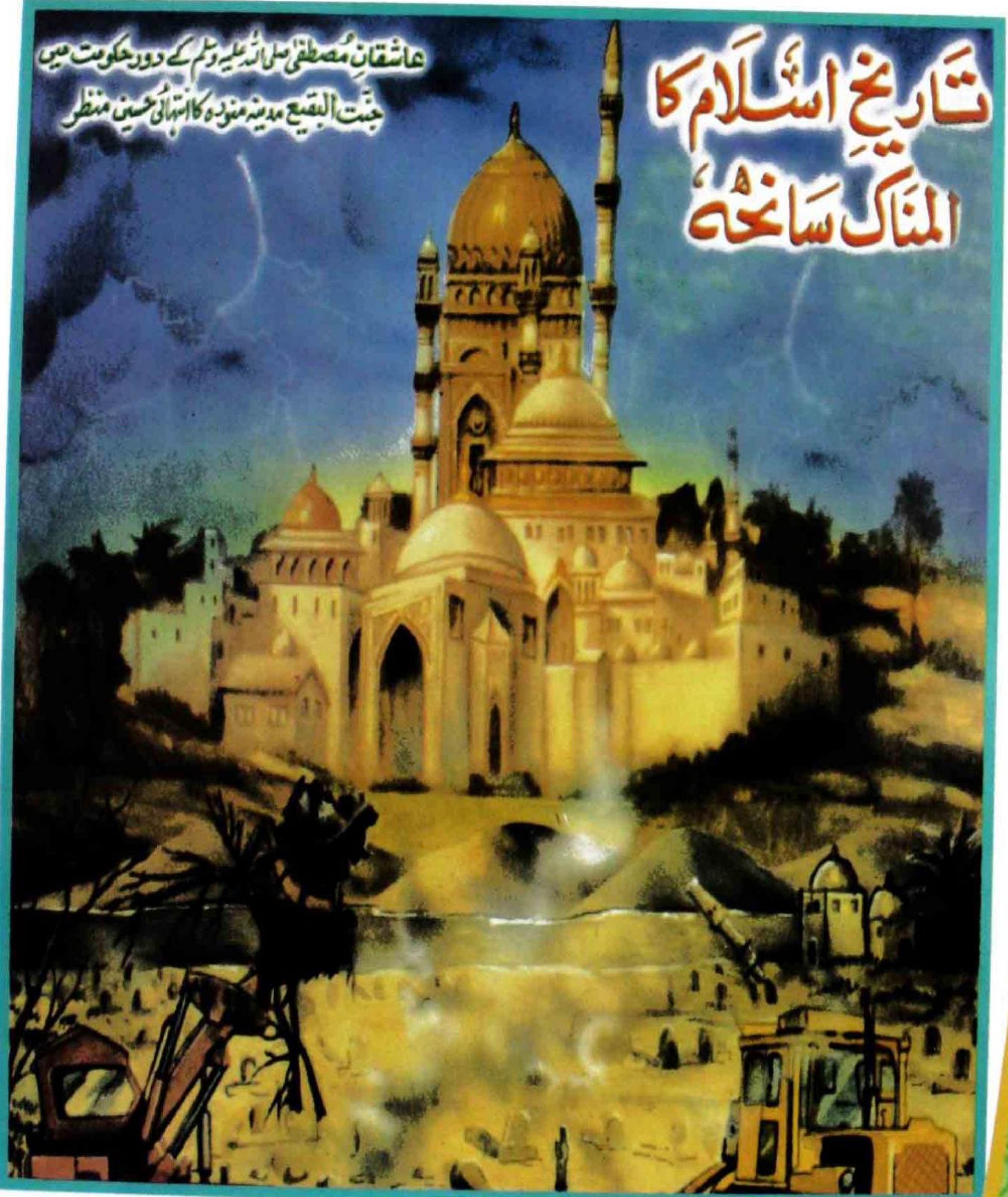
فضائل جنت البقیع

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: قیامت کے دن جنت البقیع سے ستر ہزار آدمی جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مثل روشن ہوں گے اٹھ کر بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ بھی فرمایا: کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میں اپنی قبر سے اٹھوں گا، پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر اہل بقیع اور اہل مکہ عنہم۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت البقیع پر ملائکہ موکل ہیں کہ جب یہ بھر جاتی ہے تو وہ اس کے کنارے تھام کر جنت الفردوس میں جھٹک دیتے ہیں۔ اور حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ مقبرہ جنت البقیع اور مقبرہ عسقلان ان دونوں مقبروں کی روشنی آسمان پر ایسی ہے جیسے زمین پر آفتاب و ماہتاب کی۔

لغوی اعتبار سے بقیع اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں مختلف درختوں کی جڑیں پائی جاتی ہوں لیکن یہ بقیع جو عرف عام میں جنت البقیع کے نام سے مشہور ہے مدینہ طیبہ کا وہ واحد قبرستان ہے جو زمانہ رسالت سے آج تک چلا آ رہا ہے۔ بقیع دراصل وہ مستطیل خطہ ہے جو مدینہ کی فصیل کے باہر مشرق میں واقع ہے یہ باب جمعہ کے نزدیک ہے۔ یہ طول میں ایک سو پچاس میٹر اور چوڑائی میں ایک سو میٹر ہے یہ قبرستان چار دیواری سے گھرا ہوا ہے اس کے صدر دروازہ پر ایک کتبہ لگا ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی چار دیواری عثمانیہ کے عہد کی یادگار ہے۔

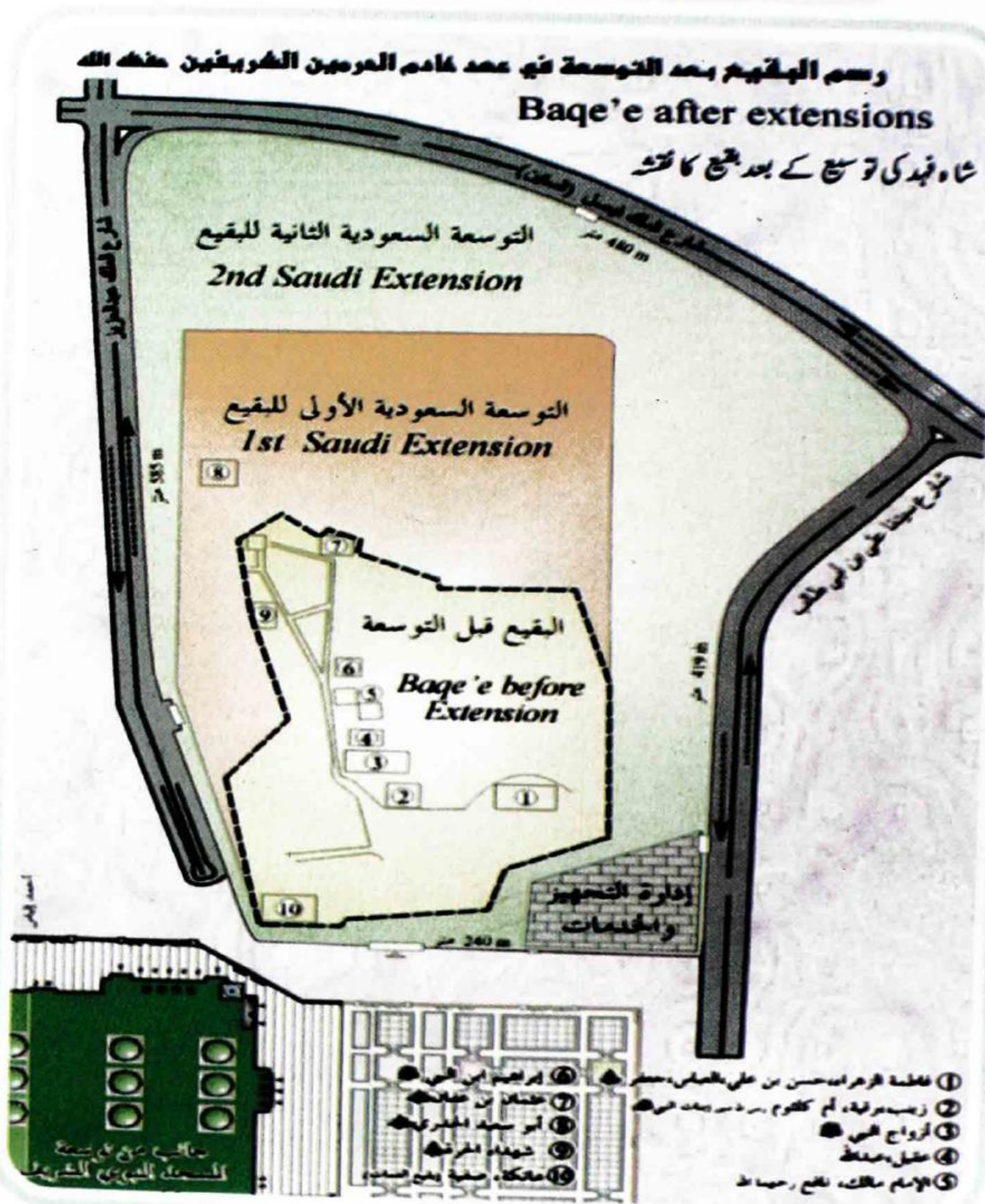
جنت البقیع مدینہ منورہ کا انتہائی حسین منظر



اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر مسلمان

مورخین کے تذکرے میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بہت سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خاندان کے لوگ جنھوں نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں یا وصال کے بعد انتقال کیا جنت البقیع میں دفن ہیں۔
قاضی عیاض نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ تقریباً دس ہزار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں انتقال کیا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ باقی دوسرے اسلامی ملکوں کے مختلف علاقوں میں دفن ہیں۔

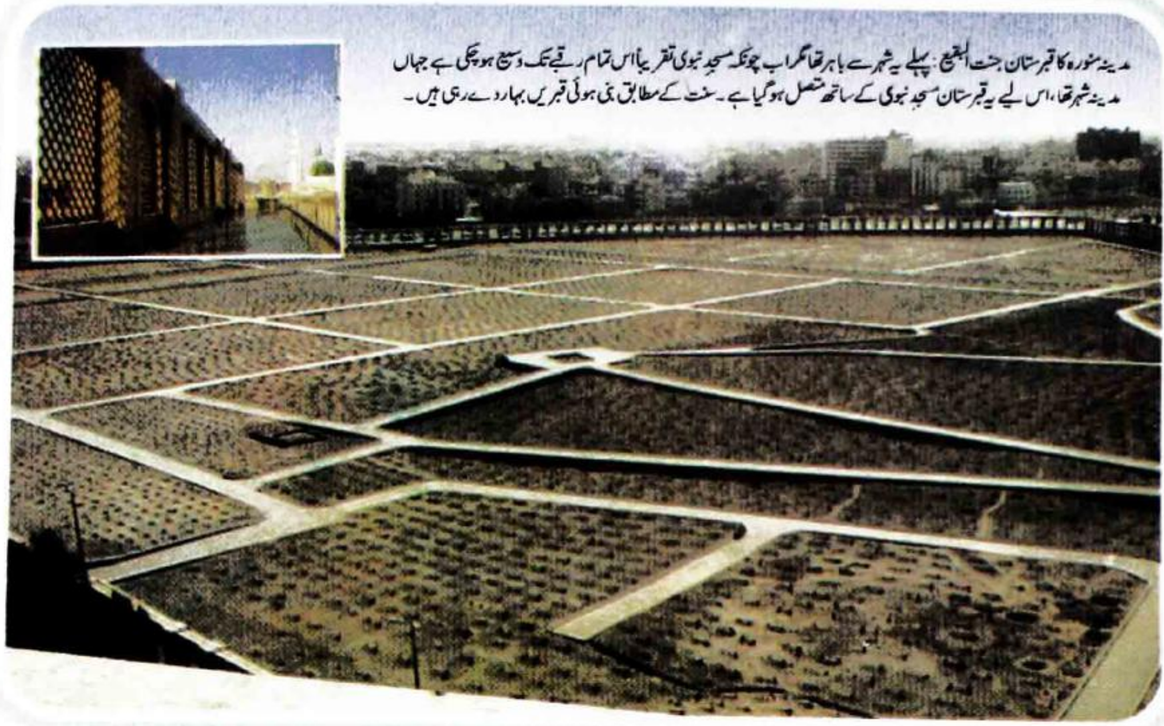
جنت البقیع میں حضور ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے اور 4 صاحبزادیوں کی قبر مبارک ہے۔



جنت البقیع میں مدفون صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام مبارک

۱۔۔۔۔۔حضرت فامہ بن اسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۔۔۔۔۔حضرت ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۔۔۔۔۔حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۔۔۔۔۔حضرت اسعد بن زرارۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵۔۔۔۔۔حضرت منیس بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۔۔۔۔۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷۔۔۔۔۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۸۔۔۔۔۔حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹۔۔۔۔۔حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰۔۔۔۔۔حضرت امام نافع شیخ القراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۱۔۔۔۔۔حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۲۔۔۔۔۔سیدۃ اروی رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۱۳۔۔۔۔۔سیدۃ عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۱۴۔۔۔۔۔سیدۃ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۱۵۔۔۔۔۔حضرت سلیمان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۶۔۔۔۔۔حضرت عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۷۔۔۔۔۔حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۸۔۔۔۔۔ام المومنین سیدۃ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۱۹۔۔۔۔۔ام المومنین سیدۃ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۰۔۔۔۔۔ام المومنین سیدۃ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۱۔۔۔۔۔ام المومنین سیدۃ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۲۔۔۔۔۔ام المومنین سیدۃ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۳۔۔۔۔۔ام المومنین سیدۃ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۴۔۔۔۔۔ام المومنین سیدۃ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۵۔۔۔۔۔ام المومنین سیدۃ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۶۔۔۔۔۔ام المومنین سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۷۔۔۔۔۔سیدۃ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۸۔۔۔۔۔سیدۃ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۹۔۔۔۔۔سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۳۰۔۔۔۔۔امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۱۔۔۔۔۔امام محمد باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ
۳۲۔۔۔۔۔امام زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ
۳۳۔۔۔۔۔سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۴۔۔۔۔۔سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۵۔۔۔۔۔سیدۃ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

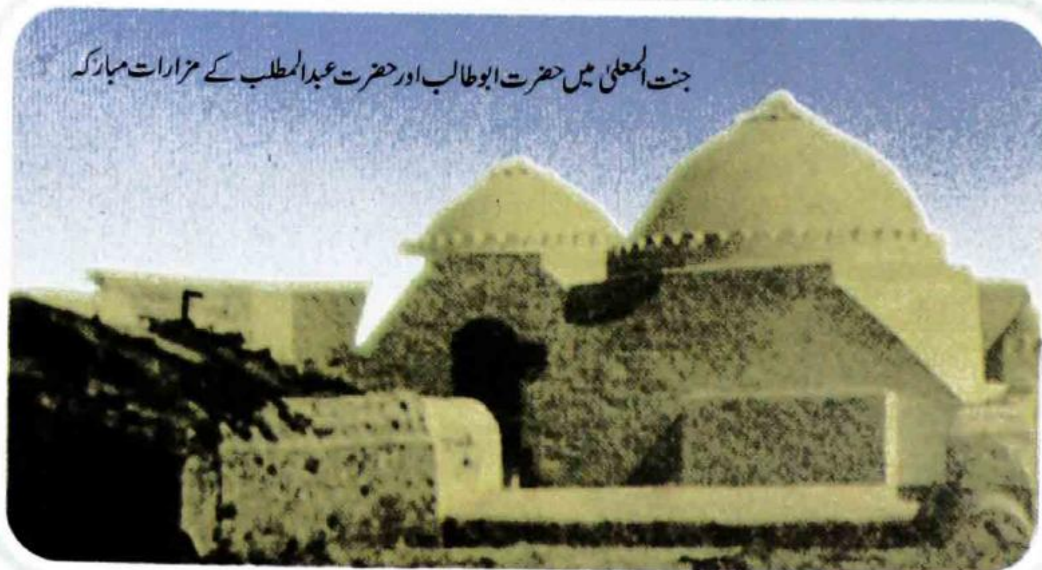




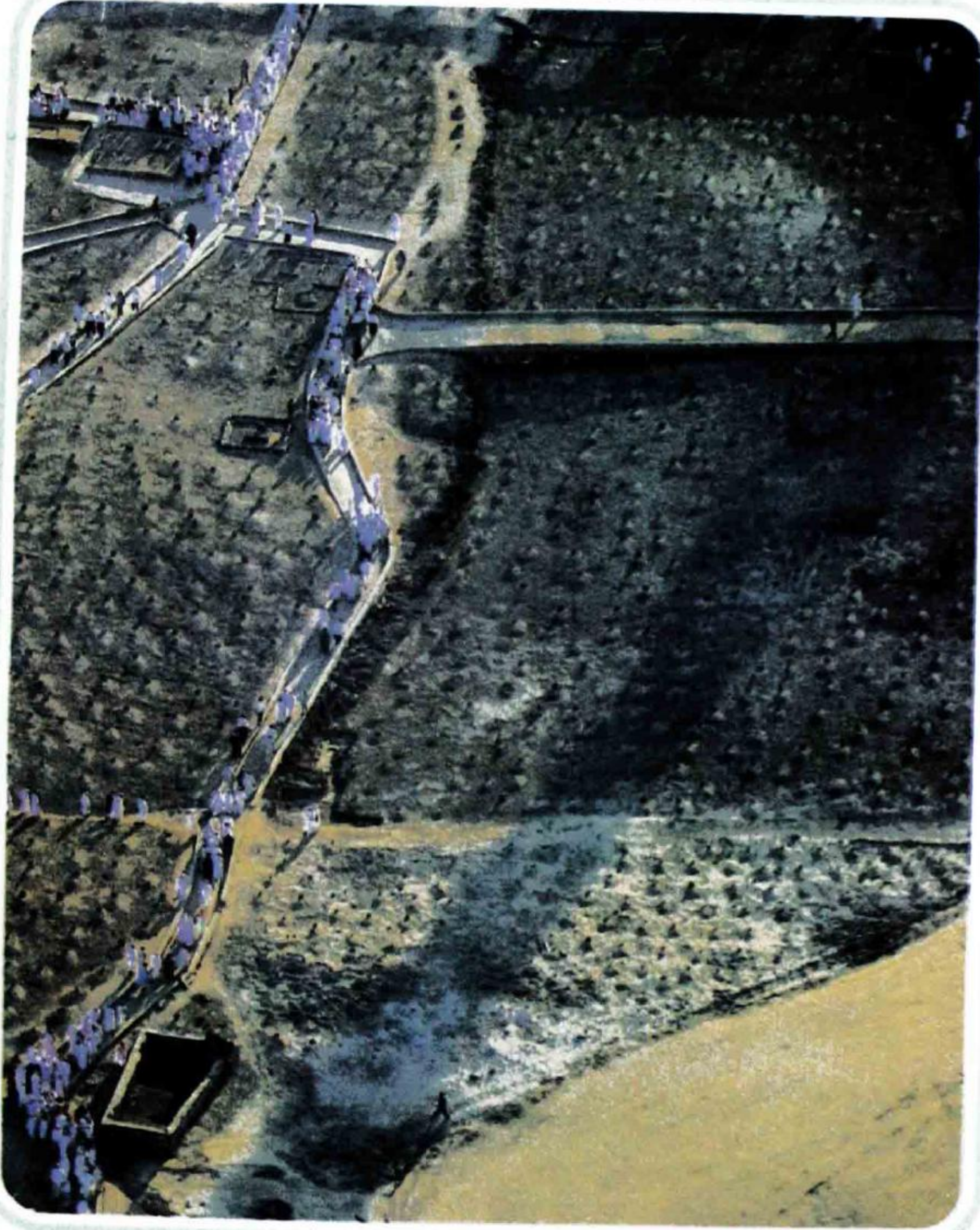
مدینہ منورہ کا قبرستان جنت البقیع: پہلے یہ شہر سے باہر تھا مگر اب چونکہ مسجد نبوی تقریباً اس تمام رقبے تک وسیع ہوچکی ہے جہاں مدینہ شہر تھا، اس لیے یہ قبرستان مسجد نبوی کے ساتھ متصل ہوگیا ہے۔ سنت کے مطابق بنی ہوئی قبریں بہار دے رہی ہیں۔

مدینہ منورہ کا قبرستان جنت البقیع: پہلے یہ شہر سے باہر تھا مگر اب چونکہ مسجد نبوی تقریباً اس تمام رقبے تک وسیع ہوچکی ہے جہاں مدینہ شہر تھا، اس لیے یہ قبرستان مسجد نبوی کے ساتھ متصل ہوگیا ہے۔ سنت کے مطابق بنی ہوئی قبریں بہار دے رہی ہیں۔

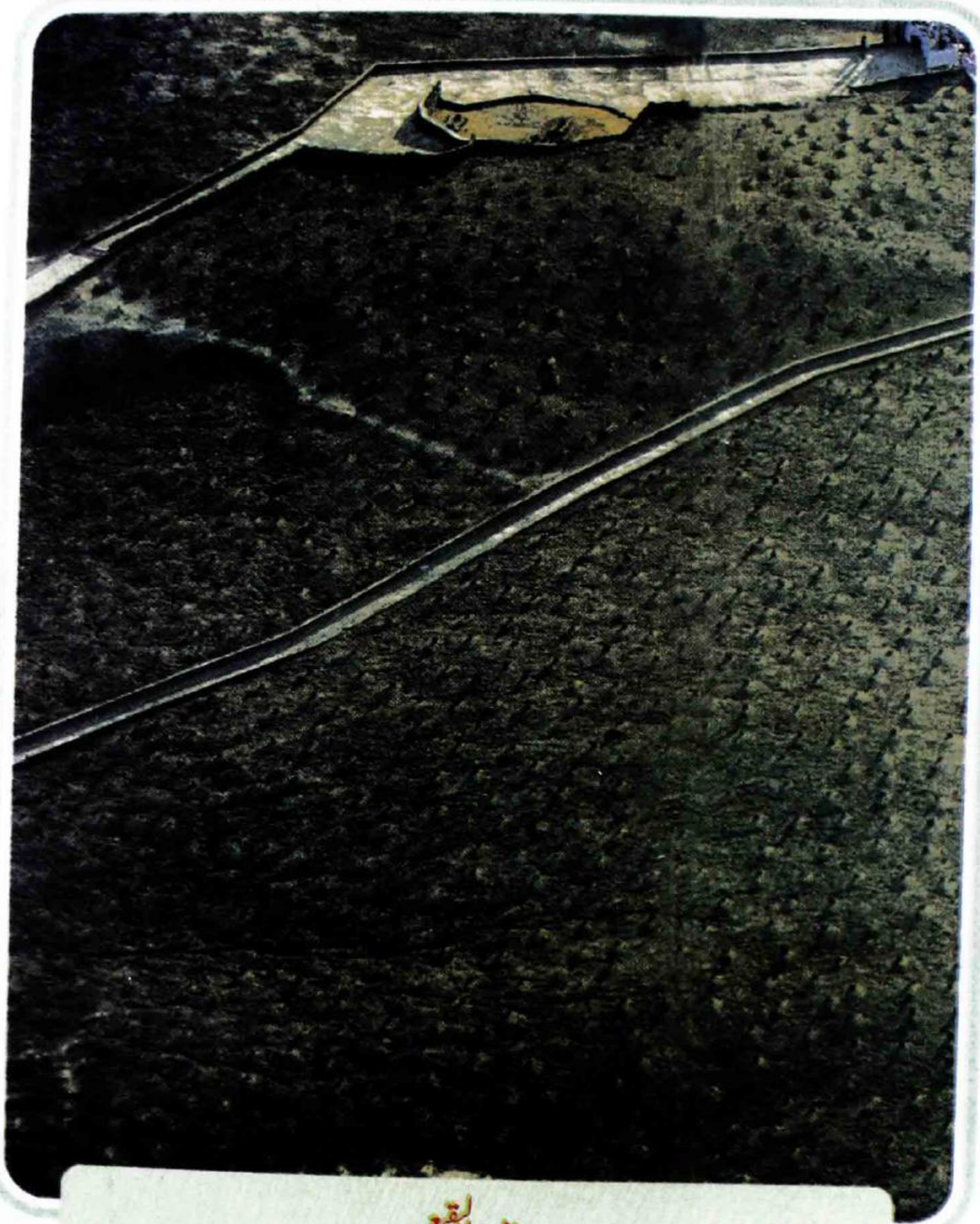
اب قبروں پر کوئی نام یا کتبہ موجود نہیں لیکن اہم قبروں کے گرد چوکور اینٹوں سے احاطہ کھینچا ہوا ہے جو اس بات کی نشاندہی ہے کہ یہاں کوئی اہم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا صحابیہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہا مدفون ہے۔ زیارات کرانے والے اکثر معلم یا پولیس اہلکار ان قبروں کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔



جنت المعلیٰ میں حضرت ابوطالب اور حضرت عبدالمطلب کے مزارات مبارکہ



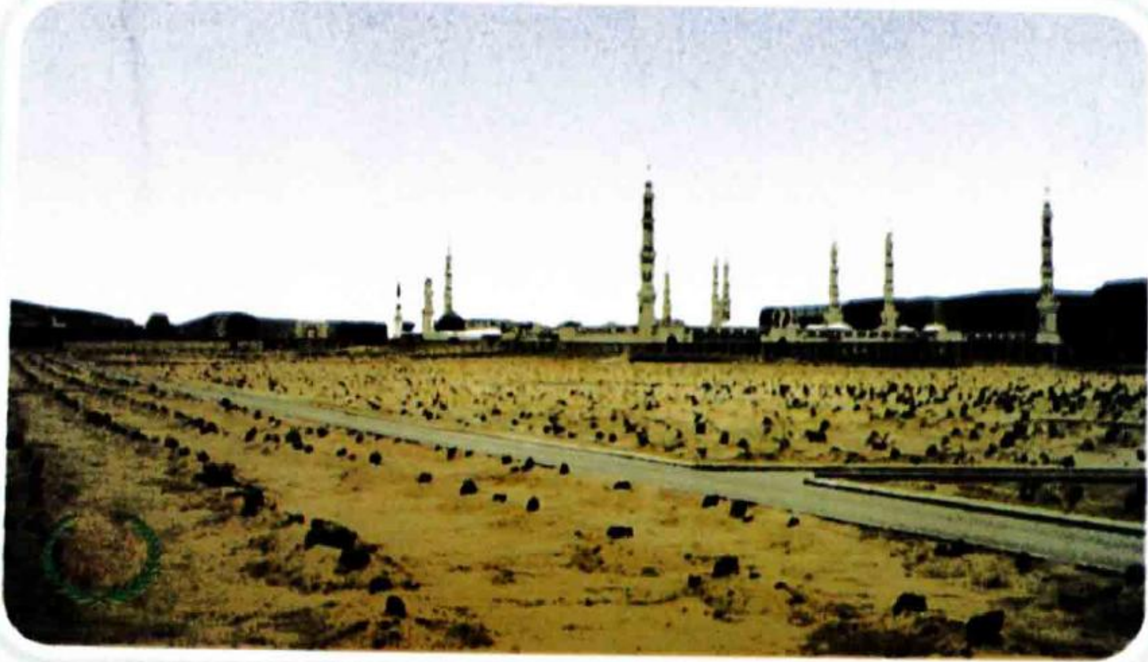
وہ مبارک جگہ جہاں روز قیامت آپ ﷺ سب سے
پہلے جائیں گے



جنت البقیع

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سب سے پہلے قبر سے اٹھونگا پھر ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، پھر عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، اس کے بعد میں اہل بقیع کے پاس آؤنگا تو وہ بھی میرے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں گے، پھر میں اہل مکہ کا انتظار کرونگا، اور میں دونوں حرموں کے درمیان سے اٹھونگا۔

جنۃ البقیع میں آپ ﷺ کے خاندان کی اکثریت مدفون ہے اب یہ مزارات گرا دیے گئے ہیں۔



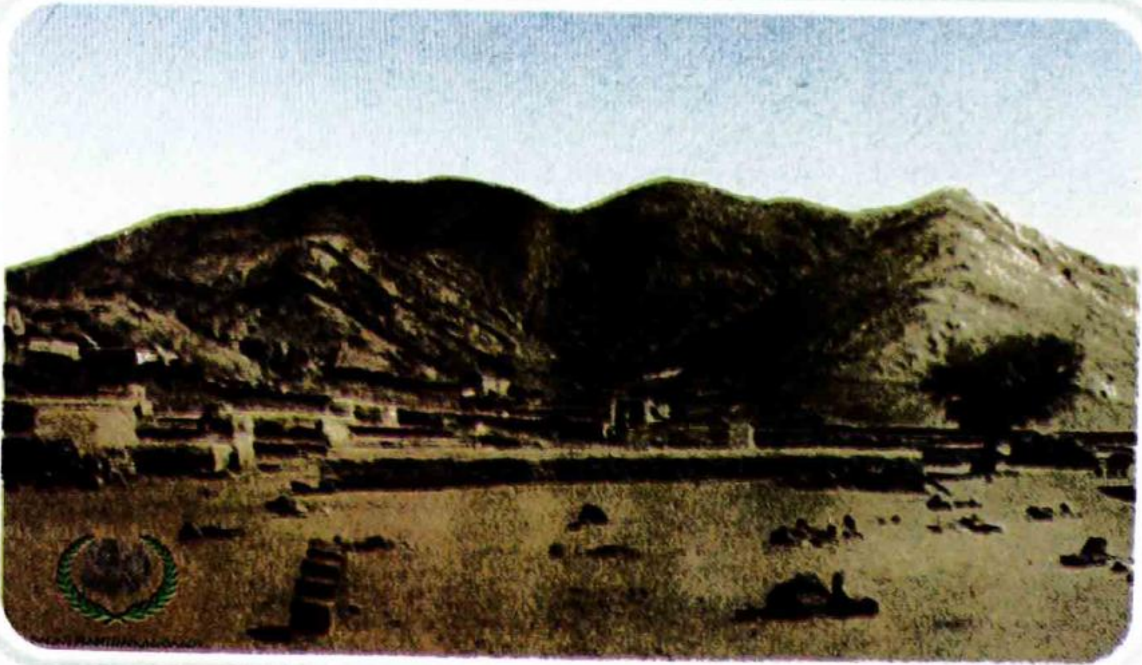
یہاں حضور ﷺ کے صاحبزادیوں میں سے ۱..... فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۲..... زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۳..... ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
۴..... رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون ہیں۔ اس کے علاوہ ۶ سے زائد بیویاں یہاں مدفون ہیں۔
آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہاں مدفون ہیں۔



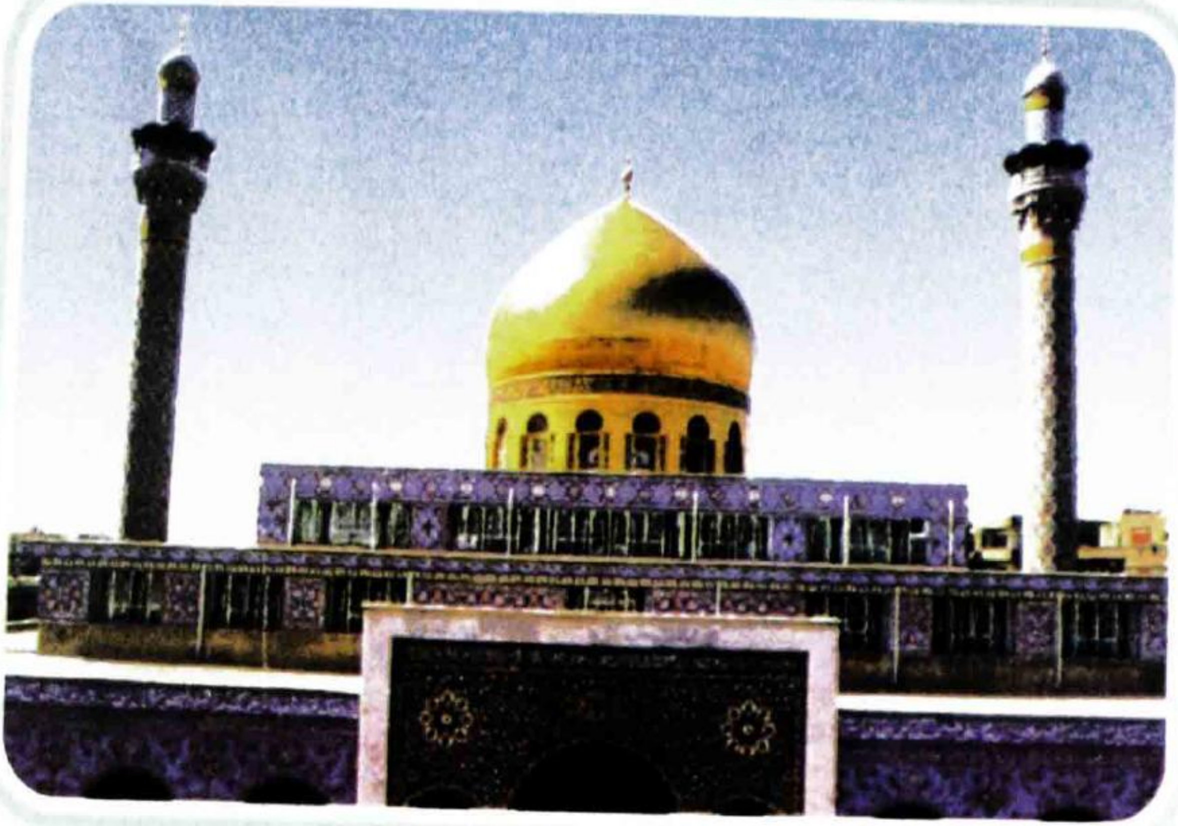
جنت البقیع میں موجود حضور ﷺ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن محمد کی قبر۔



مکہ مکرمہ کے تاریخی قبرستان ''جنت المعلیٰ'' میں سنت کے مطابق بنی ہوئی قبریں۔ تمام مسلمانوں کو اپنے علاقوں کے قبرستان اسی مسنون طریقے کے مطابق بنانے چاہئیں۔ یہاں آ کر اہل قبور کے لیے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کرنا چاہیے۔



جنت المعلیٰ میں حضور ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب اور حضرت عبدالمطلب کے مزارات۔



دمشق کے قریب حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد ﷺ کی قبر مبارک۔

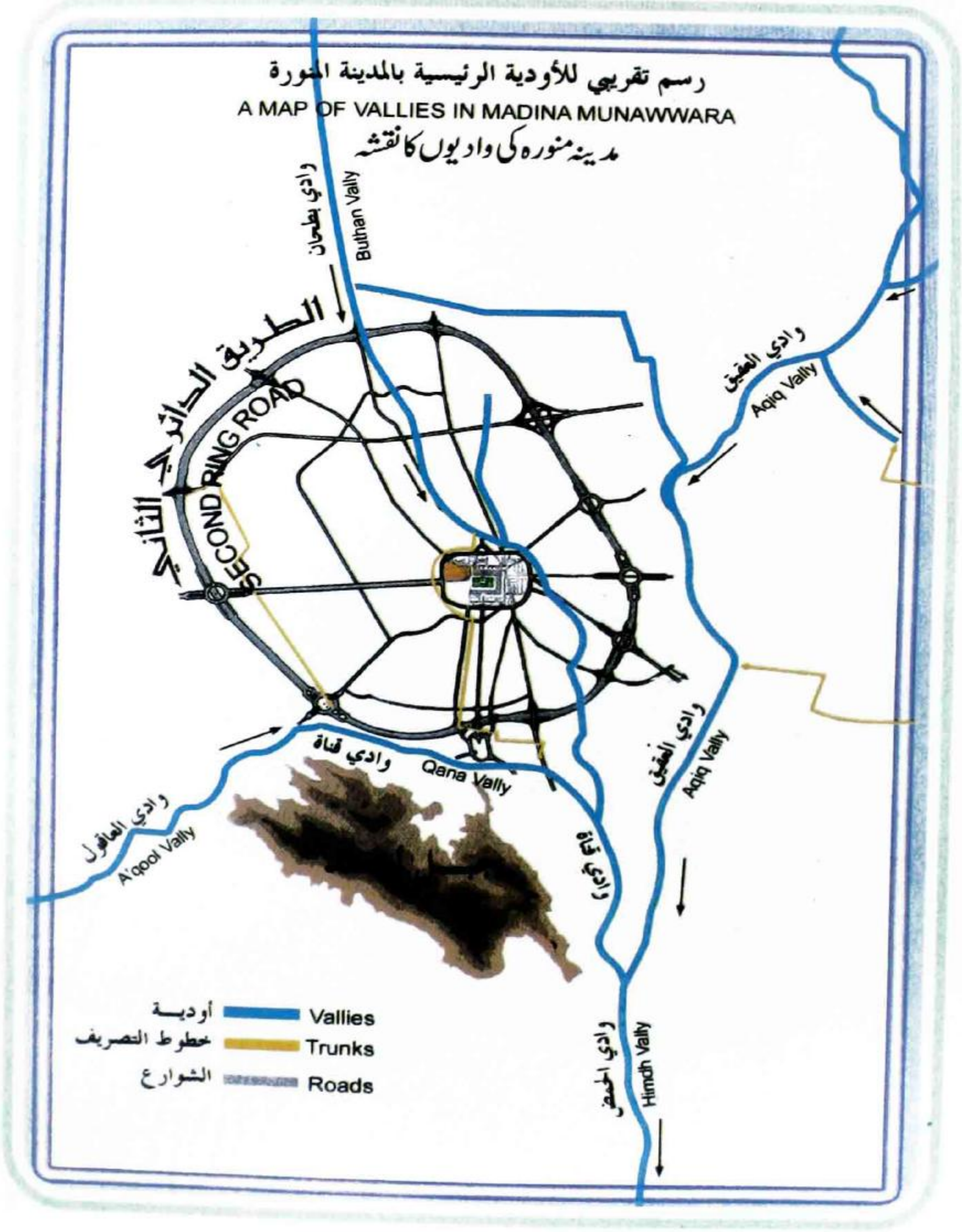


مزار کے اندر قبر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد ﷺ

باب نمبر

مدینہ منورہ کی وادیوں کا نقشہ

یوں تو مدینہ الرسول ﷺ کے قرب وجوار میں بہت سی وادیاں ہیں۔ تاہم اس زمانہ سے لے کر آج تک جن کا نام مورخین مدینہ الرسول ﷺ بیان کرتے آئے ہیں وہ یہ ہیں۔



وادی بطحان

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"ان بطحان علی ترعة من ترع الجنة."

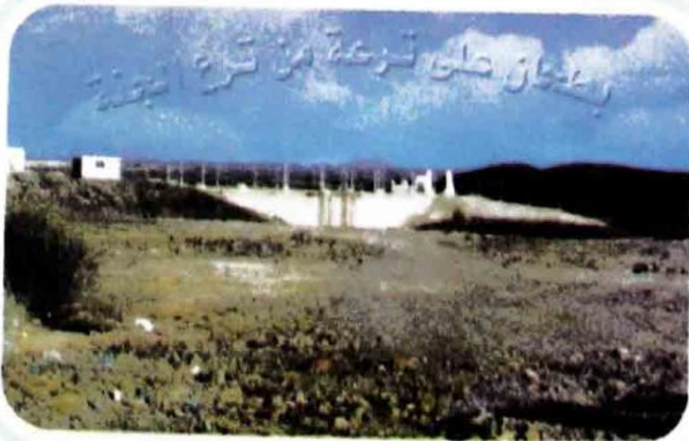
ترجمہ: یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔

اس مبارک وادی کے فضائل میں یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے جنت میں ایک حوض یا ایک دروازے پر بنایا ہے جیسا کہ اس کی مٹی کو شفا بنایا۔

وادی بطحان حرہ شرقیہ کے جنوب سے شروع ہوکر مسجد قبا کے مشرق تک جاتی ہے۔ پھر شمال کی جانب تربۃ صعیب تک ہے، جو طریق قربان کے مشرق میں ہے۔ پھر مسجد بلال اور مسجد عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مغرب تک پھیلی ہوئی ہے اور پھر وہاں سے مسیح تک اور اسے وادی ابی جیدہ بھی کہا جاتا ہے اور اس کا اکثر حصہ تو اب ڈھانپ دیا گیا ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ:

"وادی بطحان جنت کے تالابوں میں سے ایک حوض پر ہے۔"

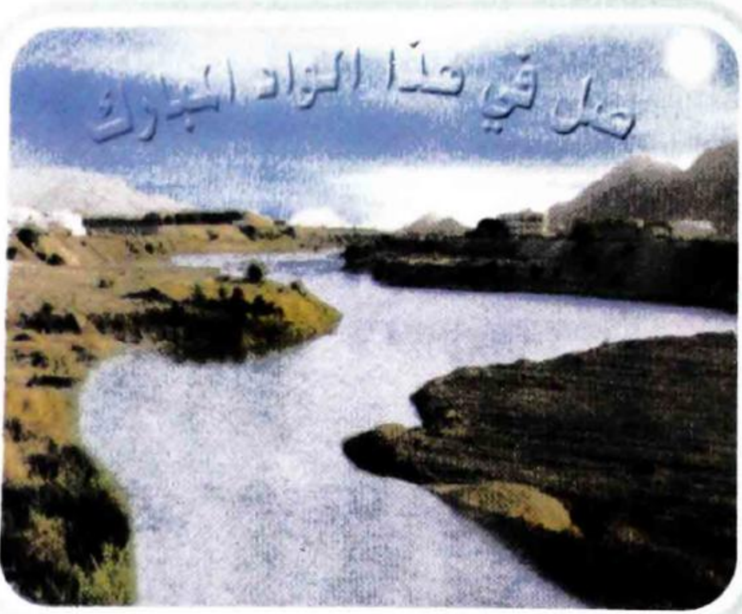


وادی بطحان ڈیم



وادی بطحان

آپ ﷺ کا ارشاد ہے وادی بطحان جنت کی نہروں میں سے ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ وادی بطحان جنت کی زمینوں میں سے ہے۔



وادی عقیق

حضرت ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ تعالیٰ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ وادی عقیق میں آرام فرماتے تھے تو آپ ﷺ کو کہا گیا بے شک آپ مبارک وادی میں ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا آپ وادی عقیق میں تھے۔ کہ ایک رات میرے پاس میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا اور کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز ادا کیجئے اور فرمادیجئے کہ عمرہ حج میں شامل ہے۔ اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

بخاری میں اس وادی کا ذکر یوں ہے کہ غزوۂ خندق کے موقع پر آنحضرت ﷺ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ندی میں اتر کر وضوفرمایا تھا۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ یہ وادی مجھ سے پیار کرتی ہے۔

وادی عقیق مدینہ منورہ کی سب سے اہم ہے۔ اس وادی میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو دعا کرنے کا حکم دیا تھا آپ ﷺ اس وادی میں خاص طور پر آ کر نماز پڑھتے تھے۔ ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ اس وادی میں سیر کیلئے تشریف لائے تو واپسی میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوٹے میں اس وادی سے پانی بھر لے اس وادی کو ہم سے پیار ہے اور ہمیں اس سے ہے۔ ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بن اکوع سے فرمایا کہ اگر تو وادی عقیق میں شکار کیلئے جاتا تو میں بھی جاتا۔



بعض روایات میں آتا ہے کہ خود سرکار دو عالم ﷺ نے اس وادی کے خوشگوار موسم، میٹھے پانی اور زرخیز زمین کی وجہ سے اس وادی میں منتقل ہونے کی خواہش اور تمنا کی۔ (دیکھئے اخبار مدینۃ الرسول لامن البخار)

وادی عرنہ

یہ مکہ کی ایک وادی ہے، مسجد نمرہ کا اگلا حصہ اسی وادی میں ہے۔ یہ حدود عرفات اور حدود حرم دونوں سے باہر حل میں واقع ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اس وادی میں مشہور ترین خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس اعتبار سے یہ وادی بھی ایک جداگانہ شان رکھتی ہے۔



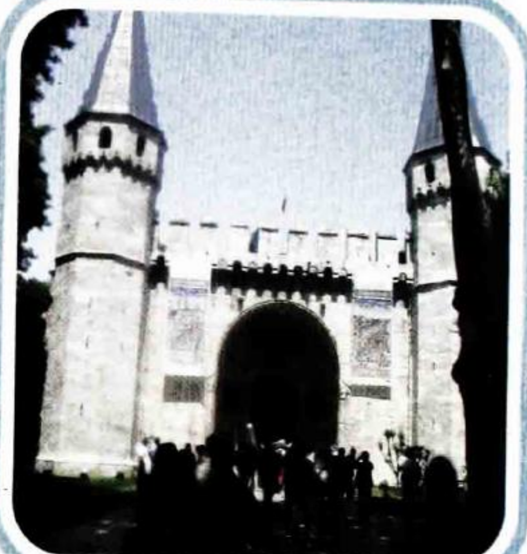
وادی عقیق پر ترین کا پل

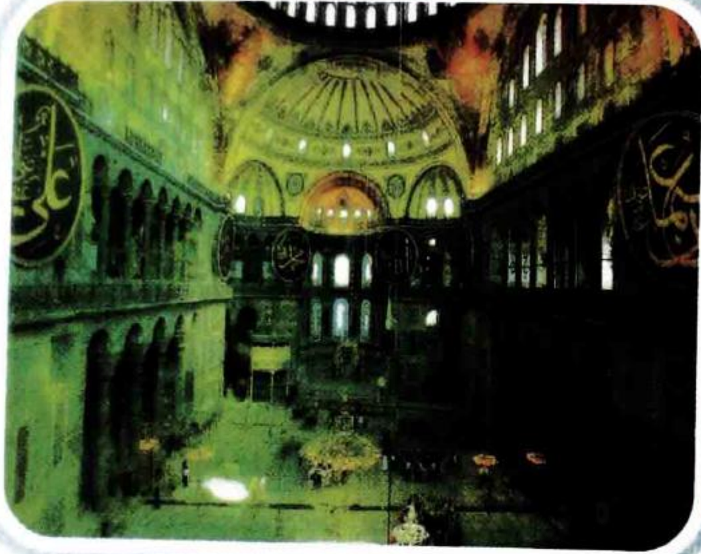
سنن ابوداؤد کی روایت کے مطابق کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس وادی بطحان کی مٹی میں شفاء رکھی ہے۔ (ابو داؤد ۲۱۳/۴) رقم ۳۸۸۵)

مسند بزار کی روایت کے مطابق اس وادی بطحان میں جنت کی برکات میں سے برکت اتاری گئی ہے۔
(معالم المدینۃ المنورہ ۶۱۴/۲)

ٹوپ کاپے میوزیم میں موجود حضور اکرم ﷺ کے نادر تبرکات نبوی ﷺ

خلیفہ سلطان محمد ثانی نے خلافت عثمانیہ کے زمانہ میں تقریبا600 سال قبل ٹوپ کاپے نامی محل تعمیر کروایا بعد میں خلیفہ مصطفیٰ کمال پاشا نے اس محل میں چند کمرے حضور ﷺ کے تبرکات کیلئے مخصوص کر دیئے جس میں دنیا بھر سے حضور ﷺ کے مستند تبرکات کو رکھنے اور جمع کرنے کا اہتمام کیا۔ اس کیلئے بڑی فراغ دلی سے بعد کے حکمرانوں نے بھی دولت خرچ کر کے اس کو مزید سونے اور جواہرات سے مزین بکس میں محفوظ کیا اب یہ محل ٹوپ کاپے نامی میوزیم کے نام سے ترکی میں موجود ہے۔

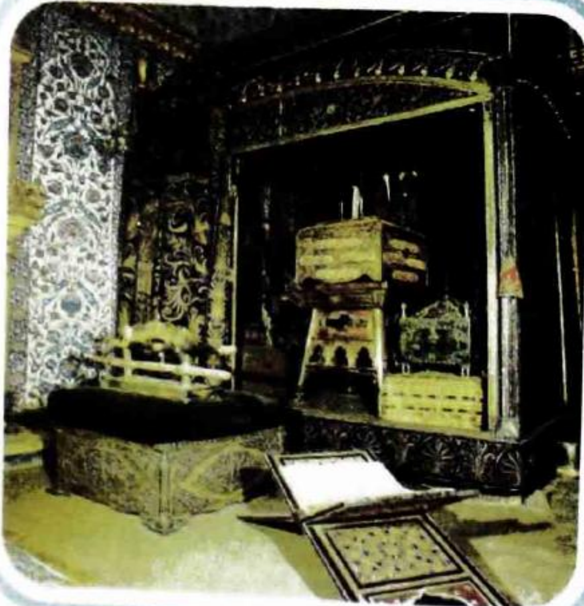




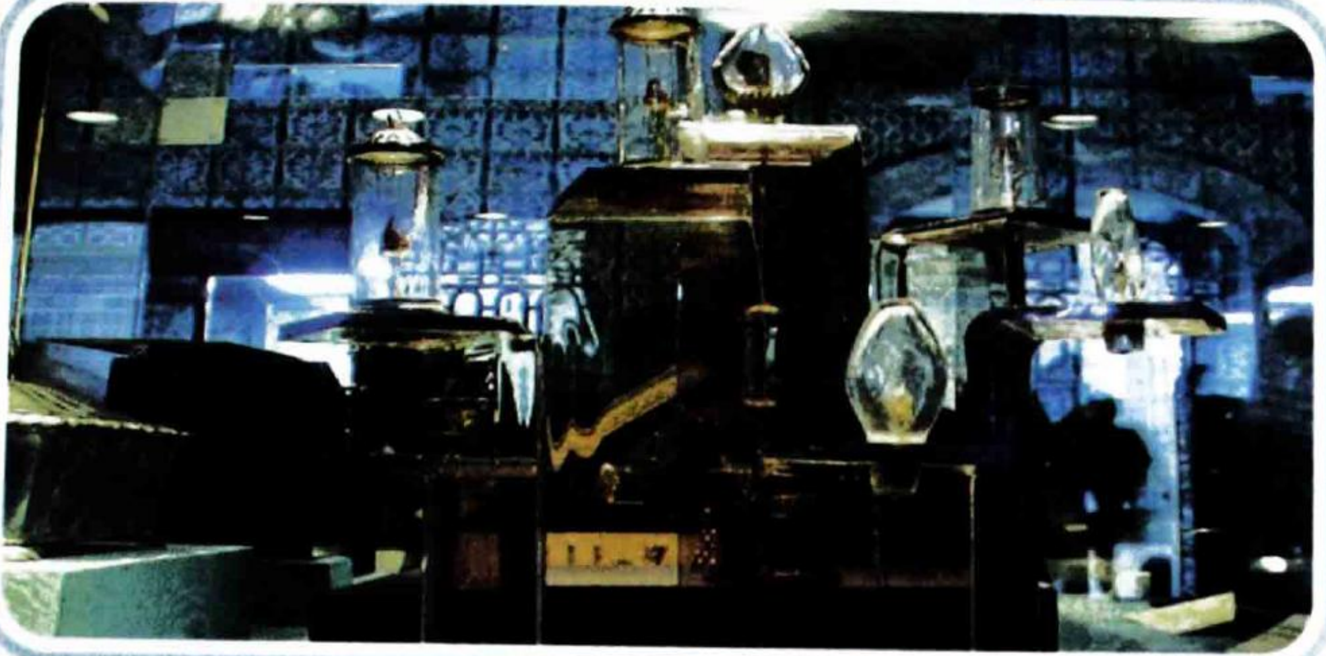
ٹوپ کاپے ترکی میوزیم کا بیرونی اور اندرونی منظر جس میں حضور ﷺ کے بے شمار تبرکات خلافت عثمانیہ سے محفوظ ہیں



ٹوپ کاپے میوزیم میں موجود حضور ﷺ کے درجنوں بال مبارک خوبصورت بکس میں موجود ہیں



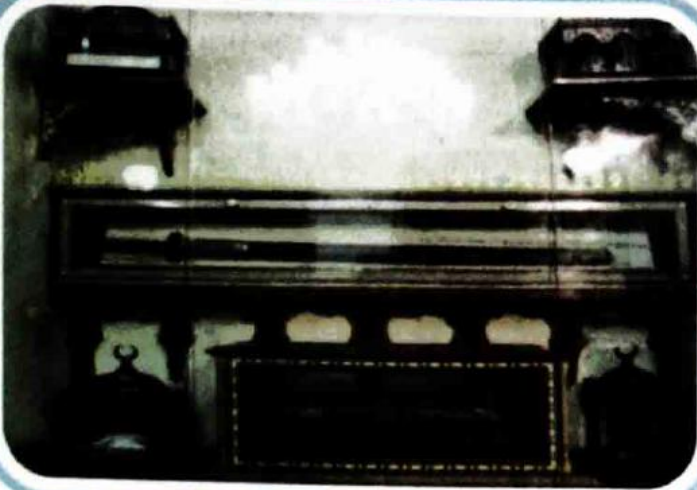
ٹوپ کاپے میں موجود تبرکات نبوی ﷺ کا خوبصورت منظر



ٹوپ کاپے میوزیم میں موجود تبرکات نبوی ﷺ کا خوبصورت نظارہ

ٹوپ کاپے میوزیم میں موجود
تبرکات نبوی ﷺ میں سے حضور ﷺ
کی تلوار اور دندان مبارک کا نظارہ





مسجد حسینی قاہرہ (مصر) میں موجود حضور ﷺ
کے 4 تبرکات ان بکسوں میں موجود ہیں
(۱) حضور ﷺ کا بال مبارک
(۲) حضور ﷺ کا عصا
(۳) حضور ﷺ کی سرمہ دانی وغیرہ وغیرہ

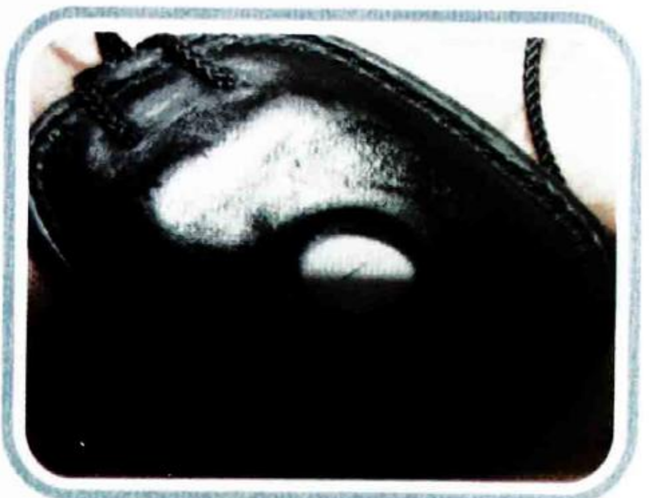
ٹاپ کاپے اور دیگر جگہوں پر موجود حضور ﷺ کے بال مبارک کا دیدار



حضور ﷺ کے بال مبارک (ٹاپ کاپے)



اس باکس میں حضور ﷺ کی داڑھی مبارک کا بال موجود ہے (ٹاپ کاپے)



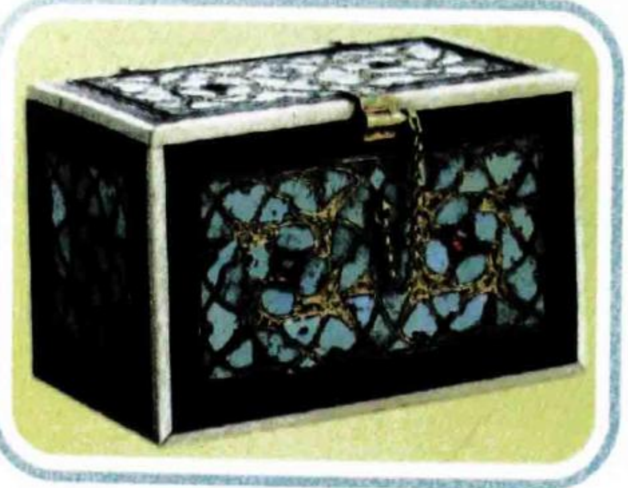
حضور ﷺ کی داڑھی مبارک کے بال مبارک کا نظارہ



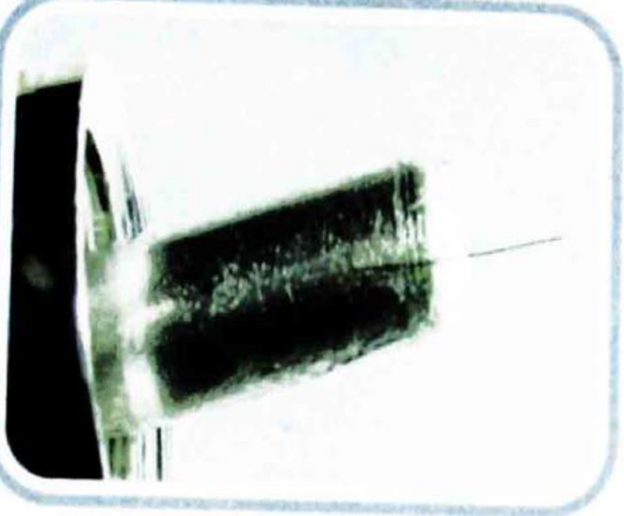
حضور ﷺ کے بال کا حسین نظارہ (ٹاپ کاپے)



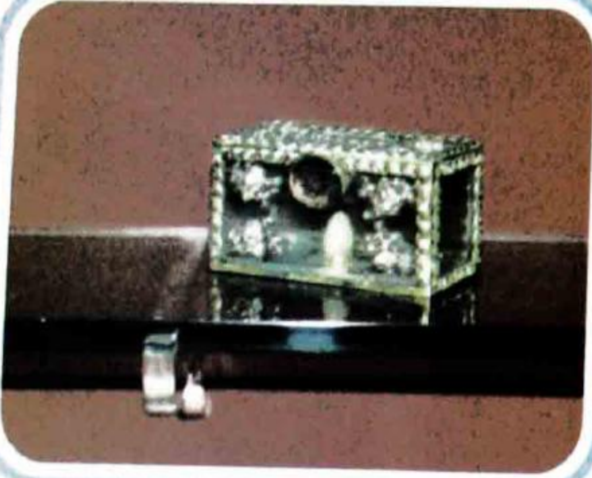
مسجد حسینی قاہرہ میں موجود حضور ﷺ
کا بال مبارک اس بکس میں موجود ہے



زیرِ نظر بکس میں حضور ﷺ کے بال مبارک محفوظ ہیں۔
اس کی اونچائی 5.5 سینٹی میٹر 9 سینٹی میٹر اس کی چوڑائی ہے



حضور ﷺ کا بال مبارک



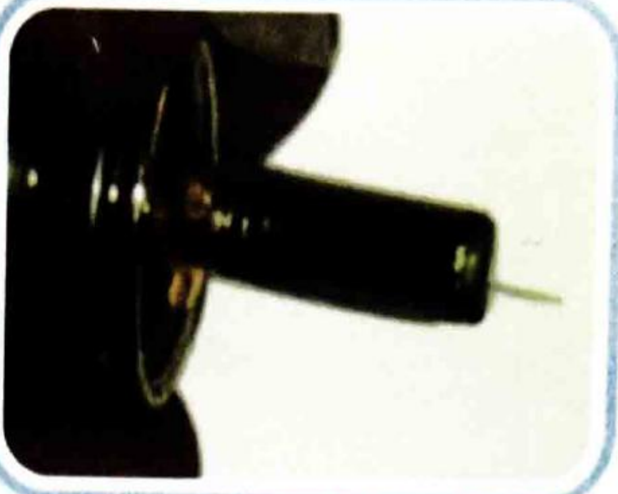
حضور ﷺ کی داڑھی مبارک کا بال



حضور ﷺ کا انمول نورانی بال مبارک



حضور ﷺ کا بال مبارک



حضور ﷺ کا بال مبارک

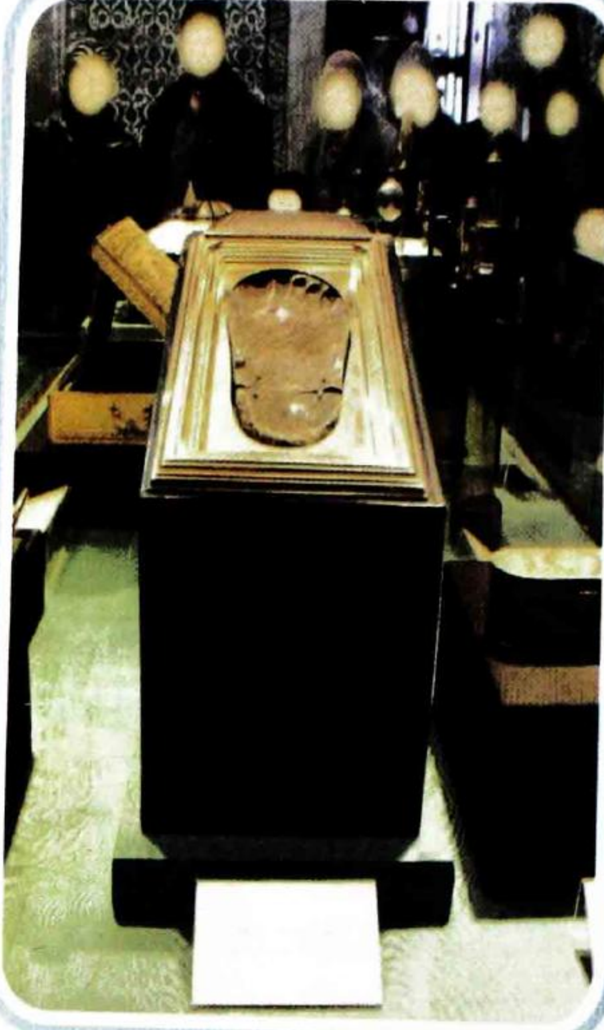


حضور ﷺ کا بال مبارک

حضور ﷺ کے مبینہ نعلین مبارک کا دیدار



یہ نقش نبی ﷺ
ٹوپ کاپے میوزیم
میں محفوظ ہے



یہ نقش نبی ﷺ ٹوپ کاپے میوزیم میں محفوظ ہے









ٹاپ کاپے میں موجود ہیرے، جواہرات سے مزین قرآن مجید کا بکس



مسجد حسینی قاہرہ میں موجود حضور ﷺ کے عصا مبارک کا منظر



حضور ﷺ کی مہر مبارک کا خوبصورت نظارہ



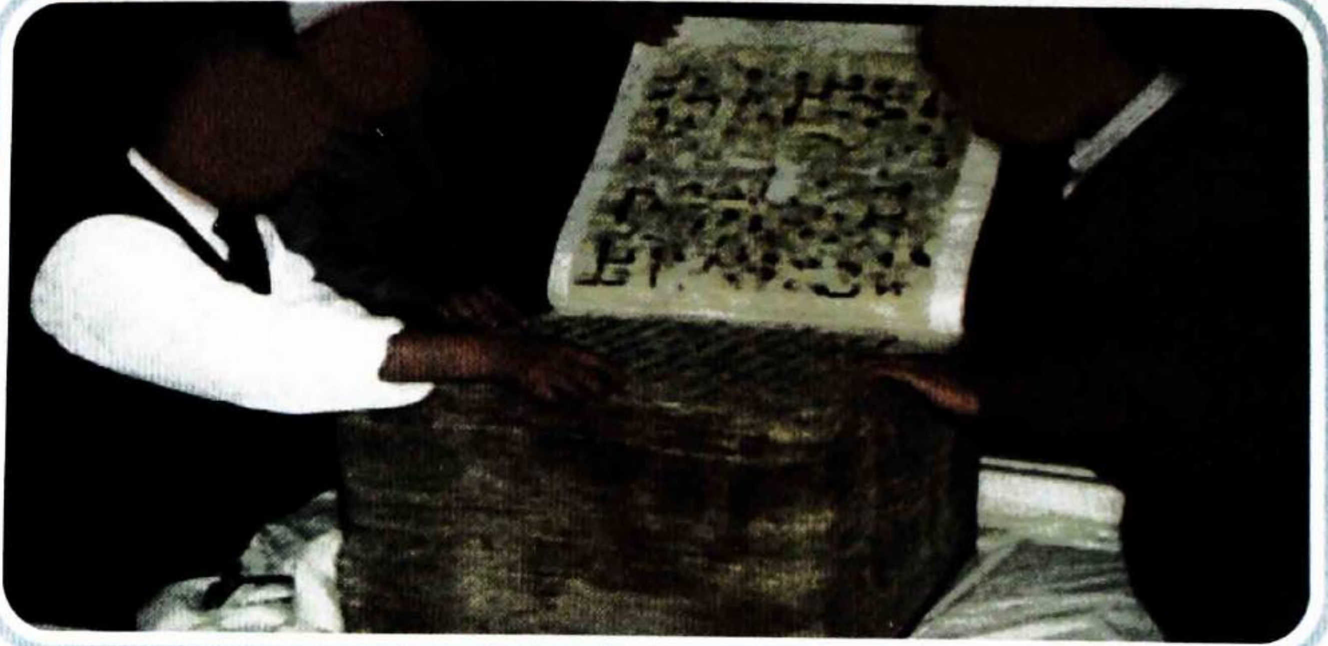
حضور ﷺ کا خط مبارک کا عکس جو مقوقس بادشاہ کو بھیجا تھا



حضرت فاطمہؓ کی شادی کا جوڑا جو خلافت عثمانیہ سے ٹاپ کاپے میں محفوظ ہے



حضرت فاطمہؓ کی جا،نماز جو خلافت عثمانیہ سے ٹاپ کاپے میں محفوظ ہے



ٹاپ کاپے میں موجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منسوب قرآن مجید کا نظارہ



ٹاپ کاپے میں موجود حضور ﷺ کا لکڑی کا پیالہ جس کو خلافت عثمانیہ میں سونے کے خول سے مزین کر دیا گیا ہے اور اس پر قرآنی آیات بھی لکھ دی گئی ہیں



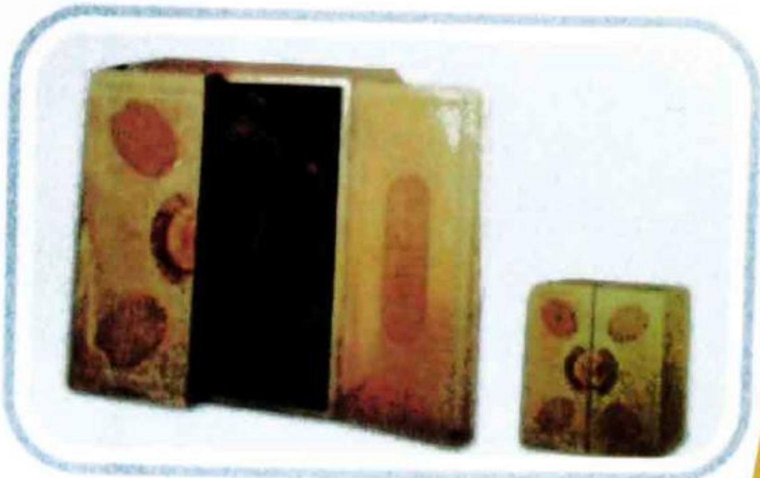
ٹاپ کاپے میں موجود سونے کے بکس میں موجود حضور ﷺ کے بال مبارک



جواہرات سے مزین بکس میں حضور ﷺ سے منسوب نعلین کا ٹکڑا، حضور ﷺ کی قمیض کا ٹکڑا، حضور ﷺ کی قبر کے پردہ کا ٹکڑا، حضور ﷺ کی قبر مبارک کی مٹی موجود ہے



جواہرات سے مزین اس ڈبے میں حضور ﷺ کی قبر مبارک کی مٹی محفوظ ہے
(ٹاپ کاپے)



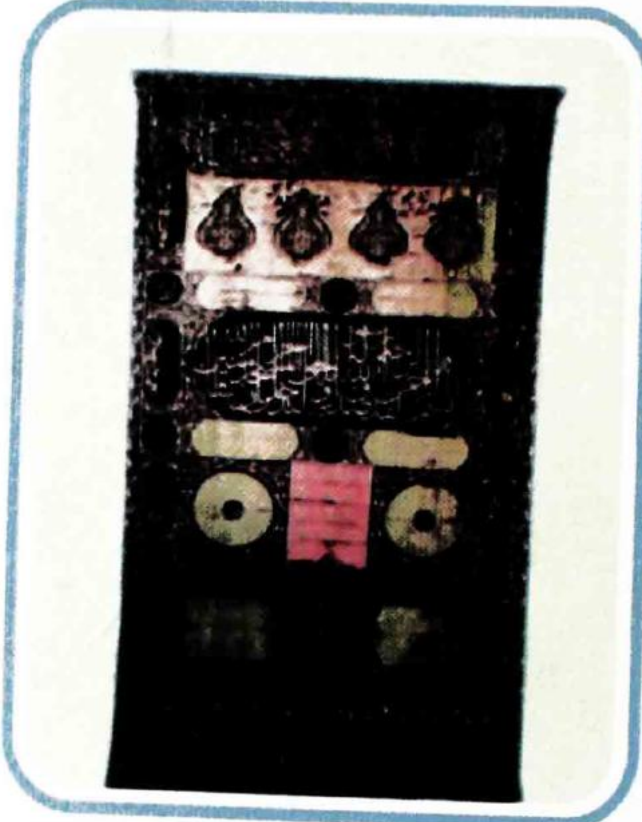
اس بکس میں حضور ﷺ کا جبہ مبارک محفوظ ہے جو کہ ہرے رنگ کے کپڑے میں لپٹا ہوا ہے



حضور ﷺ کی قبر مبارک پر بچھی چادر مبارک کا نظارہ (ٹاپ کاپے)



حضور ﷺ کے روضہ مبارک پر لگے پردہ کا ٹکڑا (ٹاپ کاپے)



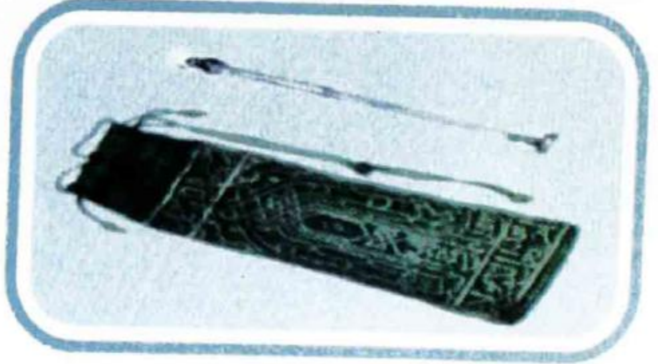
خانہ کعبہ کے دروازہ اور روضہ نبوی ﷺ کا قدیم پردہ



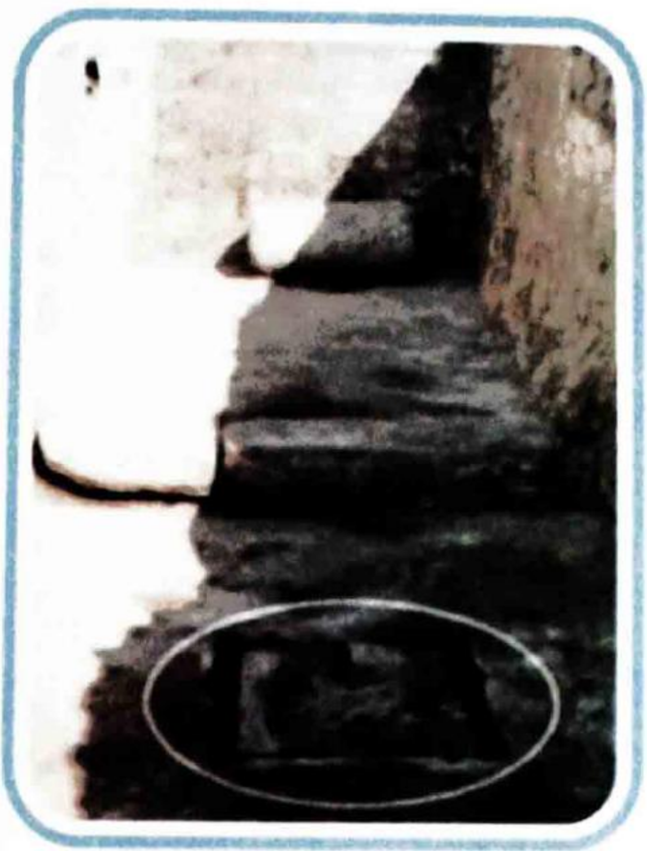
حضور ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے گھر کے دروازہ اور
حضور ﷺ کے روضہ مبارک کے دروازہ کا قفل اور چابی



خانہ کعبہ کی اندرونی دیوار پر لگے پردہ کا خوبصورت نظارہ



خانہ کعبہ کی قدیم کنجی جو کہ ٹاپ کاپے میں محفوظ ہے



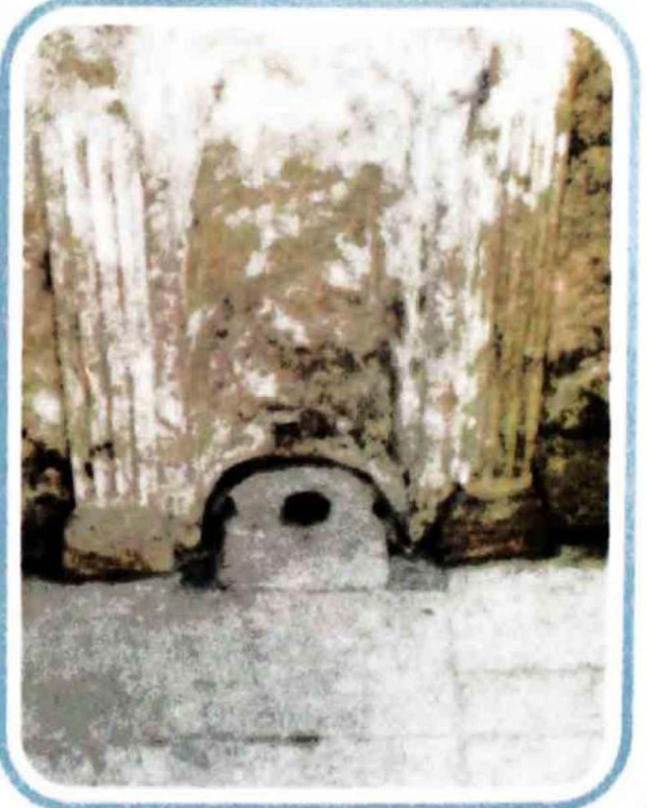
حضرت خدیجہؓ کے مکان کا منظر جس میں
وہ جگہ جہاں حضرت فاطمہؓ کی ولادت ہوئی



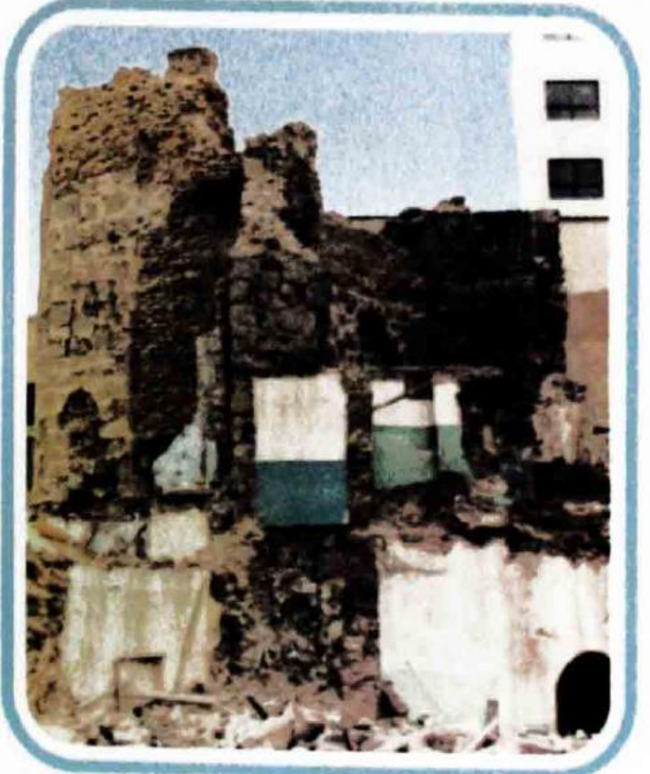
حضرت خدیجہؓ کے گھر کے آثار جو کہ اب مسمار کر دیئے گئے ہیں



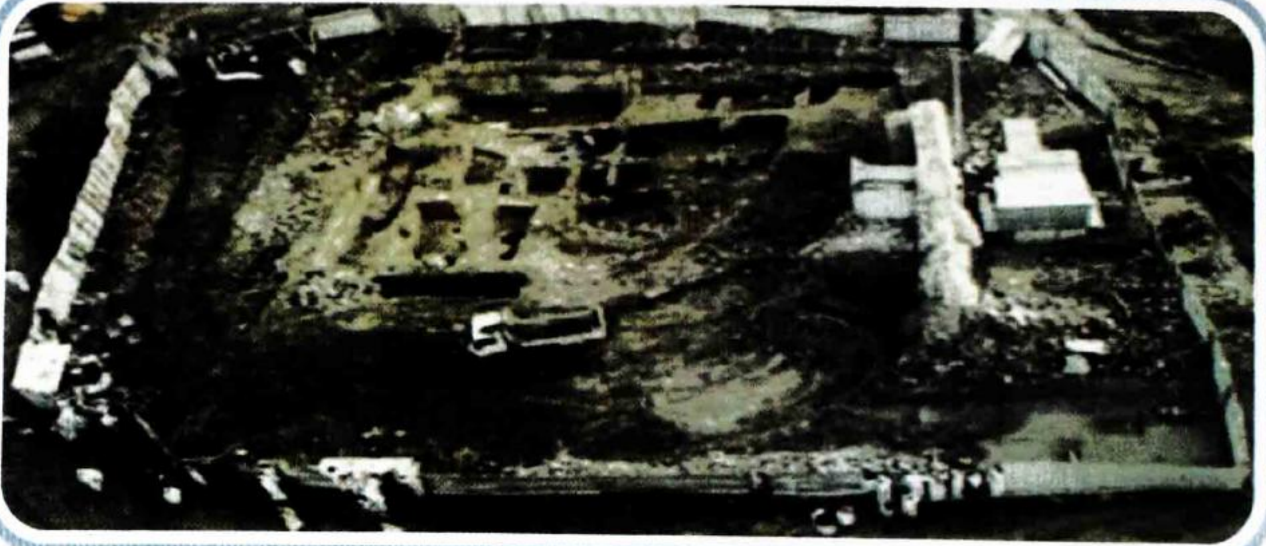
خدیجہؓ کے گھر میں موجود حضور ﷺ کے کمرہ کا نظارہ



حضرت خدیجہؓ کے گھر میں موجود حضور ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ



حضرت ایوبؓ کا وہ مبارک گھر جس میں
ہجرت مدینہ کے وقت حضور ﷺ نے قیام فرمایا تھا



حضرت خدیجہؓ کا گھر جس میں حضور ﷺ نے 10 سال سے زیادہ کا عرصہ گزارا (اب یہ جگہ مسمار کر دی گئی ہے)



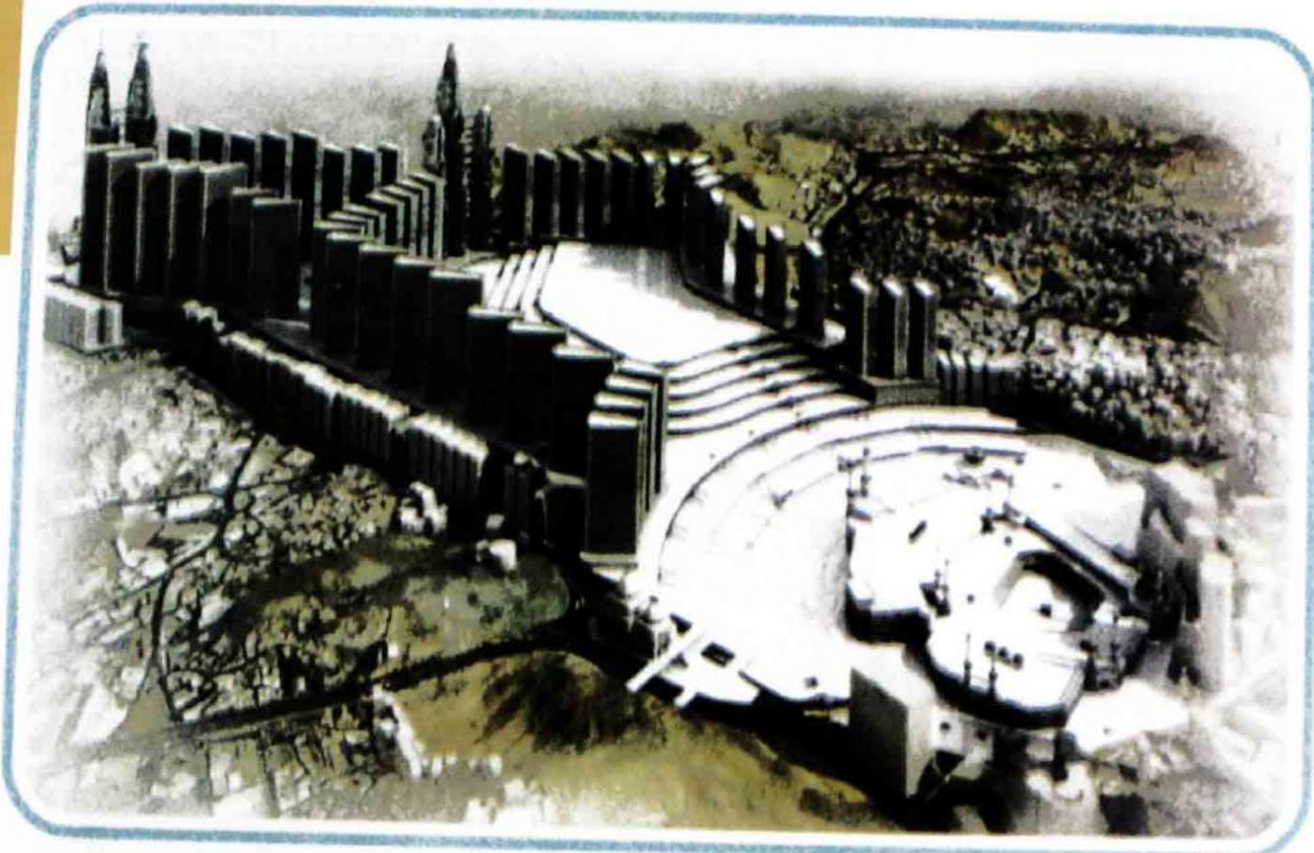
حضرت خدیجہؓ کے گھر کی مسمار کئے جانے سے قبل لی گئی تصویر



حضرت خدیجہؓ کے گھر میں موجود حضور ﷺ کے کمرہ میں بنا ہوا
پانی کا حوض جس میں آپ ﷺ وضو فرمایا کرتے تھے



آپ ﷺ کے گھر میں موجود مہمان خانہ جس میں
آپ ﷺ وفود سے ملاقات فرمایا کرتے تھے



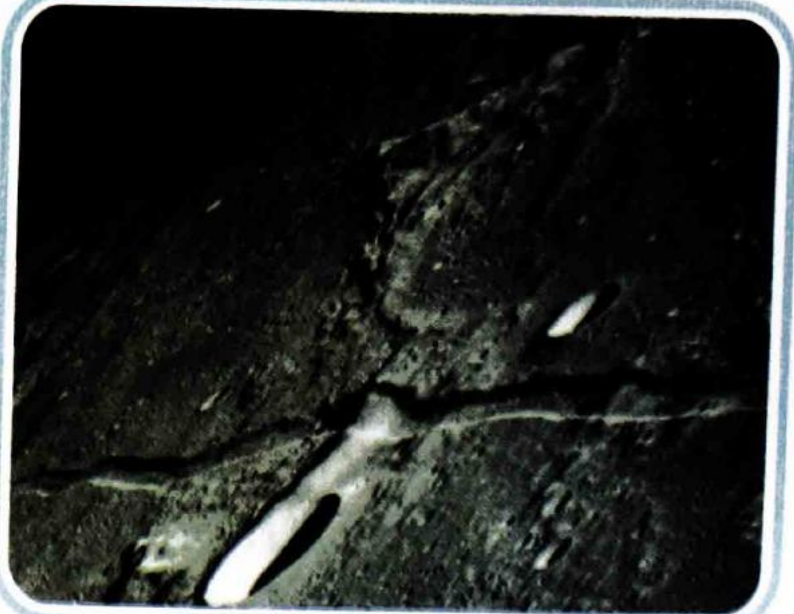
خانہ کعبہ اور اطراف کی عمارتوں کی جدید تعمیر کیلئے سعودی حکومت کی طرف سے بنایا ہوا ماڈل



آپ ﷺ کی دائی حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے اس گھر کے آثار جہاں آپ ﷺ نے اپنا بچپن گزارا

مکہ مکرمہ میں موجود حضور ﷺ کی ولادت گاہ پر بنی اسلامی لائبریری کا اندرونی منظر

محبوب ﷺ کے اشارہ پر چاند کے دوٹکڑے



زیرِ نظر تصویر میں چاند کے درمیان ایک سفید پٹی اندرونی گہرائی تک نظر آ رہی ہے جو چاند کے دوٹکڑے ہونے کا ثبوت ہے۔ یہ واقعہ شق القمر اس وقت ہوا جب کافروں نے آپ ﷺ سے کہا کہ معجزہ دکھاؤ تو آپ ﷺ نے جبل ابوقبیس نامی پہاڑ پر کھڑے ہوکر چاند کی طرف اشارہ کیا جس سے چاند کے دوٹکڑے ہوگئے اور یہ نشان اب بھی چاند پر موجود ہے۔



جنت البقیع میں کسی خوش نصیب شخص کی قبر کیلئے بنائے جانے والے گارے کا منظر



جنت البقیع میں موجود حضور ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی قبر مبارک



جنت البقیع میں موجود حضور ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت صفیہؓ کی قبر مبارک



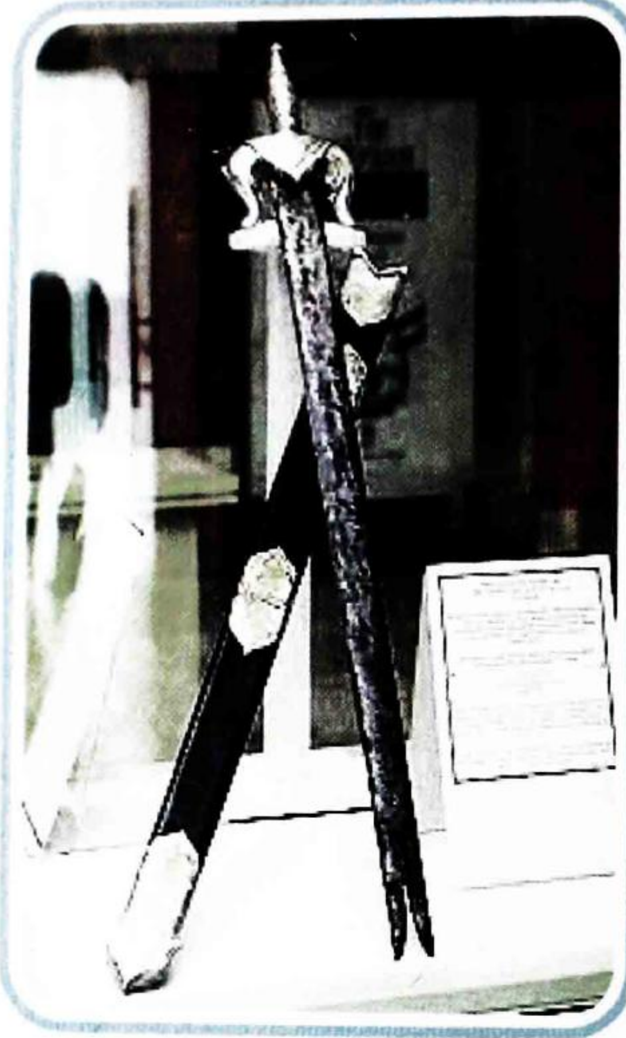
جنت البقیع میں موجود حضور ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیمؑ کی قبر مبارک

غزوات النبی ﷺ کا تصویری البم

باب نمبر 10



ٹوپ کاپی میں موجود آپ ﷺ کی تلوار مبارک



ٹوپ کاپی میں موجود آپ ﷺ کی تلوار مبارک



ٹوپ کاپی میں موجود آپ ﷺ کی تلوار مبارک



ٹوپ کاپی میں موجود آپ ﷺ کی تلوار مبارک کے غلاف کا منظر

غزوۂ بدر

۷ رمضان ۲ ھ

مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان بدر نامی ایک گاؤں ہے، جو کہ مدینہ منورہ سے 80 میل کی مسافت پر واقع ہے۔ یہیں پر حق و باطل سے جنگ چھڑ گئی۔ ۱۲ رمضان المبارک ۲ ھ کو مسلمانوں کو مٹھی بھر جماعت فقط ۳۱۳ آدمی، قریش کے ایک ہزار بہادروں سے مقابلے کیلئے نکل کھڑے ہوئے، اور لطف یہ کہ ان مسلمانوں کے پاس قابل ذکر کوئی سامان نہیں، پورے ہتھیار نہیں اور کافر پورے سامان سے لیس ہو کر آئے تھے۔

مسلمان شہادت کے شوق سے سرشار ہو کر اور کفار غلبہ حاصل کرنے کیلئے بے تاب، غرض گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ حضور ﷺ صف بندی فرما کر خیمہ میں تشریف لائے اور اللہ کے حضور میں سر بہ سجود ہو کر مسلمانوں کی فتح و نصرت کی دعا فرمائی، عرض کیا۔ "اے معبود حقیقی اگر تیرے یہ بندے جام شہادت پی گئے تو پھر کوئی تیرا نام لینے والا نہ رہیگا۔ پروردگار ان کو اپنے فضل و کرم سے فتح عنایت فرما۔"

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی شرکت اور دعاؤں کی برکت سے نیز مسلمانوں کے خلوص نیت بہادری و جفاکشی کی بدولت بڑی شاندار فتح عطا فرمائی۔ قریش مکہ کے بڑے بڑے سردار جو مسلمانوں کے سخت ترین دشمن تھے اس لڑائی میں مارے گئے۔ جیسے عتبہ، شیبہ، ابوجہل، اُمیہ بن خلف اور بہت سے کافر گرفتار ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے۔

اب ان قیدیوں کو قتل کر کے مسلمان اپنی تکالیف کا پورا پورا بدلہ لے سکتے تھے۔ لیکن حضور ﷺ کی شان رحمت نے کسی طرح یہ گوارا نہ فرمایا کہ ان کو تکلیف دی جائے۔ چنانچہ امیروں سے فدیہ لے کر ان کو رہا کیا اور غریبوں کے ذمہ یہ فدیہ مقرر ہوا کہ وہ مسلمانوں کے دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔ اس لڑائی میں کافروں کو ہار ماننا پڑی۔ بڑی طرح شکست کھائی، عتبہ، شیبہ، ولید، ابوجہل اور اُمیہ بن خلف کی موت نے ان کی کمر توڑ دی، ان کی ہمت پست کر دی، ان کے حوصلے فنا کر دیے۔ سچ تو یہ ہے کہ حق کے آگے باطل کی ہار ضروری ہے۔

اس غزوہ میں مسلمانوں کے سردار ہمارے آقائے نامدار ﷺ تھے، اور کفار کا سردار، ابوجہل تھا جو موت کے گھاٹ اُتر گیا۔ اس جنگ میں ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی قید ہوئے، اور چودہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا، جن میں چھ مہاجر تھے اور آٹھ انصار۔

مسلمان کامیاب بامراد اپنے آقائے نامدار سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ خوشی خوشی مدینہ طیبہ واپس ہوئے، لیکن عین اسی وقت حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں وفات پا گئیں۔

اسی سال عید الفطر، رمضان المبارک کے روزے، عید کا فطرہ، بقر عید کی نماز، قربانی اور زکوٰۃ کے احکام نازل ہوئے۔

غزوۂ تبوک رجب ۹ھ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ مبارکہ کے آخری غزوہ کے مقام کا منظر



۹ھ میں آپ کو یہ خبر ملی کہ جنگ مُوتہ کے ہارے ہوئے لوگ اور رُوم کے بادشاہ نے مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے تبوک میں ایک زبردست فوج تیار کی ہے، یہ خبر سن کر حضور ﷺ نے بھی مسلمانوں کو فوج تیار کرنے کا حکم فرمادیا۔

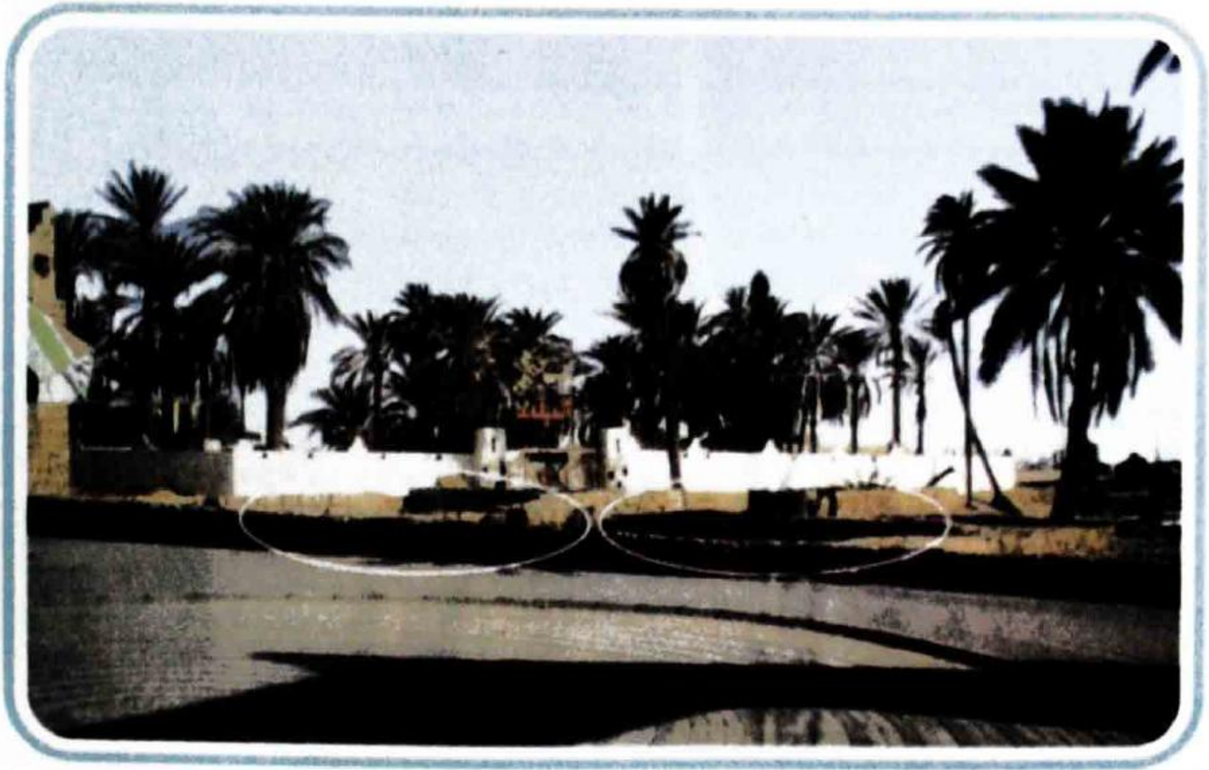
ان دنوں مدینہ طیبہ میں سخت گرمی تھی اور کھجوریں باغوں میں پک کر تیار ہوگئی تھیں اور یہی مسلمانوں کی آمدنی تھی، لیکن اللہ کے یہ مخلص بندے اللہ کیلئے جان و مال سمیت حاضر ہوگئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا سامان حضور ﷺ کے قدموں پر لا ڈالا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر کا آدھا سامان پیشِ خدمت کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار اشرفیاں اور تین سو اونٹ سامان سے لدے ہوئے حاضرِ خدمت کئے۔

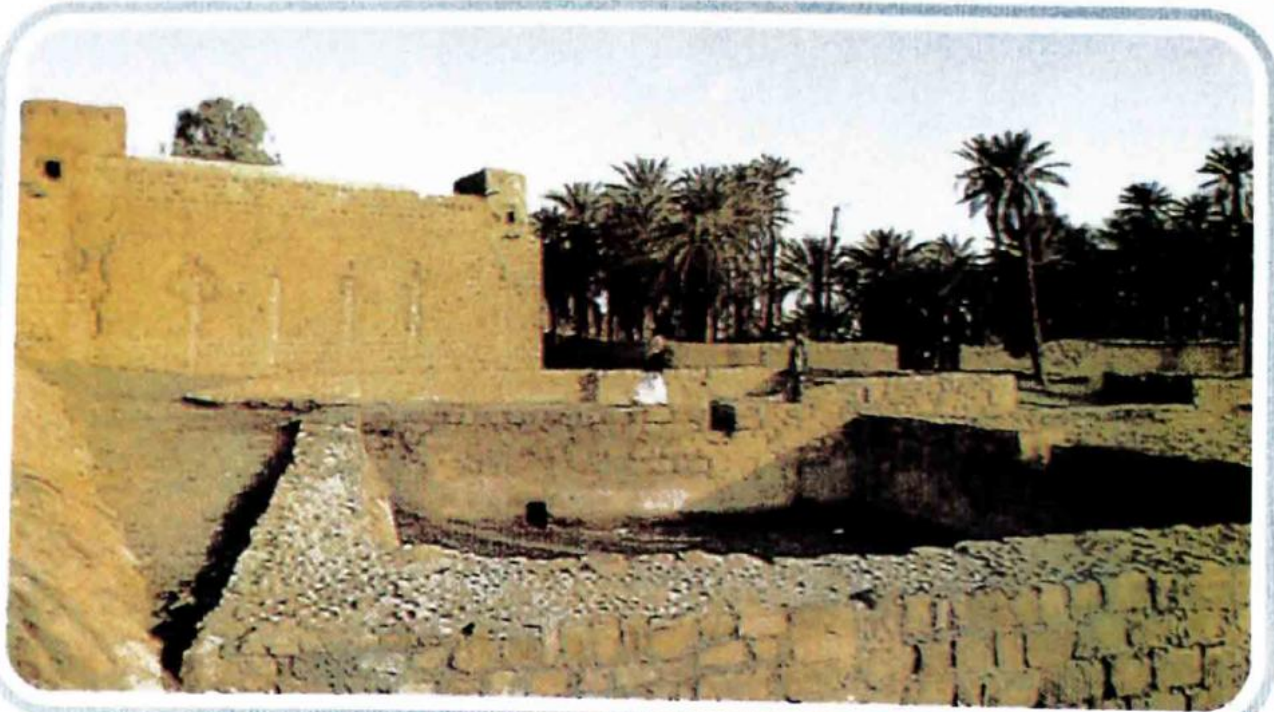
غرض تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے دل کھول کر اسلام کی خدمت کی۔ آخر رجب ۹ھ میں ہمارے نبی ﷺ تیس ہزار فوج لے کر میدان تبوک میں تشریف لائے، لیکن یہاں پہنچ کر خبر غلط معلوم ہوئی۔ چنانچہ پندرہ بیس روز کا قیام فرما کر آپ ﷺ واپس تشریف لائے۔ یہ آپ ﷺ کا آخری غزوہ تھا۔



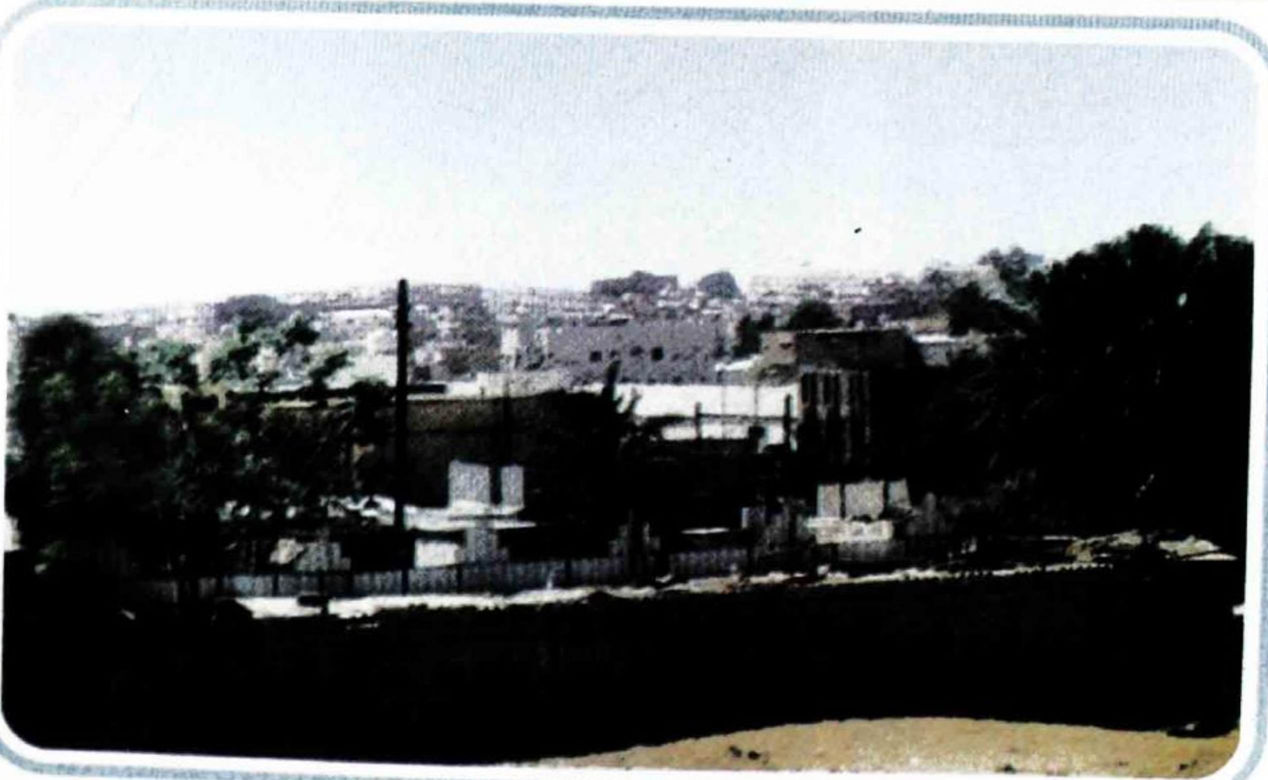
تبوک میں موجود قلعہ کا منظر



حضور ﷺ جب تبوک پہنچے تو وہاں موجود چشمے کا پانی بہت کم اور لشکر اسلام کیلئے ناکافی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے چہرہ مبارک اور ہاتھوں پر پانی ڈال کر اس چشمے میں انڈیل دیا۔ معجزاتی طور پر رس رس کر آنے والا پانی فوارے کی طرح اُبلنے لگا اور جتنے دن مسلمان وہاں قیام پذیر رہے، سب کی ضروریات پوری کرتا رہا۔ تصویر میں نظر آنے والے حوض اسی چشمے کے قریب تعمیر کیے گئے ہیں۔ ساتھ ہی موجود کھجور کا باغ نظر آ رہا ہے۔ یہ بھی حضور ﷺ کی پیش گوئی کا مصداق ہے۔ اس وقت یہاں چٹیل میدان تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم اس جگہ کو ہرا بھرا دیکھو گے۔ کھجور کے بلند و بالا درخت آپ کے فرمان مبارک کی تصدیق کر رہے ہیں۔



علامہ میرٹھیؒ نے لکھا ہے، تبوک پہنچنے سے ایک دن پہلے آپ ﷺ نے ایک صحابیؓ سے کہا تھا کہ تبوک میں ایک چشمہ ہے تم اسکا پانی جمع کرنا پینا مت، صحابہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ چشمہ سے قطرہ قطرہ پانی آرہا تھا اس کو جمع کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اسمیں ہاتھ ڈالا تو وہ ابل پڑا، صحابہؓ کے ۳۰ ہزار پر مشتمل مبارک جماعت مجاہدین دن رات اس سے سیراب ہوئے حضرت میرٹھیؒ نے لکھا ہے کہ الحمدللہ میں نے بھی اس چشمہ کی زیارت کی ہے یہ اب تک جاری ہے۔



جدید تبوک شہر کی آبادی۔ مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل دور، دشوار گذار علاقے میں واقع یہ شہر اس غزوے کا شاہد ہے جس کے بارے میں قرآن کریم کی متعدد آیات نازل ہوئیں۔



تبوک کا ایک قبرستان جس میں سنت کے مطابق قبریں بنی ہوئی ہیں۔ نہ ان پر کوئی پختہ تعمیر ہے نہ جھنڈے لگے ہیں اور نہ چادریں وغیرہ چڑھی ہوئی ہیں۔ اسی قبرستان میں حضرت عبداللہ بن جبر رضی اللہ عنہ نامی ایک صحابی کی قبر بھی ہے۔



تبوک میں موجود سعودی چھاؤنی کا منظر



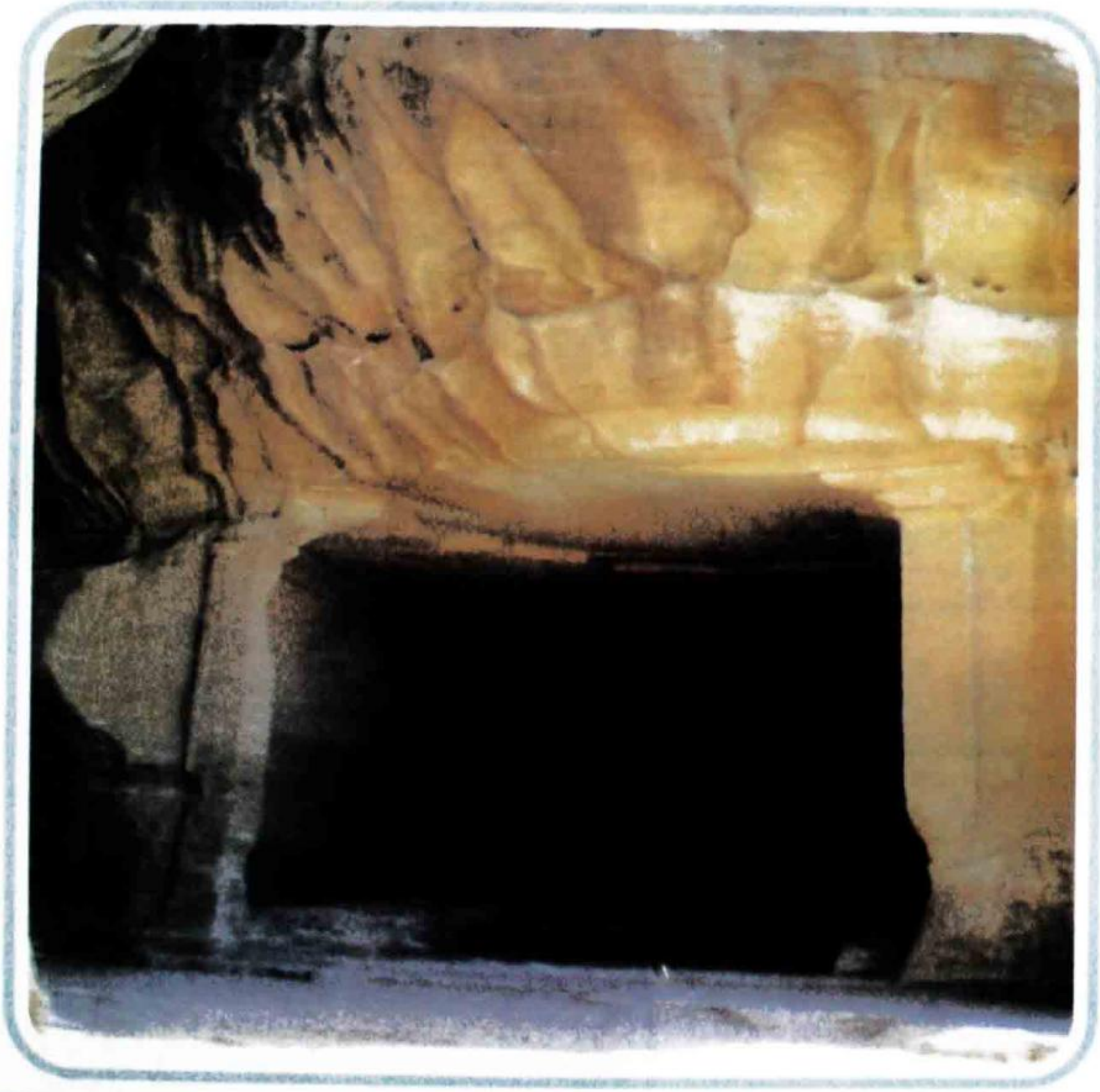
تبوک کی ایک عالیشان مسجد۔ یہ شہر اہل ایمان کے جہاد کیلئے جوش وخروش اور منافقین کی کم ہمتی، بزدلی اور قتال فی سبیل اللہ سے جی چرانے کے حوالے سے ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔ غزوۂ تبوک کا سارا واقعہ ہی جہاد کے حوالے سے کئی سبق آموز امور پر مشتمل ہے۔ اس کے مطالعے سے جہاد کے متعلق وہ بہت سی گرہیں کھل سکتی ہیں جو آج دین سے دوری اور غیروں کی غلامی کے باعث ہمارے ذہنوں میں لگ چکی ہیں۔



یہ تبوک کی وہ جگہ ہے جس کے بارے میں آپ ﷺ نے معاذ ؓ سے فرمایا تھا ''ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ تم اس جگہ کو سرسبز پاؤ گے''

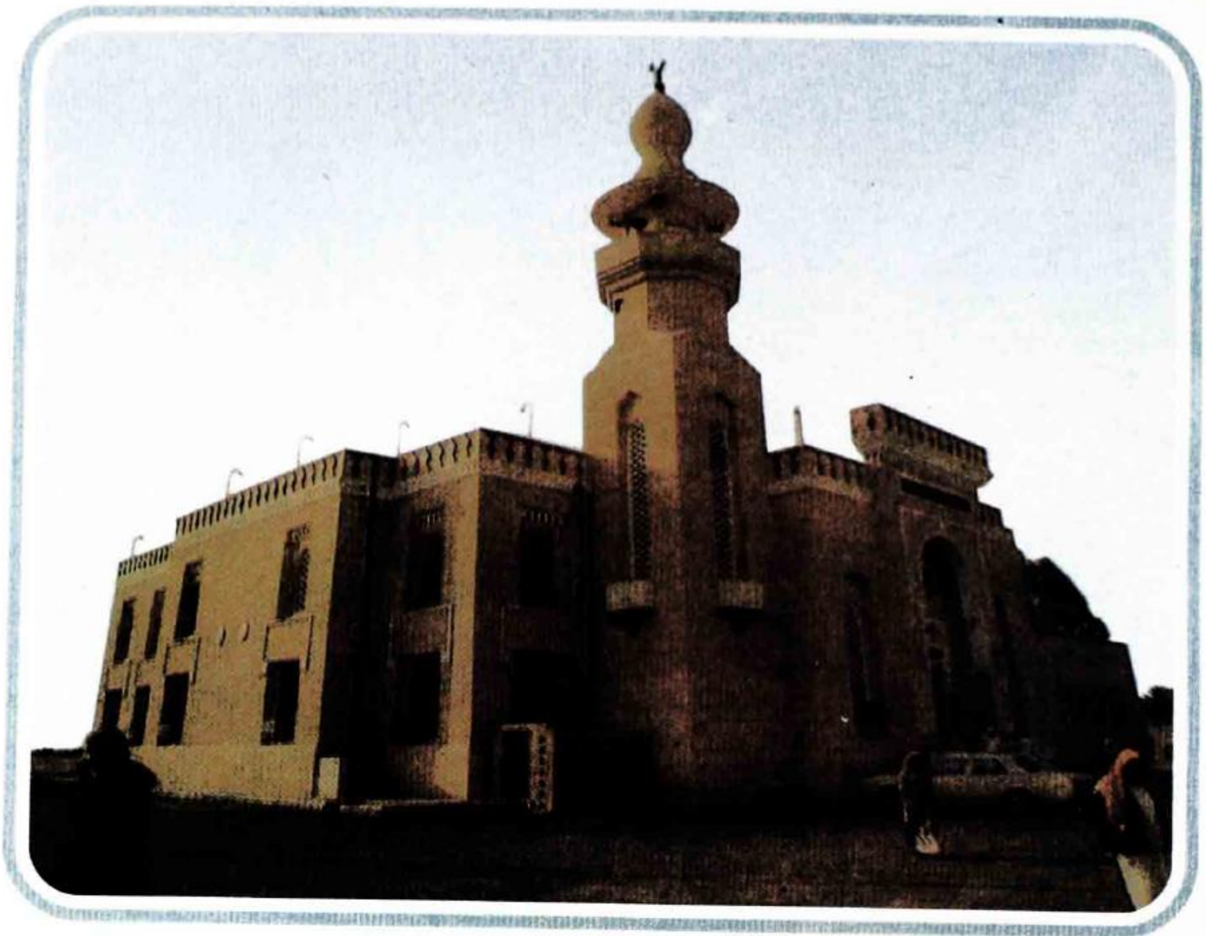
اس جگہ کو آپ ﷺ کے قدم مبارک چومنے کا شرف حاصل ہے

آپ ﷺ ۳۰ ہزار صحابہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں اس جگہ یعنی قوم ثمود کی تباہ شدہ بستی سے گزرے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے چہرہ پر کپڑا اڑالدو اور کوئی یہاں کا پانی نہ پیئے نہ کانوں میں داخل ہو۔



قصر الدیوان: تبوک کے راستے میں واقع حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کی بستی میں قبیلے کے سردار کی نشست گاہ عبرت کا نشان بنی ہوئی یہ عمارت اقتدار پرست حکمرانوں اور دنیا کی محبت میں گرفتار انسانوں کو دنیا سے دل نہ لگانے اور آخرت کی تیاری کرنے کی اہمیت یاد دلا رہی ہے۔

(۱) غزوہ تبوک حضور ﷺ کا آخری غزوہ ہے۔ (۲) تبوک ملک شام کے شہر کا نام ہے یہ آج کل سعودیہ میں شامل ہے۔ (۳) قرآن اس غزوہ کو ساعۃ العسرۃ (مشکل گھڑی) کے نام سے یاد کرتا ہے۔ (۴) اس میں صحابہ سارا سال انتظار کے بعد پکی ہوئی فصل کو چھوڑ کر نکلے۔ (۵) یہ غزوہ اس لئے ہوا کہ ہرقل شام کے راستے سے مدینہ پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ (۶) اس میں رومی فوجی ۳۰ ہزار مسلمانوں کا سن کر بھاگ گئے۔ (۷) آپ ﷺ ۲۰ روز تک تبوک میں ٹھہرے۔



تبوک میں قائم مسجد الرسول ﷺ: یہ اس جگہ قائم کی گئی ہے جہاں غزوۂ تبوک میں امام المجاہدین ﷺ کا خیمہ تھا۔ تبوک کی جنگ سخت ناموافق حالات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی عزیمت واستقامت کی لائقِ رشک مثال کے طور پر جانی جاتی ہے۔



غزوۂ تبوک میں موجود مسجد تبوک

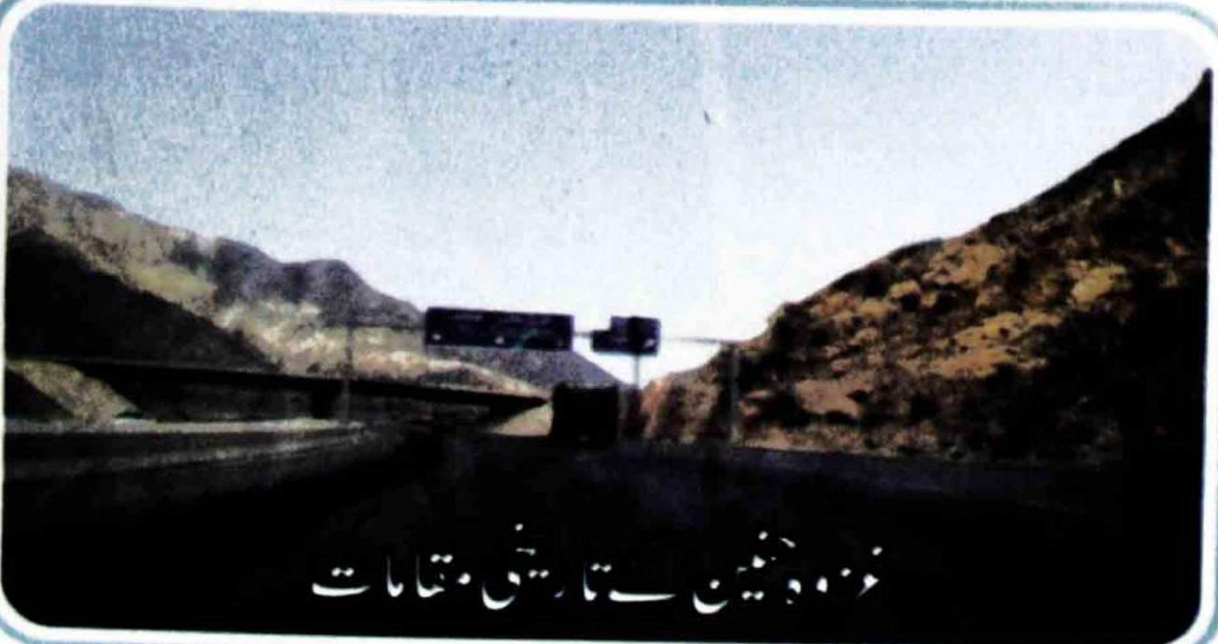
غزوۂ حنین 8 ہجری

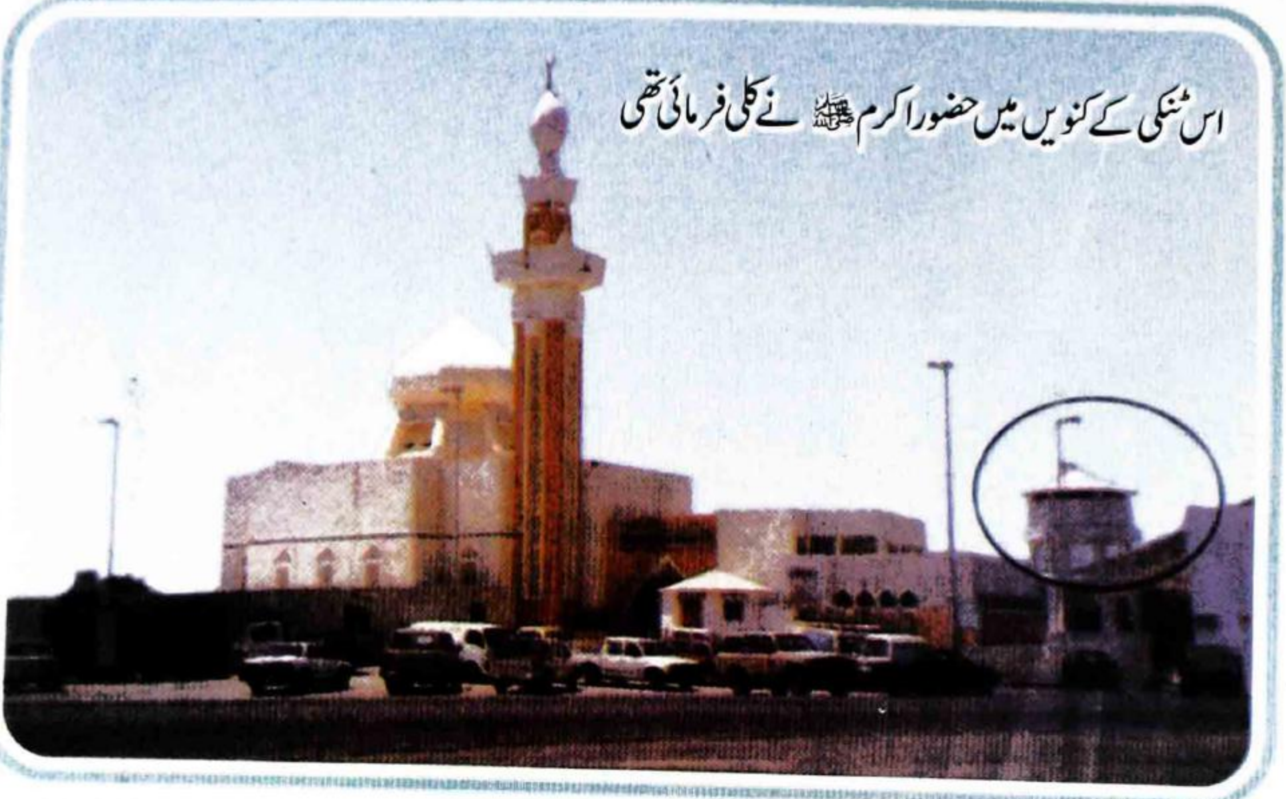
فتح مکہ کے بعد عرب میں اسلام کی دھاک بیٹھ گئی اور یہ بھی بات ہے کہ قریش کے ڈر سے لوگ اسلام میں داخل ہوتے ڈرتے تھے۔ لیکن مکہ فتح ہونے کے بعد تو لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اب کوئی روک ٹوک ہی نہ رہی، کعبہ کی چھت پر اسلامی جھنڈا دیکھ کر ہر شخص کفر کا پھندا نکال کر اسلامی جھنڈے کے نیچے آ گیا مگر ہاں ثقیف و ہوازن کے قبیلے بڑے زبردست قبیلے تھے، وہ کسی سے دب کر رہنا نہ چاہتے تھے چنانچہ ہوازن کے قبیلے کے سرداروں نے لوگوں سے مل جل کر سب کو لڑائی پر آمادہ کیا اور ایک بڑی فوج حنین کے میدان میں لا اُتاری۔

حضور ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو شوال ۸ھ میں بارہ ہزار فواج کے ساتھ میدان میں پہنچ گئے۔ اس فوج میں نومسلم بہت تھے، جن کے دلوں میں ابھی ابھی ایمان داخل ہوا تھا، اچھی طرح جگہ بھی نہیں پکڑنے پایا تھا۔

ہوازن کے لوگ تیر چلانے میں بے مثل تھے، ان کی پہلی ہی باڑھ سے مسلمان تتر بتر ہو گئے اور اک دم ان کے پاؤں اُکھڑ گئے، مگر ہمارے سرکار دو عالم ﷺ اپنی جگہ پر قائم تھے، آپ نے دائیں بائیں انصار کو آواز دی، انہوں نے لبیک یارسول اللہ ﷺ (حاضر ہیں یارسول اللہ ﷺ)۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے للکارا۔ ''اے انصار تم وہی ہو جنہوں نے اسلام پر جان دینے کی بیعت کی تھی، آؤ آگے بڑھو۔'' یہ سننا تھا کہ تمام اسلامی سپاہی پلٹ پڑے اور میدان میں اس جوش سے بڑھے اور ایسا سخت حملہ کیا کہ کفار کے قدم اُکھڑ گئے اور وہ کائی کی طرح چھٹ کر رہ گئے، پورے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی، آن کی آن میں میدان مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا۔ کافر بھاگ کر طائف میں جمع ہو گئے، یہاں ثقیف کا قبیلہ بہت زور آور تھا۔

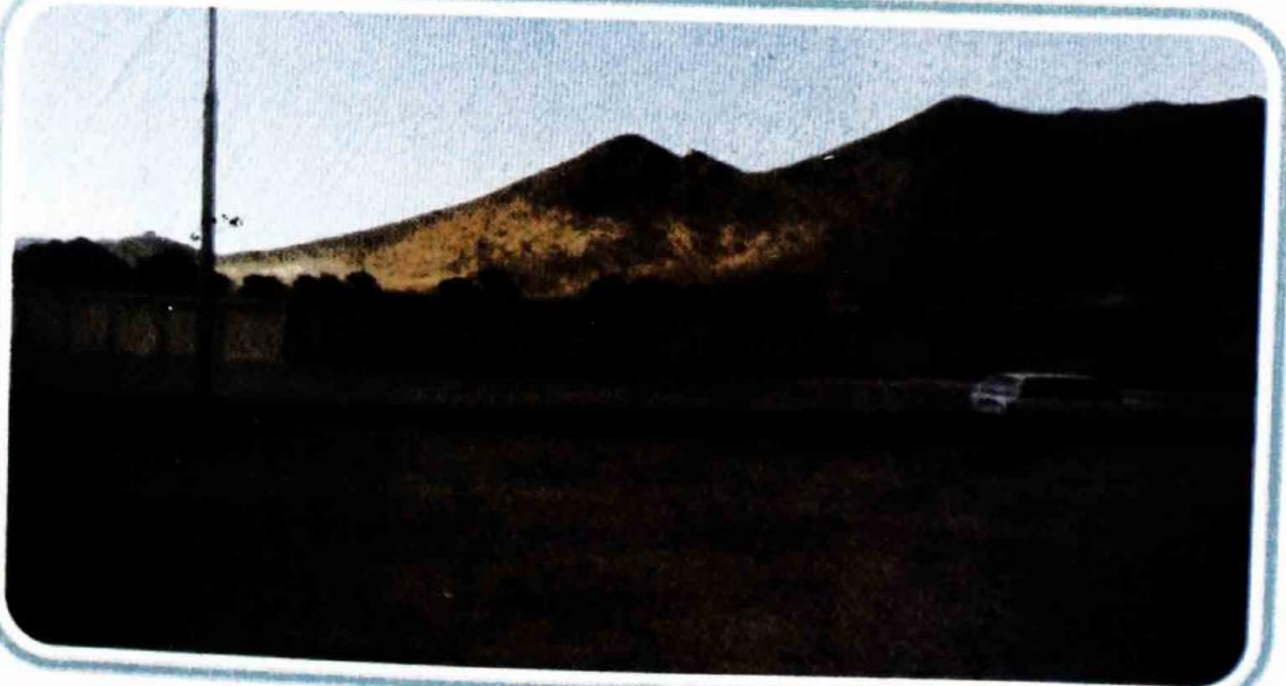
حنین کی لڑائی میں مال غنیمت بہت ملا تھا۔ حضور ﷺ نے قریش کے نومسلموں کو بہت کچھ عطا فرمایا، انصار کو خیال ہوا کہ یہ حضور ﷺ کے وطن کے لوگ ہیں آپ نے ان کو اتنا کچھ دے ڈالا اور ہم محروم رہ گئے۔ آپ ﷺ نے جب یہ سنا تو فرمایا۔ ''اے انصاریوں! کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم اللہ کے رسول ﷺ کو لے جاؤ''۔ انصار یہ سن کر خوشی میں چیخ اُٹھے، کہنے لگے۔ ''ہم تو یہی چاہتے ہیں۔ ہم کو اس کا ڈر تھا کہ وطن والوں پر جو یہ بخششیں ہو رہی ہیں ایسا نہ ہو حضور ﷺ بھی وطن اور وطن والوں کی محبت میں آ کر انہیں لوگوں کے ساتھ ہو لیں، بس آپ ﷺ ہمیں مل گئے اب ہمیں کچھ نہیں چاہئے''۔





اس ٹنکی کے کنویں میں حضور اکرم ﷺ نے کلی فرمائی تھی

جامع مسجد جعرانہ: غزوہ حنین میں فتح کے بعد آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ مال غنیمت ''جعرانہ'' نامی مقام میں جمع کر دیا جائے اور خود آپ ﷺ طائف کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس مقام پر یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے جو کفر پر عظیم فتح کی یاد دلاتی ہے۔ دائیں طرف وہ ٹنکی نظر آ رہی ہے جس کے ذریعے اس کنویں کا پانی مسجد اور قریبی آبادی کو فراہم ہوتا ہے جو حضور ﷺ کے لعاب دہن سے میٹھا ہوا۔



غزوہ حنین میں شہید ہونے والے صحابہؓ کا قبرستان

غزوۂ بدر

۷ رمضان ۲ ھ

مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان بدر نامی ایک گاؤں ہے، جو کہ مدینہ منورہ سے 80 میل کی مسافت پر واقع ہے۔ یہیں پر حق و باطل سے جنگ چھڑ گئی۔ ۱۲ رمضان المبارک ۲ ھ کو مسلمانوں کو مٹھی بھر جماعت فقط ۳۱۳ آدمی، قریش کے ایک ہزار بہادروں سے مقابلے کیلئے نکل کھڑے ہوئے، اور لطف یہ کہ ان مسلمانوں کے پاس قابل ذکر کوئی سامان نہیں، پورے ہتھیار نہیں اور کافر پورے سامان سے لیس ہو کر آئے تھے۔

مسلمان شہادت کے شوق سے سرشار ہو کر، کفار غلبہ حاصل کرنے کیلئے بے تاب، غرض گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ حضور ﷺ صف بندی فرما کر خیمہ میں تشریف لائے اور اللہ کے حضور میں سر بہ سجود ہو کر مسلمانوں کی فتح و نصرت کی دعا فرمائی، عرض کیا۔ ''اے معبود حقیقی اگر تیرے یہ بندے جام شہادت پی گئے تو پھر کوئی تیرا نام لینے والا نہ رہیگا۔ پروردگار ان کو اپنے فضل و کرم سے فتح عنایت فرما۔''

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی شرکت اور دعاؤں کی برکت سے نیز مسلمانوں کے خلوص نیت بہادری و جفاکشی کی بدولت بڑی شاندار فتح عطا فرمائی۔ قریش مکہ کے بڑے بڑے سردار جو مسلمانوں کے سخت ترین دشمن تھے اس لڑائی میں مارے گئے۔ جیسے عتبہ، شیبہ، ابوجہل، اُمیہ بن خلف اور بہت سے کافر گرفتار ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے۔

اب ان قیدیوں کو قتل کر کے مسلمان اپنی تکالیف کا پورا پورا بدلہ لے سکتے تھے۔ لیکن حضور ﷺ کی شان رحمت نے کسی طرح یہ گوارا نہ فرمایا کہ ان کو تکلیف دی جائے۔ چنانچہ امیروں سے فدیہ لے کر ان کو رہا کیا اور غریبوں کے ذمہ یہ فدیہ مقرر ہوا کہ وہ مسلمانوں کے دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔ اس لڑائی میں کافروں کو ہار ماننا پڑی۔ بڑی طرح شکست کھائی، عتبہ، شیبہ، ولید، ابوجہل اور اُمیہ بن خلف کی موت نے ان کی کمر توڑ دی، ان کی ہمت پست کر دی، ان کے حوصلے فنا کر دیے۔ سچ تو یہ ہے کہ حق کے آگے باطل کی ہار ضروری ہے۔

اس غزوہ میں مسلمانوں کے سردار ہمارے آقائے نامدار ﷺ تھے، اور کفار کا سردار، ابوجہل تھا جو موت کے گھاٹ اُتر گیا۔ اس جنگ میں ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی قید ہوئے، اور چودہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا، جن میں چھ مہاجر تھے اور آٹھ انصار۔

مسلمان کامیاب بامراد اپنے آقائے نامدار سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ خوشی خوشی مدینہ طیبہ واپس ہوئے، لیکن عین اسی وقت حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں وفات پا گئیں۔

اسی سال عید الفطر، رمضان المبارک کے روزے، عید کا فطرہ، بقر عید کی نماز، قربانی اور زکوٰۃ کے احکام نازل ہوئے۔

غزوہ بدر الکبریٰ

یوم الفرقان، یوم التقی الجمعان

١٧ رمضان ٢ ھ

٦٢٤ م

﴿ اِنَّ اللّٰہ یحبُّ الّذ ین یقاتلُون فی سبیلہ صفًا کأنّھم بنیانٌ مّرصُوص ﴾

(الصفّ: ٦١/٤)

﴿ولقد نصرکُمُ اللّٰہُ ببدرٍ وأنتم أذلّۃ فاتّقوا اللّٰہ لعلّکُم تشکرون ﴾

(آل عمران: ٣/١٢٣)

کھجور کے باغ

مسلمانوں کی قیادت کا سائبان

العدوۃ الدُّنیا

(قریب کا کنارہ)

صفوں کی ترتیب

مجاہدین کی جماعت: ٣١٣

بدر کا کنواں

مقداد بن عمر ؓ کا گھوڑا

زبیر بن عوام ؓ کا گھوڑا

حمزہؓ

عبیدہؓ

علیؓ

آمنے سامنے کا مقابلہ

عتبہ

شیبہ

ولید

العدوۃ القصوی

(دور کا کنارہ)

مدینہ منورہ

حجاز

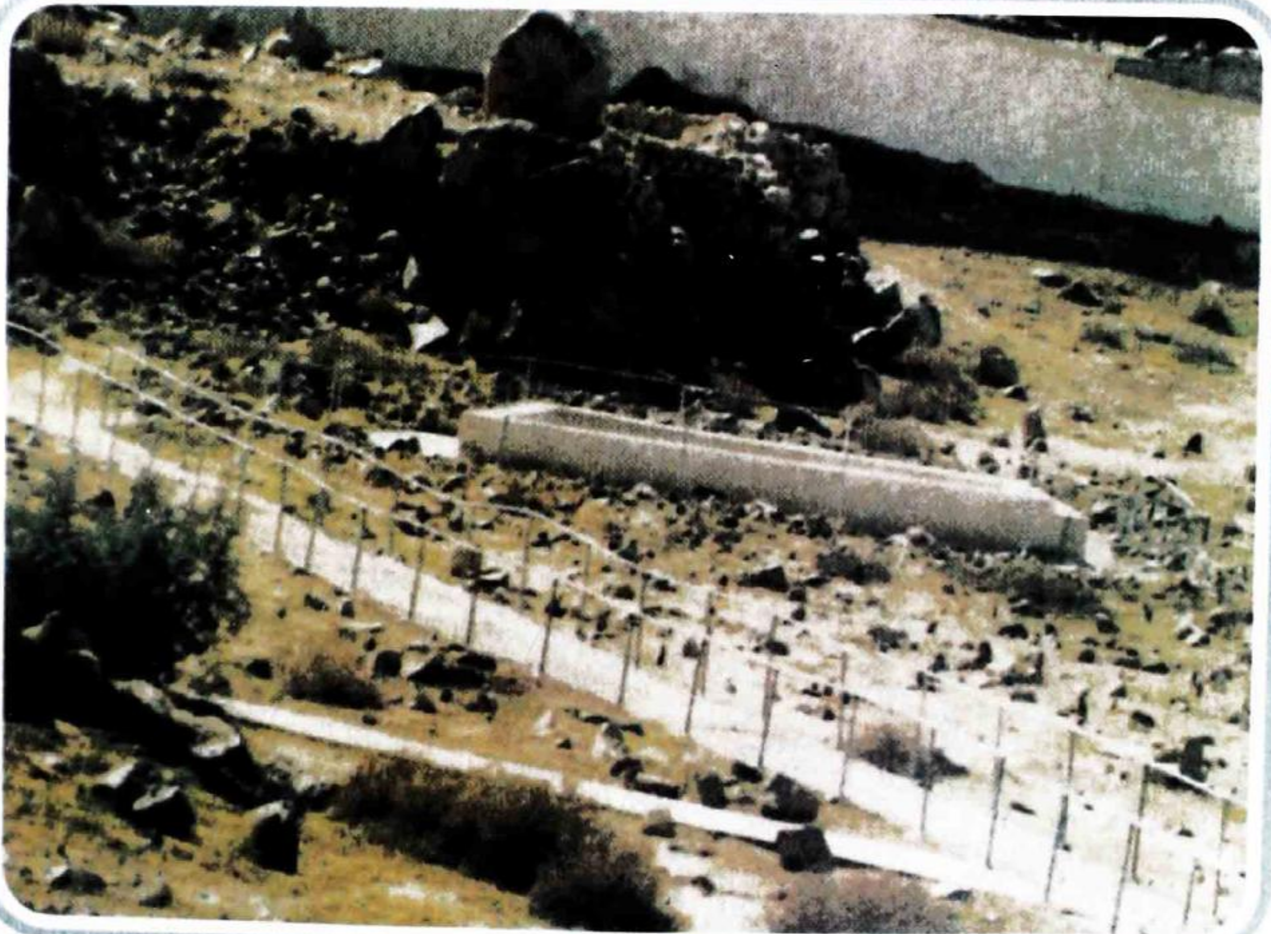
ابواء

بدر

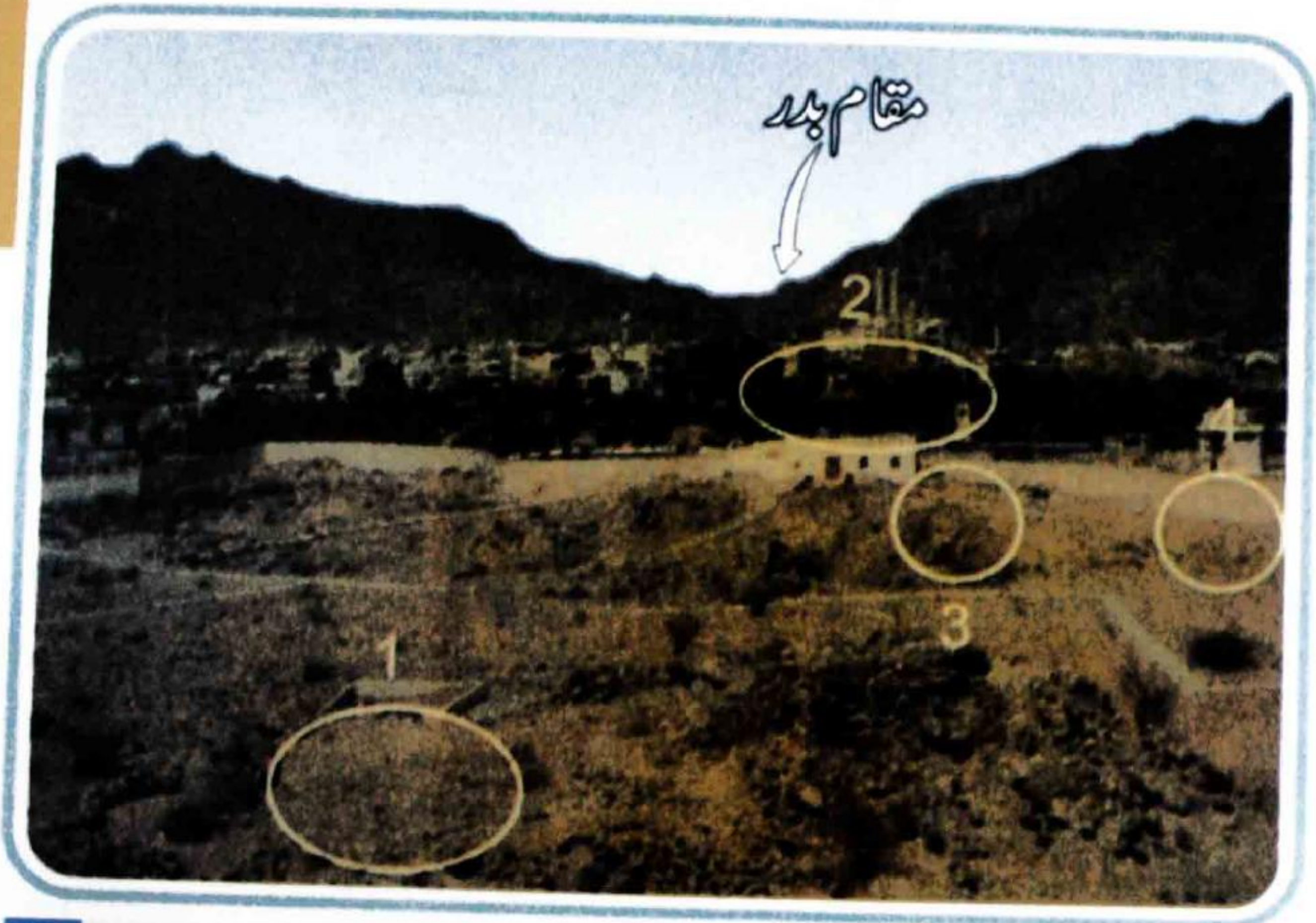
رابغ

بحر احمر

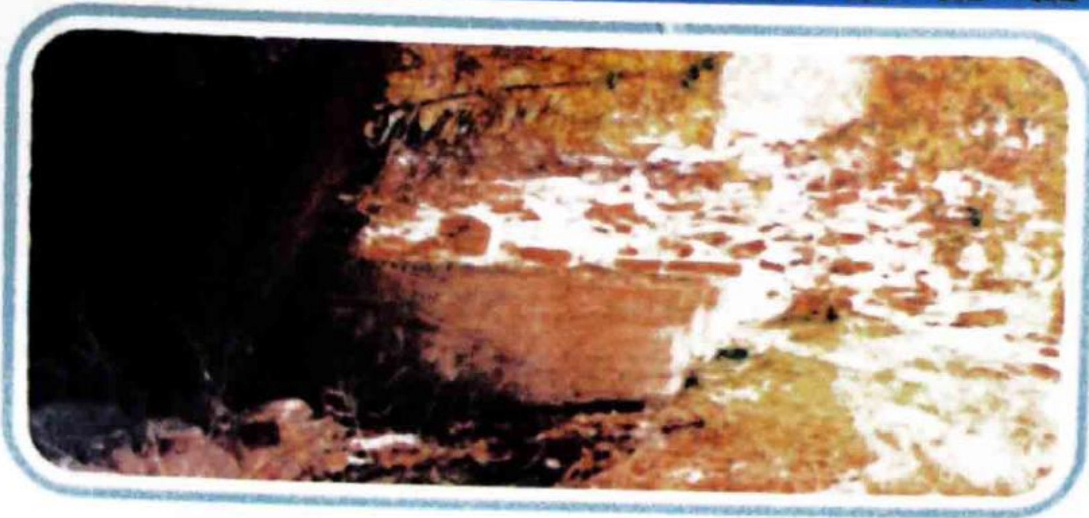
بدر کا محل وقوع



میدان بدر میں رسول اللہ ﷺ کے آرام کرنے کا مقام

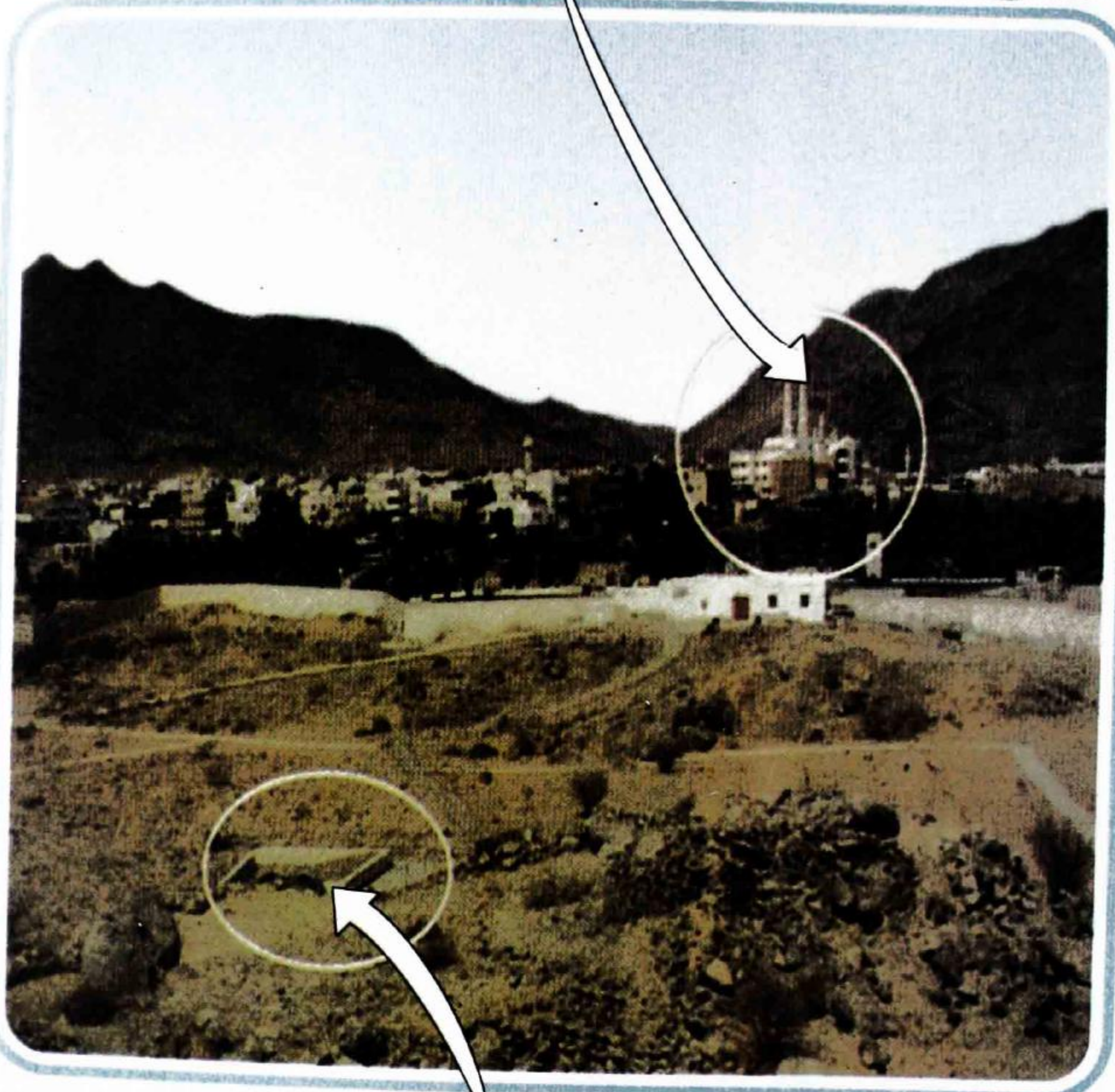


ایک نادر تصویر جس میں بدر کی آبادی، باغ اور قبرستان کے ساتھ مندرجہ ذیل مقامات بھی نظر آرہے ہیں۔ (۱) شہداء بدر کی قبور۔
(۲) مسجد العریش: عریش کے معنی سائبان کے ہیں۔ حضور ﷺ کیلئے اس جگہ سائبان تانا گیا تھا جہاں سے آپ ﷺ معرکہ کی کمان کررہے تھے۔
(۳) چوک شہدائے بدر: اس چوک میں لگے کتبے میں بدر کے ۱۴ مہاجر و انصار شہداء کرام کے اسماء گرامی تحریر ہیں۔
(۴) یہ بیت الخلاء اس جگہ کے قریب ہیں جہاں مشرکین کی لاشیں ایک گڑھے میں ڈالی گئی تھیں۔



بدر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اس حوض سے سیراب ہوتے رہے

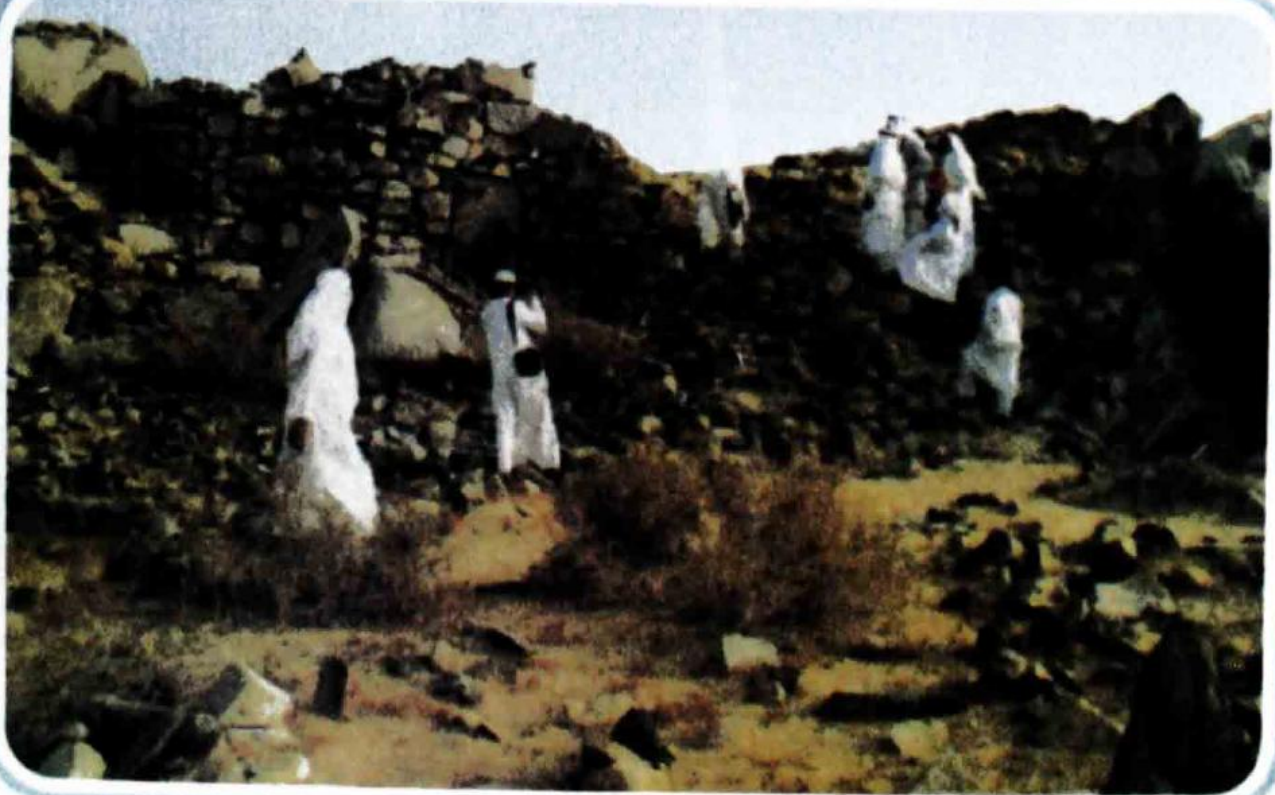
مسجد عریش: بدر ۱۷ رمضان یوم الفرقان ہے اس دن حق و باطل کے اوّلین معرکے میں اللہ تعالیٰ نے فرزندان توحید کو بت پرستوں پر فتح مبین عطا فرمائی۔ بدر کے میدان میں حضور ﷺ کیلئے ایک اونچی جگہ سائبان بنایا گیا تھا جہاں سے آپ ﷺ مجاہدین اسلام کی کمان کررہے تھے۔ مسجد العریش نامی یہ خوبصورت مسجد اسی جگہ بنائی گئی ہے۔ اللہ کرے کہ رمضان کا مہینہ ہمیشہ فرزندانِ اسلام کیلئے فتح ونصرت اور مشرکوں کیلئے رسوائی وذلت کا پیغام لاتا رہے۔ آمین ثم آمین



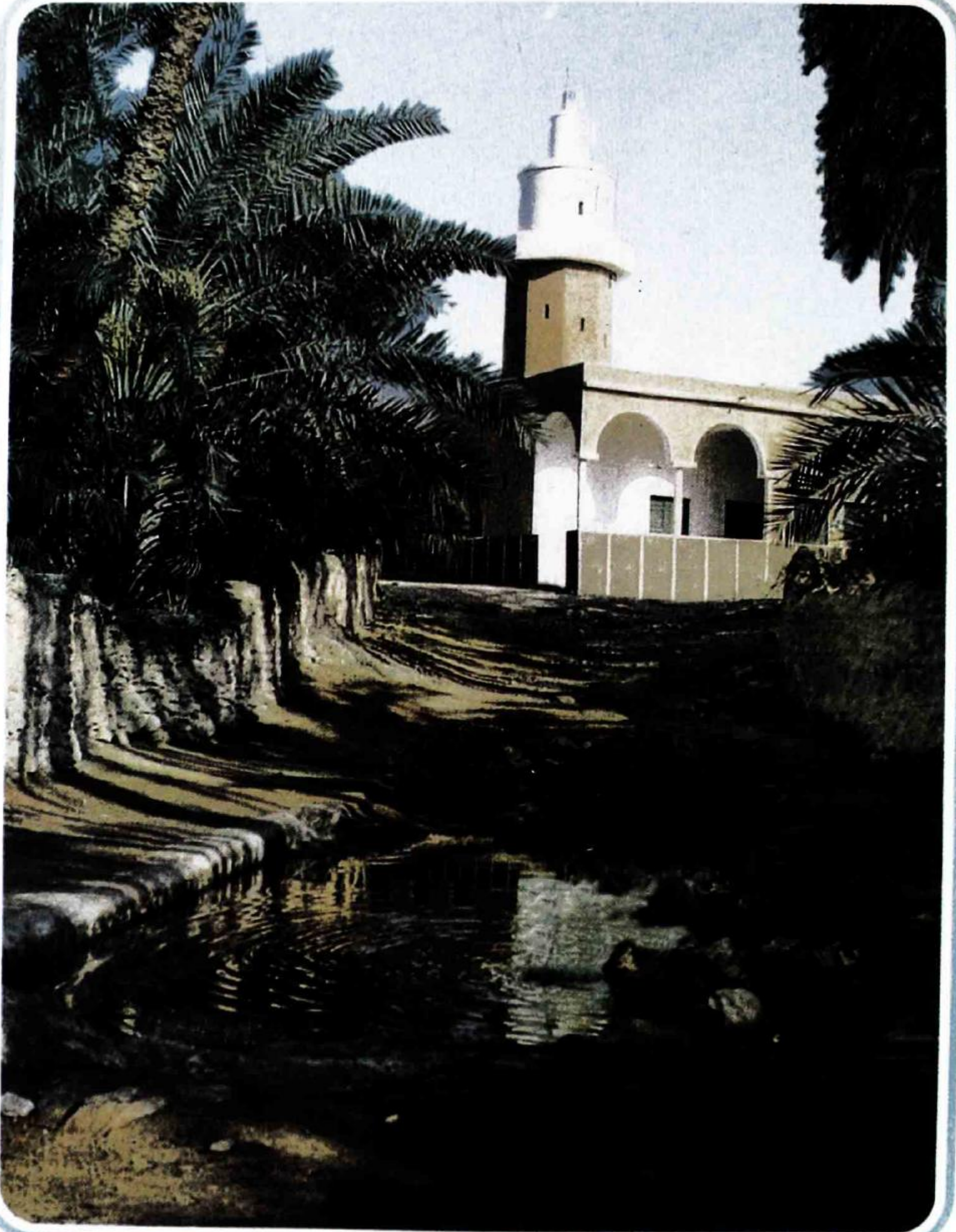
بدر کا قبرستان۔ دائرے میں دکھائی گئی چاردیواری میں شہداءِ بدر آرام فرما ہیں۔ قبرستان کی دیوار کے ساتھ بدر کی زرخیز زمین میں اُگے ہوئے خوبصورت درخت اور پس منظر میں آنے والے دائرے میں مسجد العریش نظر آرہی ہے۔ اے اللہ! جہاد کے مقدس فریضے کی ابتدا کرنے والی ان عظیم ہستیوں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرما اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جہاد اور مجاہدین سے جڑے رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین



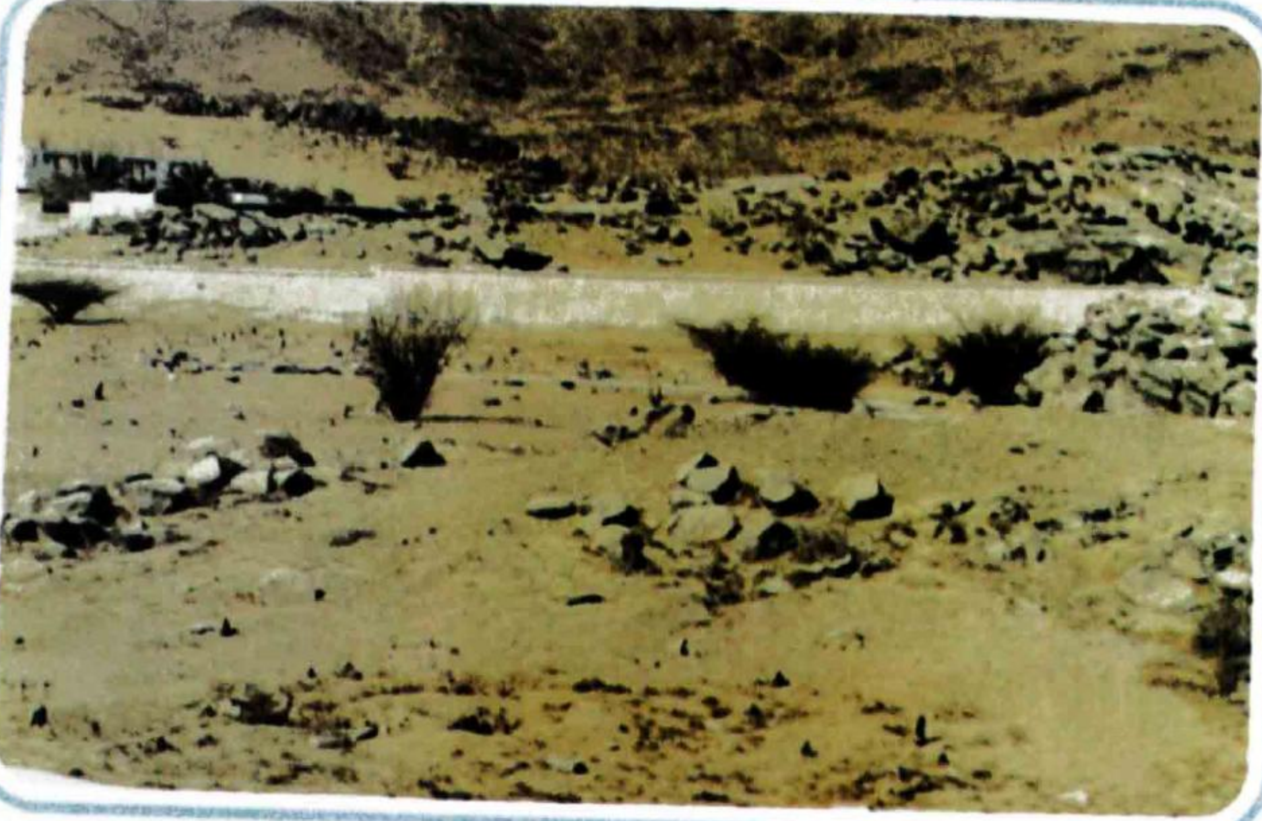
میدان جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے آرام فرمانے کی مقدس جگہ کے پاس



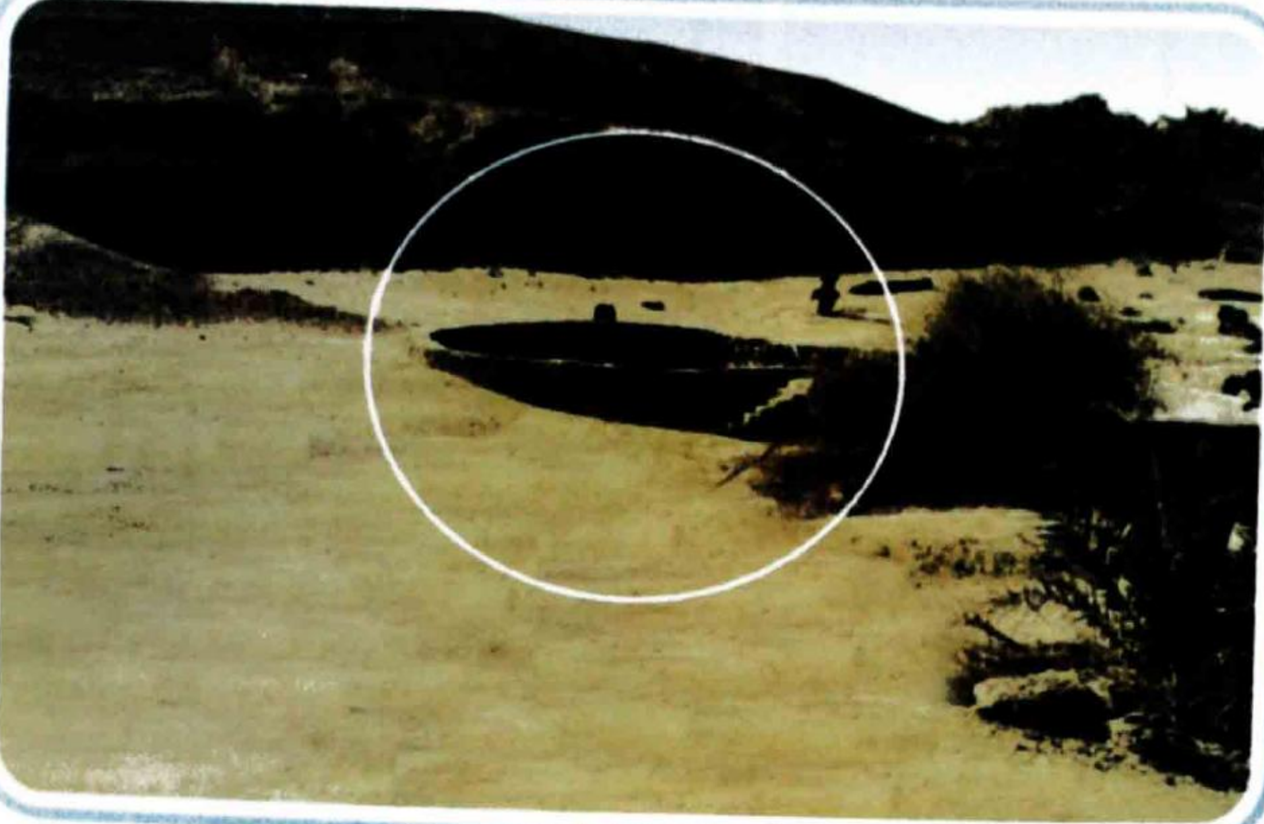
میدان جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے آرام فرمانے کی مقدس جگہ کے پاس



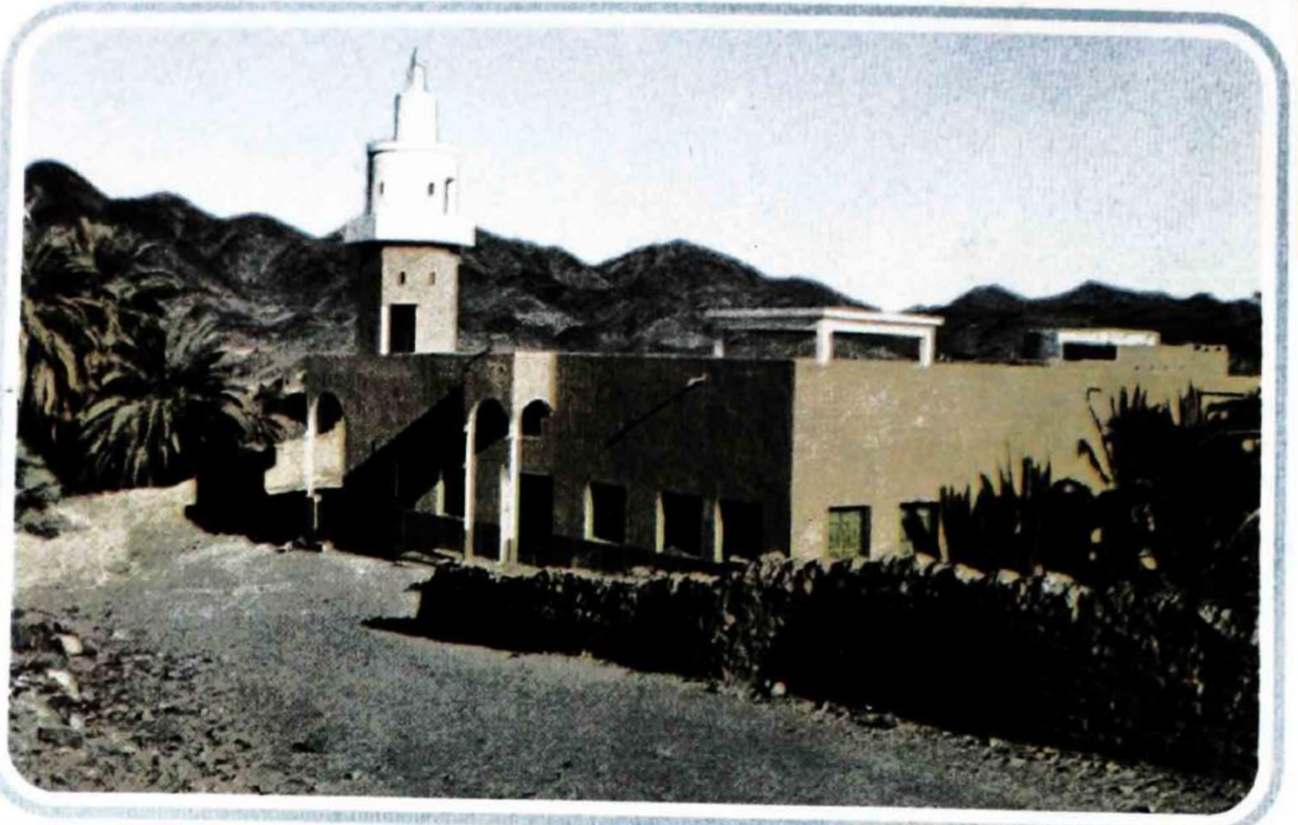
غزوۂ بدر کا چشمہ اور مسجد عریش صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس چشمہ سے پانی پیا تھا



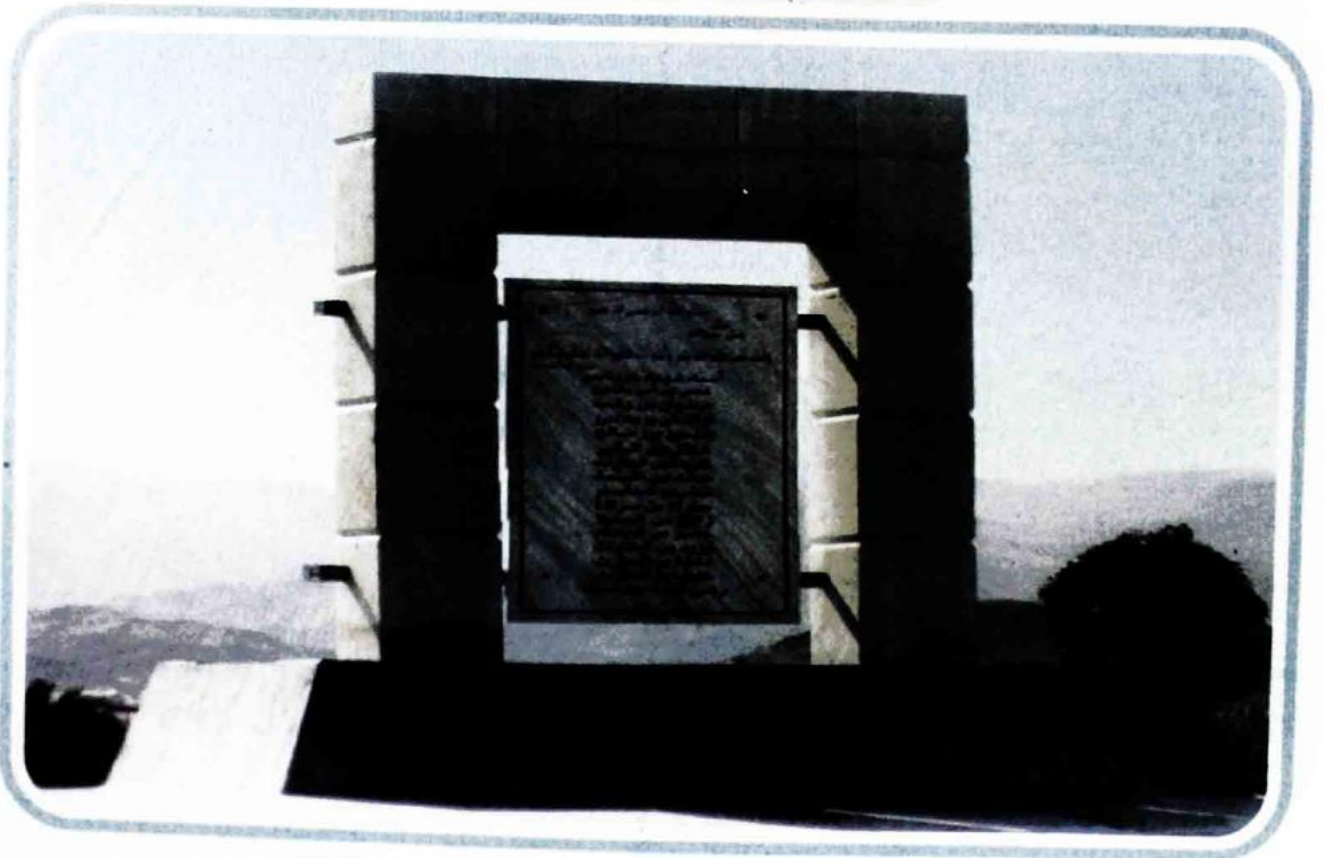
بدر کے شہداء یہاں آرام فرما ہیں



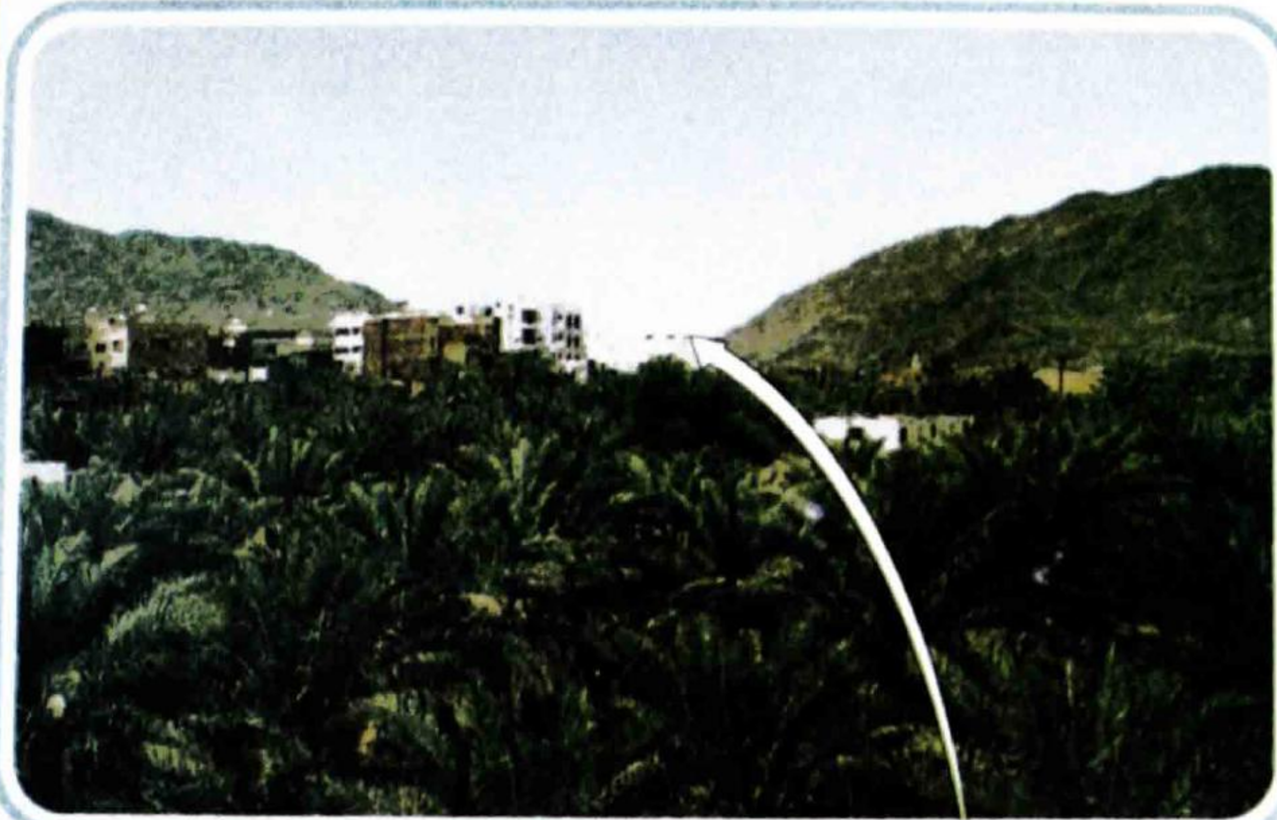
بدر کا 1400 سال پرانا کنواں اور میدان بدر



مسجد بدر: وہ مقام جہاں غزوہ بدر ہوا



شہداء بدر کی یاد میں ان کے اسماء سے مزین کتبہ



مسجد عریش کے سامنے میدان جنگ کا ایک حصہ جہاں اب کھجوروں کا باغ ہے



اس کنویں کا مقام جسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت حباب ؓ کے مشورہ پر باقی رہنے دیا

میدان بدر میں صحابہؓ کی قبر پر لگے ہوئے دو کتبات

شہید کے فضائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شہید کو شہادت کے وقت صرف اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی کسی کو چیونٹی کے کاٹنے کے وقت ہوتی ہے

(نسائی للالبانی 2963/2)

شہید کیلئے اللہ کے ہاں چھ انعام ہیں

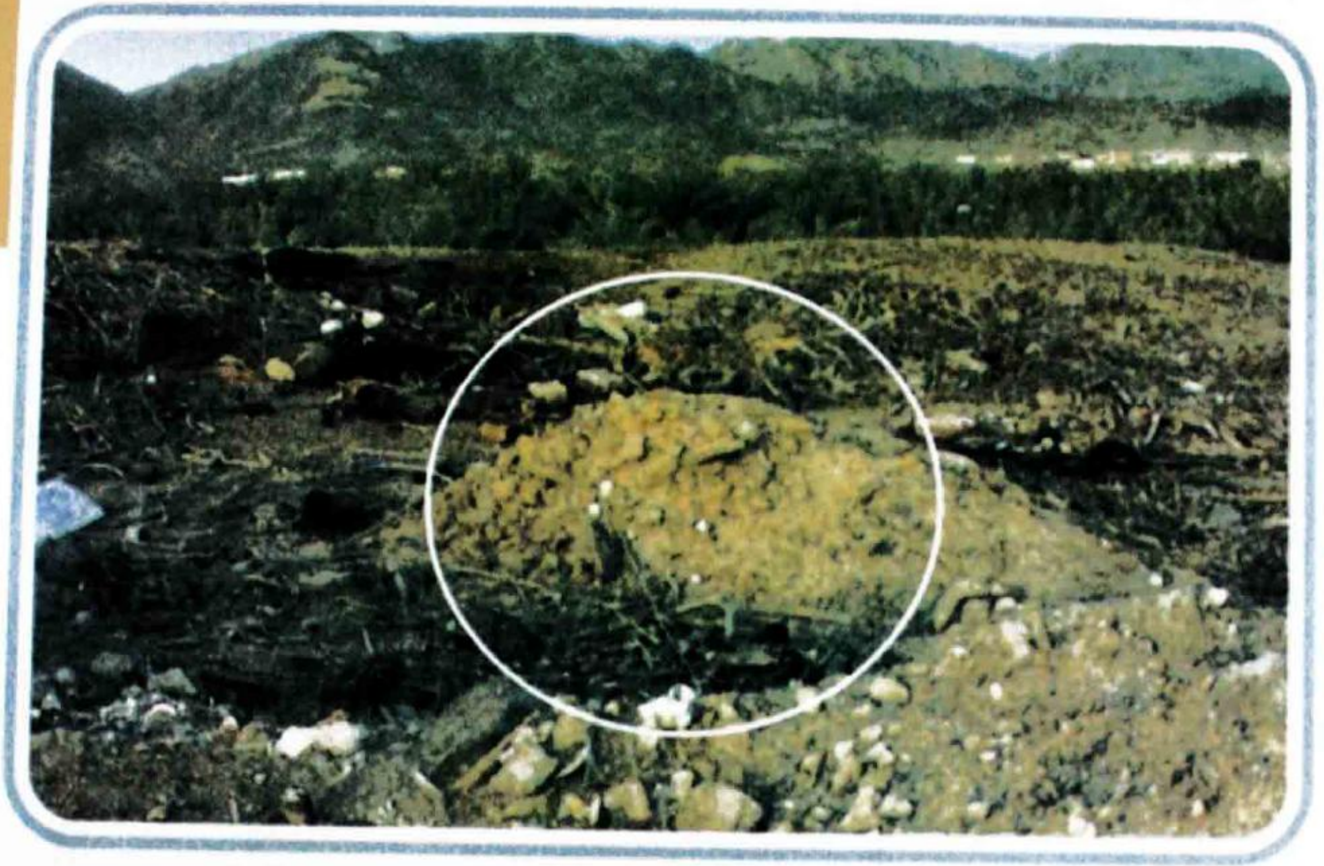
- شہید ہوتے ہی اسکے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جنت میں اسے اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے۔
- عذاب قبر سے اسے محفوظ رکھا جاتا ہے۔
- اسکے سر پر عزت کا ایسا تاج رکھا جائیگا جس میں لگا ہوا ایک یاقوت دنیا اور اسمیں موجود ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہوگا۔
- (قیامت کے دن) اسے بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رکھا جائیگا
- (جنت میں) موٹی آنکھوں والی (۷۲) حوروں سے اس کا نکاح کیا جائے گا۔
- اور وہ اپنے ستر (۷۰) عزیز و اقارب کی سفارش کر سکے گا



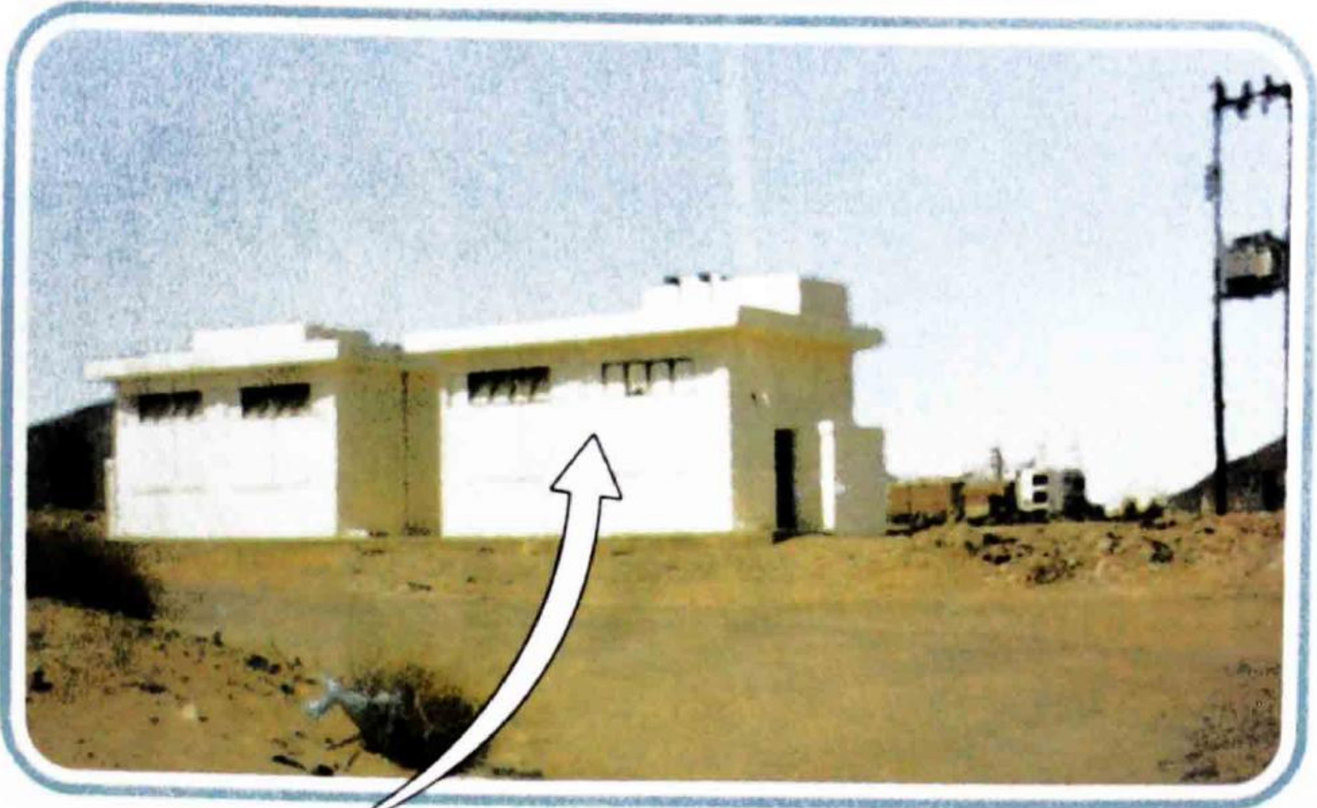
بدر کا میدان کارزار، ایک صاحب دل نے پتھر پر یہ شعر لکھ کر مسلمانوں کو دنیا کی بے ثباتی کا یقین اور شہادت کا شوق دلانے کی کوشش کی ہے۔

لو کانت الدنیا تدوم لاھلھا — لکان رسول اللہ حیا باقیا

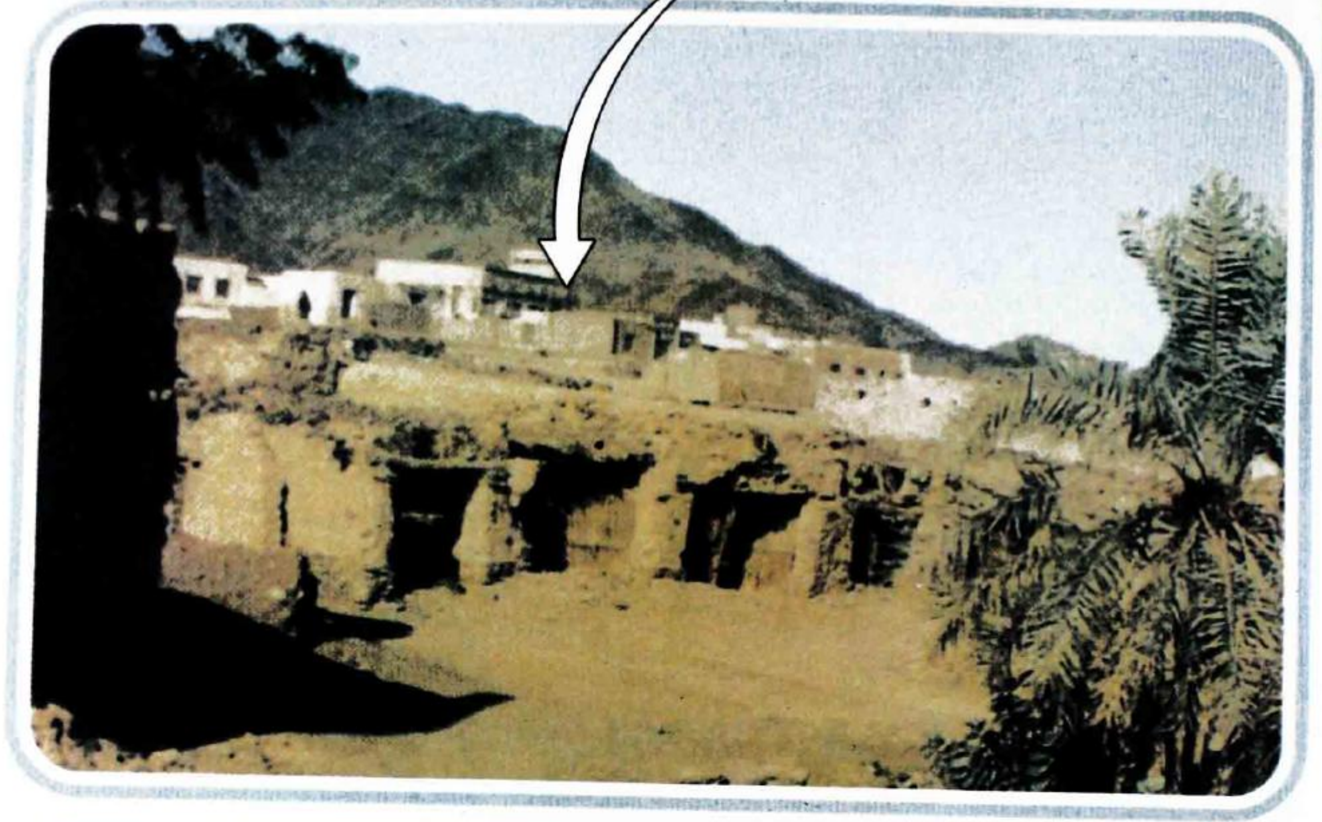
اگر دنیا کسی کیلئے ہمیشہ رہتی — تو رسول اللہ آج زندہ ہوتے

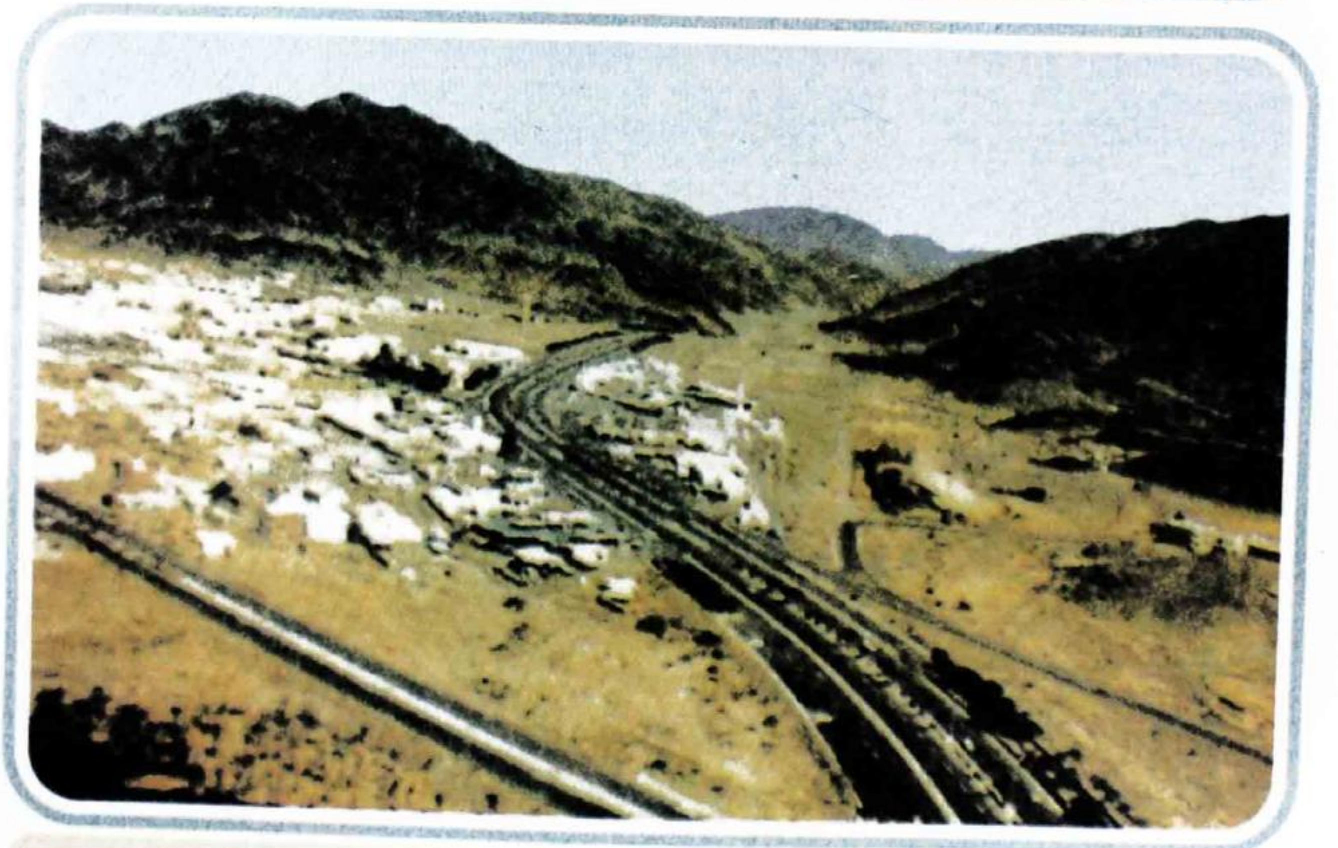


غزوہ بدر کا پرانا کنواں جس میں مقتولین قریش کے لاشے ڈالے گئے



غزوہ بدر میں مارے جانے والے مشرکین کو حضور اکرم ﷺ کے حکم پر ایک کنویں میں ڈلوادیا گیا۔
زیر نظر تصویر ان حمام کی ہے جو اس کنویں پر بنائے گئے۔





مشرقی اور مغربی الصدمہ کے پہاڑوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ کی بدر سے مدینہ منورہ کو واپسی کا راستہ

غزوۂ اُحد

شوال ۳ھ

بدر کی شکست سے قریش مکہ کے حوصلے تو پست ہو گئے تھے، لیکن غیظ وغضب، بغض وعناد کی آگ بھڑک رہی تھی، اس آگ نے ان کو ایک دن بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا، ایک سال تو انہوں نے جیسے تیسے گزار لیا۔ اس کے بعد بدلہ لینے کی ٹھان لی اور تین ہزار آدمیوں کا لشکر بڑے زور وشور سے تیار کیا۔

حضور ﷺ نے جب یہ خبر سنی تو آپ ﷺ نے بھی ایک لشکر تیار کیا۔ مسلمان گو بظاہر بے سروسامان تھے لیکن ارادے کے سچے، ایمان کے پکے، اللہ اور رسول ﷺ پر جان دینے والے وہ بھلا کفار کو کیا خاطر میں لاتے، وہ دشمنوں کی کثرت سے ذرا بھی نہ گھبرائے، گھبرانا کیسا بلکہ ذوق وشوق میں سینہ تان کر نکل آئے، ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ پر سب سے پہلے میں نثار ہو جاؤں۔

قریش نے مدینہ طیبہ پہنچ کر اُحد پہاڑ کے پاس بڑی شان سے اپنا پڑاؤ ڈالا۔

حضور شوال ۳ھ میں جمعہ کی نماز پڑھ کر ایک ہزار مسلمانوں کو لے کر اُحد پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ عین وقت پر منافقوں نے دھوکا دیا، اپنے تین سو آدمیوں کو لے کر حیلہ بہانے سے نکل گئے، اب صرف ۷۰۰ سات سو مسلمان رہ گئے۔ مسلمانوں نے اُحد پہاڑ کے دامن میں اس طرح اپنی فوجیں اُتاریں اور صفیں مرتب کیں کہ مسلمانوں کی پشت پر پہاڑ تھا، اس پہاڑ کے دامن میں ایک چھوٹی سی پہاڑی اور تھی، ڈر تھا کہ دشمن اسی طرف سے آکر پیچھے سے حملہ نہ کر بیٹھیں، اس لئے حضور ﷺ نے پچاس تیر انداز اس پہاڑی پر مقرر فرما دیئے اور ان کو حکم دیا کہ ہم کو فتح ہو یا شکست تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔

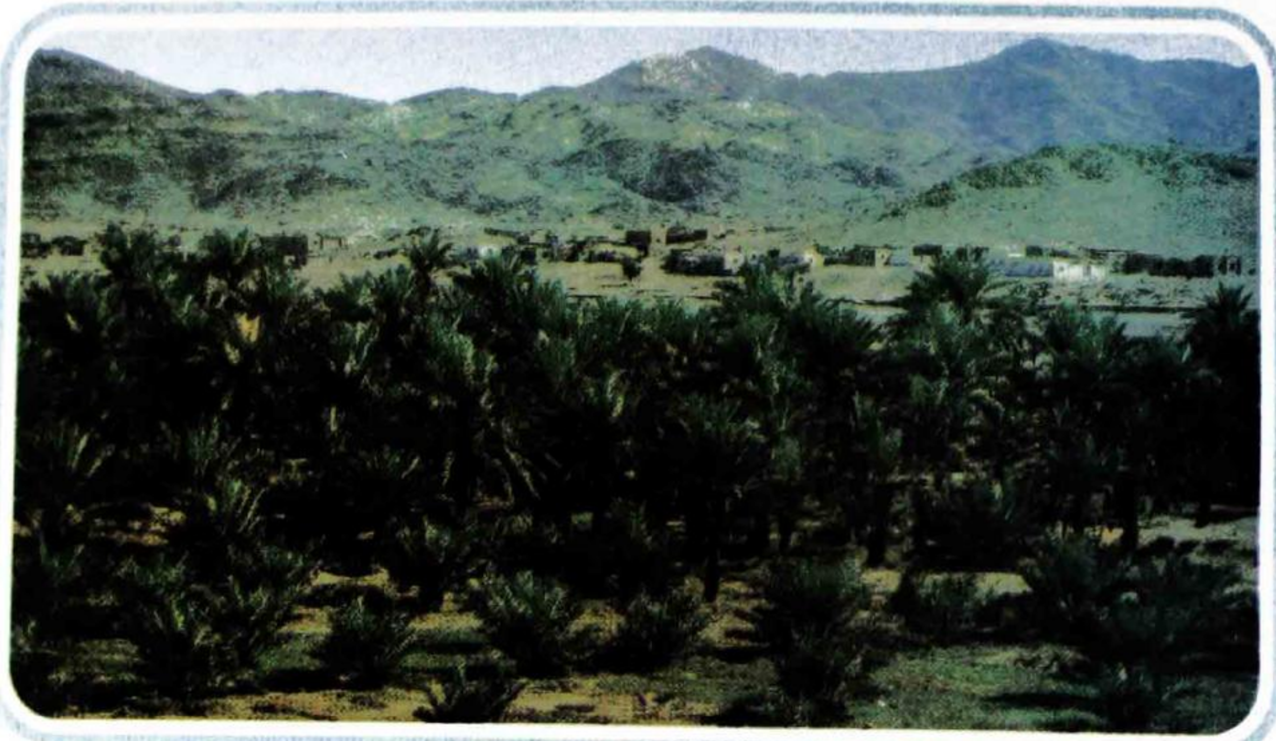
دفعتہً کفار کی عورتیں بدر کے مقتولوں کا مرثیہ درد بھرے الفاظ میں پڑھتی ہوئی نکلیں، بس پھر کیا تھا، کفار مکہ آپے سے باہر ہو گئے۔ حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم دشمنوں کی فوج میں گھس گئے اور ان کفار کی صفیں اُلٹ دیں۔ آخر کار صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے زبردست حملوں سے کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ پاؤں سر پر رکھ کر بھاگ نکلے۔ اب مسلمان مال غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے، اب مسلمانوں کا وہ دستہ بھی جس کو آپ نے پہاڑی کی حفاظت کیلئے مقرر کیا تھا، گھاٹی کی نگرانی اس خیال سے چھوڑ کر کہ اب تو فتح ہو گئی ہے ہٹنے میں کوئی حرج نہیں، پہاڑی سے اتر آیا، ان کے سردار عبداللہ بن جبیر ؓ نے بہت روکا حضور ﷺ کا حکم یاد دلایا، مگر وہ نہ رُکے۔

خالدؓ بن ولید جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، اسی تاک میں لگے ہوئے تھے، جیسے ہی پہاڑی خالی ہوئی فوراً ایک دستہ کے ساتھ پہاڑی کی پشت سے آکر بے خبری میں مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔

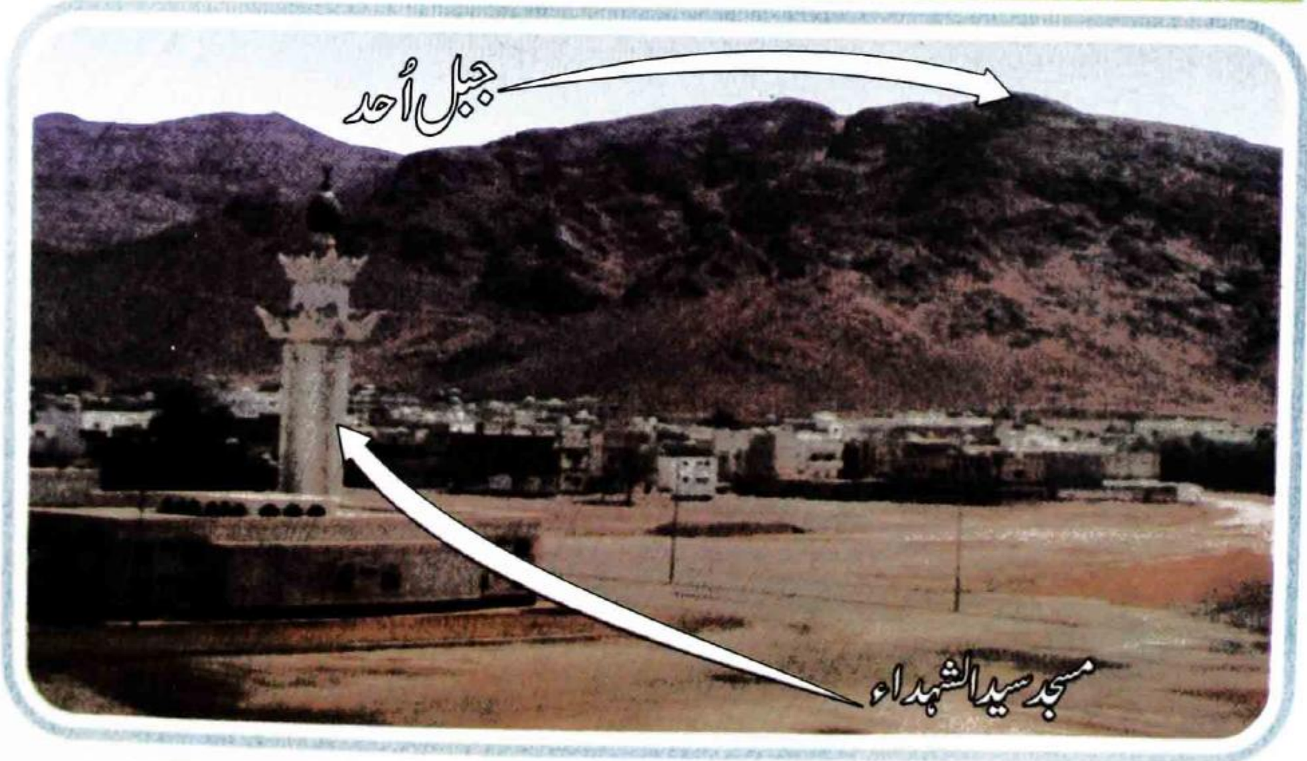
مسلمان بالکل بے خبر مال غنیمت میں مشغول تھے، اک دم سے حملہ ہوا تو بدحواس ہو گئے اور اس بدحواسی میں اپنے ہی لوگوں پر پلٹ پڑے۔ اسلامی لشکر کے علم بردار حضرت مُصعب بن عمیر ؓ ایک کافر کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ یہ صورت میں حضور ﷺ کے بہت مشابہ تھے، ان کا شہید ہونا تھا کہ کافروں نے شور مچا دیا کہ محمد (ﷺ) شہید ہو گئے۔ اس خبر نے مسلمانوں کی جان پر بنا دی، ان کے رہے سہے ہوش جاتے رہے۔ دوسری طرف لیکن چند صحابہؓ حضور ﷺ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے کفار کو موقع نہ ملا۔

پھر ایک بدبخت کافر جس کو لوگ بہت بہادر سمجھتے تھے مجمع کو چیر کر حضور ﷺ تک پہنچ گیا اور چہرۂ مبارک پر ایسی تلوار ماری کہ خود کی دو کڑیاں رخسار مبارک میں گھس گئیں اور ایک دندانِ مبارک شہید ہو گیا جس کی وجہ سے خون جاری ہو گیا، آپ چہرۂ مبارک سے خون پونچھتے جاتے تھے اور اُن کی ہدایت کی دعا فرماتے جاتے تھے۔ سبحان اللہ کیا شان کرم تھی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اس لڑائی میں ستر (۷۰) مسلمان شہید ہوئے۔



وادی اُحد کا ایک دلفریب منظر، پس منظر میں مدینہ منورہ کی آبادی نظر آرہی ہے۔اوپر بائیں طرف اس وادی میں واقع کھجور کے باغات کو قریب سے دکھایا گیا ہے۔ایک حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''احد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔ جب تم یہاں سے گذرو تو اس کے درختوں میں سے کھاؤ اگر چہ کانٹے دار درخت کیوں نہ ہو''۔ (مصنف عبدالرزاق: ج۹ ص ۲۶۹، مجمع الزوائد: ج۴ ص ۱۳، ۱۴)



یہ مسجد حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جگہ بنائی گئی ہے

جنگ اُحد کا تاریخی منظر

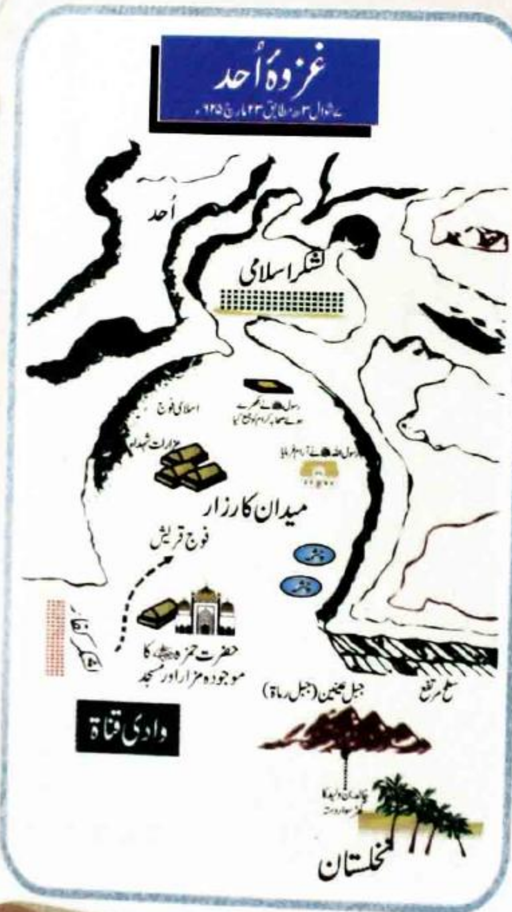


1۔ احد مدینہ کے پہاڑ کا نام ہے　　2۔ ۷ شوال ۳ ھ میں یہاں معرکہ ہوا
3۔ کفار کی تعداد ۳ ہزار تھی اور مسلمانوں کی تعداد ۷۰۰ تھی
4۔ اسمیں ۷۰ صحابہ شہید ہوئے کفار کے ۲۳ آدمی مارے گئے اور مسلمانوں کو آپ ﷺ کا خطاءً و اجتہاداً حکم عدولی کی وجہ سے شکست ہوئی

جبل عینین یا جبل رماۃ

یہ ایک چھوٹا سا سرخی مائل پہاڑ ہے اور سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے جنوب میں ہے اور اس پہاڑ اور قبر کے درمیان وادی قناۃ ہے یہ درمیانی فاصلہ تقریباً ۶۲ میٹر ہے۔ پہاڑ کے مشرقی حصہ میں ایک چھوٹی سی مسجد ہے جس کا تذکرہ احادیث میں بھی ملتا ہے۔ یہ مسجد کھلی ہوئی ہے اور ناتراشیدہ چونے کے پتھروں سے بنی ہوئی ہے۔ یہ لمبائی میں ۵ میٹر اور ۹۰ سینٹی میٹر ہے۔ اس پہاڑ پر لوگوں کی آمد و رفت ہنوز جاری ہے۔ تقریباً ہر طرف اہل مدینہ کے مکانات اور دکانیں بنی ہوئی ہیں۔

جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کے عم محترم امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اسی مسجد کی ایک جگہ زخمی ہو کر گرے تھے۔ بعض روایات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہیں حضور علیہ السلام نے آپ کیلئے دعائے مغفرت بھی فرمائی تھی۔ جبل عینین ہی وہ پہاڑ ہے جہاں پیغمبر علیہ السلام نے جنگ احد کے موقع پر صحابہ میں سے پچاس تیر اندازوں کی ایک جماعت کو متعین کیا تھا اور کسی بھی حال میں اپنی جگہ سے نہ ہٹنے کی تاکید فرما دی تھی اس لئے اس پہاڑ کا نام جبل رماۃ (تیر اندازوں کا پہاڑ) مشہور ہو گیا اور آج تک اسی نام سے موسوم ہے۔

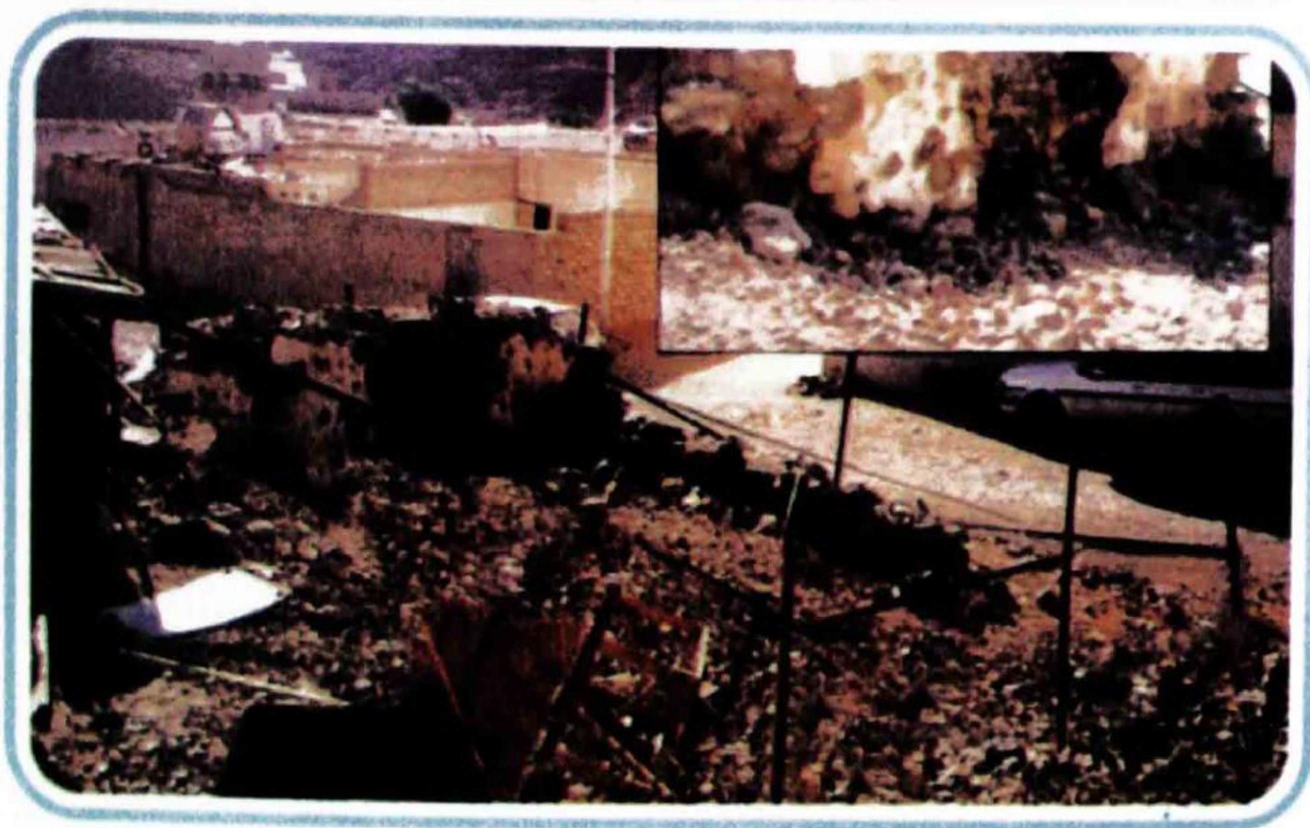


رسول اللہ ﷺ کی شجاعت اور استقلال

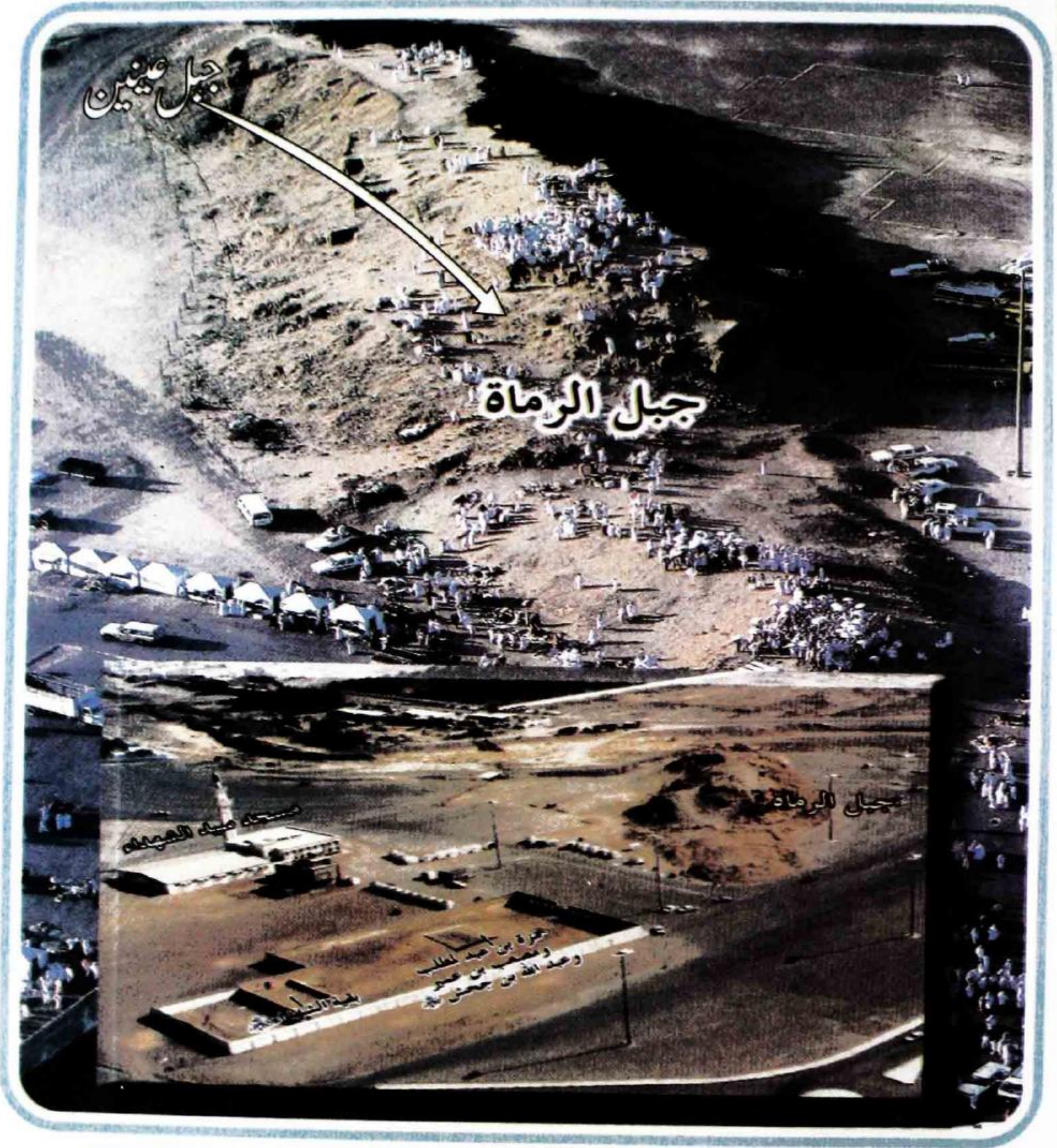
جب مسلمان اس افراتفری اور مصیبت سے دوچار تھے، رسول اللہ ﷺ اس وقت جبل الرمہ کے شمال جنوب والے درے میں مصروف جنگ تھے۔ آنحضرت ﷺ کے بہت سے ساتھیوں نے (معاذ اللہ) ساتھ چھوڑ دیا تھا اور دشمن اس صورتحال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے حملے کا سارا زور حضور ﷺ کی طرف لگائے ہوئے تھا۔ مگر آنحضرت ﷺ ایک پہاڑ کی مانند ثابت قدم تھے آپ تمام پیغمبروں کی طرح استقلال، بہادری اور ثابت قدمی کا مجسمہ تھے۔ آپ کا عزم غیر متزلزل تھا اور آپ ﷺ دشمن کے حملوں سے بے خوف ہو کر دندان شکن جواب دے رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے تیر چلا رہے تھے کہ اچانک کمان ٹوٹ گئی۔ آپ کے چہرے مبارک اور سر مبارک پر زخم آئے۔ آپ کا ہونٹ مبارک کٹ گیا اور سامنے کے چار دندان مبارک شہید ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ کا چہرۂ مبارک خون میں نہایا ہوا تھا اور مقدس نگاہیں دھندلا گئی تھیں۔



یہی وہ جگہ ہے جہاں جنگ کے بعد آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ نے سخت تھکن اور درماندگی کے عالم میں نماز ادا فرمائی۔ ایک روایت کے مطابق یہ آیت ''اے ایمان والو! جب تمہیں کہا جائے کہ ایک دوسرے کیلئے جگہ بناؤ تو جگہ بنالیا کرو۔ اللہ تمہارے لئے وسعت پیدا کرنے والا ہے'' یہیں نازل ہوئی۔



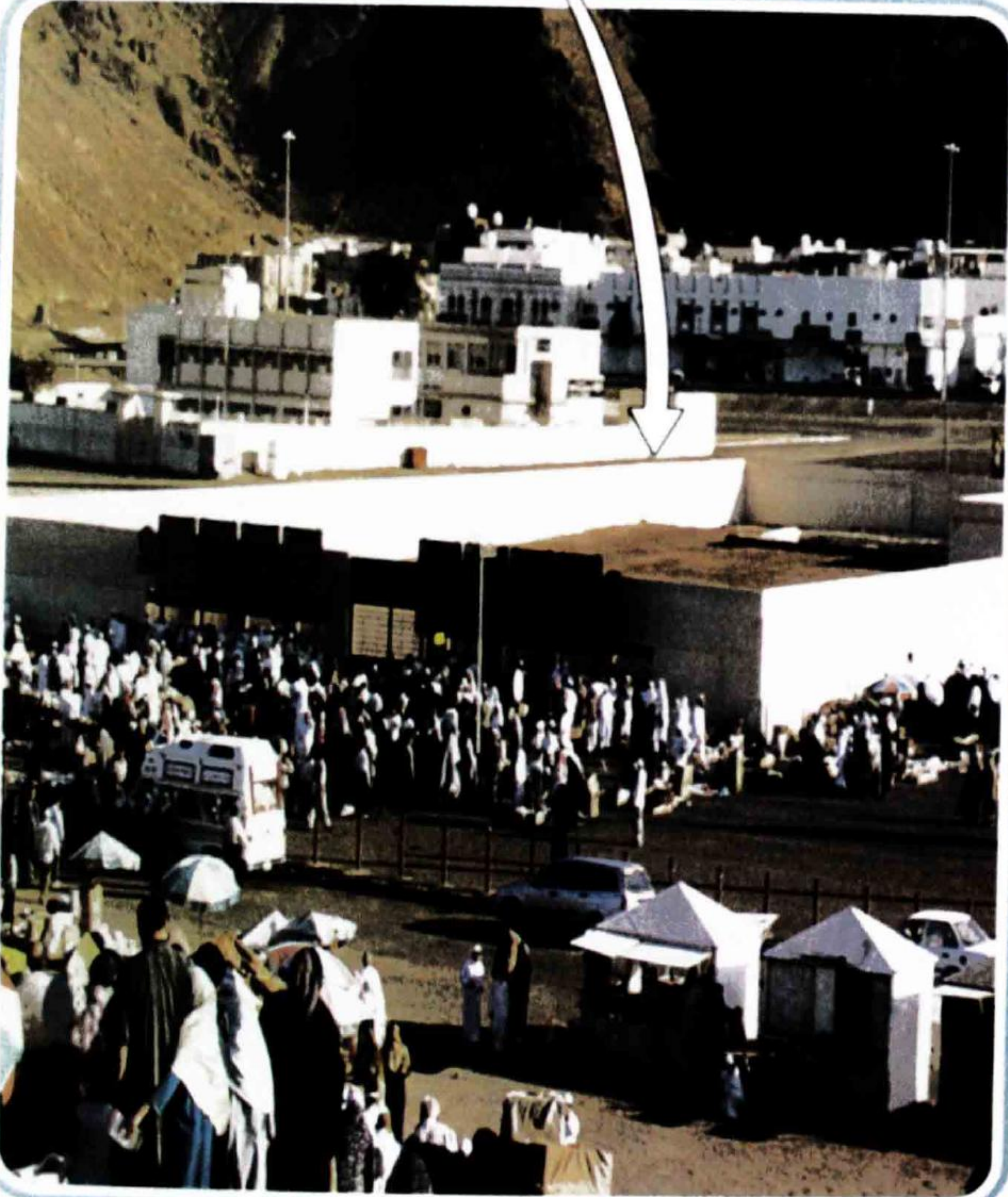
مسجد الفسح، جہاں جنگ اُحد کے خاتمے کے بعد حضور ﷺ نے زخمی ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ یہ مسجد اس غار کے پاس ہے جہاں حضور ﷺ نے آرام فرمایا تھا۔ اوپر کونے میں اس مسجد کا محراب نظر آرہا ہے جو پہاڑ کو کاٹ کر بنایا گیا۔



غزوۂ اُحد کے موقع پر حضور ﷺ نے تیراندازوں کے دستہ کو جبل عینین پر کھڑا ہونے کا حکم دیا تھا

مسجد عینین: یہ مسجد مبارک سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کے جانب واقع ہے۔ جس پہاڑ پر یہ واقع ہے اسے جبل الرماۃ کہتے ہیں۔ جنگ احد کے موقع پر تیرانداز بھی اسی جگہ کھڑے تھے۔ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو وحشی نے اس مقام پر تیر مارا۔ اس کے نشانات منہدم ہو چکے ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے اُحد کے دن نماز ظہر پل کے نزدیک جبل عینین پر پڑھی تھی۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے جماعت صحابہؓ کے ساتھ نماز صبح مقام قنطرہ میں ہتھیاروں سمیت ادا فرمائی تھی۔



غزوۂ اُحد میں شہید ہونے والے صحابہؓ کے مزارات میں
حضور ﷺ کے چچا امیر حمزہؓ کا مزار مبارک نمایاں ہے

سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ابن عبدالمطلب

ہجرت کے تیسرے سال ۶۲۵ ھ میں جنگ اُحد لڑی گئی۔ اس جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ابن عبدالمطلب شہید ہوئے، وہ اسلام کیلئے اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے پہلے مسلمان تھے۔ اس لئے ان کو سید الشہداء کہا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے انہیں مردہ مت کہو۔ وہ زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں اس طرح غذا فراہم کرتا ہے جس طرح تمہیں کرتا ہے۔"

جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش دیکھی جو بری طرح مبارک اعضاء کو کاٹ کر مسخ کردی گئی تھی، تو نہایت آزردہ ہوکر فرمایا کہ: اب اس سے زیادہ دلی اذیت مجھے زندگی میں کبھی نہیں ہوگی۔

ابن اسحاق کے بیان کے مطابق جب رسول ﷺ بنی عبدالاشہل کے مکان کے پاس سے گزرنے لگے تو وہاں سے عورتوں کے رونے پیٹنے اور بین کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ جو جنگ اُحد میں شہید ہونے والے اپنے مردوں کا ماتم کررہی تھیں۔ رسول ﷺ پر رقت طاری ہوگئی اور آنسو بہاتے ہوئے فرمایا: حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں۔

حضرت سعد ابن معاذ اور حضرت اسید خضیر واپس بنی عبدالاشہل کے گھر گئے اور اپنی عورتوں سے کہا کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ماتم کریں۔ لیکن جب رسول ﷺ نے ان کی چیخ وپکار اور بین سنی تو انہیں مزید رونے دھونے سے منع فرمایا اور بعد میں مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ مردوں کیلئے سوگ مناتے وقت بلند آواز سے ماتم نہ کریں۔

عبادۃ بن صامت کے بیان کے مطابق جب رسول ﷺ جنگ احد کے شہداء کی قبروں کی زیارت کرتے تھے تو فرماتے تھے: سلام تم پر، جنہوں نے صبر واستقلال کا مظاہرہ کیا، جس کا اجر تمہیں آخرت میں ملے گا۔

سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی قبر

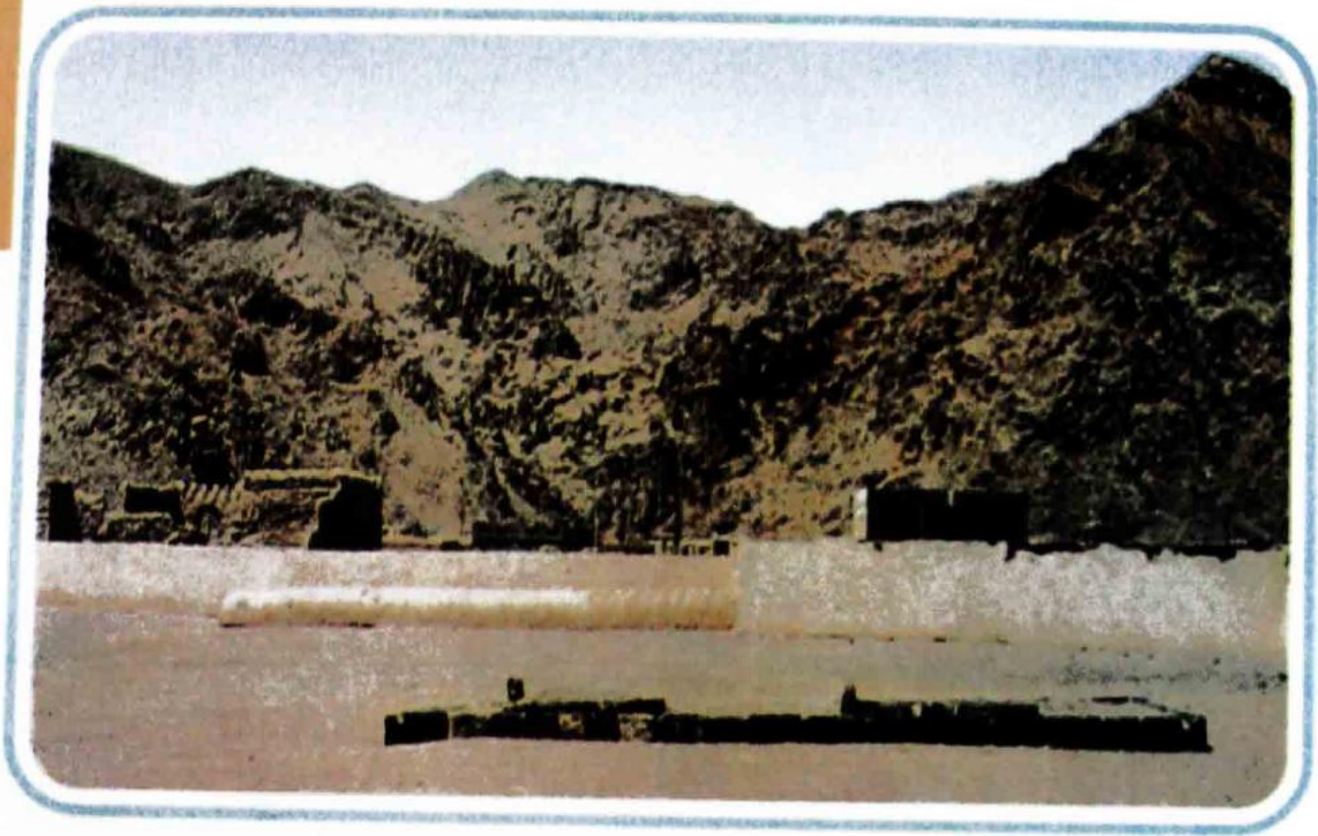
رسول ﷺ نے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو وادی قنادہ کے کنارے جبل الرماۃ کے شمال مغرب اور جبل اُحد کے جنوب میں ایک ٹیلے پر دفن فرمایا اور ان کے بھانجے عبداللہ ابن جحش رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ دفن ہوئے۔

سعودی گورنمنٹ نے قبروں کے چاروں طرف جنگلا بنوایا اور اس پہاڑی راستے پر زائرین کے قبر تک پہنچنے کیلئے سیڑھیاں بنوائیں۔ دیوار میں جنوب کی سمت لوہے کا دروازہ لگوایا۔ وادی قنادہ کو وادی سید الشہداء اور وادی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے۔

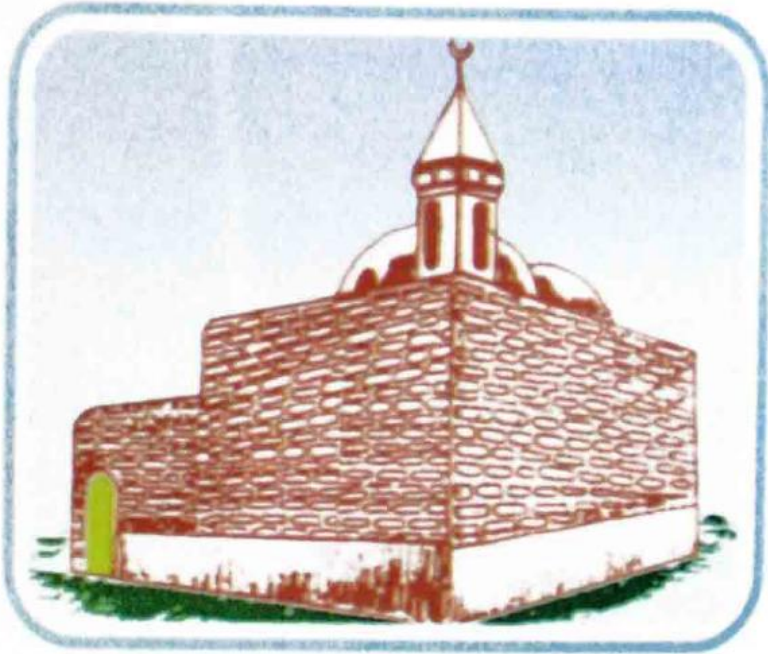
قبور شہدائے جنگ اُحد

مورخین جنگ اُحد کے شہداء کی تعداد ۷۰ بتاتے ہیں۔ جن میں ۶۴ انصار اور ۶ مہاجرین تھے۔ ان میں زیادہ تر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے شمالی حصہ میں دفن ہیں۔ ان کی قبروں کے چاروں طرف بھی جنگلا لگا ہوا ہے۔

دنیا کے مختلف حصوں سے آنے والے زائرین مدینہ منورہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے شہداء کی قبروں کی زیارت ضرور کرتے ہیں۔ جو اس فیصلہ کن جنگ کی یاد تازہ کرتی ہیں اور جو مسلمانوں کو اپنے رہنما کی حکم عدولی نہ کرنے کا سبق دیتی ہیں۔

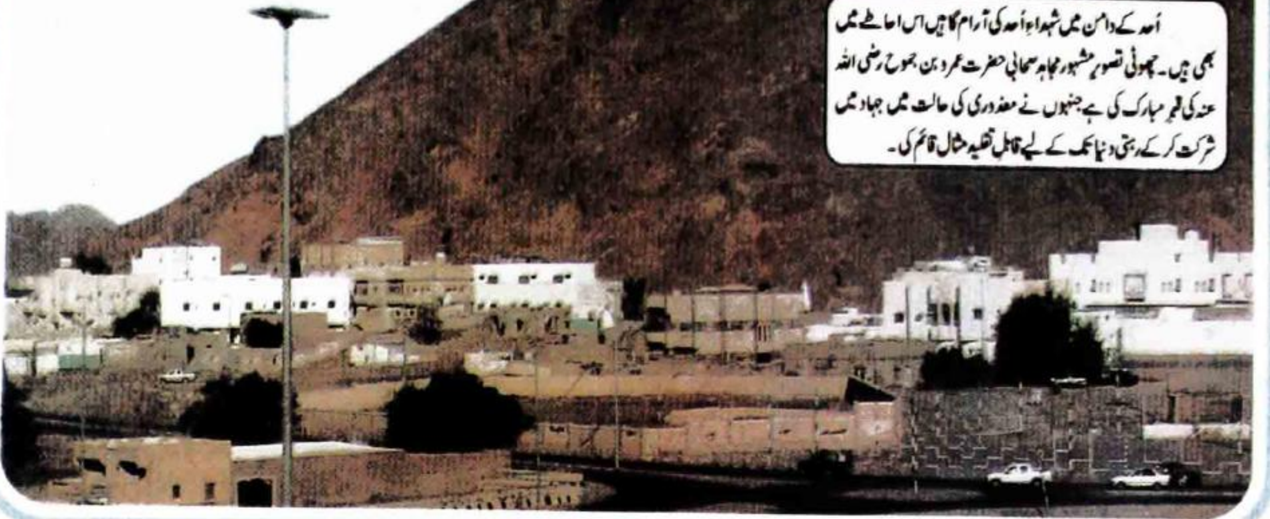


غزوہ اُحد کے قریب حضرت امیر حمزہ ؓ، حضرت مصعب بن عمیر ؓ کی قبریں

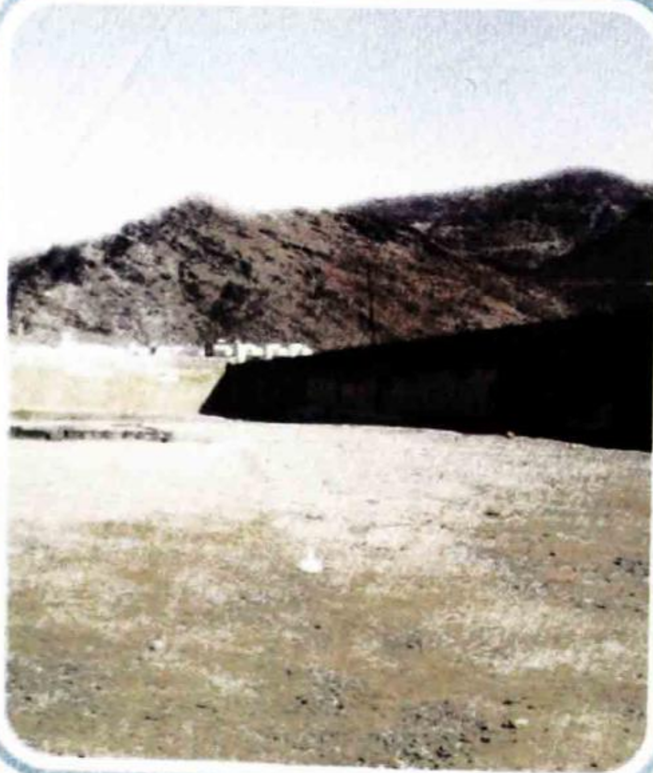


رسول اکرم ﷺ جب اُحد تشریف لے گئے تو شیخین کے پاس پڑاؤ فرمایا اور وہاں صبح تک رہے وہاں ام سلمہؓ ایک بھنا ہوا بکری کا بازو لیکر آئیں جسے آپ ﷺ نے تناول فرمایا پھر انہوں نے کھجوروں کا پانی (نبیذ) پیش کیا۔ جو آپ نے نوش فرمایا اور پھر ایک اور شخص نے لیکر پیا پھر عبداللہ بن جحش ؓ نے بغیر سانس لئے پیا ایک شخص نے کہا سنبھل کر پی، پتہ ہے کہاں جار ہے ہو؟ کہا ہاں اللہ تعالی سے سیر حالت میں ملنا مجھے پسند ہے نہ کہ پیاسے۔ اے اللہ میں تجھ سے شہادت مانگتا ہوں اور یہ کہ میرے ناک کان کاٹ دیئے جائیں۔ پھر تو فرمائے کہ تیرے ساتھ ایسا کیوں کیا گیا؟ تو میں کہوں: تیرے اور تیرے رسول ﷺ کیلئے۔ حضرت عبداللہ بن جحش ؓ جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔





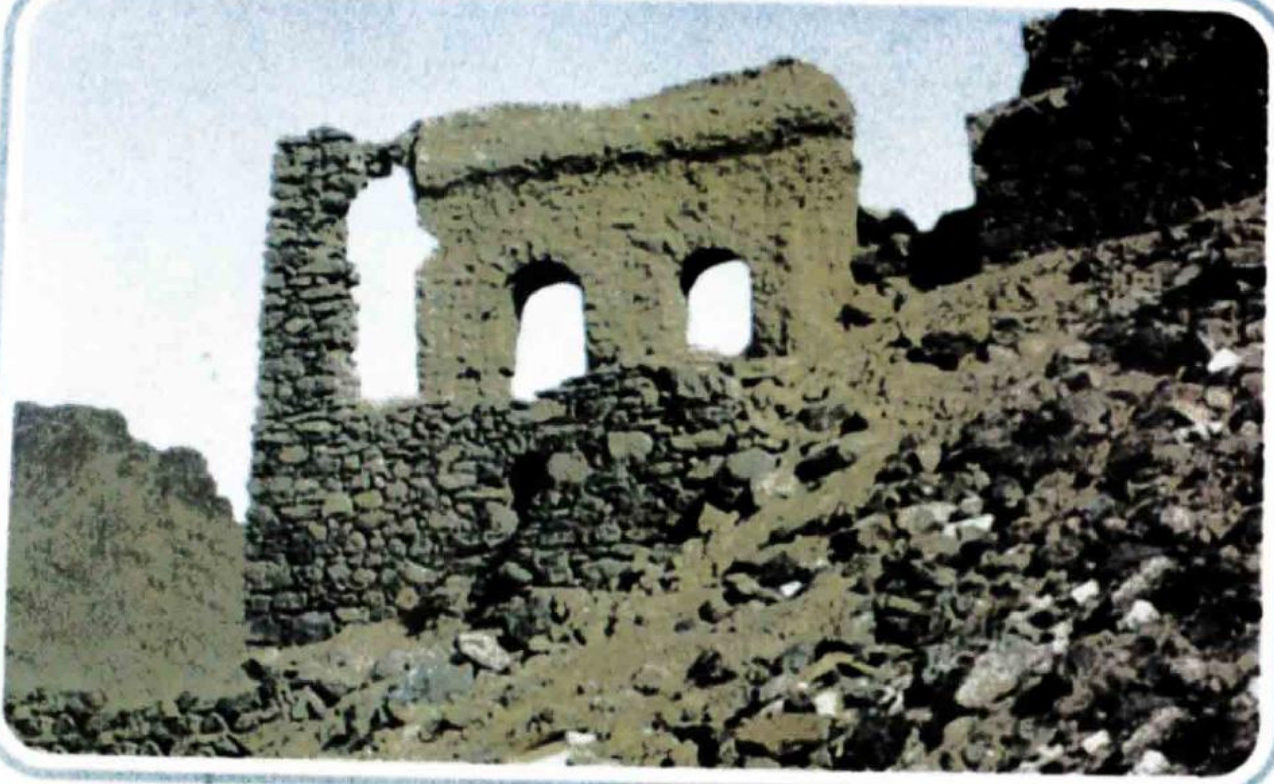
اُحد کے دامن میں شہداءِ اُحد کی آرام گاہیں اس احاطے میں بھی ہیں۔ چھوٹی تصویر مشہور مجاہد صحابی حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی ہے جنہوں نے معذوری کی حالت میں جہاد میں شرکت کر کے رہتی دنیا تک کے لیے قابلِ تقلید مثال قائم کی۔



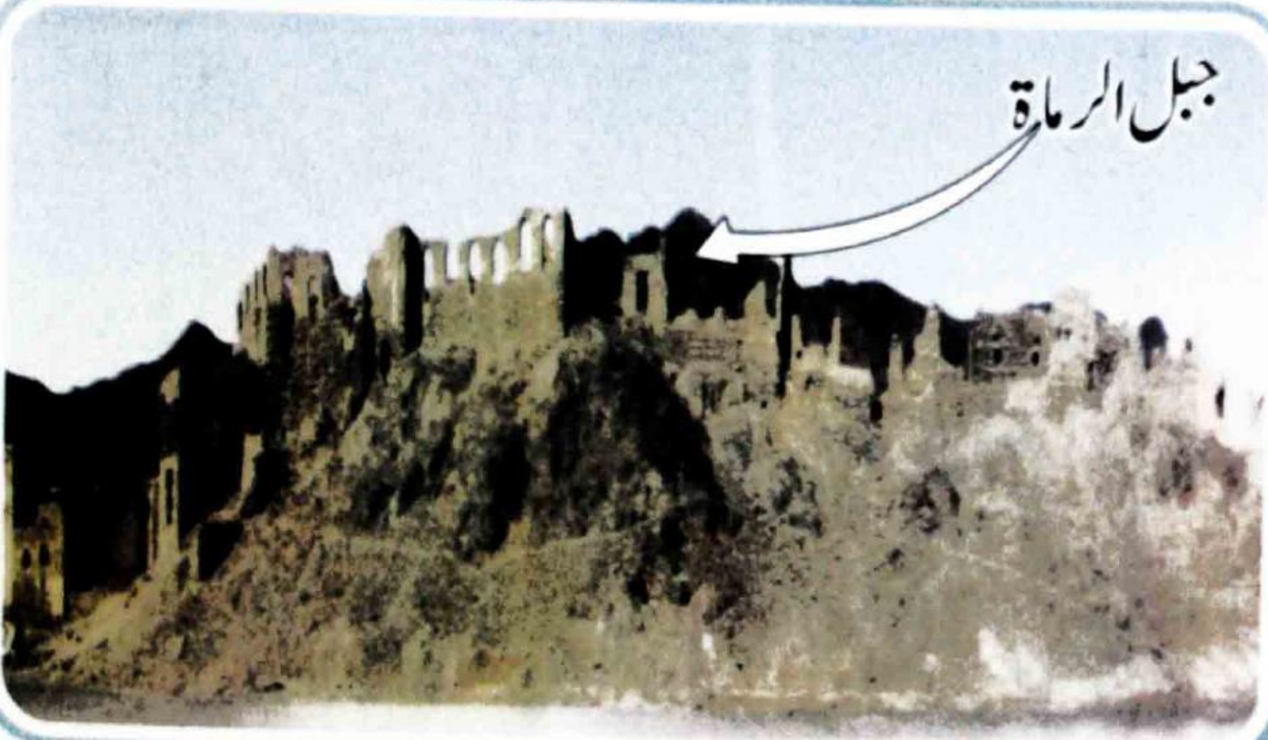
جبل اُحد اور شہدائے اُحد کا مدفن



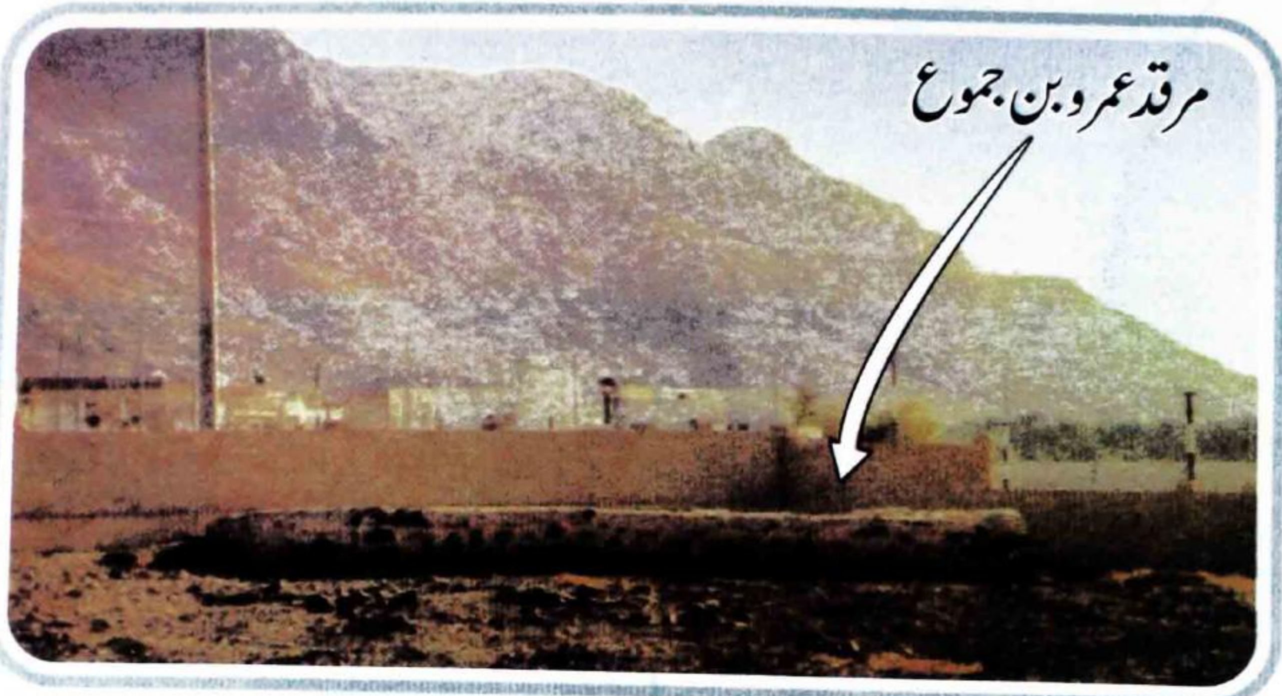
غزوۂ احد کا وہ مبارک غار جسمیں زخمی ہونے کے بعد سرکارِ دو عالم ﷺ نے آرام فرمایا تھا



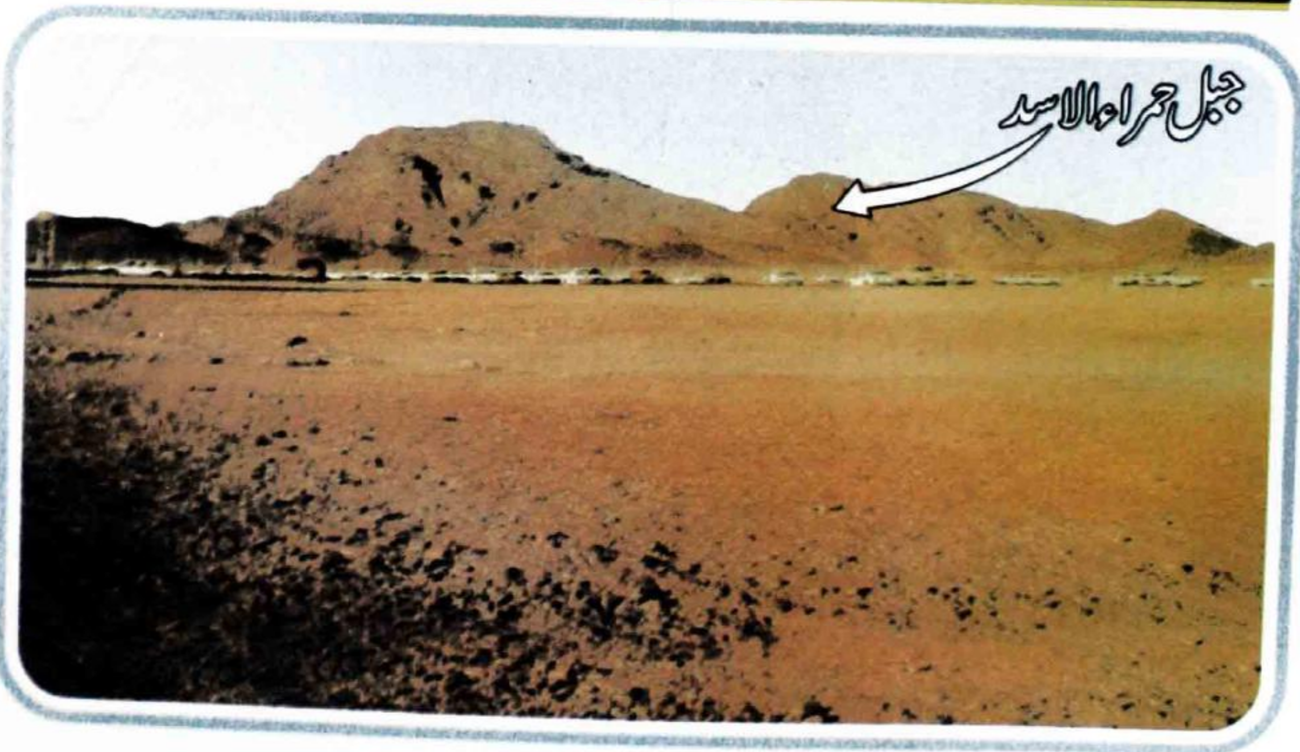
غزوۂ اُحد میں تیر اندازوں کا ٹیلہ



جنگ اُحد میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ ؓ بن جبیر کی سرکردگی
میں پچاس تیر اندازوں کی ایک جماعت کو اس پہاڑ پر مامور فرمایا



حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کا مرقد مبارک۔ اونٹنی کے مدینہ منورہ کی طرف واپس نہ جانے کے سبب آپؓ کو اُحد سے کچھ دور دفن کیا گیا۔ آپؓ نے معذوری کی حالت میں مردانہ وار معرکۂ کارزار میں شریک ہو کر دادِ شجاعت دی اور مسلمانوں کیلئے شہادت کے شوق اور پروردگار سے ملاقات کے اشتیاق کی قابلِ تقلید مثال قائم کی۔



غزوۂ احد کے بعد آپ ﷺ نے اس جگہ 3 دن لشکر کے ساتھ آرام فرمایا تھا

غزوۂ خندق

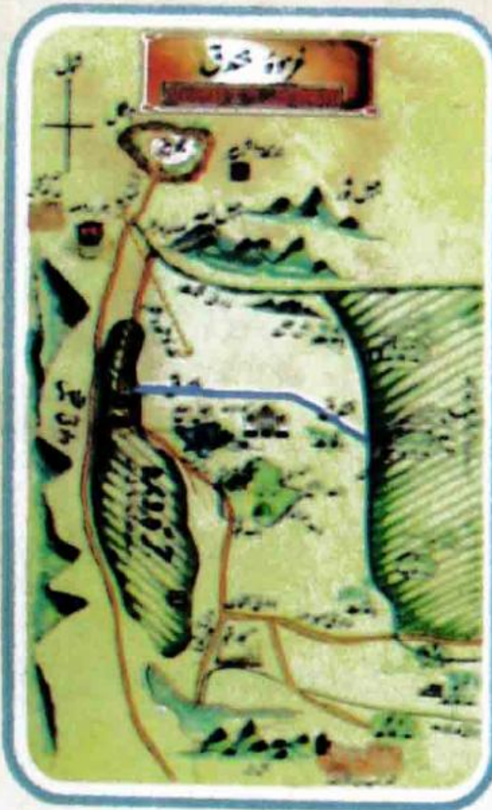
(ذی قعدہ سنہ ۵ ہجری بمطابق مارچ سنہ ۶۲۷ عیسوی)

غزوہ خندق کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔ خندق کہنے کی وجہ یہ بنی کہ اس غزوہ میں حضرت سلمان فارسی ؓ کے مشورہ پر خندق کھودی گئی تھی۔ غزوہ خندق کی اصل وجہ قبیلہ بنونضیر سے نکالے جانے والے یہودی تھے۔ مدینہ سے نکالے جانے پر انہوں نے خیبر میں رہائش اختیار کر لی تھی، چنانچہ اپنی ذلت کا انتقام لینے کیلئے انہیں قریش کے متعدد قبائل کو لالچ دیکر اپنے ساتھ ملا کر 24 ہزار جنگجوؤں کا لشکر تیار کر لیا اور مدینہ پر حملہ کیلئے تیاریاں شروع کر دیں۔

جب حضور ﷺ کو یہودیوں کے حملہ کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ کیا جنگی حکمت عملی کی جائے؟ تو مختلف صحابہؓ نے الگ الگ مشورہ دیے مگر حضرت سلمان فارسیؓ نے سب سے منفرد اور انوکھا مشورہ دیا کہ مدینہ کے اطراف میں خندق کھودی جائیں حضور اکرم ﷺ کو یہ مشورہ پسند آیا۔

چنانچہ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھوں صحابہ کے ساتھ مل کر 3½ میل کی لمبائی میں خندق کھودی، جس کی چوڑائی اتنی تھی کہ گھڑسوار کیلئے چھلانگ لگانا ناممکن ہو گیا تھا اور گہرائی اتنی تھی کہ پانی نکل آیا۔ مدینہ کے مسلمانوں کے پاس صرف 3 ہزار کا لشکر اور 26 گھوڑے تھے جب کہ کفار کے پاس 24 ہزار کا لشکر اور ہزاروں گھوڑے تھے۔

جب کفار مدینہ منورہ کے پاس اپنا لشکر لے کر پہنچے، کہ آج ہم تعداد میں زیادہ ہیں ہم مسلمانوں کو نہیں چھوڑیں گے بلکہ تمام غزوات میں ناکامی کا ضرور بدلہ لیں گے مگر جب کفار نے مدینہ کے اطراف 3 میل گہرے گہرے گڑھے دیکھے تو حیران اور ناکام ہو گئے اس موقع پر حضور اکرم ﷺ حضرت سلمان فارسی ؓ کے مشورہ پر اتنا خوش ہوئے کہ فرمایا "سلمان منا" سلمان تو مجھ سے ہے، سلمان اہل بیت میں سے ہے۔



خندق کی کھدائی کے موقع صحابہؓ 3 دن کے فاقہ سے تھے ایک چٹان باوجود کوشش کے ٹوٹی نہیں تو حضور ﷺ کو خبر دی آپ ﷺ نے جو کدال کی ضرب چٹان پر ماری تو ایک نور ظاہر ہوا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ملک شام کی چابیاں مل گئی پھر دوسری ضرب پر فرمایا کہ مجھے ایران کی چابیاں عطا کی گئیں تیسری ضرب پر فرمایا مجھے یمن کی چابیاں دے دی گئیں۔ یہ بشارت سن کر صحابہؓ کے چہرہ خوشی سے چمک اٹھے۔ دوسری طرف سرداران خیبر اور بنوقریظہ کے یہودی خندق کے باہر محاصرہ کئے کھڑے تھے اور صحابہؓ دن رات اللہ کے سامنے آہ وزاریوں میں مصروف تھے۔

دعاؤں کے سننے والے نے ایک رات سخت سردی کی لہر میں طوفان بادوباراں کو بھیج دیا۔ جھکڑ چلے، خیمے اکھڑ گئے، اونٹ اور گھوڑے رسیاں تڑا کر بھاگ گئے۔ رسد کا سامان بھیگ کر تباہ ہو گیا۔ ایسے میں مجاہد اعظم ﷺ نے حضرت حذیفہ ؓ بن یمان کو دشمن کے کیمپ کی خبر لانے کو بھیجا۔ وہ پہنچے تو سپہ سالار ابوسفیان سخت پریشانی کے عالم میں اعلان کر رہا تھا اب پڑاؤ اٹھاؤ اور کوچ کرو۔ یہ سن کر قاصد رسول لوٹا۔ رسول ﷺ سربسجود مصروف دعا تھے۔ سر اٹھایا تو حضرت حذیفہ ؓ نے ماجرا سنایا۔ ارشاد ہوا "اب قریش تم پر کبھی حملہ نہ کر سکیں گے بلکہ تم ان پر چڑھائی کرو گے۔"

ایک ماہ کے محاصرے میں کل ۶ مسلمان شہید ہوئے۔ کفار کے ۸ آدمی قتل ہوئے جن میں ان کے نامی گرامی پہلوان بھی شامل تھے۔ یوں غزوۂ خندق اسلام کی مکمل بالادستی اور فتح کا اولین نشان بنا۔

خندق کی ابتداء مسجد مستراح سے ہوئی تھی جو بنو حارثہ کا علاقہ تھا۔ یہ خندق ذباب پہاڑی کے پاس سے ہوتے ہوئے سلع پہاڑ تک چلی جاتی تھی جہاں آج کل مسجد فتح واقع ہے۔ آپ ﷺ کا خیمہ ذباب پہاڑی پر تھا جہاں سے آپ ﷺ خندق کی کھدائی کی نگرانی فرماتے تھے۔ ذباب پہاڑی کے شمال میں ایک چٹان توڑنے کا معجزہ واقع ہوا۔ جب صحابہ کرامؓ خندق کی کھدائی کے دوران اس چٹان کو توڑنے سے عاجز آ گئے تو نبی اکرم ﷺ نے اس پر ایسی ضرب لگائی کہ اس سے نکلنے والی روشنی سے مدینہ کے دونوں طرف روشن ہو گئے اور آپ ﷺ کو مدائن، کسریٰ، روم و صنعاء کے محلات دکھائی دیئے اور جبرائیل علیہ السلام نے آ کر بتلایا کہ ان پر آپ ﷺ کی امت غالب آ جائے گی۔

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ ہم خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان آ گئی تو لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک چٹان نے کھدائی میں رکاوٹ ڈال دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں آ رہا ہوں۔ آپ ﷺ اٹھے تو ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے ہم لوگ ان دنوں تین دن کے فاقہ سے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے گینتی اٹھائی اور چٹان پر ضرب لگائی جس سے وہ ریت کا ڈھیر بن گئی۔

میں نبی اکرم ﷺ سے اجازت لے کر گھر آیا اور بیوی سے کہا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی جو کیفیت دیکھی ہے میرے لئے نا قابل برداشت ہے، تمہارے پاس کھانے کیلئے کچھ ہے؟ تو اس نے کہا جَو ہیں اور بکری کا بچہ ہے جسے میں نے ذبح کر دیا اور گوشت ہنڈیا میں ڈال دیا اور جَو پیس دیئے۔ جب میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آٹا گوندھا جا چکا تھا اور ہنڈیا چولہے پر تھی جو پکنے والی تھی۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تھوڑا سا کھانا ہے آپ ﷺ اپنے ایک دو صحابہؓ کے ہمراہ تشریف لے چلئے۔ فرمایا کھانا کتنا ہے؟ میں نے بتلا دیا۔ فرمایا بہت کافی اور خوب ہے، جاؤ بیوی کو کہہ دو کہ جب تک میں نہ آؤں نہ ہنڈیا اتارے نہ ہی تنور میں روٹیاں لگائے اور تمام صحابہ کرامؓ سے فرمایا: اٹھو سب مہاجر و انصار چل دیئے۔

حضرت جابرؓ جب بیوی کے پاس پہنچے تو کہا: افسوس نبی اکرم ﷺ تو سب مہاجرؓ و انصارؓ کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ بیوی نے کہا: آپ ﷺ نے تم سے (کھانے کی مقدار) کا پوچھا تھا؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو بیوی نے کہا پھر تم کو کیا فکر؟ ادھر آپ ﷺ بھی آ پہنچے، ارشاد ہوا آ جاؤ اور بھیڑ نہ کرو۔ اب آپ ﷺ نے روٹیاں نکال کر ان پر گوشت ڈالنا شروع کر دیا۔ جب صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کھانا شروع کر دیتی تو آپ ﷺ ہنڈیا اور تنور کو ڈھک دیتے۔ پھر کھولتے اور روٹی و گوشت تقسیم فرماتے یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور کھانا بھی بچ گیا۔ پھر فرمایا: خود بھی کھاؤ اور ہمسایوں کو تحفہ بھی دو، اس لئے کہ لوگ فاقہ زدہ ہیں۔



نقشہ جنگ خندق (۵ھ)

غزوۂ احزاب

(پیمانہ کے مطابق نہیں)

شمال

مغرب

مشرق

جنوب



بحیرہ (جھیل)

جبل ثور

وادی قناۃ

دیار بنی حارثہ

دیار بنی ظفر

مسجد نبوی

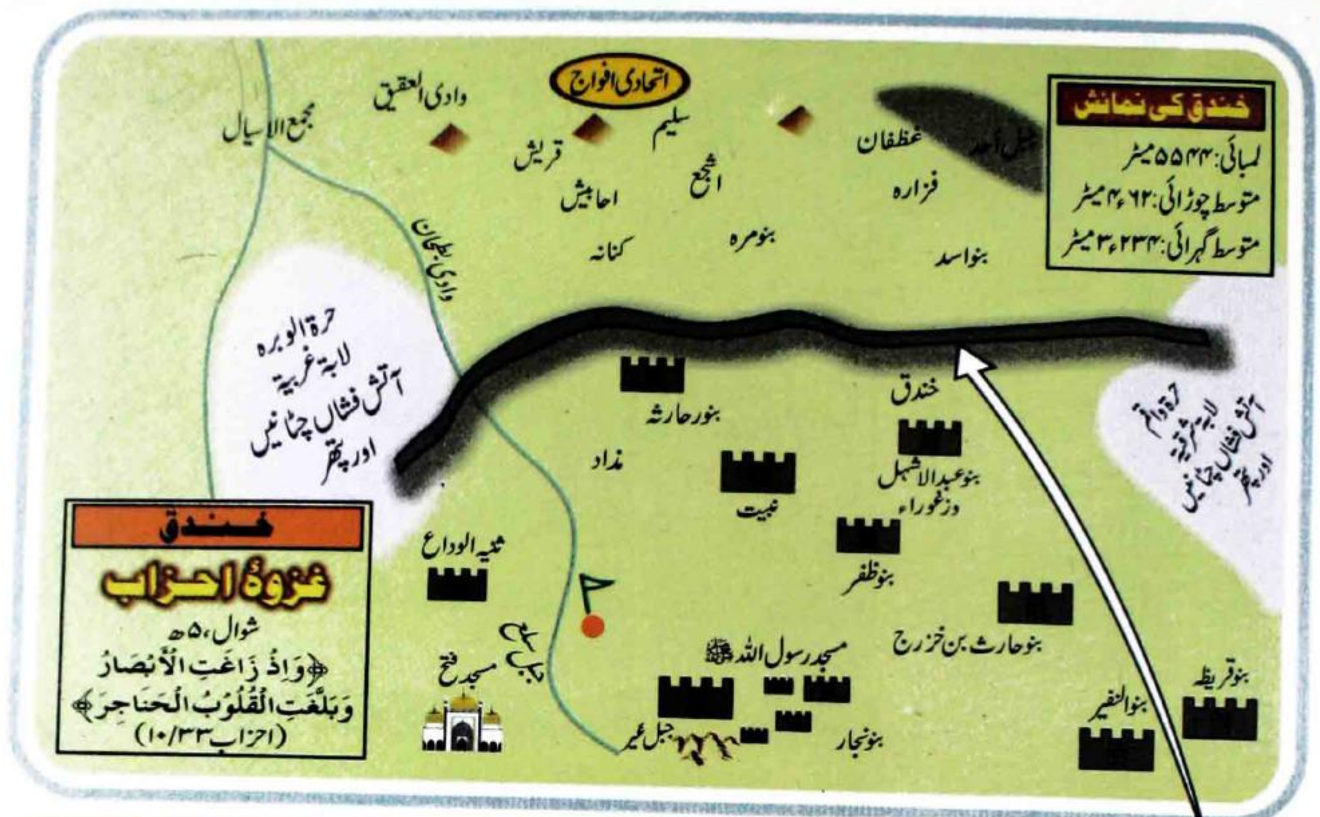
شہر پناہ

وادی بطحان

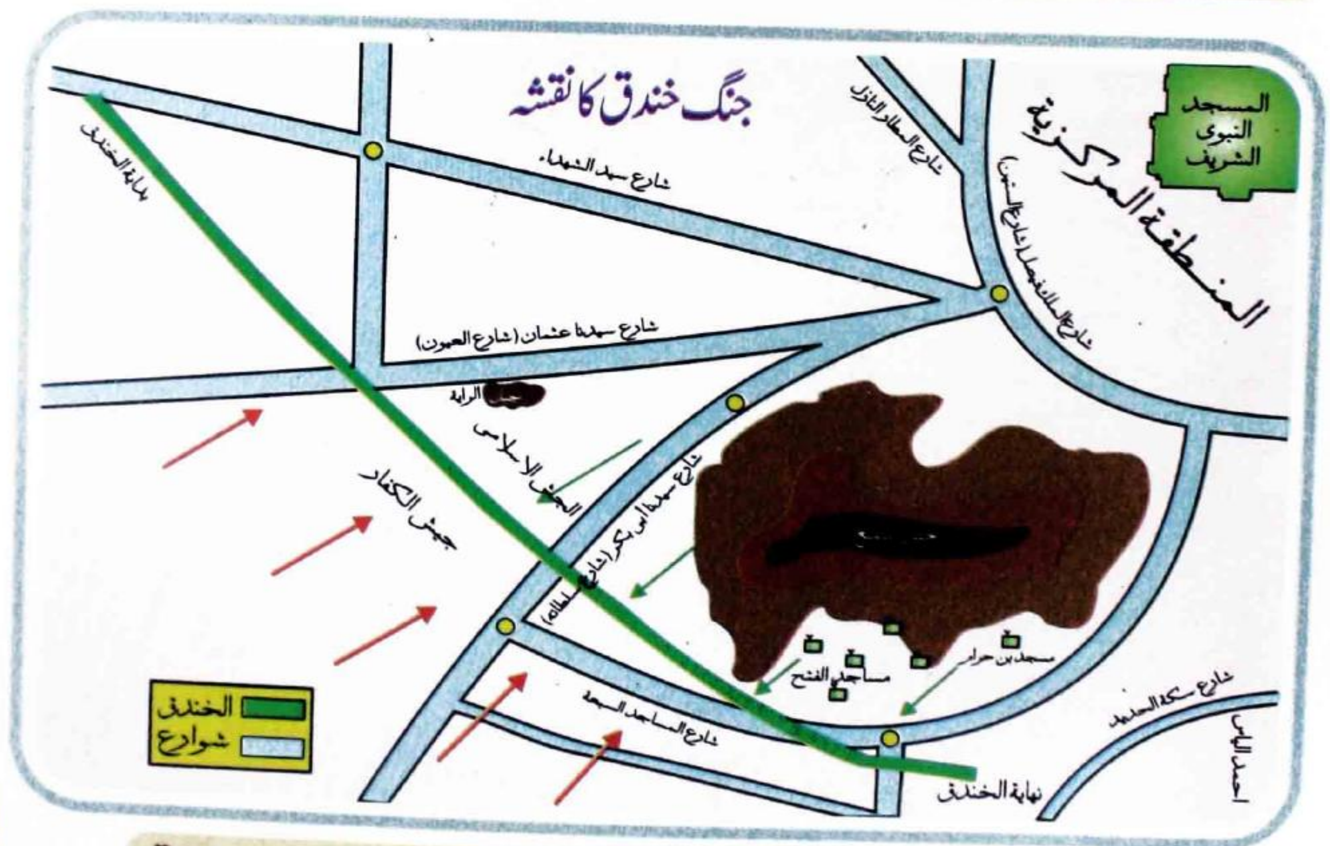
عوالی

وادی مذینب

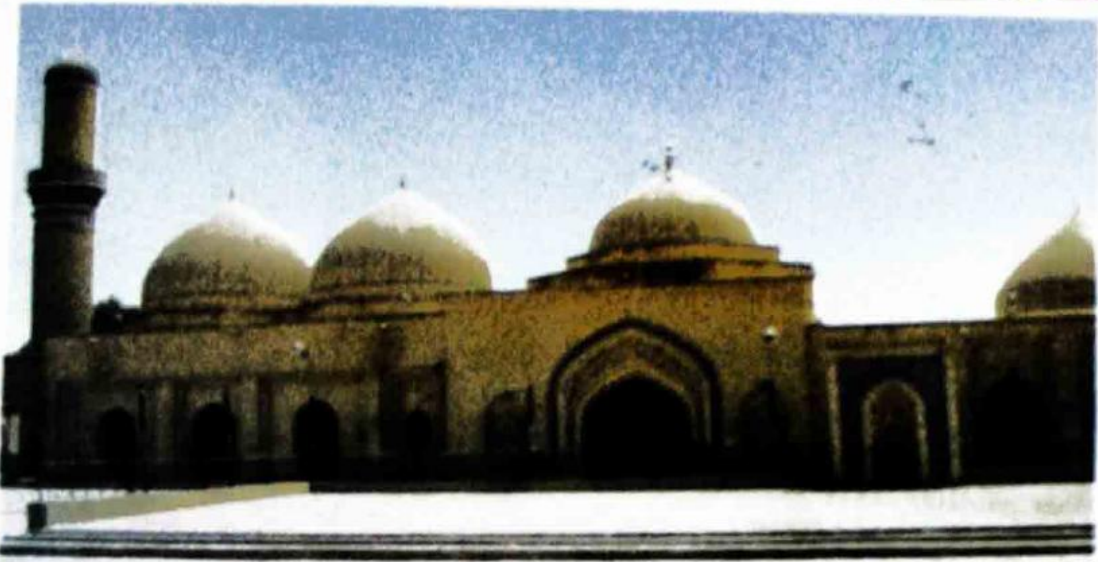
حرۃ



یہ وہ خندق ہے جسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر حضور ﷺ اور صحابہؓ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کھودا تھا



یہ وہ خندق ہے جو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر حضور ﷺ اور صحابہؓ نے مل کر بنائی تھی



خندق کھودنے کا مشورہ دینے والے صحابی رسولؐ سلمان فارسیؓ کا مقبرہ

چٹان توڑنے کا معجزہ: حضرت براءؓ کا بیان ہے کہ جنگ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بھی خندق کھودی۔ میں نے آپ ﷺ کو خندق سے مٹی منتقل کرتے ہوئے دیکھا۔ مٹی سے آپ ﷺ کے پیٹ کی جلد چھپ گئی تھی۔ حضرت عمرو بن عوفؓ کہتے ہیں کہ میرے (حضرت براءؓ)، سلمانؓ اور حذیفہؓ اور نعمانؓ بن مقرن مزنی اور مزید چھ انصارؓ یعنی ہم کل دس افراد کی جماعت کو چالیس ہاتھ (یعنی بیس میٹر) کھدائی حصہ میں آئی۔

ہم خندق کی کھدائی کر رہے تھے کہ سفید پتھر کی ایک چٹان کھدائی میں رکاوٹ بن گئی جس نے ہمارے لوہے توڑ دیے اور ہمارے لیے مشکل بن گئی۔ ہم نے کہا سلمانؓ تم رسول اکرم ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ ﷺ کو اس چٹان کی اطلاع دو کہ یا تو ہم اس سے دوسری طرف ہو جائیں، اور خندق کی جگہ بدل لیں یا جو بھی حکم ہو اس کی تعمیل کی جائے۔ ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ اپنے طور پر آپ ﷺ کی نشاندہی سے ادھر ادھر ہوں۔

حضرت سلمان فارسیؓ ذباب پہاڑی کے اوپر گئے جہاں آپ ﷺ خیمہ میں تشریف رکھتے تھے، حضرت سلمانؓ نے ماجرا عرض کیا تو آپ ﷺ ان کے ساتھ ہی خندق میں اتر آئے اور گینتی اٹھا کر ایسی ماری کہ چٹان میں دراڑیں پڑ گئیں اور ایسی چمک و روشنی نکلی کہ مدینہ کے دو طرفہ پتھریلے میدان روشن ہو گئے۔ یوں محسوس ہوا کہ جیسے ہر اندھیرے مکان میں چراغ جل اٹھا ہو۔ آپ ﷺ نے بآواز بلند اللہ اکبر کہہ کر دوبارہ ضرب لگائی پھر تیسری ضرب سے چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی اور ہر دفعہ ایک چمکدار روشنی نمودار ہوئی۔

رونق ہی اور ہے جبل بو قبیس کی
آئینہ دار جلوۂ رحمت ہے آجکل

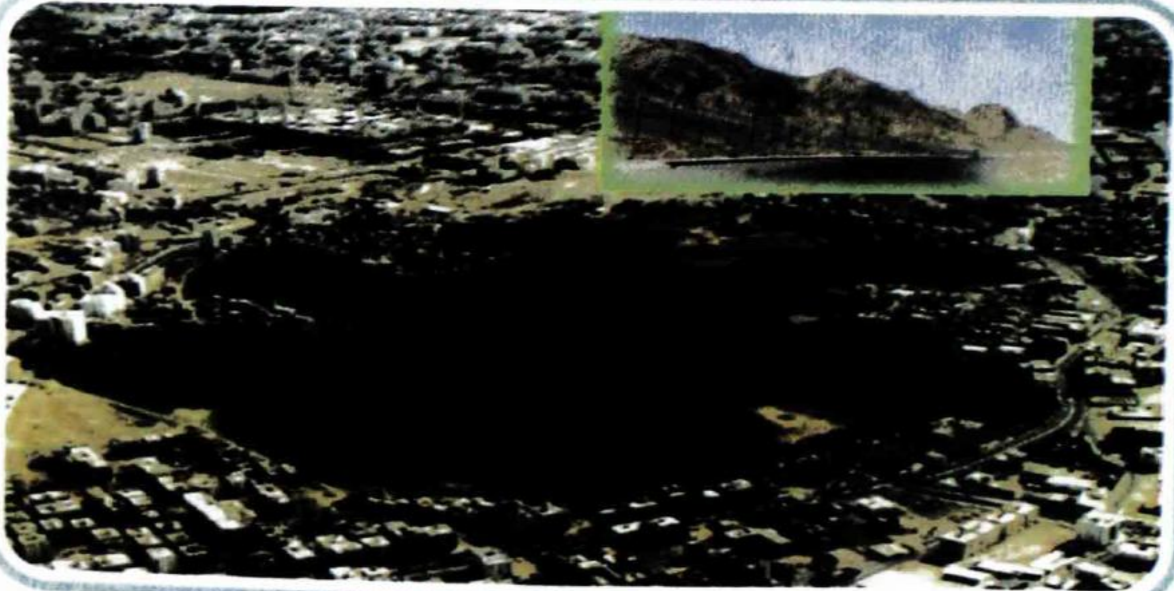
اخشبین سے مراد مکہ کے دو پہاڑ ہیں ان میں سے ایک یہی جبل ابو قبیس ہے۔ اور دوسرا جبل قعیقعان ہے۔

میری نظروں میں تم ہو بڑے محترم
یا جبال الحرم یا جبال الحرم

پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ اُوپر چڑھ آئے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، آج میں نے وہ کچھ مشاہدہ کیا جو پہلے کبھی نہیں کیا آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا دیکھتے ہو سلمان کیا کہہ رہا ہے؟ سب نے کہا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ فرمایا جب میں نے پہلی ضرب لگائی تو جیسے تم نے دیکھا چمک پیدا ہوئی جس سے میرے لئے حیرہ (۱) اور مدائن میں کسریٰ (۲) کے محلات واضح ہو گئے جیسے کتے کے دانت نظر آجاتے ہیں اور جبریلؑ نے مجھے بتلایا کہ میری امت کا یہاں بھی غلبہ ہو جائے گا تیسری ضرب سے چمک دیکھی اس میں مجھے صنعاء (۴) کے محلات کتے کے دانتوں کی طرح واضح نظر آئے۔ جبریلؑ نے مجھے خبر دی کہ میری امت اس پر غلبہ پالے گی۔ خوشخبری لو۔ مسلمان خوش ہو گئے اور کہنے لگے: الحمدللہ سچا وعدہ، ہم سے محصوری کے بعد مدد کا وعدہ۔

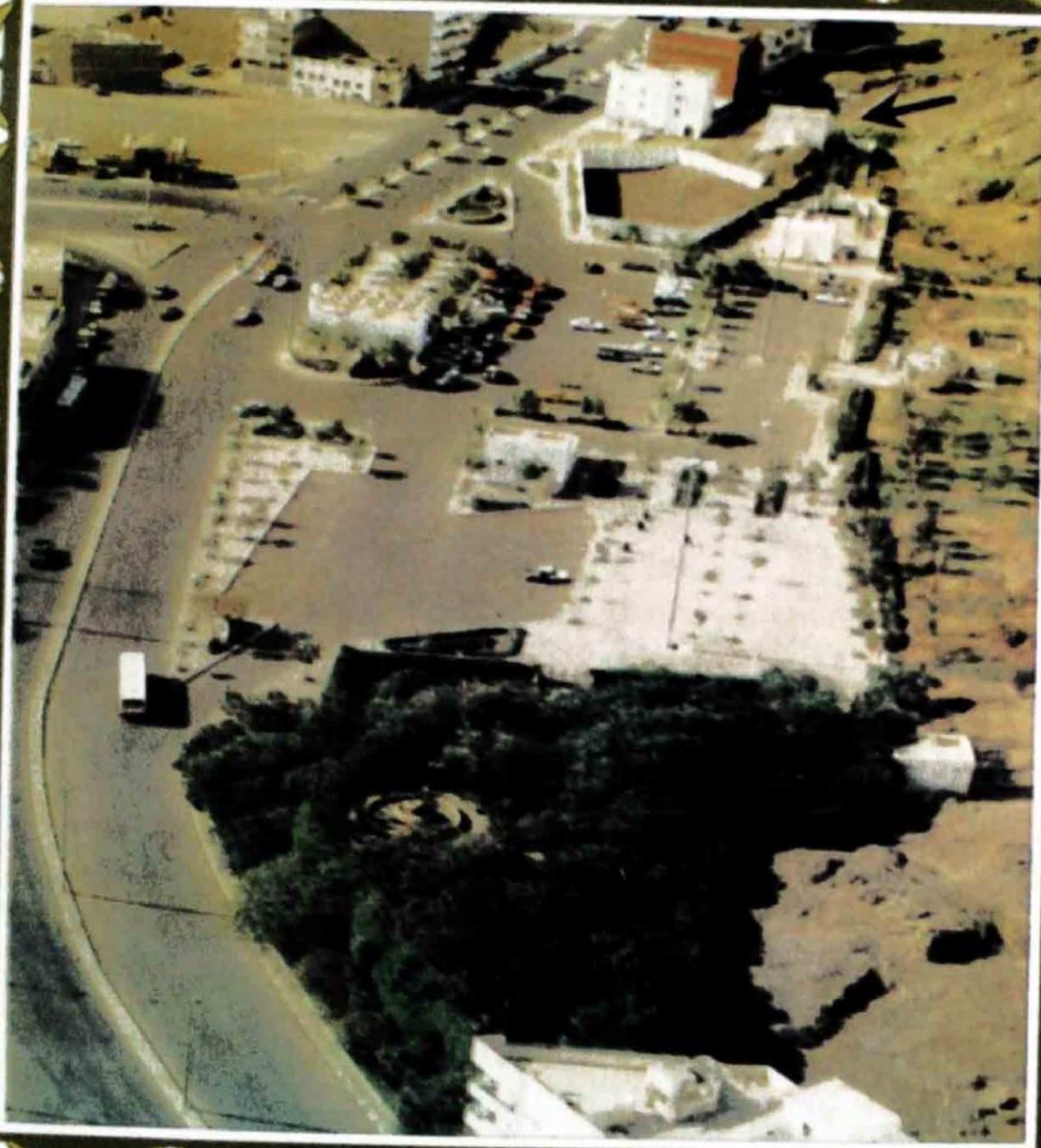


ذباب پہاڑی کا ایک اور منظر

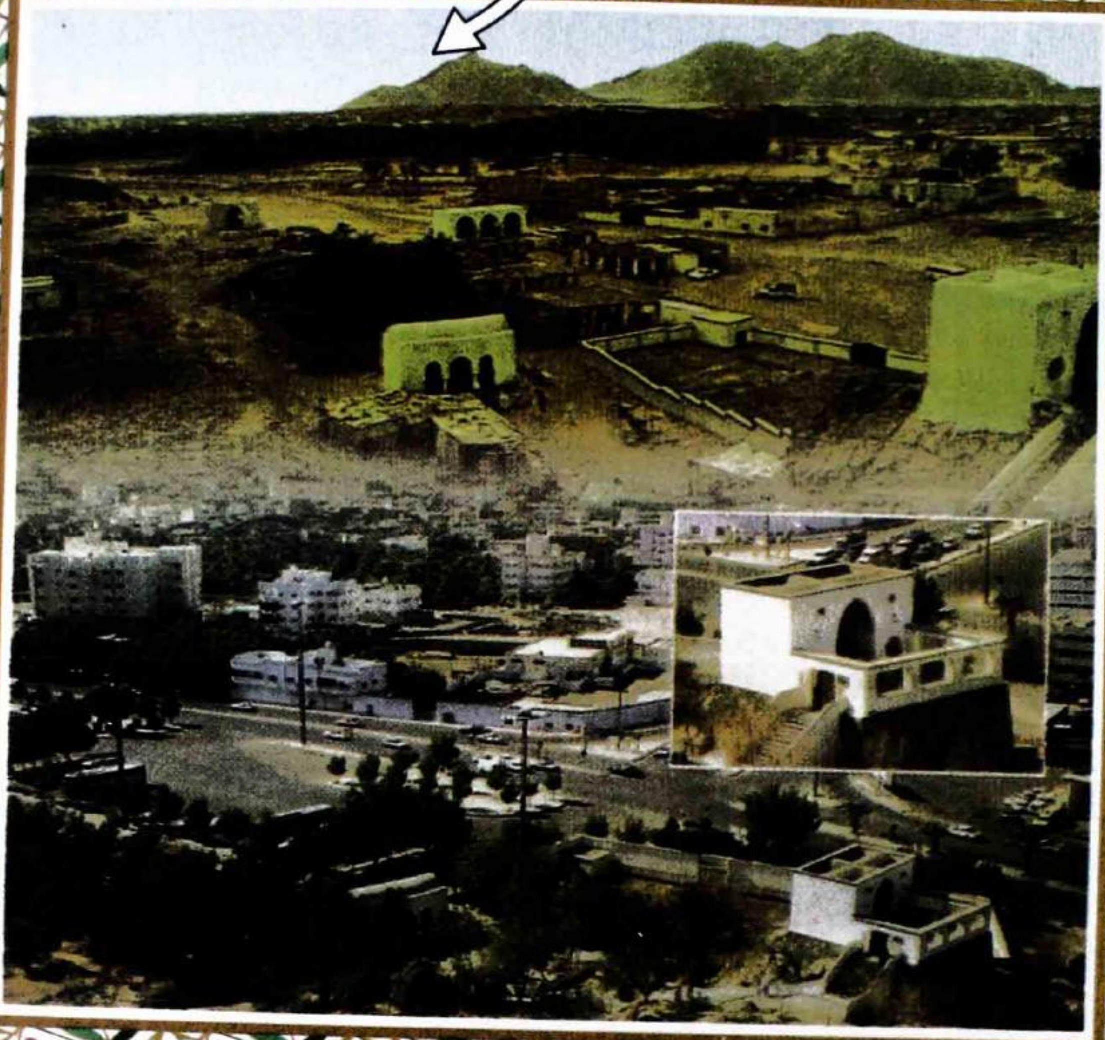


جبل سلع کا منظر

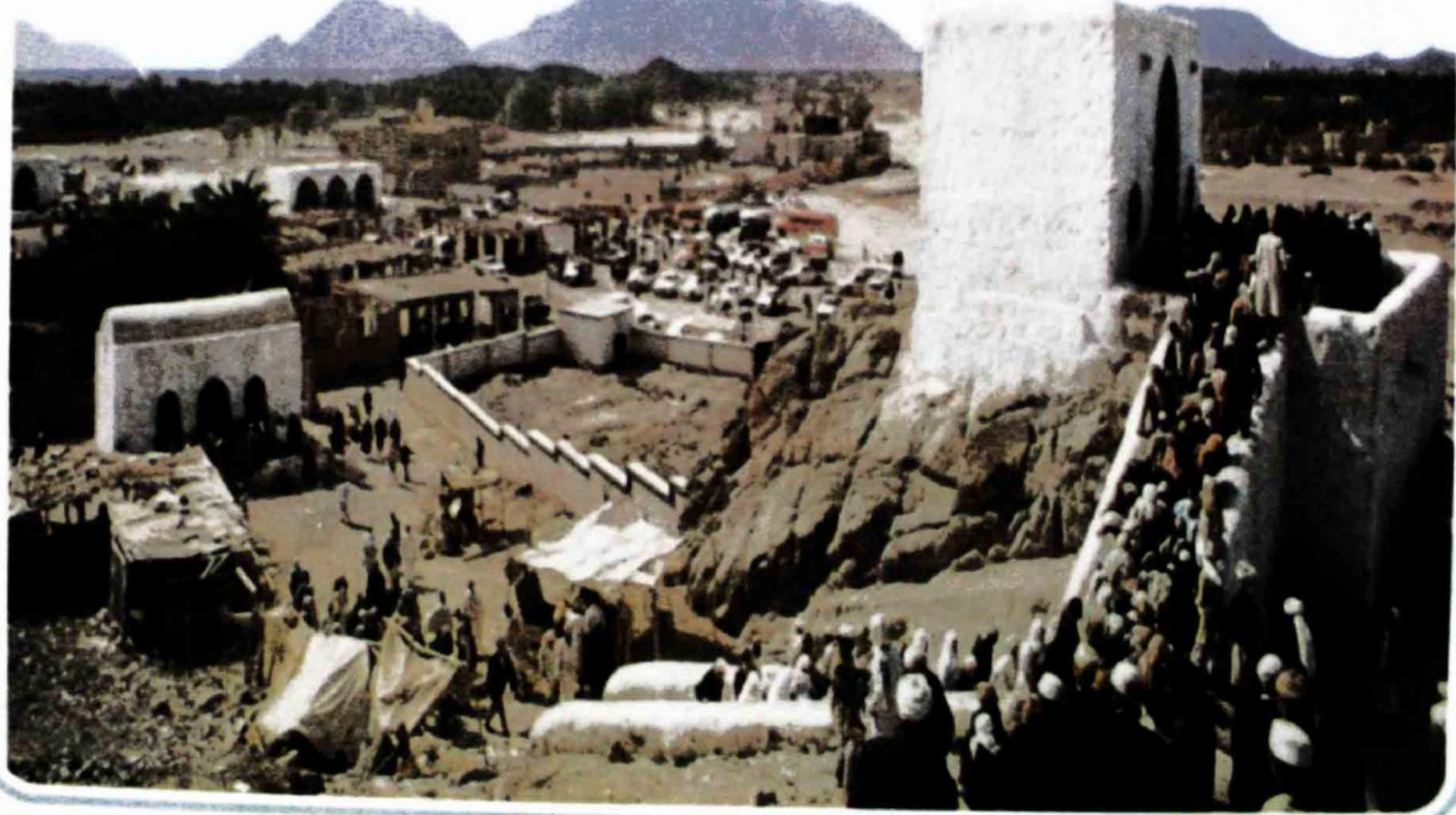
(۱) غزوہ احزاب کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں یہ ۵ھ میں ہوا اس کو خندق اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ایک نئی جنگی ترکیب حضرت سلمان فارسی ﷛ کے مشورہ پر کی گئی یعنی جگہ جگہ خندقیں کھودی گئیں۔ (۲) اس میں صحابہ 3 ہزار تھے اور کفار 10 ہزار سے زائد تھے۔ (۳) اس غزوہ میں مدینہ کا ۱۵ دن تک محاصرہ کرنے کے بعد کفار ناکام لوٹے۔



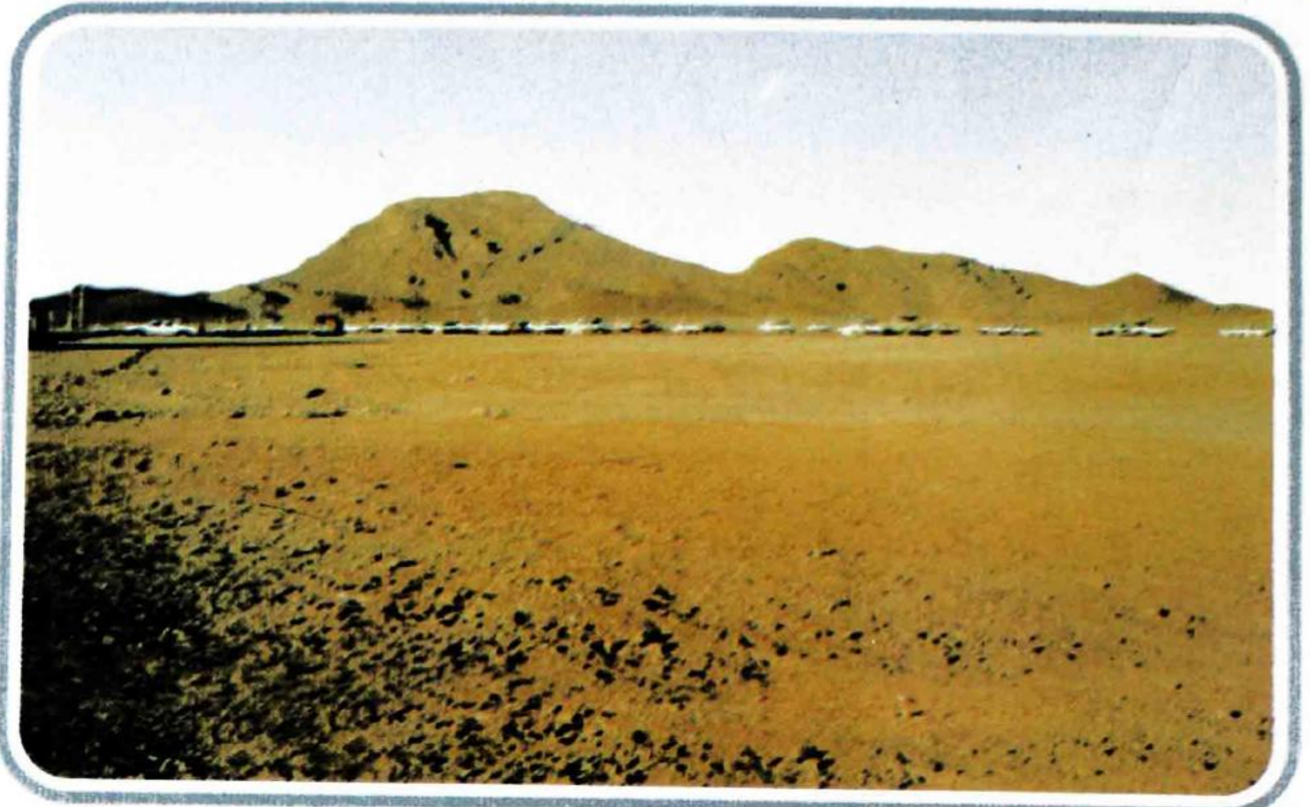
یہ وہ مبارک جگہ ہے جہاں آپ ﷺ نے غزوۂ خندق کے موقع پر نماز پڑھی تھے اور دعا فرمائی اور یہیں آپ ﷺ کو فتح کی بشارت دی گئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد قریش تمہارے مقابلہ میں کبھی نہیں آئیں گے۔



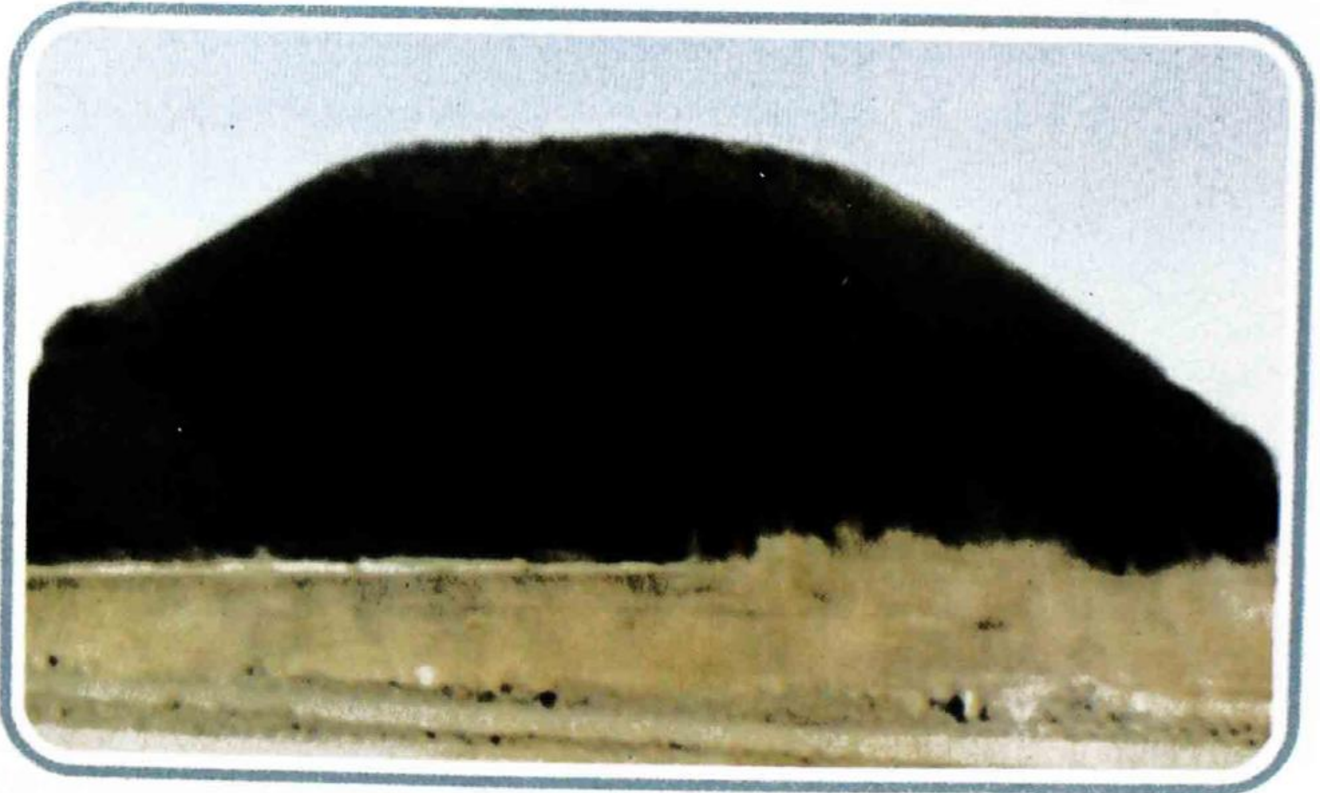
سات مسجدیں: جبل سلع کے دامن میں جہاں غزوۂ خندق کے دوران لشکر اسلام کے چند مشہور مورچے تھے، وہاں یادگار کے طور پر ساتھ مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔ان تصاویر میں یہ مسجدیں دکھائی گئی ہیں۔ جورسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی جہادی محنتوں کی یادتازہ کرتی ہیں، پہلی تصویر ذرا قدیم ہے اور دوسری تازہ ترین۔ان سات مساجد میں سے پہلی ''مسجد فتح'' کہلاتی ہے، یہ اس ٹیلے پر تعمیر کی گئی جہاں رسول اللہ ﷺ تین دن تک متواتر فتح ونصرت کی دُعائیں مانگتے رہے۔بقیہ مساجد چند مشہور صحابہ کے مورچوں کے مقام پر تعمیر کی گئی ہیں جہاں ان کی اقتدا میں نماز پڑھی جاتی تھی اور دفاع اسلام کا مقدس فریضہ سرانجام دیا جاتا تھا۔ان کے اسماء گرامی بالترتیب یہ ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک مسجد، مسجد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام سے ہے۔ان مساجد کے محل وقوع سے ان جلیل القدر صحابہ کی امارت میں قائم کئے گئے مورچوں کی ترتیب خود بخود ظاہر ہوتی ہے۔



غزوۂ خندق کی وہ جگہ جہاں صحابہ کا فوجی ہیڈ کوارٹر تھا



کوہ تیاب احد کے مشرق میں وادی نقمہ کے قریب واقع ہے



مقام غزوہ بنو قریظہ

غزوۂ خندق کے وہ 5 مقامات جہاں حضور ﷺ نے نمازیں پڑھیں

مساجد خمسہ (۱) مسجد فتح (۲) مسجد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۳) مسجد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (۴) مسجد سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (۵) مسجد بنی حرام۔ ان مساجد خمسہ میں خود حضور اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے غزوہ خندق کے موقع پر نمازیں پڑھی ہیں۔ یہ مساجد مدینہ منورہ سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر جانب مغرب واقع ہیں۔

ان میں سب سے افضل مسجد فتح ہے، اسے مسجد احزاب بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس مقام پر حضور اکرم ﷺ کا قیام تھا۔ آپ ﷺ نے اسی مقام پر نمازیں پڑھیں اور متواتر 3 دن تک دعائیں فرمائی ہیں اور اسی مقام پر اجابت دعا اور فتح کی بشارت پائی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کے بعد قریش تمہارے مقابلہ میں کبھی نہ آئیں گے۔ اسی واسطے اس کا نام مسجد فتح ہے۔

اور دوسری مساجد جن صحابہ کرامؓ کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ منسوب ہیں وہ اس لئے کہ اس روز یہ صحابہ کرامؓ ان مقامات پر متعین تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان مقامات پر مساجد تعمیر کروادیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو جب کوئی مشکل درپیش آتی ہے تو میں اسی وقت مسجد فتح میں جاکر دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتے ہیں اور مشکل آسان ہوجاتی ہے۔

جعفر بن محمد فرماتے ہیں حضور سید عالم ﷺ مسجد الفتح میں تشریف لے گئے اور اونچے ہاتھ کر کے رقت کے ساتھ اتنی لمبی فرمائی کہ کندھے مبارک سے چادر سرک گئی۔ یحییٰ ہارون بن بکیر سے نقل کرتے ہیں کہ میں حسین بن عبداللہ کے ساتھ مسجد الفتح میں داخل ہوا تو انہوں نے مجھے وہ جگہ دکھائی جہاں حضور اکرم ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی۔

مسجد فتح میں کی گئی نبوی دعائیں: جنگ احزاب زوروں پر تھی، چراغ مصطفوی ﷺ کو بجھانے کیلئے تمام ابولہبی قوتوں نے ہلہ بول دیا تھا۔ بھوکے پیاسے خندق کھودنے کے بعد مہینوں سے مجاہدین اسلام کا محاصرہ جاری تھا۔ حلقہ بگوشان اسلام کے صبرو استقلال اور جرأت ایمان پر شبہ تو نہ تھا، اس رات رحمت اللعالمین ﷺ مسجد سلع میں تشریف لائے اور صلوٰۃ خوف کے بعد دعا مانگی۔

"اللھم لک الحمد ھدیتنی من الضلالۃ"

اے اللہ! تمام تعریفوں کا صرف تو ہی مستحق ہے۔ تو نے مجھے زندگی کے تمام اندھیروں میں روشنی بخشی۔

یہ دعا اتنی بار رسول اللہ ﷺ نے دہرائی کہ صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے انتظار میں پریشان ہوگئے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ تلاش میں تشریف لائے تو دیکھا دین قیم کے قائد، خلافت الٰہیہ کے مبلغ و موسس، محمد ﷺ دونوں ہاتھ اٹھائے بھرائی ہوئی آواز میں بارگاہ الٰہی میں دعا فرما رہے ہیں۔ (سمہودی امام قرطبی کے حوالے سے یہ دعا بھی نقل کرتے ہیں)

"یاصریخ المکروبین و یامجیب المضطرین ویا کاشف همی غمی و کربی قدتریٰ حالی و حال اصحابی."

ترجمہ: اے بے قراروں کی فریاد سننے والے، اے تڑپتے دلوں کی فریاد قبول کرنے والے، اے میرے دکھ، میرے غم اور میرے درد و کرب کو دور فرمانے والے تو میری حالت اور میرے صحابیوں کا حال دیکھ رہا ہے۔"

اپنے محبوب کی زبان سے یہ فریاد سنتے ہی رب ذوالرحمۃ کی رحمت جوش میں آئی اور فوراً جبرائیلؑ امین کو بھیجا.... جبرائیلؑ امین نے کہا: "ان اللہ سمع دعوتک و کفاک ھول عدوک." (اللہ نے آپ ﷺ کی دعا سنی اور آپ ﷺ کے دشمنوں سے خود نپٹنے کا فیصلہ صادر فرمایا۔) یہ خوشخبری سنتے ہی آپ نے چشم مبارک سے آنسو پونچھے..... چہرہ مبارک پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ سجدہ شکر ادا فرمایا اور صحابہ کرام کو مژدہ فتح سنایا۔

اور پھر دوسرے ہی لمحے ایک قیامت خیز آندھی نے دشمنان دین قیم کے خیمے اکھاڑ کر پھینکنے شروع کر دیئے۔ سب پر بدحواسی چھا گئی۔ قہر الٰہی نے ان کی ہمتوں کو اپنے جلال سے روند ڈالا اور سرور دو عالم ﷺ کو فتح اور کامرانی نصیب ہوئی۔ چنانچہ مسجد فتح میں آج بھی جو شخص اپنی پریشانیوں اور درد و کرب کو دور کرنے کیلئے دعا مانگتا ہے وہ قبول ہوتی ہے۔

مسجد الفتح کی تعمیر مسجد سب سے پہلے اینٹوں، پتھروں، لکڑی کے لٹھوں اور کھجور کی شاخوں و پتوں سے تعمیر کی گئی تھی۔ اموی عہد حکومت میں ۹۳ھ (۷۳۱ء) میں عمر بن عبدالعزیز، امیر مدینہ منورہ نے اس مسجد کی اصلاح و تجدید کرائی۔ پھر سلطان مصر الحسین بن ابی الھیجاء نے ۵۷۵ھ (۱۱۸۲ء) میں اسے از سر نو تعمیر کرایا۔ سعودی حکومت نے مسجد کے قیام کی نگرانی کے ساتھ ساتھ ایک پختہ زینہ بھی اس کے اندر تعمیر کرایا۔

مسجد الفتح میں مصلی النبی ﷺ کئی مورخین نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ مسجد الفتح میں رسول اللہ ﷺ کا مصلیٰ شریف اور مقام دعا ٹھیک اسی جگہ ہے جہاں بتایا جاتا ہے۔ یہ جگہ مسجد کے کھلے ہوئے حصے میں وسطی ستون کے نزدیک ہے۔ یہ موجودہ محراب کے بالمقابل ہے۔

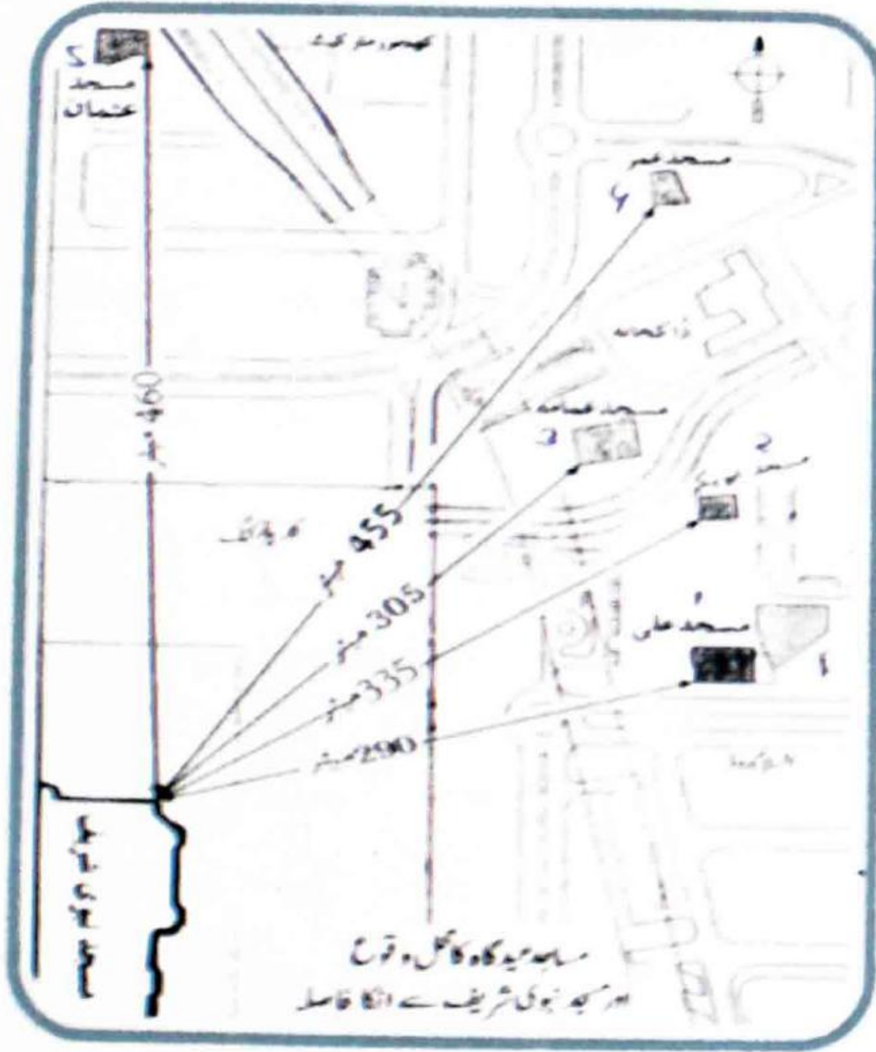


مسجد فتح کی قدیم تصویر... وہ جگہ جہاں حضور ﷺ نے خندق کے موقع پر نماز پڑھی بعد میں یہاں مسجد بنا دی گئی



خندق میں موجود مسجد فتح تعمیر کے بعد

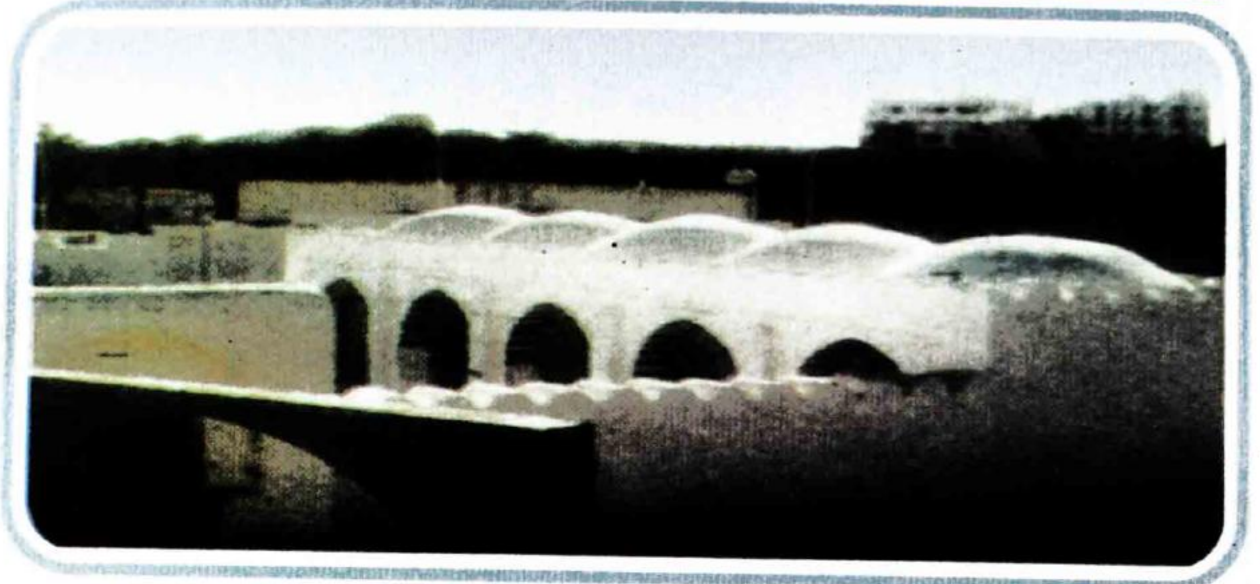
خندق کی جگہ بنی ۵ مساجد کا نقشہ





خندق کی وہ جگہ جہاں حضور ﷺ نے نماز ادا فرمائی بعد میں یہاں مسجد بنادی گئی

مسجد سلمان فارسی مسجد فتح کے قریب جنوب کی جانب ایک چھوٹی سی مسجد ہے جسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس کا طول وعرض ۲۱x۲۵ فٹ ہے۔ حجاج وزائرین اس مسجد میں بھی نوافل ادا کرتے ہیں۔ ذخیرہ احادیث میں ایک روایت منقول ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو اس جگہ جنگ احزاب میں بھی نوافل ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ روایت ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو اس جگہ جنگ احزاب میں خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا۔ جو جنگی اعتبار سے اہم اور مفید تھا۔



یہ مسجد اس جگہ واقع ہے جہاں غزوہ خندق کے دوران نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی اور بعد میں پہاڑ پر چڑھ کر فتح کیلئے دعا بھی فرمائی تھی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ مسجد تعمیر فرمائی اور اس کا نام مسجد سلمان فارسی رکھا کیونکہ غزوۂ خندق کی منصوبہ بندی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تھی

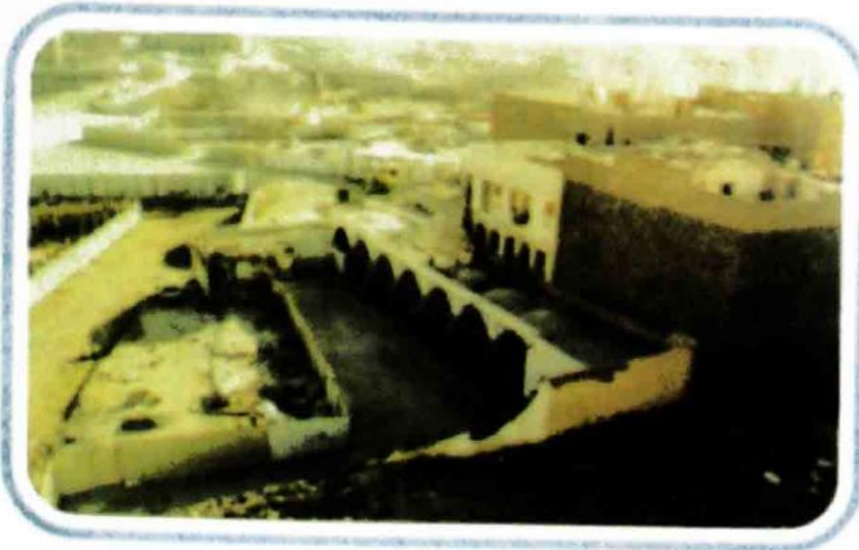


غزوۂ خندق میں موجود اس جگہ حضور ﷺ نے غزوہ کے دوران نماز پڑھی تھی

غزوۂ خندق میں موجود 6 مساجد

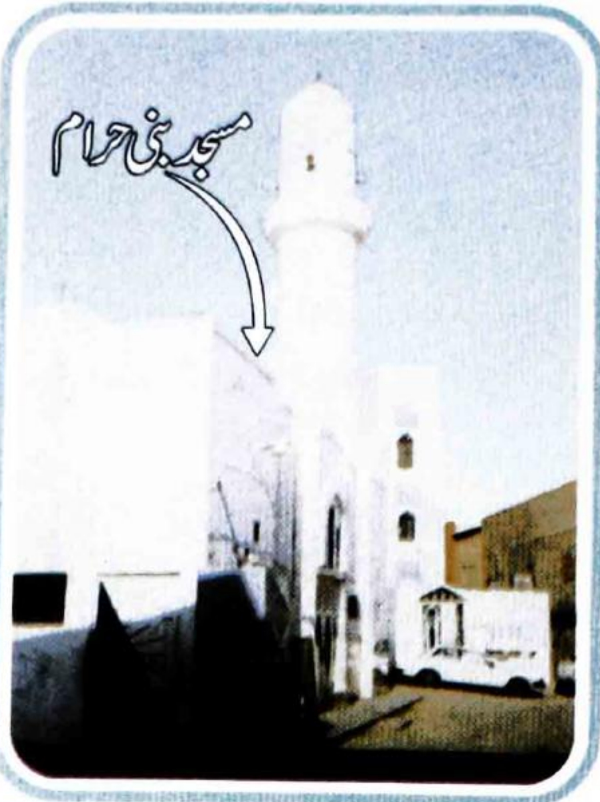


دائروں میں آپ ایسی 5 مساجد دیکھ رہے ہیں جو قیامت تک جناب نبی کریم ﷺ اور آپ کے جانثار صحابہؓ کے جدوجہد کی یاد دلاتی رہیں گی۔ مدینہ منورہ میں سلع پہاڑ کے دامن میں غزوہ خندق کی یادگار چھ مساجد جہاں حضور ﷺ اور کبار صحابہؓ کے خیمے تھے



مسجد علی (نئی تعمیر سے پہلے)

جبل سلع اور مسجد بنی حرام



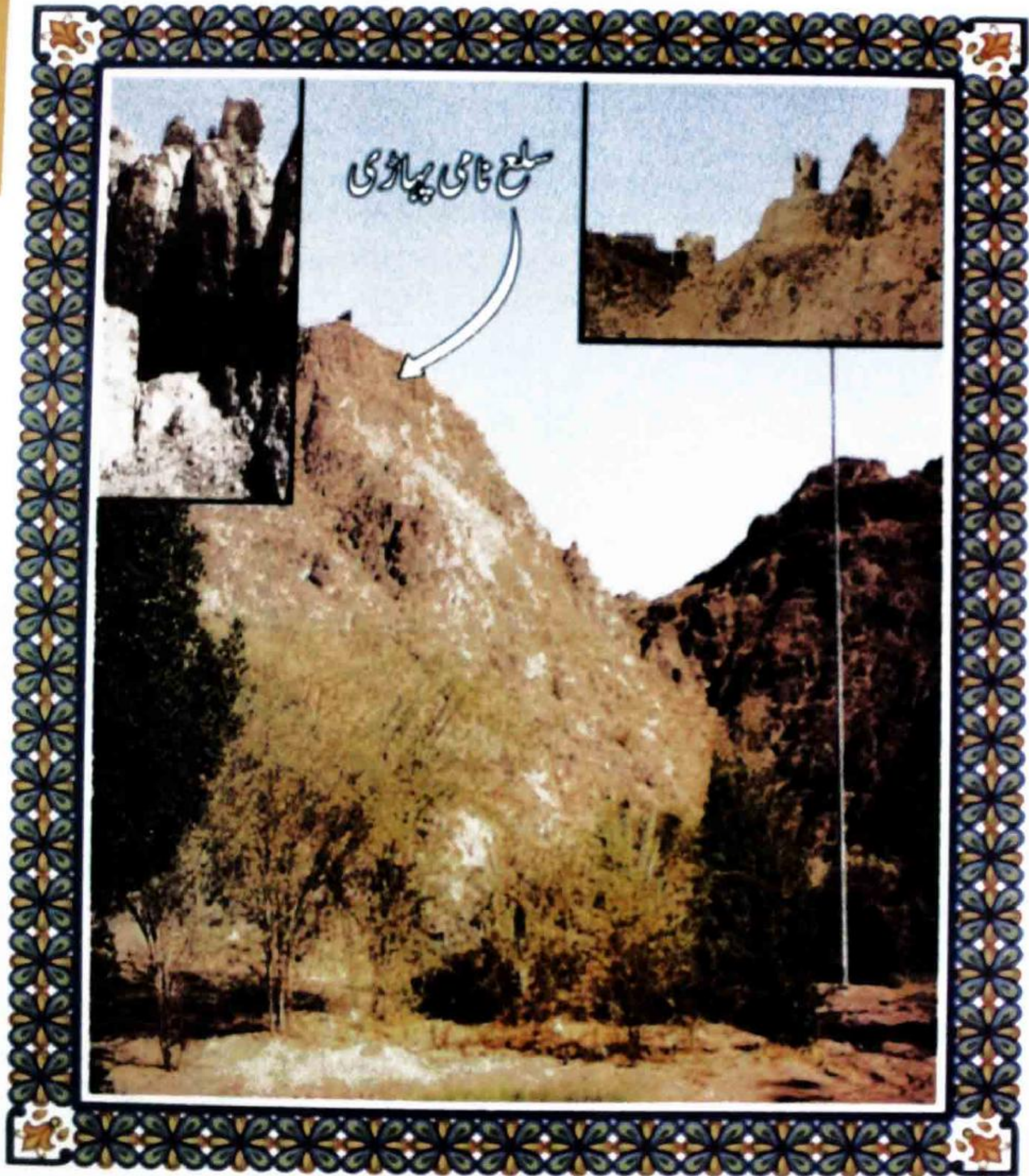
مسجد بنی حرام جبل سلع کی گھاٹی میں دائیں جانب واقع ہے۔ جو مسجد فتح کے راستے میں ہے۔ حضور ﷺ یہاں تشریف لائے اور نماز ادا کی۔ اسی گھاٹی کے قریب وہ غار ہے جس میں حضور ﷺ نے غزوۂ خندق کے دنوں میں رات کو قیام فرمایا اس غار کے اندر وحی بھی نازل ہوئی لہذا مسجد کے ساتھ ساتھ اس غار کی زیارت بھی باعث شرف وسعادت ہے ویسے بھی حیات نبوی ﷺ میں غاروں کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ اکثر انبیاء ورسل نے یکسوئی قلب کیلئے پہاڑوں اور غاروں کا رخ کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو جبل رحمت پر ان کی حضرت حوا سے ملاقات ہوئی اسی مناسبت سے اس جگہ کا نام ''عرفہ'' یعنی پہچان کی جگہ ہے۔

مسجد الذباب جبل سلع یا جبل خندق کے شمال میں اس سے متصل ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا پہاڑ ہے اس پہاڑ پر ایک مسجد ہے جسے مسجد ذباب یا ذوباب کہتے ہیں۔ روایت ہے کہ یہ مسجد اس جگہ بنی ہوئی ہے جہاں غزوۂ احزاب کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے نماز پڑھی تھی اور اپنا خیمہ بھی نصب کیا تھا۔ اس مسجد کو مسجد الرایہ بھی کہتے ہیں۔ روایت ہے کہ اس مسجد کی تعمیر عمر بن عبدالعزیزؒ نے کی۔

سیاہی مائل پہاڑ کے فراز پر پتھروں کی ایک سادہ سی چاردیواری ہے، دیواریں کہیں کم اونچی اور کہیں زیادہ اونچی ہیں، اندر داخل ہونے کیلئے دو چھوٹے راستے چھوڑے گئے، لیکن یہاں گیٹ یا پھاٹک نہیں ہے، اس کے احاطے میں مسجد ذوباب ہے، جس کی چھت اونچی ہے۔

جب خندق کے ساتھ ساتھ دفاعی چوکیاں بنادی گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فوراً اپنا مکان چھوڑ کر جبل سلع کے شمالی دامن کے نیچ والے ٹیلے پر اپنا خیمہ لگایا۔ حضور ﷺ یہیں جنگی مصروفیات میں دن بسر کرتے اور رات کو اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے طلبگار ہوتے۔ یہ خیمہ گویا کمانڈر انچیف کا آفس تھا جہاں سے ہر لحظہ ہدایات جاری ہوتی تھیں۔ اس یاد کو اس سادہ سی مسجد نے محفوظ رکھا ہے اور تاریخی رابطہ قائم رکھا ہوا ہے۔

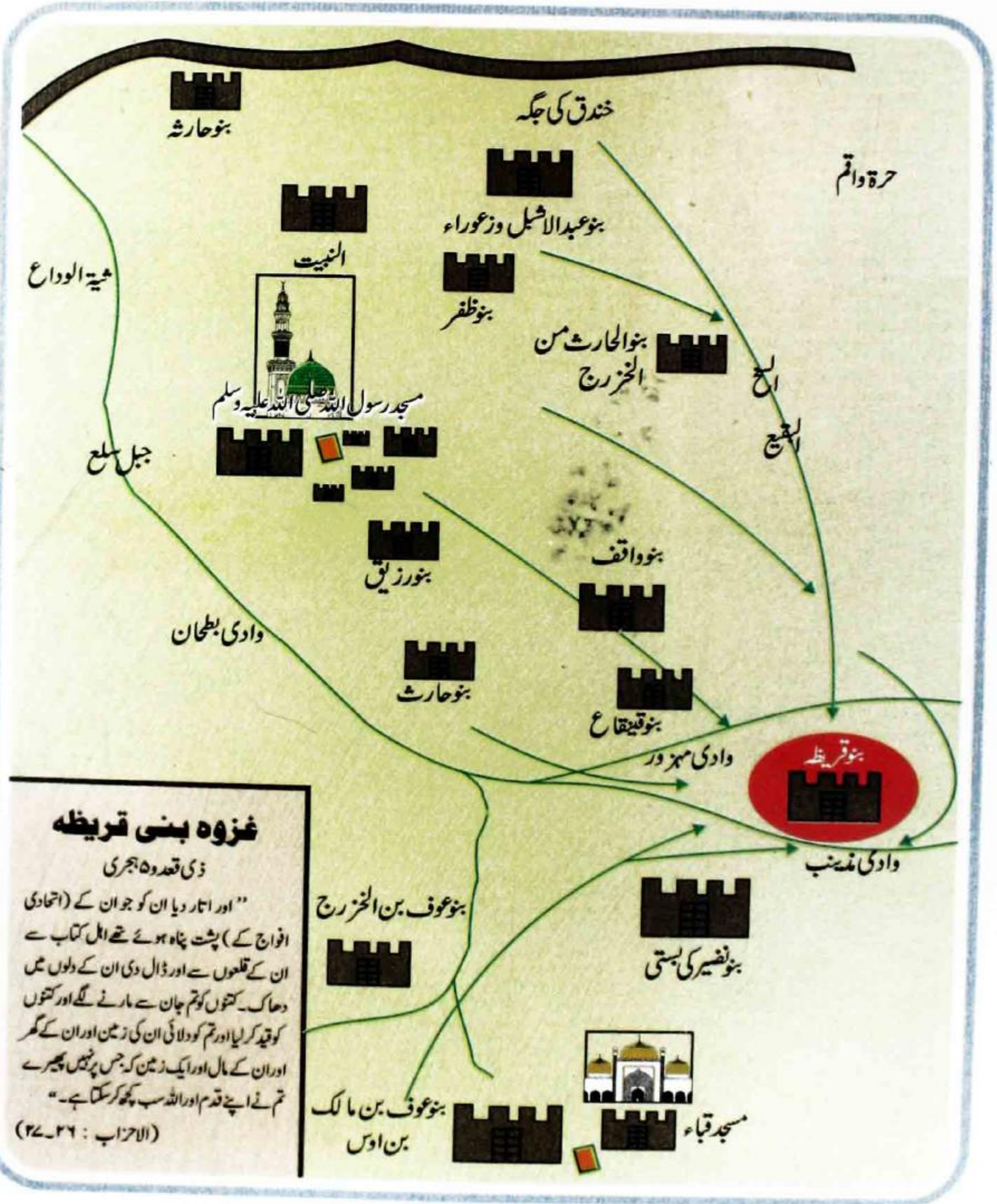
شیخ سمہودی فرماتے ہیں حضور ﷺ نے غزوۂ خندق کے موقع پر یہاں خیمہ بھی لگایا تھا۔ اس مسجد کی بلندی چھ میٹر طول عرض ۴×۴ میٹر ہے۔ جانبک البزوزی نے ۸۴۵ھ میں اس کی تعمیر کی تجدید کی۔ اس مسجد کی بنیاد عمر بن عبدالعزیزؒ نے رکھی۔ حارث بن عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ یمن میں مروان بن حکم کا ایک عامل تھا، مروان نے اس کو جبل ذباب پر وار چڑھایا۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس واقعہ کے بعد کہلا بھیجا تجھ پر افسوس ہے جس مقام پر حضور انے نماز ادا فرمائی تم نے اسی مقدس مقام پر اسے وار پر کھینچا۔ اس کے بعد کئی امراء مدینہ منورہ نے یہ عمل جاری رکھا۔ آخر زعماء مدینہ منورہ کے روکنے سے رک گئے۔



''سلع'' نامی وہ پہاڑ جس کے دامن میں خندق کھودی گئی اوپر دائیں طرف اس پہاڑ کی چوٹیوں پر قائم مورچے نظر آ رہے ہیں جبکہ بائیں طرف ''غارِ سجدہ'' دکھایا گیا ہے۔ روایات کے مطابق یہاں حضور ﷺ کو جبریل امین نے رب العالمین کی طرف سے یہ بشارت دی کہ آپ ﷺ کو آپ کی اُمت کے بارے میں نامراد نہ کروں گا۔ اس پر حضور ﷺ نے شکرانے کا سجدہ ادا کیا۔

غزوۂ بنی قریظہ

۲۳ ذی الحجہ کو حضور ﷺ نے خندق سے فراغت کے بعد مدینہ آئے ہی تھے کہ حکم الٰہی پر بنی قریظہ کے محاصرہ کیلئے چل پڑے بنی قریظہ لشکر کی آمد پر قلعہ میں بند ہو گئے بالآخر قریظہ نے ہتھیار ڈال دیئے اس جنگ میں 800 کافروں کی گردنیں اڑائی گئیں۔



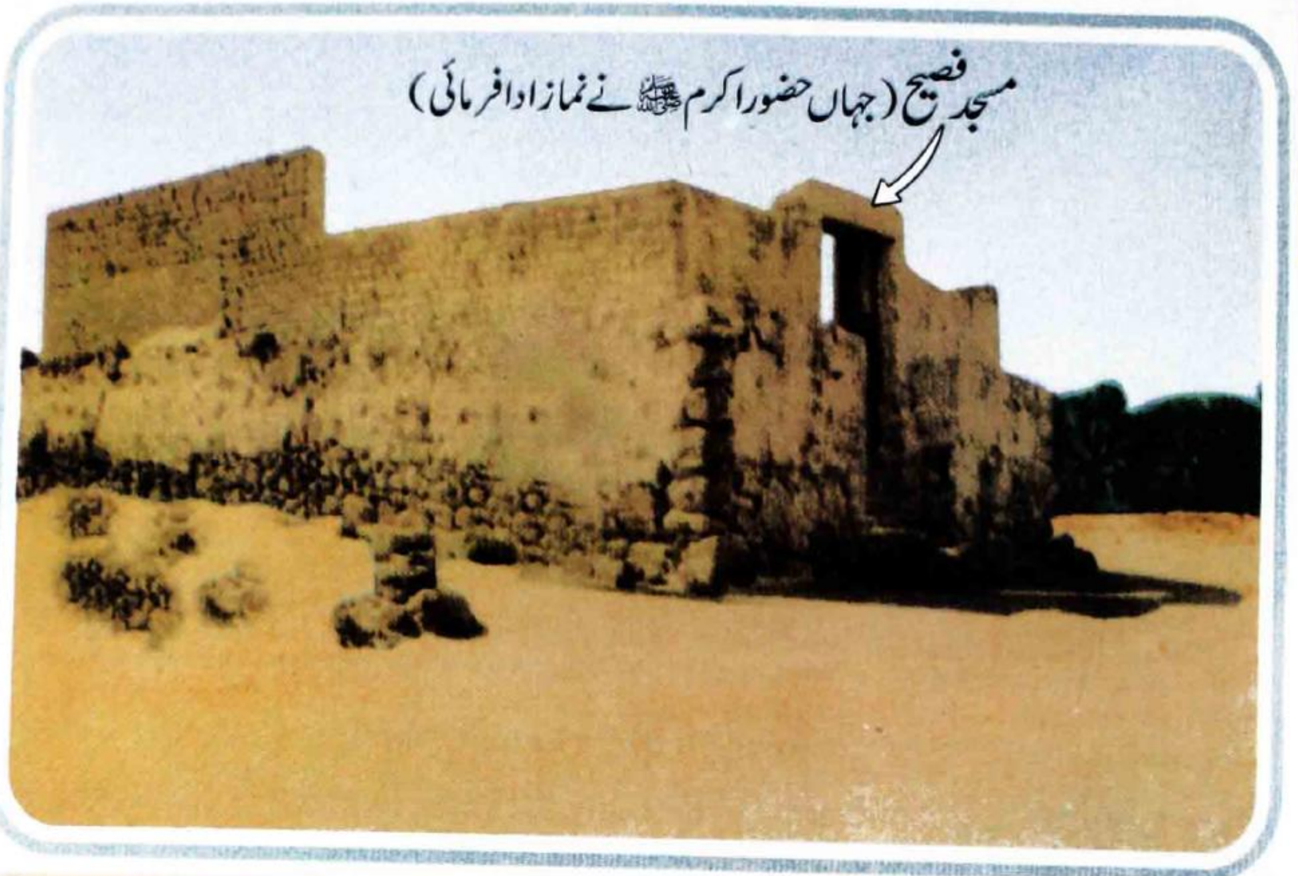
خندق کے موقع پر حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے اللہ کی طرف سے ایسی سخت آندھی آئی کہ ان کے ڈیرے خیمے سب اکھڑ گئے، ادھر بنو قریظہ جنھوں نے حضور ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر بنونضیر کا ساتھ دیا تھا جب قریظہ والوں نے بنونضیر کی شکست کو دیکھا تو ان کا ساتھ چھوڑ کر اپنے قلعوں میں چلے گئے، اُدھر بنو غطفان الگ کھڑے ہوگئے، اب قریش بچارے اکیلے کیا کرتے۔ لاچار وہ بھی محاصرہ چھوڑ کر بھاگ نکلے اور میدان اللہ کے فضل سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

بنو قریظہ نے مسلمانوں سے ایسے نازک وقت میں جو بدعہدی کی تھی اُس کی سزا ان کو ملنا چاہیے تھی، چنانچہ حضور ﷺ نے غزوۂ خندق سے واپس آکر محاصرہ کیا۔ بنو قریظہ قلعہ میں نظر بند ہوگئے اور ذیل میں بنو قریظہ کے وہ قلعے نظر آرہے ہیں جنھیں صحابہ نے 1400 سال پہلے گھیر رکھا تھا۔





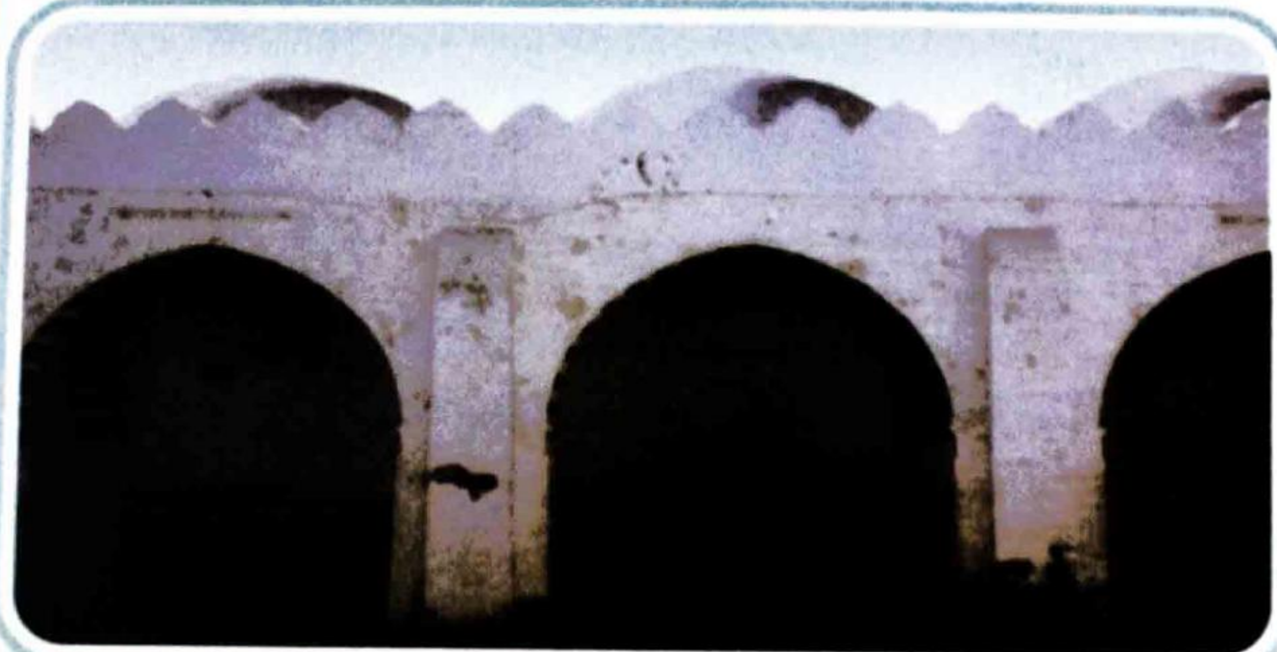
مرجب نامی یہودی کا قلعہ



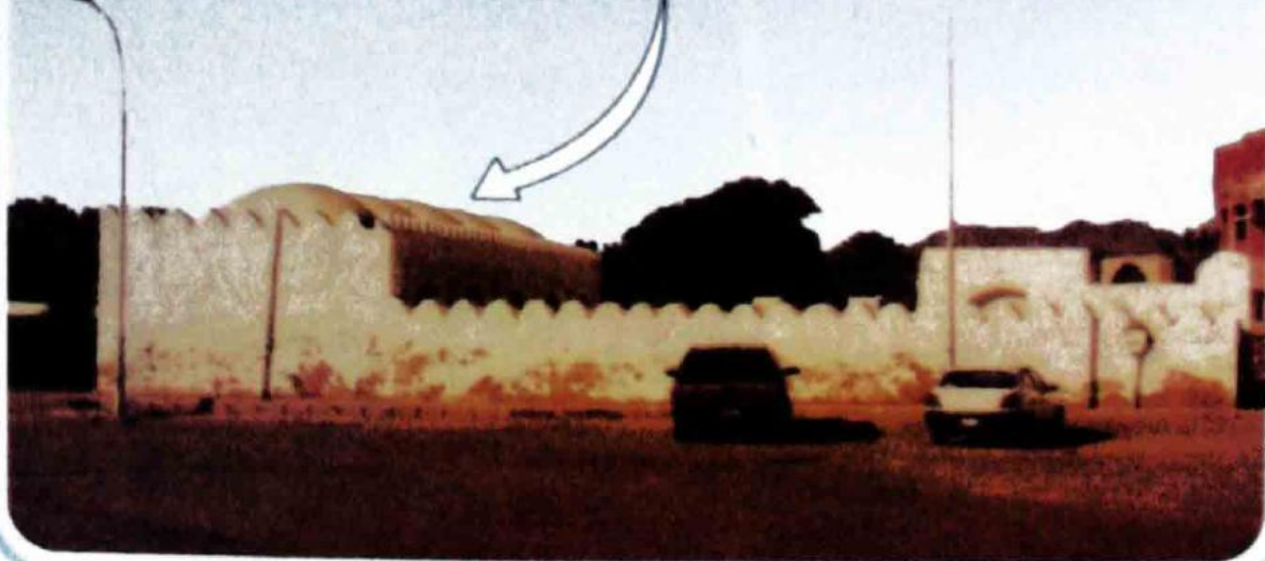
جب حضور اکرم ﷺ نے یہودی قبیلہ بنونضیر کا ان کی غداری کی وجہ سے محاصرہ کیا تو آپ ﷺ نے اس جگہ نماز ادا فرمائی تھی شراب کے حرام ہونے کا حکم بھی اسی مسجد میں نازل ہوا۔ حکم آنے کی دیر تھی کہ مدینہ کی گلیوں میں پانی کی جگہ شراب بہہ رہی تھی



مسجد فصیح کی قدیم تصویر



غزوہ بنو قریظہ میں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عہد شکن یہودیوں کا محاصرہ کیا تو "انا" نامی کنویں کے پاس نزول فرمایا۔ بعد میں اس مقام پر یہ مسجد تعمیر کردی گئی۔ پہلی تصویر میں مسجد کا بیرونی اور دوسری تصویر میں اندرونی منظر نظر آرہا ہے۔ اس کو مسجد بنو قریظہ یا مسجد فضیخ کہتے ہیں۔ آج کل یہودی حرمین شریفین پر نظریں جمائے ہوئے ہیں لیکن انشاء اللہ یہ مسجد تا قیامت مسلمانوں کی فتح اور یہودیوں کی ذلت ورسوائی کے طور پر قائم رہے گی اور زبان حال سے مسلمانوں کو بتاتی رہے گی کہ یہود کے مکر وفریب کا ایک ہی علاج ہے۔ وہی علاج جو تلوار کی دھار اور خنجر کی نوک کے ذریعے ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تمام تدبیریں رائیگاں اور تمام طریقے غیر مفید ہیں



اس جگہ آپ ﷺ کا خضری قبیلہ کی عورت کے گھر نماز پڑھنا ثابت ہے

صلح حدیبیہ ذیقعدہ 6ھ

سیرت نبوی ﷺ کا درخشاں واقعہ جس میں جناب رسول ﷺ کے ہاتھ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے موت کی بیعت کی

مسلمانوں کی بڑی تمنا تھی کہ مکہ معظّمہ جا کر خانۂ کعبہ کا طواف کریں اور اس کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ذی قعدہ ٦ھ میں عمرہ کا ارادہ فرمایا اور ڈیڑھ ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مکہ معظّمہ روانہ ہوگئے۔ جب آپ ﷺ مکہ معظّمہ کے قریب پہنچے تو ایک مخبر کو حالات دریافت کرنے کیلئے مکہ معظّمہ روانہ کیا۔ اس نے آ کر خبر دی کہ قریش ایک بڑی جماعت کو لے کر مسلمانوں کو روکنے کی غرض سے آ رہے ہیں۔ حضور ﷺ یہ خبر سن کر حدیبیہ میں اتر پڑے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ مکہ والوں کو یہ پیغام بھیجا کہ ہم تم سے لڑنے نہیں آئے ہیں، ہمارا مقصد صرف بیت اللہ شریف کی زیارت کا ہے مگر کفار کسی طرح نہ مانے بلکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قید کر دیا۔

مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے، بس پھر کیا تھا ایک تہلکہ مچ گیا۔ تمام مسلمان جوش و خروش میں آ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا عثمان (رضی اللہ عنہ) کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے۔ پھر ایک ببول کے درخت کے نیچے تمام صحابہؓ سے جاں نثاری کی بیعت لی، اسی کو بیعت رضوان کہتے ہیں، یعنی اللہ کی خوشنودی کی بیعت۔



صلح حدیبیہ ذیقعدہ ٦ھ
سیرت نبوی کا درخشاں واقعہ جس میں جناب رسول ﷺ کے ہاتھ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے موت پر بیعت کی قدیم مسجد حدیبیہ کے مقام پر ١٢٥٥ء میں بنی تھی۔

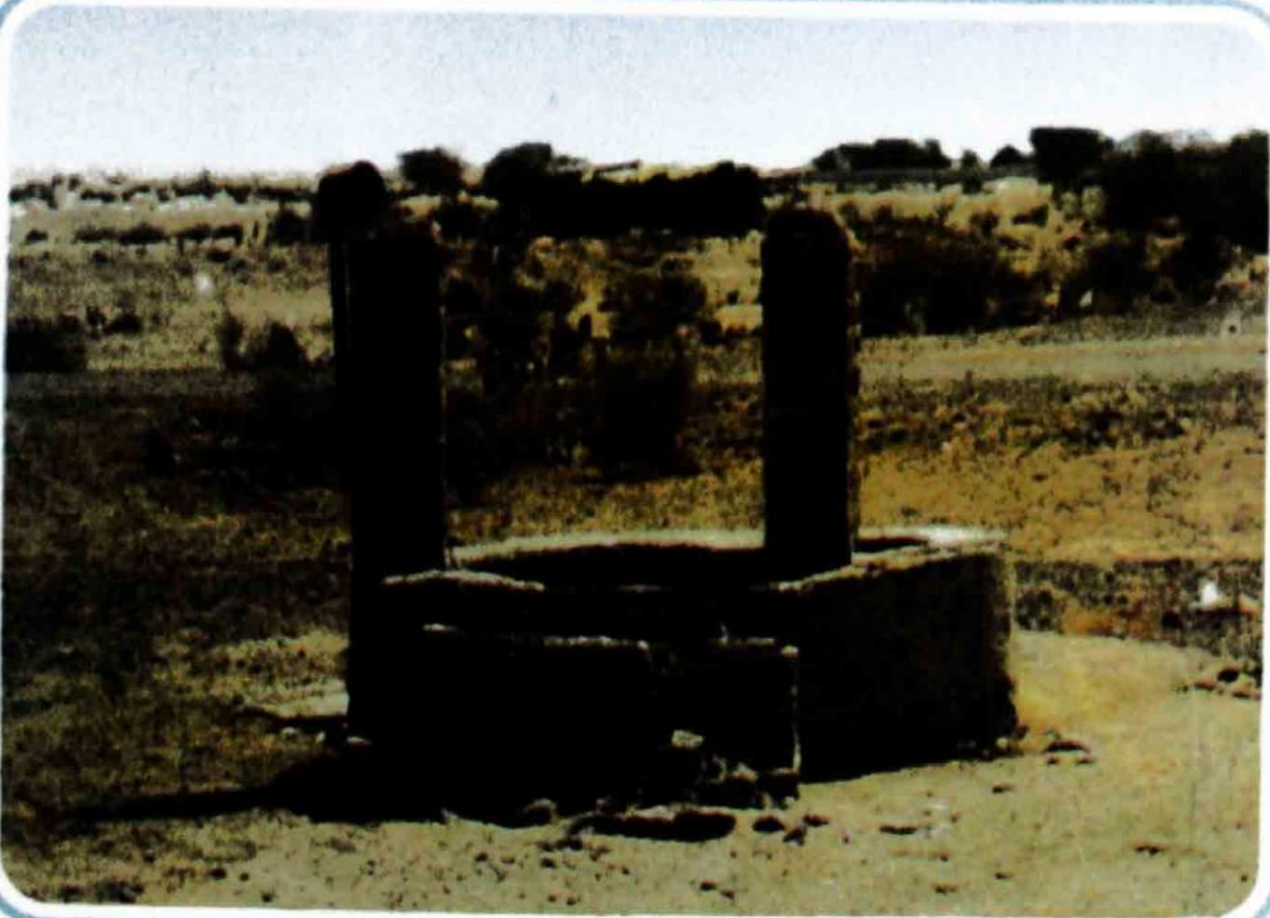
اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اس پر خوشی ظاہر فرمائی ہے۔ فرماتا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (فتح)

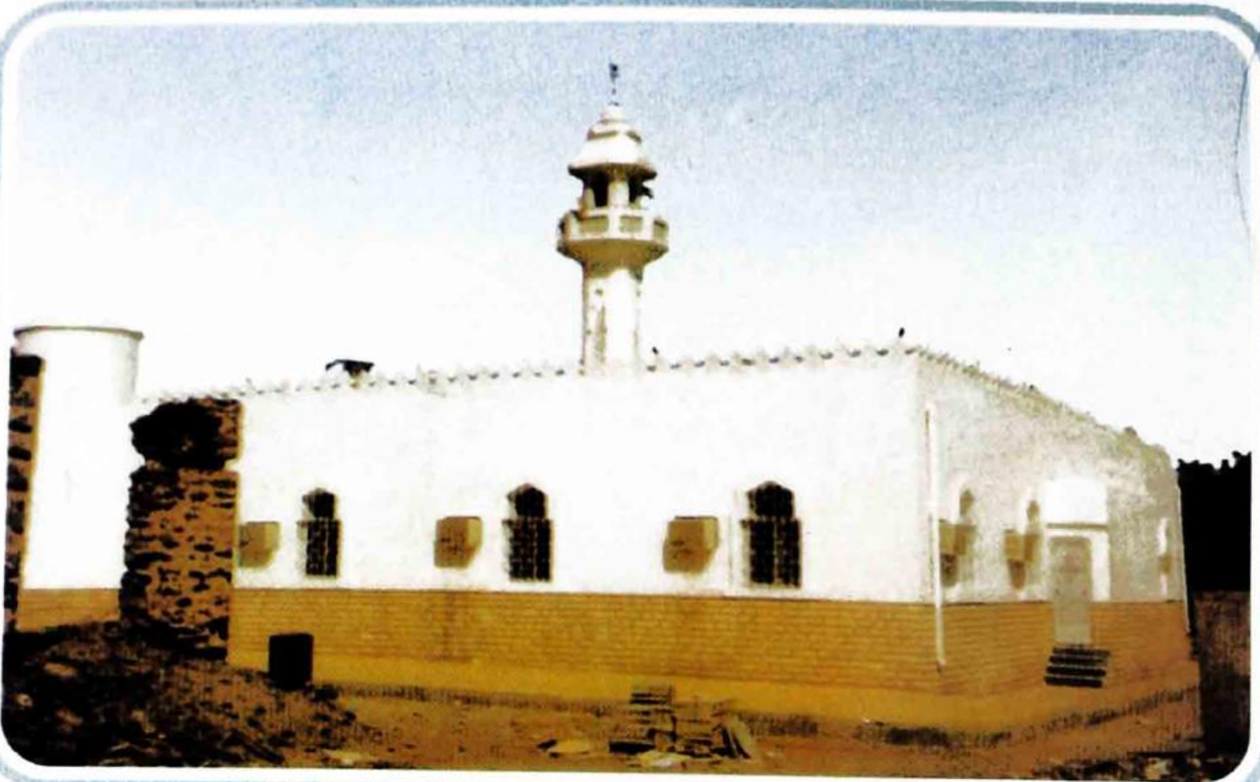
ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا، جنہوں نے درخت کے نیچے تم سے بیعت کی۔

یہ سب ہو چکنے کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی ﷛ کی شہادت کی خبر غلط تھی، لیکن مسلمانوں کے اس جوش اور غیظ و غضب کا قریش پر بہت اثر ہوا، وہ گھبرا گئے، پھر انہوں نے اپنا ایک قاصد حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں روانہ کیا۔ اس قاصد نے حضور ﷺ کے سامنے قریش کی چند شرطیں پیش کیں، جس کو حضور ﷺ نے منظور فرما کر صلح کر لی، ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مسلمان اس سال واپس جائیں، آئندہ سال آ کر عمرہ کریں۔

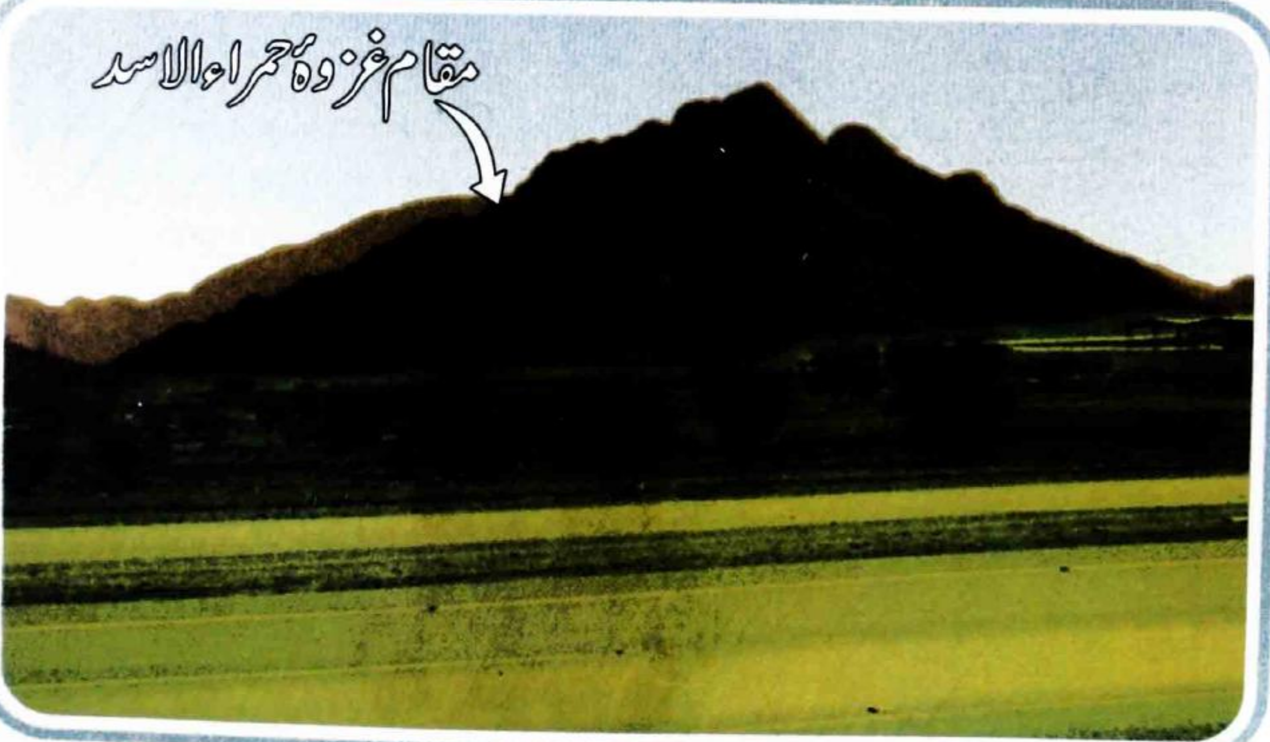
اس معاہدہ کے بعد حضور ﷺ مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ طیبہ واپس آئے۔



حدیبیہ کا قدیم کنواں جس کے نام پر اس جگہ کا نام حدیبیہ پڑ گیا۔ اسی کے قریب لشکر اسلام نے پڑاؤ کیا اور یہاں فوائد و لطائف پر مشتمل ایسے واقعات پیش آئے جن سے عامۃ المسلمین کو عموماً اور مجاہدین کو خصوصاً عہد کی پابندی، امیر کی کامل اطاعت اور آخر سانس تک میدان میں ڈٹے رہنے جیسے قیمتی سبق ملتے ہیں۔



مسجد شمیس جو صلح حدیبیہ کی یادگار کے طور پر تعمیر کی گئی۔ اس صلح میں صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کی بے مثال اطاعت کا مظاہرہ کیا تھا اور آپ کے فیصلے کے سمجھ میں نہ آنے کے باوجود اسے دل و جان سے تسلیم کیا تھا، اس پر فتح مبین کی بشارت نازل ہوئی۔



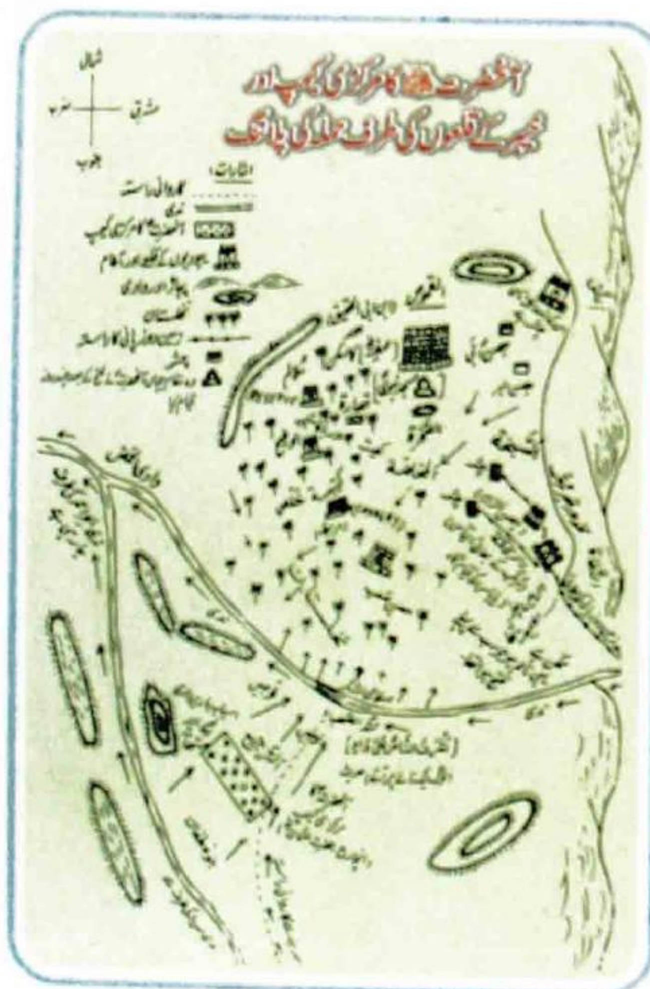
غزوۂ حمراء الاسد میں اس پہاڑی کے دامن میں حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تین دن قیام فرمایا۔ آپ کی بروقت تیاری اور دشمن کا حوصلہ توڑ دینے والی پیش قدمی کامیاب رہی اور دشمن حملے کی ہمت کئے بغیر لوٹ گیا۔

غزوۂ خیبر وفدک

7ہجری

یہود کی تمام آبادی سمٹ سمٹا کر خیبر میں جمع ہوگئی تھی، یہاں ان کے قلعے تھے، بڑی بڑی حویلیاں تھیں۔ مگر دماغ میں تو لڑائی کا سودا سمایا تھا اور دل میں فساد کی آگ بھڑک رہی تھی، اس لئے نہ چین سے بیٹھے اور نہ کسی کو بیٹھنے دیا۔ یہاں بھی مسلمانوں کے خلاف بڑی بڑی کاروائیاں کیں۔ جس سے مسلمانوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔

ے ھ میں رسول ﷺ نے حملہ کا اعلان فرمایا اعلان ہوتے ہی 1400 چودہ سو، سوار پیادے جہاد کے شوق میں اٹھ کھڑے ہوئے اور حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے۔



خیبر پہنچ کر بڑا سخت معرکہ ہوا، بڑی زبردست لڑائی ہوئی، تقریباً بیس ہزار دشمن تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی، یہودیوں کے تمام قلعے زبردست حملہ کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ لگے اور مسلمانوں کو عظیم الشان فتح ہوئی۔

اس جنگ میں حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے بڑی بہادری دکھلائی، قلعہ انہیں کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ اور بڑے بڑے بہادران کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ پندرہ مسلمان اس لڑائی میں کام آئے یعنی جام شہادت نوش فرمایا۔ اس کے بعد حضور ﷺ وادی القریٰ کی طرف بڑھے، جس میں تیما اور فدک وغیرہ تھے، وہاں کے یہودیوں نے خیبر والوں کی شرط پر صلح کر لی۔ اس کے بعد یہودیوں کی لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ خیبر میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

خیبر میں موجود یہودیوں کے قلعوں کا نقشہ

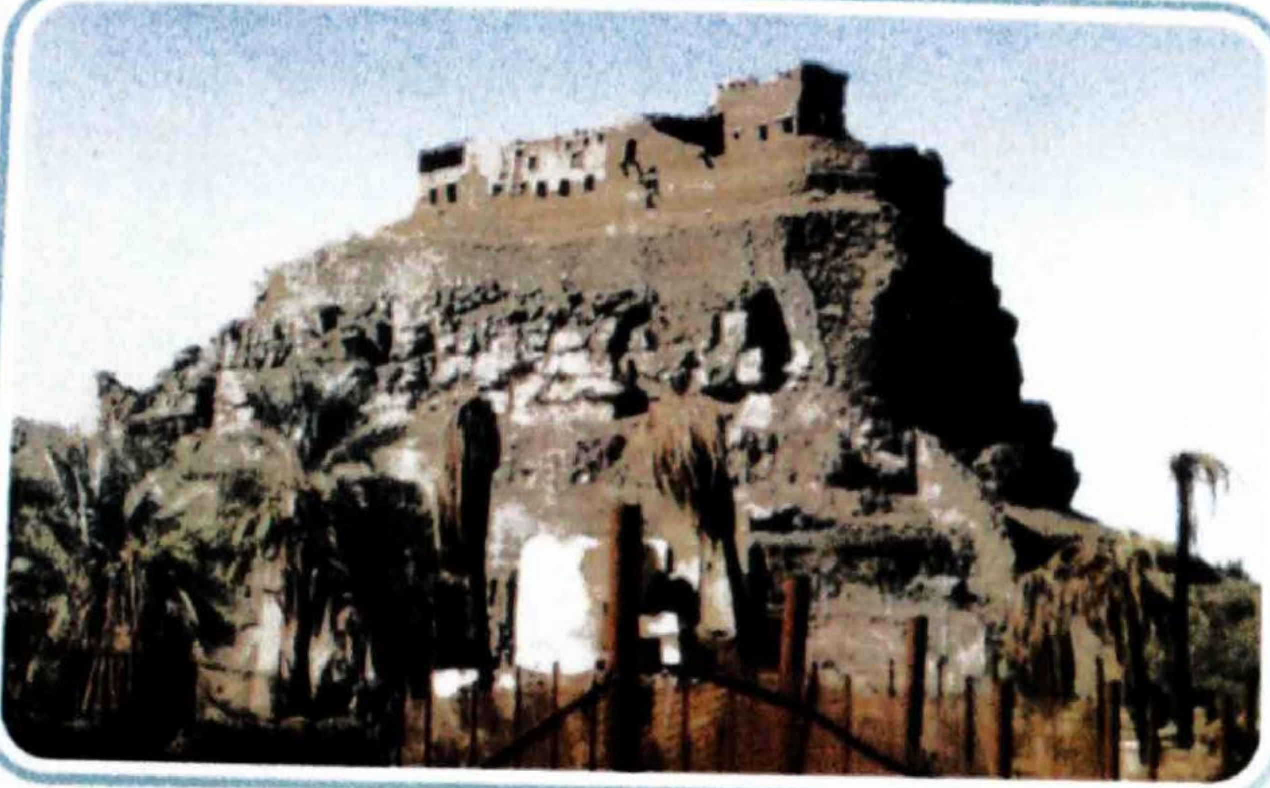
تل الشق
اُبی کا قلعہ
تل النطاۃ
رجیع
صخرہ
تل الکتیبہ
قموص کا قلعہ
مسجد صخرہ
ابو حقیق کا قلعہ
خرصہ
نزار کا قلعہ
ناعم کا قلعہ
سُلالم کا قلعہ
زُبیر کا قلعہ
صعب کا قلعہ
سَموان کا قلعہ
وطیح کا قلعہ
دُومہ
حرّۃ خیبر
مرحب کا قلعہ اور اس کا محل
حرّۃ الرّجیع
دار نبی محمہ
جبل نماز
حرۃ الشقہ
جبل اشمد
وادی الدُومۃ
تُخمی
غابۃ السفلیٰ
غابۃ العلیا
مدینہ منورہ

فتح خیبر، فدک اور وادی القریٰ (محرم ۷ھ)

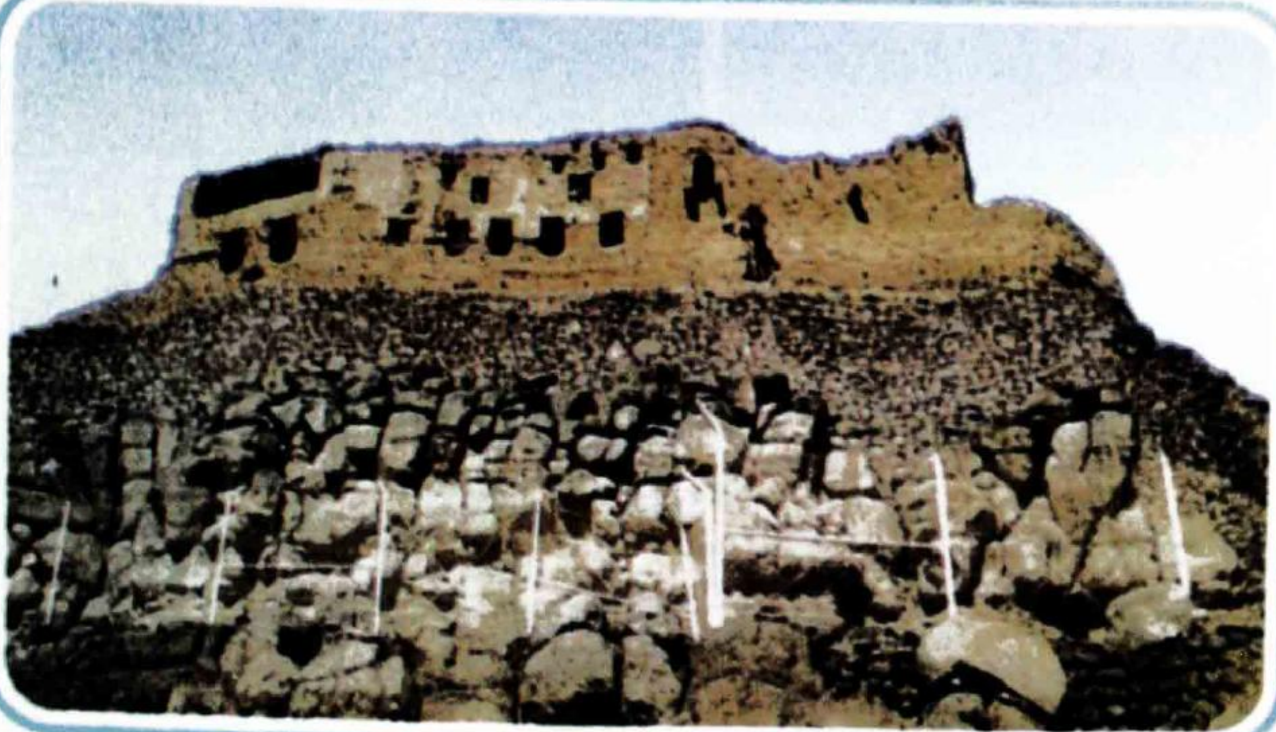
﴿ فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِکَ فَتْحًا قَرِیْبًا ﴾

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس خواب (فتح مکہ) کے واقع ہونے سے پہلے تمہارے لیے ایک قریبی فتح (فتح خیبر) مقرر فرمادی۔ (الفتح: 27/48)

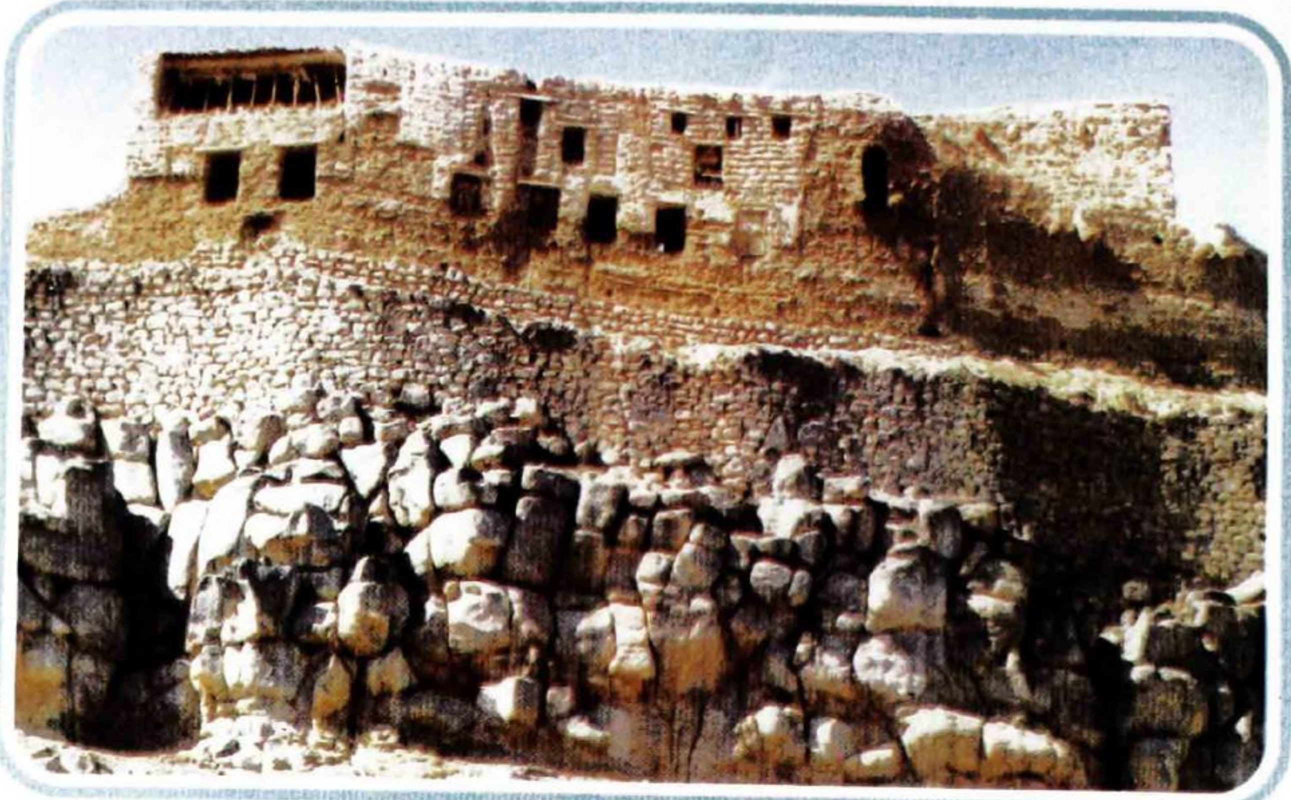
العلا
ذات الرقاع
ذی اَمر
فدک
وادی القریٰ
نجد
اُحد
بنو لحیان
بواط
العُشیرہ
ینبع
بدر
حمراء الاسد
بنو سُلیم
بحران
ودّان
الرسیع
رابغ
بحیرہ احمر



خیبر کے یہودیوں کے قلعے
جن کا حضور ﷺ اور صحابہؓ نے محاصرہ کر کے یہودیوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا



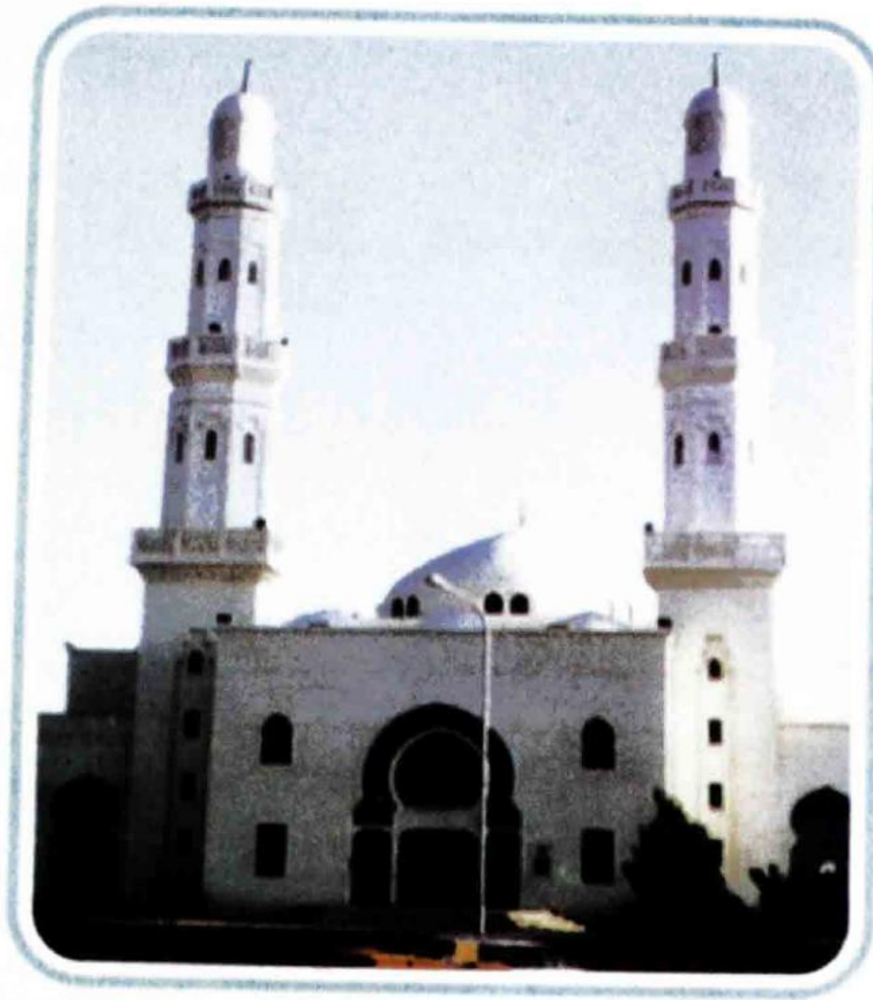
خیبر کا یہودی قلعہ



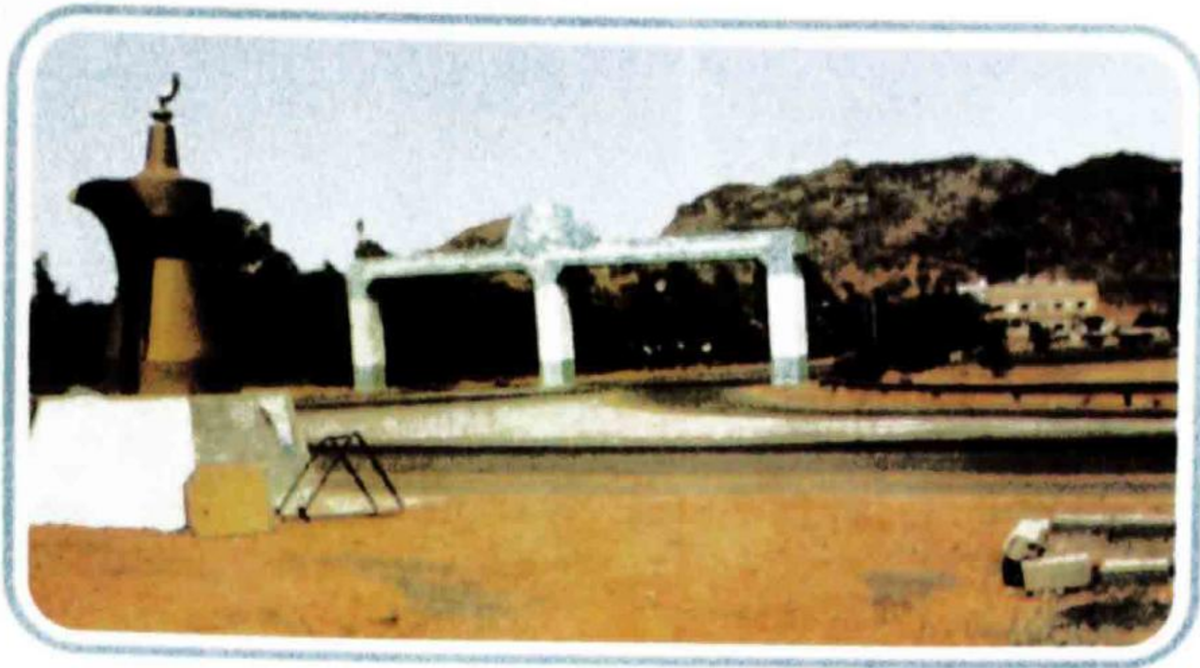
خیبر میں موجود یہودی قلعوں کا منظر



خیبر میں موجود عین الھامہ نامی چشمہ



غزوۂ خیبر میں مسجد خیبر



موجودہ خیبر کا دروازہ (باب الداخلہ) کا منظر

خیبر میں کعب بن اشرف کا قلعہ

یہ قلعہ حرہ شرقیہ میں واقع تھا۔ اس کی لمبائی ۲۳۔۲۳ میٹر تھی۔ اس کا مرکزی دروازہ غربی جانب واقع تھا۔ یہ قلعہ ۸ عظیم برجوں پر مشتمل تھا اور بڑے بڑے سیاہ پتھروں سے تعمیر تھا۔ بنونضیر کی آبادی میں یہ قلعہ تھا۔

شیخ سمہودی فرماتے ہیں کہ میں نے اس قلعہ کے آثار اور وادی مذنیب میں بستیوں کے نشانات دیکھے ہیں۔ صاحب آثار المدینہ نے اس قلعہ کی تحقیقات کیلئے خاصی دلچسپی سے کام لیا ہے۔ موقع پر پہنچ کر جائزہ لیا۔ کچھ لوگوں نے بتایا کہ یہ قلعہ نصاریٰ کا ہے۔ انہوں نے خود محسوس کرلیا کہ بدوی لوگ یہود و نصاریٰ کے درمیان کوئی امتیاز نہ رکھتے تھے۔ اس بنا پر یہ جواب دیا ہے تاہم ان بدوی لوگوں نے بتایا کہ یہ قلعہ غیر مسلموں کا تھا اور اس جگہ پر غیر مسلم یہود آباد تھے۔ ۱۳۴۸ھ میں صاحب آثار المدینہ اس قلعہ پر گئے۔ وہاں علی نامی زمیندار سے ملاقات ہوئی۔ اس نے بتایا یہ قلعہ ہماری ملکیت ہے۔ اس نے اس قلعہ میں تمام اہم مقامات سے آگاہ کیا اور ایک کنواں دکھایا جس سے قلعہ کے اندر رہنے والوں کے لئے آب رسانی کا نظام چلتا تھا۔ یہ قلعہ مدینہ منورہ کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ مدینہ منورہ سے قریباً اڑھائی گھنٹہ پیدل کی مسافت پر واقع ہے۔ راستہ یہ ہے۔ باب العوالی طریق قربان ام عشرہ حرہ۔

کعب بن اشرف کون؟

مدینہ منورہ میں بسنے والے یہود کا سر کردہ تھا۔ میدان بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہونے پر اسے سخت صدمہ پہنچا۔ شاعر تھا حضور سید عالم ﷺ کی ہجو میں بہت اشعار لکھتا تھا۔ جگہ جگہ محفلیں جما کر یہ اشعار سناتا۔ بدر میں قتل ہونے والوں کی یاد میں خود بھی روتا لوگوں کو بھی رلاتا تھا اور حضور سید عالم ﷺ کے خلاف اکساتا تھا۔ ایک مرتبہ قریش کو حرم کعبہ میں لایا۔ غلاف کعبہ تھام کر حلف لیا کہ وہ مسلمانوں سے لڑیں گے۔ (زردانی صفحہ ۹۱ ج ۲)

کعب بن اشرف کی خباثتوں پر کافی عرصہ تک صبر و تحمل سے کام لیا جاتا رہا۔ جب وہ کسی طرح بھی باز نہ آیا تو حضور ﷺ نے اس کے قتل کا حکم جاری فرمایا۔ (فتح الباری، ج ۲، ص ۲۵۹)

کعب بن اشرف کی ناکام سازش

کعب بن اشرف حضور سید عالم ﷺ کے قتل کے منصوبے بناتا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی بہانہ سے گھر بلایا اور کچھ آدمی مقرر کردیئے جبکہ آپ تشریف لائیں تو یکبارگی حملہ کرکے شہید کردیں۔ آپ ﷺ اس کی دعوت پر تشریف لے آئے۔ ابھی آکر بیٹھے ہی تھے کہ جبریل امین علیہ السلام نے کعب بن اشرف کی بدنیتی اور ارادۂ فساد و ظلم سے اطلاع عرض کی تو آپ فوراً وہاں سے روح الامین کے پروں کے نیچے سے باہر تشریف لے آئے اور صحابہ کرام سے فرمایا۔ تم میں سے کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔ یہ سنتے ہی محمد بن مسلمہؓ کھڑے ہوگئے عرض کی حضور یہ کام میرے سپرد فرمایئے۔ میں حاضر ہوں۔ اور ساتھ ہی میری درخواست بھی قبول فرمائیں کہ مجھے اس مہم کو سر کرنے میں ایسے کلمات کہنے کی اجازت فرمادیں جن کے کئی معانی ہوں کہ کعب بن اشرف ان کلمات کو سن کر خوش ہوجائے۔ درحقیقت وہ اس کیلئے موت کا پیغام ہوں۔ حضور نے ذومعنی کلمات استعمال کرنے کی اجازت دیدی۔

مکالمہ محمد بن مسلمہؓ اور کعب بن اشرف کے درمیان

کعب بن اشرف کے قتل کے منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے حضرت محمد بن مسلمہؓ ایک دن کعب بن اشرف کے ہاں تشریف لے گئے اور اس طرح گفتگو ہوئی۔

محمد بن مسلمہ: یہ شخص ہم سے زکوٰۃ وصول کرتا ہے۔ یہ مسئلہ بڑا اہم ہے۔

کعب بن اشرف: ابھی کیا دیکھا ہے۔ ابھی دیکھو گے۔ تم اس سے اُکتا جاؤ گے۔

محمد بن مسلمہ: اب تو ہم اس کے پیرو ہو چکے ہیں۔ چھوڑنا مشکل ہے۔ انجام کے منتظر ہیں۔ (اسلام کی مکمل فتح کے منتظر ہیں) تو ہمیں کچھ غلہ ادھار دے دے۔

کعب بن اشرف: مجھے کوئی انکار نہیں مگر کوئی چیز رہن رکھ دو۔

محمد بن مسلمہ: آپ کیا چیز رہن رکھوانا چاہتے ہیں۔

کعب بن اشرف: اپنی عورتیں رہن رکھ دو۔ غلہ ادائیگی پر چھڑ والینا۔

محمد بن مسلمہ: بہت مشکل ہے یہ تو ہماری غیرت کو چیلنج ہے۔

کعب بن اشرف: اپنے بچوں کو رہن رکھ دو۔

محمد بن مسلمہ: یہ بھی مشکل ہے۔ بچے بڑے ہوکر مطعون ہوا کریں گے۔ البتہ ہم اپنے ہتھیار رہن رکھ دیتے ہیں۔

کعب بن اشرف: مجھے منظور ہے۔ جنگی ہتھیار رہن رکھ دو۔

کعب بن اشرف کا قتل

معاہدہ ہوگیا۔ محمد بن مسلمہؓ رات کو آکر غلہ لے جائیں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہؓ نے اپنے رفقاء کو ساتھ لیا اور کعب کے قلعہ پر پہنچ گئے۔ دستک دی کعب نیچے آیا۔ کعب کو بیوی نے روکا۔ اس وقت قلعہ سے باہر نہ جائے۔ کعب نے نہ مانی۔ بیوی نے کہا آواز میں خون کی بو محسوس ہوتی ہے۔ کعب نے کہا شریف آدمی کو کیا ڈر ہے۔ شریف آدمی کو اگر رات نیزہ مارنے کیلئے بھی بلایا جائے تو وہ چلا جاتا ہے۔

محمد بن مسلمہؓ نے ساتھیوں کو سمجھا دیا تھا جب کعب آئے گا تو میں اس کے سر کی خوشبو کی تعریف کروں گا، اور سونگھوں گا۔ جب وہ سر کو قریب کرے گا کہ میں خوشبو لے لوں تو میں سر کے بال پکڑ لوں گا۔ تم نے جلدی سے سر کاٹ دینا ہوگا۔ کعب نیچے اترا۔ خوشبو سے معطر تھا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے خوشبو سونگھنے کی کہی۔ اس نے سر جھکا دیا۔ محمد بن مسلمہؓ نے سر کے بال پکڑ لے۔ ساتھیوں نے سر کاٹ دیا۔ ([illegible])

کعب بن اشرف کے جرائم

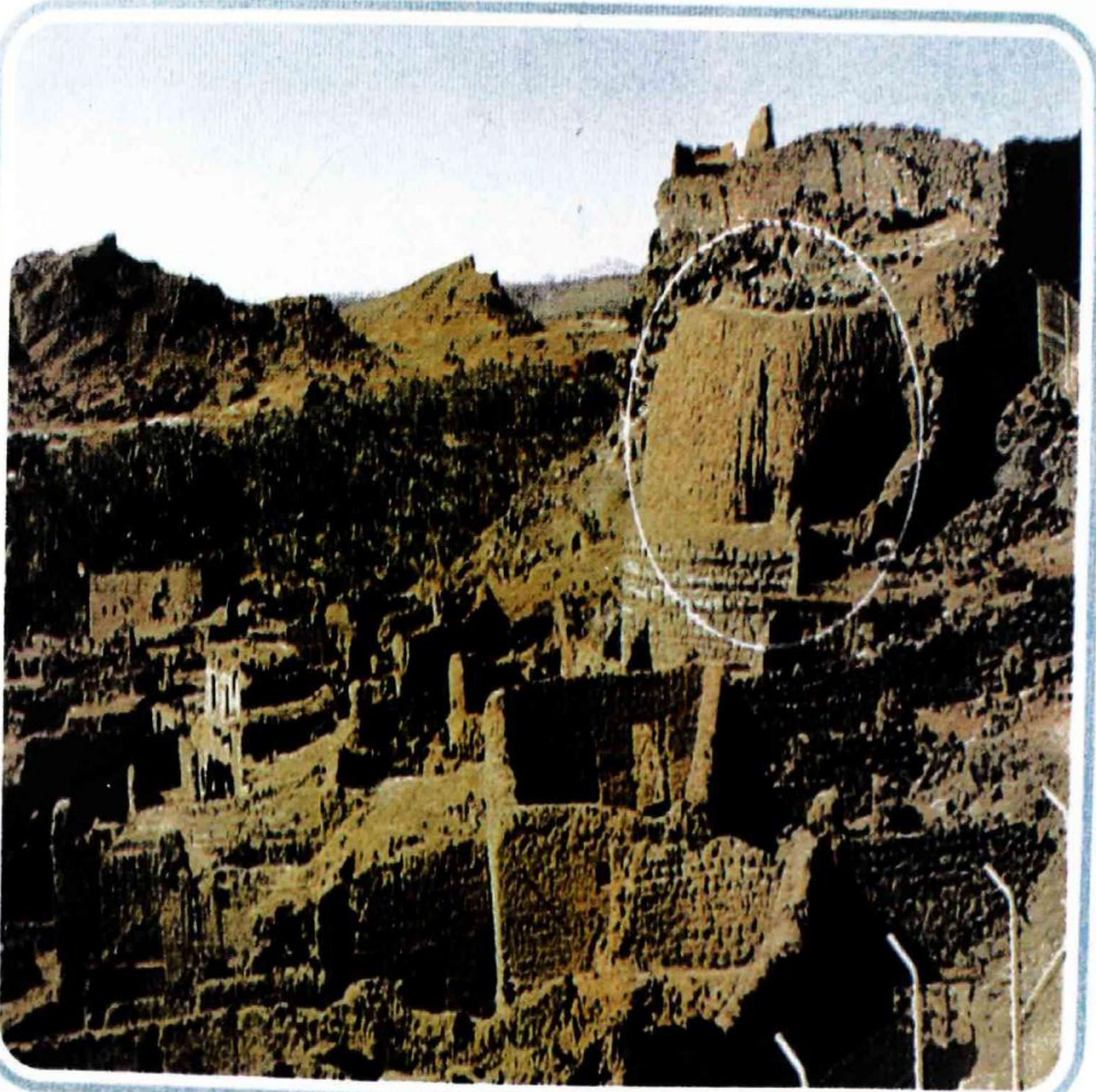
کعب بن اشرف کے وہ جرائم جن کی بناء پر اسے قتل کیا گیا یہ ہیں۔

۱۔ دین اسلام پر طعن و تشنیع کرنا۔
۲۔ دعوت کے بہانے سے حضور ﷺ کے قتل کی سازش کرنا۔
۳۔ عوام الناس کو اسلام اور حضور ﷺ کے خلاف اکسانا۔
۴۔ ملت اسلامیہ سے فریب اور خلاف عہد کرنا۔
۵۔ حضور سید عالم ﷺ کی شان میں توہین بھرے اشعار کہنا۔
۶۔ حضور سید عالم ﷺ کو گالیاں دینا۔
۷۔ لوگوں کو بغاوت پر آمادہ کرنا۔



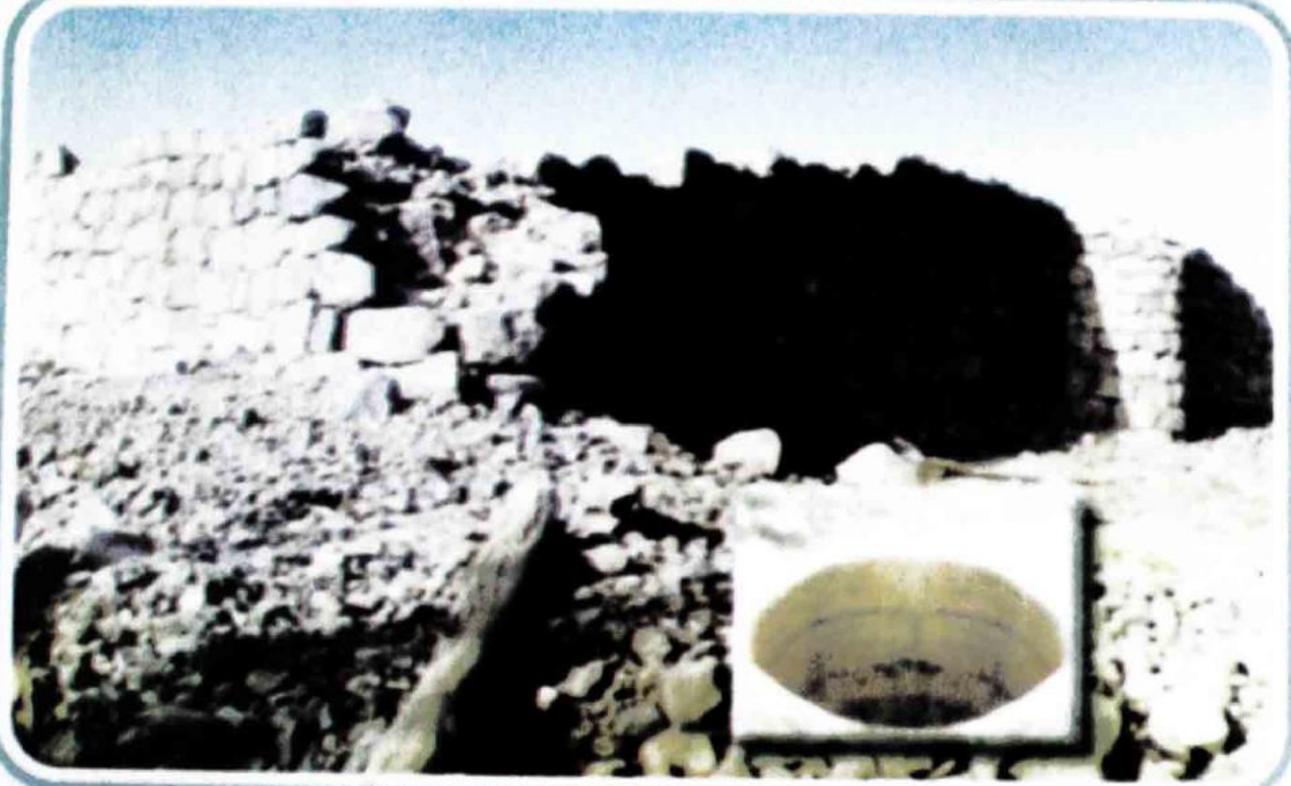
خیبر میں موجود یہودی قلعوں کا نظارہ

کعب بن اشرف یہودی سردار تھا آپ ﷺ سے سخت نفرت کرتا تھا حتیٰ کے لوگوں کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکاتا تھا انہی وجوہات کی بناء پر آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ کون ہے جو اس کو قتل کرے؟ چنانچہ محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ تیار ہوئے اور کعب کے قتل کیلئے روانہ ہو گئے موقع ملنے پر محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب کو قتل کیا جس پر آپ ﷺ بہت خوش ہوئے



کعب بن اشرف یہودی کے قلعے کا اندرونی منظر

کعب بن اشرف کے قلعے

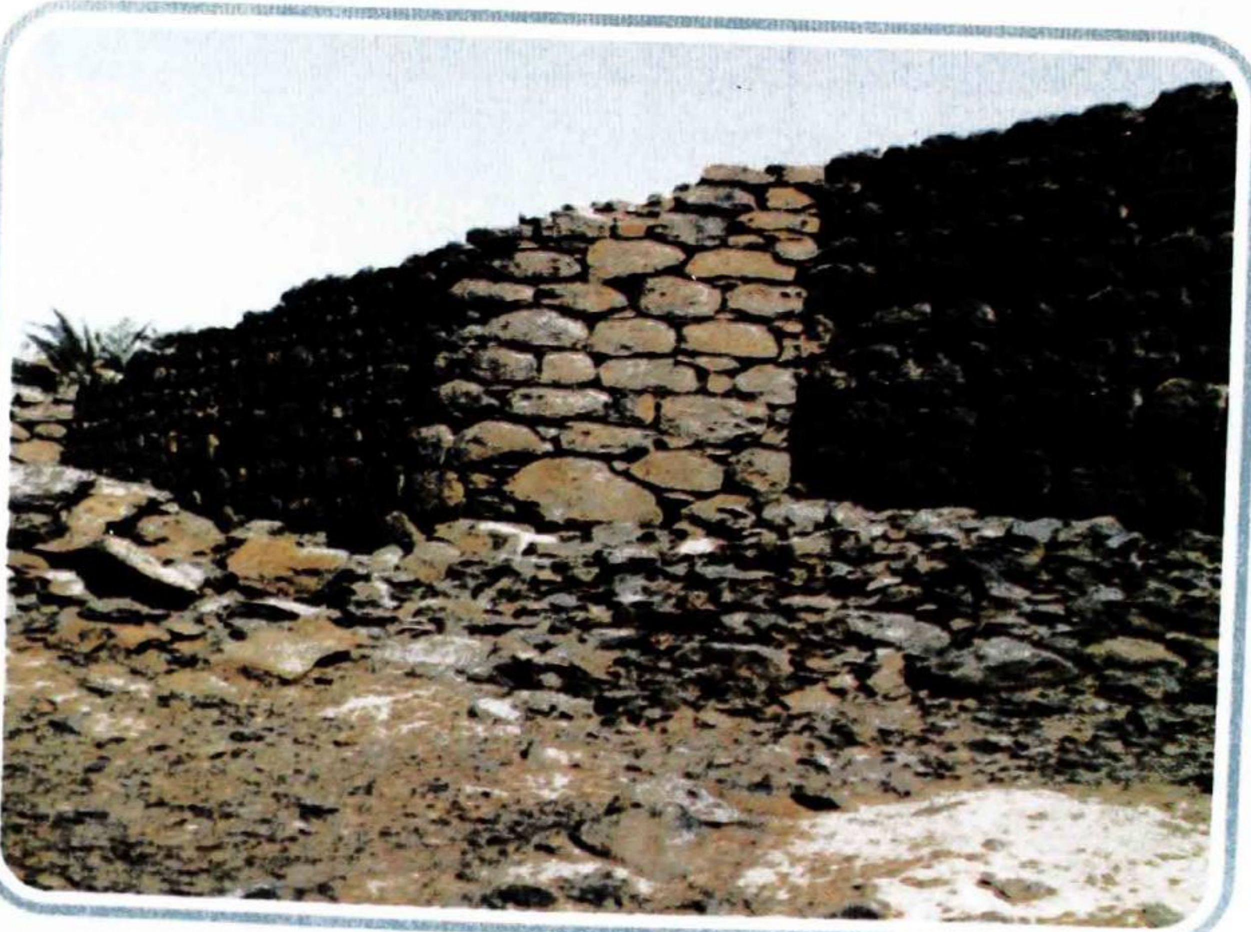




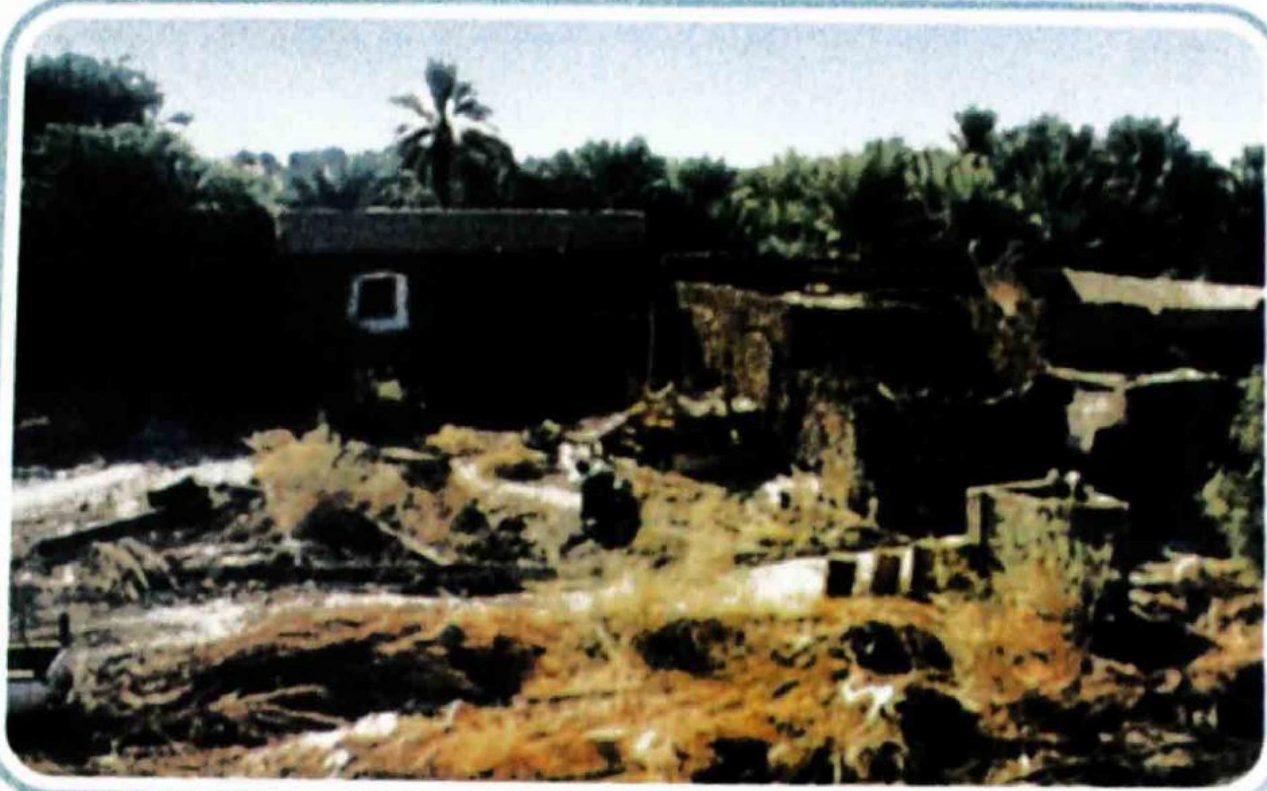
کعب بن اشرف نامی یہودی کے قلعہ کے کھنڈرات



کعب بن اشرف کے باغات اور قلعے کے کھنڈرات جو گستاخانِ رسول کے عبرتناک انجام کی یاد دلاتے ہیں



یہودی سردار کعب بن اشرف یہودی کے قلعے کا بیرونی منظر



کعب بن اشرف کے قلعہ کے قریب یہودیوں کے مکانات کے باقیات

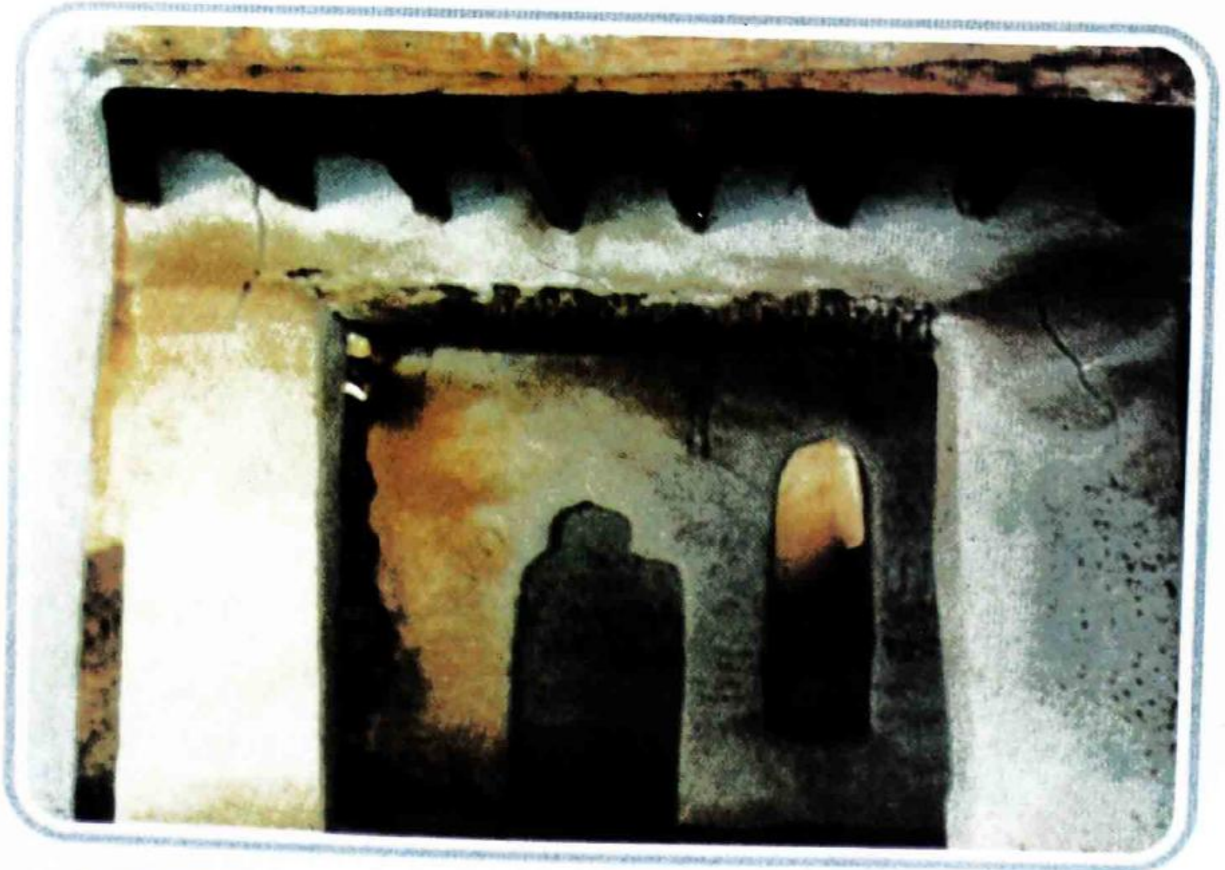


خیبر میں موجود یہودیوں کے مکانات

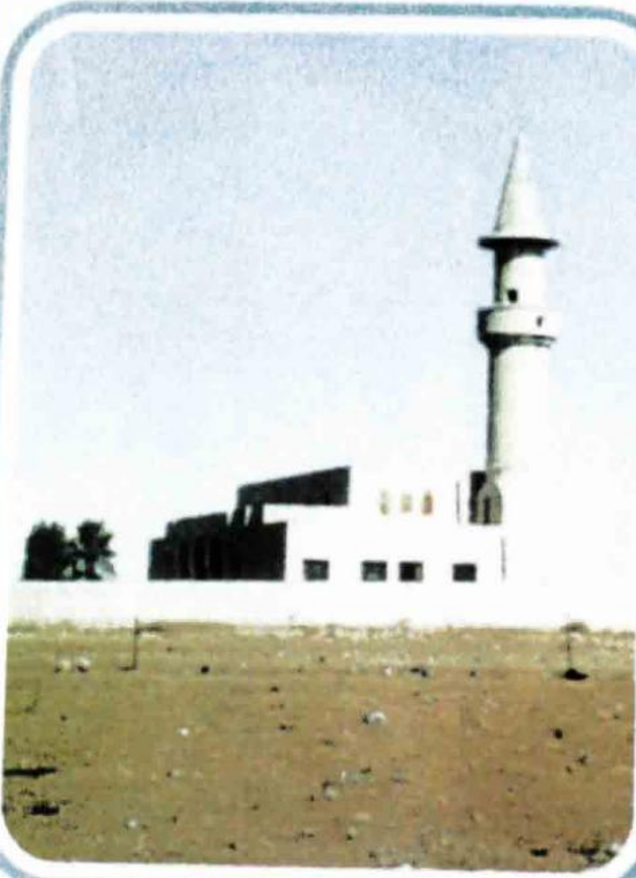
قلعہ قموص قلعہ ناعم کے بعد قلعہ قموص فتح ہوا یہ قلعہ خیبر کے قلعوں میں نہایت مستحکم تھا۔ جب اس قلعہ کا محاصرہ ہوا تو آنحضرت ﷺ دردِ شقیقہ کی وجہ سے میدان میں تشریف نہ لا سکے اس لئے جھنڈا دے کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ باوجود پوری جدوجہد کے قلعہ فتح نہ ہو سکا، واپس آ گئے۔ دوسرے روز فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دے کر روانہ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوری جدوجہد سے قتال کیا لیکن بغیر فتح کئے ہوئے واپس آئے۔

اس روز آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہو اور اللہ اور اس کا رسول اس کو محبوب رکھتا ہو اور اس کے ہاتھ پر اس کو فتح فرمائے۔ ہر شخص منتظر تھا کہ دیکھئے یہ سعادت کس کے حصہ میں آتی ہے۔ تمام شب اسی تمنا اور اشتیاق میں گزری۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اس وقت آشوب کی ہوئی تھیں بلا کر آنکھوں کو لعاب دہن لگایا اور دعا پڑھی۔

فوراً اسی وقت آنکھیں اچھی ہو گئیں گویا کبھی کوئی شکایت پیش ہی نہیں آئی تھی اور جھنڈا مرحمت فرمایا اور یہ نصیحت فرمائی کہ جہاد و قتال سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ان کو خبردار کرنا۔ خدا کی قسم اگر ایک شخص کو اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ ہدایت نصیب فرمائے تو وہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جھنڈا لے کر روانہ ہوئے اور قلعہ ان کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ (رواہ البخاری)



مقام قلعہ قموص کے نیچے مسجد علی رضی اللہ عنہ کا محراب۔ اس مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کو قتل کیا تھا



غزوہ موتہ 8 ہجری

موتہ کی لڑائی اور اسلام کی فتح

موتہ شام کا علاقہ ہے جو دمشق کے قریب اور بیت المقدس سے تقریباً دو منزل پر ہے۔ یہاں عیسائی رومیوں کا زور تھا۔

اب تک تو مسلمانوں کو صرف عرب یہود اور مشرکوں سے مقابلہ رہا لیکن اب عیسائی رومیوں سے زور آزمائی کی ضرورت پیش آ گئی۔

یہاں کے رئیس نے حضور ﷺ کے قاصد کو جو خط لے کر گیا تھا قتل کرا دیا۔ چونکہ قاصد کا قتل جرم ہے اس لئے حضور ﷺ نے اس کا بدلہ لینے کیلئے جمادی الاول ۸ھ میں تین ہزار فوج مدینہ طیبہ سے روانہ فرمائی اور حضرت زید بن حارثہ ؓ کو اس پر سردار مقرر فرمایا اور فرمایا کہ اگر زید بن حارثہ ؓ شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ ؓ سپہ سالار ہوں، یہ بھی کام آ جائیں تو پھر مسلمان جس کو چاہیں امیر بنالیں اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ لڑائی سے پہلے ان کو صلح پر آمادہ کرو، اسلام کی تلقین کرنا، جب نہ مانیں تو پھر تلوار سے کام لینا۔

مسلمانوں کا لشکر روانہ ہوا۔ ادھر مسلمانوں کے مقابلہ میں شاہ غسان اور روم کے بادشاہ قیصر نے ۲ لاکھ کا لشکر میدان میں اُتار دی۔ اللہ اکبر کہاں تین ہزار اور کہاں ۲ لاکھ، خدا کی شان نظر آتی ہے۔

غزوۂ موتہ کے شہداء کی اجتماعی قبر، قدیم مسجد اور میدان موتہ



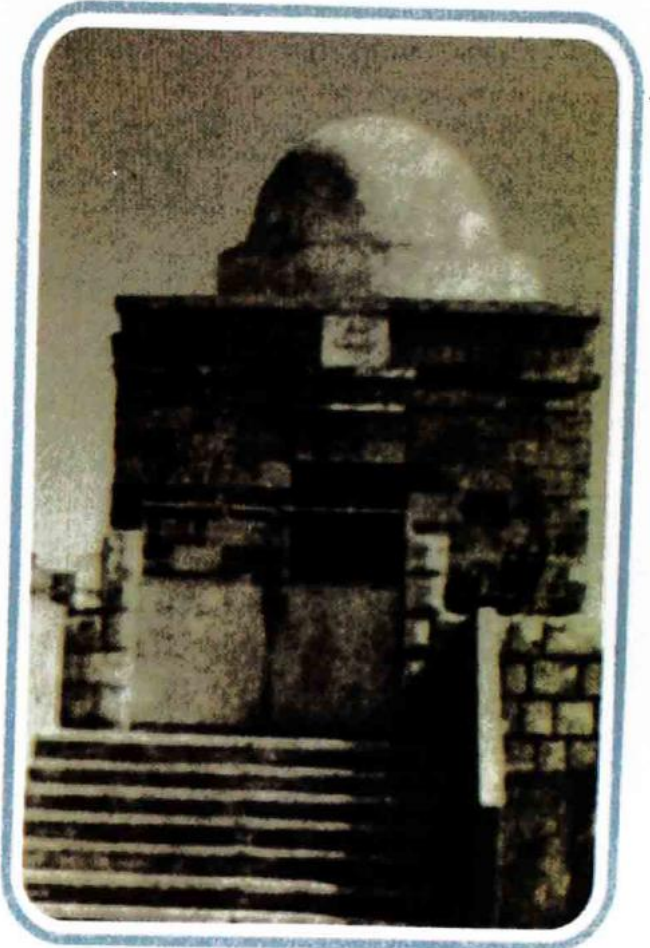
(۱) جنگ موتہ ۸ھ بمطابق ستمبر ۶۲۵ء میں ہوئی۔ (۲) موتہ ملک شام میں ایک جگہ ہے مدینہ سے 1 ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ (۳) یہ جنگ اس لئے ہوئی کہ وہاں کے سردار نے آپ ﷺ کے قاصد کو قتل کر دیا تھا۔ (۴) اس غزوہ میں 3 ہزار صحابہ ؓ تھے اور کفار 2 لاکھ تھے۔ (۵) اس غزوہ میں مسلمانوں کو فتح ملی کفار بھاگ گئے۔

دونوں فوجوں میں مڈبھیڑ ہوئی، غضب کا رَن پڑا، دونوں طرف کے بہادر اپنی پوری قوت سے کام لے رہے تھے، بڑی زبردست لڑائی ہوئی، مسلمان اللہ کی راہ میں شہادت کے شوق میں اپنی جان ہتھیلی پر لئے ہوئے تھے، ان کو شہادت زندگی سے زیادہ عزیز تھی، اسی وجہ سے انہوں نے اپنی کمی اور ان کی زیادتی پر کوئی توجہ نہ کی اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا، مگر یہ کم اور وہ کئی گنا زیادہ، لڑتے لڑتے کلیجہ منہ کو آگیا مارتے مارتے شل ہوگئے، دوڑتے دوڑتے ہاتھ پاؤں تھک گئے، لیکن کیا مجال کہ ایک قدم بھی پیچھے ہٹے ہوں۔

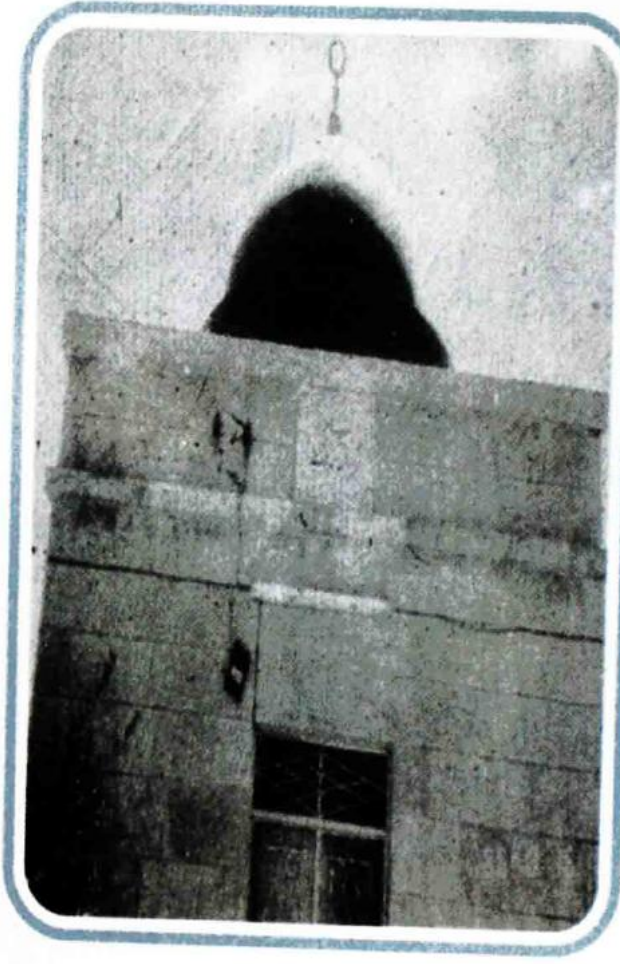
حضور ﷺ کی پیشنگوئی کے مطابق تینوں سردار یکے بعد دیگرے شہادت کے ساغر نوش فرماگئے اور سرداری حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آئی، جواب مسلمان ہوچکے تھے، ان کی بہادری تو مشہور ہے، انہوں نے انتہائی بہادری اور نئی تدبیر سے ایسا زبردست حملہ کیا کہ دشمن کے حواس اڑ گئے۔ صرف ایک ہی حملہ میں ڈیڑھ لاکھ فوج کا منہ پھر گیا، اور ان کو بھاگتے ہی بنا، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس چھوٹی سی فوج کو اتنی بڑی فوج پر نمایاں کامیابی عطا فرمائی اور وہ فتح ونصرت کے ساتھ خوشی خوشی کامیاب بامراد واپس ہوئے۔

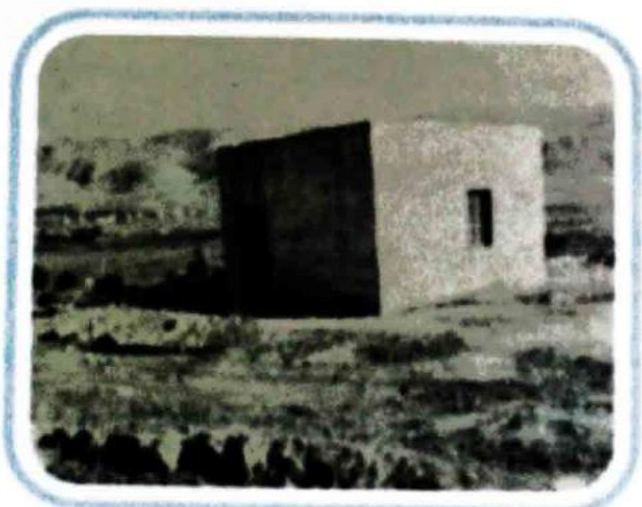
آنحضرت ﷺ نے اسی لڑائی میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ (یعنی اللہ کی تلوار) کا لقب عطا فرمایا۔

شہید موتہ، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا مدفن



اردن میں موجود موتہ کے میدان میں شہید ہونے والے صحابی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک





مقام حضرت شرجیل بن حسنہ ؓ



شہید موتہ، حضرت جعفر طیار ؓ، مزار



مقام شہید موتہ حضرت زید بن حارثہ ؓ



شہید موتہ، حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کا مزار مبارک

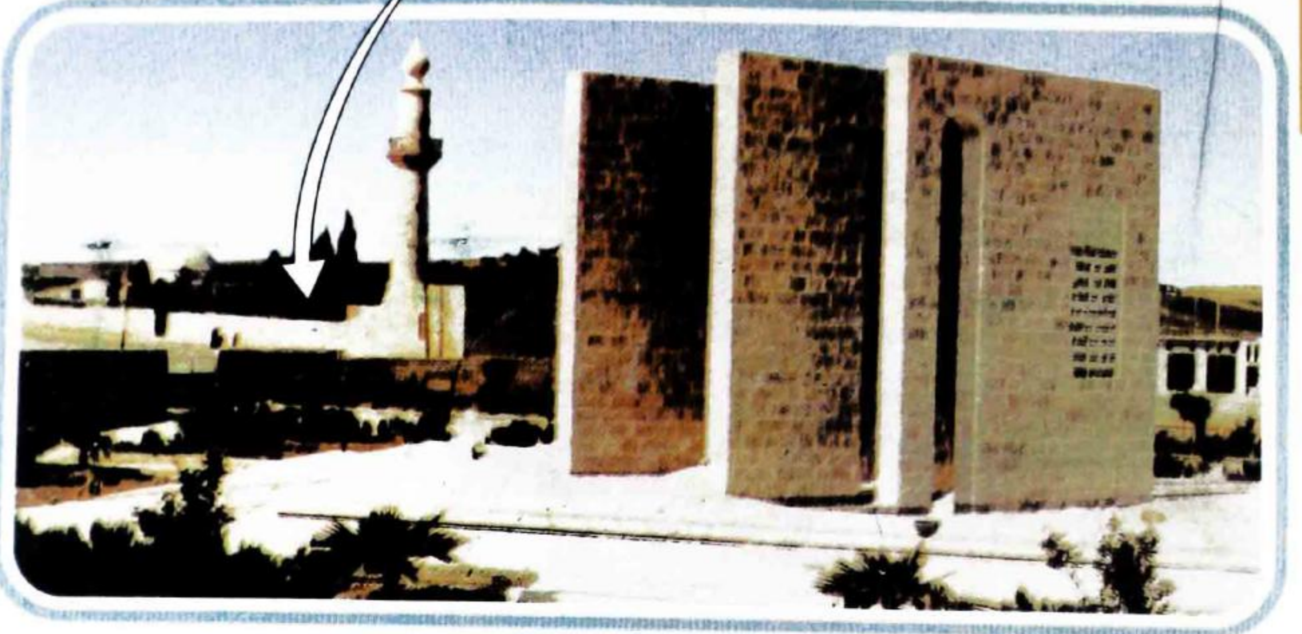


مقام شہید موتہ حضرت ضرار بن الازور ؓ



موتہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کے مزار کا اندرونی منظر

غزوۂ موتہ کے معرکہ کی جگہ بنی ہوئی یادگار موتہ مسجد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ



اسی مسجد میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک بھی ہے۔اب میدان موتہ سلطنت اردن کا حصہ بن چکا ہے



غزوۂ موتہ کے میدان میں موجود شہداء کی اجتماعی قبر



خانۂ کعبہ کی چھت پر اسلامی پرچم

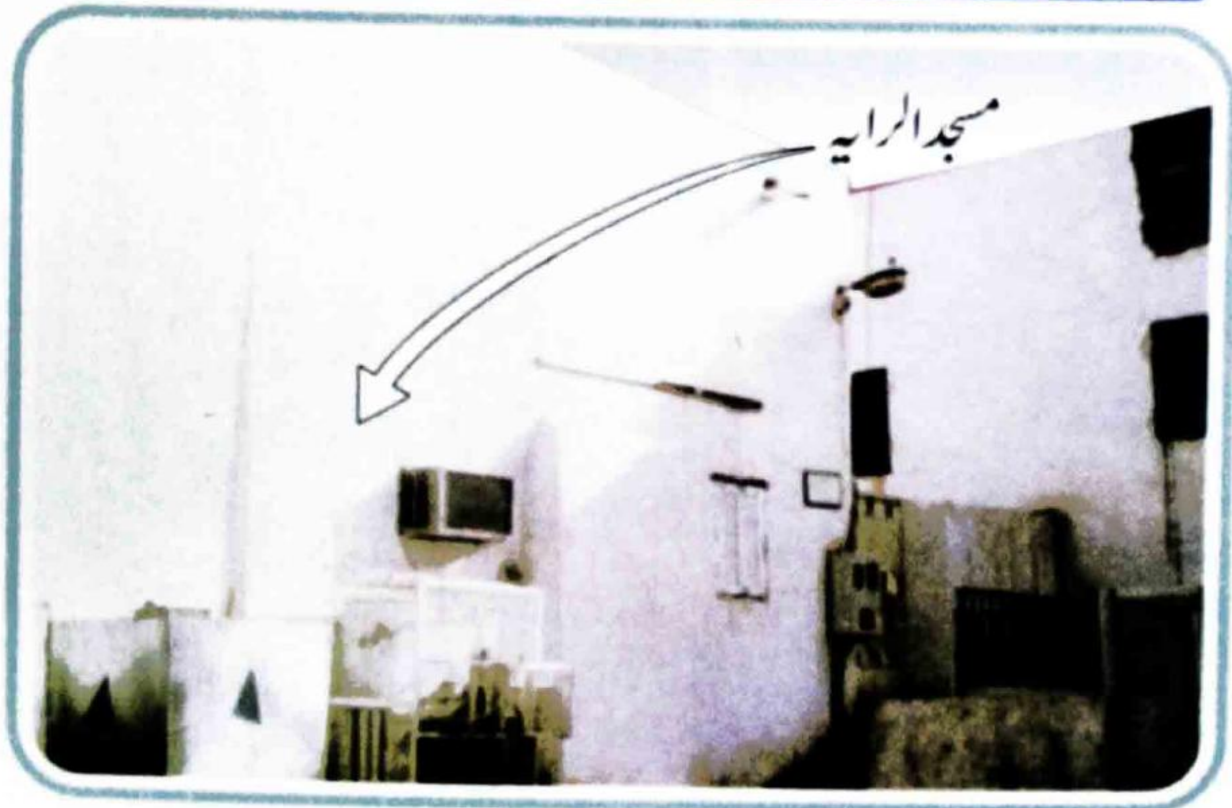
صلح حدیبیہ کے موقع پر جو شرطیں مسلمانوں اور قریش کے درمیان طے ہوئی تھیں، ان کو مسلمانوں نے پوری طرح سے نبھایا، لیکن جو خود اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارلے اس کا کیا علاج۔

کفارِ مکہ نے صلح کے باوجود مسلمانوں کے ایک دوست قبیلہ کو جو خزاعہ کا قبیلہ کہلاتا تھا، خاص حرم شریف کے اندر صرف دشمنی اور عداوت کی بناء پر بڑی بے دردی سے قتل کر ڈالا۔

اس قبیلہ کے چند آدمیوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر فریاد کی۔ حضور ﷺ کو یہ واقعہ سن کر بہت صدمہ ہوا، مگر حضور ﷺ نے پہلے یہ کیا کہ قریش کے پاس قاصد بھیجا، اور تین شرطیں فرمائیں، کہ ان میں سے کوئی منظور کرلیں۔

قریش کے سرداروں نے یہ تیسری بات مان لی کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا، لیکن بعد میں بہت پچھتائے کہ ہم نے یہ کیا حرکت کی۔ فوراً ابوسفیان کو مدینہ روانہ کیا کہ اس معاہدہ کو پھر سے قائم کرلیں ابوسفیان آئے مگر ان کی کچھ نہ چلی، ناکام واپس ہوئے۔

حضور ﷺ ان کی عہد شکنی سے مجبور ہوکر ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ میں ان مظلوموں کا بدلہ لینے کیلئے دس ہزار مسلمانوں کی فوج لے کر مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔



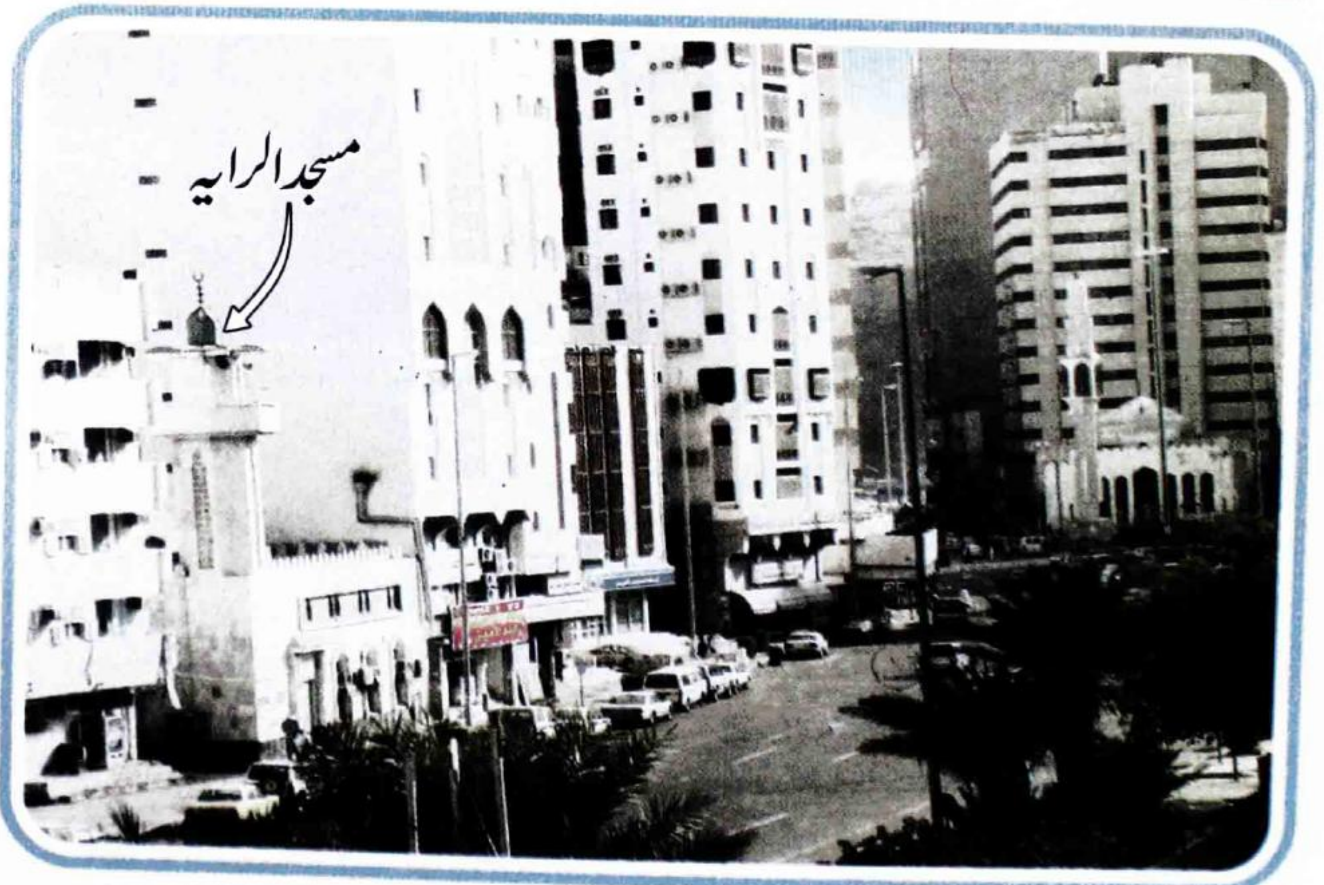
وہ مقام جہاں فتح مکہ کے موقع پر فتح کا جھنڈا نصب کیا گیا تھا

مکہ معظمہ کے قریب پہنچ کر ایک جگہ قیام فرمایا۔ قریش کو جب اس کا علم ہوا تو ابوسفیان کو دریافت حال کیلئے روانہ کیا۔ ابو سفیان نے یہاں پہنچ کر فوج کا کرّ وفر دیکھا تو ہوش اڑ گئے، حواس کھو گئے اور سمجھ گئے کہ اب قریش کی خیر نہیں، اب بغیر امن حاصل کئے چارہ نہیں۔ بس حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعے اپنے لئے اَمان حاصل کی پھر حضور ﷺ کے کریمانہ برتاؤ سے متاثر ہوکر ایمان لے آئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ، ابوسفیان کو اسلامی فوج کا کرّ وفر دکھلانے کی خاطر پہاڑی کی چوٹی پر چڑھا لے گئے، تھوڑی دیر بعد اسلامی لشکر بڑی شان اور بڑے کرّ وفر سے آتا ہوا دکھائی دیا، اللہ اکبر کے نعروں سے مکّہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ اور ایک لشکر کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا، آخر میں مہتابِ رسالت نظر آیا، جس کے گرد وفاداری کا ہالہ تھا، گویا چاند کے گرد ہالہ پڑا۔

مکہ مُعظمہ میں مسلمانوں کا شاندار داخلہ

وہ مکہ جہاں آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے جاں نثاروں کو طرح طرح کی تکلیفیں سہنا پڑیں، حتّٰی کہ اپنا عزیز وطن چھوڑنا پڑا، اسی پیارے وطن اور مقدس سرزمین میں آج کس شان سے داخل ہو رہے ہیں۔



مسجد راية: رایہ کے معنی جھنڈا کے ہیں۔
فتح مکہ کے موقع پر جناب نبی کریم ﷺ کا جھنڈا جہاں نصب کیا گیا تھا یہ مسجد اس مقام پر قائم کی گئی ہے

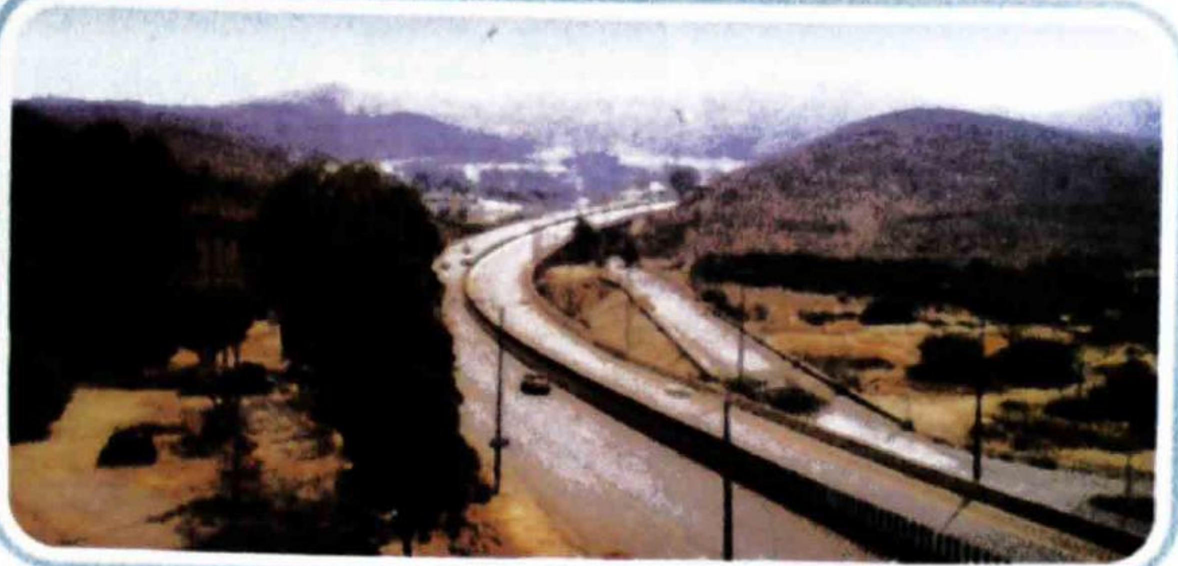
غزوہ طائف 8 ہجری

غزوہ حنین سے فراغت کے بعد سرورِ دو عالم ﷺ نے طائف کی طرف جہاد کیلئے سفر کیا۔ وہی طائف والے لوگ تھے جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کو 8 میل تک پتھر مارے حتیٰ کہ 8 میل تک حضور ﷺ کو بھاگنا پڑا حتیٰ کہ آپ ﷺ کے جوتے مبارک خون سے بھر گئے۔ مگر اس بار طائف کا محاصرہ اپنی ذات کیلئے نہیں کیا گیا تھا بلکہ غزوہ حنین میں طائف کے اکثر کفار شریک تھے اور انہی کافروں نے بہت سے کبار صحابہؓ کو قتل کیا اور معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔

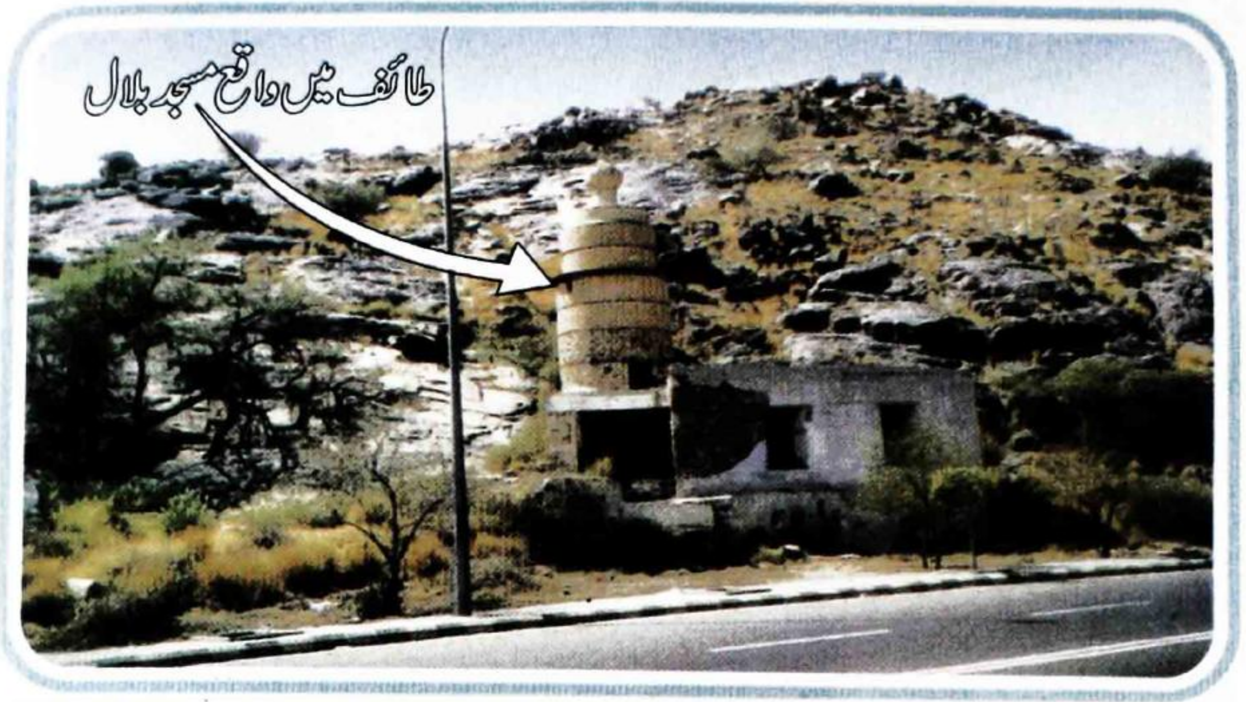
دوسری طرف طائف کے کافروں کو حضور اکرم ﷺ کی آمد کی خبر ہوئی تو انہوں نے غلہ کی کثیر مقدار جمع کی اور طائف کے مضبوط قلعوں میں چلے گئے۔

حضور ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی (جن کو اللہ کی تلوار کا لقب ملا تھا) کو 1000 صحابہ کا امیر بنا کر طائف بھیجا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے طائف والوں کو سمجھایا کہ شکست تسلیم کرو جو قلعہ سے نکل آئے گا وہ آزاد ہے۔ جو قلعہ میں رہے گا وہ ہلاک کر دیا جائے گا۔ چنانچہ متعدد کفار قلعہ سے نکل آئے مگر اکثریت قلعہ ہی کو محفوظ پناہ گاہ سمجھتے ہوئے قلعہ ہی میں رہی۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے بیوقوفو! اپنے قلعوں پر ناز مت کرو اس سے بڑے بڑے قلعے قریظہ، خیبر اور اہلِ یہود کو نہ بچا سکے اب تو مکہ بھی فتح ہو چکا ہے حنین اور ہوازن والے بھی شکست تسلیم کر چکے ہیں لہٰذا تم بھی شکست تسلیم کر لو۔" مگر اہلِ طائف نے شکست نہ مانی۔ تو صرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حکم پر اس غزوہ میں پہلی بار منجنیق کا استعمال ہوا۔

18 دن تک طائف والوں کا حضور اکرم ﷺ نے محاصرہ کیا اور پھر واپسی کا حکم دے دیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم ان کا محاصرہ ختم نہیں کریں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا واپس چلو یہ اللہ کا حکم ہے چنانچہ حضور ﷺ طائف والوں کو ہدایت کیلئے دعا کرتے ہوئے واپس لوٹے تو اللہ کی شان کچھ ہی عرصہ میں طائف والے حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر مسلمان ہو گئے۔



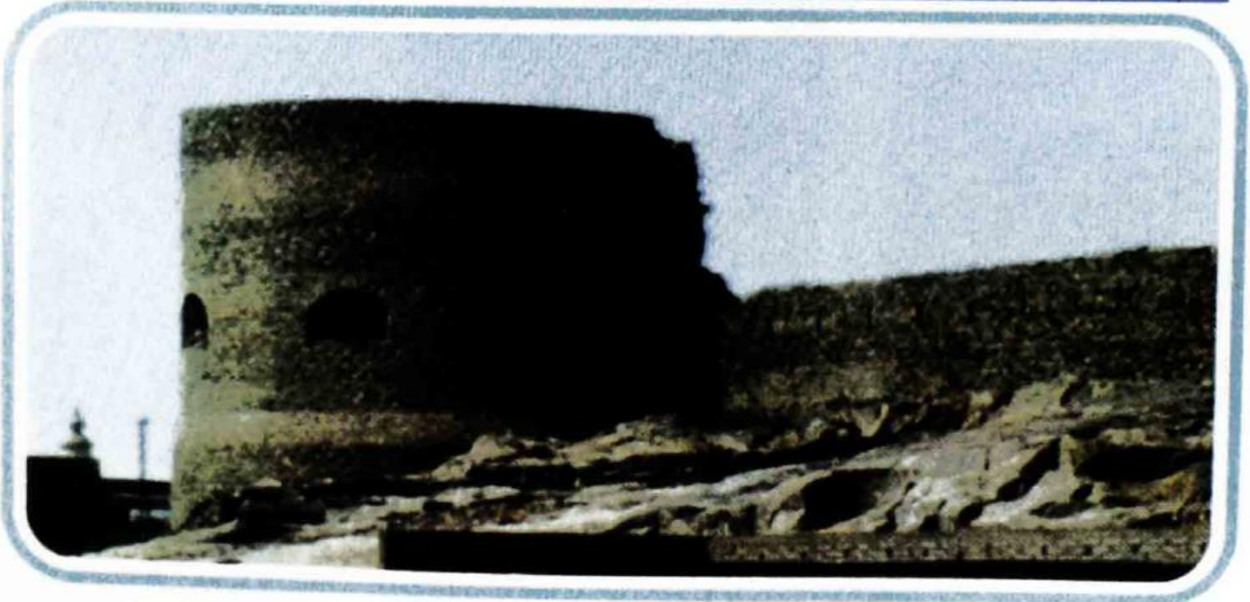
وادی طائف کا پرنور منظر اس وادی کی آب وہوا میں حضور ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو آج بھی موجود ہے



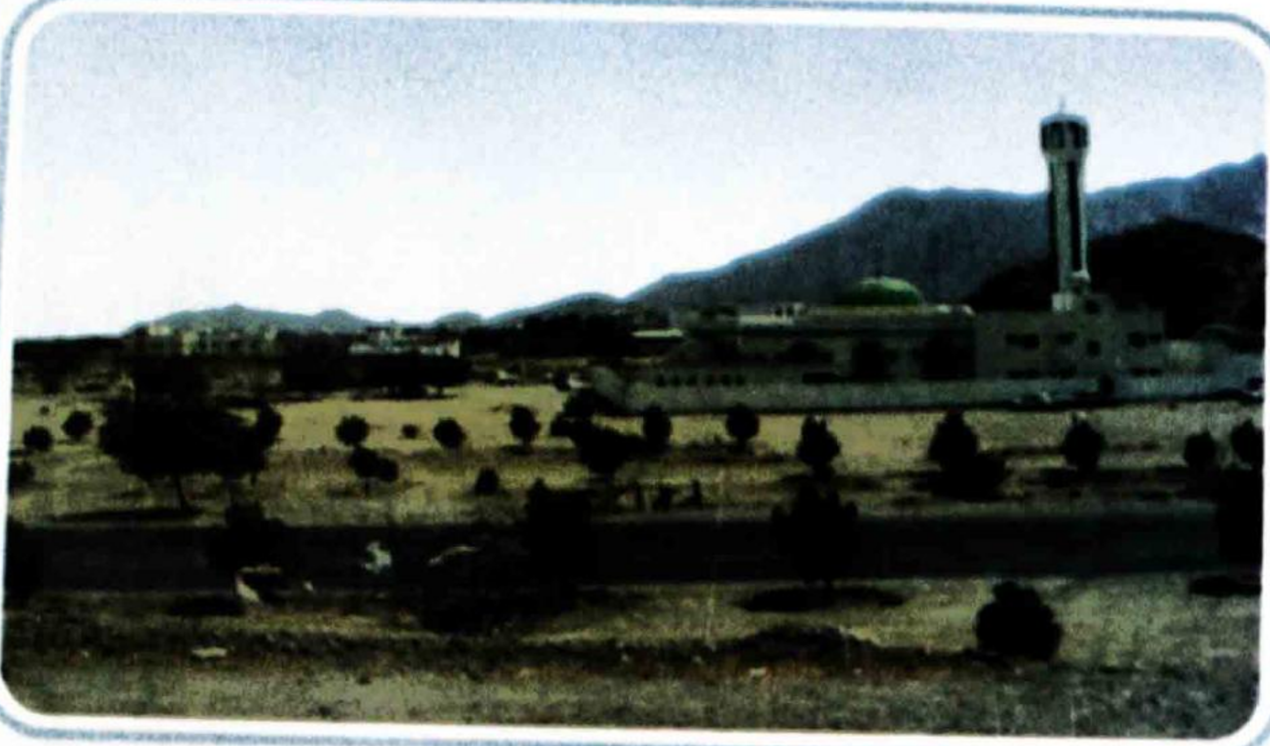
روایت کے مطابق محاصرے کے دنوں میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یہاں اذان دی اور باجماعت نماز ادا کی جاتی رہی

مسجد الطائف: ابن اسحاقؒ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے حنین کا سفر اختیار فرمایا تو پہلے مقام فیقہ پھر نخب سے ہوتے ہوئے سدرہ (جو صادرہ کے نام سے مشہور ہے) اور پھر طائف تشریف لائے۔

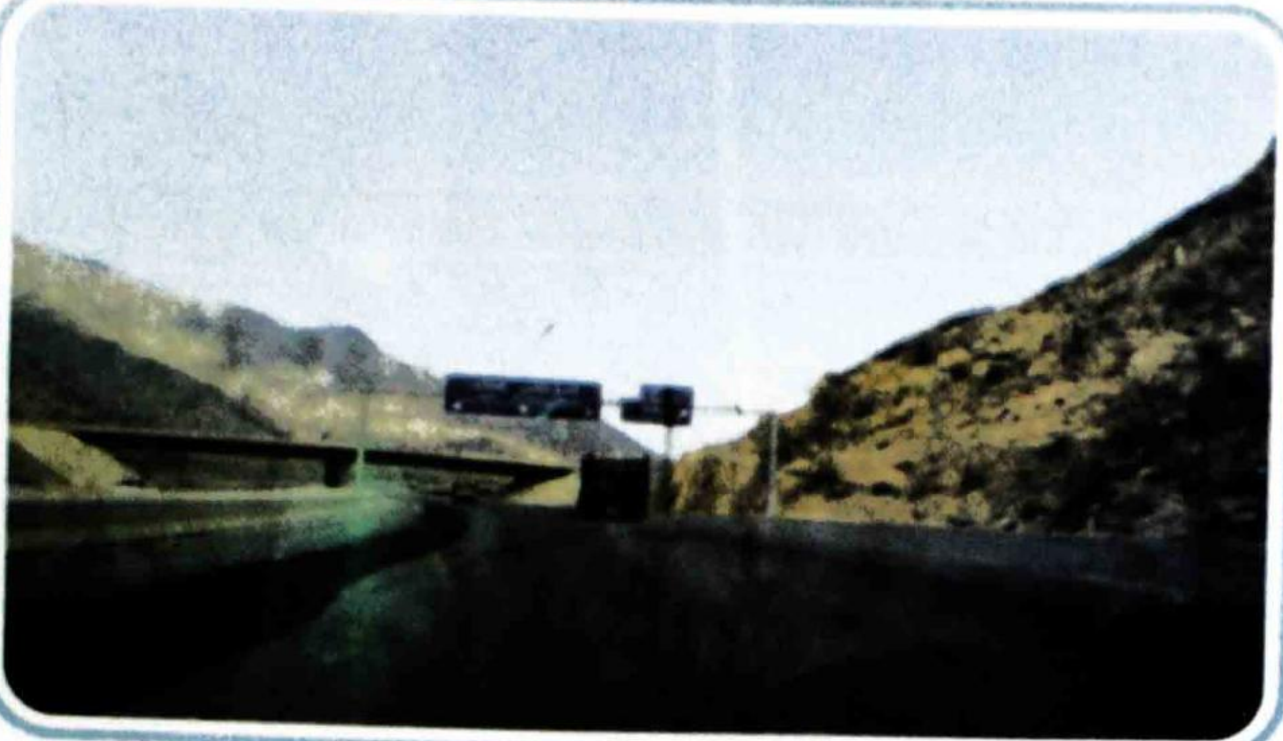
چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے لشکر کے ساتھ جس جگہ محاصرہ کا پڑاؤ ڈالا تھا۔ وہاں امہات المومنین میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ الگ دو خیمے قبہ نما نصب فرمائے۔ یہاں بیس راتوں تک محاصرہ رہا، جب قبیلہ ثقیف مسلمان ہو گیا تو انہوں نے اس جگہ مسجد تعمیر کی جو آج بھی موجود ہے۔



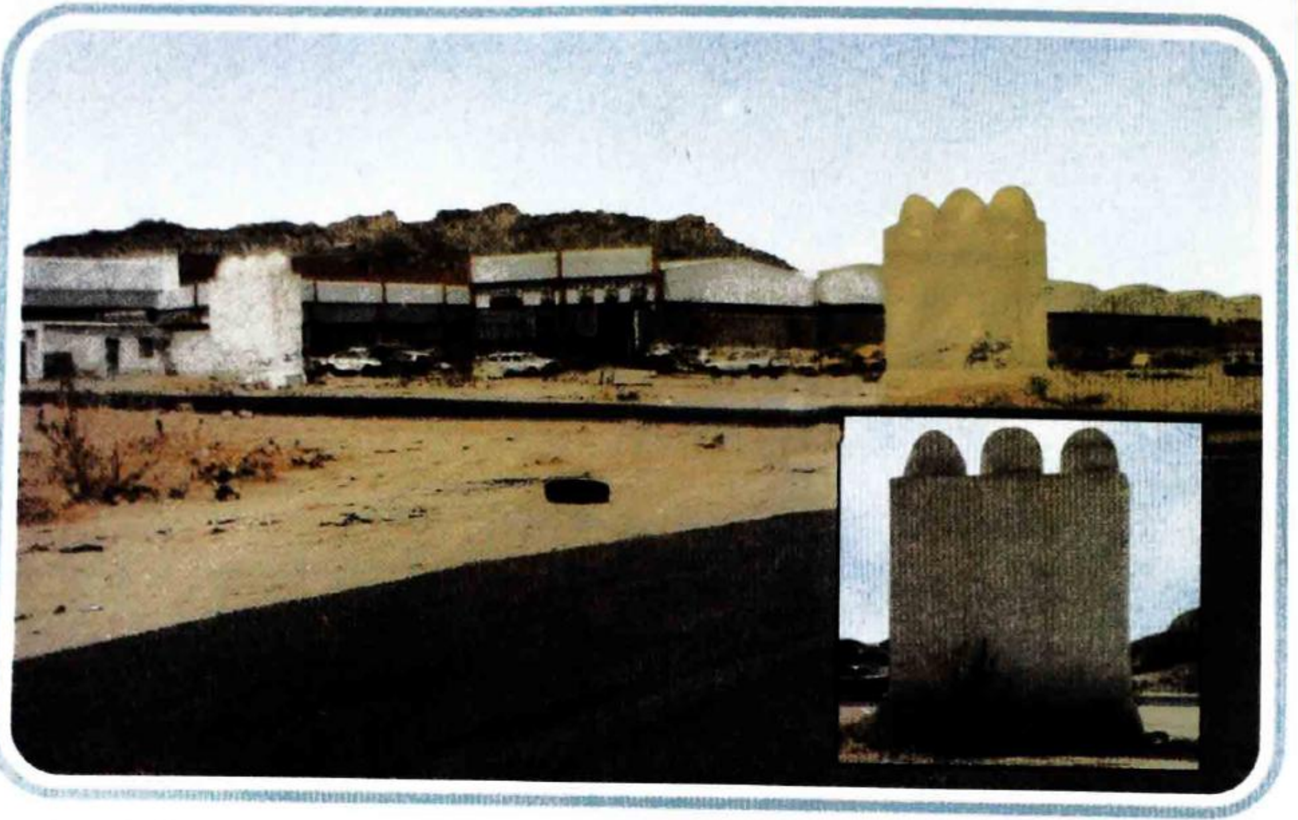
طائف کے قلعہ کا برج جہاں سے تیراندازوں نے مسلمانوں کو بڑا نقصان پہنچایا



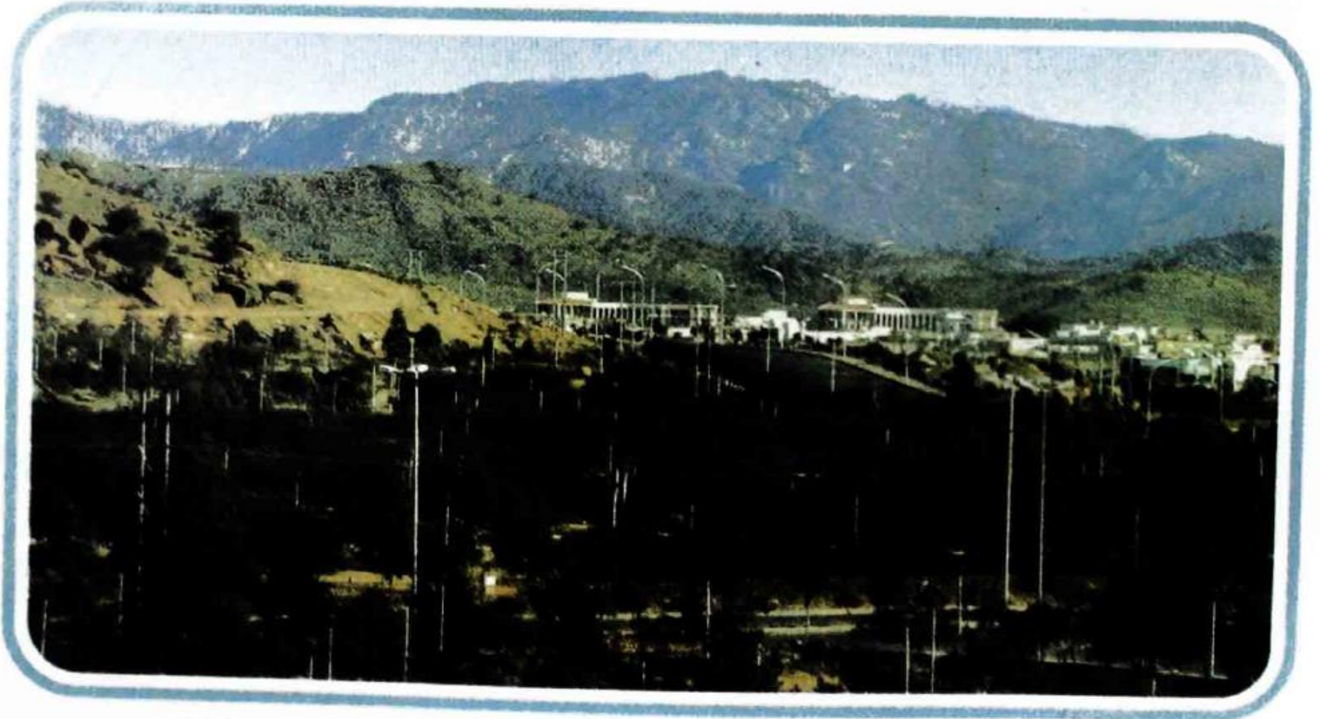
مسجد شرائع: یہ اس مقام کے قریب تعمیر کی گئی جہاں حنین کا معرکہ بپا ہوا تھا۔ یہ طائف اور مکہ کے درمیان ہے



النزلۃ الیمانیہ: وہ مقام جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غزوۂ حنین کے لئے جاتے وقت پڑاؤ فرمایا تھا۔ حنین وہ معرکہ ہے جس سے مجاہدین اسلام کو یہ قیمتی سبق ملتا ہے کہ اپنی تعداد اور اسباب کی بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات پر نظر رکھنی چاہئے۔ فتح و نصرت کا مالک وہی ہے اور وہی اپنے بندوں کی محنت اور قربانیوں کو ٹھکانے لگاتا ہے۔



غزوۂ طائف سے واپسی کے بعد حضور ﷺ ۱۸ ذی قعدہ ۸ھ کو جعرانہ سے عمرے کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جامعہ مسجد جعرانہ سے تھوڑے فاصلے پر حدود حرم کے آغاز کی علامت کے طور پر سڑک کے دونوں جانب یہ علامتی نشان تعمیر کئے گئے ہیں۔ سیرت و تاریخ کے طلبہ کیلئے یہ تصویریں نادر و نایاب تحفہ ہیں۔



طائف شہر کا فضائی منظر

حجۃ الوداع

رسول اللہ ﷺ کا آخری حج

جب تمام ملک عرب سے کفر وشرک کی بنیادیں اکھڑ گئیں اور چاروں طرف اسلام کا دریا موجزن ہوگیا اور جس دین کو حضور ﷺ لے کر آئے تھے، وہ مکمل ہو چکا، اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اذا جآء نصرُ اللہ والفتح سے بھی پتہ چل گیا کہ رسول ﷺ اب دنیا میں چند دن ہی تشریف رکھیں گے۔ نبوت ورسالت کا جو مقصد تھا وہ پورا ہوگیا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ذی قعدہ ۱۰ھ میں حج کا اعلان فرمادیا۔



یہ خبر تمام ملک عرب میں بجلی کی طرح پہنچ گئی اور ہر طرف سے مسلمان پروانہ وار ٹوٹ پڑے، ذیقعدہ کی ۲۶ تاریخ شنبہ کے دن، آپ ﷺ تمام مسلمانوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے لبیک کہتے ہوئے روانہ ہوئے۔

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ دائیں بائیں آگے پیچھے جہاں تک نگاہ پہنچتی تھی، بس آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے اور حضور ﷺ کے ساتھ تمام مسلمان بھی کہنے لگتے تھے، اُس وقت حجاز کی تمام پہاڑیاں گونج اٹھتی تھیں۔

اللہ اللہ کیا وقت تھا، ایک لاکھ مسلمانوں کا مجمع، اس میں آفتاب رسالت جلوہ گر، پھر مقدس سرزمین کا سفر، اسلام کا آخری رکن ادا کرنے کا قصد، اللہ کے دربار میں حاضری کا دن، ایمان کے توشہ سے لبریز، اللہ اور رسول ﷺ کی محبت میں سرشار، حج کے شوق میں بے تاب، لبیک کہتے ہوئے بے تابانہ وار بڑھے جا رہے تھے، آخر ۴ ذی الحجہ، اتوار کے دن، صبح کے وقت، یہ معزز قافلہ مقدس سرزمین میں پہنچ گیا۔ مکہ معظمہ میں پہنچ کر آپ ﷺ نے طواف کیا۔ مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعت نماز ادا کی، پھر سعی کیلئے صفا مروہ پر تشریف لائے، پھر آٹھویں ذی الحجہ کو آپ سارے مسلمانوں کے ساتھ منیٰ تشریف لے گئے، دوسرے دن نویں ذی الحجہ کو صبح کی نماز پڑھ کر آپ عرفات تشریف لے گئے۔

مولانا ارسلان بن اختر کی دیگر تالیفات

